THE ISMAT DELHI.

ESTD 1908.

عصمت



شریف ہندوستانی بیبیوں کے لئے

پاکیزہ خیالات۔علمی۔ادبی مضامین اور مفید معلومات کا مجموعہ جو

مصور غم علامہ راشد الخیری مدظلہ

کی سرپرستی مین ہر انگریزی مہینے مین ایک بار شائع ہوتا ہے

چندہ سالانہ قسم اول پانچ روپے

ایڈیٹر رازق الخیری

چندہ سالانہ قسم دوم ساڑھے

۹۳۱

مصورِ غم حضرت علامہ راشد الخیری کی مختصر افسانوں کے مجموعے

سیلاب اشک یا تصویر

درد انگیز افسانے (۱) پرستارِ محبت عورت کا دل وفا و محبت کے خزانوں سے مالا مال ہے۔ یہ سبق آموز افسانہ جو کٹر سے کٹر انسان کی آنکھیں نمناک کر دیگا اسکا ثبوت ہے اور بے انتہا مقبول ہوا ہے (۲) بلوچن کے تین رنگ ایک خوددار لڑکی وفاداری اور انتقام اور احسان کے جوہر دکھا کر محوِ حیرت کر دیتی ہے (۳) طلاقن کا سفید بال۔ میاں بیوی کے تعلقات کیا چیز ہیں۔ خودداری اور ایثار کسے کہتے ہیں۔ ضمیر و ایمان کیا کام کرتا ہے اس فلسفیانہ نہایت درد انگیز افسانہ سے معلوم ہوگا کہ جس نے کتنے ہی گھر تباہی سے بچا ڈالے (۴) نئ اکیر جس سے معلوم ہوگا کہ ماں کا دل کس قسم کی محبت سے لبریز ہوتا ہے۔ اور سچی خوشی کسے کہتے ہیں (۵) عدل گلبدن شہنشاہ بابر کی لختِ جگر شہزادی گلبدن بیگم کی شجاعت۔ عدل و کرم احسان و عفو کے حیرت انگیز کارنامے۔ (۶) بے قصور بچی۔ بے انتہا مؤثر افسانہ (۷) ثریا کا تحمل۔ ہر افسانہ کے ساتھ زرِ کثیر صرف کرکے فوٹو بلاک کی تصاویر لگائی گئی ہیں جو مشہور مسٹر سمیع نے تیار کی ہیں۔ قیمت ایک روپیہ چار آنہ

جوہر عصمت

۱۳ سبق آموز افسانے (۱) مظلوم بیوی کا پاک جذبہ۔ عرفان ایک شریف و معزز خاندان کا شخص بری صحبتوں کی وجہ سے لاکھ کا گھر خاک کرکے جیل خانہ پہنچنے والا ہوتا ہے کہ مظلوم بیوی کی کوششوں سے اس طرح رہائی حاصل کرتا ہے کہ پڑھنے والے دنگ رہجاتے ہیں (۲) بھنور کی دلہن۔ بلوچی قوم کے مرد و عورت کے عمیق کیریکٹر، ازدواج ثانی پر نہایت موثر بحث۔ محبت کا جواب اور انتقام بے انتہا دلاویز افسانہ (۳) گلی بختیں ہزاروں برس پہلے کے تمدن کا ایک دلچسپ مرقع۔ شجاعت جان نثاری، دوستی وفاداری اور سچی محبت کے حیرت انگیز مناظر (۴) فسانہ تنویر۔ ملکہ تنویر کی درد و غم بھری کہانی (۵) بیگناہ کا قتل۔ محبت کی چوکھٹ پر انسان لڑکی کی قربانی (۶) بھاوج کا کینہ۔ دولت و عصمت کا مقابلہ (۷) مامون الرشید کا دربار اور ایک سچی عورت (۸) عدل جہانگیری۔ شہنشاہ جہانگیر کا انصاف (۹) ہبل کی شہادت (۱۰) ملکہ شہرزاد۔ شہزادی کا عصمت کی کسوٹی پر پورا اترنا (۱۱) برقع کی مستحق خدا کی لاٹھی بے آواز ہے (۱۲) غلط فہمی (۱۳) خاتمہ بالخیر قیمت ۸ /

طوفان اشک

یعنی رواج کی چوکھٹ پر مظلوم عورتوں کی قربانیاں ۱۲ دل ہلا دینے والی کہانیاں قیمت

رواج کی بھینٹ	محروم وراثت	اس ہاتھ دے	میں نے کیا دیکھا
کلنک کا ٹیکہ	سوتیلی ماں کا آخر وقت	تفسیر عبادت	شہید معاشرت
بیوی کی صحنک	توصیف کا خواب	نئی دلہن	طوفان اشک

شہید مغرب

طرابلس اور مراکش میں مسلمان اور عیسائیوں کے مقابلے۔ اسلام اور نصرانیت کے معرکے مسلمان عورتوں کی ناموس اسلام پر قربانیاں مسلمانوں کی ترقی کا راز اور تنزل کے اسباب۔ شدھی اور تبلیغ کا اثر۔ دس درد انگیز افسانے یہ ہیں۔

دو آسمانی مسافر	شہید مغرب	شہید طرابلس	طرابلس سے صدا
عرب سیدانی	سیاہ داغ	افراط و تفریط	صدائے دلگداز
	کلونتیاں	سیمونہ	

اگر آپ کو سیاست سے شوق ہے تو شہید مغرب دیکھئے۔ اگر جوشِ ایمان آپ کے دل میں ہے اور اسلامی خون رگوں میں دوڑ رہا ہے تو شہید مغرب کا مطالعہ کیجئے۔ کنواری لڑکیاں نہ منگائیں قیمت ایک روپیہ

گلدستہ عید

عید کی دعا۔ عید کی خوشی۔ ام جعفر کی عید۔ ترکن ماما کی عید پچاس سال پہلے کی عید۔ کنواری بچی کی عید لیسے ایسے ۱۴ سبق آموز افسانے اور مضامین صرف عید کے متعلق ہیں سچی خوشی کس طرح میسر ہوتی ہے رمضان شریف میں کیا کرنا چاہئے عید کس طرح منائی جاتی ہے اس کا جواب گلدستہ عید میں ملیگا جو بہترین علمی عیدی ہے ہر وقت پڑھنے کی چیز ہے قیمت ۱۲ /

نانی عشو

آپ کتنے ہی سنجیدہ کیوں نہ ہوں ناممکن ہے کہ نانی عشو پڑھتے یا سنتے وقت آپ کے پیٹ میں مارے ہنسی کے بل نہ پڑ جائیں علامہ محترم نے ہنسی کے مضامین بھی لکھے تو وہ جادو کیا کہ تمام ہندوستان میں ان کا ڈنکا بج گیا۔ نانی عشو اور دوسرے ایسے ہی ظرافت آمیز مگر نتیجہ خیز افسانے غیر معمولی مقبولیت حاصل کر چکے ہیں اب انہیں کتابی صورت میں شائع کیا گیا ہے۔ عرب و رگلشن۔ رفاعی۔ سجدہ ندامت پڑھ کر ایک موقع پر آپ کی آنکھوں سے آنسو نکلنے لگیں گے تو دوسرے موقعہ پر ہنسی ضبط نہ ہو سکے گی ڈیڑھ سال میں چار مرتبہ چھپ چکی ہے قیمت صرف ۱۰ /

روداد قفس

حضرت علامہ محترم کی درد و اثر میں ڈوبی ہوئی نظموں کا مجموعہ۔ مظلوم حسینہ روضۂ اقدس پر اسلم کا خط شوہر کے نام، ماں کا پیام سرخاب کا دمِ واپسیں۔ التجائے میر بیٹوں کی فریاد۔ بچپن کی یاد، عید کا کرتہ۔ سہیلی کا خط وغیرہ وغیرہ، وہ نظمیں ہیں جنکا ہر شعر کلیجہ کے پار ہوتا ہے یہ معمولی نظمیں نہیں بے کس و مظلوم عورتوں کے جگر خراش نالے ہیں مسلمان گھروں کے عبرت انگیز معاشرتی مناظر ہیں علامہ محترم کو جذبات نگاری میں جو کمال حاصل ہے وہ پوری طور پر ان نظموں میں نمایاں ہیں یہی وہ نظمیں ہیں جنہیں پڑھکر دلِ دردمند تڑپ اٹھیں گے۔ قیمت ۱۲ /

محصول ڈاک بذمہ خریدار — **منیجر رسالہ عصمت دہلی** — محصول ڈاک بذمہ خریدار

[illegible] سب سے بہتر تصنیف

آمنہ کا لال

حضرت علامہ راشد الخیری مدظلہ کی تازہ تصنیف
جسکا کئی کئی سال سے تعلیم یافتہ مسلمانوں کو انتظار تھا
نہایت آب و تاب کے ساتھ چھپکر تیار ہے

پڑھی لکھی عورتوں کی مجالس میلاد میں اب یہی کتاب پڑھی جائے گی اور وہ اپنی غیر مسلم سہیلیوں کو بڑے فخر کے ساتھ بلا سکیں گی اور اعلیٰ تعلیم یافتہ مرد بڑے ذوق و شوق سے "آمنہ کے لال" کا مطالعہ کرینگے کیونکہ اس میں ایک واقعہ بھی ایسا نہیں جو خلاف عقل کہا جا سکے۔ نثر کے ساتھ ساتھ جہاں جہاں نظم ہے وہ بھی اس قدر مؤثر ہے کہ اہل دل تڑپ اٹھیں۔ کیونکہ تمام اشعار علامہ محترم ہی کے ہیں۔

آمنہ کے لال میں علامہ راشد الخیری مدظلہ کا بہترین لٹریچر ہے اور مسلمان سر آنکھوں پر اس نعمت کو رکھتے ہیں بہت خوبصورت ٹائٹل نہایت دبیز کاغذ عمدہ لکھائی چھپائی۔ قیمت ایک روپیہ (عہ) علاوہ محصول ڈاک

مصور غم حضرت علامہ راشد الخیری مدظلہ کی بے نظیر تصنیف

حیات صالحہ

یعنی

صالحات جو ۲۰ سال سے ناپید تھی اور کئی کئی گنی قیمت پر بھی کہیں نہ ملتی تھی۔ برسوں کی محنت اور تلاش اور سینکڑوں روپے کے صرف کے بعد اب پھر چھپکر تیار ہے

صالحات ہی وہ پہلی تصنیف ہے جس نے علامہ راشد الخیری مدظلہ کے کمال افسانہ نگاری کا ہندوستان بھر میں ڈنکا بجا دیا تھا۔ اس میں ایک نیک لڑکی کی زندگی کے وہ تمام واقعات نہایت موثر پیرایہ میں بیان کئے گئے ہیں جو اکثر ہندوستانی گھروں میں پیش آتے ہیں صالحات سے معلوم ہوگا کہ وہی باپ جو اولاد کا عاشق زار ہے کس طرح بچوں کی جان کا دشمن اور خون کا پیاسا ہو جاتا ہے۔ صالحات [illegible] جاہل سوتیلی ماں کس طرح سوکن کے بچوں کی مٹی پلید کرتی ہے۔ صالحات سے معلوم ہوگا کہ نیک گھر کی لڑکیاں مصائب کا کیسے ایثار اور قربانیوں سے مقابلہ کر کے دنیا کو حیرت میں ڈالدیتی ہیں قصہ کے ضمن میں آج سے چالیس سال پہلے کے گھرانوں کی معاشرت، رسم و رواج وغیرہ نہایت دلچسپ طریقہ سے بیان کئے گئے ہیں۔ طرز تحریر [illegible] زبان وہی قلعہ معلیٰ کی بیگماتی، کوثر سے دھلی ہوئی، واقعات اس قدر مؤثر کہ کلیجے کے پار ہوتے ہیں ہندوستانی زبانوں میں مستورات کے مطلب کے اس قدر بلند معاشرتی ناول بہت ہی کم لکھے گئے ہیں۔ ضخامت پونے دو سو صفحے اعلیٰ درجہ کا دبیز کاغذ عمدہ لکھائی چھپائی قیمت ایک روپیہ آٹھ آنہ (عہ/) دفتر عصمت دہلی سے شائع ہوئی

دونوں کتابیں لینے کا پتہ منیجر عصمت دہلی

مصور غم حضرت علامہ راشد الخیری مدظلہ کی مشہور و مقبول تصانیف

ٹائٹل کے صفحوں پر جن کتابوں کا اشتہار ہے ان کے علاوہ یہ ہیں

اصلاحی معاشرتی ناول

صبح زندگی ۔ شام زندگی ۔ شب زندگی

اردو زبان میں کوئی کتاب گذشتہ دس سال میں ان کتابوں سے زیادہ مقبول نہیں ہوئی اب تک ستر ہزار کے قریب فروخت ہو چکی ہیں مگر آج بھی مانگ کا وہی حال ہے جو شروع میں تھا۔ ان کتابوں نے ہزاروں خاندان کو تباہی و بربادی سے بچا دیا ہزاروں عورتوں کی زندگی سدھر گئی ہزاروں مردوں نے اپنے ہی گھر کو جنت کا نمونہ محض ان کتابوں سے بنالیا۔

شام زندگی نسیمہ کی شادی سے موت تک کے کل واقعات۔ ازدواجی زندگی کے لئے اردو کی سب سے بہتر کتاب ۔ قیمت عہ/

شب زندگی یہ علامہ راشد الخیری کی سب سے اچھی کتاب مانی جاتی ہے جس بیگم کا مطالعہ عالم بالا ہو زندگی بیوہ سیم دلہن کی بدا عمالیوں کی سزا دل پر اثر کئے بغیر نہیں رہ سکتی۔ یہ حصہ اول ہے قیمت عہ/

حصہ دوم میں بتایا ہے کہ مری دیم دلہن کس طرح چھم سے بیر بن جاتی ہے۔ فاطمہ کا کیرکٹر دیکھ کر آپ تڑک رہ جائیں گے ایسا پلاٹ کسی ہندوستانی کتاب میں ملنا تو ناممکن ہے۔ قیمت عہ/

منازل السائرہ ایک لڑکی کے پیدائش سے موت تک کے تمام واقعات بے انتہا دلچسپ پلاٹ نہ کہم کی بہت مشہور تصنیف ہو جو یونیورسٹی کی بڑی جماعتوں کے کورس میں داخل ہے قیمت حصہ اول عہ حصہ دوم عہ/

نوحہ زندگی بیوہ کے نکاح ثانی کے متعلق مصور غم مصنف کی معرکۃ الآرا تصنیف جو بتاتی ہے کہ سنگدل ماں اور جفا شعار باپ کی بدولت ایک لڑکی نکاح ثانی کے جرم میں قید کی مصیبت بھگت رہی ہے۔ چوتھا ایڈیشن قیمت صرف ۱۲/

جوہر قدامت دو ہندو سالی مفصل زندگی دو عورتوں کی جگر خراش داستان جس میں پہلا دور قدیم کی درخشندہ تصویر اور دوسری فرضی تمدنی کتاب ۔ ابن سے معلوم ہوگا کہ عالم نسوان ... قیمت عہ/

تاریخ وسیر ادب و انشا

جنت مکانی محترمہ خاتون اکرم آنجہانی

وداع خاتون ایک طرف تمام ملک کی مایہ ناز انشا پرداز تھیں تو دوسری طرف بحیثیت عورت کے اس قدر اعلیٰ کیرکٹر کی بی بی تھیں کہ انکے اعزا آج بھی ان کی یاد میں خون کے آنسو گراتے ہیں مرحومہ کے خسر حضرت علامہ راشد الخیری مدظلہ نے مرحومہ کے انتقال پر جو قیامت انگیز مضامین تحریر فرمائے تھے وداع خاتون کے نام سے شائع ہوئے ہیں جو بتائیں گے کہ بہو کیسی ہے اور لڑکی شادی کے بعد کس طرح سسرال والوں کے دل فتح کر سکتی ہے۔ وداع خاتون کا ایک ایک فقرہ درد و اثر میں ڈوبا ہوا ہے۔ سو کتابوں کے پڑھنے کا وہ اثر نہیں ہو سکتا جو صرف اس کتاب کا کیونکہ یہ آپ بیتی ہے قیمت ۶/

امت کی مائیں رسول اکرم صلعم کی بیویوں کے حالات زندگی یہ کتاب مسلمان عورتوں کو دین و دنیا کی کامیابی کا راستہ بتاتی ہے قیمت ۱۲/

الزہرا اردو زبان میں جگر گوشہ رسول سیدۃ النساء حضرت بی بی فاطمہ کی بہترین سوانح عمری اسقدر موثر کہ ہچکی بندھ جائے آخر میں واقعہ کربلا کا بیان اور مصور غم کا قلم قیمت صرف ۱۲/

قلب حزین چھوٹے چھوٹے نہایت لطیف ادبی مضامین کا دلآویز مجموعہ ۔ جذبات نسوانی کی درد انگیز ترجمانی ۔ ان مضامین میں علامہ محترم نے شاعری کی ہے۔ نظم نما نثر کا بہترین نمونہ ۔ ہر سطر دل کے پار ہوتی ہے۔ قیمت ۸/

امین کا دم واپسیں شہنشاہ ہارون رشید اور ملکہ زبیدہ خاتون کے لخت جگر شہزادہ امین الرشید کا دردناک قتل قیمت ۶/

نوبت پنج روزہ دہلی کے آخری بادشاہ کے پانچ روزہ جشن۔ غدر کے جگر خراش حالات مفصل اشتہار ٹائٹل کے آخری صفحہ پر ملاحظہ فرمائیے قیمت عہ/ قسم خاص عہ/

اسلامی تاریخی ناول کی طرز پر

یہ کتابیں مردوں کے لئے لکھی گئی ہیں، لیکن مستورات بھی انہیں شوق سے پڑھتی ہیں۔ البتہ بڑی عمر کی شادی شدہ عورتیں پڑھ سکتی ہیں ان میں ہلال و صلیب کی لڑائیاں اسلام کے معرکے مسلمانوں کی سرفروشانہ قربانیوں کا ذکر ہے

منظر طرابلس حضرت عثمان غنی خلیفہ سوم کے زمانہ میں فتح طرابلس کے لئے مسلمانوں کا جوش ایمانی۔ حضرت زبیر بن العوام کی بے مثل بہادری ایثار و شجاعت، محبت کے آتشکدہ میں بیگناہ لڑکی کی قربانی۔ حقیقی بہن کے ہاتھوں بھائی کا قتل۔ مذہبی پیشوا کی سیہ کاریاں، ملکیہ اور شہزادی لبیبہ کی کہانی اور فتح طرابلس کا آخری منظر قیمت ۵/

شہنشاہ کا فیصلہ عہد عباسی کے بغداد کا دلآویز سبق آموز افسانہ ایک شخص اپنی بیوی کی شادی کن اسباب کے تحت میں ایک دوسرے شخص سے کرتا ہے، ایک مصیبت زدہ ماں کا بیگناہ بچہ کس وجہ سے واجب القتل ٹھہرایا جاتا ہے اور ماں کی کیا کیفیت ہوتی ہے، ملکہ اپنے مقصد کیلئے کیا کیا کوششیں کرتی ہے۔ اور آخر میں کس خوبی سے شہنشاہ کا فیصلہ دودھ کا دودھ پانی کا پانی الگ کر دیتا ہے یہ ایسے باب ہیں کہ صرف پڑھنے سے تعلق رکھتے ہیں قیمت ۴/

عروس کربلا کربلا کے واقعات یوں ہی نہایت درد انگیز ہیں اس پر مصور غم نے اپنے مخصوص طرز میں ایک قیامت بپا کر دی ہے بہت مقبول ہے

دربار شہر یار ایران، افغانستان، ہندوستان کی ہولناک لڑائیاں کا مرقع بہرام کے شجاعانہ کارنامے قیمت عہ/

یاسمین شام حضرت عمر فاروق کے زمانہ میں تسخیر شام کیلئے مسلمانوں کی سرفروشانہ قربانیاں

تیغ کمال غازی مصطفیٰ کمال پاشا کے حالات اور یورپ کی مکاریاں قیمت عہ/

اندلس کی شہزادی آئندہ اسلامی ہسپانیہ کے زمانہ کے ہسپین کا ایک دلآویز افسانہ قیمت ۸/

کتابیں مصنفہ محترمہ خاتون اکرم جنت مکانی

محترمہ خاتون اکرم ... ہندوستانی خواتین کی محبوب ترین مصنفہ تھیں ... جن کی مشہور تحریریں ہندوستان بھر میں ... چکی ہیں جن کے فلسفیانہ ... ہونے کے ... مستقل ... سے خراج تحسین وصول کیا تھا اور جن کی تحریریں ... ہیں ... مرحومہ خاتون اکرم نہایت اعلیٰ درجہ کا ادبی مذاق رکھتی تھیں اور اپنے ... خیالات ... سادہ مگر ... الفاظ میں ادا کرنے کی قدرت رکھتی تھیں ... ان کا طرز بیان ... اور دلنشین ہوتا ہے اور وہ نہایت خوبی کے ساتھ ... کو ... صورت میں پیش کر سکتی تھیں ... رسالہ ... نے لکھا تھا مرحومہ خاتون اکرم چھوٹی سی عمر میں نہایت دانشمند اور ... تجربہ رکھنے والی خاتون تھیں ... کے ساتھ خدا نے ان کو ... دولت سے مالا مال کر رکھا تھا جس کی وجہ سے اپنی پُر زور تحریر میں انسانی جذبات کی تفسیر نہایت ... خوش اسلوبی سے ...

جمال ہمنشیں

خاتون اکرم مرحومہ کے بے مثل ادبی مضامین کا شاندار مجموعہ

فانی زندگی، تغیرات زندگی، نیرنگی زمانہ، عبرت گاہ دنیا، موسم بہار، فلسفۂ غم، ساون، پیدا ز خود ... کی زندگی، ہنسی کا ... خوشی کا دن وغیرہ وغیرہ وہ لاجواب مضامین ہیں جو عصمت، تہذیب، شباب اور دوسرے رسالوں میں شائع ہو کر دھوم مچا چکی ہے۔ جمال ہمنشیں کے متعلق اخبار ہمدرد لکھتا ہے "ان مضامین میں فلسفیانہ بحث کی ہے" انڈین ڈیلی میل کی رائے "ان مضامین کی اردو صاف و رواں ہے" زنگ رسالہ حرم کی رائے "یہ مضامین بلحاظ زبان و خیال نہایت بلند ہیں اور ان کی اشاعت اردو زبان پر بڑا احسان ہے" انجمن ترقی کا مشہور سہ ماہی اردو لکھتا ہے "ان مضامین کی عبارت بہت فصیح اور سلیس ہے" اخبار وکیل "جمال ہمنشیں بلاشبہ نسوانی دنیا کے لئے سبق آموز کتاب ہے" اخبار مدینہ کی رائے "مضامین نہایت بلند پایہ ہیں" حضرت علامہ راشد الخیری نے دیباچہ لکھا ہے۔ تین ایڈیشن ہاتھوں ہاتھ نکل چکے ہیں آرٹ کاغذ پر رنگین چھپی ہے ...

گلستانِ خاتون

یعنی جمال ہمنشیں حصہ دوم جنت مکانی کے بے مثل افسانوں کا مجموعہ

شہید ظلم، آرزو کی قربانی، انقلاب زمانہ، تربیت اولاد، مرد کی زندگی، پیام کی تسخیر، دوسری شادی وغیرہ وغیرہ۔ خاتون اکرم جنت مکانی کے وہ سبق آموز اور درد انگیز افسانے جو منوانی ادب میں نمبر ثانی درجہ رکھتے ہیں جن کی وجہ سے زنانہ رسالوں کے خریدار دو سو سینکڑوں کا اضافہ ہو گیا تھا کتاب کی صورت میں جمع کئے گئے ہیں اس سے قبل کسی ہندوستانی خاتون کے ایسے بلند پایہ افسانوں کا مجموعہ اردو میں نہیں چھپا ہندوستانی خواتین **گلستان خاتون** پر جتنا فخر کریں کم ہے۔ ہر افسانہ ہماری معاشرت کی تصویر ہے کہیں ہنسی آتی ہے کہیں آنسو نکلتے ہیں قیمت صرف ...

پیکرِ وفا

ایک ملازم **نتیجہ خیز افسانہ** جس میں ثابت کیا گیا ہے کہ وفا عورت کی خلقت میں کوٹ کوٹ کر بھری ہے اور شریف بیوی اپنے شوہر کے لئے ایسی ایسی قربانیاں کر دکھاتی ہے کہ دنیا حیرت میں رہ جاتی ہے۔ رسالہ ہمایوں کی رائے ہے "یہ ایک کامیاب اور مفید افسانہ ہے جس میں عورتوں کے اس احترام کو واضح کیا گیا ہے جس کی تعلیم اسلام نے ہمیں دی ہے" انداز بیان درد انگیز عبارت سادہ و شگفتہ" اخبار ریاست لکھتا ہے "طرز بیان اس قدر صاف اور دلکش ہے کہ تعریف نہیں ہو سکتی" اخبار کشمیر لکھتا ہے "پیرایۂ بیان دل گداز ہے" اخبار صداقت کی رائے ہے "پلاٹ اور کیرکٹر دونوں کے لحاظ سے اعلیٰ درجہ کا افسانہ ہے" یہ بھی آرٹ کاغذ پر چھپا ہے قیمت ...

بچھڑی بیٹی

نہایت دلچسپ سبق آموز افسانہ کئی زنانہ رسالوں میں شائع ہو کر بے انتہا پسند کیا جا چکا ہے۔ ایک لڑکی ماں باپ سے بچھڑ جاتی ہے۔ اس کی جدائی میں ماں باپ کی جو کیفیت ہوتی ہے صرف کتاب پڑھنے سے تعلق رکھتی ہے برسوں کے بعد وہی لڑکی اس طرح ملتی ہے کہ جنت مکانی کی بے مثل افسانہ نگاری کی داد دینی پڑتی ہے۔ بے حد دلچسپ قصہ ہے بڑھیا آرٹ کاغذ پر چھپا ہے قیمت ...

چاروں کتابیں آرٹ کاغذ پر نہایت خوبصورت چھپی ہیں

ملنے کا پتہ:- **مینیجر عصمت دہلی**

انگریزی اور یورپی کھانے	ترکی اور عربی کھانے	ایرانی اور افغانی کھانے
بنگالی اور مدراسی کھانے	کشمیری اور میسوری کھانے	گجراتی اور دکنی کھانے
حیدرآبادی اور بہاری کھانے	بہار اور لکھنؤ کے کھانے	پشاوری اور سندھی کھانے
چینی اور جاپانی کھانے	لذیذ کھانے	عمدہ عمدہ کھانے
غریبوں اور امیروں کے کھانے	سینکڑوں قسم کے کھانے تیار کرینگی	بزرگوں اور بچوں کے کھانے

اردو زبان میں بہترین کتاب

عصمتی دسترخوان (حصہ اوّل)

عصمتی دسترخوان کی جو خصوصیت اور کسی کتاب میں نہ ملے گی یہ ہے کہ تمام ترکیبیں تجربہ کی ہوئی ہیں اس لئے ترکیبیں بالکل صحیح ہیں اور وزن بالکل درست بیشمار ہندوستان بھر کی ہزاروں ۸۰ عصمتی بہنوں نے اس کتاب کی تیاری میں حصہ لیا ہے۔ اور ایڈیٹر صاحب عصمت کی اہلیہ محترمہ جناب آمنہ نازلی نے بڑی محنت سے کتاب مرتب فرمائی ہے۔ باورچی خانہ کے انتظام اور کھانوں کے متعلق بھی نہایت قیمتی ہدایات درج کی گئی ہیں۔ ایک ایک چیز کئی کئی قسم کی تیار کرنے کے لئے بھی عصمتی دسترخوان سے بہتر کتاب ملنی ناممکن ہے مثال کے طور پر صرف دو کھانوں کی فہرست ملاحظہ کیجئے

پڈنگ کی ترکیبیں		کبابوں کی ترکیبیں		
پلم پڈنگ	انجیر پڈنگ	ران کے کباب	کباب بیضہ مرغ	آتش کباب
کھوئے کی پڈنگ	انڈے پڈنگ	آلو کے کباب	کچے قیمہ کی ٹکیاں	شامی کباب
نارنگی بھری پڈنگ	بیبے پڈنگ	کچے آلو کے کباب	گوشت کے میٹھے کباب	آنتوں کے کباب
جنجر پڈنگ	جلیبیوں کی پڈنگ	ناریل کے کباب	کباب مرغ مسلم	انگریزی کباب
روز پڈنگ	میدہ وار پڈنگ	مچھلی کے سیخ کباب	سیخ کے چٹپٹے کباب	اروی کے کباب
اناناس پڈنگ	کشمش پڈنگ	سیخ کے کباب	مچھلی کے شامی کباب	اور کئی کئی قسم
گوند بیماروں کے لئے	بالائی پڈنگ	پسندے کے کباب	دہی کے کباب	کے کباب

یہ صرف دو چیزوں کی فہرست ہے۔ اسی سے کتاب کا اندازہ کیجئے۔ چاول کئی کئی طرح کے اور میٹھے۔ سویاں۔ کھیر۔ فیرنی۔ سادے ترکاری ملکہ سالن۔ مچھلی مرغ۔ جیلی، بسکٹ کیک دالیں، مٹھائیاں، حلوے، چٹنیاں مربے، آچار، سموسے، پراٹھے۔ پوری کچوریاں، پراٹھے روٹی۔ غرض ہر قسم کے مشرقی و مغربی کھانوں کی بڑی بڑی اچھی ترکیبیں ہیں اور ہر چیز کی کئی درجن ترکیبیں۔ یہ کتاب ہر شریف گھرانے میں ہونی چاہئے۔ ہندوستان بھر میں اس کی دھوم مچی ہوئی ہے۔ سینکڑوں خطوط اس کی تعریف میں آچکے قیمت صرف عہ مجلد ۲ روپے

ملنے کا پتہ: منیجر عصمت دہلی

عصمتی دسترخوان کی شہرت بیحد ہے

عصمتی دسترخوان کا سات ماہ میں دوسرا ایڈیشن نکلا ہے یہی اس کی مقبولیت کا ثبوت ہے سینکڑوں خطوط اس کی تعریف میں آچکے اور برابر آرہے ہیں۔ چند خطوط کا خلاصہ یہ ہے اس سے اندازہ لگایئے کہ عصمتی دسترخوان کیسی بے نظیر کتاب ہے۔

بیگم نواب محمد علی خاں صاحب بہادر مالیر کوٹلہ پنجاب تحریر فرماتی ہیں "عصمتی دسترخوان نے ایک اشد ضرورت کو پورا کیا ہے اپنے رنگ میں ایک نعمت ہے اور میرے خیال میں ہر گھر میں اس کی ضرورت ہے۔ عصمتی دسترخوان خانہ داری پر ایک احسان ہے جس کا خواتین کو آپ کا شکریہ ادا کرنا چاہئے۔ میں نے فی الحال دو ایک چیزیں اس کی ترکیب کے مطابق تیار کیں اور بہت ٹھیک پائیں۔"

بنت راجہ غلام مہدی خاں صاحب (ف) راولپنڈی لکھتی ہیں "میں کھانے پکانے کی بہت سی کتابیں منگا چکی ہوں لیکن کسی کتاب میں اتنی صحیح ترکیبیں نہیں پائیں"

بنت نواب محمود علی خاں صاحب وکیل میرٹھ کے خط کا خلاصہ "اگرچہ اردو میں کھانے پکانے کی بہت سی کتابیں شائع ہو چکی ہیں مگر میرے خیال میں عصمتی دسترخوان کی طرح صحیح اور تجربہ کردہ کتاب کہیں نہ نکلے گی۔ عصمتی دسترخوان اپنی طرز کی بلکہ دوسرے کھانے پکانے کی کتابوں میں بہترین اور مستند کتاب ہے۔"

مسز سید ظہور عالم صاحب حسین آباد مونگیر لکھتی ہیں کہ "عصمتی دسترخوان ایک مکمل باورچی خانہ ہے"

محترمہ غدیر فاطمہ بنت محمد علی صاحب نصر م ۲ گڑھ کے خط کا خلاصہ "عصمتی دسترخوان بہت عمدہ کتاب ہے"

بنت بلدیو پرشاد صاحب لیڈی ہاسپٹل بھوپال "عصمتی دسترخوان" بہت عمدہ کتاب ہے"

بیگم احمد عمر صاحب کرنال کو مصوری "عصمتی دسترخوان دیکھ کر جی خوش ہوگیا"

محترمہ آرا بیگم صاحبہ بھوپال کی رائے ہے "عصمتی دسترخوان نے عالم نسواں کی بڑی کمی کو دور کر دیا ایسی کتاب کی سخت ضرورت تھی"

محترمہ ملک مظفر سید محمود صاحب ... "اگر وہ آنکھوں ... عصمتی دسترخوان کی ترکیبیں ..."

عصمتی دسترخوان کی قیمت صرف عہ مجلد ۲ روپے

منیجر عصمت دہلی

عصمتی دسترخوان کے دوسرے حصے

عصمتی دسترخوان ہمارا یہ کتاب ہے سینکڑوں جنہیں ملا کر اور انکی ترکیبیں تجربہ کرکے دیکھ چکی اور تسلیم کرچکی ہیں کہ ہندوستان کی کسی زبان میں کھانے پکانے کے موضوع پر ایسی کارآمد کتاب آج تک شائع نہیں ہوئی۔ عصمتی دسترخوان کی یہ خصوصیت کہ صرف وہی ترکیبیں درج کی گئی ہیں جو پہلے تجربہ کرلی گئی ہیں اور اس لئے اشیاء کے اجزا صحیح اور ترکیبیں بالکل درست ہیں یہی خصوصیت عصمتی دسترخوان کے دوسرے حصوں میں بھی ہیں۔ چنانچہ وہ حصے بھی اکمال شائع ہوکر مقبولیت حاصل کررہے ہیں

عصمتی ہنڈکلیا

یہ کتاب بچیوں کے لئے ہے تاکہ وہ شادی سے قبل کھانے پکانے کے فن میں ماہر ہوجائیں اور ایک کنواری بچی کو جو جو کچھ جاننا چاہیئے عملی طور پر اس سے واقف ہوجائے۔ سوا سو کھانوں کی صحیح صحیح ترکیبیں بچیوں ہی کے مطلب کی درج کی گئی ہیں پھر خوبی یہ کہ کھانے پکانے کے متعلق نہایت ہی کارآمد ہدایتیں درج کی گئی ہیں جو ہر لڑکی کو ضرور جاننی چاہئیں عصمتی ہنڈکلیا کے مضامین بھی بے انتہا مفید ہیں۔ باتصویر ٹائٹل قیمت صرف ۸/

ناشتہ

دوپہر اور رات کے کھانے سے قبل صبح اور تیسرے پہر کیا کیا ناشتہ کیا جاتا ہے اس موضوع پر سب سے پہلی قابل قدر کتاب جس میں چاء، کوکو، شربت لسی، فالودہ، آئس کریم، بسکٹ، کیک، ٹوسٹ، کڑاہی وغیرہ وغیرہ نیز ہندوستان کے ہر صوبہ اور ہر حصہ کے مختلف قسم کے ناشتوں کی کئی کئی ترکیبیں گویا اس کتاب کی موجودگی میں جس حصہ ملک کا مہمان آجائے آپ اسی کے مطلب کی چیز ہم ناشتہ میں پیش کرسکتے ہیں۔ یہ بھی باتصویر ٹائٹل رہی اور مقبول ہو رہی ہے۔ قیمت صرف دس آنے۔

ان دونوں کتابوں کے علاوہ مندرجہ ذیل کتب بہ ترتیب ہر ایک دو کتابیں آخر جنوری ۱۹۳۱ء تک شائع ہوجائیں گی۔

بچوں کے کھانے

ننھے بچوں کے لئے اصول صحت سے کس قسم کی غذا دینی چاہئے کونسے کھانے مفید ہیں اور کونسے مضر اس موضوع پر بے نظیر کتاب قیمت ۸/

بیماروں کے کھانے

بیماروں کے لئے جو کھانے بیحد مفید ہیں انہیں صرف انہیں کی ترکیبیں ہیں اور کئی قابل تجربہ کار ڈاکٹروں نے انکی تیاری میں حصہ لیا ہے قیمت ۸/

مشرقی و مغربی کھانے

یعنی عصمتی دسترخوان کا دوسرا حصہ۔ مشرق و مغرب کے سینکڑوں کھانوں کی ترکیبیں جو عصمتی دسترخوان حصہ اول میں نہیں ... یہ کتاب ... میں شائع ہوگی اور ... ہوجائیگی۔

منیجر عصمت دہلی

عصمتی کروشیا

کروشیا کی شوقین بہنوں کے لئے نہایت مفید کتاب
جنکی تصویریں مشہور مصور مسٹر ... جی ڈی آرٹسٹ سے بنوائی گئی ہیں۔

مختصر فہرست

بگڑ بنا گاڑی	فارم ہاؤس	گڈ نائٹ	ڈاک بنگلہ
مسجد کا دروازہ	مرغ	شیر ببر	کلمہ طیبہ
بچے اور ہرن	امام حسین	ناچتا مور	آدمی مع مشک
	تاج محل آگرہ	جامع مسجد دہلی	

۵ نفیس انسرشن	۱۱ دلآویز جھالریں	۶ خوبصورت کونے	
خوش آمدید	عید مبارک	درخت نا ڈالی	چڑیا ڈالی پر
طرہ دان	پر دار گھوڑے	گائے بیل	راج ہنس
بچہ مع تیر و کمان	ایک خاتون مع پنکھا	ٹی کوزی	تولیے

۲۵ عصمتی بہنوں نے یہ کتاب تیار کی ہے اور فن کروشیا کی مشہور ماہر محترمہ فاطمہ بیگم بنت قاضی محمد حسین صاحب نے ترکیبیں اور ہدایات لکھ کر مرتب کی ہے مفید کتاب ہے قیمت ایک روپیہ آٹھ آنہ (عہ/)

عصمتی کشیدہ

یہ کتاب نہایت اچھے اچھے نمونے انتخاب کرکے مرتب کی گئی ہے۔ پہلے کشیدہ کے متعلق ضروری اور کارآمد ہدایتیں ہیں پھر ہر نمونہ کی ضروری تشریح ہے۔ میز پوش، پلنگ پوش، رومال، کرسیوں کے گدے، تکیوں کے غلاف، پلنگ کی چادروں، پردوں وغیرہ وغیرہ کے وسط اور کونوں کے پھولوں، بوٹوں، گلدستوں وغیرہ کے کئی درجن خوبصورت نمونے ہیں وضع وضع کی دلآویز بیلیں۔ مثلاً سلمہ ستارے کی بیلیں۔ کلابتون اور ریشم کی بیلیں موتیوں کی بیلیں سٹنسلنگ۔ شنیل کی بیلیں، ساری قمیص فراک وغیرہ کے لئے پھر مختلف قسم کی کڑھت۔ پرندوں چرندوں اور چند عمارات کے خاکے غرض نہ صرف بچیوں اور لڑکیوں کے لئے ہی یہ کتاب بہت کارآمد ہے اور انھیں ہنرمند اور دستکار بنا دے گی بلکہ بڑی عمر کی عورتوں کے لئے بھی اس میں کافی دلچسپی ہے۔ قیمت ایک روپیہ آٹھ آنہ (عہ/)

مرتبہ محترمہ آمنہ نازلی صاحبہ

ملنے کا پتہ: منیجر عصمت دہلی

تصانیف محترمہ صغرا ہمایوں مرزا ام آر اے ایس لندن

سرگذشت ہاجرہ

دلچسپ اور سبق آموز قصوں کے پیرایہ میں اخلاقی و اصلاحی جواہرات کا گنجینہ بہا وغیرہ۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ازدواجی زندگی میں جو بدمزگی پیدا ہو جاتی ہے عورت بہ صبر کیونکر دور کر سکتی ہے۔ چار سہیلیاں ایک جگہ جمع ہو کر آپ بیتی سناتی ہیں اس میں ہاجرہ کی سرگذشت سب سے زیادہ دلچسپ اور مفید ہے اور بتائے گی کہ بیویاں بگڑے ہوئے گھر کس طرح سنوارتی اور ہاتھ سے نکلے ہوئے شوہروں کو کیونکر اپنا کر لیتی ہیں علامہ سر محمد اقبال کی رائے ہے کہ سرگذشت ہاجرہ مستورات کے لئے نہایت مفید کتاب ہے، طرز بیان بھی سادہ موثر اور دلکش ہے۔ بیگم صاحبہ سر عبدالقادر صاحب بیرسٹر ایٹ لا کی رائے ہے کہ یہ نہایت اچھی اور دلچسپ کتاب ہے۔ اس میں ہر قسم کے نقائص کی بڑی خوبی سے قصہ کے پیرایہ میں اصلاح کی ہے، "نواب فصاحت جنگ بہادر کی رائے کا خلاصہ "سرگذشت ہاجرہ مستورات کے اخلاق و تربیت کی ہر کال ہے۔ لاجواب مفید قابل قدر کتاب ہے" خان بہادر سر عبدالقادر لاہور کی رائے ہے۔ سرگذشت ہاجرہ نتیجہ خیز و عمدہ دلچسپ کہانی ہے۔ لڑکیوں کے لئے مفید ہے۔ باتوں باتوں میں اخلاقی سبق اس سے حاصل ہوتے ہیں بار دوم قیمت ۱ر

موہنی

ایک اخلاقی معاشرتی افسانہ ایک شہزادی شوہر کے انتقال پر گھر بار چھوڑ کر جنگلوں میں ماری ماری پھرتی ہے یہاں تک کہ ایران پہنچتی ہے اور وہاں عجیب طریقہ سے شوہر سے ملاقات ہوتی ہے، ایران کی معاشرت، مہمانداری، زچخانہ، شادی بیاہ، رسوم و رواج پر ایسی مفید معلومات کسی کتاب میں نہ ملیں گی۔ بہت دلچسپ اور سبق آموز قصہ ہے مصنفہ کی تصویر بھی ہے قیمت ۱۲ر

تحریر النسا

لڑکیوں اور عورتوں کے لئے جدید طرز پر خط و کتابت کی بے نظیر کتاب۔ اخلاقی و معاشرتی و مذہبی سبقوں کا لاجواب مجموعہ جس میں مستورات کو عملاً کارآمد اور مفید بہت سی باتیں بتائی گئی ہیں۔ یہ کتاب انشا کی انشا ہے اور نتیجہ خیز سبق آموز مضامین کا مجموعہ بھی اسے پڑھنے کے بعد نہ صرف مستورات ہر موضوع پر اچھے اچھے خطوط ہی لکھ سکتی ہیں بلکہ ان کی معلومات میں بھی معقول اضافہ ہوتا ہے ضخامت ... صفحہ قیمت ۱۲ر

شمع خاموش

اردو کی مشہور شاعرہ مرحومہ نجو بیگم لکھنوی کی درد انگیز اور موثر نظموں کا مجموعہ شہزادی الخیری اڈیٹر عصمت و بنات نے دیباچہ لکھ کر مرتب کیا ہے۔ یہ نظمیں ہندوستانی مسلمان عورتوں کا صحیح ترین فوٹو ہے اردو رسائل میں شائع ہو کر مقبول ہو چکی ہیں ہر شعر درد سے لبریز ہے جگر آنسو نکل آتے ہیں قیمت ۸

تندرستی ہزار نعمت

عصمت کی مایۂ ناز مضمون نگار محترمہ زہرہ بیگم فیضی بمبئی کے نہایت مفید مضامین ۱۹۲۸ء سے ۱۹۳۲ء میں صحت اور قوت ارادی کے عنوان سے شائع ہو کر مقبول ہو چکے ہیں۔ ان مضامین میں محترمہ موصوفہ نے صحت قائم رکھنے کے چند اصول بڑی خوبی سے بیان فرمائے ہیں اور ساتھ ہی ساتھ اپنی سیاحت امریکہ و یورپ کے تجربے بھی تحریر فرمائے ہیں۔ یہی مضامین جدید اضافہ کے ساتھ کتابی صورت میں شائع ہوئے ہیں آنکھیں آنکھوں کا تعلق ہاضمہ سے۔ دانت مالش کرنا غسل پینے کا پانی۔ غذا، نیند کتاب کے اہم عنوانات ہیں قیمت ۱۴ر

بالشتیوں کی دنیا

ایک انگریز سیاح گلیور صاحب بالشتیوں کی دنیا میں چلے گئے تھے جنہیں بالشتیے دیو سمجھتے تھے۔ سیاح کبھی دو جنوں بالشتیوں کو ہتھیلی پر اٹھا لیتا تھا کبھی کئی کئی کو جیب میں ڈال لیتا تھا۔ اور سینکڑوں بالشتیوں کا جو کھانا نہایت اہتمام سے تیار ہوتا ایک لقمہ میں ختم کر دیتا تھا۔ بڑے مزے دار کہانی ہے۔ لڑکے اور لڑکیاں پڑھیں گے تو خوب ہنسیں گے۔ صاحبزادہ ولی احمد خاں صاحب بی۔ اے نے ترجمہ کیا ہے۔ کتاب کا نام ہے "مختصر دنیا" قیمت صرف ۵ر

بچوں کی تربیت

بچوں کی پرورش اور تربیت پر اس قدر آسان پیرایہ میں ایسی مفید کتاب اردو میں آج تک شائع نہیں ہوئی دلی کے شریف گھرانوں میں بچوں کی پرورش میں جن جن باتوں کا خیال رکھا جاتا تھا اور جن بیماریوں میں اشرفیاں خرچ کی جاتی ہیں اور اس وقت بیسیوں پر کام ہوتا تھا وہ سب اس میں جمع کی گئی ہیں پھر سائنس اور حفظان صحت کے اصولوں پر لکھی گئی ہے اور ذاتی تجربے بیان کئے گئے ہیں از مولوی عبدالغفار صاحب الکبیری سابق پروفیسر ٹروکشس یونیورسٹی بیروت قیمت ۱۰ر

تصانیف مولوی محمد ظفر صاحب ایم اے ایل ایل بی

ماں بچہ کی نگہداشت

گھر گھر بچہ اور اس کی ماں کی صحت کی خرابیوں نے کہرام مچا رکھا ہے گویا خانگی مسرت معدوم ہو چکی ہے۔ کتاب کیا ہے ایک عملی معجزہ اور پراثر تعویذ ہے مائیں خود پڑھیں اور لڑکیوں کو جہیز میں دیں بہت مقبول ہوئی ہے اب تیسری دفعہ چھپی ہے اور بہت کچھ جدید اضافہ کیا گیا ہے قیمت ۶ر

روح القرآن

کلام مجید پر ہمارا ایمان ہے اگر ہم اسے غور سے اور سمجھ کے پڑھیں تو ہم دین و دنیا دونوں میں کامیاب انسان بن جائیں۔ اردو تو کیا دنیا کی کسی زبان میں ایسی جامع اور نرالی کلید نہیں لکھی گئی۔ مختلف ملکوں کے اسکالر اسے منگا منگا کر ترجمان بنا رہے ہیں۔ اگر یہ کلید کسی مغربی ملک میں تیار کی جاتی تو قدردانی سے اس کا مؤلف مالا مال ہو جاتا۔ پہلے حصہ میں مضامین کی فہرست۔ موجودہ زمانہ کی ضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے تیار کی گئی ہے۔ ذرا سی دیر میں آیت مل جاتی ہے۔ دوسرے حصہ میں مشکل الفاظ کے لغت۔ تیسرے میں سورتوں کے عملیات اردو سلیس خلاصے، اور شان نزول ہر حصہ میں پارہ، رکوع اور آیت کی باقاعدہ ترتیب قائم رکھی گئی اور بھی بہت سی خوبیاں ہیں۔ یہ کتاب لڑکیوں کو جہیز میں دئے جانے کے قابل ہے۔ چھوٹے بڑے سب اسے ہر وقت پاس رکھیں قیمت ۸ر

روحوں کے کرشمے

مرنے والوں کی روحوں کے حالات معلوم کرنے کا ایک کو شوق ہوتا ہے جن کے دل زخمی ہوتے ہیں وہی اس دلچسپ مضمون کا مطالعہ کرتے ہیں اگر دوسرے خوش قسمت بھی ایسی کتابیں پڑھیں تو ان کی آنکھیں بھی کھلیں گی کہ ہمارا اور گرد روحانی دنیا ہے اور روح کوئی فنا ہونے والی چیز نہیں ہے۔ اس میں دلچسپ سچے روحانی واقعات ایسی دلکش عبارت میں لکھے گئے ہیں کہ کتاب بغیر ختم کئے ہاتھ سے نہیں رکھی جاتی قیمت ۱۲ر

تصانیف خواجہ حسن نظامی صاحب

بیوی کی تعلیم

عورتوں کے لئے یہ خواجہ صاحب کی سب سے مفید اور دلچسپ کتاب ہے۔ دراصل خواجہ صاحب نے اپنی بیوی کو انہیں سبق ضروری معلومات کے متعلق دئے۔ اب جدید ایڈیشن میں سیاسی حالات کا بھی اضافہ کر دیا۔ یہ کتاب عورتوں نے بہت پسند کی ہے چودہ دفعہ چھپی ہے قیمت ۱۲ر

بیوی کی تربیت

خواجہ صاحب نے چند ضروری سوالات ہندوستانی معاشرت کے متعلق کئے اور ہندوستان کی نامور عورتوں نے ان کے جوابات لکھے ان کا انتخاب اس میں درج ہے۔ اس کے پڑھنے کے بعد بیوی سلیقہ شعار، شوہر کی غمگسار بچوں کی حقیقی ہمدرد بن جاتی ہے قیمت ۸ر

گم ٹو موت

اس میں موت کا دردانگیز بیان بڑے بڑے آدمیوں کے مرتے وقت کے اقوال ہیں۔ علامہ راشد الخیری کے بھی کئی دردناک فسانے ہیں بہت ہی موثر مضامین کی سبق آموز کتاب ہے پانچ دفعہ چھپی قیمت ۱۲ر

یزید نامہ

قاتلان حسین سے انتقام لینے کی بحثیں شاہان بنی امیہ کے حالات قیمت ۱۲ر

مرگ نامہ

گم ٹو موت کا دوسرا حصہ قیمت ۸ر

چٹکیاں گدگدیاں

ہنسی کے مضامین مہذب ظرافت کی مشہور کتاب قیمت ۱۲ر

اردو دعائیں

اپنی زبان میں سچے دلی جذبات کے ساتھ دعا مانگئے پھر آپ دیکھیں گے کہ دعا کس طرح قبول ہوتی ہے کئی دفعہ چھپی قیمت ۳ر

کائنات بیتی

سورج، چاند، ستارے، آسمان خاک، لوہا، کل مشینیں، ریل موٹر، غرض کل کائنات کے متعلق خواجہ صاحب کے نہایت دلچسپ البیلے عارفانہ مضامین بعض لوگوں نے تو بہت ہی پسند کئے ہیں ان سے معلومات میں حیرت انگیز اضافہ ہو جاتا ہے قیمت صرف چودہ آنہ ۱۴ر

تصانیف ڈاکٹر سعید احمد صاحب

پتھر سے ہیرا

ایسی تبلیغی قصہ کہ بتائے گا کہ اس دنیائے انسانی میں ایک عورت کی سچی ہمدردی اور محبت بھری گفتگو کیا کچھ جادو کر سکتی ہے یہ قصہ آپ کو اس بات کا یقین دلائے گا کہ بچوں کی صحیح تربیت کا طریقہ کیا ہے۔ بہت دلچسپ قصہ ہے قیمت صرف چودہ آنہ ۱۴ر

اسلام اور عورت

جس میں انتہائی عرق ریزی اور جانفشانی اور محنت سے مختلف احادیث نقل کر کے یہ بتایا ہے کہ اسلام نے دنیائے انسانی میں کیا درجہ رکھا ہے۔ مرد و عورت کے حقوق کیا ہیں اور کس طرح وہ انسان کی تکمیل میں برابر کا حصہ لیتی ہے۔ اور دوسرے مذاہب میں عورت کا جو درجہ ہے اس سے بھی اسلامی عورت کا مقابلہ کیا گیا ہے۔ بڑے دلچسپ پیرایہ میں لکھی گئی ہے بے حد دلکش و دلآویز کتاب ہے۔ اتنی مفید اور صحیح معلومات کسی کتاب میں آپ کو نہیں مل سکتیں۔ ہر مسلمان مرد و عورت کی نظر سے یہ کتاب گذرنی چاہئے قیمت ۱ر

شادی سے پہلے اور شادی کے بعد

یہ دونوں کتابیں شریف عورتوں اور مردوں کے پڑھنے کے قابل ہیں جن سے یہ معلوم ہوگا کہ شادی کیا چیز ہے اور کامیاب زندگی کس طرح بسر کی جا سکتی ہے۔ ہر کتاب کی قیمت ۴ر دونوں کی ۸ر اس کے علاوہ پیدائش سے ۴ برس کی عمر تک ۸ر پانچ سال سے جوانی تک ۸ر دور جوانی ۸ر عمر بڑھاپے کے طریقے ۸ر یہ سب کتابیں مفید بھی ہیں اور دلچسپ بھی۔

مثنوی سلطانہ رضیہ بیگم

ہندوستان کی مشہور حکمران ملکہ سلطانہ رضیہ کی نفس کشی، جانبازی، بلند حوصلگی، اور جنگی حالات کا فوٹو موجودہ زمانہ کی سب سے بڑی مثنوی جس کو پنجاب کے بڑے بڑے آدمیوں نے پسند کیا۔ قیمت عہ ایک روپیہ رعایتی ۱۲ر

منیجر عصمت دہلی

اتالیق نسواں

اس کتاب سے بہتر عورتوں کو عملی کام اور انتظام خانہ داری سکھلانے بہو بیٹیوں کو سگھڑ اور سلیقہ شعار بنانے بچوں کو تعلیم و تربیت دینے کی کتاب شائع نہیں ہوئی جس کے ۱۳۰۰ (تیرہ سو) صفحوں میں ۱۲۰۰ سو شکلیں تمام عملی کام جن سے روزمرہ سابقہ پڑتا ہے کلیں اردو زبان میں سمجھائے ہیں استانیوں کے پیٹ میں بھی اتنے گُن نہ ہوں گے جو اس میں موجود ہیں ایک شریف عورت کو جو کچھ ہونا چاہئے وہ سب **اتالیق نسواں** کے دسوں حصوں میں موجود ہے مشاہیر قوم نے بھی پسند کیا آپ ملاحظہ فرمائیں گی تو یقیناً آپ بھی اعتراف کریں گی لڑکیوں کے لئے نہایت مفید اور کارآمد کتاب ہے قیمت للعہ تیسری دفعہ چھپی ہے۔

مولانا حالی کے جواہرات

اخلاقی اور قومی نظموں سے جدید اردو شاعری میں مولانا حالی ہی نے روح پھونکی تھی ان کی مندرجہ ذیل کتابیں فراہم کرنے کا ہم نے انتظام کیا ہے

دیوان حالی مکمل جدید و قدیم دیوان جس میں مشہور رباعیات و قطعات مرثیہ وغیرہ جن کے اکثر اشعار اس قدر موثر اور پرکیف ہیں کہ لوگ حفظ کرتے ہیں۔ تاریخ، مذہب، اخلاق، وطنیت کی چاشنی جابجا ہے قیمت صرف عہ

بیوہ کی مناجات مولانا حالی نے یہ نظم لکھ کر عالم نسواں پر بڑا احسان کیا ہے مظلوم بیوہ عورتوں کے جذبات کا ہو بہو فوٹو کھینچ دیا ہے قیمت ۴ر

چہار گلزار حالی مولانا حالی کی چار مشہور مقبول نظمیں امید، انصاف، احساس وطنیت، قومیت کامیابی و صداقت کے قابل دید سین کھینچے گئے ہیں قیمت ۴ر

شکوۂ ہند ہندوستان کی حالت زار پر مولانا حالی کے آنسو بہری درد انگیز نظم ہے قیمت ۳ر

متفرق کتابیں

واقعات کربلا میر انیس کے مرثئے اردو شاعری میں وہی عزت اور حیثیت رکھتے ہیں جو انگریزی میں شکسپیر کے ڈرامے کی ہے ایسے مرثیوں کا انتخاب اس طرح کیا ہے کہ مسلسل داستان ہے قیمت عہ

فلسفیانہ مضامین مسلمانوں کے مایۂ ناز فلسفی مولانا عبدالماجد بی اے دریابادی مصنف فلسفہ جذبات وغیرہ کے اعلیٰ مضامین جو کافی مقبولیت حاصل کر چکے ہیں قیمت عہ

رواۃ الامہات جناب علوی مرحوم نے اس کتاب میں وہ چالیس حدیثیں جمع کر دی ہیں جن کی روایت عورتوں سے شروع ہوئی ہے یا جو عورتوں سے متعلق ہیں خواتین اسلام کی نادر تحفہ ہے قیمت ۱۲ر

جنتری سنہ ۱۹۲۱ء کتابوں کے ہمراہ صرف ایر میں منگائیے

زنانہ بستہ جس میں چھوٹی بچیوں کے لئے مندرجہ ذیل دس کتابیں ہیں جن سے نہ صرف اچھی طرح لکھنا پڑھنا ہی آجائے گا بلکہ خانہ داری کے تمام کاموں سے بھی خوب واقفیت ہو جائے گی (۱) بسم اللہ کی کتاب (۲) کھیل کی کتاب (۳) کہانیوں کی کتاب (۴) لکھنے کی کتاب (۵) نماز کی کتاب (۶) کھانا پکانے کی کتاب (۷) ہنرمندی کی کتاب (۸) تہذیب کی کتاب (۹) پردہ کی کتاب (۱۰) مشق املی جمیز مصنف نے بہت آسان زبان میں کتابیں لکھ کر بچیوں کا پورا کورس تیار کر دیا ہے دس کتابیں قیمت عہ

مسلمان بچوں کے لئے بہترین کتابیں

سرکار کا دربار دس بارہ برس کے بچوں اور بچیوں کے لئے آں حضرت صلعم کے مقدس حالات بہت مفید اور دلچسپ کتاب ہے اور مدارس میں بطور نصاب پڑھائی جاتی ہے قیمت عہ

چار یار حضرات خلفائے راشدین یعنی حضرت ابوبکر صدیق رض حضرت عمر فاروق رض حضرت عثمان غنی رض حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے سبق آموز پاکیزہ اور ولولہ انگیز مفصل حالات قیمت عہ

ہمارے رسول چھوٹے بچوں اور بچیوں کے لیے آں حضرت صلعم کے مقدس حالات زندگی قیمت ۶ر

ہمارے نبی یہ بھی آں حضرت کے حالات ہیں زبان صاف ستھری اور آسان قیمت ۴ر

ترکوں کی کہانیاں ترک بچوں کی جانبازی اور ہمت و جرأت کی سچی کہانیاں جن کے پڑھنے سے بچوں میں اسلامی محبت اور قومی جوش پیدا ہوتا ہے قیمت ۴ر

دنیا کے بسنے والے یہ بچوں کے لئے بے انتہا دلچسپ جغرافیہ کے طور پر ہے کہ شروع کرکے ختم کئے بغیر نہیں رہ سکتے قیمت ۶ر

قوم پرست طالب علم بچوں کے لئے اخلاق آموز دلچسپ ناول جس میں حب وطنی اور بہادری و شجاعت کے جذبات پیدا ہوں قیمت ۴ر

اسلامی کہانیاں بچوں کے لئے تاریخ اسلام کی دلچسپ اور سبق آموز کہانیاں آسان زبان میں جن کے مطالعہ سے اعلیٰ کیرکٹر بنتا ہے اور شریف جذبات پیدا ہوتے ہیں اور مذہب کی وقعت بڑھتی ہے دونوں حصوں کی قیمت ۸ر

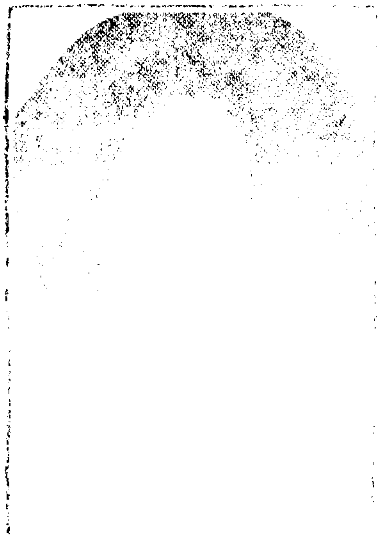
شریف بیگمات کے لئے

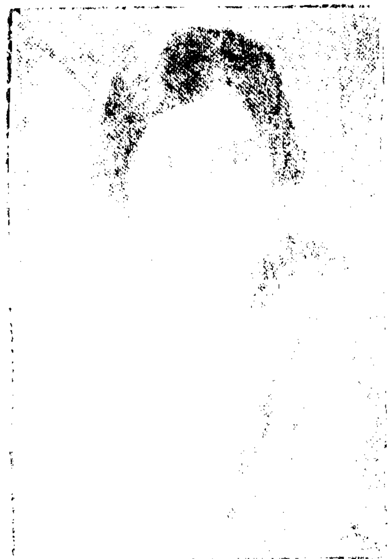
دختران شمشیر تمام زمانوں اور تمام قوموں کی بہادر ماور جانباز اور حوصلہ مند خواتین کے حالات جنھوں نے میدان جنگ میں تلوار کے جوہر اور تخت حکومت پر انتہائی تدبر جہانبانی اور شجاعت کا ثبوت دیا۔ اپنے زور بازو سے حکومتوں کے تختے الٹ کر نئی حکومتیں قائم کیں زبردست لشکروں کا پامردی کے ساتھ مقابلہ کیا قیمت عہ

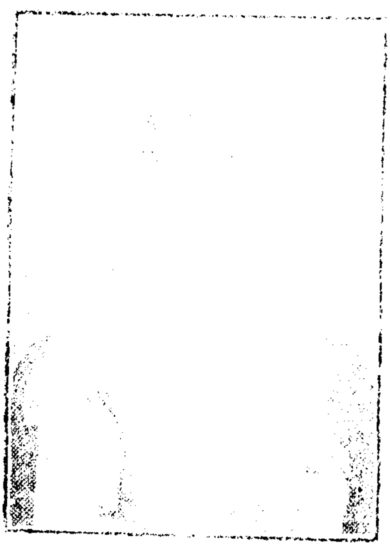
سیرۃ الکبریٰ سب سے پہلی مسلمان خاتون حضرت فاطمۃ الزہرا کی والدہ ماجدہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ کی مقدس زندگی کے مفصل حالات جس کو ایک مشہور مصنف نے بڑی محنت و کاوش سے جمع کئے ہیں۔ یہ کتاب دین و دنیا کی کامیابی کا صحیح راستہ بتاتی ہے کئی دفعہ چھپ چکی ہے قیمت صرف عہ

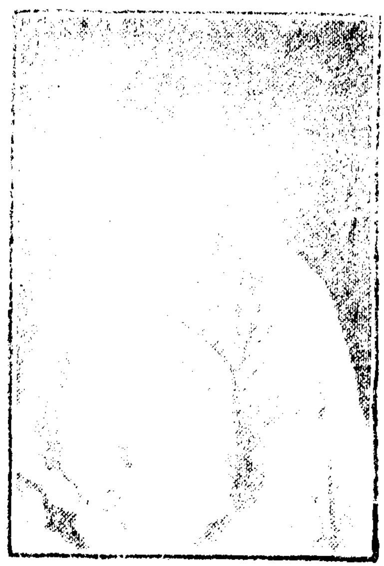
فطرت نسوانی بہت مشہور فرانسیسی مصنف پروفیسر ہنری مارٹن کی کتاب کا عربی سے ترجمہ جس میں فلسفیانہ طور پر عورت کی اخلاقی، معاشرتی اور ذہنی تاریخ بیان کی گئی ہے اور مرد و عورت کی فطرت اور اخلاق کا فلسفیانہ موازنہ کیا گیا ہے۔ یورپ کی تمام زبانوں میں اس کا ترجمہ ہو چکا تھا۔ اب ایک قابل ہندوستانی مصنف نے اردو کے سانچے میں بھی ڈھال دیا۔ عورت کی حالت دور گذشتہ میں عورت کے فرائض بربود عورت کے اخلاق۔ عورت کا احساس۔ عورت کی ذہانت۔ عورت کا ارادہ۔ عورت کا انجام اس کتاب کے خاص باب ہیں قیمت صرف عہ











بسم اللہ الرحمن الرحیم

رسالہ عصمت دہلی

جلد ۴۶ | بابت ماہ جنوری سنہ ۱۹۳۱ء | نمبر ۱

۱۲ تصویریں

فہرست مضامین

چندہ سالانہ پیشگی مع محصول ڈاک وغیرہ

قسم خاص جو آرٹ کاغذ پر چھپتا ہے یعنی جس کاغذ پر تصاویر چھپتی ہیں۔ دس روپے مئی رسالے کے پچیس روپے۔ والیان ریاست سے سو روپے۔ فی پرچہ ایک روپیہ

قسم اول (جو سبز چکنے کاغذ پر چھپتا ہے) پانچ روپے۔ فی پرچہ آٹھ آنے۔

قسم دوم (جس کے مضامین تصاویر ٹائیٹل وغیرہ کا کاغذ معمولی ہلکا ہوتا ہے) ساڑھے تین روپے فی پرچہ چھ آنہ

مدی پابندی کیجئے

...ن اور ہماری سہولت ہو اور آپ کو کبھی ہم سے شکایت کا موقع نہ ملے ...قت ہمیشہ نہایت پابندی وقت سے ۳۰ تاریخ کو شائع ہو کر تیسری چوتھی تاریخ تک ہندوستان کی تمام خریدار بہنوں کو پہنچ جاتا ہے۔ اشاعت میں خدا کے فضل سے کبھی دیر نہیں ہوتی لیکن اگر ڈاکخانہ کی غلطی سے وقت پر پرچہ نہ ملے تو ۵ تاریخ کے بعد مگر ۱۵ تاریخ تک کارڈ لکھ کر نمبر خریداری کے حوالہ سے دوبارہ پرچہ منگالیں اس کے بعد قیمتاً ملے گا۔

(۲) اگر ایک مقام سے دوسرے مقام پر تبادلہ ہو جائے تو خریداری نمبر کے حوالہ سے فوراً دفتر کو تبدیلی پتہ کی اطلاع دیدیجائے۔ کئی کئی ماہ بعد پتہ بدلوانا دفتر کو نقصان پہنچاتا ہے۔ کیونکہ صحیح پتہ نہ ہونے کی وجہ سے پرچے تلف ہو جاتا ہے اور خریدار بہن کو شکایت رہتی ہے کہ دفتر سے نہیں بھیجا گیا۔ حالانکہ تمام خریداروں کو ۳۰ تاریخ کو رسالہ بھیجا جاتا ہے۔

(۳) ہمیں جب خط لکھیں خریداری نمبر ضرور لکھدیں ورنہ تعمیل میں کئی دن لگ جائیں گے۔ اگر آپ کو خریداری نمبر یاد نہ رہا ہو یا آپ نے نوٹ نہ کیا ہو تو جوابی پوسٹ کارڈ بھیجکر دفتر سے معلوم کر لیجئے کیونکہ بغیر خریداری نمبر لکھے آپ کے خط کی تعمیل فوراً نہ ہو سکے گی۔

(۴) جواب طلب امور کے لئے جوابی پوسٹ کارڈ یا ایک آنہ کا ٹکٹ بھیجئے۔

(۵) منی آرڈر کی کوپن پر خریداری نمبر اور پتہ بھی درج فرمائیے۔

(۶) اختتام سال کی اطلاع ایک ماہ پہلے دیدیجاتی ہے۔ اگر کسی بہن کو آئندہ خریدار رہنا نہیں ہے تو دفتر کو مطلع کر دیں اور اگر بدستور پرچہ جاری رکھنا ہے تو منی آرڈر کے ذریعہ آئندہ سال کا چندہ بھیجیں جو بیبیاں اس کا کچھ جواب نہیں دیتیں انہیں وی پی بھیجا جاتا ہے۔ وی پی کی واپسی عصمت کو سخت نقصان پہنچاتا ہے۔ اگر کوئی بات دریافت طلب ہو تو بھی وی پی ضرور وصول کر لینا چاہئے۔

(۷) عصمت کا سالانہ چندہ پیشگی مع محصولڈاک وغیرہ پانچ روپے ہے لیکن جو متمول ہمدرد بیبیاں عصمت کی مالی مدد کرتی ہیں ان کے لئے قسم خاص آرٹ کاغذ پر چھاپا جاتا ہے جس کا عام چندہ ۶؍ ہے کم استطاعت بیبیوں کے لئے قسم دوم معمولی ہلکے کاغذ پر چھاپا جاتا ہے اس کا چندہ سالانہ صرف ساڑھے تین روپے۔ ممالک غیر سے سالانہ چندہ قسم اول ۱۰ شلنگ قسم دوم ۶ شلنگ ہے۔

منیجر

عصمت کی لاج

جن معزز خواتین اور حضرات نے گذشتہ دو ماہ میں اپنے پرچے کو خریدار دئے ان کے نام دلی شکریہ کے ساتھ درج ذیل کئے جاتے ہیں

سعیدہ خاتون صاحبہ امرت سر — ۳ خریدار
محترمہ مس بیگم جان صاحبہ موہان — ۲ خریدار
سردار محمدی بیگم صاحبہ آف لولنی کلابہ — ۲ خریدار
اہلیہ سید اسحٰق حسین صاحب کھیری — ۲ خریدار
مسز شہاب الدین صاحب آئی سی ایس سلیم — ۲ خریدار
محترمہ اختر بنت محمد احمد صاحب ڈپٹی پوسٹ ماسٹر حیدرآباد — ۲ خریدار
رضیہ سلطانہ صاحبہ تھانہ بمبئی — ۲ خریدار
مسز سید اوصاف علی صاحب گیا — ۲ خریدار

جنہوں نے صرف ایک ایک خریدار دیا

مسز شیخ رحمت اللہ خانصاحب رئیس لاہور محبوب بیگم صاحبہ خریدار ۵۰۲۴ محمد عبدالسلام خانصاحب عالم پور دکن۔ ص خ۔ مسز احمد خان رئیس بیگم سید حشمت علی خانصاحب سیتاپور۔ عبداللہ خانصاحب تحصیلدار کالا باغ۔ اسداللہ صاحب بیدر دکن۔ ا۔ ب۔ بنت خان عطاء جیلانی خان صاحب مرحوم دھوگڑی۔ قاری رشید الدین احمد صاحب ایم اے باندہ۔ بنت شمس الدین صاحب مرزاپور۔ بنت خان بہادر میر سجاد حسین صاحب بجنور۔ اہلیہ خواجہ محمد ابراہیم صاحب گیا بیگم محمد اسحٰق صاحب ڈپٹی کلکٹر سکھر۔ شاہجہاں بیگم صاحبہ سیوتی۔ مس خان بہادر نبی بخش محمد حسین صاحب علی گڈھ۔ بلقیس بیگم صاحبہ کاشانہ الفت دکن۔ مہر النساء صاحبہ ہمشیرہ غلام دستگیر صاحب کڈپہ۔ مسز ملک محمد اکرم صاحب آف شمس آباد۔ مسٹر علی احمد دہلی۔ سید جلیل بن سید جلیل الحی صاحب بھوپال۔ محترمہ آمنہ تیم صاحبہ بنت غلام

سنہ ۱۹۳۰ء کی رخصت

کل کشورِ خیال میں آیا مجھے نظر
بوڑھا سا ایک شخص نہایت نحیف و زار

تھے بال سب سفید کمر تھی جھکی ہوئی
ہاتوں میں اک جریب عبا ساری تار تار

چہرے پہ جھریاں سی مگر پھر بھی دلفریب
شان ایسی جس پہ دبدبۂ قیصری نثار

بل ابروؤں پہ غصہ و غم سے پڑے ہوئے
ہر طرز سے عیاں کہ ہے محزون و دل فگار

آنکھوں میں اشک لب پہ فغاں دل میں اضطراب
افسردگی کی ساری علامات آشکار

رکھتا کہیں تھا پڑتا تھا جا کر کہیں قدم
تھا ایسا بدحواس و پریشان و بے قرار

سمجھا میں اس کو دیکھ کے ہے یہ کوئی حکیم
یا ہے یہ بے وطن کوئی معزول تاجدار

بڑھ کر ادب سے میں نے کیا پھر اسے سلام
تھا دل میں خوف ہو نہ کہیں اسکو ناگوار

پوچھا یہ پھر کہ "اسمِ گرامی جناب کا؟
کیوں اختیار کی ہے وطن سے رہِ فرار؟

اک آہ سرد کھینچ کے بولا وہ مردِ پیر
سن تیس (۳۰) ہوں جو دہر میں کل تک تھا باوقار

پہونچا ہے اختتام پہ فرماں دہی کا دور
یہ شرم ہے کہ کچھ نہ کیا میں نے زینہار

پہونچا نہ میری ذات سے انساں کو کوئی فیض
اصلاح ایک بھی تو نہ آئی بروئے کار

قوموں میں اب بھی ہیں وہی جھگڑے وہی فساد
اب بھی زمیں ہے خون سے انساں کے لالہ زار

پیاسا لہو کا بھائی کے ہے بھائی آج بھی
مزدور و مایہ دار کی ہے جنگ برقرار

ہے آج بھی زمانے میں "طاقت" کا نام "حق"
کمزور آج بھی ہے جہاں میں ذلیل و خوار

"انساں" ہے اب بھی دہر میں انسان کا غلام
ہے زیردست اب بھی زبردست کا شکار

ہے برہمن کو شودر سے اب تک وہی عناد
گوروں کی اب بھی کالوں سے نفرت ہے برقرار

عنقا ہے اب بھی حق و صداقت جہان میں
باطل کا اب بھی دہر میں قائم ہے اعتبار

القصہ! دور کر نہ سکا میں خرابیاں
ناکام و نامراد چلا ہوں بحالِ زار

تاریخ احترام سے لے گی نہ میرا نام
چھوڑی ہی کب ہے میں نے کوئی ایسی یادگار

لو! سامنے سے اب وہ سن اکتیس (۳۱) آگیا
یہ کہتے کہتے سالِ گذشتہ چلا گیا

سعید احمد

چند باتیں

خدا کا نام لیکر اس پرچہ سے عصمت ۱۹۳۱ء میں قدم رکھتا ہے۔ ۱۹۳۰ء بڑا بھاری جیسا تھا گذر گیا۔ اب ۱۹۳۱ء کا دور دورہ ہے خدا اسلامی دنیا اور خواتین عالم پر اپنا فضل و کرم کرے اور عصمت اور عصمتی بہنوں کے لئے انکے عزیزوں کی سلامتی میں یہ نیا سال مبارک و مسعود ثابت ہو۔

اخبارات و رسائل نئے سال کا پہلا پرچہ عام طور پر شاندار نکالتے اور اپنے ناظرین سے شروع سال میں بہت کچھ وعدے کرتے ہیں عصمت وعدوں کا قائل نہیں جو کچھ ممکن ہوتا ہے ہر ماہ پیش کر دیتا ہے۔ ۱۹۳۱ء میں بھی جو کچھ امکان میں ہوگا پیش کرنے سے دریغ نہ کریگا۔ ۱۹۲۷ء ۱۹۲۸ء سے بہتر رہا اور ۱۹۳۰ء ۱۹۲۹ء سے۔ کیا تعجب ہے کہ جن جن بہنوں نے اب تک اپنے پرچہ کی اشاعت بڑھانے میں حصہ نہیں لیا۔ وہ ۱۹۳۱ء میں توجہ فرمائیں۔ اور ۱۹۳۱ء ۱۹۳۰ء سے بڑھ جائے۔ جنوری ۱۹۳۰ء کے پرچہ میں اسی صفحوں کے مضامین تھے جنوری ۱۹۳۱ء میں ۸۰ صفحوں کے ہیں کئی مضامین باریک لکھوائے گئے ہیں۔ گویا ۱۰۰ صفحوں سے زیادہ کے مضامین دیے جا رہے ہیں۔ اس سے زیادہ حوصلہ اور ایثار موجودہ اشاعت میں ممکن نہیں۔ ہاں ترقی اشاعت کے ساتھ ساتھ پرچہ میں نئی نئی دلچسپیاں پیدا ہوتی جائیں گی۔

اس پرچہ کے صفحے بڑھا کر "دوربین" ایک اور مستقل عنوان قائم کیا جاتا ہے اور اس کے تحت میں ہر ماہ خواتین کے مطلب کی ملکی اور غیر ملکی ضروری خبریں درج ہوتی رہیں گی۔ امید ہے کہ تمام بہنیں اس مستقل عنوان کو پسند کریں گی

سالگرہ نمبر ۱۹۳۱ء میں جیسا کہ دسمبر ۱۹۳۰ء کے پرچہ میں اعلان ہو چکا ہے صرف وہی مضامین شائع ہو سکیں گے جو ۲۸ فروری تک دفتر میں موصول ہو جائیں گے۔ ۱۹۲۹ء کے اور اس سے پہلے کے سالگرہ نمبروں میں کئی اچھے اچھے مضامین صرف اس وجہ سے درج نہ ہو سکے کہ تاریخ مقررہ کے بعد ہمیں ملے اسلئے عصمت کی مخصوص نامہ نگار بہنوں کے علاوہ اور جو جو خواتین سالگرہ نمبر کیلئے مضامین و تصاویر بھیجنے چاہیں یاد کرکے ۲۰ فروری سے پہلے روانہ فرمائیں۔ اس سال بھی سالگرہ نمبر میں عصمتی بہنوں کے بچوں کی تصاویر شائع کیجائیں گی۔

ماہ گذشتہ یہ اعلان ہو جانے کے باوجود کہ نومبر کا پرچہ ختم ہو چکا کئی بہنوں نے دوبارہ طلب فرمایا ہے۔ افسوس ہے کہ اب نومبر کا پرچہ کسی قیمت پر فراہم نہیں ہو سکتا۔ جن بہنوں کو پرچہ وقت مقررہ پر نہ ملے۔ وہ اسی ماہ کی پندرہ تاریخ تک خریداری نمبر کے حوالہ سے دوبارہ طلب فرمالیں۔ ورنہ بعد میں ممکن ہے کہ ختم ہو جائے۔ اور نومبر کے پرچہ کی طرح ہم نہ بھیج سکیں

اڈیٹر

عصمت سنہ ۱۹۳۰ء میں

عصمت کے وجود سے سنہ ۳۰ء میں ہندوستانی خواتین کو کیا فائدہ پہنچا۔ اور جو توقعات عصمت سے قائم کی گئی ہیں سنہ ۳۰ء میں وہ کہاں تک پوری ہوئیں اس کا بہتر جواب عصمتی بہنیں ہی دے سکتی ہیں۔ مگر مناسب ہوگا کہ ہم بھی سنہ ۳۰ء کی کارگذاری پر نظر ڈالکر دیکھیں کہ ہمارے ذمہ جو فرائض عائد ہوتے ہیں وہ کس حد تک پورے ہوئے۔

عصمت کی زندگی کا جہاں یہ مقصد ہے کہ ہندوستانی خواتین کو امور خانہ داری کی ذمہ داریوں سے باخبر کرے اور ایک اچھی بیٹی ایک اچھی بیوی ایک اچھی ماں اور ایک اچھی عورت کی حیثیت سے اپنے فرائض خوش اسلوبی کے ساتھ انجام دینے کے طریقے بتائے وہاں عورت کے جائز حقوق پر مردوں کو متوجہ کرنا بھی ہمیشہ سے عصمت کی نمایاں خصوصیت رہی ہے۔ چنانچہ سنہ ۳۰ء کے پرچوں کو سامنے رکھ کر ہم کہہ سکتے ہیں کہ عصمت اس فرض کی ادائگی میں کسی مخالفت کی ذرہ برابر پرواہ کئے بغیر سینہ سپر رہا۔ اور خلع، وراثت، بچپن کی شادی وغیرہ پر نہایت معقول بحثیں ملک کے سنجیدہ طبقہ کے سامنے پیش کیں جو عصمتی حلقہ میں نہایت پسندیدگی اور دلچسپی کی نظر سے دیکھی گئیں۔

ہمیں مسرت ہے کہ اس سال بھی عصمت کے معاشرتی اور تمدنی مضامین کا معیار بلند رہا اور جہاں ساس بہو کے تعلقات شادی بیاہ کی رسمیں، شادی کی غرض، پردہ، تعلیم نسواں جیسے پرانے عنوانات پر نئے خیالات دلچسپ پیرایہ میں شائع کئے وہاں پامال مضامین سے پاک رہا۔ خانہ داری کے مضامین میں بچوں کی تربیت اور پرورش پر خصوصیت کے ساتھ اس سال بعض مضامین قابل قدر شائع ہوئے۔ دستکاری کے مضامین بہت کافی شائع ہوئے لیکن غیر مفید مضامین کی اشاعت کی پوری احتیاط کی گئی۔ صنعت وحرفت پر ان مضامین میں اس بات کا خیال رکھا گیا کہ حقیقتاً کارآمد ہوں مشرق اور مغرب کی خواتین کیا کیا کام کر رہی ہیں۔ یا شریف پردہ نشین خواتین کیا کیا کام کر سکتی ہیں۔ اس موضوع پہ اس سال جو مضامین شائع ہوئے ہیں انہیں حلقہ عصمت میں خوب مقبولیت ہوئی۔ اور ہمارے پاس انکی تعریف میں کتنے ہی خطوط آئے۔

تندرستی وصحت کے متعلق قریب قریب ہر پرچہ میں کم سے کم ایک کارآمد مضمون شائع کیا گیا۔ ان میں ترجمے بھی تھے۔ اور طبعزاد مضامین بھی اور ذاتی تجربے بھی۔ بعض عنوانات پر گو گذشتہ سالوں بھی مضامین شائع ہو چکے ہیں مگر سنہ ۳۰ء کے مضامین کو طرز بیان کے لحاظ سے دلنشین کہا جا سکتا ہے بعض مضامین اپنے موضوع کے اعتبار سے بالکل نئے شائع ہوئے۔ عہد گزشتہ کی خواتین کے حالات وہی شائع کرنے کی کوشش کی گئی جو پہلے شائع نہ ہوئے تھے۔ اور جو خواتین کے لئے سبق آموز کہے جا سکتے ہیں۔ تاریخ وسیرت

میں اس سال مغلیہ تاریخ کے اچھوتے اوراق وہ بے نظیر باتصویر مضمون شائع ہوا ہے جس پر عصمت جس قدر فخر کرے کم ہے۔ سیر و سیاحت کے مضامین بھی کافی شائع ہوئے اور اپنی اپنی جگہ سب دلچسپ ہیں البتہ ان میں یہ کمی رہ گئی کہ تصاویر ان کے ساتھ شائع نہ ہو سکیں۔ اخلاقی اور تعلیمی مضامین قابل بیان ہیں مختصر ادبی اور تنقیدی مضامین سال گذشتہ سے زیادہ بھی شائع ہوئے اور اچھے بھی اور تفریحی یعنی سنجیدہ ظرافت کے مضامین کے اعتبار سے تو ۱۹۳۰ء نہایت کامیاب رہا۔ البتہ مذہبی مضامین گو اپنی اپنی جگہ سب اچھے ہیں۔ تاہم شمار میں اتنے نہیں جتنے ہونے چاہئے تھے۔

افسانے شاید اس کثرت سے پہلے کبھی ہمیں موصول نہیں ہوئے جتنے اس سال۔ لیکن ہم نے عصمت کے افسانوں کی خصوصیت کو ملحوظ رکھ کر صرف وہی نتیجہ خیز اور سبق آموز افسانے شائع کئے جو پڑھی لکھی بیگمات شروع کر کے دلچسپی کے ساتھ ختم کر سکتی ہیں اور کسی نہ کسی لحاظ سے جنہیں خواتین ہند کے لئے مفید کہا جا سکتا ہے۔ یہی اصول نظموں کے انتخاب میں بھی رہا۔ اور گو سال گذشتہ کی نسبت شمار میں زیادہ نہ ہوں مگر اس سال کی بیشتر واکثر نظمیں پیچیدگی رنگینی لفاظی کے عیب سے پاک کسی نہ کسی پہلو سے خواتین کے لئے مفید ہیں۔

ہمارے لئے یہ بھی کچھ کم باعث مسرت نہیں کہ اس سال بھی عصمت میں بعض ایسے ایسے قیمتی مضامین شائع ہوئے جن سے خواتین کی معلومات میں نہایت اچھا اضافہ ہوا۔ جیسے مریخ میں آبادی، یورپ میں دین۔ جرمنی ڈاکٹر کا تجربہ فن پرواز۔ جن پیکر انسانی میں وغیرہ وغیرہ

غرض مضامین کے لحاظ سے ہم مسرت کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ ۱۹۳۰ء بھی عصمت کا کامیاب سال ہے اور اس کامیابی کا سہرا عصمت کے ان مخصوص نگاروں کے سر ہے جن کے قلب کو خدا نے ہندوستانی خواتین کی بہتری اور ترقی کے درد کی بیش بہا دولت سے مالامال کیا ہے۔ خدا کا ہزار ہزار شکر و احسان ہے کہ اس سال بھی حضرت علامہ راشد الخیری قبلہ کے گراں بہا افسانے اور مضامین قریب ہر پرچہ میں شائع ہوئے عصمت کو ہندوستان بھر کے تمام رسائل میں یہ ایسا امتیاز حاصل ہے کہ ہم اس پر جس قدر بھی فخر کریں بجا ہے عصمت کی قدیمی قلمی معاونین میں محترمات و۔ ا۔ صاحبہ۔ صغرا ہمایوں مرزا صاحبہ۔ زہرہ بیگم صاحبہ فیضی۔ بلقیس جمال صاحبہ۔ مہر النساء صاحبہ۔ فاطمہ ستار خیری صاحبہ۔ رابعہ پنہاں صاحبہ۔ فاطمہ بیگم صاحبہ بنگلوری۔ سردار محمدی بیگم صاحبہ۔ فاطمہ بیگم صاحبہ منشی فاضل نے خانہ داری کی سینکڑوں ذمہ داریوں کے باوجود مثل سابقہ ۱۹۳۰ء میں بھی تمام سال عصمت کو یاد رکھا اور اپنے اپنے گراں قدر مضامین سے عصمت کی دلچسپی بڑھانے میں نمایاں حصہ لیا یہ معزز خواتین بزم عصمت کی رونق ہیں اور ہزاروں عصمتی بہنیں ان کی ممنون ہیں کہ اپنے اپنے پاکیزہ قابل قدر خیالات سے مستفید فرمایا۔ ہمیں بڑی مسرت ہوتی اگر ان خواتین کی فہرست میں محترمات مسز یوسف الزماں خورشید آرا بیگم۔ ظفر جہاں بیگم اور لطیف بیگم صاحبہ کے نام بھی ہوتے ان بیبیوں کے اس سال مضامین ضرور چھپے مگر بہت کم۔ حالانکہ گذشتہ چار سال میں ان کے افسانوں۔ نظموں اور معاشرتی تمدنی اور صنعت و حرفت کے مضامین کو حلقہ عصمت میں خاص مقبولیت حاصل ہوئی ہے

ہمیں یہ دیکھ کر بھی افسوس ہوتا ہے کہ ۱۹۳۰ء میں عصمت کی کئی قابل مضمون نگار خواتین بالکل خاموش رہیں۔ جیسے محترمات کنیز محمد بیگم منشی فاضل۔ نذر سجاد حیدر صاحبہ۔ مسز غلام رسول صاحبہ۔ نادرہ بیگم صاحبہ خیری۔ نواب قمر جہاں بیگم صاحبہ۔ عظمت النساء صاحبہ اور انیس فاطمہ صاحبہ۔ ان معزز بیگمات کو عصمت سے سچی محبت ہے۔ اسلئے انکی خاموشی تعجب انگیز ہے۔ اور عصمت مخلصانہ شکایت کرنیکا حق رکھتا ہے۔ ہمیں بڑی مسرت ہوگی اگر ۱۹۳۰ء کی یہ محترم خواتین ۱۹۳۱ء میں تلافی کر دینگی

۱۹۳۰ء میں جہاں بلقیس جمال بیگم صاحبہ اور الیس کے صغرا سبزواریہ صاحبہ جیسی قدیمی لکھنے والی بیبیوں کے مضامین شائع ہوئے وہاں نئی نئی لکھنے والی خواتین کی تعداد میں بھی معقول اضافہ ہوا۔ محترمات شہر بانو عطیہ نصرت خانم۔ بنت بلدیو پرشاد اقبال جہاں شرافت بیگم اور گ۔ ن کی تحریروں سے ہونہاری ٹپک رہی ہے اور اگر برابر لکھتی رہیں تو یہ بہنیں آئندہ چلکر بہت ناموری حاصل کریں گی۔ محترمہ نوشابہ خاتون قریشی بی اے کی نظمیں اور محترمہ مس حجاب اسمٰعیل کے چھوٹے چھوٹے دلاویز خیالی مضامین اپنے رنگ میں بے انتہا قابل تعریف ہوتے ہیں ہمیں امید ہے کہ ۱۹۳۱ء میں ان خواتین کے مضامین تعداد میں بھی زیادہ شائع ہوں گے۔

عصمت کے مخصوص مضمون نگار مردوں میں مولوی محمد ظفر صاحب کے دونوں مستقل مضامین سیر بین اور خانہ داری قریب قریب ہر پرچہ میں شائع ہو کر مقبول ہوئے پروفیسر ستار خیری کا ہم کس طرح شکریہ ادا کریں کہ سات سمندر پار سے مفید معلومات سے پُر ایسے ایسے قابل قدر مضامین اس سال بھی بھیجے جن کی دھوم مچ گئی۔ حضرت عزیز لکھنوی اور ڈاکٹر سعید احمد صاحب بریلوی کی موثر اور دلاویز نظمیں اور اور مسٹر عبدالحی عباسی اور مولوی عبدالرحمن علوی کے دلچسپ مضامین اس سال بھی کافی شائع ہوئے اور عصمتی بہنوں نے وقعت کی نظر سے دیکھے۔

عصمت نے ۱۹۳۰ء میں جہاں کافی تعداد میں نئی نئی ہونہار لکھنے والی خواتین پیدا کیں وہاں مضمون نگار مردوں میں دو حضرات کا ایسا اضافہ ہوا ہے کہ یہاں ذکر کرنا ضروری ہے۔ ڈاکٹر نصیر الدین احمد میڈیکل افسر ای آر۔ اور مولوی نصیر الدین ہاشمی۔ ڈاکٹر صاحب کا پہلا ہی مضمون بے انتہا مقبول ہوا اور حقیقت یہ ہے کہ نہایت محنت اور قابلیت سے لکھا ہوا ہے حکومت ہند کا سلسلہ دسمبر کے پرچہ سے شروع ہوا ہے عصمتی بہنوں کے لئے نئی لیکن ایک ضروری چیز ہے عصمتی بہنوں کو معلوم ہو کر خوشی ہوگی کہ ڈاکٹر صاحب عصمت کی قلمی اعانت کا مستقل وعدہ کر چکے ہیں اور انکے لئے کئی بے انتہا اہم اور ضروری موضوعات پر نہایت قیمتی مضامین لکھ رہے ہیں مولوی نصیر الدین صاحب نے سیاحت یورپ کے جو جو حالات عصمتی بہنوں کے سامنے پیش کئے ان سے معلومات میں نہایت دلچسپ اضافہ ہوتا ہے ہمیں امید ہے کہ یہ دونوں حضرات ہمیشہ عصمت کی ایسی ہی قیمتی قلمی اعانت فرماتے رہیں گے۔

عصمت ابتدائی زمانہ سے باتصویر رسالہ ہے پہلے زیادہ تر مشہور مشہور مقامات اور دلکش مناظر کی تصاویر شائع ہوتی تھیں کبھی نامور خواتین یا خانہ داری کے متعلق تصاویر بھی چھپتی تھیں۔ میرے زمانہ ادارت کے شروع میں ہر ماہ ایک تصویر دی گئی جو افسانوں کے متعلق ہوتی تھیں یا جس میں کسی خاص انسانی کیفیت کا اظہار

کیا جاتا تھا لیکن صرف ایک تصویر پر ہر ماہ کافی لاگت آجاتی تھی کیونکہ نہ صرف بلاک ہی خود تیار کرانا پڑتا تھا بلکہ تصویر بھی مخصوص طور پر عصمت کے لئے بنوانی پڑتی تھی ہم چاہتے تھے کہ عصمت کی یہ خصوصیت ہمیشہ قائم رہے لیکن بہنوں کا تقاضا تھا کہ تصاویر دوسرے پرچوں کی طرح شمار میں زیادہ ہوں۔ ہم دوسرے پرچوں کی شائع شدہ تصاویر عصمت میں چھاپنا پسند نہ کرتے تھے لیکن بہنوں کے اصرار پر ہمیں یہ اصول چھوڑنا پڑا اور دوسرے اخبارات بالخصوص اخبار ریاست سے کئی کئی تصاویر ہر ماہ شائع کرنیکا انتظام کیا۔ بہنوں کا مشورہ صحیح ثابت ہوا اور پرچہ کی اشاعت نے غیر معمولی ترقی کی اسوقت یعنی سنہ ۳۰ء سے زیادہ تر ایسی تصاویر ہی شائع ہو رہی ہیں۔ لیکن ہر تصویر کے انتخاب میں ہمیشہ اس بات کا پورا پورا خیال رکھا گیا ہے کہ شریف تعلیم یافتہ ہندوستانی خواتین کے مذاق کی ہو۔ اسلئے کہ عصمت اخبار نہیں سوشل رسالہ ہے ملکی اور غیر ملکی خبروں کی جو کمی ہے ان تصاویر سے بڑی حد تک پوری کی گئی۔ ساتھ ہی ان کے ہر سال کی طرح سنہ ۳۰ء میں بھی کثیر روپے کے صرف سے کئی تصویریں اور بہت سے بلاک مخصوص طور پر عصمت کیلئے بنوائے گئے اور بیرون ہند سے بھی انتظام کیا گیا۔ مسٹر فیضی رحمین مسٹر سمیع منشی اسمٰعیل جیسے مصوروں کے کام کے بہترین نمونے شائع کرنے کے علاوہ جرمنی کی پیشہ ور عورتیں ہوائی جہاز۔ مغلیہ خاندان شاہی کے متعلق وہ فوٹو جو رنگون میں کھینچے گئے عام طور پر قدر اور وقعت کی نظر سے دیکھے گئے تصاویر کے سلسلہ میں یہ کہنا بھی بیجا نہ ہوگا کہ کم و بیش دو سو تصاویر اس سال چھپیں اور اتنی تصاویر شاید ہندوستان کے کسی زنانہ پرچہ میں کسی ایک سال میں شائع نہیں ہوئیں۔

سنہ ۳۰ء کی دونوں جلدیں ملا کر صرف مضامین کے نو سو ساٹھ ۹۶۰ صفحے دیئے گئے ہیں اور چونکہ ہر پرچہ میں کئی کئی مضامین باریک لکھوائے گئے۔ اسلئے قریباً گیارہ سو ۱۱۰۰ صفحوں کے مضامین سنہ ۳۰ء میں شائع ہوئے اور ہم سمجھتے ہیں کہ زیادہ سے زیادہ اتنی ہی عصمت سے توقع ہو سکتی تھی۔

اصلی چیز تو عصمت کی معنوی خوبیاں ہیں لیکن حسن ظاہری میں بھی عصمت کسی پرچہ سے پیچھے نہیں رہا۔ عصمت کے ٹائیٹل کی خوبصورتی میں جو ابتدائی زمانہ سے مشہور ہے نئے ڈیزائن نے چار چاند لگا دئے ہیں۔ کاغذ جو بہتر سے بہتر میسر آسکتا ہے استعمال کیا جا رہا ہے۔ اسی طرح چھپائی لکھائی بھی پسندیدہ ہے

سنہ ۳۰ء میں بھی عصمت کا ہر پرچہ نہایت پابندی وقت سے شائع ہوا اور کسی ماہ کے پرچہ میں ایک دن کی بھی تاخیر اشاعت نہیں ہوئی۔ عصمتی بہنوں کی توجہ سے گو خاطر خواہ نہیں لیکن کچھ نہ کچھ اشاعت میں بھی ترقی ہوئی۔ اور گو عصمت کی اشاعت اسوقت ہندوستان بھر کے تمام زنانہ پرچوں میں سب سے زیادہ ہے لیکن روپیہ اسقدر صرف ہو رہا ہے کہ جلد سے جلد پوری پانچ ہزار اشاعت ہو جانیکی اشد ضرورت ہے اور ہمیں امید ہے کہ وہ دن بھی دور نہیں کہ عصمتی بہنیں اپنے رسالہ کے پانچ ہزار خریدار کر دینگی۔

المختصر سنہ ۳۰ء بحیثیت مجموعی عصمت کا نہایت کامیاب سال رہا اور یہ محض خدا کا فضل و کرم اور عصمتی بہنوں کی توجہ اور عنایت ہے۔ ورنہ ہماری قابلیت، ہمارا اثر۔ ہمارا سرمایہ جو کچھ ہے بس ہم ہی جانتے ہیں۔

سنہ ۳۱ء کا عصمت ہماری انتہائی کوشش ہوگی کہ سنہ ۱۹۳۰ء سے بہتر ہو۔ خدا ہمارے ارادوں میں کامیابی عطا فرمائے۔ آمین

رازق الخیری

غدر کی ماری شہزادیاں

بیسلہ میں میلہ

از مصور غم حضرت علامہ راشد الخیری قبلہ

(سلسلہ کے لئے نومبر کا رسالہ دیکھئے)

دوپہر تک تو ہم راستہ پر چلے۔ بیمار کی وجہ سے آگے نہ چلا گیا۔ باری باری کرکے تھوڑی تھوڑی دور سب لیجا رہے تھے۔ دھوپ تیز ہوگئی تو ہمارے تھکنے سے پہلے ہی بیمار کی حالت ردی ہوگئی۔ آنکھیں بند ہوگئیں اور سانس نام کو رہ گیا۔ خالہ کبرا نے دیکھ کر کہا "ارے خدا کے لئے ٹھیرو ذرا ننھے دولہا کو تو دیکھو کیا ہو رہا ہے" میں آگے تھی ایسا معلوم ہوا کہ کسی نے کلیجہ میں گھونسا مارا۔ جان نکل گئی۔ ٹھٹکی تو کیا دیکھتی ہوں کہ منکا ٹک ڈھل گیا ہے۔ کیکر کے کمبخت درخت کے نیچے جہاں کانٹے ہی کانٹے پڑے تھے ٹھیرے۔ میں نے اپنے ہاتھوں سے زمین صاف کی انکو لٹایا۔ دوپٹوں سے پنکھے جھلے تو خالہ نے کہا کہ پھیپڑیاں بند ہو رہی ہیں۔ دو گھونٹ پانی کے ہوں تو حلق تر ہو جائے۔ شاید آنکھ کھولیں۔ مگر وہاں پانی کہاں۔ میں تو خدا کی قدرت کی اس دن ایسی قائل ہوئی کہ عمر بھر یاد رکھوں گی۔ رو رو کر چاروں طرف دیکھ رہی تھی کہ سامنے سے دو گورے کندھوں پر بندوقیں رکھے آتے دکھائی دیئے ہم سب کی روح فنا ہوگئی۔ ان میں سے ایک آگے بڑھا۔ ہم نے آنکھیں بند کرلیں۔ اور کلمہ درود پڑھنے لگے کہ اب یہ گولی ماردیں گے۔ وضو بھی نصیب نہ ہوا۔ چھپنے کی کہیں جگہ نہیں بچنے کا موقعہ نہیں۔ کھڑے کانپ رہے تھے کہ گورے سر پر آپہونچے اور پوچھا۔ ہرن ہرن ہرن آیا ہرن آیا ہرن آیا۔ خالہ کبرا نے ہمت کی اور کہا "نہیں صاحب ہم نے نہیں دیکھا۔ یہ سنکر انہوں نے بیمار کو دیکھا اور پانی کی چھاگل دیکر کہا پانی۔ پانی پانی۔ . . . ہم لرزتے رہے۔ اور دونوں گورے پانی دے کر چلتے ہوئے۔ ہم نے جس طرح ہوا۔ چلو میں پانی لیکر بیمار کے حلق میں ٹپکایا۔ اور اس نے ذرا آنکھ کھولی تو جان میں جان آگئی۔ خدا اپنی قدرت کے کیا تماشے دکھاتا ہے۔ ملک الموت کو رحمت کا فرشتہ بنا دیا۔ بھوک کے مارے ہم بلبلا رہے تھے کہ ہمارے سامنے ایک زخمی ہرن لنگڑاتا ہوا آیا اور گر پڑا۔ خالہ نے اسے پکڑ لیا تو سامنے سے ایک گڈریا بکریاں چراتا آیا اور کہنے لگا "یہ زخمی ہے۔ مر جائیگا۔ لاؤ ذبح کردوں" ہم نے کہا "تو مسلمان ہے" اس نے کلمہ پڑھا۔ ہم نے کہا بسم اللہ اسنے چاقو نکال کر ذبح کیا۔ ہمکو تو خبر تھی نہیں۔ سامنے ہی گاؤں تھا۔ بھاگا ہوا گیا اور سب چیزیں لے آیا۔ اسی نے کھال اتاری۔ اسی نے ہنڈیا دی وہ ہمارا مہمان ہوا اور ہم اس کے مہمان ہوئے

سب نے ملکر خوب کھایا اور خدا کا شکر ادا کیا۔ گڈریے کا یہ لڑکا اٹھارہ بیس برس کا ہوگا۔ گاؤں کا رہنے والا جسکو شہر کی آب و ہوا چھو تک نہ گئی۔ کیسا نیک اور شریف کہ قلعہ کے ایک لڑکے کو یہ بات نصیب نہ تھی۔ ہم کھا چکے تو چار گھڑی دن باقی تہا۔ ارادہ کیا کہ آگے بڑھیں۔ مگر اس نے نہ جانے دیا۔ مجھے اس کے بھولپن پر بہت ہنسی آئی کہنے لگا میرا چھوٹا سا گھر ہے۔ ہم دو ماں بیٹے اس میں رہتے ہیں۔ تم لوگ رات کو مزے سے سو رہیں میں بھی۔ ہوتے شام کو وہ اپنی ماں کو بھی لے آیا۔ اور دو گھڑے پانی بھی بھر دئیے ایسی محبت کے لوگ میں نے تو عمر بھر نہیں دیکھے۔ جب ہم جانیکا نام لیتے وہ لڑکا منہ بنا کر کھڑا ہو جاتا اور کہتا کہ مکی اور باجرا خدا کا دیا بہت ہے۔ یہیں رہو اور کھاؤ۔ اللہ سب مشکل آسان کریگا۔

میرے میاں سنے دولہا جن کی حالت اتنی خراب ہوگئی تھی کہ بچنے کی امید کیا گھڑی ساعت پر تھے۔ بغیر دوائی ٹھنڈائی کے ایسے اچھے ہوے کہ اچنبا ہوگیا۔ بخار اتر آیا اور جنگل کی ہوا اور پانی نے وہ طاقت دی کہ سب دنگ رہ گئے۔

بیچارے امرو نے ہمارے واسطے نہر کے کنارے ایک جھونپڑی ڈالدی۔ وہ دونوں ماں بیٹے بھی وہیں آ گئے۔ یہاں چھوٹا سا باغیچہ تھا۔ کوئی سات آٹھ نیم کے درخت تھے اور دو تین املی اور جامن کے۔ ہم یہاں خوش تھے۔ مگر ایک بات کا مجھ پر بڑا بوجھ تھا۔ کہ اس غریب سے رشتہ نہ ناتا۔ مفت کی روٹیاں توڑ رہے ہیں۔ خالہ نے ایک دن اس سے کہا کہ تم مجھکو تھوڑا ریشم اور ایک کرتہ کی ململ لا دو۔ وہ جا کر لے آیا تو انہوں نے تین چار ہی دن میں ایسا کاڑھا کہ وہ تو وہ جس نے دیکھا وہی تعریف کرنے لگا۔ اب تو یہ کیفیت ہوئی کہ چاروں طرف سے لوگ آنے لگے اور ہماری کڑھائی کی دور دور خبر پہونچ گئی امرو نے خرچ لینے سے انکار کر دیا تو ہم نے یہ ترکیب کی کہ اس کا کپڑا مفت کاڑہ دیتے تھے اور وہ اسکو بیچکر لاتا تو دام نہ لیتے اس طرح اس کا خرچ بھی پورا ہوتا اور ہمارا بھی۔

اب ہماری گذران خوب ہونے لگی۔ معلوم ہوا کہ شہر یہاں سے بیس اکیس کوس ہے اور امن چین بھی ہوگئی ہے۔ مگر دل کچھ ایسے ہرگئے تھے کہ جانے کو جی ہی نہ چاہتا تھا۔ دم دم کی خبریں آنے جانے والوں سے معلوم ہوتی رہتی تھیں جسکو پوچھا یہی پتہ چلا کہ پھانسی ہوگئی یا بھاگ گیا۔ چچا حشمت میں جان پڑی تھی کئی آدمیوں سے کہا کہ انکی خبر لاؤ۔ مگر کسی کو گھر ہی نہیں ملا۔ آخر ایک دن تمھارے دولہا ہی دل کڑا کر کے پہونچے اپلوں کی گاڑیاں شہر جا رہی تھیں اور یہاں کا چودہری امرو کا پھوپا تھا۔ وہ بھی ساتھ ہو لیا اور دن ڈبے سے یہ لوگ روانہ ہوگئے کہ نو دس بجے تک منڈی پر پہونچ جائیں گے۔ اور سویرے ہی سویرے بیچ کھوچ بارہ ایک بجے چل پڑے ہونگے رات کو کہیں گیارہ بجے گاڑیاں لوٹیں تو تمھارے دولہا نے کہا کہ شہر تو آدھے سے زیادہ کھد گیا۔ گھروں کا پتہ ہے۔ نہ گھر والوں کا۔ چچا حشمت کا گھر تو باقی ہے مگر ان کا پتہ نہیں۔ برابر میں ایک روئی والا رہتا ہے اس سے اتنا معلوم ہوا کہ بال بچوں کو لیکر کہیں نکل گئے۔ اب تک کوئی خبر نہیں کہ جیتے ہیں یا مر گئے۔ ہاں ایک مخبر نے یہ بھی کہا کہ ان کے چھوٹے لڑکے کو تو پھانسی ہوگئی۔ سنو تو میری گودیوں کا کھیلا ہوا تھا۔ سنتے ہی جان نکل گئی۔ روتے روتے ہچکی بندھ گئی۔ شہر جانے کا اول تو ارادہ ہی نہ تھا۔ اور اگر تھوڑا بہت خیال کبھی بھولے بسرے آ بھی جاتا تھا تو اب بالکل ہی نفرت ہوگئی۔

بڑھیں دلہن اپنی داستان یہاں تک پہنچا کر پان کھانے کے واسطے اٹھیں تو گوہری ممتو میں بیگم کی وہی صدا پھر گونجی

"لپٹیں آ رہی ہیں موتیا کی"

اتنا کہہ کر بیگم نے چھیبوں سے کپڑے اٹھائے تو تمتبو خوشبو سے مہک اٹھا گوہر آرا بیگم نے کہا پہلے درود پڑھو اور پھر حضور کے واسطے ترقی عمر کی دعا۔

اگر آپنے خط و کتابت کے وقت نمبر خریداری نہیں لکھا یا جواب طلب امور کے لئے دو پیسہ کا ٹکٹ نہیں بھیجا تو ہم تعمیل سے معذور ہیں۔ منیجر

پڑھنے والی لڑکیوں کی صحت

شریفوں کے بچے عموماً دبلے پتلے زرد زرد اور دائم المریض سے دکھائی دیتے ہیں۔ اور تندرست بھی کم ہیں۔ اب سے پچاس برس پہلے قد و قامت کا جو اوسط تھا اب وہ نہیں نظر آتا۔ جسے دیکھئے کسی نہ کسی شکایت میں مبتلا ہوگا۔ اگر کوئی خاص شکایت نہ ہو تو بھی بڑہنے کی عمر میں ٹھٹرا ہوا رہنا اور جسم پر گوشت نہونا ہی کیا کم ہے۔ یہ بجائے خود ایک شکایت ہے۔ اب تلک یہ حالت صرف لڑکوں کی تھی۔ لڑکیوں کا بڑہنا اور تندرست رہنا ان کے مقابلہ میں عام طور پر مانا ہوا تھا۔ اور لکڑی کی بیل اور لڑکی کی بیل ہر وقت کی کہاوت تھی لیکن اب جب سے لڑکیوں پر بھی پڑہائی کی محنت پڑنی شروع ہوئی ہے۔ ان بچاریوں کی بھی وہی حالت ہے کہ زندہ دلی اور چونچالی بھی ان میں سے رخصت ہوتی جاتی ہے۔ وہ اگر کسی تقریب میں شریک ہونگی یا اپنی کسی دلچسپی کے کام کو بھی ذرا زیادہ دیر تک کرینگی تو ایسی تھک جائیں گی کہ صورت سے بیمار معلوم ہونے لگیں گی درد سر دوران سر۔ اختلاج قلب ان شکایتوں سے میرے نزدیک آج کل دس میں ایک لڑکی بھی بچی ہوئی ہو تو غنیمت سمجھنا چاہئے۔ ابھی تعلیم عام نہیں ہوئی ہے اور صحت اس رفتار سے ہمارا ساتھ چھوڑ رہی ہے کہ معلوم ہوتا ہے کہ پچاس ساٹھ برس بعد شاید سو میں ایک بھی ایسی نظر نہیں آئے گی جسے تندرست کہہ سکیں۔ اس کا سبب لوگ کچھ ہی کیوں نہ کہیں میں تو یہی کہونگی کہ لڑکیوں پر محنت حد سے زیادہ پڑ رہی ہے جس کی وہ متحمل نہیں ہوسکتیں۔ لڑکیوں اور لڑکوں کے خوراک لباس اور عام اخراجات میں جو کھلا ہوا فرق ہندوستان میں روا رکھا جاتا ہے اس سے اگر قطع نظر بھی کرلیجائے تو ان کے روزانہ صبح سے شام تک کے کاموں ہی کو دیکھنے ہی سے پتہ چلتا ہے کہ لڑکی غریب کو سانس لینے کی بھی فرصت نہیں ملتی۔ ایک متوسط گھر کے لڑکے اور لڑکی کو دیکھئے اور مقابلہ کیجئے کہ کس نے کتنا کتنا کام کیا اور کون زیادہ آرام و راحت کا مستحق ہے صبح اٹھکر وہ نماز کے بعد جھاڑو دیتی ہے۔ ناشتہ تیار کرتی ہے۔ سب کو کھلوا کر برتن دہوتی ہے، ابھی مسالہ پیسکر فارغ نہیں ہوئی کہ بھائی آکر کہتا ہے۔ "اے ہے آپا تم نے میری اچکن میں بٹن نہیں ٹانکا دیکھو میں نے کل سے کہدیا تھا"۔ "ہاں میں بھول گئی تھی۔ خیر ابھی تو تمہارے اسکول جانے میں دیر ہے ابھی ٹھکر ٹانکے دیتی ہوں۔ کیا کروں کہیں گوشت کو دیر نہ ہوجائے"۔ غرض مارا مار کرکے غریب نے آگ جلائی۔ گوشت چڑھایا۔ بٹن ٹانکنے بیٹھی تھی کہ ماں کے اوپر چھوٹے بچے نے دودھ ڈال دیا۔ بھاگ کر پانی کا لوٹا

لائی۔ اسے دھلوایا صاف کرایا۔ پھر جا کر بٹن پورا کیا۔ باورچی خانے میں آئی آٹا گوندھنے کی تیاری کر رہی تھی کہ باپ نے آواز دی" ارے بھئی ننی یہاں میز پر ایک خط پرسوں کا آیا ہوا رکھا تھا وہ تم نے کہاں رکھدیا" جا کر وہ ڈھونڈا۔ دیکر واپس آنے لگی تو باپ نے کہا بھئی ذرا ہمیں پان دینا" پان بنا کر دیا۔ ساتھ ہی خیال آیا۔ ابھی کچہری کے لئے بھی پان بنیں گے اور کتھا کلیا میں ختم ہو گیا ہے۔ اسے بھرا پان دھو کر رکھے۔ پھر جا کر آٹا گوندھا۔ اب ترکاری بنا رہی ہے۔ اور دھوپ کو دیکھتی جا رہی ہے کہ ابھی اسکول کی ڈولی آتی ہو گی۔ ماں نے پکار کر کہا" بس بیٹا اب تم یہ چھوڑ دو اور اپنے اسکول کی تیاری کرو" اماں میں تیار ہوں بس کپڑے بدلنے ہیں" اور کنگھی نہیں کرو گی؟" جی نہیں کل ہی تو کی تھی" اچھا خیر تم نے ناشتہ اپنے ساتھ کے لئے باندھ لیا" جی نہیں اماں۔ میں نے اسوقت اچھی طرح کھا لیا ہے۔ اب تو مجھے بھوک نہیں لگے گی" بھئی تمہاری بھی عادت بڑی بری ہے۔ جہاں کھانے کا نام آیا اور بس نہیں۔ دوسروں کا بھی کھانا پینا تلخ کئے ڈالتی ہو" لڑکی ترکاری بنا چکی دھوتے میں کہتی ہے" اماں میں کیا کروں مجھے بھوک ہی نہیں لگتی۔ آخر دیکھئے پرسوں تو آپ نے ساتھ کر دیا تھا۔ مگر وہ یوں کا یوں ہی چلا آیا۔ میرا اسکول میں کچھ کھانے کو جی ہی نہیں چاہتا" اتنے میں کہاروں کی آواز آتی ہے۔ اور یہ الٹے سیدھے دو چھپکے منہ پر لگا کر پھرتی کے ساتھ کپڑے بدلتی ہے اور سوار ہو جاتی ہے۔ چلتے وقت ماں چاہتی ہے کہ پیسے دیدے لیکن اتفاق سے روپیہ بھنا ہوا نہیں نکلتا۔ اور اگر ہوتا بھی تو کیا تھا۔ وہ بیچاری اور چپ چاپ جمع کر لیتی۔ جب اسکول میں ہنڈ کلیا یا کسی اور چیز کے لئے چندہ ہوتا یا اس کا خود کسی خوبصورت چیز لینے یا بنانے کو دل چاہتا۔ اور ماں اس خرچ کو غیر ضروری سمجھتی۔ یہ جمع کئے ہوئے پیسے کام آ جاتے۔ اچھا اب اسکول پہنچیں۔ گھنٹی میں جو کچھ دیر ہوئی اس میں بیٹھکر کل کا جو کام باقی تھا وہ پورا کیا۔ گھنٹی ہوئی اپنے درجے میں داخل ہوئی۔ استانی کی نگاہ پہلے بالوں پر اور پھر کپڑوں پر پڑتی ہے۔" دیکھو لڑکیوں میں کتنی تاکید کرتی ہوں کہ تم لوگ روز کنگھی کیا کرو۔ لیکن کتنی لڑکیاں اس کی پابندی کرتی ہیں۔ بڑے افسوس کی بات ہے کہ اتنی بڑی ہو کر تمہیں اپنے ہاتھ منہ کی صفائی کا خیال بھی نہو۔ میں بال بنانے کو نہیں کہتی۔ مگر صاف تو رہو یہ تو بدتمیزی ہے کہ سر جھاڑ منہ پہاڑ آ کھڑے ہوئے"۔ اب یہ بیچاری شرمندہ بھی ہے اور حیران بھی کہ منہ دھونے کے بعد تو میں نے خوب گیلے گیلے ہاتھ پھیر کر بال صاف کر لئے تھے۔ پھر بھی استانی جی خفا ہو رہی ہیں۔ اب کل سے ضرور کنگھی کیا کروں گی۔ چلئے پڑھائی شروع ہو گئی۔ چھوٹی بچیاں دوپہر کی چھٹی میں کھیلنے لگیں کسی نے کچھ لیکر کھایا کسی کے گھر سے کھانا آ گیا۔ اس کا جی چاہتا ہے کہ چپکی ہو کر لیٹ جائے اور سو رہے۔ مگر اسکول میں ایسا

کو نہا ٹھکانہ ہے۔ برابر کی لڑکیوں میں بات چیت کرنے سے بھی دل بہلتا ہے۔ بس یہی ایک تفریح اس کی قسمت کی تھی۔ دس پندرہ منٹ ہوا کی طرح نکل گئے۔ اٹھکر وضو کیا نماز پڑھی۔ اس سے ذرا طبیعت میں تازگی آئی۔ اور دوسرے وقت کا کام کچھ آسان ہو گیا۔ ڈہائی تین بجے چھٹی ہوئی۔ اب فکر ہے کہ آج کام بہت ہے۔ لاؤ جب تک اسکول میں ہوں خالی کیوں رہوں۔ تھوڑا بہت یہیں کرلوں۔ لیکر بیٹھی تو سہی۔ مگر ہاتھ ٹھنڈے پڑے ہوئے ہیں۔ منہ پر ہوائیاں اُڑ رہی ہیں۔ اس محنت نے اور چکرا دیا۔ ذرا دلی آئی گھر پہونچیں۔ کھانا کھایا صبح سات بجے کا یونہی سٹر پٹر ناشتہ کئے گئے اب جاکر چار ساڑھے چار بجے اطمینان سے کھانا نصیب ہوا جو اصول کے مطابق تیسرا وقت ہونا چاہئے تھا۔ اب کھاپی کر دل چاہتا ہے کہ ذرا آرام کرے۔ مگر شام کے کاموں کا ہجوم ہے۔ ماں دن بھر کی تھکی ہاری ہے۔ دوسرے چھوٹا بچہ بھی کھنکھنا رہا ہے۔ کیا کرے آخر پھر یہ بہادر اٹھتی ہے اور سب سے پہلے باپ کے آرام کا سامان مہیا کرتی ہے۔ کہ وہ کچہری سے آنے پر حیران نہو۔ پھر عصر کی نماز پڑھکر کھانا پکانے میں مصروف ہو جاتی ہے۔ غرض آٹھ نو بجے رات کو اسے یہ موقعہ ملتا ہے کہ اپنا اسکول کا کام کرے۔ گھنٹے ڈیڑھ گھنٹے وہ کرتی ہے پھر عشا کی نماز پڑھکر کہیں گیارہ بجے رات کو سوتی ہے۔ اسوقت سے لیکر ساڑھے پانچ یا حد چھ بجے تک اس کے آرام کا وقت ہے۔ یہ ہے ایک بارہ تیرہ برس کی لڑکی کا دستور العمل۔ گویا چوبیس گھنٹے میں سے صرف سات گھنٹے وہ سوتی ہے۔ باقی تمام وقت اسے مستعدی سے کام کرتے گذرتا ہے۔

اب اسی عمر کے لڑکے کو لیجئے۔ اول تو نماز کے پابند بہت کم ہوتے ہیں اور اگر ہوئے بھی تو وہی ساڑھے پانچ چھ بجے اٹھے۔ نماز پڑھی۔ گھنٹہ سوا گھنٹہ اسکول کا کام کیا۔ پھر ناشتہ کرکے بازار کا ایک پھیرا کیا۔ گوشت دودھ وغیرہ لے آئے۔ پھر اگر زیادہ محنت کرائی جاتی ہے تو ایک گھنٹہ ماسٹر صاحب کے پاس گذارا ورنہ یہ وقت عموماً چھوٹے بھائی بہنوں کے ساتھ کھیل کود میں نکل جاتا ہے۔

نو بجے اسکول جانے کی تیاری شروع کی کتابیں وغیرہ ٹھیک ٹھاک کیں کہ آج کون کونسی لیجانی ہیں پھر کھانا کھایا کپڑے بدلے اور چلدئے۔ گھنٹی ہونے سے دو چار منٹ پہلے پہونچ گئے۔ دوپہر کی تفریح میں اگر اسکول قریب ہوا تو گھر ہی آگئے ورنہ وہیں کچھ لیکر کھالیا۔ چار بجے گھر آئے۔ کھانا کھایا اور پھر ہاکی کا بلا لیکر جو کھیلنے کو نکلے تو مغرب کے بعد گھر میں آئے۔ بہت کیا تو لالٹین جلالی پلنگ ٹھیک کرالئے۔ آٹھ بجتے بجتے کھانے سے فارغ ہوکر اسکول کا کام شروع کر دیا۔ اور نو ساڑھے نو بجے سو رہے۔ اب خیال کیجئے کہ انہیں سونے کو بھی زیادہ وقت مل گیا۔ اور باقی وقت میں بھی لگاتار کام نہیں کرتے ہے بلکہ کوئی گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ صبح اور دو گھنٹہ شام کو ان کی تفریح میں گذرے۔ مختصر یہ کہ لڑکی سولہ سترہ گھنٹے

برابر کام اور محنت میں لگی رہی اور لڑکے کو صرف بارہ تیرہ گھنٹے کرنا پڑا۔ وہ بھی یک لخت نہیں بلکہ وقفہ دے دیکر۔ شاید اس کے جواب میں یہ کہا جائے کہ لڑکیاں اسکول کسی نہ کسی سواری پر جاتی ہیں اور لڑکے پیدل مگر یہ سواری پر جانا کسی طرح اس پیدل جانے سے آسان اور آرام دہ نہیں ہوتا۔ ڈولی میں اکثر چار پانچ لڑکیاں ہوتی ہیں۔ چھوٹی ہوتی ہیں تو چھ سات تک بٹھادی جاتی ہیں۔ اور اسی طرح یکہ میں ٹھسم ٹھس ہوتی ہے۔ اس وقت کام سے تو ضرور بچی ہوتی ہیں۔ مگر بیچاریاں آرزو کرتی ہیں کہ کاش ہم بھی لڑکوں کی طرح پیدل جاتے آرام سے ہلکے ہلکے ٹہلتے ہوئے ہوا کھاتے ہوئے باہر کی سیر کرتے ہوئے۔ پھر ایک گھٹاؤ اور بے آرامی پر کیا موقوف ہے۔ یکہ کے جھٹکے وہ قیامت ہوتے ہیں کہ خدا کی پناہ بعض کمزور لڑکیاں تو شام کو گھر آکر ایسی بے سُدھ ہوکر پڑجاتی ہیں کہ دیکھکر تکلیف ہوتی ہے اور کہیں پندرہ بیس منٹ بعد اس قابل ہوتی ہیں کہ بات کریں اور انہیں ڈولی خاص کر مریضوں کی سواری اور بہت آرام کی چیز سمجھی جاتی ہے۔ مگر اس میں بھی کہاروں کے ہر قدم کے ساتھ اچھلنے کی تکلیف کچھ کم نہیں ہوتی۔ شاید اوروں کی یہ حالت نہ ہو۔ مگر مجھے تو ڈولی یکہ سے بھی زیادہ تھکادیتی ہے اور جب لگاتار کئی دن ڈولی میں بیٹھنا پڑے تو میری طبیعت خراب ہونے لگتی ہے۔ اور اختلاج شروع ہوجاتا ہے۔ ایک یہ بھی مشکل ہے کہ اتنی اتنی لڑکیوں کو اسکول اور گھر پہنچاتے ہوئے کافی دیر لگتی ہے۔ اور اتنی دیر برابر سب کا گشت ہوتا رہتا ہے۔ شام کو جب پیٹ خالی ہوتا ہے تو تھکے ہوئے دماغ کی ان سواریوں سے شامت آجاتی ہے۔ اور صبح کے وقت جب لڑکیاں کھانا کھاکر سوار ہوتی ہیں تو چکر متلی وغیرہ ستاتے ہیں بعض بعض دفعہ اسکول پہنچکر طبیعت خراب ہوجاتی ہے اور کبھی راستہ ہی میں۔ غرض ان سواریوں کی حقیقت بیٹھنے ہی پر کھلتی ہے جن پر اکثر لڑکے رشک کیا کرتے ہیں اور بہنوں سے کہتے ہیں کہ تم تو آرام سے سواری پر جاتی ہو اور ہم پیدل مصیبت بھگتتے ہیں۔ اسی وجہ سے اکثر یہ دیکھنے میں آتا ہے کہ عیسائی اُستانیاں جو پردہ کی پابند نہیں ہوتیں اسکول کی طرف سے سواری ملنے پر بھی پیدل آنے کو ترجیح دیتی ہیں اور یہ مصیبت نہیں اٹھاتیں۔ کاش بھوپال کا سا انتظام اور شہروں میں بھی ہوجاتا کہ لڑکیاں برقع اوڑھکر اسکول کی خادمہ کے ساتھ آجایا کریں۔ تو اسکول بڑے خرچ سے بچتے اور لڑکیاں ان آفتوں اور وقت ضائع ہونے سے نجات پاتیں۔ وہاں سلطانیہ اور آصفیہ اسکول میں تو موٹر لارہی ہے۔ لیکن حمیدیہ اسکول میں (جو خاص طور پر دینی تعلیم کے لئے ۱۹۲۷ء میں جاری کیا گیا ہے) یہی انتظام ہے سرکار عالیہ مرحومہ کا ارادہ اسی طریقہ سے رواجی پردہ اٹھوانے کا تھا لیکن ابھی لوگ نو دس برس سے زیادہ عمر کی لڑکیوں کو یوں نہیں بھیجتے۔ غرض لڑکیوں کی صحت خراب ہونے کے یہ تین بہت بڑے

سبب ہیں۔ سخت محنت۔ غذا کی کمی۔ مناسب آرام نہ ملنا۔ اس کے بعد تنگ مکان خراب ہوا اور ایسی ہی سینکڑوں چھوٹی چھوٹی باتیں ہیں۔

اسی سال گرمیوں کا ذکر ہے کہ ایک ڈاکٹر صاحب نے اپنے بھائی کے بچوں کو دیکھکر بتایا کہ یہ بچے کھیلتے کودتے بہت ہیں اور انہیں اس کے مطابق کھلایا پلایا نہیں جاتا۔ یا تو ان کے لئے سیر سیر بھر دودھ مقرر کیا جائے اس سے یہ طاقتور اور مضبوط ہو جائیں گے۔ یا اگر یہ نہو سکے تو پھر انہیں اس قدر کھیل کود سے روکا جائے۔ ورنہ یہ اسی طرح دُبلے اور کمزور ہوتے جائیں گے۔ چنانچہ انہیں روز دوپہر کو سلانا شروع کیا گیا۔ اور چند ہی روز میں ان کی حالت سنبھل گئی۔ اسوقت یہ بات سب کی سمجھ میں آگئی کہ وہ جو کچھ غذا کھاتے ہیں وہ بجائے ان میں گوشت و خون پیدا کرنے کے اور ان کا وزن بڑھانے کے صرف ضائع شدہ چیزوں کا بدل پورا کر دیتی ہے۔ اسکی مثال ایسی ہے کہ دیگچی کے نیچے صرف اتنی آگ جلائی جائے جس سے وہ گرم تو رہے لیکن پک کر تیار نہ ہو سکے۔ اسی طرح ایسے لوگ جن کو مناسب غذا نہیں ملتی اور محنت کافی پڑتی ہے۔ صرف زندہ رہتے ہیں۔ نہ وہ طبعی طور پر بڑھتے ہیں اور نہ ان میں طاقت ہوتی ہے۔ جب ہم اپنے بچوں کی پرورش اس طرح کرتے ہیں تو آئندہ نسلوں کا کیا حشر ہوگا۔

و۔ ا

(بقیہ صفحہ ۱۶) اور ذلیل لوگوں سے پاک ہو لیکن یہ سب خیال کیونکر ہو جبکہ سرے سے ہمدردی ہی مفقود ہے۔
غریبوں کے اکثر ذہین ہونہار بچے صرف تنگدستی کے سبب سے اعلیٰ تعلیم پانے سے محروم رہتے ہیں۔ اگر صاحب حیثیت لوگ ان کی مدد فرمائیں تو یہی بچے آگے چلکر قابل۔ عالم۔ ادیب۔ مقرر۔ شاعر۔ فلاسفر بنکر ہماری قوم میں مثل مہر درخشاں چمکیں۔ کچھ عرصہ ہوا کہ ایک نہایت متمول صاحب نے اپنی لاڈلی بیٹی کے شوق پر اسکی گڑیا کی شادی پر قریب ڈیڑھ دوسو روپے خرچ کئے اسی زمانہ میں ان سے کسی مقامی اسکول کے لئے دس روپے چندہ طلب کیا گیا تو ان کی بارگاہ سے صاف جواب مل گیا۔ کاشکہ انکو اپنی شکستہ حال قوم کا کچھ بھی درد ہوتا تو وہ ایسا کبھی نہ کرتے۔ خدا نے انسان کو دولت صرف اپنی آسایش و فضول شوق پورا کرنے کے لیئے نہیں دی ہے۔ بلکہ اسکے نادار بندوں کی امداد کے لئے دولت عطا کی ہے اور اسے نیکی خریدنیکا ذریعہ بنایا ہے لیکن افسوس کہ انسان اپنی غفلت سے نیکی خریدنے کی بجائے برائی خریدتا ہے

جن لوگوں میں ہمدردی کا مادہ ہوتا ہے۔ ان کی دولت سے دوسرے لوگ بھی فائدہ اٹھاتے ہیں اسلئے وہی دل احترام کے قابل ہے جو ہمدردی سے پُر ہے۔ اور جو دل اس سے خالی ہے اس کی حقیقت ایک پتھر کی سی ہے۔ اسی لئے " خدا دل دے تو دل کے ساتھ دے درد محبت بھی۔

صفیہ مدحت خانم

قومی ہمدردی

اسلام نے ہمیں اخوت کی تعلیم دیکر ایثار و ہمدردی کا سبق سکھایا تھا لیکن افسوس ہے کہ ہم نے اس بیش بہا تعلیم کو بھلا کر ایثار و ہمدردی کی جگہ خودغرضی و بیدردی اختیار کر رکھی ہے۔ خودغرضی کے ہم ایسے خوگر ہوگئے ہیں کہ ہمکو بجز اپنی بھلائی کے دوسرے کی بہبودی کا خیال بھی نہیں آتا۔ اسی خودغرضی کے سبب ہماری قوم اس پستی کی حالت میں پڑی ہوئی ہے۔ دوسری قوموں کو دیکھیئے کہ صرف اسی ہمدردی کے سبب وہ کیسی ترقی کر رہی ہیں ان میں اپنی قوم کی ہمدردی اتنی بڑھی ہوئی ہے کہ وہ ہر وقت اپنی قوم کی بھلائی کے کاموں میں لگی ہوئی ہیں، ان کے یہاں کے دولتمند لوگ صرف اپنی ہی ذات پر دولت خرچ نہیں کرتے بلکہ انکی دولت زیادہ تر ان کی قوم پر خرچ ہوتی ہے۔ مگر ہمارے ہاں یہ حال ہے کہ امیر اپنی تفریح کے لئے فضول کاموں میں بھی دولت بیدریغ خرچ کرتے ہیں لیکن قوم کے لئے ایک پیسہ نہیں نکلتا۔ اور نہ ان سے قوم کو کسی قسم کی اعانت پہنچتی ہے۔ ہماری قوم میں جتنے دولتمند ہیں۔ گنتی کے چند ہیں جنکو اپنی قوم کا درد نہیں معززا ور دولتمند لوگ دعوتوں اور تقریبوں میں بے انتہا روپیہ خرچ کرتے ہیں۔ اور اکثر لوگ جو گورنمنٹ سروس میں کسی اعلیٰ عہدہ پر مامور ہوتے ہیں یوروپین سوسائٹی میں عزت حاصل کرنے کے لئے انکو بیدریغ دینے میں دل کھول کر صرف کرتے ہیں لیکن سخت افسوس ہے کہ اگر کبھی ان سے قومی کاموں میں چندہ کے لئے دس پانچ روپے بھی طلب کئے جائیں تو بہت کم کامیابی ہوتی ہے۔ ہمارے کتنے یتیم خانے قومی درسگاہیں وغیرہ کس مپرسی کی حالت میں پڑے ہیں۔ کارکنان بیچارے اپنے امکان بھر اس کی ترقی کی کوشش کرتے ہیں لیکن ترقی کے لئے روپے کی ہی ضرورت ہے۔ مگر افسوس تو یہ ہے کہ جنکو خدا نے دولت دی ہے وہ اس طرف توجہ ہی نہیں کرتے اور جنکو ایسی ہمدردی ہے ان کے پاس اتنی دولت نہیں کہ کافی امداد کرسکیں۔ پھر اسکی حالت سنبھلے تو کیونکر سنبھلے۔ ہماری قوم میں غربا یتیم بیوہ محتاجوں کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ یہ لوگ نہایت مصیبت و تنگی سے زندگی بسر کرتے ہیں۔ کیا اچھا ہو کہ متمول لوگ اپنی توجہ ان کی حالت زار کی طرف مبذول کریں۔ اور یتیم خانے۔ غریب بیواؤں کے لئے ایسی درسگاہیں کھولیں جس میں یتیم بچوں کی پرورش و تعلیم کا سامان ہو۔ اور بیواؤں کو دستکاری وغیرہ کی تعلیم دیجائے اور انکو اپنا ذریعہ معاش خود پیدا کرنے کے قابل بننے میں مدد دیجائے اور محتاج خانے بنائے جائیں جسمیں ضعیف اور ایسے محتاج لوگوں کی امداد کیجائے جو اپنا وسیلہ معاش پیدا کرنے کے بالکل ناقابل ہیں اس طرح بھیک مانگنے کے اس ذلیل طریقہ کا بھی سدباب ہو اور ہٹے کٹے مکار لوگ خیرات نہ ملنے کے سبب کمانے پر مجبور رہوں اور قوم ایسے بیکار

(باقی دیکھئے صفحہ ۱۵ پر)

وہ ہمکو انساں عطا کر

ایک چینی نظم کا ترجمہ

اے خالقِ ارض و سما وہ ہمکو انساں عطا کر

انسان ہوں جو نام کے ہوں آدمی وہ کام کے پابند ہوں احکام کے شیدائی ہوں اسلام کے
بندوں کی ہے یہ التجا وہ ہمکو انساں کر عطا

رکھتے ہوں عزم آہنی حاصل جنہیں علم الیقیں سینے ہوں وہ حصنِ حصیں جن میں تزلزل ہی نہیں
جن کے قدم قطب نُما وہ ہمکو انساں کر عطا

احساس عزت جن میں ہو اور دل کی قوت جن میں ہو اصلی صداقت جن میں ہو نسلی شرافت جن میں ہو
ہر فعل جن کا بے ریا وہ ہمکو انساں کر عطا

جو ہوں نہ لالچ کا شکار جن کا سچائی ہو شعار وعدوں پہ جو ہوں استوار ہر بات جن کی پائدار
اے صاحب جود و سخا وہ ہمکو انساں کر عطا

جن کے مقاصد پاک ہوں جو صاحب ادراک ہوں حق گوئی میں بیباک ہوں جو چست ہوں چالاک ہوں
ہوں فی الحقیقت رہنما وہ ہمکو انساں کر عطا

الفت سے ہو جنکا خمیر ہو سادگی جن کی نظیر ہوں قوم کے سچے مشیر پاکیزہ ہو جن کا ضمیر
ہوں پاک باطن باحیا وہ ہمکو انساں کر عطا

جو شاکر تقدیر ہوں جو حاکم تدبیر ہوں جو خلق کی تصویر ہوں جو حیدر و شبیر ہوں
جو قوم پر سے ہوں فدا وہ ہمکو انساں کر عطا

ایسے نہوں جو ڈر گئے مرنیکا کیا ہے مر گئے باقی ہے یا سر گئے جو کہدیا وہ کر گئے
ہو موت بھی وجہ بقا وہ ہمکو انساں کر عطا

کار رسالت ہو چکا دورِ خلافت ہو چکا فقدانِ راحت ہو چکا اسلام غارت ہو چکا
درپیش ہو پھر کربلا وہ ہمکو انساں کر عطا

میر مہدی علی شہید (حیدرآباد دکن)

حکومت ہند

(سلسلہ کے لئے دیکھو دسمبر ۱۹۳۰ئ کا پرچہ)

حکومت کی مشینری

اس محکمہ حکمرانی کی پیچیدہ مشین کے طریقہ کار سے واقف ہونا نہایت دلچسپ و مفید ہے اس پیچیدہ مسئلہ کو آسانی سے سمجھنے کے لیے ایک گاؤں کی حکومت سے ضلع کی اور پھر کئی ضلعوں کو ملا کر ڈویژن (DIVISION) کی اور پھر تمام صوبہ کی مکمل طرز حکومت کا حال معلوم کرنا ضروری ہے۔ چونکہ محکمہ حکمرانی کا اولین فرض تحصیل محاصل ہے۔ اور تحصیل کے لئے امن وامان ضروری اور امن وامان کے لئے عدل و انصاف لازمی ہے۔ اس لئے اس محکمہ کے کام تین بڑے حصوں میں منقسم ہوتے ہیں۔

(۱) محکمہ تحصیل جو محصول وغیرہ جمع کرتا ہے۔

(۲) محکمہ انتظامیہ جو اصل حکومت کرتا ہے اور جس کے قبضہ میں پولس وغیرہ بھی ہوتی ہے۔

(۳) محکمہ عدالت۔ فوجداری و دیوانی۔

یہ بتا دینا ضروری ہے کہ تحصیل و محکمہ انتظامیہ اور عدالت فوجداری کی ذمہ داریاں گاؤں کے حاکم سے لیکر ضلع کے حاکم تک ایک ہی شخص کے ذمہ ہوتی ہیں۔ ضلع کی حکومت کے آگے محکمہ عدالت جدا ہوتا ہے۔ اور محکمہ حکومت جس میں تحصیل وانتظام دونوں شامل رہتے ہیں علیحدہ۔ عدالت دیوانی گاؤں کی حکومت کے بعد سے ضلع کی حکومت تک جدا حاکم کے قبضہ میں رہتی ہے۔ اور ضلع کی حکومت کے آگے صیغہ فوجداری سے لیکر ہائی کورٹ تک جاتی ہے۔ صوبہ کی حکومت میں پہونچکر "تحصیل" ایک ممبر کے اختیار میں ہوتی ہے اور "انتظام" دوسرے ممبر کے اختیار میں۔

گاؤں کی حکومت

یہ حکومت پنچایت یا پٹیل یا مکھیا کے قبضہ میں ہوتی ہے۔ یہ گورنمنٹ کی طرف سے مقرر کردہ حاکم بااپنچ ہوتے ہیں۔ مدراس میں پنچایت کا طریقہ بہت ترقی یافتہ صورت اختیار کرچکا ہے۔ گاؤں کی حکومت میں یہ خصوصیت ہے کہ اس میں جو محکمہ انتظامیہ وعدالت دیوانی و فوجداری کے اختیارات تمام ایک ہی شخص یا پنچایت کو ملے ہوئے ہیں۔ محصول کے جمع کرنے میں بھی یہ گاؤں کی حکومت تحصیلدار کی پوری مدد کرتی ہے۔ اس مکھیا کو پچاس روپے تک کے مقدمہ طے کرنیکا اختیار رہتا ہے۔ اور فوجداری میں چند گھنٹے کی قید یا قلیل جرمانہ کے اختیارات ہیں۔ پنچایت اگر دونوں فریقین راضی ہوجائیں تو دوسو روپے تک کا فیصلہ کرنیکا مجاز رکھتی ہے۔

تعلقہ یا تحصیل کئی گاؤں ملاکر ایک تعلقہ یا تحصیل بنتا ہے۔ اسکا حاکم تحصیلدار یا مجسٹریٹ کہلاتا ہے۔ اس کے نیچے نائب تحصیلدار، ڈپٹی مجسٹریٹ و سب ڈپٹی مجسٹریٹ ہوتے ہیں۔ تحصیلدار کو سیکنڈ کلاس درجہ دویم مجسٹریٹی کے اختیارات ہوتے ہیں۔ یہ اپنے تعلقہ کا محصول بھی وصول کرتا ہے اور فوجداری کے مقدمات بھی طے کرتا ہے۔ اور امن وامان قائم رکھنے کا بھی ذمہ دار ہے۔ دیوانی کے مقدمات کے لئے جداحاکم ہوتا ہے جسکو "منصف" کہتے ہیں اور اس کے اوپر سب آرڈینیٹ جج" ہوتا ہے۔

ضلع چار سے دس تک تعلقے ملکر ضلع بناتے ہیں ضلع کا حاکم ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ یا کلکٹر کہلاتا ہے۔ آخرالذکر نام محصول جمع کرنے کے لحاظ سے اور اول الذکر عدالت فوجداری اور تمام حکومت کے اختیارات ہونے کی وجہ سے دیا گیا ہے۔ اسکے نیچے سب ڈویژنل مجسٹریٹ (ایس۔ ڈی۔ او) ہوتے ہیں۔ اس حاکم کو درجہ اول کے اختیارات ہوتے ہیں (فرسٹ کلاس مجسٹریٹ) یہ ہزار روپے جرمانہ اور دو سال تک کی قید مجسٹریٹوں کی اپیل سننے اور مقدمات کو سشن سپرد کرنے کے اختیارات رکھتا ہے۔ امن وامان قایم رکھنے کے لئے پولیس سپرنٹنڈنٹ اسکی ماتحتی میں آتا ہے۔ گو محکمہ پولیس کا افسر اعلیٰ بالکل ایک جداگانہ ہستی ہوتا ہے۔ لیکن ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کو حاکم ضلع ہونے کی حیثیت سے پولیس پر پورا اختیار ہے اور پولیس سپرنٹنڈنٹ کو امن وامان قائم رکھنے کے لئے مجسٹریٹ کو رائے دینے کے علاوہ اس کے حکم پر چلنا پڑتا ہے۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ یا ایس ڈی اُو کو انڈین سول سروس کا ہونا ضروری نہیں۔

ضلع کی دیوانی عدالت کا حاکم سب آرڈینیٹ جج ہوتا ہے۔ گویا گاؤں کی حکومت کے بعد سے محکمہ عدالت دیوانی بالکل علیحدہ ہوتا ہے۔ اور محکمہ عدالت فوجداری عام حاکم کے تحت میں رہتا ہے۔ ضلع کی حکومت کے آگے دیوانی فوجداری دونوں ملجاتے ہیں۔ اور ان کی سماعت ایک ہی جگہ سشن یا ڈسٹرکٹ جج کی عدالت میں ہوتی ہے۔

ڈویژن یا کمشنری چار سے آٹھ ضلعوں کی ایک کمشنری ہوتی ہے۔ اس کا حاکم کمشنر کہلاتا ہے اس کمشنر کے اختیار میں محکمہ تحصیل اور عام حکومت وامن وامان ہوتا ہے۔ محکمہ عدالت سے اسے کوئی سروکار نہیں۔ کمشنر حقیقتاً ضلع اور صوبہ کی حکومت کی درمیانی کڑی ہے۔

ضلع کے مقدمات دیوانی و فوجداری کی اپیل اور ضلع کے قانونی معاملات پر مکمل اختیارات ایک علیحدہ حاکم کو جس کو سشن و ڈسٹرکٹ جج کہتے ہیں ہوتے ہیں۔ ان ججوں کا تقرر گورنمنٹ کے اختیار میں ہے۔ گو ہائی کورٹ کی سفارش کو بہت بڑا دخل ہے۔ سشن جج یا تو آئی سی۔ ایس (I.C.S) یا صوبہ کے عدالتی حکام یا بیرسٹروں میں سے کوئی ایک مقرر کیا جاتا ہے۔

بورڈ آف ریونیو محکمۂ تحصیل کی تمام کارروائی "کمشنر" "بورڈ آف ریونیو" یا فائننس کمشنر کے سپرد کر دیتا ہے۔ یہ بورڈ لگان، مالگذاری و شاہی سالانہ آمد کے تمام کام انجام دیتا ہے اور ضروری معاملات کو ریونیو سکریٹری (REVENUE SECRETARY) کے سپرد کر دیتا ہے۔ جو ممبر کونسل کو پیش کر کے کونسل کے اجلاس میں جہاں گورنر صدر ہوتا ہے طے کرلیتا ہے

ہائی کورٹ یہ صوبہ کی سب سے بڑی عدالت ہوتی ہے۔ یہ عموماً بالکل آزاد و خود مختار محکمہ ہے۔ اس کا سب سے بڑا جج چیف جسٹس کہلاتا ہے۔ اور باقی جج "پوئین" جج کہلاتے ہیں۔ ان کا تقرر خود شہنشاہ کرتا ہے۔ ایک تہائی حصہ ان میں سے ولایت کے بیرسٹروں میں سے انتخاب کیا جاتا ہے اور چند یہاں کے بیرسٹر بھی ہوتے ہیں جو اپنی لیاقت اور خدمتگذاری کے صلہ میں جج ہائی کورٹ بنا دئے جاتے ہیں۔ ہائی کورٹ میں ہر قسم کی اپیل ہوتی ہے۔ یہاں کا فیصلہ آخری مانا جاتا ہے۔ یہاں کی اپیل پریوی کونسل (PRIVY COUNCIL) کے علاوہ کہ جو لندن میں ہے اور کسی جا نہیں ہوسکتی۔ پریزیڈنسی کے شہر کلکتہ، بمبئی و مدراس میں "پریزیڈنسی کورٹ" ہوتے ہیں۔ جو شہر میں سشن ججی کا درجہ رکھتے ہیں انکی اپیل بھی ہائی کورٹ میں ہوتی ہے۔ سندھ اور صوبہ متوسط میں جوڈیشل کمشنر" کی عدالت اور اودھ میں "چیف کورٹ" دیگر صوبوں کی ہائی کورٹ کا درجہ رکھتی ہے۔

کمشنری کے علاوہ محکمے ضلع و صوبہ میں چند ایسے محکمہ بھی ہیں جو "ڈیپارٹمنٹ" کہلاتے ہیں۔ اور جن کی حکومت کا علیحدہ حاکم ہوتا ہے۔ جو سیدھا کونسل کے ممبر اور وزراء کے تحت میں ہوتا ہے اور کمشنر سے سوائے عندالضرورت معاملات کے اور کوئی تعلق نہیں رکھتا۔ ان میں سے بڑے بڑے صیغے یہ ہیں۔

صیغۂ پولیس اس کا حاکم اعلیٰ انسپکٹر جنرل آف پولیس کہلاتا ہے۔ یہ تمام صوبہ کی پولیس کے اندرونی انتظامات حکومت کا ذمہ دار ہوتا ہے۔ اس کے تحت میں ہر ضلع کے سپرنٹنڈنٹ پولیس اور اس کے نیچے ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ ہوتے ہیں۔ ڈپٹی کے بعد انسپکٹر اور پھر سب انسپکٹر اور جمعدار اور سپاہی کا درجہ آتا ہے ایک تحصیلدار اور سب انسپکٹر پولیس حکومت میں درجہ کے لحاظ سے ہم پایہ ہوتے ہیں۔ فرق صرف یہ ہے کہ چونکہ تحصیلدار کو مجسٹریٹی کے اختیارات بھی ہوتے ہیں۔ اس لئے اس کا اثر زیادہ ہوتا ہے۔ یہ صیغہ سیدھا ایگزیکٹیو کونسل کے ایک ممبر کے تحت میں آتا ہے۔ وزراء سے اسکو کچھ تعلق نہیں۔

صیغۂ طب و حفظان صحت اس کا افسر اعلیٰ "سرجن جنرل" کہلاتا ہے۔ اسکو صوبہ کی کل طبی ضروریات ہسپتالوں پاگل خانوں وغیرہ کا حاکم سمجھنا چاہئے۔ اس کے ماتحت "سول سرجن" اور "اسسٹنٹ" و سب اسسٹنٹ سرجن کام کرتے ہیں۔ اس صیغہ کا تعلق زیادہ تر وزراء سے ہے۔

صیغہ جنگلات | یہ چیف کنزرویٹر آف فاریسٹ کے قبضہ میں ہوتا ہے۔ اسکے نیچے کنزرویٹر رینجر وغیرہ ہوتے ہوتے ہیں۔ یہ بھی سیدھا سیکریٹری کے ذریعہ کونسل کے ممبر یا وزرار کے تحت میں کام کرتا ہے

وزرار کی خود مختار حکومت

سپرد کردہ محکمات کی تعداد زیادہ اور وزرار کی کم ہونے کی وجہ سے کئی کئی محکموں کی ذمہ داری ایک وزیر کے سر آپڑی ہے مثال کے طور پر پنجاب میں وزیر خود مختار مقامی حکومت حفظان صحت کا انتظام، وزیر زراعت انجنیری اور کوآپریٹو کا کام اور وزیر تعلیم صنعت وحرفت کی ترقی کا بھی ذمہ دار ہوتا ہے۔

رعایات کا اثر | رعایات کا جو اثر صوبہ کی حکومت پر پڑا اس کی ذکر بھی دلچسپی سے خالی نہ ہوگا۔ پہلے صوبہ کے تمام حکام کو گورنمنٹ خود مقرر کرتی تھی اور ان کے تقرر و اخراج کے اختیارات اور انکی تنخواہ وغیرہ کا انتظام وائسرائے کے دفتر سے ہوتا تھا۔ رعایات کے بعد جو محکمات وزرار کے تحت میں آئے ان کے حکام کا تقرر بھی ان کے اختیار میں آگیا۔ اس طرح سررشتہ تعلیم وطب۔ زراعت وانجنیری اور جانوروں کے علاج کے محکمہ کے افسران کا تقرر صوبہ کی حکومت کی طرف سے وزرار کے ذریعہ ہونے لگا۔ اور ان کے اخراج وتنخواہ وغیرہ کے اختیارات بھی صوبہ کی حکومت کو مل گئے۔ عدالت مجسٹریٹ کی طرف سے ڈپٹی مجسٹریٹ وغیرہ بھی صوبہ کے ملازم قرار پائے۔ بمبئی اور برما میں جنگلات کے حکام بھی صوبہ کے افسران میں گردانے گئے۔ اور یہ قریب قریب سب ہندوستانی مقرر کئے جانے لگے۔ صیغہ طب وحفظان صحت اور سررشتہ تعلیم میں وزرار نے بہت نمایاں اور ہمت افزا ترقی کی۔ ان محکموں میں جن کے افسر گو صوبہ میں کام کرتے ہیں۔ لیکن جنکا تقرر واخراج وتنخواہ وغیرہ مرکزی حکومت کے اختیار میں ہے۔ ایک نمایاں تبدیلی یہ کی گئی کہ اس میں ہندوستانی افسروں کی تعداد بڑھایا جانا منظور کرلیا گیا۔ اور تخمینہ کیا جاتا ہے کہ آئی سی۔ ایس جنگلات و پولیس سروس میں دس برس کے اندر ہندوستانی افسروں کی تعداد انگریزی افسروں کی برابر ہو جائے گی۔ (پولیس میں تخمینہ ہے کہ یہ تعداد بیس سال میں ہوسکے گی) فی الحال ان ملازمتوں میں ایک تہائی اور ایک چوتھائی سے زیادہ ہندوستانی افسر نہیں ہیں۔

وزرار | کے سپرد "مقامی خود مختار حکومت" کو ترقی دینے کی ذمہ داری بھی عائد کی گئی ہے۔ اس مقامی حکومت سے گورنمنٹ کا خیال ہے کہ ہندوستانی اپنے وسیع ملک پر حکومت کرنے کی عادت وقابلیت پیدا کرنے لگیں گے۔ اور عام رعایا کو حکومت کی سیاسی امداد اور اپنی ملکی وقومی ذمہ داری کے احساس کا سبق دیا جاسکیگا۔

مقامی خود مختار حکومت | یہ شہروں میں "میونسپلٹی" اور دیہاتوں میں "ڈسٹرکٹ بورڈ" اور پریذیڈنسی کے بڑے شہر کلکتہ بمبئی و مدراس میں "کورپوریشن" کے نام سے مشہور ہیں۔

میونسپلٹی

سب سے پہلے کلکتہ اور مبئی میں آج سے ڈہائی سو سال پیشتر انگریزوں نے اپنے تجارتی مقامات کے انتظام کے لئے انگریز اور ہندی تجار کے ذریعہ میونسپلٹی قائم کی۔ جیسے جیسے انگریزی حکومت بڑہتی گی اور بڑے بڑے شہر ان کے قبضہ میں آتے گئے۔ شہروں میں میونسپلٹیاں قائم ہوتی گئیں۔ آج سے تقریباً پچاس سال پیشتر میونسپل کے لئے ممبروں کے انتخاب کرنیکا حق عام رعایا کو ملگیا تہا لیکن سنہ ۱۹۱۸ء تک اس کا صدر ہمیشہ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ (کلکٹر) ہوتا تہا۔ جو اپنے دوسرے حکومت کے ساتھ ساتھ میونسپلٹی کے کاموں پر بھی پورا پورا اختیار رکھتا تہا۔ سنہ ۱۵۱۵ء سے جب رعایات ملیں تو میونسپلٹی وزرا کے تحت میں دیدی گئی۔ اور اب اس کا صدر ممبروں ہی میں سے منتخب کیا جانے لگا۔ گورنمنٹ کو سوائے اشد ضرورت کے میونسپلٹی کے کام میں دخل اندازی کا کوئی حق نہ رہا۔ شہروں کی میونسپلٹیاں اور دیہاتوں کے ڈسٹرکٹ بورڈ اپنے شہر اور ضلع کے گاؤں کی تعلیم حفظان صحت وصفائی وغیرہ وغیرہ کا خود انتظام کرنے لگے چنگی۔ گاڑی پانی۔ مکان حیثیت درآمد برآمد وغیرہ پر مقامی ٹیکس و محصول لگا کر روپیہ جمع کرکے اسکو رفاہ عام کے کاموں سڑکوں۔ پلوں۔ روشنی اور دیگر متمدن زندگی کی ضروریات پر خرچ کرنے لگے۔ مبئی و کلکتہ و مدراس میں کورپوریشن کی آمدنی دو دو تین کروڑ روپے سالانہ تک کی ہے۔ ان بڑے شہروں کے علاوہ تمام ہندوستان میں سات سو پچاس میونسپلٹیاں ہیں۔

گاؤں کی پنچایت اور اس کے اختیارات کا ذکر پہلے آچکا ہے۔ یہ بھی ایک طرح کی خود مختار حکومت کی ابتدا اور "سوراج" کا پہلا زینہ مقرر کیا گیا ہے۔

سکرٹیریٹ

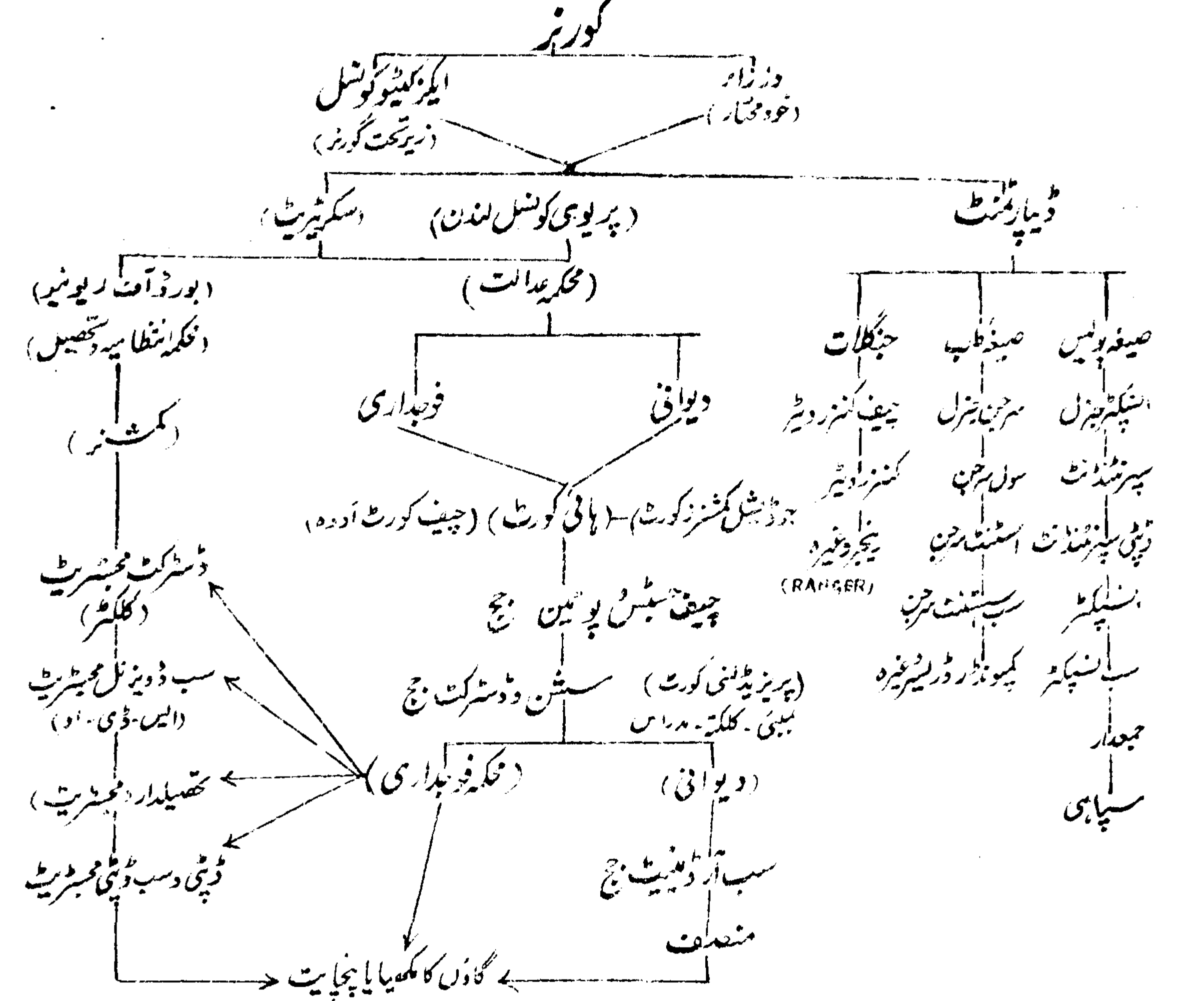
میر منشی صاحبان کا دفتر کل صوبہ کے حکام خواہ وہ وزرا کے تحت میں ہوں یا ممبروں کے اپنے کام کی رپورٹ کو اپنے محکمے کے سکرٹیری (میر منشی) کے سپرد کردیتے ہیں۔ چونکہ محکمے بہت سے ہیں اور میر منشی کم۔ اسلئے کئی کئی محکموں کا کام ایک میر منشی کرتا ہے۔ یہ میر منشی اپنے محکمے کی اونچ نیچ اور اندر و باہر سے کماحقہ واقف ہوتا ہے۔ یہ "مخصوص" محکمات کے معاملات کو ایگزیکٹیو کونسل کے ممبروں اور سپرد کردہ حکومت کے مسائل کو "وزرا" کے روبرو پیش کرتے ہیں۔ سکرٹیری گورنر سے بھی ملاقات کرتے ہیں۔ اور ضروری معاملات کی گورنر کو اطلاعات کرتے رہتے ہیں۔ اس طرح یہ "سکرٹریٹ" صوبہ کے مقامی حکام اور گورنر کے مشیر حکام و وزرا کے درمیان کام کرتا ہے۔ اور گویا صوبہ کی حکومت کا دفتر ہوتا ہے۔ وزرا اور ممبروں کے احکام و فیصلے اور صوبے کے حاکموں کی ضروریات اور رپورٹیں تمام سیکرٹریوں کے ذریعہ آتی جاتی ہیں۔ چند محکمے جنکو "ڈیپارٹمنٹ" کہتے ہیں مثلاً پولس۔ طب۔ جنگلات وغیرہ سکریٹ سے علیحدہ ہیں اور صرف ایک گورنمنٹ سکرٹیری اور ممبر یا وزیر سے سیدھا تعلق رکھتے ہیں۔ سکرٹیریوں کے محکمے اور ذمہ داریاں علیحدہ علیحدہ مقرر کی گئی

ہیں۔ مثال کے طور پر سکریٹری تعلیم۔ سیاسی سکریٹری وغیرہ وغیرہ ان سکریٹریوں کو "سکریٹری ٹو دی گورنمنٹ" کہتے ہیں۔ منسلک نقشہ ایگزیکیٹو کے محکمہ عدالت وحتمیل مجسٹریٹی دیوانی پولس، طب وغیرہ کا خلاصہ ظاہر کرتا ہے۔ غور سے ایک نظر ڈالنے پر اس پیچیدہ سیاسی مشینری کا ایک حد تک اندازہ ہو جائیگا۔

سائمن کمیشن کی تجاویز

ایگزیکیٹو کونسل "سپرد کردہ"، اور "مخصوص" محکمے نہ رہیں گے تمام صوبہ کی حکومت وزرا کے قبضہ میں ہونی چاہئے۔ یہ وزرا گورنر کے مشیر کی حیثیت سے علیحدہ ایک مجلس قائم کریں گے جس کو "کیبی نٹ" (MINISTER CABINET) کہیں گے۔ اس کا صدر گورنر ہوگا۔ وزرا کا تقرر گورنر کریگا۔ پہلے ایک چیف منسٹر منتخب کیا جائیگا۔ پھر اس کی مدد سے جتنے وزرا گورنر چاہے گا۔ کونسل کے ممبروں میں سے چن لیگا اور جتنے چاہیگا حکام اور دوسرے لوگوں میں سے۔ لیکن لیجسلیٹو کو ان سب پر اختیار رہیگا۔ چند چھوٹے وزرا اور بڑھا دیے جائیں گے۔ گورنر کو ان معاملات کے علاوہ جنکا ذکر کونسل کے بیان میں کیا گیا ہے۔ اور ہر معاملہ میں اپنے وزرا کی رائے پر عمل کرنا لازمی ہوگا۔ اگر لیجسلیٹو جو وزرا کی ہر بات کی نکتہ چینی اور منظوری دینے والی جماعت ہوگی کسی معاملہ پر نامنظوری دیدے یا کسی ضروری خرچ کی اجازت نہ دے تو اس حالت میں اگر وہ غیر اختیاری اخراجات ہیں تو گورنر خود پاس کردیگا۔ اور اگر اختیاری ہے تو یا تو پھر کونسل کو دوبارہ پاس کرنیکا موقع دیا جائیگا ورنہ وزرا اپنی مرضی سے کام چلائیں گے یا پھر وزارت" بدل دی جائیگی تاکہ لیجسلیٹو کی مرضی کی وزارت پیدا کیجائے کیبی نٹ کے جن اجلاس میں گورنر حاضر نہ ہوگا اس کے فیصلے کیبنٹ سکریٹری" گورنر کے پیش کریگا اور جن پر گورنر کو اعتراض ہوگا وہ پھر کیبی نٹ میں بحث کے لئے پیش کئے جائیں گے۔ اس طرح گویا تمام حکومت وزرا کے قبضہ میں ہوجائیگی لیکن وزرا کا تقرر گورنر کے قبضے میں ہوگا۔ وہ خواہ پبلک کے انتخاب کردہ ممبروں میں سے وزیر بنائے یا اپنی مرضی کے لوگوں میں سے۔ لیکن وزرا کے انتخاب کے بعد ان کی رائے پوری قوت رکھے گی۔ اگر کونسل اور وزارت کبھی خود مختار حکومت کی اہلیت کا ثبوت نہ دے تو گورنر تمام معاملات اپنے قبضہ میں لے لیگا۔ اور خود ہی اپنے مددگار مقرر کرنے کا مختار ہوگا۔ باقی حکومت کی جس قدر مشنری ہے اپنی حالت پر قائم رہے گی صرف ہائی کورٹ کو صوبہ کی حکومت سے نکالکر مرکزی بنا دیا جائیگا۔

صوبہ کی ایگزیکٹیو حکمران مشنری



چیف کمشنری کی طرز حکومت

یہ سیدھے مرکزی حکومت کے قبضہ میں ہوتی ہیں۔ ان کا حاکم اعلیٰ چیف کمشنر کہلاتا ہے۔ اپنی مقامی حالت یا کسی اور کسی سیاسی وجہ سے یہ چھ چیف کمشنریاں قائم کی گئی ہیں۔ صوبہ سرحدی ہندوستان کی شمال و مغربی سرحد اور افغانی حملوں کی روک تھام کی غرض سے ۱۹۱۹ء میں صوبہ پنجاب کی حکومت سے نکالکر چیف کمشنر کے ذریعہ مرکزی حکومت کے قبضہ میں لے لیا گیا۔ بلوچستان ایک بالکل علیحدہ جگہ واقع ہونے کے لحاظ سے چیف کمشنری

بنایا گیا۔ اجمیر میرواڑہ گورنریوں سے بالکل جدا۔ راجپوتانہ کی ریاستوں کے درمیان واقع ہونے کی وجہ سے علیحدہ چیف کمشنری بنا دیا گیا۔ صوبہ آگرہ واودھ قریب ہے لیکن اجمیر میرواڑہ کے باشندے اس سے متحد نہیں ہونا چاہتے رعایات کا اثر اجمیر میرواڑہ پر صرف اس قدر پڑا کہ وہاں سے ایک ممبر انتخاب کرکے اسمبلی میں بھیجا جاتا ہے۔ یہ تینوں کمشنریاں چونکہ ریاستوں سے گھری ہوئی ہیں۔ اس لئے ان کا چیف کمشنر وائسرائے کا ایجنٹ ہی (اے۔جی۔جی) ریاستوں کے لئے ہوتا ہے اور اپنے اس عہدہ ایجنٹ ٹو دی گورنر جنرل" کے ذریعہ ریاستوں کے پولیٹیکل ایجنٹ اور ریزیڈنٹس کی مدد سے ریاستوں کے بین الحکومت معاملات کی نگرانی کرتا رہتا ہے اور وائسرائے کے حضور ریاستوں کے مسائل کی جوابدہی کا ذمہ دار ہوتا ہے۔ دہلی کی چیف کمشنری صرف اس لئے قائم کی گئی ہے کہ ہندوستان کے پایہ تخت کی حکومت کسی گورنری میں نہ رہے۔ کورگ نے چونکہ "ٹیپو" سلطان کے خلاف انگریزوں کا ساتھ دیا تھا۔ اس لئے صوبہ مدراس سے اہمیت دینے کے لئے جدا کمشنری قائم کرکے اسکو اپنی لیجسلیٹو کونسل تک قائم کرنیکا اختیار دیدیا۔ کالا پانی (انڈمین و نیکوبار) بالکل علیحدہ جزیرے ہونے کی وجہ سے ایک چیف کمشنری بنا دئے گئے۔ کیا آپ کالے پانی کے چیف کمشنر سے ہمدردی نہیں کرینگی کہ جو بلا قصور کالے پانی بھیجا جاتا اور وہاں رکھا جاتا ہے۔

صوبہ سرحدی اس صوبہ میں پانچ ضلع ایسے ہیں کہ جہاں برٹش قوانین جاری ہیں۔ اور پانچ ایسے جنکا انتظام برائے نام حکومت کے قبضہ میں ہے۔ یہاں کے قوانین بالکل مختلف ہیں۔ پولیٹیکل ایجنٹ صاحب قریب قریب تمام معاملات پر حکومت کرتے ہیں۔ یہاں دیوانی و فوجداری کے معاملات کو طے کرنے کے لئے مقامی پنچایت جس کو جرگہ کہتے ہیں قائم ہے۔ یہ پٹھانوں کے "جرگے" تمام معاملات کو طے کرکے سزا وغیرہ بھی خود ہی تجویز کرتے ہیں۔ خون تک کے مقدمات وغیرہ کا فیصلہ اور چودہ سال تک کی سزا تجویز بھی پیش کرنیکا جرگوں کو اختیار ہے۔ یہاں کے پولیٹیکل ایجنٹ کو سزائے موت تک کے اختیارات ہیں۔ یہاں نہ "رعایات" دی گئی ہیں نہ کوئی اور باقاعدہ حکومت کے طریقے ہیں پشاور میں ۱۹۲۷ء میں میونسپلٹی قائم کی گئی ہے۔ جسکا پریزیڈنٹ گورنمنٹ خود مقرر کرتی ہے۔ پولیٹیکل ایجنٹ کے فیصلوں کی اپیل نہیں ہوسکتی ہے۔ امن وامان کے لئے معمولی پولیس کے علاوہ "سرحدی" پولس بھی رکھی گئی ہے

بلوچستان یہاں بھی "جرگے" حکومت کا کام کرتے ہیں۔ یہاں کا "عام جرگہ" سرحدی جرگہ کی طرح کام کرتا ہے لیکن ان کی ذمہ داریاں اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر مقرر کردیتا ہے۔ اس کے علاوہ اور قسم کے جرگے بھی وہاں ہیں۔ ایک "ضلع کا جرگہ" دوسرا "بین الاضلاعی" جرگہ تیسرا "مخصوص جرگہ" جو ملزم کی خواہش پر

بنایا جاتا ہے۔ اور ایک شاہی جرگہ جو کہ سال میں ایک دفعہ کل بلوچستان کے معاملات کا جو دوسرے قسم کے جرگوں میں طے نہ ہو سکے ہیں فیصلے کرتا ہے۔

اجمیر میرواڑہ اس کا پایہ تخت اجمیر ہے اور یہاں تمام گورنمنٹی قانون جاری ہیں۔ لیکن غیر آئین ضلع ہونیکی وجہ سے یہاں کی آئین سازی اور نفاذ قوانین مرکزی حکومت، کے قبضہ میں ہیں۔ یہاں کے مقدمات کی اپیل الہ آباد ہائی کورٹ میں ہوتی ہے۔

دہلی یہاں کا چیف کمشنر میونسپلٹی اور دسٹرکٹ بورڈ کے کاموں میں خاصہ حصہ لیتا ہے۔ اور کونسل آف اسٹیٹ کا نامزد ممبر ہوتا ہے۔

کورگ یہ دوسری چیف کمشنریوں سے اپنی لیجسلیٹو کونسل رکھنے کی وجہ سے ممتاز ہے۔ میسور ریاست کا ریزیڈنٹ یہاں کا چیف کمشنر اور اس کی کونسل کا صدر ہوتا ہے۔

کالا پانی یہاں کا چیف کمشنر جنم قیدیوں کی رہائش کی جگہ کو ایک "نوآبادی" بنانے کی تجویزوں میں مشغول ہے

ریاستوں کی حکومت

ریاست کی اندرونی حکومت خودمختارانہ اور مختلف ریاستوں میں مختلف پیمانہ پر ہے۔ ریاست کی پولیس فوج، عدالتیں وغیرہ علیحدہ ہوتی ہیں۔ پوسٹ اور ٹیلیگراف وغیرہ عموماً برٹش گورنمنٹ کے ہوتے ہیں۔ خارجی تعلقات کے انتظام کے لئے ریزیڈنٹ و پولیٹیکل ایجنٹ ہوتے ہیں۔ یہ حکام ریاستوں اور گورنمنٹ کے درمیان ایک اہم رشتہ قائم کرتے ہیں۔ گورنمنٹ کو شہنشاہیت کا حق حاصل ہے اور وہ حسب ضرورت ریاست کے اندرونی معاملات میں دخل اندازی کر کے ایک والئے ریاست کو صلاح و مشورہ اور گدی تک سے اتار دینے کا حق رکھتی ہے۔

چیمبر آف پرنسیز "والیان ریاست کی کونسل" جب ہندوستان کو رعایات ملیں تو ریاستوں کے لئے اس کونسل کو بنائے جانے کی تجویز طے ہوئی۔ اس کے کل ایک سو بیس ممبر ہوتے ہیں۔ ان میں سے ایک سو آٹھ وہ والیان ریاست ہیں جو اپنی اہمیت و ریاست کی وجہ سے ممبر ہونے کا حق رکھتے ہیں۔ اور ایک سو ستائیس ریاستوں کو کل ۱۲ نمائندے منتخب کر کے بھیجنے کا حق ہے۔ صدارت وائسرائے کے ذمہ ہے۔ ایک چانسلر اور ایک پرو چانسلر ممبران میں سے انتخاب کیا جاتا ہے۔ ان نوابوں اور راجاؤں کی کونسل نے اپنے روزانہ عام کاروبار کے لئے ایک علیحدہ کمیٹی بھی قائم کر لی ہے جو چانسلر و پرو چانسلر کو ملا کر سات ممبروں کی ہے

یہ اس کونسل کا کام صلح ومشورہ بحث ومباحثہ اور ضروری مسائل پر تنقید ونکتہ چینی کے بعد گورنمنٹ تک پہنچاتی ہے۔ یہ مسائل قدرتی طور پر وہ ہوتے ہیں کہ جو ریاستوں کے اندرونی، باہمی اور گورنمنٹ کے تعلقات سے واسطہ رکھتے ہوں۔ اس کونسل کا ممبر ہونا والیٔ ریاست کی مرضی اور گورنمنٹ کی منظوری پر منحصر ہے۔

غیر متمدن حلقوں کی حکومت

ان کی حکومت کی طرز انوکھی ہے۔ ضرورت کے مطابق بنتے اور بگڑتے رہتے ہیں۔ انکی حکومت گورنر کے ذریعہ خود وائسرائے کرتا ہے۔ کونسل وغیرہ کو اس حکومت میں دخل اندازی کرنیکا اختیار نہیں ہے۔ مدراس آسام وصوبہ متوسط یہ اپنا ایک نمائندہ کونسل میں بھیجتے ہیں۔ ان حلقوں میں بعض مقابلۃً ترقی یافتہ بھی ہیں جن میں گورنمنٹی قانون کا اجرا ہو سکتا ہے۔ اور بعض جگہ مثلاً صوبہ بہار واڑیسہ میں وزرار کو بھی کچھ اختیارات ہیں۔

سائمن کمیشن کی تجاویز

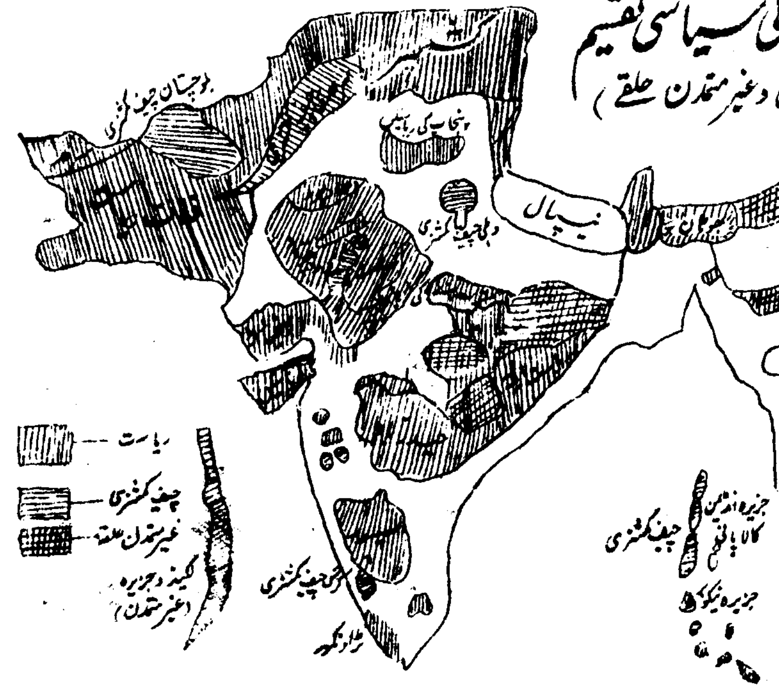
(چیف کمشنریاں) صوبہ سرحدی میں لیجسلیٹو کونسل بنائی جائے۔ باقی تمام اپنی حالت پر رہیں صرف اپنے نمایندے مرکزی حکومت کی اسمبلی میں بھیجنے لگیں۔

(غیر متمدن آراضی) کچھ تو معمولی صوبوں میں ملا دئے جائیں۔ باقی گورنر کے ذریعہ وائسرائے کی حکومت میں رہیں۔

(ریاست ہائے ہند) یہ اگر چاہیں تو ہندوستان کی "فیڈرل" حکومت میں ایک خودمختار حصہ دار کی حیثیت میں شریک ہو سکتی ہیں۔ ایک ایسی مرکزی کونسل کا بھی قیام ہو سکتا ہے کہ جہاں ہندوستان کی عام پبلک اور ریاست کے نمایندے یا خود والیان ریاست ضروری معاملات پر بحث ومباحث کر سکیں گے۔

ہندوستان کی سیاسی تقسیم

(ریاستیں، چیف کمشنریاں وغیر متمدن حلقے)



(کیپٹن) نصیر الدین احمد

"ہائے"

یوں تو ہر طبقہ نے ایک نہ ایک ادہام کو اپنا مرکزِ اعتقاد بنالیا ہے لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ جسقدر مذہب اسلام نے شرک و بدعت کو ممنوع قرار دیا ہے۔ اسی قدر ہندی مسلمان ہمسایہ قوم کی صحبت میں اس کے گرویدہ ہیں۔ اور ایسی ایسی عجیب وغریب چیزیں رائج کرلی ہیں کہ جن کے مفہوم پر اگر غور کیا جائے تو بجز جہالت کے اور کوئی پہلو نہیں نکلتا۔ لیکن میں نے دوچار تعلیم یافتہ خاندانوں میں بھی ایسی لغویات کا دخل دیکھا ہے جس کی وجہ پر اگر توجہ کیجائے تو تربیت ہی کا نتیجہ نکلتا ہے۔ چنانچہ میرے پہچان والوں میں ایک صاحب ماشاءاللہ تعلیم یافتہ گریجویٹ ہیں اور ان کی بیگم صاحبہ کو بھی علمی شغف ہے۔ ایک روز میرے والد نے ذکر کیا کہ ان صاحب کے بچہ کے گلے میں ایک چاندی کا سکہ پڑا ہے جس پر ہندی میں لفظ "ہائے" کندہ ہے۔ میں کشمکش و پیچ میں پڑ گئی کہ لفظ ہائے کو چاندی پر کندہ کراکر گلے میں پہنانے کے کیا معنی؟ بار بار میرے دل میں یہی خیال آتا تھا۔ کیونکہ ابھی میری محدود معلومات لفظ "ہائے" کی وسعت تک نہیں پہنچی تھی۔ آخر میں نے اپنے دل میں خیال کرلیا کہ والد صاحب اچھی طرح نہیں پڑھ سکے ہوں گے۔ وہ لفظ ہائے نہیں بلکہ "ہری" ہوگا۔ جو ان کی ملازمہ نے پہنا دیا ہوگا۔ اور انہوں نے بھی ملازمہ کی دلشکنی کے خیال سے رہنے دیا ہوگا۔ لیکن میں انسانی فطرت کے مطابق شام کا بیچینی سے انتظار کرنے لگی۔ تاکہ میں خود جاکر دیکھوں مجھے معلوم ہورہا تھا یا وہ دن غیر معمولی بڑا تھا۔ خدا خدا کرکے شام ہوئی اور میں ان صاحب کے ہاں گئی تو دیکھا کہ ایک پلنگ پر بچہ اونی کپڑوں میں لپٹا لپٹایا پڑا تھا میں نے جاتے ہی اٹھالیا۔ اور مجھے بچہ کا گلا ٹٹولنا پڑا۔ میرے ہاتھ میں دس پندرہ نہیں تو سات آٹھ تعویذوں کی ایک حمائل آگئی۔ میری طرف بدقسمتی سے اندھیرا تھا۔ اس وجہ سے ذرا مشکل ہوئی لیکن وہ سکہ اس میں نظر آیا میں نے دوبارہ ٹٹولا تو دوسری حمائل ملی جس میں کچھ چاندی جڑے ہوئے تعویذ تھے۔ اسی کے بیچ میں ایک کنڈے سے لگا ہوا سکہ نظر آیا جس کے جھڑے ہوئے گھنگرو اس کے "موروثی" ہونے کا ثبوت دے رہے تھے۔ میں نے بغور دیکھا تو واقعی ہندی میں بڑے الفاظ میں نہایت شان سے لفظ "ہائے" کندہ تھا۔ آخر میں نے بچہ کی والدہ سے پوچھ ہی لیا۔ انہوں نے جواب دیا کہ "ہمارے بزرگوں کا عقیدہ ہے کہ یہ پہنانے سے ہائے نہیں لگتی"۔ میں نے غم والم کرب واضطراب کے موقع پر لوگوں کو "ہائے وائے آہ۔ اُف" کرتے سنا تھا۔ لیکن گلے میں پہنانے کا مطلب میں اب بھی نہ سمجھ سکی اور بیساختگی میں میرے منہ سے

نکل گیا" ہائے نہ لگ جائے ؟ انہوں نے فرمایا" تندرست بچوں کو نظر لگ جاتی ہے جیسے دوسرے الفاظ میں ہائے لگ جانا بھی کہتے ہیں۔ اس لئے میری خوشدامن صاحبہ نے یہ پہنایا ہے" اب میں پوری طرح سمجھی۔ جب تعلیم یافتہ لوگوں میں یہ حال ہے تو ہم جہلا کو ہرگز مورد الزام قرار نہیں دے سکتے۔ مقام تاسف ہے کہ دوسری اقوام تو سائنس تہذیب و تمدن اور روشن زمانہ کی سہولتوں کی وجہ سے ہمارے مذہب سے فائدہ اٹھائیں اور ہم تمام بری باتیں اپنے طبقہ میں رائج کرلیں۔ خدا محفوظ رکھے۔ یہ ہے ہماری حالت۔

شرافت بیگم بنت محمد سعید خاں

زلزلہ کے لطیفے

کلکتہ میں شب کو زلزلہ ہونے کے سبب دو چار واقعات ایسے پیش آئے جس سے مجھے بیحد ہنسی آئی۔ میں نے سوچا عصمتی بہنوں کی تفریح کے واسطے لکھ بھیجوں۔

(۱) سینٹ جیمس کالج کے ایک کمرے میں تین چار بورڈر سو رہے تھے کہ یکایک ان لوگوں کی چارپائی نے جنبش کی ایک لڑکے کی نیند جاتی رہی اس نے مارے غصہ کے اپنے پاس والے کمسن لڑکے کو ایک طمانچہ اس زور سے رسید کیا کہ بیچارہ گھبرا کر رونے لگا۔ بعد میں معلوم ہوا کہ زلزلہ ہے۔

(۲) دو انگلش لڑکیاں ایک کمرے میں سو رہی تھیں کہ یکایک پلنگ نے جنبش کی دونوں نے سمجھا کہ چور آیا بڑی بہن تو دوڑ کر پولیس کے پکارنیکو باہر گئیں چھوٹی بہن جھٹ الماری کھول روپے اور گنی کا بکس نکالکر جسکو بیچاری نے اپنے پوکٹ منی سے جمع کیا تھا) باہر دوڑیں وہاں بھی وہی حالت تب سمجھیں کہ زلزلہ ہے۔

(۳) میں اور میری خالہ زاد بہن بیخبر سو رہی تھیں کہ یکایک پلنگ کے ہلنے سے میں نے نیند میں پوچھنا شروع کیا بہن کیسی طبیعت ہے تم کانپتی کیوں ہو کیا جاڑا معلوم ہو رہا ہے۔ جب اس نے کہا جی نہیں تب میں گھبرا کر اٹھ بیٹھی دیکھا کہ تمام چیزیں ہل رہی ہیں میں نے اس زور سے چیخکر کہا۔ اماں زلزلہ آرہا ہے کہ سب لوگ دوڑ کر انگنائی میں چلے گئے۔ صرف ہمارے والد نہ اٹھے کچھ دیر بعد میرے چھوٹے بھائی نے کہا" اباکو نہیں جگایا۔ اسوقت تک زلزلہ ختم ہو چکا تھا۔ انہوں نے کہا" آج یہ حالت ہے خدا جانے حشر کے دن کیا ہوگا۔

(۴) ایک بہن کو مارے دہشت کے جو دھڑکن شروع ہوئی تو قریب گھنٹہ بھر کے رہی۔

(۵) چند بیبیاں چونکہ دو منزلہ میں رہتی تھیں اور مکان میں صحن تھا پلنگ کی چادریں گھسیٹ کر سرپہ ڈال سڑک پر جا کھڑی ہوئیں۔

مس رقیہ ایوب خاں

قدامت پرستی

بھائی عبدالحی صاحب عباسی نے جون ۳۰ء کے عصمت میں "ہمارا تمدن خطرہ میں" کے عنوان سے ایک مضمون سپردقلم فرمایا ہے جس میں مغرب کی کورانہ تقلید کی مذمت کی ہے۔ لیکن ساتھ ہی اپنے تمدن کے خطرہ کا اظہار کیا ہے۔ جس تمدن کی تباہی بھائی صاحب کو محض خطرہ میں نظر آتی ہے واللہ علم وہ کونسا تمدن ہے۔ اور کہاں ہے۔ ہمارا تمدن نہیں بلکہ ہر ملک کا تمدن وہ ہوتا ہے جو زمانہ کی موافقت کرکے غیر ملکی تاثرات کو قبول کرکے رنگ بدلتا رہتا ہے۔ اور وہی دراصل "ہمارا" ہے۔ بھائیصاحب یہ بھی فرماتے ہیں کہ آرام و تکلیف کو نظرانداز کرکے لوگ فیشن پر مرے مٹتے ہیں۔ میری دانست میں ہم یہ کہنے کے ہرگز مستحق نہیں۔ خود دیکھ لیجئے کہ محض فیشن پرستی کی بدولت بڈھے آدمی اپنے سر کے پٹھے نہیں کٹواتے تھے۔ اور اسی طرح تمام وہ لباس بھی ترک نہیں کرتے تھے جو سخت تکلیف دہ اور خراب تھا۔ قصہ مختصر فیشن کا ہر شخص دلدادہ رہا ہے اور رہے گا۔ آپ بھی اگر ان باتوں پر اعتراض کر رہے ہیں تو فیشن پرستی کی بنا پر وہ خواہ نیا فیشن ہو یا پرانا مگر فیشن ضرور ہے بغیر فیشن کے زندگی بیکار ہے۔ جو شخص دوسروں کو فیشن ایبل بتاکر ان پر اعتراض کررہا ہے دراصل اس کا اعتراض فیشن پرستی پر مبنی ہے اور وہ خود پرلے درجہ کا فیشن پرست ہے۔

بال کٹانے کا معاملہ آج کل سب سے زیادہ قابل اعتراض کہا جارہا ہے۔ کیوں جناب کیا میں عرض کرسکتا ہوں کہ یہ تو بہت ہی عمدہ چیز ہے۔ کیونکہ تمامتر فیشن کا مرکز بال ہی ہوتے ہیں۔ اگر جناب اس کے مخالف ہیں تو بسم اللہ۔ جب بال ہی نہوں گے تو فیشن کہاں سے آئے گا۔ جتنے بھی آدمی آج کل عورتوں کے بال کٹانے کی مخالفت کررہے ہیں وہ سب سے زیادہ فیشن کے دلدادہ نہیں بلکہ فیشن پرست ہیں۔ ایک طرف تو یہ کہتے ہیں کہ ایسا بھی فیشن کیا کہ تکلیف اور آرام کا فیشن کے پیچھے کچھ خیال نہیں کیا جائے۔ اور پھر دوسری طرف یہ کہتے ہیں کہ بال نہ کٹاؤ۔ اگر انصاف سے دیکھئے تو جتنا آرام بال صفا کرادینے میں ہے۔ اتنا بال رکھانے میں نہیں ہوتا۔ لہذا بال رکھکر تکلیف مول لینا اور وہ بھی محض فیشن کی بدولت کہاں کی عقلمندی ہے۔

بھائیصاحب موصوف کے جذبات کی قدر کرتے ہوئے میں اتنا عرض کرنا چاہتا ہوں کہ بھائیصاحب نے جہاں تمام کارآمد باتیں اپنے مضمون میں لکھی ہیں وہاں مضمون سے قدامت پرستی کی بو بھی آتی ہے اگر واقعی ہمارا مسلک "خذ ما صفا ودع ما کدر" ہے جیسا کہ ہونا چاہئے تو سب سے پیشتر ہمیں اپنی عورتوں کے

بال کٹوا دینے چاہئیں ۔ اچھی بات اگر کسی قوم کے فیشن میں ہو فوراً لے لینا چاہیئے ۔ اور بال کٹانے سے بہتر میری دانست میں اور کوئی دوسرا فیشن نہیں ہو سکتا ۔ لیکن ہم چونکہ سب سے پیشتر مسلمان ہیں ۔ لہذا ہمارا فرض اولین یہ ہو گا کہ جو کام بھی ہم کریں ۔ اس سے پیشتر سوچ لیں اور دیکھ لیں کہ ہمارا مذہب کیا کہتا ہے ۔ لہذا آئیے ہم سب سے پہلے دیکھیں کہ اس بال کٹانے کے بارہ میں ہمارا پیارا مذہب کیا کہتا ہے ۔

قرآن ۔ جب ہم قرآن کریم کو دیکھتے ہیں تو پتہ چلتا ہے کہ اس میں بال کٹانا ممنوع نہیں ۔ لہذا از خود یہ فعل جائز ہوا ۔

حدیث ۔ سب سے پیشتر ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ آیا نصاریٰ کی تتبع بالوں کے معاملہ میں کرنا کیسا ہے اس معاملہ پر روشنی صحیح مسلم کی ایک حدیث سے پڑتی ہے جس میں صاف لکھا ہے کہ حضور انور اپنے بال رکھنے میں عیسائیوں کی "پیروی" (یہ لفظ مترجم کا ہے) کرتے ہوئے کسی زمانہ میں سر کے آگے کے بال پریشان صورت میں ماتھے پر پڑے رکھتے تھے ۔ اور مانگ نکالنا حضور نے بعد میں شروع کیا ۔ لہذا یہ ثابت ہوا کہ مسلمان لوگ اگر بالوں کے معاملہ میں عیسائیوں کی پیروی کریں تو عین سنت رسول اللہ ہے ۔

اب اس معاملہ کے طے ہونے کے بعد ہمکو دوسری احادیث دیکھنے کی ضرورت ہی نہیں رہی ۔ لیکن پھر بھی ناظرین کی دلچسپی کے لئے ذیل کی وہ مشہور حدیث نقل کرتا ہوں جس کی وجہ سے سال بھر ہوا اردو اور انگریزی پریس میں میری بہت ٹانگ گھسیٹی جا چکی ہے ۔

ابو سلمہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم کی بیبیاں بال کٹاتی تھیں اور کانوں تک رکھتی تھیں ۔ (صحیح مسلم) میں یہ نہیں کہتا کہ حضور کے ہاں کی سب مستورات کا یہی دستور تھا ۔ کیونکہ دوسری احادیث سے صاف پتہ چلتا ہے کہ چوٹی بھی رکھی جاتی تھی ۔ خود حضور کبھی بال کندھے تک رکھتے تھے ۔ اور کبھی منڈوا ڈالتے تھے ۔ لہذا کسی وقت اور کسی صورت میں بال بھی کٹے رہتے ہوں گے ۔ یہ ابو سلمہ حضرت بی بی عائشہ کے محرم تھے لہذا ان کا بیان چشم دید ہے ۔ اور اس سے زیادہ معتبر راوی مل نہیں سکتا ۔ ایسی صورت میں کہ یہ حدیث موجود ہے ۔ میں نہیں سمجھ سکتا کہ جو عورتیں بال کٹائیں ان کو کافر اور مرتد کیوں بنایا جائے ۔ ذرا انصاف سے دیکھیئے کہ ہم فیشن پرست ہیں یا وہ جو بال رکھانے کے موئد ہیں ۔ اب ذرا بال رکھنے کے نقصانات اور فوائد پر نظر ڈالیئے ۔

نقصانات ۔ سب سے بڑا نقصان تو یہ ہے کہ ان بالوں کی پرورش پر لاکھوں روپیہ سالانہ ضائع کیا جاتا ہے ۔ طرح طرح کے تیل ڈالے جاتے ہیں ۔ اور یہ سب کیوں ؟ محض اس لئے کہ جوؤں

کی پرورش کے لئے بہترین فارم کھولا جائے۔ روزانہ بہت کم دھوئے جاتے ہیں۔ کیونکہ ان کا دھونا ایک وبال جان سے کم نہیں۔ لہٰذا اس بیکار چیز سے جسکو کہ چوٹی کہتے ہیں قمیص کی پشت خراب جاتی ہے۔ اور سر کی چکنائی سے تکیہ اور دوپٹہ میلا ہو کر مستقل طور پر ایک عجیب قسم کی تعفن دیتا ہے جس کے دماغ اس طرح عادی ہو جاتے ہیں کہ محسوس ہی نہیں کرتے۔ پھر جوئیں دیکھنے کا غلیظ مشغلہ کہ پکڑ پکڑ کر میدان ناخن پر قتل کیجاتی ہیں۔ پھر ملازمہ کا تو حال ہی نہ پوچھئے۔ ہنڈیا میں جھک کر دیکھتی ہے اور بھاپ لگ کر جوں مر کر ہنڈیا میں داخل ہو کر زیرہ کی کمی کو پورا کرتی ہے سر کھجائی جاتی ہے۔ اور آٹا گوندھتی جاتی ہے۔ نہ غریب کو وقت ملتا ہے کہ سر کے کیڑے نکالے اور نہ پیسہ ملتا ہے کہ صابون اور سوڈے سے ہفتہ میں ایک دن تو سر دھو کر صاف کرے۔ ذرا غور تو کیجئے کہ ایک ملازمہ کی لڑکی کے سر میں سے ایک سو نواسی جوئیں ایک وقت میں نکلیں۔ ان سب گندگیوں پر غور کیجئے اور پھر اس پر غور کیجئے کہ یہ سب کچھ کیا جاتا ہے نہ اس وجہ سے کہ مذہب کہتا ہے بلکہ اس لئے کہ فیشن پرستی کیجائے۔ بھلا یہ کیسے ممکن ہے کہ بال کٹائے جائیں۔ کیونکہ دراصل بال تو نسوانی حسن کا جزو اعظم ہیں۔ اور انہی پر تمام تر حسن و فیشن کا دار و مدار ہے۔ اب ذرا بتائے کہ فیشن پرستی میں کورانہ قدامت پسندی سے کون کام لے رہا ہے۔

فائدے سب سے بڑا فائدہ تو صفائی کا ہے۔ اگر بیگم صاحبہ فیشن پرستی کو چھوڑ کر بال رخصت کردینگی تو ملازمہ بھی راضی ہو جائے گی۔ ورنہ وہ ہرگز ہرگز نہ تو خود کٹائے گی اور نہ اپنی لڑکی کے کٹائے گی ایسا کرنے سے ذرا جوئیں کم کھانے میں آئیں گی۔ صابون اور تیل کے اخراجات آدھے سے کم رہجائیں گے اور یہ کفایت بیگم صاحبہ اور ان کے بچوں کے کام آئیگی۔ ایک کنگھا اور برش برسوں چلیگا۔ جوؤں کے شکار کھیلنے اور بالوں کی گتھی سلجھانے میں جو وقت ضائع ہوتا ہے۔ اگر صرف اتنا ہی وقت چرخہ پر اگر کہیں صرف ہو جائے تو ہندوستانیوں کی فتح ہے۔ گتھیاں پڑ پڑ کر جو سر کی گندگی سے لوٹے ہوئے بال دوسرے بالوں میں چپکے رہجاتے ہیں وہ روزانہ کھانے میں نہ آئیں گے۔ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ نوالہ میں بال تھا۔ جب اسے نگل گئے۔ تب ہونٹھ پر بال سراسرایا۔ پکڑ کر گھسیٹتے جو ہیں تو حلق میں گدگدی کرتا ہوا شیطان کی آنت کی طرح چلا آرہا ہے۔ اور بہت دھیرے دھیرے کھینچا جا رہا ہے تاکہ کہیں کمبخت ٹوٹ نہ جائے۔ خوش عقیدہ اتنے ہیں کہ سوچ لیتے ہیں کہ اس کے ساتھ کوئی جوں نہ تھی۔ تعجب ہے کہ ایسا ہونے پر بھی اس نامراد فیشن کو نہیں چھوڑتے۔ اب ذرا ان تمام باتوں پر غور کیجئے اور انصاف کیجئے کہ بال کٹوانا کہانتک مفید ہے۔

بدقسمتی سے اگر ایک طرف ایک فرقہ کورانہ تقلید پر تلا ہوا ہے تو دوسرا کورانہ تائید پر تلا ہوا ہے۔ اگر ایک طرف یہ ہے کہ ہر نئی چیز باعث رحمت ہے تو دوسری طرف والے ہر نئی چیز کو ذلت سمجھتے ہیں۔ جبتک یہ افراط

نفریط نہیں جائیگی اور تعصب نہیں جائے گا۔ اسوقت تک کوئی مفید کار بات نہیں ہوسکتی۔ سب سے بڑی مصیبت ایک اور ہے اور وہ یہ کہ اگر کسی نے فیشن کو چھوڑنے کی نیت سے بال کٹائے تو اسپر الزام یہ کہ یہ بھی فیشن ہے اگر سر گھٹا دیا جائے تب بھی کہا جائیگا کہ یہ بھی فیشن ہے جنکو فیشن سے جلن ہے اُن سے میں کہتا ہوں کہ آئیے اس فیشن کی جڑ یعنی بالوں کو ہی کاٹ ڈالیں۔ کیونکہ قدیم اور جدید دونوں فیشنوں کا دار و مدار تمام تر اسی پر ہے اور ان کے کٹنے سے فیشن کی جڑ ہی مٹ جائیگی۔ مگر اس کا جواب کیا ہے کہ جب ایسا ہوگا تو لوگ کہدیں گے یہ بھی فیشن ہے۔ دوسرا قصہ پوشاک کا ہے۔ اس میں بھی بھائیصاحب انتہا سے زیادہ مبالغہ چاہتے ہیں۔ ان کو یہ بھی گوارا نہیں کہ آدھی آستین کی قمیص یا جمپر عورتیں پہنیں۔ بھائیصاحب لکھتے ہیں کہ "یہ صرف خیال ہی خیال ہے کہ بال کٹا ہوا سر ادھ ننگی فراک و جانگیا و موزہ میں لڑکیاں زیادہ خوبصورت معلوم ہوتی ہیں"۔ یہ تو صرف خیال رہا اب کچھہ واقعہ بھی ہوگا جسکو ہم ٹھوس حقیقت یا اصلیت کہہ سکیں گے۔ وہ آخر کیا ہے اور کہاں ہے؟ کیا کوئی بتا سکتا ہے کہ وہ کیا ہے۔؟ میری دانست میں شاید حقیقت اور اصلیت یہ ہے کہ پانچ برس کی لڑکی کے آٹھ جگہ کان چھدے ہوں۔ اس میں ڈیا ئی تولہ سونا لٹک رہا ہو۔ ناک میں نتھنی اور بلاق ہو۔ مجنوں کا سا نیچا کرتہ پہنے ہو۔ اور چھا بڑ جھلا ڈیڑہ ڈیڑہ ہاتھ چوڑے پائچہ کا غرارہ (یا غیارہ یا زیلپن) دار پہنے ہو۔ اور سر کے چھوٹے چھوٹے بالوں میں سڑا ہوا سیاہ رنگ کا مباف ڈالکر مصنوعی چوٹی بنی ہو۔ دونوں ہاتھ سے دوپٹہ سنبھال کرناک سڑکتی جاتی ہو۔ گلا ایک تنگ و تاریک کالر سے گھٹا ہوا اور قمیص کی آستین کلائی کے گٹے تک آکر تمام خربوزہ اور آموں میں بھری ہوں۔ اگر دوڑنا چاہے تو پائچہ میں الجھ کر دھم سے گریں، کیوں صاحب کیا یہی اصلیت ہے اور وہ محض خیال ہی ہے۔

ان دونوں میں اگر فرق معلوم کرنا ہو تو میونسپلٹی کے موت کے رجسٹر کو دیکھو۔ ایسی لڑکیاں جوانی کو پہنچکر دق کا شکار ہوتی ہیں۔ اور جانگیا اور بوٹ پہننے والیاں چھوٹی عمر میں خوب دوڑتی بھاگتی ہیں۔ نتیجہ اس کا یہ ہوتا ہے کہ ان کے لڑکے کوہ ہمالیہ کی چوٹی پہ پہنچتے ہیں۔ رہ گئی برہنگی اور بیحیائی تو وہ واقعی قابل نفرین ہے۔ لہذا دونوں طرف کی انتہا پسندی پر لعنت بھیجیے۔ کیونکہ ان دو راستوں کے علاوہ ضرور کوئی تیسری راہ بھی ممکن ہے۔ اور یہ نہایت آسان ہے کہ مغربی کپڑوں کو آسانی سے اپنی ضروریات کے موافق مشرقی کرلیا جائے۔ اور دراصل کرلیا ہے۔ ہندوستان بھر میں کیا کوئی عورت ایسی بتائی جاسکتی ہے جس نے مشرقیت کو چھوڑکر سولہ آنے مغربی لباس اختیار کرلیا ہو۔ میں نے تو کسی کو نہیں دیکھا۔ اگر کوئی ایسا کرے اور کرکے اپنی حدود سے تجاوز کرے۔ جب آپ کا اعتراض بجا ہے۔ ورنہ نہیں۔ آج کل ہم اس کا رونا رو رہے ہیں کہ مغربی لباس ایسے نہیں جن میں گریبان اور گلا کھلا رہتا ہے۔ اور پھر پشت کا حصہ بھی کھلا رہتا ہے۔ میں یہ

کہتا ہوں کہ اب سے پچاس برس پہلے ہندوستانیوں کا بھی قومی لباس ایسا ہی تھا۔ اور اب بھی ہے۔ پھر اس کے علاوہ حضور اکرم کے زمانہ میں بھی لباس ایسا تھا کہ قمیصوں کے گریبان اس طرح کھلے رہتے تھے کہ گردن کے نیچے کا حصہ اور پیٹھ کھلی رہتی تھی۔ اس کی روک تھام حضور نے قطعی نہ کی۔ کیونکہ کپڑے کے معاملہ میں کوئی خدائی حکم اگر آجاتا اور اس میں رخصت نہ ہوتی تو بوجہ کم مائگی کے دن رات خلاف ورزی قرآن کرتے گزرتی۔ لہذا اس بارہ میں جو خدائی حکم نازل ہوا وہ یہ تھا کہ اپنے دوپٹے کے آنچل گریبانوں پر عورتیں ڈال لیں۔ مگر غور کرنے کی بات ہے کہ قمیصوں کے گریبانوں کی کتر چھانٹ پر خدا اور اس کے رسول نے کوئی اعتراض نہیں کیا۔ اور عورتیں بدستور ویسی ہی قمیصیں پہناکیں جنکا رونا آج ہم رو رہے ہیں۔ دراصل علاج اس کا شرم وحیا کی تلقین تھا جو اس زمانہ میں کیا گیا اور یہی اب بھی ہونا چاہیئے۔ بجائے اس کے کہ الٹے سیدھے لباس پر اعتراض کئے جائیں اور وہ بھی محض اپنی فیشن پرستی کی وجہ سے کہ ہائے ہمارا پرانا فیشن چھوٹا جا رہا ہے اور دنیا ہمارے فیشن کی تقلید نہیں کرتی۔ اگر مغربی یا مشرقی لباس کر کے کہا جائے کہ ان میں سے کونسا ساتر ہے اور کونسا غیر ساتر۔ تو یہ کہنا غلط ہوگا۔ کیونکہ دونوں لباسوں میں اس قسم کے لباس موجود اور مستعمل ہیں جو برہنگی کو مات کرتے ہیں۔ ٹھیٹ ہندوستانی لباس ہی برہنگی کے معاملہ میں یورپ کے بدترین نیم برہنہ لباس سے بڑھ چڑھ کر ہو سکتا ہے۔ کبھی کسی کی زبان سے نہیں نکلتا کہ تمام وہ ہندوستانی لباس بھی خراب ہیں جو صحیح معنوں میں ساتر نہیں ہیں۔ دراصل اپنی فیشن پرستی کی وجہ سے تمام تر لوگ مغربی لباسوں کی مذمت پر تلے ہوئے ہیں۔ بہت معمولی کوشش سے مغربی لباس کی خوبیاں لیکر ہمارے لباس مغربی ہونے پر بھی ساتر ہو سکتے ہیں۔ اگر تعصب سے کام لیا جائیگا۔ اور کہنی اور ہاتھ بھی نہ کھولنے کی تلقین محض اس بنا پر کیجائے گی کہ مغربیت ہے تو خواہ مخواہ کی افراط و تفریط پیدا ہو کر صورت حال بد سے بدتر ہو جائیگی۔ ہمیں دراصل مغربیت کی ضرور تقلید کرنی چاہیئے۔ اور کورانہ انکار سے کام نہیں چلیگا۔ کیونکہ مغرب والے ہم سے عقل و دولت اور فہم غرض ہر چیز میں آگے ہیں اور ان کی سمجھ بوجھکر اگر ہم تقلید کریں گے تو فائدہ ہوگا۔ مگر اس سے یہ مطلب میرا ہرگز نہیں کہ میں کورانہ تقلید کرانا چاہتا ہوں۔ محض قدامت پرستی کی وجہ سے مسلمانوں نے برسوں سائینس اور فلسفہ جدید سے کنارہ کیا۔ اور محض قدامت پرستی ہی کی وجہ سے اب ہر چیز خواہ اچھی ہو یا بُری اگر مغربی ہے تو اس میں کانٹے نظر آرہے ہیں۔ اگر مغربیت سے ہم اس بری طرح بھاگیں گے جس طرح کہ ہم سے کہا جا رہا ہے تو ہم فنا ہو جائیں گے۔ کیونکہ تمام علم و ہنر کا منبع ہی آج کل مغرب بنا ہوا ہے۔ اور دراصل مغرب کی خرابیاں بھی ہمارے لئے باعث نصیحت ہو سکتی ہیں۔ مشرق اور مغرب کی بحث کو چھوڑ کر لباس اور فیشن کے بارہ میں کوئی معیار قائم کیجئے۔ مگر کچھ بھی ہو خدا کے واسطے

جب تک کہ ہندوستان مفلس ہے۔ اسوقت تک کے لئے تمام جدید و قدیم فیشن پرستی کی جڑ یعنی عورتوں کے بالوں کو رخصت کر دیجئے۔ مجھے یقین ہے کہ فیشن کی دلدادہ بہنیں میرا یہ مضمون پڑھکر برافروختہ ہوکر میرے سر یہ الزام تھوپیں گی کہ یہ خود فیشن پرست ہے۔ اور در پردہ نئے فیشن کا حامی ہے۔ اور باب ہیر BOBBED HAIR کی تبلیغ کر رہا ہے جس سے مجھے قطعی انکار نہیں کیونکہ جتنا حق کسی اور کو کسی خاص فیشن کے بارہ میں حاصل ہے اتنا ہی کسی دوسرے کو کسی دوسرے فیشن کے بارہ میں ہونا چاہئے۔

مرزا عظیم بیگ چغتائی۔ (بی اے ایل ایل بی)

مرزا عظیم بیگ صاحب کا یہ مضمون ابھی مسلمانوں کا ایک فریق قدامت پرستی کی طرف شدت سے راغب ہے بادی النظر میں کچھ زیادہ وقیع نہیں معلوم ہوتا۔ مگر حقیقتاً جو دلائل مرزا صاحب نے پیش کئے ہیں وہ قریب قریب تمام معقول ہیں۔ اور حق رکھتے ہیں کہ ہر معقول پسند دماغ اس رائے پر سنجیدگی سے غور کرے۔ معاشرت میں کسی نئی رسم کا رواج ہمیشہ متنازع رہا ہے۔ خواہ وہ کتنی ہی ضروری اور لازمی کیوں نہ ہو۔ چونکہ یہ فطرت انسانی ہے اسلئے مرزا صاحب کی تجاویز سے متفق ہوجانے کے بعد بھی آسانی سے ممکن نہیں کہ مسلمان ان کی رائے پر عمل شروع کردیں۔ مسلمانوں کا یہ مرض روز بروز ترقی کر رہا ہے کہ وہ اپنی ہر بحث میں خواہ اس کا مذہب سے ذرہ بھر بھی تعلق نہ ہو۔ قرآن و حدیث کا حوالہ ضرور دیدیتے ہیں۔ مرزا صاحب کے طرز تحریر کا جہاں تک ہمنے مطالعہ کیا ہے ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ اس مضمون میں مرزا صاحب اس طرف صرف اس لئے گئے ہیں کہ ان کا تخاطب ایسی ہی جماعت سے ہے۔ مگر ہماری رائے میں اس چیز نے مرزا صاحب کے دلائل کو کچھ زیادہ قوی نہیں کیا۔ مرزا صاحب جو کچھ فرما رہے ہیں کوئی وجہ نہیں کہ مسلمان اسپر غور نہ کریں۔ اور اگر جواب اتنا ہی معقول ہو تو نہ دیں۔ اور اگر مضمون اتنا ہی صحیح ہو تو کوئی سبب نہیں کہ شائع نہ کیا جائے۔

ہم اس بحث کو اپنی بہنوں پر چھوڑتے ہیں کہ وہ اس مضمون کو غور سے پڑھیں اور جس سنجیدگی سے مرزا صاحب نے اپنے خیالات کا اظہار فرمایا ہے اسی طرح اس کی تائید یا تردید کریں۔ ہاں ہم کو مرزا صاحب سے ایک بات کہنی ہے اور وہ یہ کہ حسن کا معیار مختلف ممالک میں مختلف ہوتا ہے کہیں بڑے دانت خوبصورت سمجھے جاتے ہیں۔ کہیں چھوٹے کہیں موٹے ہونٹ پسندیدہ ہیں۔ کہیں پتلے۔ اسلئے کیا مرزا صاحب اپنی اس پرانی مثل پر چند لمحے کے واسطے توجہ فرما سکتے ہیں کہ جس کو پیا چاہے وہی سہاگن۔ اگر شوہر بڑے بالوں کو پسند کرتا ہے تو بیوی بڑے بال رکھے اور چھوٹوں کو پسند کرتا ہے تو چھوٹے۔

یہ ہم صرف اپنا خیال ظاہر کر رہے ہیں اگر ضرورت ہوئی تو ہمارا قطعی فیصلہ فریقین کے مضامین کی اشاعت کے بعد ہوگا۔

اڈیٹر

دھوبی کھڈ کی سیر

یہ مقام ہمارے گھر سے کچھ زیادہ دور نہیں ہے۔ وہاں جانے میں ہمیں کچھ دقت نہیں اٹھانی پڑتی جب جی چاہتا ہے ان پرلطف مناظر کی سیر کر لیتے ہیں۔

ایک مرتبہ میری نہایت عزیز ملاقاتی بہنیں سہ پہر کی چائے پر ہمارے ہاں تشریف لائی ہوئی تھیں۔ سب کی رائے ہوئی کہ چائے سے پیشتر دھوبی کھڈ کی سیر کر آئیں۔ چنانچہ ہم لوگ بر فتے اوڑھ پہاڑوں میں سے ہوتے ہوئے اس طرف کو روانہ ہو گئے۔ ماہ نومبر کے آخر میں جبکہ خزاں کا دور دورہ ہر جگہ شروع ہو جاتا ہے۔ کچھڑی کے پہاڑ اس سے مطلق اثر پذیر نہیں ہوتے۔ یہی وجہ تھی کہ ہم سرسبز و شاداب پہاڑوں کے مناظر کا لطف اٹھاتی ہوئیں دھوبی کھڈ کی طرف جا رہی تھیں۔ چونکہ جاتے وقت اترائی تھی بغیر کسی قسم کی تکان محسوس کئے ہم لوگ منزل مقصود تک پہنچ گئے۔

دھوبی کھڈ کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ یہاں آبشار کی طرح پہاڑ سے پانی گرتا ہے جس جگہ سے پانی گرتا ہے اسکی بلندی تقریباً بیس پچیس گز ہوگی۔ آگے نالی کی طرح پانی بہتا ہوا کچھ فاصلے پر جا کر ایک دوسرے آبشار کی صورت میں چھ سات گز نیچے گرتا ہے وہاں سے بہتا ہوا آگے نکلجاتا ہے۔ چونکہ یہاں پر دھوبی لوگ کپڑے دھوتے ہیں اور بھٹی وغیرہ بھی یہیں چڑھاتے ہیں۔ اسلئے یہ مقام دھوبی کھڈ کے نام سے مشہور ہے۔ پس ہم پہلے آبشار کو طے کرتے ہوئے دوسرے آبشار پر پہنچیں۔ آہ کیا دلکش منظر تھا۔ چاروں طرف ہرے بھرے درخت اسپر پانی کی دھن دھنا تی مگر سریلی آواز کانوں میں ایک شیریں نغمہ پیدا کر رہی تھی ہم لوگ دنیا و مافیہا سے بے خبر ایک محویت کے عالم میں اس گڑھے کے کنارے جسپر پانی کی دھار گرتی ہوئی آگے کو نکلجاتی ہے بیٹھی ہوئی تھیں ہماری نگاہیں پانی میں کھیل رہی تھیں اسوقت ہم میں سے ہر ایک کے چہرے فرط مسرت سے کھلے جاتے تھے اور ہمارے روحانی انبساط کا پتہ دے رہے تھے گویا رنج و غم سے کبھی کوئی واسطہ ہی نہیں پڑا درحقیقت قدرتی مناظر میں وہ لطیف شے موجود ہے جو مغموم سے مغموم انسان کو محو حیرت بنا کر قرب جوار کے تمام رنج و آلام سے ناآشنا کر دیتی ہے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ جیسے ہم نے بھی اپنے تمام تفکرات کو اسی بہتے ہوئے پانی کی لہروں کے ساتھ بہا دیا ہے اسوقت ہم پر ایک رقت سی طاری ہو گئی تھی۔ کیا اچھا معلوم ہوتا ہے یہ منظر واٹر فال (کچھڑی کی ایک دوسری سیرگاہ کا نام) سے زیادہ دلکش اور دلربا ہے۔ میری ایک سہیلی نے للچائی ہوئی نظروں سے اسے دیکھ کر کہا گو یہ بات غلط تھی کیونکہ واٹر فال کی دلربائی ایک علیحدہ چیز ہے۔ تاہم مناظر قدرتی کا ... دیتے ہوئے میں نے اسکی تائید کی کیونکہ مجھے اسکی بات صحیح معلوم ہوئی۔ لیکن آہ اس روحانی مسرت اور حقیقی سکون کا سلسلہ اسوقت ٹوٹا جب ہمیں ضروریات نے واپس لوٹنے پر مجبور کیا۔ میں چونک گئی اور ہم میں سے ہر ایک دوسرے کا منہ تکنے لگی۔ بالآخر مجبوراً حسرت بھری نظریں پانی پر ڈالتی ہوئی واپس لوٹیں ابھی زیادہ فاصلہ طے نہیں کیا تھا کہ ہمارا ایک ایک پاؤں ایک ایک من وزن کا ہو گیا اور ٹانگیں چلنے سے جواب دینے لگیں۔ شاید ان لطیف مناظر کو چھوڑنا انہیں بھی ناگوار گذرا ہو۔ ہمیں تکان بہت زیادہ محسوس ہوئی اور ہم سب ہی راستہ میں چٹانوں پر

دوسری شادی

جمال ہمنشیں حصہ دوم یعنی محترمہ خاتون اکرم حجت مکانی کے مختصر افسانوں کا شاندار مجموعہ "گلستان خاتون" جس کا دسمبر کے پرچہ میں اعلان ہوا تھا شائع ہوچکا ہے۔ آج ہم نہایت مسرت سے اس کا ایک افسانہ اس پرچہ میں نقل کرتے ہیں تاکہ جنت مکانی کی زندگی میں عصمت جن بہنوں کی نظر سے نہیں گذرتا تھا یا انہوں نے مرحومہ کی بے نظیر تصانیف کا مطالعہ نہیں کیا وہ بھی اندازہ کرسکیں کہ گلستان خاتون کس قدر بلند پایہ افسانوں کا قابل قدر مجموعہ ہے۔ "اڈیٹر"

نو بجے رات کو پائیں باغ میں نیلے آسمان۔ روشن ستاروں اور چمکدار چاندی صاف ستھری چاندنی میں زرینہ کبھی اپنی مہتابی پر ٹہلتی کبھی اٹھکر اپنے پر فضا باغ کی روشوں پر ٹہلنے لگتی۔ کسی پھول کو توڑ کر بستر پر پھینکدیتی۔ کسی کو توڑ کر جوڑے میں لگا لیتی۔ کسی کی پتیاں نوچ نوچ کر الگ کر دیتی۔ ڈالیوں کو زور شور سے ہلاتی۔ کلیوں کو چھوتی۔ اور انگلیوں سے دبا کر انہیں زبردستی کھلانا چاہتی۔

وہ انہیں شرارتوں میں مصروف تھی کہ پھاٹک کی طرف سے آہٹ معلوم ہوئی۔ جلدی سے ایک گلاب کو توڑ کر ایک درخت کی آڑ میں ہوگئی۔ برقع میں لپٹی لپٹائی عورت جونہی قریب پہنچی وہی پھول کھینچ مارا۔ وہ غریب چونک پڑی اور تعجب کی نظروں سے ادہر ادہر دیکھنے لگی۔ دو تین آوازیں بھابی بھابی کرکے دیں مگر سوائے خاموشی کے اور کچھ جواب نہ ملا۔ تو یہ کہکر کہ "نہ معلوم کہاں غائب ہوگئیں" برقع اتارنے لگیں۔ زرینہ نے چپکے چپکے دبے پاؤں پیچھے سے آکر آنکھیں بند کرلیں زرینہ کی نند زبیدہ نے کہا "بھابی ہیں" زرینہ نے ہاتھ ہٹا لئے اور دونوں نند بھاوجیں بیٹھ گئیں۔

زرینہ" میں نے تمہارے آتے ہی اتنا بڑا گلاب بطور تحفہ پیش کیا۔ مگر تم بڑی احسان فراموش ہو۔ تم نے اس کو اٹھایا تک بھی نہیں۔"

زبیدہ" واہ خوب! اچھی قدر کی۔ میں تو اتنی رات گئے اتنی دور سے اپنی نیند خراب کرکے آئی کہ چلو کئی دن ہوگئے ملاقات نہیں ہوئی۔ مل آؤں۔ یہاں آتے ہی بات نہ چیت۔ سلام نہ دعا۔ مصافحہ نہ مزاج پرسی۔ الٹی مار کھانی پڑی کب کا بدلہ لیا۔ اور کہاں کا قاعدہ نکالا۔ مہمانوازی کوئی تم سے سیکھ جائے۔ میرے تو شانے میں درد ہونے لگا" اتنے زور سے پھول لگا۔

زرینہ۔ معلوم ہوتا ہے کہ دشمنوں کی ہڈی ٹوٹ گئی۔ ڈاکٹر کو بلوانا پڑا۔ مگر اتنی رات گئے تو وہ آنے سے رہے۔ صبح بلواؤں گی۔ خیر صاحب ٹوٹا بھی میں ہی سہ لوں گی

زبیدہ "ایسا چلکہ کسی اور کو دیجئے۔ میں ان باتوں میں آنے والی نہیں ہوں اپنے ہی گھر علاج کرالوں گی"

زرینہ "ہاں بھلا تم میاں کو چھوڑنے والی ہو خیر نہیں کہ اتنی دیر بھی کس طرح ٹھیری ہوئی ہو"

زبیدہ "(ہنسکر) اور کیا ہاں! کہو زہرہ۔ ثریا اور شکیلہ وغیرہ آئیں تھیں؟ مجھے ملے تو ایک ہفتہ ہو گیا"

زرینہ "ہاں پرسوں آئی تھیں۔ زہرہ کے میاں اپنی رخصت ختم کرکے ملازمت پر چلے گئے۔ اس لئے کچھ افسردہ سی تھیں۔ میں نے خوب مذاق اڑایا اور سب کو ہنساتے ہنساتے الٹا دیا"

زبیدہ "تمہیں ایسی ہی باتیں سوجھا کرتی ہیں۔ متانت و سنجیدگی تو تم میں ہے ہی نہیں اس کا ذرا خیال نہیں کہ کوئی برا نہ مان جائے۔ تمہیں تو ایک بات مل جائے ہنسنے ہنسانے سے کام"

زرینہ "اونہہ تم یونہی کہا کرتی ہو۔ کوئی برا مان کر میرا کیا بگاڑے گا۔ اپنے گھر خوش رہے گا"

زبیدہ "تو میں بھی بگڑ گئی۔ اب اپنے گھر جا رہی ہوں"

زرینہ "واہ اور کچھ نہیں تو اسی بہانے گھر جانے کا ذکر شروع کر دیا۔ بڑی ہوشیار ہو آج رہجاؤ۔ کل چلی جانا"

زبیدہ "نہیں بھابی کل مجھے ضروری کام ہے۔ اس لئے نہیں رک سکتی۔ آج جانے دو پھر کسی دن آؤں گی تو اطمینان سے رہوں گی۔ ایلو وہ گیارہ بج رہے ہیں" (کھڑے ہوکر) اچھا خدا حافظ"

(۲)

انسان سوچتا کچھ ہے نکلتا کچھ ہے۔ کرتا کچھ ہے ہوتا کچھ ہے اور۔ یہ کسے معلوم تھا کہ ایک ذراسی بات اس کی گانٹھ ہو جائیگی۔ اور یہ مذاق اصلیت کا پہلو اختیار کرلیگا۔ بھولی لڑکی کو خبر نہ تھی کہ بعض اوقات ہنسی میں بھی رونا ہو جاتا ہے۔

زرینہ ایک نادان۔ بھولی۔ ہنس مکھ اور پر مذاق لڑکی تھی۔ اس کی ہر بات میں ظرافت کا رنگ جھلکتا۔ ہر حرکت میں چلبلا پن اور ہر کام میں شوخی ہوتی تھی۔ اس کو خدا نے اپنی عنایت سے وہ سب چیزیں عطا کی تھیں جو ایک خوش نصیب عورت میں ہونی چاہئیں۔ شفیق ماباپ۔ قدردان ساس سسرے۔ چاہنے والا شوہر محبت کرنے والے رشتہ دار دولت۔ عزت۔ حکومت غرض سب چیزیں میسر تھیں۔ وہ ماں باپ کی نیک بیٹی۔ شوہر کی غمگسار بیوی۔ ساس سسروں کی فرمانبردار بہو اور رشتہ داروں کے پورے حقوق ادا کرنے والی بہمہ صفت موصوف لڑکی تھی تحصیلدار صاحب اس سے خوش تھے۔ اور برابر اپنی ملازمت پر ہمراہ رکھتے تھے۔ خوش قسمتی سمجھو یا اتفاق وقت کہ زبیدہ کے میاں خورشید جو نائب تحصیلدار تھے۔ وہ اور جمشید دونوں ایک ہی تحصیل میں ملازم تھے۔ اس لئے نند بھاوجوں میں ملنے کا اتفاق اکثر ہوتا رہتا تھا۔ دونوں میں بیحد محبت و یگانگت تھی۔ چونکہ جمشید و خورشید دونوں سالے بہنوئی روشن خیال اور انگریزی تعلیم یافتہ تھے عورتوں کی عزت و وقعت ان کی نظروں میں تھی بیویوں

کو خاص آزادی دے رکھی تھی۔ اس لئے زرینہ اور زبیدہ کا آنا جانا ملنا جلنا ہر جگہ تھا۔ عزیزوں میں۔ رشتہ داروں میں سہیلیوں میں برابر میل ملاقات تھی۔

ایک دن کا ذکر ہے کہ زرینہ اور زبیدہ ثریا کے ہاں سے ہوتی ہوئی اپنے ماموں زاد بھائی کی بیوی سے ملنے گئی۔ ہشاش بشاش گئی اور ہنسی خوشی واپس آئی۔ آ کر کپڑے بدل رہی تھی کہ تحصیلدار صاحب کو نیچی گردن کئے سر جھکائے کچھ سوچتے دیکھا۔ پوچھا "کس فکر میں ہو۔ کیا سوچ رہے ہو؟" تحصیلدار صاحب بیچارے کو ایک اہم مقدمہ کا فیصلہ لکھنا تھا۔ اسی کشمکش و پیچ میں مبتلا۔ اسی کے فکر میں گرفتار تھے۔ بولے "تمہارے بتانے کا نہیں ہے۔ تم سن کر کیا کرو گی"۔ زرینہ نے اپنی عادت کے موافق مذاق سے کہا۔ "میں سمجھ گئی۔ تم دوسری شادی کی فکر میں ہو"۔

تحصیلدار صاحب:- "ہاں ہوں تو یہی پھر کہو"

زرینہ:- "تو پھر کر لو نہ! ڈراتے کس کو ہو۔ کوئی نصیب ہی نہ ہوئی۔ ملی تو میں ہی ملی"۔

تحصیلدار صاحب اس جملہ کو طنز سمجھے انہیں غصہ آ گیا اور کھڑے ہو کر بولے۔ "لو میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اب دوسری شادی کر کے تم کو دکھا دونگا۔ کہ مجھے دوسری ملتی ہے یا نہیں"۔ تحصیلدار صاحب شطرنج میں اوپر تلے کی ماتیں کھا کر آئے تھے کچھ تو اسکی جھنجھلاہٹ تھی کچھ فیصلہ کا فکر۔ دورے پر جانے کا خیال غرض جل بھن تو پہلے ہی رہے تھے بیچاری بیوی پر غصہ اترا۔ دوسرے روز خود دورے پر چلے گئے۔ اور زرینہ بھائی کے ہاں پہنچی۔

اس واقعہ کی خبر رفتہ رفتہ خاصی پھیل گئی۔ زبیدہ کو تو ساری حقیقت دوسرے ہی روز معلوم ہو گئی تھی ثریا جمیلہ۔ حمیدہ کو بھی بہت جلد خبر ہو گئی۔ زبیدہ بیچاری کے اختیار میں کیا تھا۔ اول تو بڑا بھائی۔ دوسرے اب دورے پر۔ کہے تو کس سے اور سنے تو کون؟ سب روزانہ گھڑی دو گھڑی کے لئے آتے۔ مگر جب ثریا کو ادھر تو آنے میں ہونے لگی دقت۔ کیونکہ جوان بیٹی کا ساتھ تھا گھر میں چھوڑ کر آئے تو مشکل۔ ساتھ لئے پھرے تو جگ ہنسائی زرینہ کی حالت دیکھی تو پژمردہ، دن کا کھانا نہ رات کی نیند، سر میں کنگھی نہ بالوں میں تیل، کپڑے چوہوں کی سی رنگت میلے چکٹ، سر میں درد چہرہ زرد۔ بیماروں کا سا ہڈرا۔ مردوں کی سی صورت۔ نہ باتوں میں ظرافت رہی نہ گفتگو میں لطافت۔ باتیں کر دو تو سنیں نہیں۔ سمجھاؤ تو اثر نہیں۔ اس لئے اس نے کہا کہ دو دو۔ چار چار روز کے لئے سب سہیلیاں اپنے ہاں رکھیں۔ تا کہ کچھ تو دل بھلے۔

زرینہ اپنے اس مذاق پر رہ رہ کر پچھتاتی اور وہ غور کرتی تھی کہ کیا میرے الفاظ ایسے سخت تھے جو انہیں بیحد ناگوار گزرے۔ میں نے تو مذاق میں کہا تھا۔ واقعی ہر وقت کا مذاق ٹھیک نہیں۔ زبیدہ نے اس روز کہا تھا کہ "اس کا ذرا خیال نہیں کہ کوئی برا مان جائے گا"۔ میں نے جواب دیا کہ "پھر کیا ہو گا"۔ اب یہ کتنی بڑی بات ہو گئی

توبہ ہے۔ اب کسی سے بھی مذاق نہیں کرنے کی۔ اس دن ایک ذرا سی بات کا بتنگڑ ابن گیا۔ لیکن کیا ایسی باتیں ہوتی نہیں؟ وہ کون سے میاں بیوی ہیں جو آپس میں بھی مذاق نہیں کرتے؟ یوں محرم ہی کی پیدائش ہو جائیں تو اور بات ہے۔ زندگی کا مقصد ہنسی خوشی سے رہنا ہے۔ روتی لبسورتی زندگی گذاری تو کیا خاک گذاری میں نے کوئی ایسا قصور نہیں کیا ہے جس کے لئے معافی مانگنے کی ضرورت ہو۔ میں نے ان کے کسی کام سے غفلت نہیں کی۔ جب کہیں آئی گئی پہلے ان کے کھانیکا اور حقہ پان کا انتظام کرکے۔ انہیں میری عدم موجودگی میں کبھی کسی طرح کی تکلیف نہیں ہوئی۔ خدا معلوم کس کا غصہ کہاں کی خفگی مجھ پر اتاری۔ نہ معلوم کب کے بھرے بیٹھے تھے۔ اور یہ غبار کب سے دل میں بھرا تھا۔ اور یہ مواد کتنے عرصہ سے جمع تھا۔ جو یوں پھوٹ نکلا۔ میری زبان سے اتنا نکلنا زہر ہوگیا۔ یوں بات بات پر زبان پکڑی جائے تو زندگی اجیرن اور نباہ مشکل ہو جائے۔ اچھی بات ہے ذرا دوسری کرکے بھی دیکھ لیں۔ مزا معلوم ہو جائیگا۔ قدر عافیت کھل جائیگی۔ ساری ہیکڑی بھول جائیں گے۔ کوئی کچھ ہی کہے مگر میں نے کوئی ایسی خطا نہیں کی جس کے لئے معافی مانگوں۔

ملزم دنیا کی نظروں میں قصوروار ہوتا ہے لیکن اپنی نگاہ میں وہ بالکل بے قصور اور بیگناہ۔ جج کی ہر سزا اس کی رائے میں ظلم اور زیادتی ہے۔ چور چوری کرتا ہے۔ دوسرے اس کے فعل پر لعنت ملامت کرتے اور برا کہتے ہیں لیکن وہ کہتا ہے کہ جب دوسروں کے پاس چیز ہے تو میں کیوں فاقے مروں۔ تکلیف اٹھاؤں اور اس میں سے حصہ نہ لوں۔ خونی خون کرتا ہے۔ لیکن پھانسی پر چڑھتے وقت تک وہ اپنے آپ کو مظلوم اور بیگناہ ہی جانتا ہے۔ وہ یہی کہتا ہے کہ مقتول نے مجھے اتنا غصہ ہی کیوں دلایا کہ میں اس کو مارنے پر مستعد ہوا۔ غرض دنیا میں ایسے منصف مزاج انسان بہت کم ہیں جو اپنی خطا کو مان لیں۔ بعض چاہے دل میں قائل۔ نادم اور معترف ہو جائیں۔ مگر زبان سے اقرار گناہ ایک ایسا جرم ہے جس کے مرتکب وہ ہرگز نہیں ہوتے۔ جب بڑے بڑوں کی یہ کیفیت ہو تو ایک خود دار عورت سے یہ توقع کیونکر ہو سکتی تھی کہ شوہر سے معافی مانگ لے۔ اور اپنی غلطی پر نادم ہو۔

(۳)

تحصیلدار صاحب پورے دو ہفتہ بعد دورے سے لوٹے۔ دوسری شادی کا ارادہ سنکر سب متعجب ہوئے کوئی بیوی کا قصور بتاتا۔ کوئی مردوں کی بیوفائی اور طوطا چشمی کے راگ الاپتا۔ کسی کی رائے میں دونوں ملزم تھے۔ غرض جتنے منہ اتنی باتیں۔ اس زمانہ میں جب کہ اچھے لڑکوں کا کال ہے۔ ایسے لڑکے کو جو بی اے ہوا ور تحصیلدار۔ چٹ پٹی اور دو۔ دو۔ لڑکی کی کیا کمی۔ ادھر ادھر نسبت کا ذکر چھڑنا تھا کہ مخفی طریقہ پر پیغاموں کا تانتا بندھ گیا۔ زرینہ کی سہیلی ثریا کے شوہر مسٹر علیم کے ایک گہرے دوست قمر تھے۔ ایک دن وہ تحصیلدار صاحب کے ہاں آئے اور باتوں باتوں

نے اس ذکر کو خاص طور سے چھیڑ کر کہنے لگے

آپ مسٹر علیم کے یہاں کیوں نہیں پیغام دیتے۔ آپ تو ان کو بخوبی جانتے ہونگے۔ یہاں کے رئیس اعظم اور تعلیم یافتہ اشخاص میں سے ہیں۔ تعلیم نسواں بھی ان کے یہاں خاص طور پر ہے۔ یہاں اگر آپ شادی کرنا چاہتے ہیں تو ان سے اچھا گھر کوئی آپ کو نہ ملے گا۔ وہاں سب باتیں ہیں۔ دولت۔ صورت۔ لیاقت۔ ہنر سلیقہ سب چیزیں آپ کو ملیں گی۔ تحصیلدار صاحب نے یاد دلایا کہ مسز جمشید اور مسز علیم میں بہت دوستانہ ہے اسلئے امید نہیں کہ میری درخواست منظور کریں۔ قمر نے بہت جوش سے کہا کہ میں تو منظور کرا دونگا۔ آپ رقعہ لکھیں میں منظوری لیکر ہی وہاں سے اٹھونگا۔ آپ ہیں کس خیال میں میرے کہنے کو بھلا وہ ٹال سکتے ہیں"۔ تحصیلدار صاحب نے اسکو بہت غنیمت خیال کیا۔ اور اسی وقت ایک رقعہ لکھکر انہیں دیدیا۔

کیا مزے کی شادی تھی کہ چٹ منگنی اور پٹ بیاہ۔ صبح کو ذکر ہوا دوپہر کو منظوری آئی شام کو تاریخ مقرر ہو گئی۔ دوسرے دن جمعرات تھی سامان کی طیاری کرنے کے لئے وقت رکھا گیا۔ تیسرے دن جمعہ کو عصر اور مغرب کے درمیان نکاح تجویز ہوا۔ تحصیلدار صاحب نے چپ چپاتے نکاح کے لئے کہا اور تمام لغو اور فضول رسمیں ترک کردینے کی درخواست کی۔ ثریا اور اس کے شوہر نے بلا عذر ان کی ہر بات کو نہایت خوشی سے مان لیا۔

نکاح کے دن صبحکو تحصیلدار صاحب نے زبیدہ کو بلا کر جب سب حال سنایا تو اسے سخت حیرت ہوئی۔ یہ سُن کر تو اور بھی حیران اور متعجب ہوئی کہ نسبت بھاوج کی چاہنے والی سہیلی اور ثریا کے ہاں ٹھیری ہے۔ بھاوج کی وکیل بنکر بھائی کو سمجھانے لگی۔ اس نے آخری کوشش بھر کی لیکن یہ سعی بھی بے سود و لاحاصل نکلی۔ سامان ٹھیک ٹھاک کرنے کے لئے بلائی گئی تھی۔ مگر سامان ہی ایسا کونسا تھا سوائے کہ گھر کی صفائی تھی۔ کیونکہ گھر تو گھر والی کے دم سے ہوتا ہے جب وہی نہیں تو پھر گھر کیسا۔ تمام چیزیں درہم برہم ہو رہی تھیں۔ سب کو درست قرینے سے رکھوایا اور دو تین گھنٹے میں سب ٹھیک کرا دیا۔

تحصیلدار صاحب نکاح کیلئے گئے اور زبیدہ اطمینان سے بیٹھی تو اسے زرینہ کا دھیان اور ثر[یا] کا خیال آیا کہ انہوں نے اپنی بھلائی کے سامنے سہیلی کا لحاظ ذرا بھی نہ کیا۔ آنکھوں پر ٹھیکری رکھکر خلوص و محبت الفت و یگانگت سب پر پانی پھیر دیا۔ آج کل کسی پر بھروسہ کرنا انتہا درجہ کی حماقت ہے میں اور بھابی انہیں اپنا ہمدرد اور غمگسار سمجھتے۔ مشفق و رفیق مانتے۔ عقلمند اور تجربہ کار جانتے تھے۔ اس لئے اس دن انہیں پورا واقعہ سنا دیا ورنہ اگر ہم یہ جانتے تو اس کی بھنک تو انہیں لگنے نہ دیتے۔ اور آج جو وہ خوشی سے پھولے نہیں سماتی ہونگی۔ اس کی نوبت ہی نہ آنے پاتی۔ افسوس انہیں کیا خبر تھی کہ وہ مروت کی گردن پر کند چھری پھیر رہی ہیں اور دوستی کے پردے میں دشمنی اور رفاقت

کی آڑ میں کدورت پیدا کر رہی ہیں۔ مگر دراصل ان بیچاری کا بھی اتنا قصور نہیں ہے۔ گو ان کو ایسا چاہئے نہیں تھا مگر وہ اپنی بیٹی نہ دیتیں تو بھائی کہیں اور کر لیتے۔ جب اپنے ہی دام کھوٹے تو پرکھنے والے کا کیا دوست۔ وہی اگر نہ کرتے تو وہ کیونکر کرتیں۔ سارا قصور تو انہیں کا ہے۔ اور میں ثریا کو کیا برا کہہ رہی ہوں۔ میں کونسا اچھا کام کر رہی ہوں ہزار بھائی نے کہا اور مجبور کیا مگر مجھے اس شادی میں شریک ہونا نہیں چاہئے تھا۔ بھابی سنین گی اور سنین گی کیا اب تک سن بھی لیا ہوگا۔ وہ دل میں مجھے کیا کہہ رہی ہونگی۔ اب کچھ بھی کہوں ان کا دل ہرگز صاف نہیں ہوگا۔ میں نے بہت بڑی غلطی بلکہ زیادتی کی زیادتی بھی ایسی کہ بھابی کے سامنے میں سر تک نہیں اٹھا سکتی۔

(۴)

زبیدہ ان ہی خیالات میں غرق تھی۔ کبھی ثریا پر لعنت بھیجتی۔ کبھی بھائی کو ملزم ٹھیراتی کہ ماما نے آکر اطلاع دی "بیگم صاحب دلہن کی پینیس آگئی۔ وہ چونک کر اٹھ کھڑی ہوئی۔ کھانا پکانے کا حکم دیا۔ مگر ان خیالات میں ایسی محو ہوئی کہ دوبارہ پوچھنا یا جاکے دیکھنا تک نصیب نہیں ہوا۔ دلہن کو اتروانے گئی۔ وہاں پہنچتے ہی کیا دیکھا کہ ثریا دلہن کو اتروا رہی ہیں۔ زبیدہ کو دیکھتے ہی نہایت پرانی بے تکلفی سے بڑھکر گلے لپٹ گئیں۔ زبیدہ جلد علیحدہ ہوگئی اور بولی "چلئے دلہن کے کمرے میں تشریف لے چلئے" ثریا نے اس کی رکھائی کو پوری طرح محسوس کیا۔ اور بے اختیار ہنس کر بولی "چلئے" دلہن بیچاری جھکی جھکائی مسند پر بیٹھی تھی۔ ثریا نے کہا۔ کہ "اب ذرا دولھا میاں کو تو بلوائیے۔ ان کے کہنے کے بموجب میں نے کوئی رسم نہیں کی حتی کہ آرسی مصحف بھی نہیں ہوا۔ اب رونمائی کی رسم انہی سے شروع ہو"۔

زبیدہ "یہاں بیٹھا ہی کون ہے جو رونمائی کریگا۔ رہگئی ہیں تو میری سو دفعہ کی دیکھی دکھائی ہیں"۔

ثریا "کیا دیکھی ہوئی کو نہیں دیکھتے؟ آپ تو چھوٹی ہیں رونمائی کچھ نہیں دینی پڑے گی۔ گھبرائے نہیں مجھے ایک گھنٹہ میں گھر جانا ہے۔ ان کو بلوائیے وہ آجائیں تو پھر میں جاؤں"۔

زبیدہ "صبح چلی جائیگا۔ جلدی کیا ہے۔ اب آپ آئی ہیں تو رات بھر رہئے۔ جا رحیما بھائی کو بلالا۔ کہنا آپکی خوشدامن صاحبہ یاد فرما رہی ہیں"۔

تحصیلدار صاحب آنکھیں بند کئے آرام کرسی پر لیٹے سوچ رہے تھے کہ پہلی شادی بھی کس قدر دلچسپ تھی وہ خوشی اور چہل پہل یاد رکھنے کے قابل ہے۔ ابا۔ اماں کتنے مسرور تھے۔ زبیدہ کتنی خوش تھی۔ معلوم ہوتا تھا کہ ان سب کو کوئی دولت مل گئی ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ زرینہ سے سب خوش بھی بہت تھے۔ خبر نہیں اس کے تعلقات کیسے ہوں گے میں بھی کتنا بیوقوف ہوں کہ تعلقات کو سوچ رہا ہوں۔ اس کی خبر ہی نہیں کہ اس شادی کی حقیقت معلوم ہوگئی تو وہ کیا کہیں گے۔ ضرور مجھ سے ناراض ہو جائیں گے۔ میں نے سخت نالائقی کی جو بغیر ان لوگوں کی مرضی کے شادی کرلی

میں تو اہیں منہ دکہانیکے قابل نہیں رہا۔ میں کیونکر معذرت کروں گا۔ اور کیا عذر پیش کرسکوں گا۔ زرینہ کا کوئی اپنا قصور بتا دُنگا۔ اس نے تو کبھی کوئی غلطی یا بے توجہی نافرمانی نہیں کی جو ایسی سخت سزا کی مستوجب ہوتی۔ اس دن نہ معلوم مجھے کیوں غصہ آگیا اور میں قسم کھا بیٹھا جس کے پورا کرنے کے لئے مجھے یہ کرنا پڑا۔ آپس میں اکثر ایسی باتیں ہوجایا کرتی ہیں۔ ا نپر اس قدر بگڑ بیٹھنا سراسر حماقت ہے۔ میں نے شادی کرلی۔ دوسری بیوی لے آیا۔ مگر اس کے حقوق سے دست بردار نہیں ہوسکتا۔ مگر اب کس دل اور کس منہ سے اس سے وہی سلوک کرونگا۔ جو پہلے کرتا تھا مشکل تو یہ ہے کہ اب دونوں میں سے ایک کو بھی میری محبت کا یقین نہیں ہونیکا۔ دونوں مجھے بیوفا۔ ظالم تنک مزاج شوہر سمجھیں گی۔ ایک سے اچھی طرح پیش آؤنگا تو دوسری کے دل میں غبار کدورت ہوگا۔ دوسری کو خوش کرونگا تو پہلی ناراض۔ غرض میری جان تو عجیب مخمصے میں پھنس گئی۔ سکھ۔ چین۔ اطمینان اور بےفکری سب رخصت ہوئی۔ جب بے اطمینانی وفکر ہر دم رہیگا تو ملازمت کیا خاک ہوگی اور فیصلہ کیا پتھر لکھونگا جس طرح اپنا فیصلا کیا ہے اسی طرح مقدمے والوں کا بھی کرونگا۔ غلط۔ سلط۔ الٹا۔ پلٹا لکھنے کا جو نتیجہ ہوگا وہ ظاہر ہی ہے غرض گھر بھی گیا۔ نوکری بھی گئی۔ میری حالت تو دھوبی کے کتے کی مصداق ہوگئی۔ کہ گھر کا رہا نہ گھاٹ کا" تحصیلدار صاحب اپنے کئے پر پچھتا رہے تھے۔ مگر کب؟ جب چڑیاں چگ گئیں کھیت۔ تیر کمان سے نکل چکا اور سب معاملہ ختم ہوگیا۔ رحیماً علیبی کا پیغام لیکر پہنچی۔ انکار کرنیوالے تھے مگر یہ سوچ کر کہ جو کیا وہ بھگتو جو پڑی وہ سہو" کہا" تو چل کر پردہ کروا۔ میں آتا ہوں" میز سے ٹوپی اٹھا کر سر پر رکھی اور چل کھڑے ہوئے۔ مگر چہرہ غمازی کر رہا تھا۔

ثریا کو پردہ کرتے دیکھکر زبیدہ نے ٹوکا" ایں۔ اب بھی آپ پردہ کرتی ہیں"۔ ثریا نے جواب دیا" ہاں بوا! مجھے تو شرم آتی ہے۔ زبیدہ نے تعجب کی نظروں سے دیکھا۔ مگر منہ سے کچھ نہ بولی۔

تحصیلدار صاحب آکر بمو جب حکم مسند پر رونمائی کے لئے بیٹھ گئے اور زبیدہ انکی پیٹھ کے پیچھے کھڑی ہوگئی۔ ثریا کی انائے دلہن کا گھونگٹ اٹھا دیا

تحصیلدار صاحب کو مہینہ بھر کی غائب تصویر مسکراتی ہوئی نظر آئی وہ ہنسکر کھڑے ہوگئے اور زبیدہ دوڑ کر زرینہ کو لپٹ گئی تحصیلدار صاحب" آپنے تو خوب چکمہ دیا"

ثریا آپ نے قسم ایک مذاق کی بات میں کھائی تھی۔ اس لئے وہ پوری بھی مذاق ہی میں ہونی چاہیئے تھی اب میں آپکو دوسری شادی کی دلی مبارکباد دیتی ہوں۔ اور خدا سے دعا کرتی ہوں کہ آپ دونوں کو ہمیشہ خوش وخرم رکھے اور خدا نہ کرے جو کبھی تیسری شادی کی ایسی نوبت آئے"۔

تحصیلدار صاحب۔ اطمینان رکھئے انشاء اللہ تعالی اب ایسا نہ ہوگا میں سمجھ گیا کہ میری قسمت میں یہی لکھی ہیں۔ تیسری کیا اگر چوتھی کروں جب بھی یہی نکلیں گی"۔

رامائن کا ایک ورق

رامچندر جی سیتا جی سے کہتے ہیں

کنول کے پھول سے بھی ہو کہیں تم نازنیں سیتا
تمہیں لیجاؤں جنگل میں! تم ہی قابل نہیں سیتا

تمہارے پاؤں کی نرم تر یہ انگلیاں سیتا
کہاں یہ پھول اور صحرا کی وہ ریگ طپاں سیتا

تمہاری سیج پہ کلیاں بچھی ہیں جس کی چادر میں
وہاں کانٹے چبھیں گے دم بدم اس جسم انور میں

یہ فرش مخملیں جن پہ یہاں تم پاؤں رکھتی ہو
ادھر بچھتی ہیں آنکھیں جس طرف سے تم گزر جاؤ

وہاں کانٹے بچھے ہوں گے تمہاری راہ سنگیں ہیں
چبھیں گے خار صحرا ہائے کیسے پائے رنگیں ہیں

کہاں یہ قصر جنت آفریں تم حور ہو جس کی
وہاں چھپر کا سایہ بھی نہ ہوگا میری شہزادی

پڑیں گی بارشیں جس وقت اب اس کا بیاں کیا ہو
بھلا کس طرح تم برداشت کر لوگی بتاؤ تو

کڑی جب آگ جیسی دھوپ ہوگی سخت گرمی کی
کہاں پیڑوں کے سایوں میں بھلا تم چھپ کے بیٹھوگی

وہ ٹھنڈی برف جیسی رات ہوگی جبکہ جاڑوں کی
گوارا کس طرح کر لوں کہ تم سردی میں سکڑوگی

ہزاروں یہ کنیزیں دست بستہ ہیں جو خدمت میں
ہمہ تن رات دن مصروف ہیں سامان راحت میں

نہ جانے کیسی مشکل ہو کہاں جنگل میں جاؤ گی
ہیں نازک پھول جیسے ہاتھ محنت کس طرح ہوگی

یہ ہیرے آج جو زینت ہیں اس جسم منور کے
بھلا جنگل میں ہم سیتا تمہیں کیسے پہنائیں گے

لباس بیش قیمت جسم رنگیں سے اتارو گی
رہے گی پھول سے تن پر گراں کھدر کی اک ساری

سہیلی تم وہاں ویرانہ میں کس کو بناؤ گی
بھلا ہنس بول کر کس سے ذرا دل کو لگاؤ گی

نہ جاؤ ساتھ تم میرے یہ ضد اچھی نہیں سیتا
کہاں جنگل کی سختی اور کہاں یہ نازنیں سیتا

کہاں محلوں کی شہزادی کہاں صحرا کی دشواری
کہاں مسکن مصائب کا کہاں یہ نازنین دیوی

سیتا جی جواب دیتی ہیں

سر آنکھوں پہ تمہارا حکم ہے میرے پتی مجکو
یہاں زندہ رہوں گی کس طرح کچھ یہ تو بتلاؤ

نہ درشن ہوں گے جب ہر صبح اس روئے منور کے
کٹے گی زندگی کس طرح اس بدبخت سیتا سے

اگر تم ہو وہاں تو پھر مجھے جنگل میں منگل ہے
مجھے پھولوں سے بڑھکر ہیں لہو آشام وہ کانٹے

یہی ہوجائیگی زینت میرے عہد جوانی کی
کروں گی رات دن جنگل میں میں سیوا سوامی کی

رہو تم جا کے جنگل کی جنوں پرداز دنیا میں
مجھے کس طرح چین آئے گا قصر لالہ افزا میں

رہوں پھولوں میں میں اور رہو تمہاری سیج کانٹوں پر
مجھے ملجائے گو نہ قبر کا اس سے تو ہے بہتر

کڑی دھوپوں میں تم جلتے رہو محلوں میں میں بیٹھوں
خدایا ایسے جینے سے تو میں بن موت مرجاؤں

پڑے بارش تمہارے سر پہ میں ہوں قصر عشرت میں
اٹھاؤ برف سی سردی میں سوؤں خواب راحت میں

کنیزہ تو رہے آرام سے آقا ہو مشکل میں
بھنور میں تم پھنسو جا کر رہوں میں خشک ساحل میں

وہ طیتی ریت ہوگی نرم فرش مخملیں مجھکو
مرصع چھت سے بڑھ کر ہوگا چرخ نیلیں مجھکو

اگر کانٹوں پہ بستر ہوگا میں راحت سے سوؤں گی
یہاں تو فرش گل پر شمع بن کر جان کھوؤں گی

نہ ہوں گی گر کنیزیں تو کنیزہ خود بنوں گی میں
ہر اک دشوار محنت پوری ہمت سے کروں گی میں

نہ پہنوں گی اگر ساری میں زریں کیا حرج ہوگا
مرصع زیوروں کی بھی مجھے بالکل نہیں پروا

میرا زیور میرا سرتاج ہے میرے پتی مجھکو
اسی کے دم سے ہے جنت بداماں زندگی مجھکو

سہیلی اپنی میں جنگل کی چڑیوں کو بناؤں گی
سحر کی بلبلوں کی ہوکے ہم آہنگ گاؤں گی

سنوں گی ساز صحرا میں میں کوئل کے حسین نغمے
میں چشموں کے کنارے بیٹھ کر کھیلوں گی موجوں سے

یہاں گرمی رہی تو چند دن کا اور ہے جینا
نہ پاؤ گے کبھی صحرا سے آکر تم مجھے زندہ

پتی! دنیا ہو تم میری شہنشاہی ہو تم میری
جواہر لعل ڈھیروں سے مجھے اب ہوگئی سیری

نہ ہو تم ہی تو پھر ان موتیوں میں کیا دمک ہوگی
تمہارے دم سے ہیں ساری بہاریں میری دنیا کی

کھلیں گے پھول تو کانٹے میرے سینہ میں کھٹکیں گے
کریں گی بلبلیں نالے لگیں گے دل میں چرکے سے

خدا کے واسطے ایسا ستم مجھپر نہ تم توڑو
مجھے ہجراں نصیبی کے لئے تنہا نہ تم چھوڑو

محبت کی فتح

محبت ہے تو تم نے مجھ سے سیتا جیت لی بازی
چلو ہمراہ میرے سوئے صحرا پیاری شہزادی

محبت نے تمہاری دلکو ایسی تقویت بخشی
مصیبت کوئی تمکو کچھ مصیبت ہی نہیں لگتی

محبت نے کیا صیقل تمہاری تاب عصمت کو
محبت نے منور کر دیا بھولی طبیعت کو

گذر جائیں گی صدیاں نام ہوگا پر ترا زندہ
ترا نقش وفا ہر شب جبین شب پہ چمکے گا

کرینگی تیری اس الفت کا باہم بلبلیں چرچا
ہنسیں گے پھول تیرا نام سنکر صبحدم سیتا

دیا تم نے مجھے کچھ ایسا پیغام وفاداری
کہ سیلاب محبت روح پر میری ہوا طاری

وفا کا نقش ایسا مرتسم ہے شیشۂ دل پر
کہ سینہ میں مرے اٹھتا ہے اک شعلہ سا رہ رہ کر

چلو جنگل کو جنت اپنی الفت سے بنائیں گے
وفا کا گیت دونوں مل کے صبح و شام گائیں گے

بلقیس جمال (بریلوی)

آ- اپنی ماں کے لال

آ- اپیارے شفیق! اپنی امی کے پھول آ! کہ تیری امی تیری یاد میں بیچین و مضطرب ہے۔ آ پیارے شفیق اپنی امی کے لخت جگر آ کہ تیری امی تیری جدائی میں دہاروں رو رہی ہے! دیکھ وہ دونوں ہاتھ پھیلائے تجھے گود میں لینے۔ تجھے بھینچ بھینچ کر پیار کرنے کے لئے کیسی بیقرار ہے۔

آ- اپنی امی کے کھلونے آ- اور اپنی امی کے سینہ سے لگ جا- اسکے دل میں تیری یاد کی آگ لگ رہی ہے آ- اور اس کا کلیجہ ٹھنڈا کر دے

عید آ رہی تھی اس نے تیرے لئے کیسے اچھے اچھے کپڑے جھپا جھپ سئے کیسے ننھے منھے کھلونے تیرے لئے منگائے۔ کیوں پیارے شفیق تو روٹھ کیوں گیا۔ کیا سفید کفن ریشمی کپڑوں سے اچھا ہے کیا قبر کا کونہ کھلونوں سے زیادہ خوبصورت ہے۔

تیری امی راتوں کو روتی ہوئی جنگل میں نکلجاتی ہے اور تیری قبر پر پہنچکر منہ رکھ دیتی ہے۔ آنکھیں ملتی ہے کلیجہ سے لگاتی ہے مگر تجھے کچھ خبر نہیں! کیا قبر کی گود میں ماں کی گود سے زیادہ میٹھی نیند آتی ہے۔

اپنی امی سے روٹھ کر جنت کے باغوں میں تو حوروں کی گود میں کھیل رہا ہے کیا حوریں تیری امی سے زیادہ تجھے چاہتی ہیں کیا انکے دل میں تیری امی کے دل سے زیادہ تیری محبت ہے۔ نہیں شفیق زمین کی اور آسمان کی کوئی مخلوق تیری امی سے زیادہ تجھے نہیں چاہتی آ! اپنی امی کے کلیجہ سے چمٹ جا- آ- اس کا دل ٹھنڈا کر- اس کی آنکھیں روشن کر-

آمنہ نازلی

اخلاقی جواہرات

جس طرح کمزور آدمی زور آور دشمن سے ڈرتا ہے اسی طرح ہمیشہ سستی اور کاہلی سے ڈرو۔ سستی کو ہرگز اپنے قریب نہ آنے دو۔ سست آدمی اپنے آپ کو برباد کر دیتا ہے۔

ہمیشہ کسی نئے نیک کام کا خیال رکھو۔ تاکہ ہماری زندگی سے دوسروں کو فائدہ پہنچے۔ ہر انسان روزانہ صبحکو اٹھتا ہے۔ کھاتا پیتا ہے۔ کوئی دفتر جاتا کوئی اسکول جاتا کوئی گھر ہی میں رہتا ہے۔ یہ ہر ایک آدمی کرتا ہے لیکن اچھا وہ ہے جو دوسروں کے ساتھ بھلائی اور نیکی کرے۔

وعدہ نہ کرو اور اگر کرلو تو پھر پورا کرو۔ ورنہ تم دوسروں کی نگاہ میں ذلیل ہو جاؤ گے۔ وعدہ خلافی سیرۃ کی کمزوری ہے۔

جوانی میں روپیہ کماؤ اور جمع کرو تاکہ بڑھاپے میں آرام سے زندگی گذرے۔

کفایت شعاری سب سے اچھا اصول ہے جتنی آمدنی ہو خرچ اس سے کم ہو جس کے ہاں یہ اندازہ نہو وہ غریب آدمی ہے

اپنے کام کو ہمیشہ پوری توجہ سے کرو۔ بے پروائی سے خدا بچائے۔ بہت بڑی نقصان پہنچانیوالی عادت ہے۔

ہر ایک کام میں خدا پر بھروسہ رکھو اور اسی سے مدد چاہو لیکن اپنی طرف سے کامیابی کے لئے پوری کوشش کرلو۔

قرض دیتے وقت دوستی رہتی ہے۔ روپیہ واپس لیتے وقت ول اچھے سے برے ہوتے ہیں۔

آج کا کام کل پر کیوں رکھتی ہو۔ آج ہی کرڈالو۔ ممکن ہے کل نہ کرسکو اور کل کل کہتے وقت نکل جائے۔ وہی لوگ کامیاب ہیں جو سستی کو پاس نہیں آنے دیتے۔ اور جو کچھ آج کرنا ہے آج ہی کر لیتے ہیں۔

صغرا ہمایوں مرزا
حیدرآباد دکن

خواتین ہند کی سیاسی جدوجہد

خواتین یورپ زندگی کے ہر شعبے میں مردوں کے دوش بدوش سیاسیات میں بھی ترقی کر رہی ہیں۔ اس سال پارلیمنٹ کی کئی خواتین ممبر ہیں۔ ان کو مردوں کے برابر پارلیمنٹ میں رائے دینے کا حق حاصل ہے لیکن اس شعبہ سیاسیات میں ہندوستان کی عورتیں بھی آج کل کسی سے پیچھے نہیں۔ اگرچہ ترک موالات تقریباً عرصہ بارہ سال سے ہندوستان میں جاری ہے۔ لیکن پہلے خواتین میں صرف چند ایسی تھیں جنہوں نے اس میدان میں عملی حصہ لیا ہو۔ سوائے مسز سروجنی نائیڈو اور چند خواتین کے جو کانگریس کی ممبر تھیں۔ مسز سروجنی نائیڈو ہندوستان کی سیاسی ہستیوں میں ایک بڑا درجہ رکھتی ہیں۔ وہ کانگریس کی صدارت بھی کر چکی ہیں اور ہندوستان کی آزادی کے لئے یورپ و امریکہ میں سینکڑوں مرتبہ تقریریں کی ہیں۔ دوسری اور بہت سی خواتین بھی سیاسیات میں دخل ضرور رکھتی تھیں لیکن مسز سروجنی نائیڈو کے مانند ان کو اب تک عملی میدان میں آنے کا موقعہ ہی نہیں ملا تھا

اب سال بھر سے ہندوستان کی سیاسیات نے پھر پلٹا کھایا ہے جب مہاتما گاندھی گورنمنٹ سے سوراج مانگتے مانگتے تھک گئے تو انہوں نے اسکو حاصل کرنے کا دوسرا طریقہ اختیار کیا۔ انہوں نے قوم کے سامنے سول نافرمانی کی اسکیم پیش کی جسکا مطلب بغیر کسی تشدد کے گورنمنٹ سے قطع تعلق کر لینا ہے۔ اور اس اسکیم کی کامیابی کے لئے انہوں نے مردوں اور عورتوں کی عملی ہمدردی حاصل کی۔

مہاتما گاندھی کی شروع سے یہ تبلیغ تھی کہ ملکی صنعت کو ترقی دیجائے۔ مثلاً ہندوستان میں کروڑوں روپے کا کپڑا باہر کے ملکوں سے آتا ہے۔ ان کی یہ کوشش ہے کہ اگر ہندوستانی بدیشی کپڑے کو پہننا چھوڑ کر دیسی کپڑے استعمال کریں تو ملک کا اتنا روپیہ غیر قوموں کے ہاتھ میں جانے سے بچ جائیگا۔ اور اسی طرح ہندوستان میں کروڑوں روپیہ کی شراب خرچ ہو جاتی ہے۔ اگر لوگ شراب پینا چھوڑ دیں تو اس کی بھی بہت سی بچت ہوگی اور جو باہر کے ملک اس ذریعہ سے مالدار ہو رہے ہیں تو یہ طریقہ انکی بیجا آمدنی کا سدباب ہے اس کے ساتھ انہوں نے قانون نمک کو بھی توڑ دینے کا ارادہ کیا اور اسکا ذمہ دار مردوں کو ٹھیرایا اور عورتوں کے ذمہ بدیشی کپڑے کا مقاطعہ اور شراب خانوں کی ناکہ بندی تفویض کی۔ اس کام کا بیڑا سینکڑوں سربرآوردہ خواتین نے اٹھایا۔ اور میدان عمل میں اتر پڑیں آئے دن اخبارات میں انکے روزمرہ کے واقعات اور کارنامے دیکھنے میں آتے ہیں۔ ان خواتین نے میدان عمل قطعہ گجرات کو قرار دیا۔ چند روز پہلے اخبار میں لکھا تھا کہ سورت کے قریب دیمارا نامی مقام پر رضاکار خواتین کی کوششوں سے تاڑی کی دوکانیں بند کر دی گئیں اور رضاکار خواتین ہر روز شام کو تاڑی کی دوکانوں کے دروازوں پر بیٹھی ہوئی چرخہ کاتا کرتی ہیں اور قومی گیت بھی گایا کرتی ہیں۔ گیت کا خلاصہ یہ ہے "اپنے عزیز اور وطن کی خاطر حق وصداقت اور امن وامان کی جنگ شروع کی ہے۔ بہادروں کو چاہیئے کہ وہ میدان جنگ میں جوش وخروش سے بھرے ہوئے اور کودتے پھاندتے داخل ہوں اور بطیب خاطر اپنی جانیں قربان کر دیں اور بزدلوں کو چاہیئے کہ اگر وہ موت سے ڈرتے ہیں تو جنگلوں میں بھاگ کر پناہ گزیں ہوں اسی طرح سے بہت سی خواتین ملک کے مختلف حصوں میں دورہ کر رہی ہیں اور ہر جگہ کھادی پہننے اور چرخہ کاتنے کی تبلیغ کر رہی ہیں۔

سعیدالنساء بیگم حیدرآباد دکن۔

نانی عشو کے پہلے شوہر
دادا لال بھجکڑ

از مصور غم حضرت علامہ راشد الخیری ؒ

داداکے دونوں بچوں چچا پہلی اور خالہ پہلی کے متعلق ولدیت یا والدیت کا پتہ لگانا تو مشکل ہے کیونکہ نہ تو داداکے نکاحوں کا شمار ہے۔ نہ نانی کے۔ البتہ اسوقت یہ دو بچے انکے ہاں کوارے موجود تھے خواہ داداکے ہوں یا نانی کے یا دونوں کے۔

خالہ پہلی کی عمر خیر سے تیس سال کے قریب تھی۔ اور اگر داداکا قدم بیچ میں نہ ہوتا اور شوہر بھی لگاتار ہی مرتے رہتے تو نہ معلوم کتنے ہو چکے ہوتے۔ مگر دادا کا نام سنکر ذلیل سے ذلیل اور فقیر سے فقیر بھی کانوں پر ہاتھ دھرتا۔ ایک دن دوپہر کا ذکر ہے کہ دادا فرمانے لگے لاؤ مہندی ہی لگالوں۔ ڈاڑھی بگلہ ہوگئی مگر دیکھنا سردی زیادہ ہے مہندی اچھی طرح گرم لو اور پانی بھی سونٹھ کا اونٹتا ہوا تم جانتی ہو میں نزلہ کا مریض۔ ذرا ٹھنڈک پہونچی اور چھینک آئی ہی نزلہ ہوا اور پھر میرا نزلہ مہینوں کی خبر لاتا ہے۔ دق اور سل بھی اس سے پناہ مانگتے ہیں۔

(نانی) نہیں خدا نہ کرے دق اور سل کا کیا ذکر ہے مہندی گرم کردیتی ہوں

(دادا) لاحول ولا جب ہی تو کہتا ہوں اور میں کیا کہتا ہوں خدا کہتا ہے اس کا رسول کہتا ہے کہ بیوی اللہ دے تو پڑھی لکھی اور نہیں تو جاہل بیوی سے تو رنڈوا بہتر۔ اب تم نے طب تو پڑھی نہیں تم کیا جانو۔ لاحول ولا۔ ایک ذراسی لاپرواہی کا کیا نتیجہ ہوتا ہے۔ لو سنو

(نانی) نہیں میں نہیں سنتی مجھے کیا حکیم بننا ہے۔

(دادا) لاحول ولا۔ لاحول ولا۔ لاحول ولا۔ خدا جاہل کے پڑوس میں بھی نہ رکھے۔ لاحول ولا۔

(نانی) لو مہندی لگاؤ۔

دادا مہندی لگا رہے تھے اور طب کے نکات فرما رہے تھے کہ بدن کی ساتویں جلد کے نیچے ایک پردہ ہے جو ہر وقت لب لب کرتا رہتا ہے وہ اس قدر گرم ہے کہ اگر آدمی اسپر ہاتھ رکھے تو جھلس جائے۔ نزلہ اصل میں وہاں سے شروع ہوتا ہے۔

ادھر یہ فقرہ ختم ہوا اُدھر دروازہ پر دادا دادا کی آوازیں شروع ہوئیں دادا نے فرمایا کون ہے جواب ملا ذرا باہر تشریف لایئے

(دادا) میں اسوقت نماز پڑھ رہا ہوں۔

(نانی) بارہ بجے زوال کا وقت یہ کونسی نماز۔

(دادا) اچھا تم ہٹ جاؤ۔

نانی چھپ گئیں دروازے کے آدمیوں کو آواز دی تو دو شخص ہنستے ہوئے اندر آئے اور کہا خلیفہ مدّنے یہ رقعہ بھیجا ہے آپکی صاحبزادی کا

دادا نے رقعہ کو الٹ پلٹ کر دیکھا اور فرمایا اری بیٹی یہ شادی کا رقعہ ہے۔ نہ لال رومال اور نہ سرخ کاغذ۔ اور نہ اللہ کا نام اور نہ اسکے رسول کا لو صاحب بی بیگم کا ذرا رقعہ سنو (نانی سے)

اسم حقیر محمد فقیر والد محمد عابد جد عبد الصمد عم حافظ ضیغم نانا مرزا بھانا ماموں سید شاہ ذابن جملہ بزرگان بزمرہ چابک سواران ملازم شاہی بودند۔ والدہ حقیر فقیر جناب ہندی بیگم صاحبہ در کار و بار مطبخ ثانی خود نداشتہ بودند۔ عمر نوشہ سہ بار بست وار (تین بیسی) والد عاجز در پرورش اسپاں نام آور بودند۔ آمدنی ملتمس بذریعہ علاج اسپاں سگاں وگوسفندان وبلبلاں از ضروریات ہزار بار زیادہ است۔ زوجہ اول و ثانی وثالث ورابع پنجم ششم ہفتم نہم دہم وگیارہم و بارہم کہ جملہ یک درجن بودند فوت شدہ بودند۔ والد عاجز صاحب جائداد بود۔ الا در صورت لحم یعنی مالک جانوران۔ گر قبول افتد زہے عزو شرف۔

دادا نے بہت غور وخوض کے بعد فرمایا اچھا لڑکا جانوروں کا حکیم ہے۔ لاحول ولا۔

(آنیوالا) لڑکا۔ حضرت وہ تو آپ کے بھی والد ہیں۔ آپ کی ڈاڑھی میں سرخی ہے وہاں تو رہی تو رہے

(دادا) میاں بڑے بدمیز ہو۔ گھر چڑھ کر لڑنے آئے ہو۔ اٹھاؤ یہ رقعہ ونہ بے وحدت نکلو میرے گھر سے

(دوسرا) حضنت یہ تو بیوقوف ہے۔ رقعہ تو میں لایا ہوں۔
ے تو راستہ میں پکڑ لیا تھا۔ بات یہ ہے کہ دادا آج کل کے لونڈے
ادب تمیز کیا جانیں۔
(دادا) ہاں میاں ہاں سچ کہتے ہو عذر سے پہلے (نانی اماں اندر سے)
ب تم عذر کو تو چھوڑ دو۔ رقعہ کا جو جواب دینا ہو وہ دو۔
(دادا) لاحول ولا دیکھا حضنت کمبخت بات ہی نہیں کرنے دیتی
ذرا بولا اور ٹانگ لی۔ اچھا بھائی یوں کرو تم بھی نیچے ہو اور معلوم ہوتا
ہے ادھر بھی کوئی بڑا بوڑھا نہیں ہے۔
(دوسرا) جی ہاں دولہا ان کے گھوڑے کتے اور بکریاں۔
(دادا) بھائی تم جانتے ہو میرا رشتہ تو سارے شہر سے ہے اور ملاقات
تو ہندوستان بھر سے سمجھ لو یہ رقعہ دو دفعہ مشاطہ بھی لا چکی ہے۔
مگر میری سمجھ میں نہیں آیا۔ بات یہ ہے کہ لڑکی اول تو سیدانی اور پھر
لکھوں کا نھ کمیت انگریزی فارسی اردو عربی ھندی سنسکرت مرہٹی
کہیں بند نہیں۔ رنگت میدہ شہاب۔ صورت اناردانہ چیتے کی سی کمر
ہرن کی سی آنکھ لڑکی نہیں حور ہے۔ اب میں مشورہ تو سب ہی سے کرونگا
تم جانتے ہو لاٹھ صاحب سے لیکر بھنگی لاحول ولا سب میرے مرید میں پرسوں
ہی کا تو ذکر ہے تم نے سنا ہوگا جنگی لاٹھ سے لالہ چند ولال کی گائے مر گئی۔
ہند دبگڑ گئے تھانہ دار بھی جان پر کھیل گیا ہتھکڑی لے پہونچگیا لاٹھ کی کوٹھی
پر۔ ادھر پولیس کے سپاہیوں نے بندوقیں بھر لیں ادھر فوج آگئی۔ آخر لاٹھ
صاحب کو سوجھ گئی کہ لاؤ دادا کو۔ دو بجے رات کے برق راند آیا۔ پیٹ میں
درد۔ گردن میں درد ہاتھ میں درد پاؤں میں درد سر میں درد کمر میں درد
مگر بھائی گرتا پڑتا پہونچا اور بیچ بچاؤ کیا۔ لاحول ولا۔
(پہلا) مگر دادا کسی اخبار میں تو آیا نہیں۔
(دادا) لاحول ولا یہ باتیں اخبار میں چھپا کرتی ہیں اے میاں تمہارے
ہوتے پر سرکار حکومت نہیں کر رہی اچھا تو تم بازار میں جاؤ میں ذرا نماز پڑھ
لوں۔ ایک تو لال کاغذ لاؤ۔ پچاس ٹکلیاں اور سرخ روشنائی
(دوسرا) ابھی لاتے ہیں۔
وہ دونوں بازار گئے ادھر دادا نے نانی سے کہا "پیغام تو اللہ نے گھر بیٹھے اچھا
بھیدیا۔ لڑکا کتوں کا حکیم ہے۔ لو پانی لاؤ ذرا دیکھ بھال کر ڈالنا۔ نانی
ٹھکر پانی لائیں۔ دادا تاکید کر رہے تھے کہ خوب گرم ہو ٹھنڈک کا وقت ہے
پانی گرم کیا ابل رہا تھا۔ نانی نے جو تلی باندھی تو دادا تڑپ کر چیخ اٹھے
ارے مار ڈالا۔ مار ڈالا "
(نانی) میں تو پہلے ہی کہہ رہی تھی کہ ذرا دیکھ لو۔ کلو پیر اور ہونٹوں پر

آبلے پڑ گئے۔ شہد کی مکھیوں نے پہلے ہی کاٹ لیا تھا۔ چہرہ کپا ہوگیا
ہائے ہائے کر رہے تھے کہ دونوں آدمی آپہونچے۔

دادا نانی پر چیخ رہے تھے۔ ادھر آدمیوں کی آواز ادھر دادا کا
غصہ گھبرا کر جو مڑیں تو لوٹا ہاتھ سے چھوٹ کر دادا کے مغز پر۔ اب
جو ارے ارے کا شور مچا تو گھر کیا محلہ گونج گیا۔ دو چار آدمی پڑوس
کے اور دو آنیوالے اندر گھس گئے۔ نانی کوٹھری میں چھپیں۔ دادا ایک ایک
کے آگے ہاتھ جوڑ رہے ہیں کہ نانی نے خون کیا ہے اب میں تو بچتا نہیں۔
اسکو کوتوالی پہونچاؤ۔ پڑوسی سمجھا رہے ہیں مگر دادا کی سمجھ میں خاک نہیں
آتا۔ نانی کانپ رہی ہیں لیکن باہر نہیں آتیں۔
(دادا) ارے کیسے مرد ہو اس خونی عورت کو باہر نکالو میری زبان بند
ہو رہی ہے۔ گردن تک کا دم نکل چکا اس نے جان کر قتل کیا ہے۔ دفعہ
دو ہزار میں پکڑ لو۔ لاحول ولا (دو دو تو آنیوالے) دادا ہمکو کیا حکم ہے۔
یہ سامان آگیا۔
(دادا) ارے اللہ کے بندوں! یہ ستم یہ ظلم مرد ے پر اتنی زیادتی یہ رنج کا
وقت ہے یا شادی کا تیل ڈھلگیا آنکھیں پھر گئیں زبان میں دم باقی ہے
خیر یہ کام بھی کرتا جاؤں۔ لاحول ولا۔ لکھو پہلے یا فتاح اس کے بعد
بسم اللہ شریف اس کے بعد پوری الحمد پھر درود شریف۔
(ایک) حضرت کاغذ تو لیس یہ ہے۔
(دادا) لاحول ولا ارے میاں میرے بستہ میں سے مکہ شریف کے
کاغذوں کی کاپی رکھی ہے وہ لو۔
(دوسرا) دادا اس نے تو چھوٹتے ہی انگریزی پڑھی ہے یہ الحمد کیا جانے
(دادا) لاحول ولا۔ نماز میں کیا پڑھتے ہو۔
(پہلا) آجتک تو پڑھی نہیں۔
(دادا) پھر مسلمان کاہے کے ہو؟
(دوسرا) دادا آپ رقعہ سیدھا سادا لکھوائیے۔ اب ان باتوں کی
ضرورت نہیں۔
(دادا) لاحول ولا۔ جاؤ کاتب کو بلا کر لاؤ۔ مگر کاتب حافظ ہو نہیں
تو سیدھی سادی لڑکی اور کہیں ڈھونڈھو۔ خوبصورت تعلیم یافتہ سیدانی
کیا مفت ملیگی اور ہاں کاتب باوضو ہو۔
(دوسرا) منشی ممدا کو بلا لوں۔ مگر وہ بے نمازی ہیں۔ اچھا یوں
کرتا ہوں سامنے والی مسجد کے امام جی کو لاتا ہوں۔

(باقی آئندہ)

لڑکیوں کی تعلیم

تھی جو فکر ہمکو تعلیم دختراں کی — ہوتی کچھہ اور ہی پھر توقیر خاندان کی
ہم اہل فضل ہوتے اہل کمال ہوتے — کیوں جبہ سائی کرتے غیروں کے آستان کی
جو قوم کر رہی ہے توقیر صنف نازک — حاصل ہیں کچھہ اسی کو خوش بختیاں جہان کی
ناکارہ ہے سراسر جاہل اگر ہے دختر — پژمردہ شاخ گل ہے گویا وہ گلستان کی
برق غضب ہے واللہ بے علم ہے جو بیوی — اللہ بچائے زد سے اس تیر بے کمان کی
ہے بدنصیب بچہ گر ماں ہے اس کی جاہل — ہے سانپ کا نشیمن گود اسکو اپنے ماں کی
ویران ہے وہ خانہ جس کے مکیں ہوں جاہل — ہے علم کی تجلی سے منزلت مکاں کی
ہے طلب علم لازم مسلم پہ مسلمہ پر — حکم نبی کو بھولے ذلت ملی جہاں کی
ڈرتی ہوں قوم مسلم برباد ہو نہ جائے — اب ساعت آگئی ہے اک سخت امتحاں کی
سب کی نگاہ میں ہم اب خوار ہو رہے ہیں — بدلی ہوئی نظر ہے اب ہم سے آسماں کی
اے خفتہ بخت مسلم بیدار ہو خدارا — اے محو خواب غفلت یہ نیند ہے کہاں کی
روشن ہے خوب تجھ پر اپنی شکستہ حالی — تفسیر ہے تو اپنی نکبت کے داستاں کی
احساس پھر بھی اپنی ہستی کا کچھہ نہیں ہے — اللہ ہی جانے چھائی ہے بیخودی کہاں کی
وقت آرہا ہے دشمن بھی اپنے دوست ہونگے — خاک وفا سے ہوگی تعمیر اب جہاں کی
عبرت وہ جہاں ہے درماندگی مسلم۔ — گویا یہ موج مضطر ہے بحر بیکراں کی
علم و ہنر کی دولت بہنو ہے ایسی دولت — رہزن کا ڈر نہ جسکو حاجت ہے پاسباں کی
مردوں سے کیا کریں ہم امید دستگیری — ان تیروں سے ہیں پیدا اب لرزشیں کماں کی
اظہار مدعا کو منہ میں زبان تو ہے — بتلاؤ کیا ضرورت پھر ہمکو ترجماں کی

گلدستے علم کے تم خود بزم میں سجاؤ
واللہ تم آپ زینت ہو اپنے بوستاں کی

فاطمہ بیگم (منشی فاضل)

بچوں کا لباس و انتظام و حفاظت

بڑوں کی بہ نسبت بچے موسم کی تبدیلی کو زیادہ محسوس کرتے ہیں اسلئے کپڑے ایسے پہنانے چاہئیں جو نرم و گرم اور ہلکے ڈھیلے ہوں اور گردن وغیرہ ڈھک جائے کمزور بچے انکو زیادہ نرم اور ہلکے کپڑے پہنائیں۔ بچوں کے رہنے کا مکان صاف ہوادار ہو۔ شب کو درختوں اور پھولوں کے گملے وغیرہ سے انہیں الگ رکھیں۔ ان کی خوشبو اور مرطوب ہوا مضر ہوتی ہے۔ بچوں کے لئے ہوا نہایت پاک ہلکی اور برابر حرارت کی ہو۔ ایک سال کے بچے کو سوا پندرہ گھنٹے روزانہ ضرور سونے دیں اور سوتے سے کبھی نہ جگائیں۔ بچہ عموماً ایک وقت چار گھنٹے سوتا ہے۔

بہت سی مائیں صرف اس لئے بچوں کو افیون کھلاتی ہیں کہ سردی سے بھی بچے اور خوب سوتا رہے یاد رہے کہ افیون کھلانا نہایت مضر ہے۔ اکثر بچوں کی مامائیں چپکے سے افیون کھلاتی ہیں تاکہ بچہ سوتا رہے اور مجھے آسانی ہو۔ جب بچہ زیادہ سوئے تو ماؤں کو لازم ہے کہ تدارک کریں اسکی شناخت یہ ہے کہ بچہ خوب سوئیگا جگاؤ تو اونگھیگا سوتے میں سانس بے قاعدہ اور کم چلیگا۔ اٹھکر دودھ نہ مانگیگا۔ آنکھوں کی پتلیاں چھوٹی معلوم ہونگی۔ اگر یہ آثار ہوں تو ماماؤں پر سختی کرنی چاہئے۔ تاکہ ایسا نہ کریں

بچے کے دودھ کے دانت چار یا چھ ماہ میں نکلنے شروع ہوتے ہیں کمزور بچوں کو زیادہ عرصہ بعد نکلتے ہیں جب دانت نکلتے ہیں تو انہیں تکلیف ہوتی ہے۔ اسوقت تازی ہوا کھلائیں سر کھلا رکھیں۔ غذا عمدہ و کافی دیں۔ اور گرم پانی سے غسل دیا کریں۔ ان کاموں سے دانت بسہولت نکلتے ہیں اگر قبض ہو تو ارنڈی کا تیل (کاسٹر آئل) ایک چمچہ بھر دینا مفید ہے بیمار ہو تو دودھ میں قدرے لائم واٹر ملا کر دینا چاہئے۔ تین چار ماہ کے بچہ کو ٹیکا ضرور لگوائیں اور ہر سال ٹیکا لگوایا کریں اس سے چیچک کا خوف نہیں رہتا۔ یہ بیماری نہایت بری اور خطرناک ہوتی ہے۔ مگر برسات میں نہ لگوائیں۔ زخم پر کپڑا بھگو کر رکھیں۔ جب زخم خوب ابھر جائے تو اکسائڈ آف زنک اور بوراسک ایسڈ ہموزن لیکر زخم پر چھڑک دیا کریں اس سے سوزش دور ہوگی۔ بچوں کے کھانیکا وقت ضرور مقرر کریں۔ بیوقت کھلانا یا دودھ پلانا مضر ہے۔ جس قدر بچہ بخوشی کھائے کھانے دیں زبردستی زیادہ نہ کھلانے کی کوشش کریں ورنہ یا تو قے ہوجائیگی یا بچہ کی طبیعت خراب ہوجائیگی اسی سبب سے اکثر شیرخوار بچے دودھ اگلا کرتے ہیں کیونکہ وہ نادان ہوس کے مارے برابر پیتا رہتا ہے۔ مگر معدہ قبول نہ کرکے واپس پھیر دیتا ہے جس چیز کو بچہ شوق سے کھائے حتی الامکان وہی شئے کھلانا چاہئے۔ لیکن اسی حالت میں کہ وہ شئے مضر نہو۔

ایس کے صغرا بیگم سبزواریہ کلکتہ

عصمتی دستر خوان قومی اصلاح کی بنیاد ہے

آج کل ترقی یافتہ ممالک میں جہاں عورتیں ملکی - قومی - سیاسی - اور تعلیمی ترقیات کے میدان میں سرعت کے ساتھ دوڑ کر مردوں کے ہم پلہ ہونے کی درپے نظر آرہی ہیں۔ وہاں اپنے نسائی فرض کو معراج ترقی پر پہنچانے کے لئے بھی تمدنی و معاشرتی امور میں فن خانہ داری کے ہر صیغہ کو کمال کے درجہ تک پہنچانے کی حد درجہ شایق نظر آتی ہیں۔ اور اس فن کے جزو اعظم پکوان پر بھی خاص توجہ سے کام لے رہی ہیں۔ جن پر انسانی زندگی وصحت وطبیعت کی تروتازگی و راحت کا سب سے بڑا دار ومدار ہے۔ کہ جسم ودماغ کا نشوونما تعلیم وتربیت اور عمدہ ماحول کے سوا لطیف و مرغوب الطبع غذا کا محتاج مانا گیا ہے۔ اور لطیف و مرغوب غذا عمدہ پخت وپز پر موقوف ہے۔ چنانچہ اس کا بین ثبوت انگلستان میں لندن - برسٹل - ریڈنگ میں اس فن کی یونیورسٹیاں ہیں آسٹریلیا - نیوزیلینڈ اور جنوبی افریقہ کی بعض یونیورسٹیوں نے بھی عورتوں کو فن خانہ داری کی ڈگریاں دینی شروع کر دی ہیں اسی طرح پولینڈ سوئٹزرلینڈ - ٹرکی - ڈنمارک - برازیل اور چین میں بھی اس تعلیم کی ضرورت کو محسوس کیا جارہا ہے۔ اور اسکے لئے حکومت مدد دینے کو بھی تیار ہے۔ امریکہ میں تو ابتدائی مدرسوں ہی میں بچیوں کو فن خانہ داری کی تعلیم دئے جانے پر خاص توجہ کیجارہی ہے۔ تاکہ بچپن ہی سے انہیں خانہ داری کی مشق ہو جائے۔ فرانس کے پایہ تخت پیرس میں تو ایک ایسی درسگاہ ہے جس کی نظیر یورپ میں بھی نہیں مل سکتی۔ جہاں سترہ برس سے لیکر پچیس برس تک کی لڑکیاں لیجاتی ہیں اور چند ماہ کی قلیل مدت میں خانہ داری کے تمام شعبوں کی تعلیم بلاکسی کتاب کے محض زبانی اور عملی تجربات کے ذریعہ دیجاتی ہے۔ مثلاً اس بات کا سلیقہ کہ ہفتہ وار یا ماہوار آمدنی کو خوراک - لباس - مکان کا کرایہ اور ضروری اخراجات میں کس طرح تقسیم کرسکیں۔ تھوڑی سی آمدنی میں بخوبی گذارا کس طرح ہو۔ اسی طرح ایک چیز کو مختلف طریق و ذائقہ کے ساتھ کس طرح پکایا جائے۔ بچا ہوا کھانا کس کام میں لایا جائے۔ وہ کونسی ترکیب ہے کہ چھوٹے سے چھوٹے کمرہ کو سجایا بھی جائے اور رہایش کے لئے بھی کافی جگہ نکل سکے۔ اور روپیہ بھی کم خرچ ہو۔ بچوں کی نگہداشت معمولی امراض کا علاج وتیمارداری وغیرہ۔ کتنے خوش قسمت ہیں وہ گھرانے جن کی لڑکیاں اس درسگاہ سے خانہ داری کے کل شعبوں میں طاق ہو کر نکلیں گی تو ان کی زندگی خصوصاً ازدواجی زندگی کیسی کامیاب وخوشگوار ثابت ہوگی اور کیسی قابل فخر ہے وہ ہستی جس نے اپنی جنس کی اس کمی کو محسوس کرکے اس قسم کے درسگاہ کی بنیاد ڈالی اور اپنے آمدنی کے کثیر حصے سے اسکو چلا بھی رہی ہیں جن کا اسم گرامی میڈم روز نتھال ہے۔ جرمنی میں بھی اب اور علوم وفنون کے مقابلوں کے ساتھ پکوانوں کے بھی مقابلہ ہونے لگے ہیں جن میں ہزاروں عورتیں اظہار کمال کے لئے شریک ہوتی ہیں۔ جہاں خاص خاص قسم کے کھانوں کے علاوہ روزمرہ کے کھانے جیسے شوربا۔ گوشت۔ آلو۔ چاء اور کافی وغیرہ تیار کرنے میں اپنے اپنے جوہر دکھاتی ہیں اور ہزاروں کے انعامات کے ساتھ خطابات بھی حاصل کئے جاتے ہیں۔ چنانچہ ایک عرصہ ہوا وہاں کے ایک مدرس کی بیوی نے "پکوان کی ملکہ" کا خطاب دو ہزار کے انعام کے ساتھ حاصل کرلیا تھا۔

غرض خانہ داری جو انسانی زندگی کا ایک لازمہ ہے یورپ اور وہاں کی عورتوں نے اس گر کو خوب سمجھ لیا ہے۔ اور ادنیٰ سے لیکر اعلیٰ تک ہر فرقہ کی مستورات اس فن میں بھی کمال حاصل کرنے کی شائق پائی جاتی ہیں۔

سویڈن کی شہزادی مارتھا جو ناروے کے ولی عہد کی بیوی ہونے کی حیثیت میں شاہی طرز کی زندگی وتعلیم وتربیت کے ساتھ ساتھ فن خانہ داری کی بھی ایسی ماہر ہیں کہ ہر قسم کا کھانا پکانا عمدہ جانتی ہیں اور یہ آپ کی والدہ محترمہ کی تربیت کا اثر ہے جو سویڈن کی ملکہ ہیں لیکن شاہی زندگی میں بھی فن خانہ داری میں کامل مہارت رکھتی ہیں۔

اسی طرح ہالینڈ کی شہزادی جولیانہ علاوہ اور علوم وفنون کے قانون دانی میں بھی شہرت رکھتی ہیں۔ تاہم ان تمام خوبیوں کے ساتھ اپنی والدہ ملکہ ولہلمینہ اور نانی ملکہ ایما کی زیر تربیت امور خانہ داری میں بھی خاص واقفیت رکھتی ہیں

ہندوستان دور حاضرہ میں مغربیت پسند واقع ہوا ہے۔ خصوصاً یہاں کی عورتیں تو تقلید یورپ کو فخر سمجھتی ہیں مگر اس قسم کے مفید وکارآمد صفات جو قدرت نے نسائیت کے لئے ضروری گردانی ہیں۔ ہرگز اخذ نہیں کرتیں۔ لہٰذا جو تقلید وہ کرتی ہیں بہروپئے کے سوانگ سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتی کہ خذ ما صفا کے سنہری اصول پر بھولے سے بھی عمل نہیں ہوتا۔ البتہ تعلیم انگریزی کا شوق حد سے متجاوز۔ جس کا ہونا ایک حد تک اس زمانہ میں ضرور بھی ہے لیکن عملی اعتبار سے صحیح طریقہ پر انگریزی گفتگو کرنا تک کا سے وارد۔ ہاں فیشن میں عریانی تک پہنچی ہوئی بے پردگی وبیحیائی۔ فضول خرچی میں وہ ید طولیٰ کہ اپنی ومرد کی آمدنی غائب۔ خانہ داری سے کوسوں دور۔ چھوٹی موٹی بیماریوں میں پہلے تو بے پروائی اور پھر ڈاکٹروں کے رحم پر۔ اولاد سے تو سبک دوشی کی تمنا۔ پھر پرورش اولاد کیا معنی۔ کھانا پکانے کے نام سے اختلاج قلب اور مذہب کا تو پتہ ہی نہیں یہ طور وطریق ہندوستانی نئی پود کے کچھ ایسے ہو گئے ہیں کہ مستقبل قریب ہی میں یہ مفلس ہندوستان تباہی کے عمیق گڑھے میں یہ کہتے ہوئے گرتا نظر آئیگا۔ کہ ع اے روشنی یورپ تو برمن بلا شدی۔

اس کا سبب زیادہ تر ہندوستان کا وہ طریق تعلیم ہے جو فطرت کے خلاف لڑکوں اور لڑکیوں میں یکساں طریق پر سکولوں میں رائج ہے۔ کیا کوئی اس سے انکار کرسکتا ہے کہ قدرت نے مرد وعورت کی وضع حیات انسانی کے لئے الگ الگ مقصد کے واسطے نہیں بنائی۔ اگر اس کا جواب اثبات میں ہے تو پھر کیا اس طریق تعلیم کو اقتضائے فطرت کے مطابق کرنے کی ضرورت نہیں۔ ہندوستان کے لڑکے لڑکیوں کی تعلیم میں کوئی فرق نہیں ہے۔ بیسویں صدی کے آغاز سے تو جبکہ مدرسوں کے ذریعہ لڑکیوں کی بھی تعلیم ہونے لگی ہے۔ لڑکی کے والدین اپنی تربیت کے فرض سے بھی بالکل بے فکر ہو گئے ہیں جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ نہ تو سکولوں میں خانہ داری سکھائی جاتی ہے اور نہ ہی گھروں میں جو نسائی زندگی کا لازمہ ہے جس سے لڑکیوں کی زندگی خصوصاً ازدواجی زندگی تباہی خیز ثابت ہو رہی ہے۔ یہ لڑکیاں جس گھر کا چراغ بنکر بننے کے لئے جاتی ہیں وہاں بجائے روشنی کے اندھیرا ہی ہوجاتا ہے۔ زن وشوہر اور ساس بہو کے جھگڑوں کے اسباب میں خانہ داری سے ناواقفیت یعنی پھوہڑپن کو بھی بڑی حد تک دخل ہے۔ اور یہ انفرادی جھگڑے ہی قوم وملک کے لئے تباہی کا سامان ہیں۔ یہ کہاوت اسوقت کے لئے بالکل موزوں ہو گئی ہے کہ "کھانا ہوٹلوں میں اور مرنا اسپتالوں میں"

پس ضرورت ہے کہ جلد اور بہت جلد اس تباہ کن فضا کو روک دیا جائے اور اس کے روکنے کے اسباب میں فن خانہ داری اور اس کا جزو اعظم پکوان خاص توجہ کا محتاج ہے۔ خوش نصیبی سے اب بھی ہندوستان کے طول وعرض میں بہت سے قدیم گھرانوں کی مستورات ایسی ہیں جن کے سینوں میں یہ علم محفوظ چلا آتا ہے۔ اسے جلد سے جلد یکجا کر کے کتابی صورت میں قلم بند کر دیا جائے۔

خدا کا شکر ہے کہ اس زمانہ میں ایسے کام کے لئے جناب مولوی رازق الخیری صاحب اڈیٹر رسالہ عصمت مستعد نظر آتے ہیں جن کا ہمیں دلی شکریہ کے ساتھ استقبال کرنا چاہئے کہ آپ نے پچھلے سال اس ضرورت کو محسوس کرکے اپنی اہلیہ آمنہ نازلی صاحبہ کو اس کام کے لئے آمادہ کر دیا کہ وہ ہندوستان جیسے وسیع ملک کے اکثر حصوں سے بڑے بڑے گھرانوں کی معزز خواتین کو متوجہ کرکے پکوان جیسے شریف و ضروری فن کو جو شاہی وقت (جبکہ اس فن کی قدر و منزلت تھی) سے اسوقت تک سینہ بسینہ چلا آتا ہے یکجا قلم بند کرکے آئندہ نسل - قوم اور ملک کی خاطر کتابی صورت میں محفوظ کر دیں۔ اسی طرح ملک کی خواتین نے بھی آمنہ نازلی صاحبہ کی آواز پر لبیک کہا اور اپنے اپنے ہاں کے طریقہ پخت و پز کے کئی کئی آزمودہ تراکیب مع صحیح اوزان و اجزاء کے لکھکر آپ کو بھیجدیں۔ ادھر آمنہ نازلی صاحبہ نے یہ التزام کر لیا کہ جس قدر پکوانوں کی ترکیبیں موصول ہوتی گئیں۔ اس میں تجربہ کی ہوئی تراکیب کو اخذ کرکے طباعت کا جامہ پہنانا شروع کر دیا۔ اور اپنے اس خیال کے بعد چند ہی ماہ میں اس فن کا پہلا حصہ "عصمتی دسترخوان" کے نام سے ۲۲۰ صفحہ کی کتاب کی صورت میں پیش کر دیا۔ جس میں تقریباً چار سو دس پکوانوں کی ترکیبیں درج ہیں۔ جن میں سے چند چیزیں بغرض تجربہ میں نے اور میری بہن اقبال بیگم قاضی وکیل ہائی کورٹ بمبئی نے تیار کیں اور کھانیوالوں نے اس کے ذائقہ کو ٹھیک پایا ان تراکیب کو لکھنے والی بہنیں صرف اتفاقی ہیں۔ مگر اس کتاب میں یہ بات دیکھکر بڑی خوشی ہوتی ہے کہ اب بھی بڑے بڑے اور امیر گھرانوں کی تعلیم یافتہ مستورات اس فن میں خاص امتیاز رکھتی ہیں جنہوں نے کافی تعداد میں ہر قسم کے پکوانوں کی صحیح ترکیبیں لکھی ہیں ہم ان کے نام ان کی قدردانی اور نئی پود کی ترغیب و رہنمائی کے لئے یہاں لکھنا مناسب سمجھتے ہیں۔ "عصمتی دسترخوان" میں حیدرآباد دکن کی محترمہ بہن خیر النسا بیگم صاحبہ قابل ستائش ہیں کہ آپ نے مختلف پکوان کی ۶۲ ترکیبیں لکھکر سب میں پہلا نمبر حاصل کیا۔ عزیزہ نواب زادی رضیہ سلطان زماں صاحبہ کا نام ۴۲ ترکیبوں کے ساتھ دیکھکر یہ کہے بغیر نہیں رہا جاتا کہ اس زمانہ کی مغربی فضا میں بھی ایک امیر گھر کی نازپروردہ اولاد ماں بہنوں کی خانگی تربیت کے اثر سے اپنے نسائی جوہر میں شہزادی مارتھا کے مقابلہ کی ہو جا سکتی ہیں۔ اور اسی طرح ۳۲ تراکیب لکھنے والی بہن محترمہ ایچ۔ ایس محبوب صاحبہ بھوپال اور ۲۴ ترکیبیں لکھنے والی محترمہ بہن مسز عبدالوحید صاحبہ لکھنؤ بھی خصوصیت کا درجہ رکھتی ہیں۔ ان کے بعد بیگم قاضی عظیم الحق صاحبہ نے اٹھارہ۔ بنت نعمت الٰہی صاحبہ نے چودہ۔ بنت بلدیو پرشاد صاحبہ نے تیرہ۔ عصمتی دسترخوان کی نوعمر مولفہ نے بارہ اور مس فاطمہ حسین صاحبہ نے گیارہ ترکیبیں لکھکر اپنے سگھڑاپے کا شمار کرا دیا۔ ان کے علاوہ اناسی بہنوں کی مدد کا مجموعہ "عصمتی دسترخوان" کا پہلا حصہ ہے جو ہندوستان کے گوشہ گوشہ کے کھانوں کا ذائقہ چکھاتا ہے جس میں انواع و اقسام کے انگریزی۔ ایرانی۔ بنگالی کشمیری اور ہندوستانی وغیرہ پکوان کی ترکیبیں ہیں اور شروع میں چند بہنوں کے اس فن کے متعلق مفید و کارآمد مضامین بھی ہیں۔ مگر اس فن کے لئے وسیع پیمانہ پر اور بہت سے معلومات یکجا بہم پہنچانے کی ضرورت ہے۔ گو اس فن کی چند کتابیں جیسے اتالیق نسواں محترمہ محمدی بیگم صاحبہ کی کتابیں خانہ داری اور خوان نعمت اور مرحومہ م۔ ب۔ صاحبہ لکھنوی کی کتاب خوان دعوت وغیرہ اس وقت تک اپنے اپنے مذاق میں بہت کچھ کارآمد ہیں تاہم جبکہ جناب مولوی رازق الخیری صاحب نے اس کام کو اٹھایا ہے ایسے موقعہ کو غنیمت جانکر ہم یہ تمنا رکھتے ہیں کہ جہاں آپ نے صرف پکوان کے متعلق مختلف ضروریات کا خیال عصمتی دسترخوان کے دوسرے حصہ کی طباعت میں رکھا ہے جیسے (۱) بچوں کے کھانے (۲) بیمار کے کھانے (۳) ناشتہ کی چیزیں (۴) مختلف ممالک کے مشرقی و مغربی کھانے (۵) ہنڈکلیا وغیرہ۔ وہاں مذکورہ بالا مغربی ممالک کی درسگاہوں کے اصول خصوصاً پیرس کے میڈم روزنتھال کی درسگاہ کے خانہ داری کے شعبوں کو ملحوظ رکھا جائے اور

نیز اس باب میں بھی خصوصیت کے ساتھ اضافہ ہو کر غذا کے کیمیائی اجزا اور ان کے خواص علمی طریق پر معلوم ہوں مثلاً کون کون سے اجزا مختلف غذاؤں کے لئے ترکیب پا سکتے ہیں۔ فلاں چیز ثقیل کیوں ہے اور فلاں چیز زود ہضم کیوں ہے۔ کونسی غذا کو آپس میں ملا کر کھانا مفید ہے اور کونسی غذاؤں کا ایک ساتھ استعمال مضرت رساں دماغی محنت کرنیوالوں کو کونسی غذا صحت بخش ہوا کرتی ہے اور جسمانی محنت کرنیوالوں کو کس قسم کی غذا کی ضرورت ہے۔ ایک چیز کو مختلف طریقہ و ذائقہ سے کس طرح پکایا جائے۔ گرمی سردی کے موسم میں کونسی غذا مفید اور کونسی مضر ثابت ہوا کرتی ہے اور گرم و سرد ممالک کے لحاظ سے وہاں کے باشندوں کو کس قسم کی غذا مفید ثابت ہوگی وغیرہ۔ تاکہ اس قسم کی معلومات ہر ملک اور ہر موسم و ہر قسم کی طبیعت کے لئے کارآمد ہو سکے۔ جس سے عصمتی دسترخوان "خانہ داری کے اہم جزو اعظم" یعنی ان کے ہر شعبوں پر حقیقی معنوں کے ساتھ حاوی ہو سکے۔ اور قومی اصلاح کی بنیاد ثابت ہو

اگر ہماری اس تجویز پر توجہ ہوئی اور جناب مولوی رازق الخیری صاحب نے اس قسم کی معلومات اور رسالہ جات فراہم کر کے محترمہ بہن آمنہ نازلی کے اس کام میں امداد فرمائی تو ہم گورنمنٹ ہند سے استدعا کرتے ہیں کہ وہ اس پایہ کی کتاب کو تعلیم نسواں کے کورس میں داخل کر دے۔ اور نیز اس کی تیاری کے لئے مالی امداد سے بھی دریغ نہ فرمائے کہ فی زمانہ تعلیم نسواں کے لئے اس قسم کی کتابوں کی بہت کچھ ضرورت ہے۔

سردار محمدی بیگم بنت مرحوم نواب آف وائی لونی۔

محترمہ محبوب جہاں بیگم عصمتی دسترخوان کی تعریف کرنے کے بعد اپنے خط میں تحریر فرماتی ہیں!

ایک ایسی کتاب کی سخت ضرورت ہے جس میں بتایا جائے کہ حیوانی و نباتاتی غذاؤں میں سے کس کس کے کیا اثرات ہیں۔ اور کونسی غذا کس موسم میں مفید ہوتی ہے۔ اگر ہم ان غذاؤں کو استعمال کریں تو ان کی کتنی مقدار مفید ہوگی۔ لڑکیاں باورچی خانہ کس طرح صاف رکھیں۔ گوشت ترکاریوں کی نگہداشت کا بہترین طریقہ کیا ہے۔ کونسی مختلف چیزیں ایک ساتھ کھانے سے نفع ہوتا ہے۔ اور کن چیزوں کے ملا کر کھانے سے نقصان پہنچتا ہے۔ کونسی چیز کس موسم میں خریدنا چاہیئے۔ گوشت ترکاریاں۔ نیز دالیں کس قسم کی خریدیں اور کس طرح ان کو رکھیں کہ زیادہ دنوں تک رہیں۔ اور بگڑنے نہ پائیں۔

محبوب جہاں بھوپال

محترمہ سردار محمدی بیگم صاحبہ کی قابل قدر رائے اور محترمہ محبوب جہاں کا مفید مشورہ تمام عصمتی بہنوں کی طرف سے دلی شکریہ کا مستحق ہے۔ محترمہ آمنہ نازلی صاحبہ ایسی مفید کتاب کو نہایت خوشی کے ساتھ مرتب کرنے کے لئے تیار ہیں اور ہمیں امید ہے کہ جس طرح عصمتی دسترخوان جیسی کارآمد کتاب عصمتی بہنوں نے شائع کرا دی اسی طرح اس ضروری کتاب کی تیاری میں بھی حصہ لیں گی اور حقیقتاً کارآمد اور مفید مضامین ان ہدایتوں کا خیال رکھ کر جو عصمتی دسترخوان اور اس کے دوسرے حصوں کے لئے شائع ہو چکی ہیں ابھی سے بھیجنا شروع کر دیں گی۔ تاکہ یہ مفید کتاب جلد سے جلد شائع ہو سکے عصمتی بہنوں کا یہ زبردست کارنامہ ہوگا۔

اڈیٹر

بتدیلی پتہ کی اطلاع ہمیں فوراً دیدیں اور جواب طلب امور کے لئے آدھ آنہ کا ٹکٹ بھیجیں۔ منیجر

خود بینی اور قوت ارادی

خدا پناہ میں رکھے تلون مزاج آدمی سے ناک میں دم کر دیتا ہے۔ شروع شروع میں لوگ اس کی سحر بیانی حاضر جوابی اور لسانی سے اس کی طرف دوڑے دوڑے چلے آتے ہیں۔ لیکن واسطہ پڑنے پر معلوم ہو جاتا ہے کہ وہ کسی کی حقیقت اپنے سامنے نہیں سمجھتا۔ سب سے زیادہ عاقل اور معاملہ فہم وہ اپنے ہی کو جانتا ہے۔ کوئی کچھ کہے وہ کیوں تسلیم کرنے لگا جبکہ اس کا یقین ہے کہ مجھ سے بڑھ کر کوئی نہیں۔ دوسرے شخص کی مجال نہیں کہ کچھ کہہ سکے۔ کسی کی شامت آئی اور کچھ کہدیا تو خوب آڑے ہاتھوں لیا جاتا ہے۔ وہ بوچھاڑ ہوتی ہے وہ گرے ہوئے رکیک الفاظ بکے جاتے ہیں کہ سننے والا مارے غیرت کے خاموش ہو جائے۔ بس خود بیں آدمی تو یہ سمجھتا ہے کہ "ہمچو من دیگرے نیست" جو ہوں بس میں ہوں۔ میری رائے اور میرے خیالات سب کیلئے درست ہیں۔ جو کچھ میں کہتا ہوں وہی سیدھی راہ ہے وہ ہی صحیح راستہ ہے ایسے شخص کو نہ تو رات کو چین کی نیند آتی ہے نہ دن کو اطمینان مل سکتا ہے۔ بس وہ اس خیال میں جلتا رہتا ہے کہ سب میرے کہے پر میرے بتائے ہوئے راستہ پر کیوں نہیں چلتے۔ ایسے لوگ اچھے اچھے کام کر سکتے اور عمدہ عمدہ مشورے دے سکنے کی قابلیت رکھتے ہیں اور سلجھے ہوئے خیالات بھی رکھتے ہیں۔ مگر تنک مزاجی اور تلون اور خود بینی سے پریشان بھی کر دیتے ہیں۔ ایسے لوگ اس قدر اکھڑے مزاج رفتہ رفتہ ہو جاتے ہیں کہ سیدھی اور صلاحیت کی بات بھولے سے بھی ان کے منہ سے نہیں نکلتی ہے۔ اور اگر کوئی صلاحیت کی بات کرتا ہوگا تو اسکو بھی سن نہیں سکتے۔ ان لوگوں کا یہ مقولہ ہے کہ نفاق ہو یا اتفاق رہے جو بات ہو صفائی قلب سے کہہ گذرنا ہی چاہئے۔ اس میں رکنے یا ہچکنے کی کوئی ضرورت نہ موقع مصلحت کا کچھ خیال۔ ورنہ مکاری میں داخل ہے۔ میرا خیال ہے کہ چاہے سچ سے سچ بات ہو مگر اہل دنیا سننے کو تیار نہیں اس لئے بہتر راستہ تو یہی ہے کہ نہ فداکاری سے کام لو نہ مکاری سے۔ میانہ روی کو مدنظر رکھو۔ جو کہو الفاظ تول کر کہو اور جو کرو سوچ سمجھ کر اور طبیعت پر قابو پا کر۔ یہ کہنا بالکل سچ ہے کہ برا مزاج زحمت ہے اور اچھا مزاج رحمت۔ خدا نے ہر انسان کو قوت ارادی ایسی زبردست طاقت دی ہے کہ برے سے برا مزاج اور بری سے بری عادت اسکی بدولت درست ہو سکتی ہے خود بین انسان کو اپنی برائی کا احساس ہو جائے اور قوت ارادی سے کام لے تو خود بھی خوش رہ سکتا ہے اور دوسروں کو بھی اس سے آرام و خوشی مل سکتی ہے۔ یہ کتنی اچھی عادت ہے کہ رات کو سوتے وقت دن بھر کے کاموں پر انسان غور کرے اور بری باتوں کو چھوڑنے کی ٹھان لے۔ یقیناً قوت ارادی سے اس شخص کو اپنے نفس پر فتح حاصل ہو گی اور انسان کا سب سے بڑا دشمن زیر ہو جائیگا۔ بقول ذوق ع بڑے موذی کو مارا نفس امارہ کو گر مارا۔ بعض شرابیوں نے محض قوت ارادی سے یک لخت شراب چھوڑ دی۔ سینکڑوں مثالیں ہیں کہ قوت ارادی سے کتنے ہی بدچلن نیک چلن بن گئے اور اخلاق کی تمام راہیں کھل گئیں جس کے پاس حسن اخلاق ہے اسکے سب زر خرید غلام بنجاتے ہیں اور جسکے گن گاتے ہیں

[illegible] زاہدہ بیگم

حیدرآباد دکن میں زنانہ تعلیم

ایک وہ زمانہ تھا، جبکہ عام طور سے تعلیم نسواں کو معیوب خیال کرتے تھے۔ اسکے بعد صرف مدرسہ کی تعلیم معیوب تصور ہونے لگی۔ مگر آجکل عام طور سے ہندوستان میں اسی کا رواج ہو رہا ہے، روز بروز مدارس کی تعداد زیادہ ہوتی جاتی ہے۔

ہندوستان سے قطع نظر کرکے مجھے صرف حیدرآباد کی زنانہ تعلیم کے متعلق کچھ لکھنا ہے۔ امید ہے کہ عصمتی بہنیں دلچسپی سے ملاحظہ کریں گی۔

یوں تو حیدرآباد میں ایک زمانہ سے زنانہ تعلیم کا رواج ہے۔ اسکے متعلق ابتدائی، ثانوی مدارس قائم تھے، مگر گذشتہ چند سالوں میں، یا یوں کہیئے کہ اعلیحضرت حضور پُرنور نواب سر میر عثمان علیخاں بہادر خلد اللہ ملکہٗ و سلطنتہٗ کے سریر آرائے سلطنت ہونے کے بعد جو کچھ ترقی ہوئی وہ قابل اظہار ہے۔

ماہرین تعلیم نے، تعلیم کے تین درجے قرار دیئے ہیں۔ ابتدائی، ثانوی، اعلےٰ۔ ابتدائی تعلیم کے لئے نہ صرف بلدۂ حیدرآباد بلکہ اضلاع و مضافات میں بھی کثرت کے ساتھ مدارس قائم کئے گئے ہیں۔ جنکی صحیح تعداد سردست نہیں بتا سکتی۔ اسیطرح ثانوی تعلیم کا حال ہے۔ جہاں تک مجھے معلوم ہے ان دونوں مدارس پہلے کی بہ نسبت بہت قائم ہوئے ہیں، پہلے اعلیٰ تعلیم کے لئے یہاں کوئی انتظام نہ تھا۔ جسکے لئے باہر جانے کی ضرورت ہوتی تھی، اب عثمانیہ یونیورسٹی کے تحت کالج کا افتتاح ہو چکا ہے۔ جہاں بی۔ اے تک تعلیم ہوتی ہے۔ آئے دن ایسی خواتین کی تعداد کا اضافہ ہوتا جاتا ہے جو کالج کی ڈگری حاصل کرتی ہیں۔

کالج کی صدر (پرنسپل) ایک انگریز خاتون ہیں مگر یہ اسلام قبول کر چکی ہیں۔ ان کا نام "مس آمنہ پوپ" ہے یہ کیمبرج کی ام۔ اے ہیں، ان کے علاوہ انگریزی، عربی، فارسی، اردو، تاریخ، فلسفہ وغیرہ کی تعلیم کے لئے یورپین اور دیسی قابل خواتین مقرر ہیں، جو دلدہی اور شفقت کے ساتھ تعلیم دیتی ہیں، اس کالج میں پردہ کا پورا انتظام ہے۔ لڑکیاں بند موٹروں اور گاڑیوں میں آتی جاتی ہیں۔

ہندوستان بھر میں یہ کالج اپنی نوعیت کا تنہا کالج ہے کیونکہ عثمانیہ یونیورسٹی سے ملحق ہونے کے باعث انگریزی زبان کے لازمی ہونے کے سوا باقی تمام فنوں کی تعلیم اُردو میں ہوتی ہے۔

دوسرا ایک ہائی اسکول "محبوبیہ گرل اسکول" ہے جسمیں سینیر کیمبرج تک تعلیم ہوتی ہے اور خاصکر تعلیم عمدہ طریقہ سے دی جاتی ہے۔ یہ مدرسہ ایک علمی جماعت کے تحت ہے۔ جسکی صدر لیڈی حیدری جیسی ہمدرد خاتون ہیں۔ یہاں

متعدد انگریزی خواتین تعلیم کے لئے مقرر ہیں جو بیش قرار ماہوار پاتی ہیں، اگرچہ یہ مدرسہ مرحوم اعلیٰحضرت کے زمانہ میں قائم ہوا تھا، مگر اعلیٰحضرت کے زمانۂ حکومت میں اسکی خاص ترقی ہوئی ہے۔ لائق خواتین کے لئے بیش قرار ماہوار مقرر کی گئی اور عمدہ و اعلیٰ شان عمارت تعمیر کی گئی،

پہلے زمانہ میں کوئی نارمل اسکول نہیں تھا جسکی وجہ تربیت یافتہ معلمہ کا ملنا دشوار تھا۔ مگر اب حیدرآباد۔ اورنگ آباد میں ایسے دو مدارسے قائم کئے گئے ہیں جنمیں معلمہ گری کی تعلیم دی جاتی ہے۔ حیدرآباد کا مدرسہ تعلیم المعلمات کی صدر مسز ڈاکٹر سید عبدالجبار ہیں جو کلکتہ کی ہیودن ہیں اور بمبئی یونیورسٹی سے بی۔ اے۔ ایل۔ ٹی کی ڈگری حاصل کی ہوئی ہیں

سرکاری مدرسوں کے علاوہ امدادی مدرسے اور مشن اسکول بھی بکثرت سے قائم ہیں، اور پھر بعض خاندان میں مسلمان شرفا اپنے گھروں میں جو تعلیم دیتے ہیں وہ اسکے علاوہ ہے،

ریاست کے ان مدرسوں میں ہزاروں لڑکیاں تعلیم پاتی ہیں۔ اور لاکھوں روپیہ ان پر صرف ہوتا ہے۔ وہ دن دور نہیں کہ حیدرآباد کی وسیع ریاست میں زنانہ تعلیم کافی وسعت حاصل کریگی اور عورتوں کی جہالت جو کچھ بھی ہے وہ بالکل معدوم ہو جائے گی،

حیدرآباد میں بہت سی اعلیٰ تعلیمیافتہ اور روشن خیال خواتین موجود ہیں، آج سے پہلے صرف دو ایک غیر مسلم خواتین کو یورپ جانے کے لئے سرکاری وظیفہ دیا گیا تھا۔ مگر اب ہر سال خواتین کے لئے یہی وظیفہ مخصوص کیا جاتا ہے۔ پہلی مرتبہ گذشتہ سال میں تین مسلمان خواتین سرکاری وظیفہ سے لندن روانہ کی گئیں، جس میں سے دو طریقۂ تعلیم کی سند کے لئے، اور ایک ڈاکٹری کے لئے، غرض کہ اب مسلمان خواتین بھی یورپ کی تعلیم سے مستفید ہونے لگی ہیں۔

زنانہ نصاب (کورس) بھی زیر غور ہے۔ امید ہے کہ ہماری ضروریات کے موافق کورس مقرر کیا جائیگا بہرحال اعلیٰحضرت کے زمانۂ حکومت میں جہاں مردوں کی تعلیم میں ترقی ہوئی ہے اسیطرح عورتوں کی تعلیم میں بھی ہوئی ہے۔ خدا ایسے بادشاہ کا سایہ مدتوں سلامت رکھے، آمین۔

مس حفیظ جمال عبدالرؤف آصف آباد دکن

دانتوں کی صفائی

جسقدر تہذیب ہندوستان میں ترقی پذیر ہو رہی ہے اسیقدر لوگ اپنے دانتوں کی طرف سے بے پرواہی اختیار کر رہے ہیں دنیا کے تمام کام انسان سے ہی چل سکتے ہیں۔ اور یہ تمام کاروبار اسی وقت چل سکتا ہے، جبکہ صحت بہت اچھی ہو، ہماری صحت کا بہت کچھ انحصار دانتوں پر منحصر ہے۔ لیکن مشکل یہ درپیش ہے کہ عموماً لوگ اس بات سے قطعی لاعلم ہیں کہ دانتوں کی حفاظت کیسے کرنی چاہئے،

مغربی ممالک نے دانتوں کی طرف بہت توجہ دی ہے۔ ان ممالک میں سول ہسپتال کے قریب ہی ڈینٹل ہسپتال کھلے ہوئے ہیں۔ ان آدمیوں کو ملازمت ملنی دشوار ہوتی ہے جنکے دانت میلے ہوں، ان فوجیوں کو فوج میں بھرتی نہیں کیا جاتا جنکے دانت شکستہ یا بدنما ہوں۔ وہ لڑکے کمپٹیشن (Compition) میں کامیاب نہیں سمجھے جاتے جنکے دانت گندے یا خراب ہوں۔ غرض کوئی آدمی بھی میلے دانتوں سے کسی کام کے لائق نہیں، کیونکہ ان کو علم ہے کہ دانتوں کی خرابی سے ہزار ہا نہیں بلکہ کروڑھا امراض پیدا ہو جاتے ہیں۔ لیکن ہمارے ہندوستان میں دانتوں کی کچھ پرواہ نہیں کی جاتی، نہ یہاں کوئی ایسا ذریعہ ہے۔ جس سے پبلک متاثر ہو کر اپنے دانتوں کی طرف متوجہ ہو۔ اس بنا پر دانتوں کے امراض بکثرت بڑھ رہے ہیں۔

جب ہمارے دانت درست نہ ہونگے تو خوراک بغیر چبائے نگلنی پڑیگی۔ بغیر چبائے نگلنے سے منہ کا لعاب جو غذا کے ہضم ہونے میں مدد دیتا ہے غذا کے ہمراہ نہ جاسکے گا۔ ایسی غذا معدہ میں جاکر ہضم نہ ہوگی۔ جسکا نتیجہ بدہضمی قبض وغیرہ کی شکائتیں پیدا ہوں گی،

جب غذا معدہ میں جاکر ہضم نہ ہو سکے گی تو جگر بھی کچھ کام نہ کر سکے گا۔ ان دونوں کے کام چھوڑ دینے سے تازہ خون جسم میں پیدا نہ ہو سکے گا۔ تازہ خون کے نہ بن سکنے سے طرح طرح کے مرض لاحق ہو جانیکا خطرہ ہے۔ علاوہ ازیں دانت بولنے میں کافی مدد دیتے ہیں۔ ادھ بنیم باجے کی مانند جبکہ ایک سُر نہ ہونے سے باجے کی خوبی نہیں رہتی۔ اسیطرح ہماری بول چال کا دارومدار ان ہی دانتوں کی عمدگی پر موقوف ہے۔

دانت خراب ہونے کی کئی وجوہ ہیں۔ زیادہ مٹھاس اور گوشت کے استعمال سے دانت خراب ہو جاتے ہیں۔ لذیذ اور مہین غذا بھی دانتوں کو مشقت سے محروم رکھتی ہے۔ گرم گرم کھانا، بہت سرد پانی اسکے بعد پی لینا یا فوراً پی لینا دانتوں کو کمزور کر دیتا ہے۔

دانتوں کی کمزوری کا بڑا سبب یہ ہے کہ اُن کو اچھی طرح سے صاف نہیں کیا جاتا۔ اس لیئے اگر کوئی شخص مضبوط اور تندرست رہنا چاہتا ہے تو اسکے لیئے ضروری ہے کہ اپنے دانتوں کی صفائی اپنے خزانہ سے بھی زیادہ دل و جان سے کرے،

سب سے ضروری امر یہ ہے کہ ہمکو دانتوں کی صفائی کے متعلق کافی واقفیت بہم پہنچانی چاہیئے۔ اور جہانتک ممکن ہو سکے دانتوں کو صاف رکھنے کی پوری کوشش کرنی چاہیئے،

(۱) ہر روز صبح کو مسواک کسی عمدہ درخت کی استعمال کرنی چاہیئے، نیم اور کیکر کی مسواک بہترین خیال کی جاتی ہے

(۲) زیادہ کھانے سے پرہیز کرنا چاہیئے۔ تاکہ معدہ بوجھل ہو کر غذا ہضم نہ کر سکے، اس سے دانتوں کو نقصان پہنچتا ہے

(۳) کھانے کے بعد دانتوں کو ضرور صاف کرنا چاہیئے۔ تاکہ خوراک جو دانتوں کی جڑوں میں رُک جاتی ہے صاف ہو جاوے کھانیکے بعد کسی پھل کا کھانا نہایت مفید ہے۔ سیب صبح کے وقت کھانا نہایت فائدہ مند خیال کیا جاتا ہے،

(۴) جو چیزیں دانتوں کو ترش کرتی ہیں اُن سے احتیاط کریں

(۵) زیادہ ٹھنڈی اور زیادہ گرم چیزوں کو تھوڑے وقفہ کے بعد ہرگز نہیں کھانا چاہیئے،

(۶) رات کو سوتے وقت لسٹرین (Listrine) یا ہائی ڈروجن پرآکسائیڈ کی کلیاں کرنی چاہئیں، کیونکہ رات کو دانتوں کو تازہ ہوا میسر نہیں ہوتی۔ اس لیئے کیڑے رات کو عموماً بڑھتے ہیں، اس دوائی سے منہ صاف رہتا ہے،

(۷) پیروسائڈ پوڈر (Pyorrhocide Powder.) دانتوں اور مسوڑوں کے لیئے بہترین پوڈر ہے۔ اسکے روزانہ استعمال سے دانتوں اور مسوڑھوں کو ہرگز کوئی نقصان نہیں پہنچتا۔ بلکہ دانت صاف اور چمکدار رہتے ہیں۔

(۸) اگر دانت میں کسی قسم کی تکلیف محسوس ہو تو فوراً کسی قابل دانتوں کے ڈاکٹر سے مشورہ لینا چاہیئے،

بہر حال ہمکو اپنے دانتوں کی طرف پوری توجہ کرنی چاہیئے۔ کیونکہ ان کی صفائی پر ہماری صحت کا دارومدار ہے، دانت جسم انسانی کے لیئے نہایت ضروری اور سفید گوہر نایاب ہیں،

اقبال جہاں (بہاولپور سٹیٹ)

مکھیاں

دنیا کی تمام قومیں راہِ ترقی پر گامزن ہیں اور نہایت سُرعت کے ساتھ آگے بڑھتی چلی جارہی ہیں۔ مگر ہماری غفلت شعاری کا عالم اب بھی وہی ہے جو پہلے تھا۔ اہلِ یورپ و امریکہ کی ترقی کا سب سے بڑا راز تندرستی کے اصولوں کی واقفیت و پابندی میں مضمر ہے۔ کسی قوم یا ملک کی دولت اسکے افراد ہیں، اگر ان کی تندرستی اچھی ہے تو وہ ملک و قوم کو اپنی محنت و جفاکشی سے مالامال کردیتے ہیں۔ اگر اُن کی تندرستی خراب ہے تو ملک اور قوم کی زیادہ تر دولت بیمار افراد پر صرف ہوجاتی ہے۔ جس سے ملک و قوم کو بے حد نقصان پہنچتا ہے کیونکہ یہی روپیہ ہزارہا قومی کاموں میں صرف ہو کر قوم کی فلاح اور بہبودگی کا باعث ہوسکتا ہے۔ ہر سال ہندوستان میں۔ ہیضہ، تپ دق، پیچش، اسہال۔ میعادی بخار (ٹائی فائڈ) کالا آزار متعدی خناق (ڈپتھیریا) سے ہزارہا خاندان تباہ، صدہا گھر بے چراغ ہوجاتے ہیں، مگر ایسی ہستیاں بہت کم ہونگی جنہوں نے اس اہم ترین مسئلہ پر غور کیا ہوگا، اور سچی کوشش کی ہوگی کہ ان امراض کے پھیلنے کی وجوہ اور روکنے کی تدابیر معلوم کریں۔ اب سے ایک صدی قبل یورپ ان بیماریوں کا آماجگاہ بنا ہوا تھا۔ ہزاروں جانیں ہر سال تلف ہوتی تھیں مگر آج ان بیماریوں کا وہاں نام بھی سُننے میں نہیں آتا۔ اسکی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ وہاں کا ہر فرد بشر ان امراض سے بچنے اور ان کو روکنے کی تدابیر جانتا ہے اور ان پر عمل پیرا رہتا ہے۔ کسی قوم کی صحت ہرگز اچھی نہیں رہ سکتی خواہ اُن میں کتنے ہی قابل حکما اور ڈاکٹر موجود ہوں جبتک کہ اسکے عوام الناس میں اپنی تندرستی قائم رکھنے اور وبائی امراض سے بچنے کا سچا جذبہ پیدا نہیں ہوتا، جنگ عظیم میں لاکھوں انسانی جانیں تلف ہوئیں۔ سائنسداں مہلک ترین آلاتِ ہلاکت تیار کررہے ہیں مگر یہ امر آپ کے لیئے باعثِ تعجب ہوگا کہ ہر سال ہندوستان میں جتنا انسانی جانوں کا نقصان مکھیوں کی بدولت ہورہا ہے نہ کسی لڑائی میں نہ کسی توپ و تفنگ سے ہوا اور نہ ہوسکتا ہے۔ کیونکہ تمام مذکورہ بالا امراض پھیلانے کا باعث زیادہ تر مکھیاں ثابت ہوئی ہیں، مکھیاں بیمار کے پاخانہ تھوک، قے پر، جنمیں لاکھوں کی تعداد میں بیماری کے جراثیم موجود ہوتے ہیں جو صرف خوردبین سے نظر آسکتے ہیں بیٹھتی ہیں انکے جسم اور پیروں کے بالوں پر جو بہت باریک ہوتے ہیں ہزارہا جراثیم چمٹ جاتے ہیں۔ پھر یہی جراثیم آلود مکھیاں کھانے پینے کی اشیا پر بیٹھتی ہیں۔ اسطرح ان بیماریوں کے مہلک و زہریلے جراثیم کھانے میں داخل ہوجاتے ہیں، نازک اور کمزور اشخاص ایسے جراثیم آلود کھانے کو کھاکر بیماریوں کا بآسانی شکار بن جاتے ہیں۔ اور اسطرح بعض اوقات یہ امراض وبائی صورت اختیار کرلیتے ہیں۔

افسوس ہے کہ باوجود ان ناقابلِ تلافی نقصانات کے ہماری آنکھوں پر غفلت کے پردے چھائے ہوئے ہیں۔ اور ہم میں اب تک ملک کو ان تباہ کن امراض سے بچانیکا سچا جذبہ پیدا نہیں ہوا۔ ہر شخص انفرادی طور سے ان امراض سے بچنے کی کوشش کرے

تو مالک کو ان برباد کن بیماریوں سے نجات مل سکتی ہے۔ اگر حسب ذیل امور کا لحاظ رکھا جائے تو کوئی وجہ نہیں کہ یہ امراض قریب قریب کالعدم نہ ہو جائیں،

(۱) مذکورہ بالا امراض کے مریضوں کے پاخانہ تھوک یا قے کو جلا دینا چاہیئے۔ یا زمین میں گڑھا کھود کر دبا دینا چاہیئے اُگالدان اور پاخانہ کے برتن کو قاطع جراثیم ادویات مثل فنائل لوشن سے خوب دھلوانا چاہیئے، اگر زمین پر تھوکا ہو یا رفع حاجت کی ہو تو وہاں بھی فنائل لوشن چھڑکنا لازمی ہے۔ اگر چونہ بچھا دیا جائے تو وہ بھی کافی ہوتا ہے۔ ایسے مریضوں کے کھانے کے برتن تو لازمی طور سے اور اگر سونے کا کمرہ بھی علیحدہ ہو تو بہتر ہے۔ تمام اشیاء خوردنی حفاظت سے ڈھک کر رکھنی چاہئیں، کہ ان پر کوئی مکھی نہ بیٹھ سکے۔ مٹھائی اور دیگر کھانے کی چیزیں جن پر مکھیاں بیٹھی ہوں نہ خریدنی چاہئیں۔ کیونکہ اگر اس امر کی احتیاط کی جائیگی تو دوکاندار بھی کھانے کی اشیاء احتیاط سے ڈھک کر رکھیں گے،

(۲) ایسی تدابیر اختیار کی جائیں جو کہ اس مضمون میں آگے بتائی گئی ہیں کہ مکھیاں پیدا نہ ہوں۔ کیونکہ باوجود مذکورہ بالا احتیاط کے اگر مکھیاں ہونگی تو ضرور ان امراض کے پھیلانے میں کامیاب ہو جائیں گی،

مادہ مکھی ایسی جگہ انڈے دیتی ہے جہاں پر نمی و غذائیت اسکے بچوں کے نشو و نما کے لیے موجود ہو۔ بالکل خشک جگہ پر انڈوں سے بچے نہیں نکل سکتے۔ عام طور سے مکھیاں کوڑیوں پر جہاں روٹی کے ٹکڑے ترکاریوں کے چھلکے اور انسانی فضلہ موجود ہوتا ہے انڈے دیتی ہیں وہاں بیٹھنے سے انکے پروں اور پیروں میں بیماریوں کے جراثیم لگ جاتے ہیں جسکی وجہ سے بیماری پھیلنے کا احتمال رہتا ہے۔ ایک مکھی ایک مرتبہ میں ایک سوبیس سے لیکر ۱۵۰ یا پچسو تک انڈے دیتی ہے۔ اگر کم از کم انڈوں کی تعداد ایک سو بیس لی جاوے تب بھی ایک مکھی سے سات ہفتہ کے اندر تقریباً چار لاکھ بتیس ہزار (۴۳۲۰۰۰) مکھیاں پیدا ہو سکتی ہیں!

ایک مکھی اپنی دوران زندگی میں پانچ چھ مرتبہ انڈے دیتی ہے۔ انڈے سے چوبیس گھنٹہ کے اندر ایک باریک سا کیڑا نکل آتا ہے جو غلاظت پر نشو و نما پاکر پانچ سات دن میں پوری مکھی بنجاتا ہے۔ ایک ہفتہ کے بعد یہ مکھی انڈے دینے کے قابل ہو جاتی ہے۔ مکھیوں کی پیدائش کے غذائیت کی نمی، حرارت کی بھی ضرورت ہے۔ یہ تمام چیزیں انکو ہندوستان میں موسم برسات میں میسر آجاتی ہیں۔ جسکی وجہ سے اس موسم میں انکی بہتات ہوتی ہے۔ اور اسی وجہ سے اس موسم میں ہیضہ جیسا موذی مرض نمودار ہوتا ہے۔ لہذا ان کی پیدائش روکنے کا بہترین طریقہ یہ ہو سکتا ہے کہ مکھیوں کو کوئی ایسی جگہ نہ ملے جہاں ان کے بچے انڈوں سے نکلکر نشو و نما پا سکیں، لہذا اس امر کا انتظام کیا جائے کہ مکان کا کوڑا اور انسانی فضلہ پہلے سڑکوں پر ڈھکنے دار ٹینوں یا بکسوں میں جمع کیا جاوے اور پھر بہ حفاظت روزانہ شہر سے باہر لے جاکر جلا دیا جائے۔ جیسا کہ یورپ کے تمام اور ہندوستان کے بعض بعض شہروں میں ہوتا ہے۔ اگر یہ ناممکن یا مشکل ہو تو زمین میں گڑھے آبادی سے باہر کھدوا کر کوڑا دبوا دینا چاہیئے۔ کوڑا جمع کرنے سے اول تو مکھیوں کی افزائش ہوگی۔ دوم یہ کہ وہ بطور کھاد بھی زیادہ مفید ثابت نہ ہوگا، کیونکہ بارش اور دھوپ سے اسکے

سفید اور کارآمد اجزا زائل ہوجائیں گے،

مکان کی صفائی پر جسقدر زور دیا جائے کم ہے۔ اگر مکانات میں صفائی نہ ہوگی تو مکھیوں کا کم ہونا ناممکن ہے۔ باوجود اس احتیاط کے یہ مشکل ہے کہ مکھیاں بالکل نیست و نابود ہوجائیں لیکن کم ضرور ہوجائیں گی۔ ایسی صورت میں یہ احتیاط کرنی چاہیے کہ کمروں کے دروازوں اور کھڑکیوں پر چکیں لگائیں۔ تاکہ مکھیاں اندر داخل نہ ہوسکیں۔ امیر لوگ اپنے کمروں دروازوں اور کھڑکیوں پر لوہے کی باریک جالیاں لگوائیں۔ جیسے عام طور سے ریلوے اسٹیشن پر ویٹنگ روم کے دروازوں پر نصب ہوتی ہیں۔ باورچیخانہ اور مکان کے کمروں میں مکھی مار کاغذ رکھ دیئے جائیں تاکہ جو مکھیاں باوجود اس احتیاط کے اندر داخل ہوجائیں اس کاغذ پر بیٹھنے سے مرجائیں۔ ان مکھیوں کو جلا دیا جائے تو بہتر ہے،

اگر ان معمولی باتوں کی احتیاط رکھی جائے تو کوئی وجہ نہیں کہ ہمارا ملک ہیضہ پیچش۔ اسہال۔ میعادی بخار وغیرہ جیسے موذی امراض سے ایک حد تک محفوظ نہ رہے۔ میرے خیال میں عوام الناس کو وبائی امراض سے بچنے کا طریقہ بتانا۔ اور ان کے دلوں میں ان پر کاربند ہونے کا شوق پیدا کرنا قوم و ملک کی بہترین خدمت ہے،

رشیدہ خاتون کیرانوی از شملہ

ترکیب رنگ سازی

ایک ضروری تصحیح

(بحوالہ رسالہ عصمت بابت ستمبر ۳۰ء کے صفحہ ۲۲۰ پر)

فاس فائن Phosphine ایک قسم کی گیس یا ہوا ہوتی ہے جو کہ کاسٹک سوڈا اور فاسفورس Phosphorus کو گرم کرنے سے تیار ہوتی ہے یہ بڑی خطرناک گیس ہے جو کہ فوراً جل اٹھتی ہے اسکو شیشے کی صراحی میں تیار کیا جاتا ہے۔ دونوں چیزیں ڈال دی جاتی ہیں پھر کول گیس Coal gas کے ذریعہ صراحی میں سے خارج کردی جاتی ہے اور گرم کیا جاتا ہے۔ یہ گیس ربڑ یا شیشہ کی نلکی کے ذریعہ سے پانی کے اندر سے باہر لائی جاتی ہے۔ اور جیسے ہی نکلا ہوا میں آتی ہے آگ بن جاتا ہے۔

(۲)

(بحوالہ عصمت اکتوبر ۱۹۳۰ء۔ صفحہ ۳۴۳)

چینی کے برتن جوڑنے کی ترکیب

لیتھرج ۲ حصہ۔ نیل نل ۲ حصہ۔ سفید سکہ ایک حصہ وغیرہ وغیرہ :-

سفید سکہ غالباً وائٹ لیڈ (White lead) کا ترجمہ کردیا گیا ہے۔ وائٹ لیڈ کو اردو میں سفیدہ کہتے ہیں۔ نسخہ لکھتے وقت اس بات کا خیال رکھنا چاہیے کہ عام سمجھ ہو اور اس قسم کے ترجمے دوسروں کو دھوکہ میں ڈالدیتے ہیں ایسی چیزیں جب بازار سے منگوائی جائیں تو ناکامی ہوتی ہے۔

میاں محمد شریف۔ ایم۔ سی۔ علیگ۔ میرٹھ

بینک کا سُود

عصمت کے شاید ستمبر کے پرچہ میں کسی بہن نے یہ دریافت کیا تھا کہ آیا بینک کا سود جائز ہے یا ناجائز، دو پرچوں میں فدوی نے اسکے جواب کا انتظار کیا مگر غالباً کسی نے اسکی طرف نہ کی۔ اس لیے میں اپنی مختصر معلومات روانہ کرتا ہوں

سُود، سود کی بحث کا پتہ بہت قدیم زمانہ سے چلتا ہے۔ وید۔ قرآن۔ انجیل۔ توریت۔ ان سب میں اسکا ذکر موجود ہے۔ افلاطون اور ارسطو کی کتابوں میں بھی اسکا ذکر ملتا ہے۔ روما کے قانون ساز بھی اسکا بیان کرتے ہیں۔ قدیم زمانہ میں سود مذہباً حرام تھا اور اب بھی اسکی بعض صورتیں بالکل حرام ہیں۔ قدیم زمانہ میں قرض لیکر لوگ پیداواری کے کام میں نہیں لگاتے تھے۔ بلکہ اس سے حاجتیں پوری کی جاتی تھیں۔ لوگ قرض دیکر غریبوں اور محتاجوں کو اپنے قابو میں کرلیا کرتے تھے۔ دوسری وجہ یہ تھی کہ چونکہ قرض لینے والے زیادہ تر ایک ہی قبیلہ کے لوگ نہ ہوتے تھے اس لیئے آپسمیں ناچاقیاں نہ ہوتیں۔ محبتیں کم نہ ہوتیں اور اسطرح سے خاندان کا شیرازہ ڈھیلا نہ ہوجاتا تھا۔ روما کے اکثر قانون سازوں نے سود کی انتہائی شکل یعنی (ربوا) کو قانوناً ناجائز قرار دیا ہے۔ اور یہ ہمارے اسلام میں بھی ناجائز ہے اور آج کل کا قانون بھی اسکا مخالف ہے،

ان تمام بندشوں اور پابندیوں سے بچنے کے لیئے لوگ عجیب عجیب ترکیبیں کرتے تھے۔ کبھی تحفوں کی صورت میں سود لیا جاتا تھا اور کبھی قرض لینے والا ساہوکار کے ہاتھ چیز سستی بیچکر پھر اسی چیز کو زیادہ قیمت دیکر واپس لے لیتا۔

اب ہمارے زمانہ میں جبکہ دولت کے ذخیروں کو بجائے ضرورتیں پوری کرنے کے مزید دولت پیدا کی جاتی ہے تو خصوصاً بینکوں اور دیگر کمپنیوں کے سود کی وہ شکل نہیں رہی جو قدیم زمانہ کے ساہوکاروں کے زمانہ میں تھی، لوگ اب اپنی اپنی چھوٹی پونجیوں کو کاروبار میں لگانے لگے۔ اور مشترکہ سرمایہ کی انجمنیں قائم ہوئیں۔ اور اسطرح منافع میں حصہ داروں کو جو حصہ ملتا ہے وہ لگائی ہوئی رقم کا سُود ہوتا ہے جو حقیقی معنوں میں منافع ہے اس تجارت کا جو یہ انجمنیں سال بھر کرنے کے بعد حصہ داروں میں تقسیم کرتی ہیں، بالکل یہی صورت بنکوں کی بھی ہے۔ ذیل میں بنکوں کے چند کام درج کرتا ہوں جسکے دیکھنے سے واضح ہوجائیگا کہ آیا بنیک کا منافع سود ہے یا کسی تاجر کمپنی کی شرکت کا منافع،

نمبر۱۔ کل جمع شدہ رقم کا کچھ حصہ سرمایہ میں محفوظ رکھ کر بقیہ سے کاروبار کرنا،

بینک کے عام طور پر کاروبار یہ ہوتے ہیں،

بٹہ لیکر ہنڈیاں دینا۔ گاہکوں کیلیئے کچھ منافع پر حصے خریدنا۔ گورنمنٹ یا دوسری پکی اور مضبوط جماعتوں کے قرضے کے تمسکات خریدنا جس سالانہ اچھا خاصہ منافع مل جاتا ہو،

نمبر۲۔ دوسرے ممالک کو یہاں سے ہنڈیاں بھیجنا کچھ معاوضہ پر،

مذکورہ بالا تجارتی کاروبار ہے جو بینک جمع شدہ روپیہ سے تجارتی کمپنی کے طور پر تجارت کرتا ہے اور منافع حصہ داروں میں تقسیم کردیتا ہے۔ آگے عزیز بہن اسکی اہمیت پر خود غور کرلیں اور اپنے آپ تصفیہ کرلیں کہ آیا یہ سود حقیقی وہی سُود ہے جسکو کہ میں پہلے پہل بیان کرچکا ہوں اور جو واقعی ربا ہے، خریدار نمبر ۲، ۵

مستقل عنوان
جملہ حقوق محفوظ

خانہ داری

جسمیں
سنگار دانش بھی شامل ہے

خوبصورتی کا لیپ:۔ جلد میں روپ پیدا کرنے اور اس سے بدرنگی دُور کرنے کے لیے چہرہ پر لیپ لگائے جاتے ہیں۔ باداموں کا سُوفت پیالہ بھر کے اسمیں پروکسائڈ آف ہیڈروجن اتنی ملائیں کہ وہ گاڑھی لئی بن جائے اور روز واٹر ملاکے اسے پتلا کرلیں حتی کہ کریم کی شکل ہو جائے۔ جھرنا کپڑا لیکر چہرہ کے برابر لیں۔ اسمیں آنکھ ناک اور منھ کے لیے چھوٹے چھوٹے سوراخ بنالیں۔ اس لئی کو ہموار طریقہ سے کپڑے پر پھیلالیں اور چہرہ پر اچھی طرح چپکالیں۔ فلالین کا ایک ٹکڑا گرم پانی میں ڈبو کر نچوڑلیں اور چہرہ کے کپڑے پر رکھدیں۔ جب ٹھنڈا ہونے لگے پھر گرم فلالین کا کپڑا رکھدیں۔ یہ طریقہ پاؤ گھنٹہ تک جاری رکھیں پھر لیپ اتار کے صاف شیر گرم پانی سے چہرہ دھولیں خوب خشک کرکے تھوڑی سی کریم رگڑیں اور چہرہ پر ٹھنڈا پانی بہاکے معاملہ ختم کردیں،

جلد بہت خشک ہو تو بادام روغن کا لیپ فائدہ دیگا۔ پُرانے فلالین کا ٹکڑا لے کے اسمیں منھ۔ ناک۔ آنکھ کے لیے سوراخ بنالیں۔ اور اُسپر روغن بادام قدرے گرم کرکے لگائیں اور چہرہ پر آدھ گھنٹہ اس کپڑے کو لگائے رکھیں۔ بعد میں کھال پر لگا ہوا تیل کسی ملائم کپڑے سے پونچھ دیں۔ چہرہ اُسوقت نہ دھوئیں۔ صبح کو نیم گرم پانی سے دھوکر صابُن لگائیں،

جلد کو سفید کرنے کے لیئے آلو کا لیپ مفید ہے۔ کچا چھلا ہوا آلو لے کر اس سے جلد کو حلقہ کی صورت میں ملیں۔ اسے کپڑے کے ٹکڑے پر پھیلاکے چہرہ پر رات کے وقت لگائیں تاکہ عرق جلد میں جذب ہو سکے۔ صبح کو روئی وِچ ہیزل میں ڈبوکر چہرہ صاف کردیں اور بعد میں مُنھ دھولیں،

چہرہ سُرخ رہتا ہو تو تھوڑا سا دودھ گرم کریں اور ٹھنڈا کرکے اسکے اوپر کی جھلّی اتار لیں اور ایک فلالین کے ٹکڑے پر پھیلائیں اور چہرہ پر لگائیں،

صابن کے ردّی ٹکڑے:۔ صابن کے ٹوٹے پھوٹے ٹکڑے پھینکنے کی بجائے کسی پرانے برتن میں تھوڑا سا پانی بھر کے ڈالدیں۔ پھر اُبال لیں حتیٰ کہ خمیر نما لئی ہو جائے۔ کسی دوا فروش سے تین آنہ قیمت کا لکوڈ امونیا کا فورٹس خریدلیں۔ پھر صابن کی اس لئی کو ڈیڑھ پاؤ نہایت گرم پانی میں ہلالیں۔ پھر یہ فورٹس ملاکے خوب ہلائیں اُونی چیزوں کو دھوتے وقت اس مرکب میں سے تھوڑا سا لے کر پانی میں ملالیں۔ کپڑے نہایت ملائم ہونگے۔ غسلخانہ میں بوتل میں بھر کے رکھ لیں، پانی میں ملاکے نہانے سے طبیعت میں تازگی پیدا ہوتی ہے،

اگر روغن کپڑا (آئل کلاتھ) خراب ہو جائے تو پانی کے برتن میں سریش پگھلالیں۔ جب تک پگھلے چولھے پر رہنے دیں۔ کپڑے

کو اس پانی سے دھوئیں اور سو کھنے دیں۔ رات کو فلالین کا ٹکڑا اس پانی میں ڈبو ڈبو کے اس کپڑے پر پھیریں، صبح تک سرشیس کا پانی کپڑے پر سخت ہو جائیگا۔ اسے شہد کی مکھی کے موم اور تارپین سے مالش کریں،

پیشانی پر بل،۔ صاف پیشانی ہر ایک کے حصہ میں نہیں آئی، لیکن کوشش کرنے سے حاصل ہو سکتی ہے۔ اچھی پیشانیاں محض غفلت اور بری عادت سے خراب ہو جاتی ہیں۔ بہت سی عورتوں کو ابرو چڑھا چڑھا کے ہنسنے یا باتیں کرنے کی عادت ہو جاتی ہے۔ اور یہ تو عام عادت ہے کہ فکر یا عفت یا محویت کے وقت ہم ابروؤں کو سکیڑ لیتے ہیں۔ آج کل بہت سی پندرہ سولہ برس کی لڑکیوں کی پیشانیوں میں بلوں کے نشان نظر آتے ہیں حالانکہ نوجوانی میں ان سے کیا واسطہ!

یہ فضول بل حسن بگاڑ دیتے ہیں انکی طرف فوراً متوجہ ہونا چاہیئے، کسی ٹھنڈی کریم میں اپنی انگلیاں ڈبوئیں اور دونوں ہاتھوں کے پوروں کو ناک کے اوپر رکھیں اور انہیں نرم و مضبوط حرکت سے کنپٹیوں تک کھینچتے لے جائیں۔ ایسا پھر کریں، رفتہ رفتہ رفتار اور دباؤ کو زیادہ کرتے جائیں۔ حتیٰ کہ پیشانی تمتمانے لگے اور پورے ملائم روئی جیسے معلوم ہونے لگیں اسوقت پوروں کو ابروؤں کے عین پیچھے رکھیں اور کھال کو پیشانی کی ہڈی پر آگے پیچھے کھینچیں حتیٰ کہ گردش کا احساس کھال میں بخوبی ہونے لگے۔ اب ہتھیلیوں سے ابروؤں کے اردگرد زور سے تھپکیں اور کھال پر ٹھنڈے پانی کے چھینٹے دیں۔ آخر میں سکیڑنے والا لوشن جیسے سپرٹ آف کیمفر لگالیں،

اس عمل کو روزانہ ایک دو ہفتہ جاری رکھیں۔ پیشانی صاف اور سفید ہو جائیگی،

زہریلے ڈنک کا فوری علاج،۔ اگر کاٹنے والا جانور پاگل نہ ہو تو اسکے کاٹنے کا علاج بطور خود فوری کیا جا سکتا ہے اگر جانور کے پاگل ہو جانیکا ذرا بھی شبہ ہو تو اس بات کا خاص خیال رکھا جائے۔ اکثر جانور ٹانگ یا بانہہ پر کاٹا کرتے ہیں تو ایک پیچ دار پٹی زخم سے اوپر باندھی جائے تاکہ خون کا دوران رک جائے، پھر زخم کو چوس لیا جائے، ہمیں کچھ اندیشہ نہیں۔ البتہ اگر منہ یا مسوڑھے میں کسی جگہ کھال چھلی ہوئی ہے اسوقت ضرور ڈر ہے۔ اسکے بعد گرم پانی میں کوئی اچھی زہرمار دوا ڈالیں دوائیں اکثر پانی میں وبائی اثر دور کرنے کے لیئے ڈالی جایا کرتی ہیں) ڈال کے زخم دھو لیا جائے یا بغیر چوسنے کے زخم پر فوراً ہی کوئی ایوڈین کا مرکب لگا دیا جائے۔ پھر فوراً کسی ڈاکٹر کو بلا لیا جائے۔ اسکے آنے تک مریض کو گرم رکھنا چاہیئے، اور اُسے طاقت بخش چیزیں دی جائیں

اگر بھڑ جیسا کیڑا کاٹ جائے تو ڈنک کی جگہ کوئی پتلا الکلی والا مرکب جیسے امونیا یا کپڑا دھونے کا سوڈا یا سوڈیم بائی کاربونیٹ لگا دیا جائے۔ نہایت زہریلے مچھر کے ڈنک پر آئیوڈین گلیسرین کا لیپ مفید ثابت ہوتا ہے۔ یہ لیپ دن میں دو دفعہ کیا جائے۔ ایسے کیڑوں کے ڈنک سے بچنے کے لیئے لیونڈر یا وربینا (verbena) یا تھائم (thyme) کا تیل لگانا مفید ہے

جرابوں کی دو جوڑیاں پہننا مچھروں کے ڈنک سے بچنے کی بہترین تدبیر ہے۔ یہ جرابیں کیسی ہی باریک کیوں نہ ہوں مچھر ان میں سے ڈنک مارنا پسند نہیں کرتا۔

سانپ جیسے زہریلے جانور کے کاٹے کے لئے ایسی ہی تدبیر کی جائے جو پاگل جانور کے کاٹے کے لئے بتائی گئی ہے،

سپنج کی صفائی۔ اگر سپنج کو استعمال کے بعد نمک کے گرم پانی میں نکال کے سوکھنے کے لئے لٹکا دیں تو وہ زیادہ عرصہ تک کارآمد رہیں گے۔ اور اُن میں میل کچیل بھی جمع نہ ہوگا۔ سپنج اگر زیادہ میلا اور خراب ہو تو اُسے بھوسی کے پانی میں چند گھنٹے بھیگا رہنے دیں۔ ٹھنڈا ہونے پر اسے چند مرتبہ نچوڑیں تاکہ ہر طرف سے اسمیں ملائمت آجائے، اور گندگی نکل جائے۔ کسی دوسرے برتن میں پانی میں تھوڑا سا سوڈا یا مٹھی بھر نمک گھول کے اس سپنج کو ڈالدیں اور پانی کی دھار سے اسے دھوئیں۔ حتی کہ بالکل صاف ہو جائے۔

ایک اور طریقہ بھی ہے۔ پانی میں کافی امونیا ملا کے رات بھر سپنج اسمیں پڑا رہنے دیں۔ بعد میں پانی سے صاف کرلیں۔ پھٹے ہوئے سپنج کو ترکی تولیہ کی ایک ڈھیلی تھیلیا میں سی کے استعمال کرنے سے اسکی عمر بڑھ جاتی ہے۔ سپنج کو کسی رسی یا تار سے نہیں لٹکانا چاہیئے۔ ورنہ ٹوٹ جائیگا۔ کسی ٹوکری یا بوئیے میں جسمیں ہوا آسانی سے آجاسکے رکھدینا چاہیئے،

بیمار کتا۔ کتے کی ایک عجیب صفت یہ ہے کہ جب وہ بیمار پڑتا ہے تو وہ بہت غمگین رہتا ہے، وہ اُمید بالکل چھوڑ بیٹھتا ہے۔ اس سے زیادہ پیار اور چوچلا کرو تو وہ اور بھی مایوس ہوتا چلا جاتا ہے، اسکے سامنے رنج و فکر میں "ہائے۔ مرے کتے تجھے کیا ہوگیا" ہرگز نہ کہا جائے، اسکی بجائے اسکا دل بڑھانے کی کوشش کرنی چاہیئے،

اسے کوئی مفید چیز کھانے کو دی جائے وہ اسے کھانا پسند نہ کریگا۔ زبردستی اسکے منہ میں غذا اپنے ہاتھوں سے ٹھونسنا کتے اور کھلانے والے دونوں کو سخت ناگوار معلوم ہوتا ہے۔ اسکی بس ترکیب یہی ہے کہ ایسا بہانہ کرو کہ تم یہ غذا اسے دینا نہیں چاہتے، اسے اسکے اتنا قریب رکھدو کہ اسے اسکی خوشبو آجائے، لیکن اسے اپنے ہاتھ سے ڈھکے رکھو، یا اُسپر کوئی پتلا سا کاغذ رکھدو، ایک بیمار کتے کو اسکی مقررہ رکابی میں کھانا دیا گیا۔ لیکن اُس نے اسمیں سے کھانا چھوڑ دیا کیونکہ اُس کے مالک نے یہ غلطی کی کہ ایک دوا اسمیں ڈال کے اسے زبردستی کھلائی تھی۔ بعد میں اسکے مالک نے دوسری رکابیاں استعمال کیں اور اُسے ہبکا ہبکا کے اسے کھانے پر لگادیا۔

کمزور کتے کے لئے کچا انڈا بہت اچھا ہے۔ زبردستی کھلانے میں بھی یہ آسانی سے گلے سے نیچے اُتر جاتا ہے۔ اگر کتا اتنا بیمار نہ ہو کہ اُسے گوشت کھلانے کی ممانعت ہو تو تھوڑا سا گائے کا کچا قیمہ اسے قوت دیتا ہے۔ کتے کچے جگر کو پسند کرتے ہیں۔ جلدی بیماریوں کے کتوں کو کرم کا پانی اور سبزیاں بہت مفید ہیں۔ چھوٹی سی عمر سے کتوں کو سبزیاں کھانے کی عادت ڈالی جائے تو بعد میں وہ

انہیں پسند کرنے لگتے ہیں۔ کتوں کو میوے بھی مفید بتائے جاتے ہیں، ایک کتا ٹماٹر اور سنگترے کا عاشق تھا۔ دودھ روٹی کتے کے لیئے اچھی نہیں۔ لیکن دودھ کی کھیر وغیرہ بیمار کتے کے لیئے مفید اور دلپسند ہے،

ڈھلائی:۔ امونیا سوڈا اور اس قسم کے تیز مصالحے روئی اور سوت پر استعمال کیئے جاسکتے ہیں۔ لیکن یہ اون اور ریشم کو بالکل خراب کر دیتے ہیں۔ ان پر سہاگہ یا سوڈیم پر بوریٹ استعمال کرنا چاہیے۔ اور وہ بھی جلدی، تیزاب (ایسڈ) روئی اور سوت کو خراب کر ڈالتے ہیں۔ لیکن اون اور ریشم کو کم نقصان پہنچاتے ہیں، تبترین اور میتھلیٹڈ سپرٹ چراغ یا آگ سے دور کھلی جگہ میں استعمال کرنے چاہئیں،

جس ریشمی کپڑے پر دھبے پڑ گئے ہوں سال ولیٹائل (Sal volatile) اسے درست کر دیتا ہے۔ دھبہ پر اسکے کچھ قطرے ڈالدو اور اگر ضرورت پڑے تو چند منٹ کے بعد پھر ڈالدو، دھبے دور ہوجائیں گے اور کپڑے کا اصلی رنگ بحال ہوجائیگا،

سفید ریشم کے دھبوں کو کلورافارم سے دور کردو، ایک پانی کے برتن میں امونیا کی ایک چمچہ اور تھوڑا سا صابن گھولو اور کپڑے کو اسمیں بار بار ڈبوؤ حتی کہ صاف ہوجائے۔ اسے نچوڑو دونوں ہاتھوں کے بیچ میں بھیچ کے پانی نکالا جاسکتا ہے۔ پھر سیر گرم پانی میں لٹکالو اور سایہ دار جگہ میں سوکھنے کے لیئے لٹکادو۔ جب قدرے نمی باقی ہو تو اسپر دو کپڑے پھیلا کے گرم استری کردو۔ حتی کہ بالکل سوکھ جائے۔

ریشمی کام وغیرہ کے کپڑے سپرٹ شراب سے صاف کیئے جاسکتے ہیں۔ شراب ایک پیالی میں ڈالو اور راونٹ کے بالوں کا برش اس میں ڈبوؤ۔ اور ریشمی کام پر پھیردو، برش کو ہر دفعہ شراب میں ہلا ہلا لو کہ میل نکل نکل جائے،

دن میں ان کیمیائی مصالحوں کو استعمال کرتے ہوئے یہ یاد رکھو کہ شراب وغیرہ کی حالت میں کھلی روشنی کے سامنے نہ ہونے دیا جائے۔

محمد ظفر

سیر جہاں

ایک رقاصہ کی جوتیاں:۔ روس کی ایک مشہور رقاصہ گو اب ادھیڑ ہے لیکن وہ ورزش کی بدولت اب بھی کمسن معلوم ہوتی ہے۔ وہ پچھلے دنوں ہندوستان آئی تھی۔ وہ ہر سال دو ہزار ناچ کی جوتیوں کے جوڑے استعمال کرتی ہے۔ روزمرہ کے استعمال کی جوتیاں اس تعداد میں شامل نہیں۔ ہر خاص ناچ کے لئے علٰحدہ ہی جوتے چاہئے۔ چونکہ ان جوتیوں کی قیمت ایک گنی سے ۱۵ شلنگ تک ہوتی ہے، اس لئے جوتیوں کا سالانہ خرچ ایک ہزار پونڈ ہے۔ یہ صرف پاپوش کا خرچ ہے۔ کپڑوں وغیرہ کے خرچ کا اندازہ کیا جائے تو معلوم ہو جائے کہ اس مشہور رقاصہ کی بدولت بہت سے دوکاندار آرام کی زندگی بسر کرتے ہیں۔

حاسد عورت کا انتقام:۔ ایک ہالینڈ کے رہنے والے کی بیوی فرانسیسی تھی۔ جسکی عمر ۴۷ سال تھی۔ ۲۴ یا ۲۵ برس تک اپنے شوہر کے ساتھ محبت سے رہتی رہی اور کبھی کوئی جھگڑا نہ ہوا۔ شوہر کو یہی معلوم رہا کہ وہ بہترین بیوی ہے۔ وہ شکار اور دیگر تفریحی مشاغل کی بڑی شائق تھی، گھوڑے کی سواری کا بھی اسے بڑا شوق تھا۔ اسے بہت سی زبانیں آتی تھیں اور مہذب عورت سمجھی جاتی تھی،

شوہر کو معلوم بھی نہ ہوا۔ اسکی ایک ۳۴ سالہ شکار و تفریح کے اڈیٹر سے دوستی ہوگئی، اسکی شادی کو دس سال ہو چکے تھے۔ لیکن وہ اپنی بیوی کے ساتھ مل جلکر نہ رہتا تھا۔ نہ اُسے خرچ دیتا تھا۔ آخر میں ان دونوں کا سلوک ہوگیا اور دونوں ایک جگہ رہنے کا انتظام کرنے لگے۔ اُس نے اپنی دوستی کا اپنی بیوی سے ذکر بھی کر دیا تھا۔

فرانسیسی عورت کو اس اتحاد کا بڑا رنج ہوا۔ اُس نے ایک ریوالور کا لائسنس لیا۔ جس روز اڈیٹر گھر سے نکلا اُس نے اپنی بیوی سے کہا کہ میں اُس عورت سے ملنے جا رہا ہوں تمہیں اعتراض تو نہیں ہے۔ اُس نے کہا نہیں جب وہ اس عورت سے ملا تو اُس نے اسے رشک و حسد کے مارے مار ڈالا،

عدالتی تحقیقات کے دوران میں اُس عورت کے ہاتھ کا ایک خط ملا جسمیں اُسے نہایت محبت و پیار سے اپنے پاس بلایا تھا۔ دو ایک مرتبہ وہ پہلے بھی اسکی جان لینے کی کوشش کر چکی تھی۔ اسے میاں بیوی کا باہمی سلوک پسند خاطر نہ ہوا کیونکہ خود اُس سے قطع تعلق ہوتا تھا۔ آخر اُس نے بُلا کے اُسے مار ڈالا اور پھر خود بھی خودکشی کرلی،

مفلس حسینہ:- بڈاپسٹ کے ایک قہوہ خانہ میں ایک بڑے سردار کی بیوی نہایت حسین تھی۔ ایک کاؤنٹ اُسپر فریفتہ ہوگیا۔ وہ اُسے پیرس لے گیا۔ یہاں پر اُسکے حسن وجمال کی اسقدر شہرت ہوئی کہ وہ اُمراء کی توجہات کی مرکز مرکز بن گئی۔ لاکھوں کے جواہرات اس پر برسائے جانے لگے۔ پیرس اور وائنا میں اس کے محل موجود تھے۔ مونٹی کارلو میں ایک خوشنما کوٹھی تھی۔ بحیرۂ روم میں ایک بجرا اسکے لیئے تیار رہتا تھا۔ اور اسکے گھوڑ دوڑ کے گھوڑے چاندی کی ناندوں میں قیمتی شراب پیتے تھے۔ گرانڈ ڈیوک نکولس اور لوئی شاہِ بویریا کی نظریں بھی اُسپر جمی ہوئی تھیں،

جب اسکے حسن کا زوال شروع ہوا تو اُسے جوئے کا شوق ہوگیا۔ لڑائی کے شروع میں اُسے نظر بند کردیا گیا اور وہ صحت ودولت کے لحاظ سے برباد ہوکے بڈاپسٹ واپس آگئی۔ یہاں اُس نے زبانیں سکھانے کے ذریعہ روزی کمانے کی کوشش کی،

وہ مفلس وقلاش مری۔ گو اس کے کاغذات میں ایک مالدار فرانسیسی رئیس کے دستخطی کئی چک ملے،

بعض عورتوں کے جرائم:- فرانس میں عورتوں کو سزا دینے میں عدالتیں نرمی برتتی رہی ہیں لیکن بعض جرائم ایسے خوفناک تھے کہ وہاں کی عدالتیں بھی ملزم عورتوں کو پھانسی دیئے بغیر نہ رہ سکیں،

ایک عورت ہیلن جگادو نامی نے ۱۸۳۳ء سے ۱۸۵۱ء تک ۲۶ قتل کیئے۔ آٹھ آدمیوں کے قتل کا اقدام کیا۔ اور بیشمار چوریاں کیں۔ زہر خورانی اُس کا خاص مشغلہ تھا۔ جہاں جاتی موت کا ایک سلسلہ اپنے پیچھے چھوڑ جاتی، جو اُسے ستاتا، یا اسمیں نقص نکالتا اُسے زہر دے ڈالتی۔ صورت شکل اسکی نہایت خراب تھی۔ لیکن تعجب ہے کہ لوگ اسے نوکر رکھ لیتے اور اُسے اپنا شوق پورا کرنے کا موقعہ دیتے۔ ۱۸۵۱ء میں اس پر مقدمہ چلا۔ اسکی حرکات وسکنات قابل نفرت تھیں اور وہ بڑی گندی ثابت ہوئی۔ اُسے پھانسی کی سزا دی گئی۔ جب اُسے قتل گاہ لے چلے تو اُس نے کہا کہ مجھے اس نفرت انگیز کام پر فلاں عورت نے لگایا۔ جب پولیس نے اس عورت کا بعد میں پتہ چلایا تو وہ ایک اپاہج نکلی جسکی زندگی ایسی نیک اور پارسایانہ گذری تھی کہ اُسے ولی کہنا درست تھا۔ چلتے چلتے اُس نے ایک بے گناہ کو اس طرح پھنسانا چاہا۔

ایک اور عورت جین اپنے شوہر سے محبت کرتی تھی۔ اُسے وہم ہوا کہ جوانی کے ڈھلتے ہی شوہر کی نظروں سے گر جاؤں گی اتفاق دیکھیئے اسکی ایک پرانی سہیلی کی ایک مالدار جوان سے جو نابینا تھا شادی ہوئی۔ اُس نے اپنی سہیلی کو مبارکباد دی۔ اندھا ملے تو یہ اور بھی اچھا ہے۔ مبارک ہو۔ وہ تمہیں بڈھی ہوتے تو نہ دیکھیے گا۔ یہ خیال خود اس کے دل میں جم گیا۔ اور اپنے شوہر کو اندھا کرنے کی اُسے سوجھی۔ اپنے ایک دوست کو شوہر کی آنکھوں میں تیزاب ڈالنے کے لیئے گانٹھا۔ لیکن یہ کوشش ناکام ہوئی اور اس عورت کو ۱۰ سال قید بامشقت کی سزا ملی،

۱۸۹۵ء میں ایک عورت پرائیٹ وریپ میں پر اس جرم میں مقدمہ چلا کہ اُس نے اپنی بہن، چچا، اور بھائی کو زہر دے کے مار ڈالا تاکہ بیمہ کا روپیہ اُسے مل جائے جس سے وہ اپنا قرضہ اتار دے جو اسکی فضول خرچی سے دن بدن بڑھتا چلا جا رہا تھا۔ اُسے سزائے موت دیگئی لیکن بادشاہ نے اُسے عمر قید کی سزا میں تبدیل کر دیا،

ایک لڑکی میری نے اپنی آقا بیگم کو محض اس بات پر گلا گھونٹ کے مار دیا کہ اس نے اُسے بُرا بھلا کہا تھا۔ ایک بیگناہ آدمی اس کے بدلہ میں پھنس گیا اور سزایاب ہوا۔ چار سال بعد اُس نے خود ایک موقعہ پر اقبال کیا جب جا کے کہیں اس غریب کو چھٹکارا نصیب ہوا۔

ایک اور عورت ڈوڈیٹ نے ایک لڑکی کو مار ڈالا اور اسکی چار چھوٹی چھوٹی بہنوں کو نہایت بُری طرح ستایا کئی کئی دن تک انہیں پلنگ سے باندھے رکھا انہیں بھوکے مارا۔ پیٹا اور گھنٹوں ایسی اندھیری اور نم دار کوٹھری میں بند رکھا جسمیں چوہے کثرت سے تھے۔ اُسے صرف دو ہی سال کی سزا ملی۔ اور لطف دیکھیے کہ ملکہ وکٹوریہ اس سے اسقدر خوش کہ انہوں نے اسکے اُستانی بنائے جانے کی سفارش کی،

جانوروں پر مقدمے:- دو تین سو سال پیشتر یورپ میں جانوروں پر قتل کے مقدمے چلتے تھے اور پھانسی دی جاتی تھی۔ کیونکہ اُن کے مروجہ عقیدہ کے مطابق جانور ذی عقل شمار ہوتے تھے لہٰذا قابلِ سزا تھے۔ تاریخ ایسے واقعات سے بھری پڑی ہے۔ ان جانوروں کو عدالت میں حاضر ہونا پڑتا تھا۔ اُن کے لیے وکیل جاتا تھا اور استغاثہ کی طرف سے لائق وکلا پیش ہوتے تھے،

۱۴۵۶ء میں فرانس کے ایک قصبہ میں ایک سورنی نے ایک پانچ سالہ لڑکا مار ڈالا اسکے چھ بچے بھی اس کے شریک جرم کی حیثیت سے زیر حراست تھے۔ گواہوں نے حلف پر بیانات دیئے۔ سورنی کو درخت سے پچھلی ٹانگ سے لٹکا کے پھانسی دیئے جانے کا حکم دیا گیا۔ اسکے بچے اس سزا سے بچ گئے۔ کیونکہ شہادت کافی نہ تھی۔ مالک نے ان کی طرف سے ضمانت دی کہ اگر مزید شہادت سے ان کا مجرم ہونا پایا گیا تو وہ انہیں عدالت میں پیش کر دیگا،

۱۴۹۹ء میں ایک سانڈ کو ایک کسان کے ۱۴ سالہ لڑکے کو زخمی کر کے مار ڈالنے کے جرم میں درخت سے لٹکا کے پھانسی دیئے جانے کی سزا دیگئی،

۱۶۲۱ء میں ایک گائے کو لیپزگ کے نزدیک ایک عورت کو مارنے کے جرم گولی سے مار دیئے جانے یا ذبح کیئے جانے کی سزا دی گئی،

بعض دفعہ سزاؤں میں تخفیف بھی کر دی جاتی تھی۔ تین سورنیوں کے ساتھ دو سوروں کو بھی ایک بچہ کے مار ڈالنے کے جرم سزا ملی تھی۔ برگنڈی کے ڈیوک نے دونوں سوروں کو معاف کر دیا۔

سنہ ۱۵۰۰ء میں فرانس میں ایک گدھے کو جسے سزائے موت ملی تھی اسکی سابقہ نیک چلنی کی وجہ سے معاف کر دیا گیا۔

اربوں روپیہ خوبصورتی پر:۔ کاروبار میں ہر جگہ بے رونقی نظر آرہی ہے۔ اور ریاست ہائے متحدہ امریکہ بھی اس سے مستثنیٰ نہیں۔ لیکن بناؤ سنگار کی دوکانیں وہاں زور شور سے چل رہی ہیں اور ہر طرف نئی نئی دوکانیں کھلتی چلی جا رہی ہیں۔ نیویارک میں انجمن حسن قومی کا جلسہ ہوا اسمیں اعلان کیا گیا کہ امریکہ کی عورتیں بناؤ سنگار پر سوا دو ارب روپیہ سالانہ خرچ کر رہی ہیں،

تحقیقات سے معلوم ہوا کہ ان دوکانوں کے گاہک اس لیئے بڑھ رہے ہیں کہ کسب معاش کے اس سخت زمانہ میں عورتوں کو بھی روزی کمانا مشکل ہو رہا ہے۔ وہ سمجھتی ہیں کہ اگر وہ حسین اور دلکش نظر آئیں گی تو انہیں ملازمت آسانی سے مل جائیگی۔ اور اپنی جگہ قائم بھی رہ سکیں گی۔ اس لیئے وہ جوان نظر آنے کی کوشش کرتی رہتی ہیں۔

اس تحقیقات نے ایک اور مزے دار بات ظاہر کی ہے کہ وہاں ایسے مردوں کی تعداد بھی بڑھتی جا رہی ہے جو ان سنگار کی دوکانوں پر محض اس لیئے جا رہے ہیں کہ وہ بھی جوان نظر آئیں۔

امریکہ میں بچہ بیویاں:۔ امریکہ کی تعلیمی رپورٹ سے یہ معلوم کر کے بڑی حیرت ہوئی کہ ہندوستان کی طرح وہ ملک بھی اوائل عمر کی شادی میں مبتلا ہے۔ سپرنٹنڈنٹ مدارس لکھتا ہے کہ ۲۸۴ لڑکے اور لڑکیاں جنمیں زیادہ تعداد لڑکیوں کی ہے پچھلے سال محض اس لیئے مدرسہ سے خارج کی گئیں کہ ان کی شادی ہو گئی تھی۔ ان میں ایک لڑکی کی عمر بارہ اور دوسری کی تیرہ سال کی تھی۔ ان دونوں کی شادی اس چھوٹی سی عمر میں کر دی گئی تھی،

چودہ سال کی عمر میں بیس لڑکے اور لڑکیاں شادی کرانے کے لیئے مدرسہ چھوڑ گئے۔ اور پندرہ سال کی عمر میں ۸۲ لڑکے لڑکیوں نے شادی کی خاطر مدرسہ ترک کیا۔

پھریا کی فتح:۔ گگروں نے پھریا کی صورت اختیار کر لی ہے۔ مرد کپڑوں میں لپٹے ہوئے ہیں، اور مغربی عورتیں تقریباً عریاں ہیں۔ جرمنی میں ایک عدالت نے پھریا کے حق میں فیصلہ دیا ہے۔

دو سال ہوئے ایک ہوٹل کے منیجر نے ایک ملازمہ کو محض اس وجہ سے برطرف کر دیا کہ وہ پھریا پہنے تھی۔ اس کے شوہر نے منیجر پر جرمانہ کا دعوی کیا۔ عدالت نے شوہر کو ڈیڑھ سو روپیئے دلاتے ہوئے لکھا کہ ملازمہ کا لباس وقت کے فیشن کو ظاہر کرتا تھا اور تقاضائے وقت چھوٹی پھریا کے حق میں تھا۔ اس لیئے ملازمہ نے جو لباس پسند کیا بالکل جائز اور موزوں تھا۔

محمد ظفر

تربیت گاہ بنات کا جشنِ معراج

اس سال جشن معراج کا اعلان گو پندرہ روز پیشتر ہوا تھا۔ مگر رات کا وقت اور سردی کی شدت۔ میں سمجھتی تھی کہ بہت ہی کم بہنیں جلسہ میں شریک ہو سکیں گی۔ مگر میں کسی طرح ان محترمات کا شکریہ ادا نہیں کر سکتی جو دربار رسالت میں تمام تکلیفوں کو راحت سمجھکر آئیں اور اپنی بچیوں کو گلے سے لگایا۔ بلا دا باوجودیکہ صرف عصمتی بہنوں اور بناتی بچیوں تک محدود تھا۔ پھر بھی مدرسہ کے دالان اور کمرے کھچا کھچ بھرے ہوئے تھے۔ میں چونکہ دردسر میں مبتلا تھی اس لئے مجھے دلی رنج ہے کہ میں ان بہنوں سے مل بھی نہ سکی جو جلسہ شروع ہونے کے بعد تشریف لائیں۔ اور ختم ہوتے ہی اپنی موٹروں میں روانہ ہوئیں۔ دو ڈھائی بجے رات کے اس سردی میں جانا یقیناً تکلیف دہ تھا۔ اور مجھے ملاقات نہ ہونے کا سخت افسوس ہے بیگم ملک زماں مہدی خانصاحب ڈپٹی کمشنر رہتک۔ بیگم حامد مختار شاہ صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس گجرات۔ بنت خان بہادر مولوی تاج الدین صاحب رائے سینا۔ مس ایس علیخاں صاحب میرٹھ۔ بیگم صاحبہ حاجی محمد غلام حسن صاحب مجسٹریٹ پشاور۔ بیگم نواب محمود علی خاں صاحب میرٹھ۔ آمنہ عفت صاحبہ مظفر نگر کا اپنی بچیوں کے سر پر دست شفقت رکھنا اور اپنی شرکت سے انکے جلسہ کی رونق بڑھانا میرے دلی شکریہ کا مستحق ہے۔

مجھے یہ دیکھکر بیحد خوشی ہوئی کہ تربیت گاہ کی سابق طالبات میں سے بھی تین بچیاں اپنی بہنوں کے اس جلسہ میں شریک ہوئیں۔ بشیر النسا سہارنپور۔ رشیدہ بیگم بجنور سعیدی بیگم انبالہ کے ساتھ میری دلی دعائیں ہیں کہ وہ ہمیشہ خوش رہیں بچیوں نے دن بھر کی محنت کے بعد مدرسہ کو دلہن بنا دیا تھا۔ در و دیوار پر انواع واقسام کے پھول لگے ہوئے تھے۔ باہر گلی میں ایک خوبصورت دروازہ سنہری روپہلی کام سے مزین تھا۔ چاروں طرف سنہری حرفوں میں "تربیت گاہ بنات کا جشن معراج" لکھا ہوا تھا۔ جھنڈیاں دو رویہ آراستہ تھیں۔ روپہلی اور سنہری ٹھپہ مدرسہ کے در و دیوار پر لپٹا ہوا تھا۔ کالسنوں اور طاقوں میں گلدستے اور پھول لگے ہوئے تھے اور سلمہ ستارہ کے کام کا ایک بڑا شیشہ رکھا ہوا تھا جس میں لکھا ہوا تھا "شاہوں کا شاہ اس دم مہمان ہے ہمارا" امروز شاہِ شاہاں مہمان شدست مارا

مطبوعہ پروگرام کے موافق کھانے سے آٹھ بجے فراغت ہو گئی تھی اور ٹھیک ساڑھے آٹھ بجے نماز عشا ختم ہو کر جلسہ شروع ہوا۔ میری تحریک اور عزیزہ حامدہ بیگم صاحبہ کی تائید پر نواب بیگم صاحبہ پاٹودی جو تربیت گاہ کی قدیم محسنہ ہیں اور باوجودیکہ طبیعت ناساز تھی اور روزہ بھی تھا اور ان کے ہاں خود جلسہ میلاد تھا صدر قرار پائیں۔

سب سے پہلے یتیم سیکشن کی طالبہ قیصر جہاں نے یسین شریف کی تلاوت کے بعد سبحٰن الذی کی ابتدائی آیتیں معراج کے

متعلق پڑہیں۔ اس کے بعد سب لڑکیوں نے ملکر حمد و نعت پڑہی۔ سوا نو بجے حاجیہ زاہدہ بیگم صاحبہ نے روضہ اقدس کی نعت اور اپنے سفر حج کا حال سنایا حاجیہ صاحبہ کو حقیقتاً روضہ رسول سے عشق ہے ان کا بیان اس قدر درد انگیز ہے کہ بعض بہنیں بہت متاثر ہوئیں اسکے بعد واجدہ بیگم نے دُعا اور التجا پڑہی۔ اور حضرت ابراہیم خلیل اللہ کی دُعا ربنا وابعث فیھم رسولاً منھم پر تقریر فرما کر ثابت کیا کہ یہ ہی دعا نور محمدی تھا۔ اس کے بعد رفیعہ بیگم خوشحال سکیشن کی لڑکی نے واقعہ مولود نظم میں نہایت خوش الحانی سے بیان کیا۔ ٹھیک دس بجے سردار بیگم بنت سید امیر علی صاحب کھڑی ہوئیں اور اس درد سے نظم پڑہی کہ مہمانوں کی آنکھ سے آنسو نکل پڑے اس کے بعد واجدہ بیگم نے حضور اکرم سے پہلے عرب کی جو کیفیت تھی وہ بیان کی اور "آمنہ کے لال" میں سے ولادت کا کچھ حصہ پڑھا گیا رہ بجکر بیس منٹ پر چاء پی گئی اور پونے بارہ بجے یتیم سکیشن کی لڑکیوں نے نعت اور معراج کے متعلق نظمیں پڑھیں سوا بارہ بجے حاجیہ زاہدہ بیگم صاحبہ نے معراج کے متعلق تقریر فرمائی جس کے بعد آمنہ نازلی سلمہا نے فلسفہ معراج پر بحث کی اور ایک بجے عشرت زمانی بیگم نے ثبوت معراج میں مضمون پڑھا سوا بجے یتیم سکیشن کی سب سے چھوٹی بچی حلیمہ نے نہایت درد سے حضور اکرم کی شان میں ایک نظم پڑہی جس سے بیویاں اس قدر متاثر ہوئیں کہ دو ایک روتے روتے بیہوشی کے قریب پہونچ گئیں اسکے بعد واجدہ بیگم خیریہ نے ولادت کا ذکر کیا اور سلام پڑھا دعا اور التجا کی

بجائے شیرینی اور تبرک کے چنبیلی کے پھول محترم مہمانوں میں تقسیم کئے گئے اور جلسہ ختم ہوا

بیگم راشد الخیری

قربان جاؤں

آج کل جبکہ مسلمان لڑکیاں روحانیت کے نام سے ہزاروں کوس بھاگ رہی ہیں مذہب کا نام لینا اور عقیدت کا ذکر کرنا بھی گناہ ہے میں آپ بیتی صرف اس لئے لکھتی ہوں کہ وہ محترم بہنیں اور بچیاں جو جشن میلاد میں مجھکو بیمار دیکھ کر خیریت کیواسطے تاکید فرما گئی تھیں چونکہ علیحدہ علیحدہ خط لکھنا مشکل ہے انکو مفصل حال معلوم ہوجائے

مجھکو وسط نومبر میں نزلہ کی شکایت ہوئی تین یا چار روز کے بعد زکام کو تو آرام ہوگیا مگر اس کی یادگار درد سر باقی رہا۔ جو بڑھتے بڑھتے یہاں تک پہونچگیا کہ طلوع آفتاب سے تین چار بجے تک سر اٹھانا مشکل تھا۔ حکیموں کا علاج پندرہ روز تک کیا کیونکہ نزلہ میں ہمیشہ میں دن میں کئی دوائیں پیتی ہوں۔ مگر تکلیف روز بروز زیادہ ہوتی گئی۔ مجبوراً ڈاکٹروں کی طرف توجہ کی اس سے بھی فائدہ نہ ہوا بعض صاحبوں کی رائے ہوئی کہ آدہی سیسی کے درد کے واسطے جھاڑ پھونک اور گنڈے تعویذ مفید ہوتے ہیں لیکن میں نے توجہ نہ کی اور ڈاکٹروں کی دوا استعمال کرتی رہی یہاں تک کہ اٹھارہ دسمبر جشن معراج کی رات آ پہونچی۔ رات بھر کا جاگنا بھلے چنگے آدمی کے واسطے درد پیدا کرتا ہے مگر یہ کیس طرح ممکن تھا کہ مہمان تکلیف اٹھا کر تشریف لائیں اور میں سو جاؤں۔ میں خاموش بیٹھی رہی اور دو بجے رات کے جب سلام پڑھا جا چکا اور بچیوں نے دعا شروع کی تو میں بھی اپنی تکلیف کیواسطے شریک دعا ہوئی۔

تھوڑی دیر بعد صبح ہوئی آفتاب طلوع ہوا۔ مگر خدا ہی بہتر جانتا ہے کہ وہ درد جو کسی طبیب سے اچھا ہوا نہ ڈاکٹر سے کہاں گیا۔ میں اپنی بہنوں اور بچیوں سے صرف اتنا کہتی ہوں کہ اگر خدانخواستہ ان کو کوئی تکلیف ہو تو اسی ذوق و شوق سے مجلس میلاد منعقد کریں جو بہنیں جشن میں تشریف لانیوالی تھیں یہ سنکر خوش ہونگی کہ درد کا اب پتہ بھی نہیں اور میں قربان جاؤں اس آقا کے جس کے مقدس نام کی برکت سے یہ تکلیف رفع ہوئی۔

بیگم راشد الخیری

آمنہ کے لال کی مقبولیت

میں آپ کی بہت بہت شکرگذار ہوں کہ آپ نے مولانا صاحب قبلہ کا میلاد شریف چھپتے ہی مجھے بھیجدیا۔ میرے ہاں مولود شریف کی مجلس منعقد ہوئی اور یہی مقدس کتاب پڑہی گئی۔ سبحان اللہ کس قدر موثر ہے کہ بے ساختہ رونا آتا ہے اور ہچکی بندہ جاتی ہے۔ مولانا صاحب قبلہ کی کتابوں میں یہ عجیب کمال ہے یہ مقدس کتاب واقعی سر اور آنکھوں پر رکھنے کے قابل ہے۔ براہ عنایت ان کتابوں کے ساتھ مجھے دو جلدیں اور بھیجد یجئے۔

بیگم مختار احمد تحصیلدار

یوں تو دفتر عصمت کی شائع کی ہوئی سب کتابیں ہی ہمارے لئے اپنی اپنی جگہ اچھی ہیں۔ مگر آمنہ کے لال کا کیا کہنا ہے۔ اسکی شان ہی نرالی ہے۔ کئی رنگ کا خوبصورت ٹائیٹل۔ موٹا کاغذ صاف چھپی ہوئی۔ اور پھر بیان اتنا دردانگیز کہ کئی دفعہ روئی خدا حضرت مولانا صاحب کی عمر میں برکت دے کہ وہ ایسی ایسی لاجواب کتابیں ہمارے لئے لکھ رہے ہیں اس میں شک نہیں کہ یہ کتاب شائع کرکے مسلمان عورتوں پر بڑا احسان کیا گیا ہے میں نے معراج کی رات مولود شریف کیا تھا اس میں یہی کتاب پڑہی گئی کئی بہنوں نے منگوانیکی خواہش کی ہے۔ فی الحال دس جلدیں میرے پتہ پر بذریعہ وی پی بھیجد یجئے۔

رضیہ سلطان بنت سید مقبول الٰہی صاحب کنٹریکٹر حال وارد الہ آباد

برائے مہربانی اور پانچ جلد آمنہ کا لال فوراً بھیجد یجئے

ن۔ خ۔ معرفت ڈاکٹر احمد اللہ خاں باپٹیت

پانچ جلد آمنہ کا لال پتہ ذیل پر فوراً روانہ فرمائیں۔

فخر الدین احمد جیلر بھوپال

تین جلد آمنہ کا لال بذریعہ وی پی بہت جلد بھیجئے۔ ممنون ہونگا

محمد شہاب الدین سنگر بالزاں کرائیہ سرائے پٹنہ

عصمت میں آمنہ کے لال کے چند صفحے دیکھ کر مجھے اس کتاب کا بڑی بیچینی سے انتظار تھا۔ کتاب پرسوں پہنچ گئی میں تعریف نہیں کر سکتی مولوی صاحب قبلہ نے کیسی عمدہ کتاب لکھی ہے مجھے یقین ہے کہ تمام عصمتی بہنیں فوراً اسے منگاکر اپنے پیارے رسول کے صحیح صحیح مبارک حالات پڑہنے کی سعادت حاصل کرینگی۔ مجھے جو خوشی اس کتاب کے چھپنے سے ہوئی ہے بیان نہیں کر سکتی۔ مسز صفیہ احمد پونہ

آمنہ کے لال کا وی پی مل گیا واقعی یہ خوبصورت کتاب قابل داد ہے۔ آنکھوں کے لئے حسن تو دل کے لئے فرحت سائز بھی بہت عمدہ ہے یقین ہے تمام بہنیں اسے منگائیں گی

س۔ ہ خاتون بنت مقصود علی خان بلاک انسپکٹر۔ سکھر

مندرجہ ذیل کتب کے ساتھ اور دو جلد آمنہ کا لال بھیجد یجئے۔

شفیع احمد ام لے۔ ال۔ ال۔ بی۔ بدایوں

علامہ راشد الخیری صاحب کی تازہ تصنیف آمنہ کا لال پہنچی شکریہ سبحان اللہ بے نظیر چیز ہے۔ سرور کائنات صلعم کا بیان اور مصور غم کی زبان سے۔ جن بہن کے دل میں ذرا بھی خلوص ہے۔ محبت رسول سے آنسو کئی کئی دفعہ نکل آئیں گے میرے ابا جان کہتے ہیں مولوی صاحب کی یہ سب سے اچھی کتاب ہے۔ آجکل مسلمانوں کو ایسی ہی کتاب کی ضرورت تھی مولوی صاحب نے عشق رسول میں اپنا پورا زور قلم دکھایا ہے۔ کوئی واقعہ غلط نہیں لکھا۔ یہ بات اور کسی مولود شریف کی کتاب میں نہیں ہے۔ آمنہ کا لال ایسی کتاب ہے کہ ہم مولوی صاحب کا جس قدر بھی شکریہ ادا کریں کم ہے۔ تین جلدیں اور بھیجد یجئے مہربانی ہوگی

مس ذکیہ رشید۔ لاہور

مہربانی فرماکر میرے پتہ پر چار جلدیں علامہ راشد الخیری صاحب کے مولود شریف کی جس کا نام آمنہ کا لال ہے اور بھیجد یجئے۔ مگر بواپسی ڈاک۔ کیونکہ ہمارے ہاں مجلس میلاد ہوگی اس میں یہی مقدس کتاب پڑہی جائے گی جن جن بہنوں نے دیکھا۔ سب اس مقدس کتاب کی تعریف کر رہی ہیں۔ مولانا صاحب قبلہ نے خوب لکھی ہے۔ سیدالنساء افضل گنج حیدرآباد۔

آمنہ کا لال اور دوسری کتابوں کا وی پی مل گیا۔ شکریہ ادا کرتی ہوں عصمت میں اس کتاب کی جتنی تعریف چھپی تھی وہ بالکل صحیح ہے مولوی صاحب نے بڑی عمدہ کتاب لکھی ہے سعیدہ خانم۔ گیا۔

دستِ کرم

تربیت گاہ بنات اور یتیم سیکشن کیلیے عصمتی بہنوں اور بھائیوں نے جو روپیہ پچھلے تین ماہ میں بھیجا اسکی تفصیل یہ ہے

بذریعہ محترمہ مس ایم بی فریدالدین احمد حیدرآباد ۔۔۔ (تفصیل آیندہ پرچہ میں شایع ہوگی۔)

ایم محبوب عالم صاحب صبور بھاگلپور ۔۔۔ ۵۰ صہ

مسز ایچ۔ جی صادق صاحبہ پٹیالہ ۔۔۔ ۵۰ صہ

والدہ صاحبہ خلیفہ سید سعید حسن صاحب پٹیالہ ۔۔۔ ۳۰ صہ

مسز خان بہادر عبدالعزیز صاحب میسور ۔۔۔ ۳۰ صہ

مولوی عنایت حسین صاحب انجنیر کیمبل پور ۔۔۔ صہ

اصغری بیگم صاحبہ بنت پرنسپل عشرت حسین صاحب ہردوئی ۔۔۔ صہ

خانصاحب عبدالرشید خانصاحب اسسٹنٹ ریونیو کمشنر بلوچستان ۔۔۔ ۲۰ صہ

محمد ادریس صاحب جریا ہمیرپور ۔۔۔ ۲۰ صہ

سردار کرم خانصاحب میانوالی ۔۔۔ ۲۰ صہ

عبدالرزاق صاحب کہر اعظم گڈہ ۔۔۔ صہ

سلیم خاں صاحب بیتول سی پی ۔۔۔ للعہ

مسز ام اے۔ شکور صاحبہ رنگون ۔۔۔ صہ

جنہوں نے دس دس روپے بھیجے

ایچ۔ ایس بی بی گل صاحبہ میرٹھ۔ شیخ گل محمد صاحب جموں مولوی ممتاز علی صاحب پنڈرا بلاسپور۔ مولوی عبدالحمید صاحب رتناگری۔ بیگم مرزا اعزازالدین احمد صاحب لدھیانہ۔ سید عبدالقیوم صاحب ڈسنہ پٹنہ۔ بی بی بلقیس بانو صاحبہ نیٹر کونہ میمن سنگھ۔ جی ام قادری صاحب بی۔ این آر کلکتہ۔ بیگم مرزا صمصام الدین احمد خانصاحب مظفرگڈہ۔ سید احمد حسین صاحب ای اے سی ایوت محل برار حکیم محمود علی صاحب لوڑھکی سیالکوٹ۔ بنت شیخ منظور علی صاحب رائے سین بھوپال۔ بیگم فضل الدین دکیل گجرانوالہ۔ بشیر بہادر صاحب شمس آباد۔ اٹک۔ ایس جی جیلانی صاحب پورٹ بلیر۔ بیگم حامد مختار شاہ صاحب گجرات۔ بنت نواب محمود علی خان صاحب میرٹھ۔ محبوب خانصاحب بجنور

دس روپے سے کم مگر پانچ روپے سے زیادہ جن حضرات اور خواتین نے عطا فرمائے

میاں محمد علی صاحب کوئٹہ ۔ میمونہ بیگم صاحبہ ایلہنس والا میرٹھ ۔ معرفت مرزا رحیم بیگ صاحب اورنگ آباد دکن ۔ اہلیہ مولوی عبدالقادر صاحب مرحوم حیدرآباد دکن (ماہوار)۔ الیف وزارت علی صاحب سلوا احمدنگر ۔ منشی لیاقت حسین صاحب بھنگا ۔ معرفت بیگم حامد مختار شاہ صاحب گجرات ۔ اہلیہ مولوی عبدالقادر صاحب سب جج حیدرآباد دکن (چندہ ماہوار)

جنہوں نے پانچ پانچ روپے بھیجے

مس جسٹس فضل علی صاحب پٹنہ۔ عبدالصمد خانصاحب بھیو پور اعظم گڈہ بنت خانصاحب حاجی غلام حسن صاحب داناپور پٹنہ۔ ام عبدالرحمن صاحب ای گنڈی۔ چودہری حبیب اللہ خانصاحب احمدپور بہاولپور۔ کپتان جی ایم صدیقی صاحب امیٹھی لکھنؤ۔ محمد ریاض رسول صاحب بدایوں مسز شیخ محمد سعید صاحب حصار۔ مولوی نصیرالحق صاحب جج بھوپال فرخندہ بیگم صاحبہ مظفرگڈہ ڈاکٹر احمداللہ خاں صاحب باعینت۔ بنت امجد اسد صاحب خیرپور سندہ بنت خان بہادر تاج الدین صاحب نئی دہلی مسز شیخ محمد سعید صاحب حصار بنت نعمت الہی صاحب زبیری بھوپال۔ مولوی عبدالغنی خانصاحب راولپنڈی۔ فخرالدین احمد صاحب گونڈہ۔ مسز عطاالرحمن صاحب پٹنہ عہ (۵ ماہ کا چندہ) مسز فدائی صاحب ڈپٹی کلکٹر غازی پور آٹھ روپے (چار ماہ کا چندہ) مسز سید منظر صاحب زبیری مارہرہ۔ ایک پارسل کپڑوں کا۔

راشد الخیری



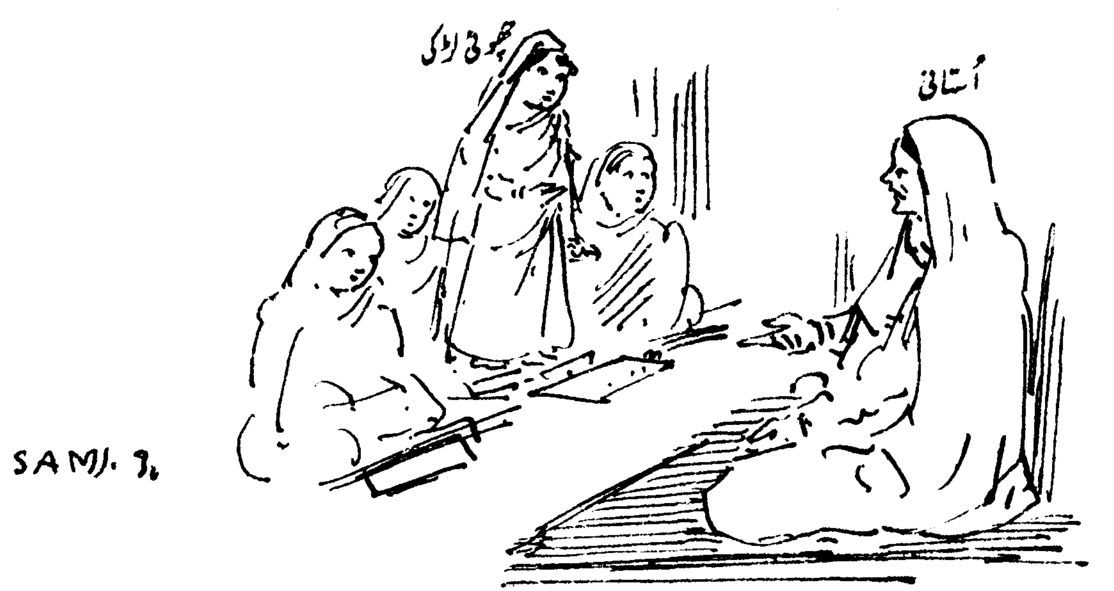
مہمان جنکو یہ معلوم ہے کہ کمرہ میں صرف اپنے رشتہ داروں کی ہی تصاویر لگائی جاتی ہیں) یہ تمام آپ کے رشتہ دار ہوں گے ؟

میزبان (کھسیانی ہوکر) جی نہیں۔ میرے میاں خفیہ پولیس میں ہیں یہ اُن بدمعاشوں کی تصاویر ہیں جو مفرور ہیں۔



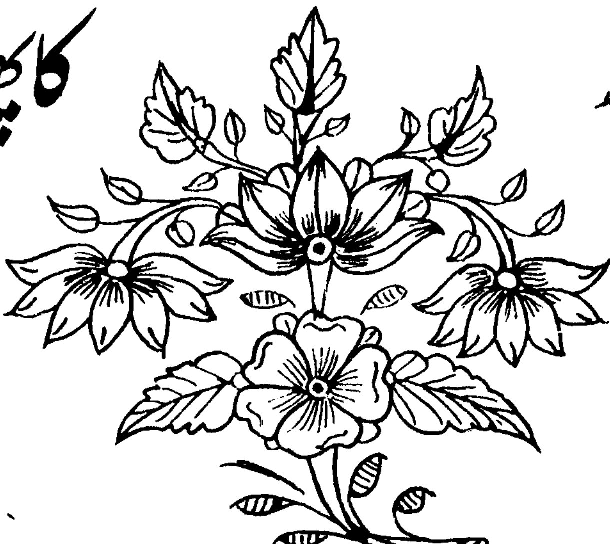
جنٹلمین (جس نے کسی اور عورت کے خیال سے اپنی ٹوپی سلام کرنیکے لئے اتاری تھی) آداب عرض۔ معاف کیجئے۔

معزز عورت ۔ میں ایسے جنٹلمین کو خیرات نہیں دے سکتی جو ہٹا کٹا ہو۔



استانی : لڑکیوں مغل خاندان کا تو کچھ حال بیان کرو۔
ایک چھوٹی لڑکی : استانی جی میری والدہ نے منع کر دیا ہے کہ خبردار کبھی کسی کے خاندان کا ذکر نہ کرنا گناہ ہے

ٹیبل کلاتھ کا پھول

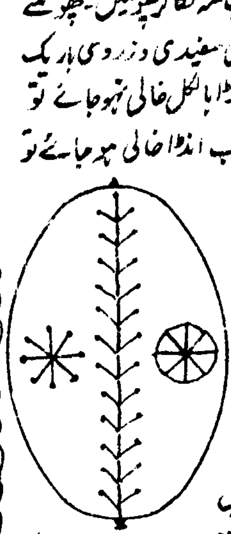


یہ پھول میزپوش کے چاروں کونوں پر اور رومال پر ایک طرف ریشم سے کاڑھنے سے بہت خوبصورت معلوم ہوتا ہے ڈالی اور پتیاں گہرے سبز رنگ کے ریشم سے اور جڑ کے پاس کا پھول نارنجی ریشم سے اور بیچ کا پھول گہرے گلابی ریشم اور باز کے پھول ہلکے گلابی ریشم سے کاڑھیں

اشفاق جہاں بیگم مرزاپور

انڈے پر کارچوب

انڈے پر کارچوب بنانے کے لئے حسب ذیل اشیا کی ضرورت ہے سوئیاں چاندی کی سلمہ ستارہ۔ موتی ترکیب پہلے انڈے کے دونوں سروں پر سوراخ کرلیں۔ مگر سوراخ بہت بڑا نہو۔ موٹی سوئی سے سوراخ کریں۔ پہلے انڈے کو خوب ہلاکر ایک جانب منہ لگاکر پھونکیں۔ پھونکنے سے دوسری جانب سے تھوڑی تھوڑی سفیدی و زردی باریک دہار سے نکلے گی۔ اس طرح سے جبتک انڈا بالکل خالی نہوجائے تو اسوقت تک ہلا ہلاکر پھونکتے جائیں۔ جب انڈا خالی ہوجائے تو ایک پیالہ میں پانی لیکر انڈے کو اس میں رکھکر منہ سے اوپر پانی کھینچیں۔ جب انڈے میں پانی آجائے تو اسکو ہلاکر پھر منہ سے پھونکئے۔ پانی نکل جائیگا۔ اسی طرح انڈے کو خوب دہوکر تھوڑی دیر دہوپ میں رکھدیں جب خشک ہوجائے تو ایک پھریری عطر کی سوئی سے انڈے میں داخل کردیں۔ تاکہ خراب نہو۔ پھر انڈے پر نشان حسب پسند پھول پتیوں کے بناکر آہستگی سے سوراخ کریں۔ اگر انڈا بہت خشک ہوگیا ہو تو اوپر سے ایک کپڑا تر کرکے لپیٹ دیں تاکہ کچھ نرمی آجائے۔ مگر سوراخ کرتے وقت سوئی کو زور سے نہ دبائیں نہیں تو انڈا ٹوٹ جائیگا۔ جب سوراخ ہوجائیں تو چاندی کی سوئی سے کارچوب بنائیں۔ سوئی انڈے کی لمبائی دیکھکر باریک بنوانی چاہئے۔ باریک اس لئے کہ جس جگہ سوئی کو موڑنا ہو تو باسانی مڑسکے۔ مگر اس کا خیال ضروری ہے کہ انڈے پر زیادہ زور نہ پڑے۔ جب تیار ہوجائے تو ایک موتی بیضوی وضع کا نچلے حصہ میں لگایا جائے جیسا کہ نقشہ میں ہے اور اوپر کی جانب دہاگے میں سلمہ لگاکر گھنڈی بنائی جائے۔ انڈا جب تیار ہوجائے تو اوپر بھی تھوڑا عطر یا لیونڈر چھڑک دینا چاہئے۔ تاکہ کیڑا نہ لگنے پائے۔ یہ انڈے مسہریوں در چھت گیریوں میں لٹکے بہت اچھے معلوم ہوتے ہیں۔ کبوتر۔ مرغی۔ بڑی بطخ اور چھوٹی بطخ ہر ایک کے انڈوں پر یہ کارچوب بھلا معلوم ہوتا ہے۔ امید کہ عصمتی بہنیں اس ترکیب سے فائدہ اٹھائیں گی ایک آسان نقشہ بھی دیا ہے۔



بنت عبدالجلیل صاحب وکیل گلبرگہ

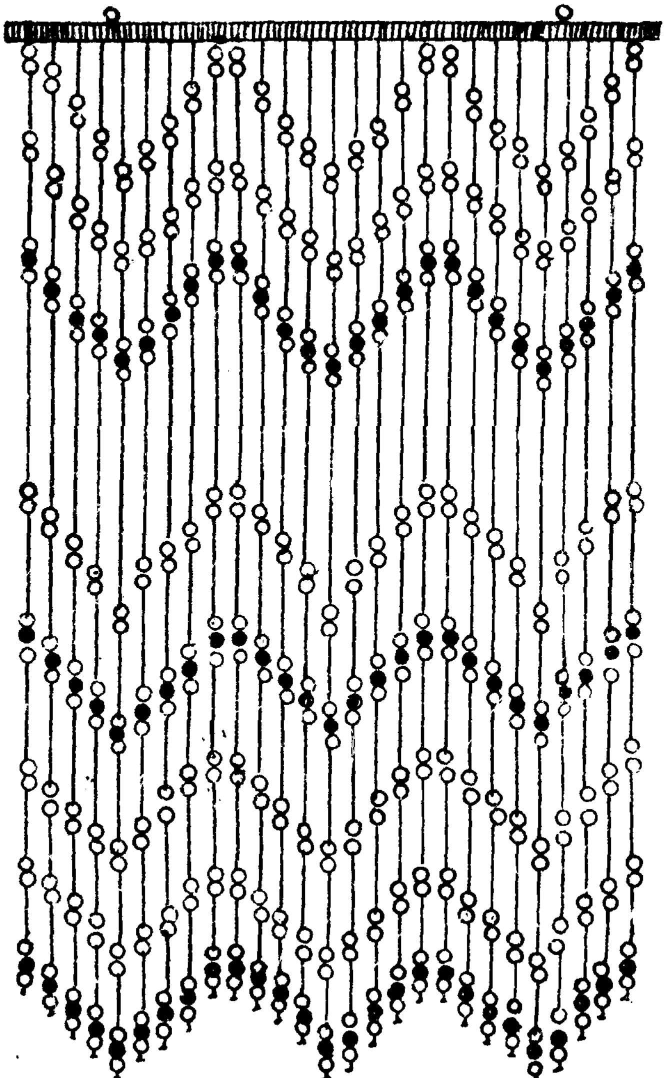
نوٹ اگر کسی بہن صاحبہ کی سمجھ میں ترکیب نہ آئے تو بذریعہ عصمت اپنا پتہ لکھکر مجھ سے دریافت کرسکتی ہیں۔

موتیوں کا پردہ

محترمہ فاطمہ بیگم صاحبہ منشی فاضلہ نے اپنے مضمون پردہ نشین خواتین کی دستکاریوں میں موتیوں کے پردے کا ذکر بھی کیا ہے۔ میں ذیل میں مفصل ترکیب لکھتی ہوں امید ہے کہ بہنیں فائدہ اٹھائیں گی۔

پردہ کا چھوٹا نقشہ دیا گیا ہے جس قدر بڑا بنانا چاہیں اسی طرح بن سکتا ہے۔ ڈیڑھ انچ چوڑی لکڑی میں نصف نصف انچ پر سوراخ کرالینا چاہئے۔ لیکن یہ خیال رہے کہ سوراخ نو۔ اٹھارہ۔ ستائیس چھتیس وغیرہ رہیں۔ تاکہ موتیوں کی لہر خراب نہ ہو۔ پہلے ٹون (موٹا سوت) کا لمبا لچھا بنالیں پھر اسے اس طرح موم دیں کہ ایک موم کے ٹکڑے کو آگ کے قریب کریں۔ جب وہ ذرا پگھل جائیں تو ٹون کے لچھے پر خوب پھیریں۔ اسی طرح کرتے جائیں حتی کہ اسپر خوب موم ہوجائے اگر موم کم ہوگا تو موتیوں سے سوت کٹ جانے کا احتمال ہے پھر جس قدر لمبا پردہ بنانا ہو اسی قدر لمبے دوہرے تاگے برابر برابر کاٹ لو۔ اور اس طرح لکڑی میں ڈالو کہ پہلے نیچے کی طرف سے تاگہ سوراخ میں ڈالو۔ پھر اسی تاگہ کو اوپر سے دوسرے سوراخ میں ڈالکر نیچے لے آؤ۔ تاگے کے دونوں سرے نیچے رہنے چاہئیں۔ پھر ریتی سے لمبے موتی (کانچ کی نلیاں) اس طرح کاٹ لو کہ پہلے بیچ میں سے دو دو ٹکڑے کرلو جس قدر درکار ہوں پھر لمبی سلاخ کا چوتھائی حصہ کاٹ لو۔ اس قسم کی سلاخیں اوپر ہی ڈالی جائیں گی۔ گول موتی موٹے موٹے اور پتھر کے ہونے چاہئیں۔ باریک موتی خوبصورت معلوم نہیں ہونگے

یہ موتی بڑے شہروں میں دو روپے پونڈ (نصف سیر) ملتے ہیں اور سلاخوں کا ایک ڈبہ چار چھ آنہ میں ملتا ہے بمبئی یا کلکتہ میں



سستے ملتے ہیں

ترکیب

پہلی قطار۔ گول موتی۔ ۲ سلاخ کا چوتھائی حصہ ایک سلاخ کا نصف ٹکڑا۔ ایک سلاخ کا تہائی حصہ ایک (جس میں سے چوتھائی حصہ کاٹا گیا تھا) ایک پوری سلاخ پھر ایک تہائی سلاخ۔ نصف ٹکڑا ایک سلاخ کا چوتھائی حصہ ایک۔ گول موتی ۲۔ اسی طرح پوری قطار۔ دوسری قطار۔ گول موتی ۲۔ پوری سلاخ ایک۔ لیکن اوپر جہاں پہلی قطار میں گول موتی ڈال چکے ہیں وہاں اب نہیں ڈالنا چاہیئے صرف سلاخ ڈالدینا چاہیئے۔ تیسری قطار گول موتی دو نصف سلاخ ایک۔ چوتھی قطار ایک گول لال موتی ایک نیلا ایک لال ایک نصف سلاخ ایک۔ پانچویں قطار گول موتی دو پوری سلاخ ایک۔ چھٹی قطار دو گول موتی نصف سلاخ ایک۔ ساتویں قطار ایک گول لال موتی ایک نیلا ایک لال ایک نصف سلاخ آٹھویں قطار گول موتی دو پوری سلاخ ایک۔ نویں قطار۔ گول موتی دو نصف سلاخ ایک۔ دسویں قطار ایک لال گول موتی ایک نیلا ایک لال۔

اب نقشہ کا پردہ ختم ہوگیا۔ ہر ایک لڑی میں پوت کے چھوٹے چھوٹے گچھے بنا کر دو یا ویسے ہی مضبوط گرہ لگا دو۔

نوٹ:۔ پہلی قطار میں جو ترکیب لکھی گئی ہے اسے اسطرح بنائیں کہ ایک لڑی میں دو موتی ڈالیں پھر دوسری میں سلاخ کا چوتھائی حصہ تیسری میں سلاخ کا نصف ٹکڑا وغیرہ وغیرہ۔ نقشہ سے بھی بہت مدد ملے گی جس میں لال موتی خالی دائرے ہیں اور نیلے موتی بھرے ہوئے دائرے۔

شرافت بیگم۔ سی پی۔

دُوربین

گول میز کانفرنس

یہ خبر تو غالباً عصمت کی تمام قدردان خاتونوں کو معلوم ہو چکی ہوگی کہ آجکل لندن میں انگریزوں اور ہندوستانیوں کی ایک مشترکہ کانفرنس ہو رہی ہے جسے گول میز کانفرنس کہا جاتا ہے۔ اور جس میں یہ کوشش کیجا رہی ہے کہ ہندوستان کے لئے آئندہ طرز حکومت کا انتخاب کیا جائے لیکن ہمارا خیال ہے کہ ہماری بہت سی وہ بہنیں کہ جو باقاعدہ اخبار نہیں دیکھتیں اس کانفرنس کے حالات سے ناواقف ہونگی اسلئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ان کی اطلاع کے لئے اس اشاعت میں ہم اس کانفرنس کے حالات مختصر طور پر بیان کردیں

اس کانفرنس کی شرکت کے لئے ہندوستان سے بہت سی دیسی ریاستوں کے فرمانروا اور ہندو اور مسلمان زعمائے قوم گئے ہوئے ہیں۔ یہ امر بحث طلب ہے کہ یہ زعما ہندوستان کے یا جن جماعتوں میں سے انہیں منتخب کیا گیا ہے ان جماعتوں کے صحیح نمایندے ہیں یا نہیں کیونکہ ایک فریق کہتا ہے کہ انہیں انکی جماعتوں کی طرف سے منتخب نہیں کیا گیا اور نہ ہندوستانیوں کو ان کے انتخاب میں دخل دینے کا کوئی موقعہ ملا۔ بلکہ خود حکومت ہند نے اپنے طور پر تقریباً ہر جماعت کے آدمیوں کو منتخب کر کے ولایت بھیجدیا ہے۔ مگر یہ ضرور کہا جا سکتا ہے کہ جو لوگ کانفرنس کی شرکت کے لئے بھیجے گئے ہیں وہ بالعموم سب کے سب اچھے اور ملک و قوم کے بہی خواہ ہیں۔

جب یہ لوگ ہندوستان سے روانہ ہوئے تھے تو عام طور پر یہ اندیشہ تھا کہ یہ لوگ بے خوفی اور آزادی کے ساتھ ہندوستان کی رائے عامہ کا اظہار کانفرنس میں نہ کرینگے۔ اور اس طرح ہندوستان کے مطالبات کمزور ہو جائینگے لیکن اب جبکہ ان لوگوں کی وہ تقریریں اخبارات میں شائع ہوئیں جو انہوں نے کانفرنس میں کی تھیں تو معلوم ہوتا ہے کہ ان کے متعلق عوام کی بدگمانیاں کچھ زیادہ صحیح نہ تھیں کیونکہ ان سب نے بالاتفاق ہندوستان کے لئے جو طرز حکومت مانگا ہے وہ یہ ہے کہ حکومت برطانیہ سے ہندوستان کا تعلق تو باقی رہے لیکن اپنے تمام اندرونی معاملات میں یہ ملک اسی قدر خودمختار اور آزاد ہو جیسے کینڈا اور آسٹریلیا وغیرہ ہیں۔ اور اسی حالت کا نام ڈومی نین اسٹیٹس ہے۔

دیسی فرمانرواؤں کا حسن تدبر

یہ دیکھکر ہر شخص کو حیرت ہو رہی ہے کہ ہندوستان کے راجاؤں اور نوابوں نے اپنے ذاتی فائدہ اور نقصان کی طرف سے آنکھیں بند کر کے ملک کی رائے کا احترام کیا اور اس بات پر رضامند ہو گئے کہ ملک میں فیڈرل یعنی وفاقی طرز حکومت قائم ہو جائے جسکا مطلب ہے کہ ہندوستان کے تمام صوبے اور اسی طرح دیسی ریاستیں اپنے اندرونی معاملات میں خودمختار ہوں اور تمام ایسے معاملات میں کہ جن کا تعلق پورے ہندوستان سے ہے وہ اس ملک کی مرکزی حکومت کے ماتحت ہیں

کانفرنس میں عورتوں کی نمایندگی

اس کانفرنس میں ہندوستان کی عورتوں کی نمایندگی کرنیکے لئے ایک ہندو اور ایک مسلمان خاتون بھی بھیجی گئی ہیں مسلمان خواتین ہند کی نمایندگی کا فرض بیگم شاہنواز صاحبہ انجام دے رہی ہیں۔ اور مقام مسرت ہے کہ آپنے کانفرنس میں جو پرزور اور پراثر تقریر کی تھی وہ عام طور پر بہت پسند کی گئی اور انگلستان کے تقریباً تمام ذی اثر اخبارات نے آپ کی تقریر کے متعلق نہایت اچھی رائے ظاہر کی ہے اپنی عصمتی بہنوں کی دلچسپی کی خاطر ہم بیگم شاہنواز صاحبہ کی تقریر کے چند اقتباسات یہاں درج کئے دیتے ہیں آپنے فرمایا کہ

سرزمین مشرق جسے عام طور پر یہ کہا جاتا ہے کہ اس میں تبدیلی نہیں ہوا کرتی وہ اب تبدیلی بدلنے والی نہیں رہی ہے آج سے دس سال پیشتر کسی کے وہم و گمان میں بھی یہ بات نہ آسکتی تھی کہ کوئی ہندوستانی عورت لندن میں آکر اس قسم کے جلسوں میں شرکت کرسکتی ہے لیکن آج ہندو عورت ہی نہیں بلکہ ایک سختی سے پردہ کی پابند مسلمان خاندان کی عورت بھی اپنے اہل وطن کے ساتھ میز کے گرد بیٹھکر اپنے ملک کے لئے ایک مناسب دستور اساسی بنوانے میں حصہ لے رہی ہے۔"

ہمیں یہ دیکھکر مسرت ہوئی ہے کہ ہمارے دیسی فرمانروا مادر وطن کے سپوت بیٹے ثابت ہوئے اور وہ ایک آل انڈیا فیڈریشن میں شریک ہوجانے پر تیار ہو گئے ہمارے ملک کی سرسبزی اور خوشحالی کا مبارک زمانہ اسی وقت آسکتا ہے کہ جب ہندوستانی ہندو اور برطانوی ہندو دونوں اپنے مشترک مقصدوں کو سامنے رکھکر آپس میں ایک دوسرے سے محبت کا سلسلہ اور رابطہ قائم کریں میں خلوص دل کے ساتھ آپ سے استدعا کرتی ہوں کہ کم سے کم ایسا ہونا چاہئے کہ ہم اپنے ملک کو کچھ ایسی اصلاحات واپس لیکر جائیں کہ جنہیں ہم اپنے نوجوانوں کے سامنے پیش کر کے یہ کہہ سکیں کہ دیکھو اس ترقی کے دور میں کوئی ملک دوسرے ملک سے الگ اور بے تعلق رہ کر زندہ نہیں رہ سکتا۔ تمہارے تعلقات برطانیہ جیسی دولت متحدہ کے ساتھ قائم ہیں۔ برطانیہ کی طرف سے تمہیں دعوت دیگئی ہے کہ دوسری نوآبادیوں کے برابر کی حیثیت کے ساتھ تم اس اتحاد میں شریک ہوجاؤ اب اس سے زیادہ تم اور کیا چاہتے ہو میں برطانوی نمایندوں سے اور اپنے اہل وطن سے التجا کرتی ہوں کہ وہ باہمی اشتراک اور تعاون کی خواہش کے ساتھ اس مجلس کی کارروائیوں میں حصہ لیں ان کے پیش نظر ایک ہی مقصد اور ایک ہی نصب العین ہو اور وہ یہ کہ ہندوستان کیلئے ایک مناسب دستور اساسی مرتب کیا جائے ایسا دستور اساسی کہ جو ہندوستان جیسے قدیم ملک کی جائز خواہشوں کو پورا کرسکے۔"

ہندوستان اور زخمی اور درد و تکلیف میں مبتلا ہندوستان ہماری طرف آنکھیں لگائے ہوئے ہے، بلکہ ساری دنیا اسی انتظار میں ہے کہ کب ہم نیک نیتی اور ہمت کا مرہم لگا کر مجروح ہندوستان کے زخموں کا علاج کرتے ہیں ہمیں چاہئے کہ ہم دنیا کو مایوس نہ کریں۔ خدائے تبارک و تعالی ہوری کوششوں کو مشکور فرمائے۔"

ہندوستانی نمایندوں کی ایک آواز

اس کانفرنس کی سب سے زیادہ حیرت انگیز بات جس پر نہ صرف تمام انگریزوں کو بلکہ خود بہت سے ہندوستانیوں کو بھی تعجب ہے یہ تھی کہ اگرچہ ہندوستانی

نمایندے سب مختلف جماعتوں سے منتخب کئے گئے تھے اور ان میں بعض ایسے بھی تھے جو اپنی فرقہ وارانہ ذہنیت کے لئے بہت کچھ بدنام ہیں۔ پھر بھی ان سب میں کسی قسم کا ذرا سا بھی اختلاف نہ تھا۔ اور سب نے کچھ اس طرح تقریریں کیں کہ یہ معلوم ہوتا تھا کہ گویا ایک منہ سے ایک ہی آواز نکل رہی ہے۔ ٹائمس آف لنڈن جو ولایت کا سب سے زیادہ معتبر اور گویا نیم سرکاری اخبار ہے اس نے بھی حیرت کیساتھ یہ لکھا کہ ہندوستانی نمایندوں میں کامل اتفاق اور یکجہتی نمایاں تھی اور انہوں نے گذشتہ پانچ دنوں میں ہندوستانی قومیت کے استحکام کے متعلق برطانیہ کی رائے عامہ کو ایک ایسا سبق دیا ہے کہ جو کبھی نہیں بھلایا جا سکتا۔

مسلمانوں کا طرز عمل

ہندوستان میں چونکہ بعض مسلمان اہل الرائے سیاسی تحریک سے الگ رہے تھے اسلئے اندیشہ تھا کہ گول میز کانفرنس میں ہنگامہ بھی شاید انکی طرف سے کچھ باتیں ایسی نکلیں کہ جو ہندوستان کے مفاد کے خلاف پڑیں لیکن مسلمانوں میں حب وطن کا جذبہ انکے تمام دوسرے خیالات پر غالب آیا۔ اور حق یہ ہے کہ کانفرنس میں انکے طرز عمل نے اچھی طرح ثابت کر دیا کہ جہاں تک وطن کی محبت اور وطن کی عزت کا تعلق ہے وہ کسی دوسری قوم سے پیچھے نہیں ہے کانفرنس کے اجلاس میں شریک ہونے سے پہلے خود ہندوستان میں اور اس کے بعد لندن میں کئی مرتبہ اس بات کی کوشش کی گئی تھی کہ کانفرنس سے پہلے ہی ہندو مسلم سوال کا کوئی حل تلاش کر کے اس فرقہ وارانہ نفاق کو دور کر دیا جائے جس کی بدولت ہندوستان جگہ جگہ جنت نشان ہونے کے کچھ عرصہ تک اچھا خاصہ دوزخ بنا رہا لیکن افسوس کہ بعض مہاسبھائی ہندو اس راہ میں برابر روڑے اٹکاتے رہے اور ڈاکٹر مونجے اور راجا نریندر ناتھ صاحبان تو اب بھی ہندو مسلم اتحاد پر آمادہ نہیں ہوئے ہیں حالانکہ لبرل خیالات کے اور سب ہندوؤں نے محمد علی جناح کی وہ چودہ شرطیں مان لی ہیں جو انہوں نے مسلمانوں کی طرف سے پیش کی تھیں۔

مولانا محمد علی کانفرنس میں

جو مسلمان نمایندے منتخب کر کے کانفرنس میں بھیجے گئے ہیں ان میں مسلمانوں کے مشہور سیاسی لیڈر اور مرحومہ بی اماں کے لائق فرزند مولانا محمد علی صاحب بھی ہیں افسوس کہ آپکی علالت نے آپ کو بیحد پریشان کر رکھا ہے لیکن اس ناسازی طبع کے باوجود آپ نے کانفرنس میں ایک بہت ہی زوردار تقریر کی اور صاف صاف کہدیا کہ میں تو کامل آزادی کا حامی ہوں لیکن اگر میں یہاں سے ہندوستان کے لئے کوئی ایسی چیز جو آزادی کی ہم معنی ہو لیکر نہ لوٹ سکا تو میں اب ایک غلام ملک میں واپس نہ جاؤنگا اور آپ لوگوں کو مجھے قبر کے لئے زمین دینی پڑیگی۔ آپ نے اپنی تقریر میں یہ بھی واضح کر دیا کہ وہ کم سے کم اختیارات کہ جنہیں آپ ہندوستان کی آزادی کا ہم معنی خیال کرتے ہیں یہ ہیں کہ جس طرح لارڈ ریڈنگ نے گذشتہ موقعہ پر تحریک آزادی میں حصہ لینے اور حکومت سے ترک تعاون کرنے کے جرم میں مولانا کو جیلخانہ بھیجدیا تھا اسی طرح مولانا کو یعنی ہندوستان کو یہ اختیارات حاصل ہو جانے کا اگر لارڈ ریڈنگ یا کوئی دوسرا افسر ایسے کوئی غلطی کرے تو اسے جیلخانہ بھیج سکیں اس فقرے کی دلچسپی اسلئے بہت بڑھ گئی تھی کہ خود لارڈ ریڈنگ بھی اس کانفرنس میں شریک تھے اور سامنے ہی بیٹھے ہوئے تھے۔ یہ صحیح ہے کہ مولانا محمد علی صاحب کی تقریر میں وہ زبردست اور ناقابل تردید دلیلیں نہ تھیں جو انکی تحریر و تقریر کا خاصہ ہیں اور زیادہ تر انگریزوں کے جذبات کو ابھارنے کی کوشش کی گئی تھی۔ اس کے ساتھ ہی جا بجا ظرافت کی چاشنی تھی جس کا اس قسم کے سنجیدہ جلسوں پر بہت کم اثر

ہوتا ہے لیکن دلیلوں کی کمی کے باوجود ان کی تقریروں میں ایک خاص زور تھا۔ اور اس سے یہ اثر ضرور پڑتا تھا کہ تقریر کرنیوالے کے دل میں آزادی کا عشق اور وطن کی محبت بہت کافی موجود ہے۔

تازہ ترین اطلاعات

لندن سے ۲۰ دسمبر کے چلے ہوئے تاروں کے ذریعہ سے معلوم ہوا ہے کہ سوائے راجا نرندر ناتھ اور ڈاکٹر مونجے کے باقی تمام ہندوؤں نے جو گول میز کانفرنس میں شریک ہیں مسلمانوں کی شرطیں منظور کر لی ہیں اور ایک خط جس پر ان سب کے دستخط ہیں مرتب کر کے مسلمان نمایندوں کے پاس بھیج دیا ہے۔ ہندوؤں کے اس طرح راضی ہوجانے کے بعد اب مسلمانوں کو بھی اس بات کے ماننے میں تامل نہ ہوگا کہ ملک میں مخلوط انتخاب کی رسم کو قبول کرلیں۔ سنا گیا ہے کہ سکھ نمایندوں نے بھی ملک کے مفاد کی خاطر ان سب شرائط کو منظور کر لیا ہے اور اب وہ بھی اس سمجھوتے میں شریک ہوگئے ہیں۔

ہز ہائنس آغاخان اور بیگم شاہ نواز

لندن سے ۲۲ دسمبر کے چلے ہوئے تار یہ خبر لائے ہیں کہ ہز ہائنس آغاخان مخلوط انتخاب کو کسی طرح پسند نہیں کرتے اور اس تجویز پر غور کرنے کے لئے بھی تیار نہیں ہیں۔ اور بیگم شاہ نواز بھی اس بات پر اڑی ہوئی ہیں کہ پنجاب میں اکیاون فی صدی کی بجائے مسلمانوں کی چون فیصدی کی اکثریت تسلیم کیجائے۔ اور اسی نسبت سے انہیں صوبہ کی کونسل میں نشستیں ملیں تو وہ تصفیہ کو قبول کرینگی۔

تونس کے مظلوم مسلمان

تونس شمالی افریقہ میں ایک مختصر سا ملک ہے جس کی آبادی بیشتر مسلمان ہے اور جس پر مدتہائے دراز سے فرانس کی حکومت ہے۔ ایک تازہ اطلاع سے معلوم ہوا ہے کہ وہاں کے مسلمانوں کی حالت بہت ہی قابل رحم ہے۔ وہ تمام ملکی اور قانونی حقوق سے محروم ہیں اور ہر قسم کے ٹیکس وغیرہ ادا کرنے کے باوجود انہیں کسی قسم کی بھی آزادی حاصل نہیں ہے۔ اور یہ تمام پابندیاں ان پر صرف اس لئے عائد ہیں کہ وہ عیسائی نہیں ہیں مسلمان ہیں نہ وہ کوئی تحریر شائع کرسکتے ہیں اور نہ جلسے کرنے کی اجازت ہے۔ بہت سے مسلمانوں کو حکومت صرف اس لئے جلاوطن کر دیتی ہے کہ حکومت کے پنجے اس ملک پر خوب مضبوطی کے ساتھ جم جائیں۔

سیاسی لیڈروں کی علالت

مہاتما گاندھی کے سوائے اور تقریباً سارے مشہور لیڈر جو آجکل جیلخانوں میں ہیں کسی نہ کسی بیماری میں مبتلا ہیں۔ پنڈت موتی لال نہرو، پنڈت مدن موہن مالوی، ڈاکٹر انصاری، مولانا ابوالکلام آزاد اور مسٹر پٹیل سب بستر علالت پر پڑے ہیں ملک و قوم کی خاطر ان تکلیفیں اٹھانیوالوں کو خدا جلد سے جلد صحت دے۔

دہلی کی خواتین کی بھوک ہڑتال

گذشتہ چند روز کے عرصہ میں دہلی میں اڑتالیس رضاکار عورتیں شراب کی دکانوں پر پہرہ دینے کے الزام میں گرفتار ہو کر سزایاب ہوئی تھیں۔ کہا جاتا ہے کہ ان سب کو چونکہ بالکل معمولی قیدیوں کی طرح جیل میں رکھا گیا ہے اس لئے گذشتہ ہفتہ کی شام سے انہوں نے کھانا ترک کر دیا ہے۔ بہت سے مرد قیدیوں نے بھی انکی ہمدردی کے خیال سے اس بھوک ہڑتال میں ان کا ساتھ دیا ہے۔ ان خواتین میں اکثر نہایت معزز خاندانوں کی

عورتیں شامل ہیں اور سوامی شردھانند آنجہانی کی پوتی کماری کوشلیا دیوی اور ایک اور خاتون جن کا نام کماری پنا دیوی ہے بہت ہی کم سن ہیں۔ ان دونوں نوجوان لڑکیوں کی حالت سنا گیا ہے کہ تشویشناک ہوگئی ہے کل ۲۳ دسمبر کو باشندگان دہلی نے ان خواتین کی گرفتاری پر اور پولیس کے تشدد کے خلاف احتجاج کرنے کی غرض سے ایک عظیم الشان جلسہ بھی کیا تھا جس میں شہر کے معزز ہندو مسلمان شریک تھے

مسلمان ہوا باز

شکر کا مقام ہے کہ مسلمان نوجوانوں کو بھی ہوا بازی کے فن سے دلچسپی پیدا ہو چلی۔ مسٹر مراد کے متعلق معلوم ہوا ہے کہ وہ اپنے چھوٹے سے جہاز میں ۲۱ دسمبر کو کلکتہ سے صبح کے وقت روانہ ہوئے اور شام کو الہ آباد پہونچ گئے اور اب الہ آباد سے دہلی آنے کا قصد ہے۔

ایک افسوسناک حادثہ

ملک کے بعض نوجوان افسوس ہے کہ حب وطن کے جوش میں نہایت غلط راستہ پر پڑ گئے ہیں اور انہوں نے قتل و غارت کو اپنا شعار بنا لیا ہے۔ ابھی چند روز ہوئے کہ صوبہ بنگال کی سکریٹریٹ میں قتل کا ایک حادثہ ہو چکا تھا۔ اب معلوم ہوا کہ ایک نوجوان طالب علم نے ہز ایکسی لینسی گورنر پنجاب پر پستول سے قاتلانہ حملہ کیا لیکن شکر کا مقام ہے کہ ہز ایکسی لینسی کے اگرچہ زخم تو آئے ہیں لیکن جان بچ گئی۔ سنا گیا ہے کہ حملہ آور گرفتار ہو گیا ہے۔ اور اس نے اپنے جرم کا اقبال بھی کر لیا ہے۔ اس طرح بعض حکام کی جان لینی کی کوشش کرنا حد سے زیادہ قابل نفرت فعل ہے جس سے کچھ حاصل بھی نہیں ہو سکتا تھوڑی دیر کے لئے اگر یہ فرض کر لیا جائے کہ چند شوریدہ سر نوجوان اس طرح دو چار یا دس بیس انگریز افسروں کو قتل بھی کر دیں تب بھی کیا کسی طرح اس کا یہ نتیجہ نکل سکتا ہے کہ ہندوستان آزاد ہو جائے اس قسم کی حرکات کو حماقت اور جنون کے سوا اور کچھ نہیں کہا جا سکتا۔

آتشبازی کے حادثے

شب برات آئی اور آتش بازی کے حادثوں کی المناک خبریں آنی شروع ہو گئیں اسوقت تک کئی مقامات سے ایسی خبریں آ چکی ہیں اور ایک لڑکے کی حالت تو معلوم ہوا ہے کہ بہت ہی نازک ہے۔ خدا جانے مسلمانوں کو کب عقل آئیگی اور کب وہ اس جاہلانہ اور احمقانہ رسم کو ترک کرینگے۔

ہندوستانی اکاڈیمی کی تجاویز

الہ آباد میں جو ہندوستانی اکاڈیمی قائم ہوئی ہے اور جو اردو اور ہندی زبانوں کی ترقی کیلئے کوشاں ہے اسکے جنرل سکریٹری صاحب نے اعلان کیا ہے کہ اکاڈیمی کی سالانہ اردو کانفرنس ماہ فروری ۱۹۳۱ء میں منعقد ہوگی اس کانفرنس کا مقصد یہ ہوگا کہ اردو اور ہندی کے ماہرین علم و ادب ایک جگہ جمع ہو کر دونوں زبانوں کی ترقی کے وسائل پر آپس میں تبادلہ خیالات کرینگے اس جلسہ میں ملک کے مشہور ادیبوں کو بھی دعوت دیگئی ہے کہ وہ ادب کے متعلق مضامین پر تقریریں کریں۔

افغانستان کے امن پذیر حالات

افغانستان کی خبروں سے معلوم ہوتا ہے کہ اب وہاں کی حالت پورے طور پر اطمینان بخش ہے اور ہز مجسٹی شاہ محمد نادر خاں نے اپنی بیدار مغزی سے حالات کو اپنے موافق بنا لیا ہے۔ کابل میں ایک نیا مدرسہ کھولا گیا ہے جس میں قواعد جنگ کی تعلیم دیجاتی ہے۔ اپنی ایک تقریر میں اعلیحضرت نے فرمایا کہ باشندگان افغانستان من حیث القوم بہادر اور جنگجو ہیں اور یہ توقع ظاہر کی کہ افغانستان کی خوشحالی اور ترقی کی کوشش میں ہر شخص اعلیحضرت کا ہاتھ بٹائیگا اور آخر میں دعا کی کہ خدا افغانستان کو اس قدر طاقتور بنا دے کہ وہ اپنے دوستوں کے لئے ایک پھول اور اپنے دشمنوں کے حق میں کانٹا ثابت ہو۔

بزمِ عصمت

میں یہ خبر دلی مسرت کے ساتھ عصمتی بہنوں کو دیتی ہوں کہ میرے بھائی جان سید امجد علی صاحب کو بروز سہ شنبہ بتاریخ ۹ دسمبر خدا نے فرزند ارجمند عطا فرمایا ہے۔ خوشی میں پانچ روپیہ عصمت کے دار فنڈ کے لئے ارسال ہیں۔ کوئی بہن بچہ کا تاریخی نام بذریعہ عصمت تجویز فرمائیں ہمیشہ احسان مند رہوں گی خصوصیت سے بہن خورشید آرا صاحبہ سے درخواست ہے۔ سعیدہ فیروز بانو سہارنپور

ہمیں یہ معلوم ہو کر بے انتہا رنج ہوا کہ ہمارے مکرم دوست مولوی محمد ظفر صاحب کے والد ماجد مولوی محمد خضر صاحب نے ماہ گذشتہ میں انتقال کیا۔ مرحوم عصمت کے سچے قدر دان اور بہت سی خوبیوں کے بزرگ تھے۔ ہمیں اس صدمہ جانکاہ میں مولوی محمد ظفر صاحب سے دلی ہمدردی ہے۔ خدا انہیں ضبط و صبر کی طاقت عطا فرمائے اور مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے۔ ایڈیٹر

آج میری مرحومہ نانی اماں صاحبہ کی سالانہ فاتحہ تھی فضول کاموں میں روپیہ صرف کرنے کی بجائے مبلغ نو روپیہ کی حقیر رقم تربیت گاہ بنات کی بچیوں کے لئے ارسال خدمت ہے۔ کسی کار خیر میں صرف کیجئے۔ اور ایک ایک پارہ قرآن مجید کا پڑھوا کر مرحومہ کی روح کو ثواب پہنچایئے۔ نام امیر النسا بیگم ہے۔

و نیز محترمہ بہن لطیف بیگم صاحبہ کی خدمت میں عرض ہے کہ دو سال سے چار سال تک کے بچوں کے اونی موزے بنانے کی آسان ترکیب بذریعہ عصمت معلوم کرائیں مشکور ہوں گی۔

مس رشید فاطمہ (از سیلو دکن)

تربیت گاہ بنات کی بچیوں نے جشن معراج منایا بہت ہی خوشی ہوئی۔ اس خوشی میں پیارے عصمت کو ایک خریدار دیتی ہوں۔ آسیہ خاتون پٹنہ

اپنی بیوی کے غسل صحت کی خوشی میں پانچ روپیہ کا منی آرڈر ارسال خدمت ہے۔ مہربانی فرما کر اس کو تربیت گاہ کے یتیم بچیوں کے مصرف میں لایئے۔ حاجی عیسیٰ بن حاجی عبدالستار شاہجہری کوچین

محترمہ ہاجرہ خاتون صاحبہ (جبل پور) نے نومبر کے پرچہ میں کروشیا کے متعلق دریافت فرمایا ہے۔ جواب میں عرض ہے کہ ہڈی کا کروشیا ہاتھی دانت کی مانند سفید رنگت کا ہوگا۔ اور ویسے اب سلولائیڈ کے کروشیا وغیرہ بھی ملتے ہیں۔ جو قریباً اسی کی مانند سفید رنگت کے ہوتے ہیں۔

محترمہ بہن مسز سعید محمود صاحبہ مہربانی فرما کر مطلع فرمائیں کہ ان کی بچی اب کیسی ہے کچھ افاقہ ہوا یا وہی حال ہے۔ مجھے اکثر اس کا خیال مگر اس لئے براہ راست بذریعہ خط دریافت حال نہ کر سکی کہ غالباً آپ آج کل شملہ نہ ہوں گی۔ لطیف بیگم ۔ لاہور

ایک عصمتی بہن نے دسمبر سنہ ۳۰ء کے پرچہ میں تحریر کیا تھا کہ میرے چہرے پر سرخ دانے نکل آئے ہیں اور بعض سیاہ ہو جاتے ہیں۔ اس کا نہایت مفید نسخہ ذیل میں درج کرتی ہوں۔

بورک ایسڈ ۲ ڈرام۔ زنک آکسائڈ ۲ ڈرام۔ ہائیڈ ایڈ امین ۱۵ گرین۔ فورک آئیڈائڈ (ملفور ڈ) ۱۰ گرین۔ وہائٹ ویزلین ایک اونس پہلے پاؤڈر کو باریک کریں اس کے بعد وہائٹ ویزلین ملا دیں۔ نہایت بہترین کریم طیار ہو گا۔ خوشبو جیسی آپ کو پسند ہو ملا لے دیں۔ دواخانہ میں نسخہ لکھکر بھیجدینے سے دوا تیار ہوئی مل سکتی ہے۔

جس کی گردن میں درد شروع ہو کر تمام سر میں پھیل جاتا ہو اس کے لئے یہ نسخہ نہایت بہترین ہے۔ اسپرین ۳ گرین۔ فناسوتین ۳ گرین۔ کفین ½ گرین جو عام طرح سے ہر دواخانہ سے دستیاب ہو سکتا ہے درد کی موجودگی میں دودھ کھانے کے بعد یا دودھ میں ملا کر استعمال کرنا چاہئے۔ مگر یاد رہے خالی شکم میں نہ کھایا جائے ورنہ نقصان کریگا۔ یہ نسخہ صرف ایک ہی خوراک کا ہے۔ کاضیہ بیگم مسز سید شمس الحسن آروی

عصمت بابت ماہ دسمبر سنہ ۳۰ء میں کسی بہن نے کتاب حصن حصین کے اردو ترجمہ کا پتہ دریافت کیا ہے لہذا میں لکھتی ہوں ظفر جلیل شرح حصن حصین شیخ احمد ولد شیخ محی الدین مرحوم تاجر کتب بازار کشمیری لاہور
خاکسار شرافت بیگم بنت محمد سعید خاں

مجھے نئی تحقیقات کے مطابق علم الغذا کے متعلق اردو میں ایک اچھی کتاب کی ضرورت ہے۔

(۲) کیا یہ ٹھیک ہے کہ کھانا ایلیومنیم کے برتنوں میں کھانا پکانے یا رکھنے سے مضرت ہوجاتا ہے۔

(۳) موتیوں اور شیشہ کی نلیوں سے دروازہ کے ایسے پردہ بنانے کی ترکیب سے کوئی بہن برائے نوازش بذریعہ عصمت مطلع کریں کہ جس پر خوبصورت پھول یا پرند وغیرہ بنے ہوں۔

نیز چھوٹی نلیوں اور پوستہ سے اس قسم کی بیل جھالر اور پھول بنانے کے دو تین عمدہ نمونے چاہئیں کہ جو تاگے میں علیحدہ بنائے جائیں اور ساڑھی بلاوز وغیرہ میں لگانے کے کام آئیں۔ یا کم از کم موتی یا پوتھ کے متعلق کسی اردو کی کتاب کے نام و پتہ سے اطلاع دیں اور کسی ایسی بمبئی کی دوکان کے نام سے مطلع کریں کہ جہاں سے اس قسم کے پردہ دلیں وغیرہ یا ان کے بنانے کا کل سامان بکفایت مل سکتا ہے۔

بیگم سید مظفر حسین جعفری برہانپوری سی پی

عصمت کے نومبر نمبر میں محترمہ بہن صغرا صاحبہ نے پسینہ کی بدبو دور ہونے کی دوا دریافت فرمائی ہے ان کی خدمت میں عرض ہے کہ اپنی سہیلی کو پومپیا پوڈر (Pompeia) استعمال کرائیں۔ انشااللہ ضرور فائدہ ہوگا بجائے بدبو کے خوشبو آئے گی چاہئے کہ پوڈر لیکر جسم میں اچھی طرح مل لیا کریں چند روز میں بدبو دور ہوجائے گی۔

ایس کے صغرا بیگم سبزواریہ کلکتہ خریدار ۱۳۲۵

مجھے بہن غیاث النسا بیگم صاحبہ کا پتہ درکار ہے مہربانی سے کوئی عصمتی بہن مجھے ان کے پتہ سے مطلع کریں۔ خصوصاً گجی بیگم صاحبہ اسپر ضرور توجہ کریں۔ حمیدہ خاتون شمس منزل غازی پور

دسمبر کے پرچہ میں ایک بہن صاحبہ نیند نہ آنے کی شکایت فرماتی ہیں یہ علامت عام طور پر ایک بشر کو ہوا کرتی ہے اس میں گھبرانے کی کوئی بات نہیں اگر حسب ذیل طریقہ اختیار کریں گے تو انشااللہ فائدہ ہوگا۔

دوپہر میں ہرگز نہ سوئیں۔ شب کا طعام فوراً بعد مغرب نوش نہ فرمادیں۔ افضل یہ کہ قبل مغرب کھائیں۔

نو بجے کے بعد نیند کا خیال کرکے آرام فرمادیں۔

سونے سے پہلے تازہ دودھ جوشیلا نوش فرمادیں۔

پرہیز۔ تمباکو۔ چائے۔ کافی زیادہ کھانے میں مسالوں کا استعمال نہ چاہئے۔

پانی زیادہ گرم نہ حمام کریں۔

فائدہ ہونے پر حسب حیثیت کچھ مبلغ تربیت گاہ یا بنات کی ترقی کے لئے پیش نظر فرمادیں۔ خوشخبری سے اطلاع دیں۔ قوم مسلم کے لئے دعا خیر فرمادیں۔ ع۔ح خریدار نمبر ۵۰۹

دسمبر کے پرچہ میں بزم عصمت میں بہن ح ج بیگم صاحبہ کا مضمون میں نے پڑھا۔ میرے ایک دوست اسی قسم کی پیشاب کی علت میں تکلیف اٹھا رہے تھے۔ ان کے خاندانی ڈاکٹر صاحب نے مجرب نسخہ تحریر کیا تھا استعمال سے دوا کے اثر نے کچھ آٹھ دن میں شکایت رفع کردی۔

(۱) نسخہ

سان می ٹو (san meto)۔ یہ پیٹنٹ دوائی ہر ایک انگریزی دواخانہ میں مل سکتی ہے کارخانہ اوڈکیمکو آف یونائٹڈ اسٹیٹ آف امریکہ Pacent medine manufactured by od chem co. u. S. A

دن میں ایک چائے کا چمچہ بھر دوائی کھانوں کے درمیان میں چار وقت نوش فرمائیں۔ دوائی خوشبودار ذائقہ دار میٹھی ہے۔ اگر ایک چمچہ یا ساٹھ قطرے سے دس پندرہ قطرے زیادہ بھی نوش فرمادیں گے تو کوئی نقصان نہیں ہے بہتر ہوگا وہ ایک شیشی آٹھ اونس کی جس کی قیمت کل چار روپے کی ہے خریدلیں ورنہ دواخانہ والے ایک اونس کی قیمت چودہ آنے طلب کرتے ہیں۔

۲ نسخہ

اگر پیشاب میں رکاوٹ رہتی ہے اور عادت سے کم ہوتا ہے تو مزکورہ بالا دوائی کے ساتھ دس گرین سٹریٹ آف پوٹاسیم Citrate of Potassium 10 grs.

ہر دوائی کے ساتھ زیادہ استعمال بارلی کے پانی کی رکھیں۔ Barly water دہی چھاچھ لیمو کے شربت استعمال کریں۔

زیادہ مرچ سالن میں ہلدی ومسالہ نہ رہنا چاہئے۔

فائدہ ہونے پر حسب حیثیت کچھ مبلغ تربیت گاہ بنات کی ترقی کے لئے عنایت فرمائیں اور بذریعہ عصمت مطلع کریں۔

ع ح خریدار نمبر ۵۰۹

اردو کے بہترین ترجموں کے قرآن مجید

پانچ ترجموں والا قرآن مجید

اتنی خوبیوں کا کلام مجید دنیا میں کسی جگہ آجتک نہیں چھپا۔ شیخ سعدی اور حضرت شاہ ولی اللہ کے فارسی ترجموں کے علاوہ تین اردو ترجمے شاہ رفیع الدین شاہ عبدالقادر اور مولوی اشرف علی جیسے جید علما کے ہیں حاشیہ پر آسان زبان میں اردو کے سب سے جامع اور مستند مقبول عام بہترین تفسیر، احسن التفاسیر مکمل ہے ۴ حافظوں نے اسکی صحت کی ہے ۵۰۰ علماء نے ہر طرح پسند کیا ہے کتابت اور چھپائی بہید قابل تعریف پاکیزہ اور ستھری، کاغذ نہایت عمدہ صرف اس کلام مجید کی تفسیر ہی تیس تیس روپیہ میں ہدیہ ہوتی ہے یہ وہ کلام مجید ہے جس کی ہزاروں جلدیں تیس روپیہ میں ہدیہ ہو چکی ہیں اب آپ اعلیٰ مجلد چرمی صرف ساڑھے بارہ روپیہ میں علاوہ محصول منگا سکتی ہیں ان خوبیوں کا کلام مجید دیکھا کیا آپ نے کبھی سنا بھی نہ ہوگا کیونکہ تمام دنیا میں کہیں ایسا نہیں مل سکتا۔ لڑکیوں کے جہیز کے لئے ہزاروں جلدیں ہدیہ ہوئی ہیں اگر آپ نے فوراً نہ منگایا تو ممکن ہے پھر کسی قیمت پر یہ نعمت آپ حاصل نہ کر سکیں محصولڈاک علاوہ ۱۲؍

بڑا قرآن مجید

قرآن مجید کے اردو میں کتنے ہی ترجمے ہوئے لیکن باعتبار زبان مولوی نذیر احمد مرحوم کا ترجمہ سب ترجموں پر فوقیت رکھتا ہے زبان کی شیرینی اور حلاوت کا کیا کہنا خواہ مخواہ پڑھنے کو جی چاہے سبحان اللہ کیا ترجمہ ہے۔ پھر ڈپٹی نذیر احمد ہی کی زبان میں جید علما کی تفسیر کا عطر قلم جلی، سفید کاغذ بہترین کتابت۔ قیمت مجلد ۱۲، روپیہ محصولڈاک ۱۲؍

نئی شان کا قرآن مجید

اکتالیس خوبیوں والا پکیس مہری، معجز نما خوشخط۔ روشن صاف چھپائی نفیس کاغذ۔ مولوی اشرف علی صاحب تھانوی کا سلیس عام فہم ترجمہ، حاشیہ پر موضح القرآن کا خلاصہ۔ ہدیہ مجلد چرمی رعایتی چار روپیہ علاوہ محصولڈاک

معجز نما متوسط قرآن مجید

پہلا ترجمہ از شاہ رفیع الدین محدث دہلوی دوسرا ترجمہ مولانا اشرف علی تھانوی حاشیہ پر تمام کتب و احادیث کے خلاصے شروع میں مقدمہ ہے جس میں تمام احکام تاریخی واقعات پیغمبروں اور رسول اکرم اور خلفاء راشدین کی کامل سوانح عمریاں ہیں کاغذ عمدہ حرفوں کی خوشنمائی [illegible]

سے زیادہ۔ ہدیہ مجلد چھ روپیہ محصولڈاک ۱۲؍

معجز نما حمائل شریف

۵۰ خوبیوں والی مع تفسیر ترجمہ مولوی اشرف علی صاحب ہدیہ مجلد پانچ روپیہ ۵؍

اعجاز بیان قرآن مجید

دو ترجموں والا خوشنما مع تفسیر اصح البیان اردو اوّل ترجمہ شاہ رفیع الدین صاحب محدث دہلوی دوم از مولانا شاہ اشرف علی صاحب تھانوی جس میں خواص القرآن برہان القرآن، تاریخ القرآن، فوائد القرآن، اعمال القرآن، رموز القرآن، تعبیر نامہ خواب فالنامہ قرآن بھی ہیں یہ قرآن مجید چھپنے سے پہلے ہزاروں کا ہدیہ ہو گیا صرف ایک صفحہ چھپنے پر تمام ہندوستان میں اس کی شہرت ہو گئی بڑی محنت سے صحت کی گئی ہے چھپائی لکھائی بہت عمدہ ہدیہ مجلد چرمی للعہ؍ علاوہ محصول

بغیر ترجمے کے قرآن مجید

جرمنی قرآن شریف

یورپ کی بہترین چھپائی کا نمونہ۔ اعلیٰ درجہ کا سفید انڈا جیسا کاغذ، صاف ستھری چھپائی عمدہ کاغذ۔ ایسا خوبصورت چھپا ہوا کلام پاک بہت کم دیکھا ہوگا عصمت کی تقطیع سے نصف سائز ہے نہایت مضبوط جلد ہدیہ صرف ۲؍ حالانکہ ۵؍ ہوتی تو بھی اس کی خوبیوں کے مقابلہ میں کچھ نہ تھی اس کا کاغذ چھپائی وغیرہ دیکھ کر روح خوش ہو جاتی ہے۔

طلائی تمغہ والا قرآن شریف

سفید ولایتی کاغذ پر چمکیلی روشن سیاہی سے بہت صاف چھپا ہے دونوں طرف خوشنما بیلیں ہیں ابتدا میں مقدمۃ القرآن ہے ہدیہ مجلد چرمی صرف ۱۲؍ محصولڈاک ۸؍ اتنی خوبیوں کا اور اس میں ہیں اتنا سستا قرآن مجید مشکل سے کسی دوسری جگہ ملے گا ۔ محصولڈاک بذمہ خریدار

اورنگ زیبی قرآن مجید

غازی اورنگ زیب شہنشاہ ہند کا لکھا ہوا قرآن مجید فوٹو گراف بلاک بنوا کر چھپوایا گیا ہے زندہ قومیں اپنے بادشاہوں اور رہنماؤں کی ایک ایک چیز سر آنکھوں پر رکھتی ہیں مسلمان مردہ قوم ہیں لیکن ان نے بھی شہنشاہ اورنگ زیب کی اتنی قدر کی کہ

محصولڈاک بذمہ خریدار

[illegible]

ملنے کا پتہ:۔ منیجر عصمت دہلی

غیر فانی تصویر

خوبصورت و آرٹسٹک انلارجمنٹ

آپکا فوٹو خواہ کتنا ہی چھوٹا ہو آپکے پورے قد کے برابر تک بڑھایا جاسکتا ہے ہم نے شائقین کی خاطر انگلینڈ کی ایک نہایت اعلیٰ فرم میں ہر قسم کے فوٹو انلارج (بڑا) کروانے کا خاص انتظام کرلیا ہے جس میں نہایت قابل دید یورپین ماہرین مصور کام کرتے ہیں اور جدید سائنٹفک آلات استعمال کئے جاتے ہیں لہذا اب ہم نہایت مسرت کے ساتھ اعلان کرتے ہیں کہ ہمارا کام نہایت اعلیٰ اور اپ ٹوڈیٹ ہے، وہاں ہم نے یہ بھی التزام کیا ہے کہ ہماری اجرت بھی دیگر فرموں اور کارخانوں کے مقابلے میں اس قدر کم ہو کہ ہر امیر و غریب فائدہ اٹھا سکے اور ہر شخص اپنے عزیزوں بزرگوں اور اپنے پیارے بچوں کی غیر فانی اور منہ بولتی تصویریں اپنے پاس رکھ سکے، کیونکہ لائف لائک تصویریں (Life Like Photo) یعنی ایسی تصویریں جن میں اصلی زندگی کے پورے مکمل آثار نمایاں ہوں اور تسکین قلب کا باعث ہوں۔ صرف انلارجنگ تصویریں ہی ہوسکتی ہیں بشرطیکہ وہ ماہر مصوروں سے بنوائی جائیں۔

ہر انلارجنگ تصویر خوبصورتی کے ساتھ پائدار نیچرل رنگوں میں رنگین کیجاسکتی ہے جو نہایت و نفریب شاندار معلوم ہوتی ہے ہم فی الحال صرف ایک سائز یعنی ۱۶ × ۲۰ انچ کے سادہ و رنگین انلارجمنٹ کا نرخنامہ درج ذیل کرتے ہیں دیگر سائزوں کا نرخنامہ معلوم کرنے کے لئے ہماری فہرست مفت منگائیے

۱۶ × ۲۰ انچ سیپیہ (یعنی براؤن رنگ میں ۵ روپیہ)

۱۶ × ۲۰ انچ واٹر کلر رنگین کینوس پر ۲۰ روپیہ)

۱۶ × ۲۰ انچ روغن چڑھا ہوا مع ماؤنٹ کے کینوس پر ۱۲ روپیہ چار آنہ

۱۶ × ۲۰ انچ آئل کلر رنگین کینوس پر ۳۰ روپیہ

نوٹ: نصف قیمت فرمائش کے ہمراہ آنی چاہئے کام عمدہ اور خاطر خواہ ہونیکی پوری گارنٹی کی جاتی ہے۔ ورنہ قیمت واپس۔ پتہ: ماڈرن فوٹو انلارجنگ کمپنی منصف بلڈنگ شہر آگرہ

واحدی صاحب کا منجن

اکسیر دندان

یہ منجن اس نسخہ سے بنایا گیا ہے جو ملا واحدی صاحب ایڈیٹر نظام المشائخ کو ان کی ایڈیٹری طبیب کے زمانہ میں یعنی سنہ ۱۹۱۲ء میں مسیح الملک حکیم اجمل خانصاحب مرحوم نے عنایت فرمایا تھا۔ اس سے دانتوں اور مسوڑوں کی تمام خرابیاں تکلیفیں رفع ہوجاتی ہیں چودہ پندرہ سال سے واحدی صاحب اسے خود بھی استعمال کرتے ہیں اور اپنے شہر کے ہر ضرورتمند کو بھی دیتے ہیں ہر شخص اس کا ثناخواں ہے اور اسے سب سے اچھا منجن تسلیم کرتا ہے سینکڑوں ہلتے ہوئے دانت اس منجن نے جوڑ دیئے متعدد آدمی ہیں جنہیں پائریا کی شکایت تھی اور ہر کھانے کے ساتھ مسوڑوں کا خون اور مسوڑوں کی پیپ پیٹ میں اتر اتر کر ان کی صحت کو برباد کررہی تھی صرف اس منجن کے ملنے سے ان کے مسوڑے اچھے ہوگئے اور آج وہ خدا کے فضل سے تندرست ہیں جس منجن نے پائیریا جیسے موذی مرض کو آرام ہوتا ہو اور جس منجن سے ہلتے ہوئے دانت جڑ جاتے ہوں اس کے دوسرے معمولی فوائد بیان کرنے فضول ہیں یہ خیال کرکے دہلی سے باہر کے لوگوں کے پاس بھی اس منجن کو پہنچایا جائے ہم نے واحدی سے منجن کا یہ نسخہ مانگ لیا ہے اور لاگت کی لاگت اسے فروخت کررہے ہیں۔

قیمت فی شیشی ۸/ محصول ڈاک چار آنہ ۴/

دو شیشیوں پر محصول ۵/

ملنے کا پتہ

احمد مجتبیٰ منیجر رسالہ نظام المشائخ

نمبر ۱۲ کوچہ چیلان دھلی

۱۵ جنوری ۱۹۳۰ء — ۵ شعبان المکرم سے یہ رعایتی سلسلہ جاری ہوا ہے تاکہ خریدار صاحب قیمت بھیج کر گھڑیاں منگا کر شروع رمضان المبارک سے کام میں لا سکیں

رعایت کا مبارک مہینہ

جو سال میں ایک ہی بار آتا ہے اس سے ضرور فائدہ اٹھائیے

گیارہ ماہ گذر جانے کے بعد خدا کے فضل و کرم سے پھر ہم کو اور آپ کو رمضان المبارک کا مہینہ نصیب ہوا ہے۔ یہ بھلائیوں اور نیکیوں کا مہینہ ہے اس لئے ہم نے بھی یہی مہینہ اپنے خریداروں کو فائدہ پہنچانے کے لئے انتخاب کر رکھا ہے۔ لہذا حسب معمول اعلان کیا جاتا ہے کہ مندرجہ ذیل گھڑیوں۔ ٹایم پیسوں اور گھنٹوں کی قیمت میں بیحد رعایت کر دی گئی ہے اس رعایت سے ہر شخص خواہ کسی مذہب و ملت کے ہوں فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ جلد سے جلد فرمایش بھیجئے ورنہ یہ زرین موقعہ پھر ایک سال بعد آئے گا۔ راقم منیجر

رولڈ گولڈ کیس کی لیور رسٹواچ



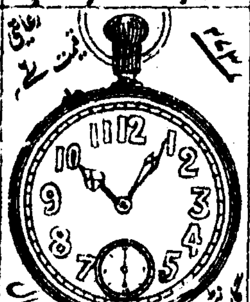
یہ گھڑی اصلی رولڈ گولڈ کیس کی لیور ہے اور اس کی مشین میں ۱۰ یاقوت دو کلی آویزاں ہیں دوڑ بھاگ میں بھی خراب نہیں ہوتی رعایتی قیمت معہ اسٹراپ تیرہ روپے بارہ آنہ

چاندی کے کیس کی شب بین رسٹواچ



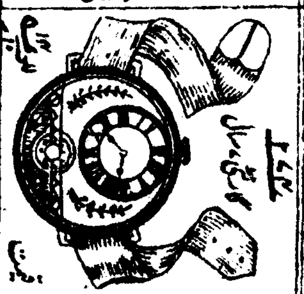
اس گھڑی کا ڈائل اور سوئیاں ریڈیم ہیں جن سے دن کے علاوہ رات کو اندھیرے میں بھی وقت معلوم ہوتا ہے۔ ٹایم کی سچی اور پائیدار ہے۔ رعایتی قیمت معہ اسٹراپ آٹھ روپے دو آنے

شب چراغ لیور پاکٹ واچ



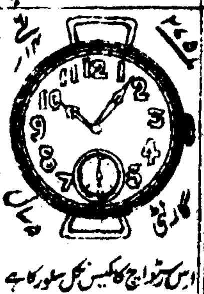
یہ خوبصورت گھڑی دن کے علاوہ رات کو بھی اندھیرے میں ٹایم بتاتی ہے پرزوں کی مضبوط اور ٹایم کی سچی ہے رعایتی قیمت صرف چھ روپے

خوشوضع قابل دید آٹھ روزہ چابی کی رسٹواچ



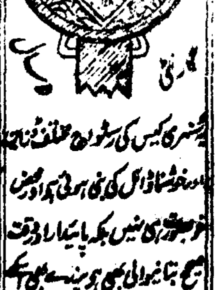
دیکھنے میں نہایت خوشنما ہے پرزوں کی مضبوط مشین لیور اور جوکدار ہے چابی اسمیں آٹھ روز میں ایک بار دیجاتی ہے ہر روز چابی دینے اور کلائی سے کھولنے باندھنے کی ضرورت نہیں ہوتی ٹایم صحیح بتاتی ہے رعایتی قیمت معہ اسٹراپ چودہ روپے دس آنے

کیس والی کارآمد خوشنما رسٹواچ



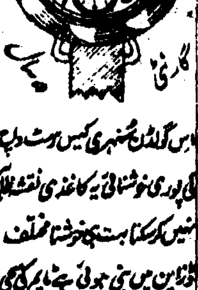
اس رسٹواچ کا کیس نکل سلور کا ہے اس کا ڈائل اور سوئیاں ریڈیم ہیں جو شب کو اندھیرے میں بھی مثل دن کے وقت بتاتی ہے ٹایم کی سچی اور پرزوں کی مضبوط ہے رعایتی قیمت معہ اسٹراپ چھ روپے چودہ آنے

نیو فیشن گولڈن رسٹواچ



یہ سنہری کیس کی رسٹواچ مختلف نمونہ … خوشنما ڈائل … خوبصورتی ہی نہیں بلکہ پائیدار اور وقت صحیح بتانیوالی بھی ہو … بہت مضبوط ہیں رعایتی قیمت معہ اسٹراپ پانچ روپے آٹھ آنے

فینسی شاندار گولڈن رسٹواچ



اس گولڈن سنہری کیس … کی پوری خوشنمائی یہ کاغذی نقشہ … نہیں کر سکتا بہت ہی خوشنما مختلف ڈائل … ٹایم کی سچی اور پرزوں کی مضبوط ہے رعایتی قیمت معہ اسٹراپ چھ روپے بارہ آنے

اصلی ریلوے ریگولیٹر لیور واچ



شاید ہی کوئی شخص ایسا ہو جو اس پائیدار اور سچا وقت بتانیوالی اصلی انجن مارکہ ریلوے ریگولیٹر کے نام سے واقف نہ ہو اس کی وجہ یہ ہے کہ پرزوں کی مضبوط ٹایم کی سچی ہے رعایتی قیمت دو روپے چودہ آنے

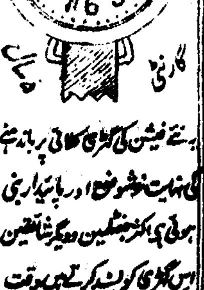
ڈبل بیل الارم ٹایم پیس



نکل سلور کیس۔ خوشنما۔ پائدار ٹایم کا سچا … باعث الارم بلند آواز سے بجاکر خواب سے بیدار کرکے ایک چوکیدار کا کام دیتا ہے۔ رعایتی قیمت تین روپے بارہ آنے

محصول ڈاک پیکنگ منی آرڈر فیس کل ۱۳؍

خوشنما و پائیدار رسٹواچ



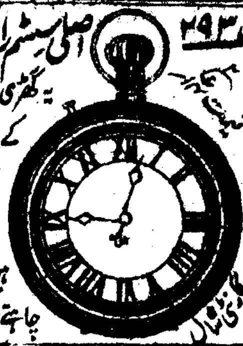
بنئے فیشن کی گھڑی کلائی پر باندھنے کی نہایت خوشنما اور پائیدار ہے … حضرات اس گھڑی کو پسند کرتے ہیں وقت بتانیکی سچی پرزوں کی مضبوط ہے رعایتی قیمت معہ اسٹراپ … روپے چودہ آنہ

رمضان المبارک میں ہر کام باعث خیر و برکت ہوتا ہے اس لئے یہ خرید و فروخت بھی مبارک ثابت ہوگی

ویسٹ اینڈ واچ کمپنی

... گھڑیاں اور ٹائم پیس ... شکل میں موجود ہیں آپ کو جو گھڑی مطلوب ہو طلب فرمائیں نیز مرمتی گھڑیوں کی درستی بھی ہمارے ہاں باقاعدہ اور رعایت کے ساتھ کی جاتی ہے۔

نمبر ۲۹۳ اصلی سسٹم اسکوپ پیٹنٹ لیور واچ



یہ گھڑی اپنی مضبوطی اور صحیح وقت بتانے کے باعث نہایت مقبول ہوئی ہے ہر شخص اسکے نام سے واقف ہے اسکے پرزے نہایت مضبوط و پالشدار ہیں اگر آپ کم خرچ بالانشین گھڑی لینا چاہتے ہیں تو اسکو منگا لیجئے رعایتی قیمت ...

نمبر ۲۹۴ خوشنما و پائیدار کیس والی پاکٹ واچ



اس گھڑی کی سوئیاں اور ہندسے مانند ستاروں کے چمکتے ہیں جن سے مثل دن کے رات کو اندھیرے میں بھی وقت آسانی معلوم ہوتا ہے مشین اسکی بہت پختہ اور پرزے پالشدار ہیں ٹائم نہایت صحیح بتاتی ہے کیس نکل سلور کا ہے۔ رعایتی قیمت چھ روپے چار آنے

لیونیڈہ جوئلوالی رسٹ واچ



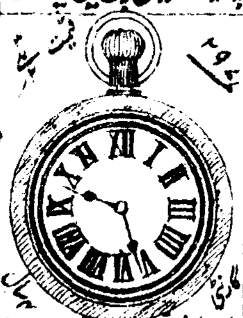
اس رسٹ واچ کی مشین لیونیڈہ جو ... نہایت پختہ ہو دوڑ بھاگ میں خراب نہیں ہوتی ٹائم کی نہایت سچی اور خوشنما لنڈو قبضہ دار ہیں رعایتی قیمت معہ اسٹراپ بارہ روپے بارہ آنہ

نیو پیٹنٹ خوشنما رسٹ واچ



یہ گھڑی نکل سلور کیس کی خوشنما پائیدار بنی ہوئی ہے وقت صحیح بتاتی ہے چابی ۳۰ گھنٹے کی ہے مشین لیور اور پرزے پالشدار ہیں۔ رعایتی قیمت معہ اسٹراپ پانچ روپے سات آنہ

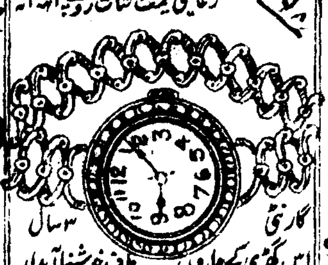
پائیدار کیس و اوپن فیس پاکٹ واچ



یہ گھڑی کھلے منہ کی نہایت خوشنما بنی ہوئی ہے چابی اسمیں ۳۰ گھنٹے کی ہے اور پرزے مضبوط ہیں۔ وقت صحیح بتاتی ہے رعایتی قیمت صرف تین روپے دو آنے محصولڈاک بذمہ خریدار

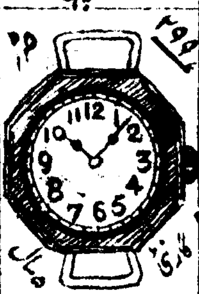
سونیکے ملمع کی جالدار چوڑی کی جڑاؤ رسٹ واچ

رعایتی قیمت سات روپے آٹھ آنہ



اس گھڑی کے چاروں طرف خوشنما آبدار نگ جڑے ہوئے ہیں اسکی چوڑی اسپرنگدار ہے جسکے باعث ہر موٹی و پتلی کلائی پر ربڑ کی طرح کھینچکر فٹ ہوجاتی ہے مستورات اسے بڑے شوق سے پسند کرتی ہیں ٹائم کی سچی ہے پرزوں کی مضبوط ہے۔ رعایتی قیمت سات روپے آٹھ آنے

خوشوضع اٹھ پہل رسٹ واچ



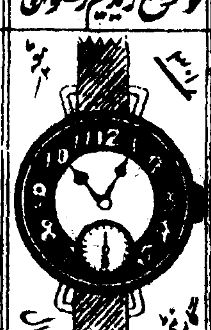
۲۲ کیرٹ گولڈن دسنہری، فینسی شیپ بہت خوبصورت پرزوں کی مضبوط ٹائم کی سچی اور سوئزر میڈ ہے رعایتی قیمت معہ اسٹراپ صرف پانچ روپے

اندھیرے میں وقت بتانیوالی رسٹ واچ



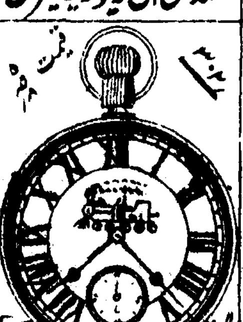
سنہری کیس کی خوشنما اور پائیدار سچا وقت بتانیوالی گھڑی ہے جس میں وقت بتانیکے علاوہ شبکو اندھیرے میں بھی وقت بتاتی ہے۔ رعایتی قیمت معہ اسٹراپ صرف چھ روپے چودہ آنے

خوشوضع ریڈیم رسٹ واچ



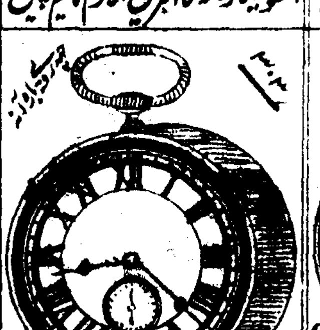
اگر آپ مثل دن کے رات کو اندھیرے میں بھی وقت معلوم کرنا چاہتے ہیں تو اس گھڑی کو منگالیں اسکے ہندسے و سوئیاں مثل ستاروں کے چمکتے ہیں ٹائم کی سچی پرزوں کی مضبوط ہے رعایتی قیمت معہ اسٹراپ سات روپے دو آنے۔

سکنڈ والی اصلی ریکور ریگولیٹر واچ



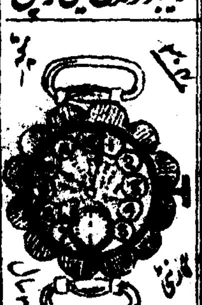
ہمارے خیال میں شاید ہی کوئی ایسا شخص ہو جس نے ریلوے گھڑی کا نام نہ سنا ہو یہ اپنی مضبوطی اور صحیح ٹائم بتانے کے باعث تمام عالم میں ڈنکا بجا چکی ہے گلاس بھی اس پر بہت دبیز (موٹا) لگا ہوا ہے رعایتی قیمت پانچ روپے آٹھ آنے

السونیہ کارخانہ کا امریکن الارم ٹائم پیس



یہ ٹائم پیس مشہور و معروف السونیہ کارخانہ کا بنا ہوا نکل سلور کیس بے زنگ کا مضبوط ٹائم کا سچا ہے اسمیں الارم بھی پشت کیطرف لگا ہوا ہے جو بوقت ضرورت صحیح ٹائم پر الارم بجاتا ہے۔ رعایتی قیمت صرف چھ روپے بارہ آنے محصولڈاک وغیرہ ۱۳؍

نوایجاد گولڈن فینسی رسٹ واچ



سنہری رسٹ واچ بالکل نئی وضع مختلف شیپ کی قبضہ دار گنڈو کی جسکی خوشنمائی اور دلکشی بیان کرنی نقشہ کو ظاہر کرنا مشکل ہو دیکھنے سے تعلق ہے پرزوں کی مضبوط ٹائم کی پکی ہے رعایتی قیمت معہ اسٹراپ سات روپے آٹھ آنے

اگر ان گھڑیوں میں سے کوئی گھڑی آپ نے پسند کی ہو تو خریداری کے لئے اس سے بہتر کوئی موقع نہیں مل سکتا

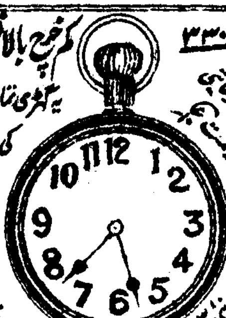
۳۲۹ حیرت انگیز خوشنما کلنڈر یعنے جنتری واچ



اس گھڑی میں ایسے کاریگر نے عجیب و غریب عقل آرائی کی ہے گھڑی کیا ہے پوری جنتری ہے اسمیں چند ڈائل ہیں جنسے تاریخ دیکھئے دن تیسرے سے مہینہ چوتھے سے چاند کا گھٹنا بڑھنا مثل سائی جاتا ہے پانچویں سے سکنڈ چھٹے سے گھنٹہ منٹ معلوم ہوتا ہے۔ رعایتی قیمت تیرہ روپے آٹھ آنے۔

گارنٹی ۵ سال

۳۳۰ کم خرچ بالانشین لیور پاکٹ واچ



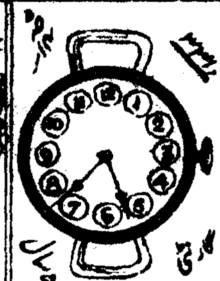
یہ گھڑی تمام کم قیمت گھڑیوں میں اعلےٰ درجہ کی ہو ٹایم صحیح بتانے میں پچاس روپے کی گھڑی کا مقابلہ کرتی ہے اور پرزوں کی بھی مضبوط ہے وقت صحیح بتاتی ہے۔ رعایتی قیمت دو روپے دس آنے

گارنٹی ۳ سال

ویسٹ اینڈ واچ کمپنی

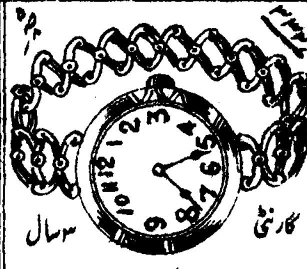
کی دیگر ہر قسم کی گھڑیوں کی مرمت ہمارے ہاں باقاعدہ اور کفایت کے ساتھ کی جاتی ہے درستی کے لئے اگر کوئی گھڑی آپ کے پاس ہے تو بھیج دیجئے

سنہری کیس کی فینسی رسٹ واچ



رسٹ واچ فینسی ڈائل کی نہایت خوشنما سنہری کیس کی ہو پرزوں کی مضبوط اور ٹایم بتانے کی سچی ہے رعایتی قیمت معہ اسٹراپ صرف پانچ روپے چودہ آنے۔

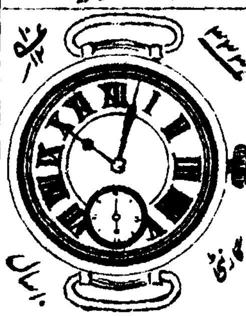
خوشنما جالدار چوڑی سونیکے ملمع کی رسٹ واچ



گارنٹی ۳ سال

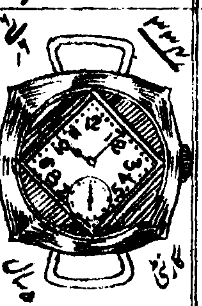
اس خوبصورت قابل دید گھڑی میں چوڑی اسپرنگ دار لگی ہوئی ہو جو ہر موٹی و پتلی کلائی پر ربڑ کی طرح کھینچکر فٹ ہو جاتی ہے۔ گھڑی کی گھڑی اور کلائی کی زینت مستورات بڑے شوق سے پسند کرتی ہیں وقت سچا بتاتی ہے اور پرزے بھی مضبوط ہیں رعایتی قیمت پانچ روپے آٹھ آنے

دس جوئل والی لیور رسٹ واچ



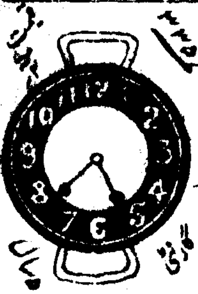
اس گھڑی کی مشین لیور دس جوئل والی ایسی مضبوط ہے کہ ٹینس وغیرہ میں بھی خراب نہیں ہوتی ٹایم کی سچی اور خوبصورت ہو کنڈے بھی قبضہ دار ہیں۔ رعایتی قیمت معہ اسٹراپ دس روپے بارہ آنے

نئے فیشن کی گولڈن رسٹ واچ



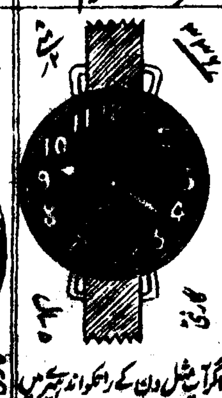
یہ سنہری کیس کی رسٹ واچ مختلف شیپڈ ڈائل کی بہت ہی خوشنما بنی ہوئی ہے پرزوں کی پائیدار اور ٹایم کی سچی ہے رعایتی قیمت معہ اسٹراپ چھ روپے چھ آنہ

تاریکی میں وقت بتانیوالی رسٹ واچ



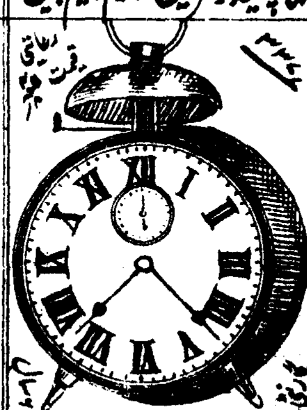
اس گھڑی کے ہندسے سوئیاں ایسی والی ہیں جن سے دن کے علاوہ رات کو اندھیرے میں بھی وقت معلوم ہوتا ہے ٹایم کی سچی اور سنہری کیس کی ہے رعایتی قیمت معہ اسٹراپ سات روپے دو آنے

سنہری کیس کی ریڈیم رسٹ واچ



اگر آپ مثل دن کے رات کو اندھیرے میں بھی وقت معلوم کرنا چاہتے ہیں تو یہی گھڑی خریدئیے اسکے ہندسے سوئیاں اندھیرے میں مانند ستاروں کے چمکتے ہیں وقت بالکل صحیح بتاتی ہے رعایتی قیمت معہ اسٹراپ ... روپے دو آنہ

نہایت پائیدار امریکن الارم ٹایم پیس



پائیداری اور وقت صحیح بتانے میں مشہور ہے اس لئے اسکی تعریف لکھنے کی چنداں ضرورت نہیں اسمیں جو الارم لگا ہوا ہے وہ بوقت ضرورت ٹھیک ٹایم پر سوتے شخص کو بیدار کرنے کیلئے ایک چوکیدار کا کام دیتا ہے رعایتی قیمت چار روپے آٹھ آنے۔

۳۳۸ اصلی ریکور ریگولیٹر لیور پاکٹ واچ



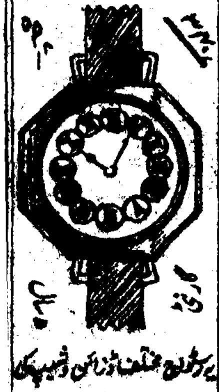
یہ گھڑیاں لاکھوں کی تعداد میں فروخت ہو چکی ہیں اسکی زیادہ بکری اور مقبولیت اسوجہ سے ہے کہ یہ وقت صحیح بتاتی ہے اور لیور ہونے کے باعث بہت پائیدار ہے قیمت میں بھی ارزاں ہے رعایتی قیمت صرف چار روپے۔ ہر وقت فرمائش پاپتہ خوشخط تحریر فرمایئے

شاندار سنہری کیس کی رسٹ واچ



یہ گھڑی بیحد خوبصورت مختلف وضع کی ہو اکثر شادیوں اور تحفہ جات میں دی جاتی ہو مرد و عورت دونوں اسے پسند فرما کر استعمال کرتے ہیں پرزوں کی مضبوط ٹایم کی سچی ہو رعایتی قیمت معہ اسٹراپ چھ روپے بارہ آنے

بیحد نفیس سنہری رسٹ واچ



یہ رسٹ واچ مختلف ڈیزائن و شیپ کی نہایت ہی خوشنما ہو اگرچہ خوبصورتی کا معمولی اندازہ نقشے سے ہوتا ہو مگر پوری خوشنمائی گھڑی کے ملاحظہ سے معلوم ہوگی ٹایم کی سچی پرزوں کی مضبوط ہے ... معہ اسٹراپ ... روپے ... آنے

[illegible]

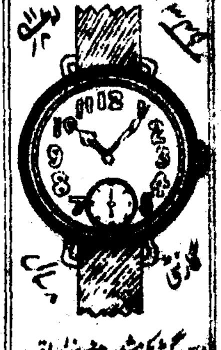
بعض لوگ سوچتے رہ جاتے ہیں اور موقعہ ہاتھ سے نکل جاتا ہے

فینسی گولڈن رسٹ واچ



لاجواب قسم کی رسٹ واچ ایسی خوشنما بنی ہوئی ہے کہ بار بار دیکھنے کو دل چاہتا ہے کیس سنہری اور پرزہ پختہ و پائدار ہیں وقت سچا بتاتی ہے۔ رعایتی قیمت معہ اسٹراپ پانچ روپے بارہ آنے

ریڈیم الیومینیٹڈ لیدر اسٹریپ رسٹ واچ



اس گھڑی کی مشین میں ۱۵ یاقوت (جویل) لگے ہوئے ہیں اور مشین بہت نہایت پائیدار اور مضبوط ہو وہ معمولی سواری کے جھٹکوں سے مشین وغیرہ میں خرابی نہیں ہوتی کیس نکل سلور کا ہے اس کے ڈائل پر سوئیاں ریڈیم والی لگی ہوئی ہیں جس کے باعث شب کو اندھیرے میں بھی مثل دن کے وقت معلوم ہوتا ہے۔ وقت ٹھیک صحیح بتاتی ہے چابی بجائے ۲۴ گھنٹے کے ۳۰ گھنٹہ کی ہے رعایتی قیمت معہ اسٹراپ گیارہ روپے آٹھ آنے

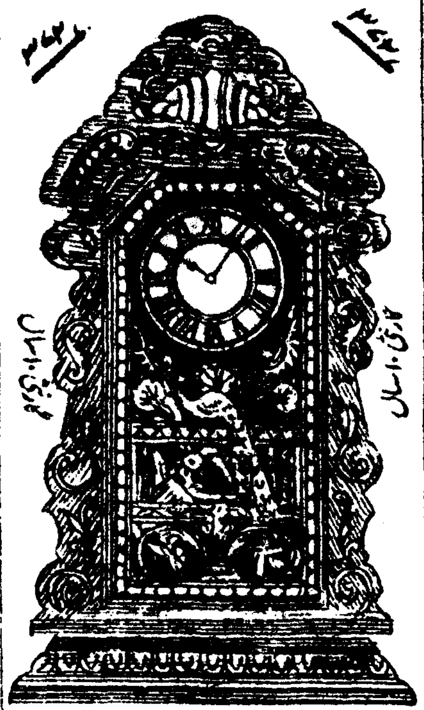
۱۴ کیرٹ گولڈ نب کا فونٹن پن



معہ کلپ بہترین ۱۴ کیرٹ گولڈ نب لگی ہوئی ہے رعایتی قیمت صرف دو روپے

انگلینڈ ساخت ۱۴ کیرٹ نب کا سیلف فیلنگ (از خود سیاہی کھینچنے والا) فونٹن پن ہر قسم کے کاغذ پر رواں اور خوشخط لکھتا ہے اسمیں سیاہی نہ نکلتی ہے نہ پھیلتی ہے نہ تو خراب ہوتا اور خوشنما بھی ہے رعایتی قیمت چار روپے آٹھ آنے

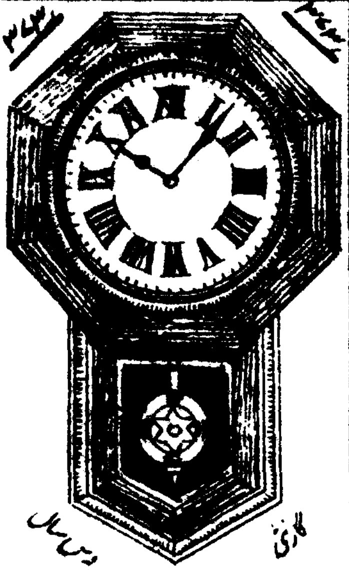
نہایت خوبصورت اور پائیدار امریکن فینسی کلاک



اس امریکن فینسی کلاک کے پرزے نہایت مضبوط و پائیدار ہیں۔ ٹائم بالکل صحیح بتاتا ہے چابی اسمیں آٹھ روز میں ایک بار دیجاتی ہے۔ گھنٹہ آدھا گھنٹہ آواز سے بجاتا ہے اسکے کیس پر نہایت کاریگری سے نقش و نگار کیا گیا ہے دیکھنے میں بہت خوبصورت ہے۔ کمرہ۔ آفس مکان میں جہاں چاہیں لگا سکتے ہیں۔ رعایتی قیمت سولہ روپے

الیضاً اس میں الارم بھی لگا ہوا ہے رعایتی قیمت اٹھارہ روپے

خوشنما اور مضبوط آفس کلاک



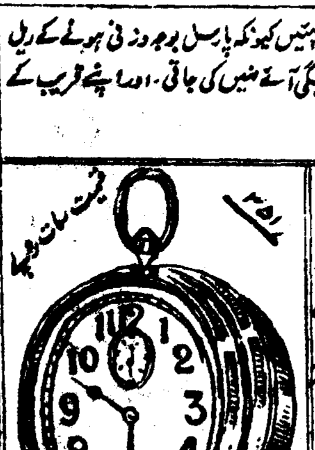
یہ آفس کلاک نہایت خوبصورت اور پائدار بنا ہوا ہے اس میں چابی آٹھ روز بعد دی جاتی ہے گھنٹہ آدھا گھنٹہ آواز سے بجاتا ہے۔ اسکی لمبائی ۱۹ انچ چوڑائی ۱۲ انچ ہے۔ رعایتی قیمت گیارہ روپے آٹھ آنے۔

الیضاً درمیانہ سائز اسکی لمبائی ۲۱ انچ چوڑائی ۱۴ انچ ہے رعایتی قیمت تیرہ روپے آٹھ آنے۔

الیضاً بڑا سائز اسکی لمبائی ۲۶ انچ چوڑائی ۱۴ انچ ہے رعایتی قیمت پندرہ روپے آٹھ آنے۔

نوٹ:۔ فرمایش کے ہمراہ مبلغ پانچ روپے بذریعہ منی آرڈر پیشگی بھیجنے چاہئیں کیونکہ پارسل بوجہ وزنی ہونے کے ریل گاڑی سے روانہ کیا جاتا ہے۔ ریلوے پارسل کی تعمیل بغیر کچھ رقم پیشگی آئے نہیں کی جاتی۔ اور اپنے قریب کے ریلوے سٹیشن کا نام انگریزی میں معہ لائن لکھنا چاہیئے۔

ریپیٹ ولانگ الارم ٹائم پیس

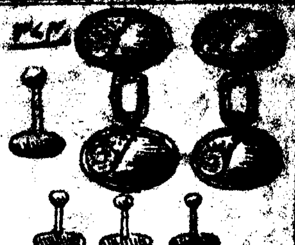


اس کے الارم کی گھنٹی بڑے سائز اور بلند آواز کی ہے جو پشت کی طرف لگی ہوئی ہے۔ اس کا الارم دو طرح سے بجتا ہے ٹھہر ٹھہر کر اور ایک دم۔ الارم کی آواز اس قدر بلند ہے کہ غفلت کی نیند والا بھی جلد ہوشیار ہو جاتا ہے۔ پرزوں کا مضبوط اور ٹائم کا سچا ہے۔ رعایتی قیمت صرف سات روپے۔

نوٹ۔ ہر پارسل کا محصول ڈاک۔ پیکنگ کمیشن منی آرڈر فیس بذمہ خریدار ہوگا

مشہور و معروف دہلی کے ساخت کے سادہ کاری رولڈ گولڈ چاندی اور سونے کے ملمع کے نفیس و منقش زیورات

[illegible] بٹن کے [illegible]



۳۷۴ یہ [illegible] چاندی کے نہایت خوبصورت بنے ہوئے [illegible] کر مدتوں کام دیتے ہیں اپر سونیکا ملمع [illegible] کیا ہوا ہے قیمت فی سٹ دو روپیہ آٹھ آنہ

سونیکی چوڑی ڈائمنڈ کٹ لونگ



۳۷۵ یہ کیل سونیکی نہایت خوش وضع بنی ہوئی ہے اسپر ڈائمنڈ کٹ کا کام نہایت کاریگری سے کیا ہوا ہے درمیان میں ایک نگ گلابی جڑا ہوا ہے قیمت فی عدد دو روپے چار آنہ

سونیکی تا بلدیہ جڑاو لونگ



۳۷۶ یہ لونگ نہایت ہی نفیس و خوشنما بنی ہوئی ہے اسپر خوشنما و آبدار نگ مختلف رنگ کے جڑے ہوئے ہیں قیمت فی عدد دو روپے بارہ آنہ

سونیکے ملمع کے ایرنگ [illegible]



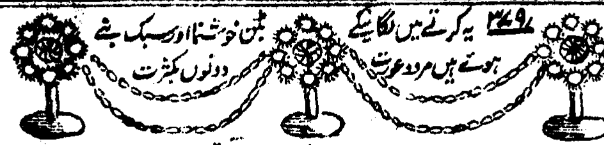
۳۷۷ یہ بندے خالص چاندی کے سونیکے ملمع کے نہایت خوشنما وضعدار بنے ہوتے ہیں ہر عمر کی عورت و لڑکیوں کیلئے موزوں ہوتے ہیں قیمت فی جوڑہ [illegible]

سونیکی [illegible] وضع کی خوشنما [illegible]



۳۸۰ یہ کیل بالکل نئی وضع کی نہایت خوبصورت بنی ہوئی ہے اسپر صوفیانہ کام نہایت کاریگری سے کیا ہوا ہے قیمت فی عدد تین روپے چار آنہ

سونے کے ملمع کے خوشوضع اصلی چاندیکے زنجیردار ڈائمنڈ کٹ بٹن



۳۷۹ یہ کرتے میں لگانیکے بٹن خوشنما اور سبک بنے ہوتے ہیں مرد و عورت دونوں بکثرت استعمال کرتے ہیں۔ ان پر سونے کا نہایت آبدار ملمع کیا ہوا ہے قیمت فی سٹ تین روپے آٹھ آنے

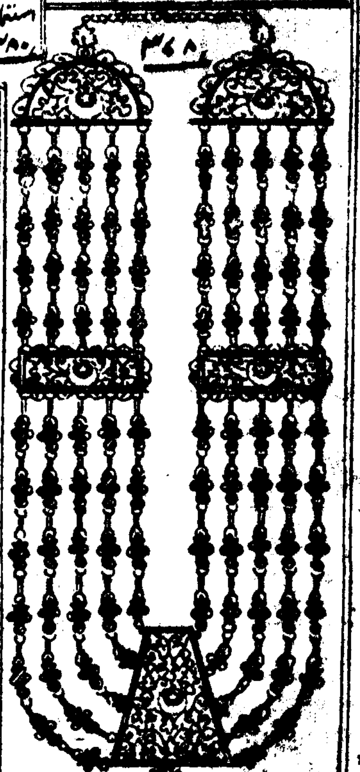
۳۸۰ یہ خالص چاندی کے ہیں ان پر ملمع نہیں ہے۔ قیمت فی سٹ دو روپے آٹھ آنے۔

خوشنما سونیکے ملمع کے بندے



۳۸۹ یہ بندے چاندی کے نہایت خوشنما بنے ہوتے ہیں انپر سونے کا ملمع آبدار کیا ہوا ہے مستورات کثرت سے انہیں پہنتی ہیں۔ قیمت فی جوڑہ دو روپے چودہ آنے (۲ ۱۴)

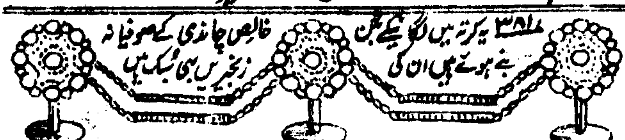
نہایت خوشنما سونیکا ملمع شدہ چندن ہار



۳۷۸

اس چندن ہار کی پوری خوشنمائی [illegible] نہیں کر سکتا اسکی [illegible] نقش ہر [illegible] چمک دمک [illegible] رنگ و روپ [illegible] کہ جب تک [illegible] پہنا جاتے [illegible] اصلی کا پتہ نہیں چلتا بالکل سونے کا [illegible] کی اصلیت کا معلوم ہوتا [illegible] کی [illegible] قیمت فی عدد صرف چار روپے۔

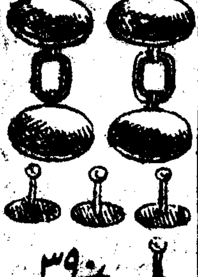
خالص چاندی کے سونے کے ملمع شدہ زنجیردار کرتے کے بٹن



۳۸۱ یہ کرتہ میں لگانیکے بٹن خالص چاندی کے صوفیانہ بنے ہوتے ہیں ان کی زنجیریں بھی سبک ہیں اپر سونے کا ملمع نہایت آبدار چڑھا ہوا ہے۔ قیمت فی سٹ تین روپے بارہ آنے۔

۳۸۲ یہ صرف چاندی کے ہیں۔ قیمت فی سٹ دو روپے بارہ آنے

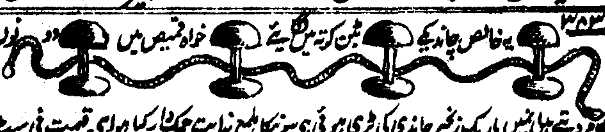
قمیص میں لگانے کے سونیکے ملمع کے بٹن



۳۹۰ یہ بٹن خالص چاندی کے بنے ہوتے ہیں نہایت صوفیانہ [illegible] بنے ہوئے ہیں ایک سٹ مدتوں کام دیتا ہے اپر سونیکا ملمع کیا ہوا ہے مرد و عورت دونوں کے کام کی چیز ہے قیمت فی سٹ دو روپیہ چار آنے

۳۹۱ [illegible] خالص چاندی کے [illegible] قیمت فی سٹ صرف [illegible]

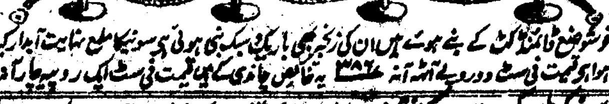
سونیکے ملمع کے کرتے و قمیص میں لگانے کے زنجیردار خوشنما بٹن



۳۸۳ یہ خالص چاندیکے بٹن کرتہ میں لگانیکے خواہ قمیص میں دونوں کام دیتے ہیں نہیں باریک زنجیر چاندی کی پڑی ہوئی ہے سونیکا ملمع نہایت چمکدار کیا ہوا ہے۔ قیمت فی سٹ دو روپے چھ آنہ

۳۸۴ یہ صرف چاندی کے ہیں۔ قیمت فی سٹ ایک روپیہ دو آنے۔

خوشنما خالص چاندی کے سونیکے ملمع شدہ قمیص و کرتے کے بٹن



۳۸۵ یہ بٹن کرتے و قمیص دونوں میں لگائے جاتے ہیں نہایت خوشوضع ڈائمنڈ کٹ کے بنے ہوئے ہیں ان کی زنجیر بھی باریک و سبک بنی ہوئی ہے سونیکا ملمع نہایت آبدار کیا ہوا ہے قیمت فی سٹ دو روپے آٹھ آنہ

۳۸۶ یہ خالص چاندی کے ہیں قیمت فی سٹ ایک روپیہ چار آنہ

سونیکے ملمع کی ہاتھوں کی منقش چوڑیاں



۳۸۷ بہت کوشش سے یہ گولڈ پلیٹیڈ کی چوڑیاں ہم تیار کرواتی ہیں۔ ان چوڑیوں کی ساخت چمک دمک ملمع کی آب و تاب ایسی ہے ہم دیکھنے میں بالکل سونے کی معلوم ہوتی ہیں بغیر کسوٹی کے نقلی و اصلی کی تمیز نہیں ہو سکتی چھ چھ چوڑیاں ہر ہاتھ میں پہنی جاتی ہیں [illegible] سٹ کی قیمت فی سٹ تین روپے

نوٹ۔ [illegible] چوڑیوں کی قیمت فی سٹ دو روپے آٹھ آنہ

January 1951 Regd No L. 1872
Vol. 46
No. 1

THE ISMAT DELHI

India's Leading Literary Ladies Magazine

[illegible]

THE ISMAT DELHI.

ESTD 1908.

عصمت



شریف ہندوستانی بیبیون کے لیئے

پاکیزہ خیالات۔ علمی۔ ادبی مضامین اور مفید معلومات کا مجموعہ جو

مصور غم علامہ راشد الخیری مدظلہ

کی سرپرستی مین ہر انگریزی مہینے مین ایک بار شائع ہوتا ہے

مارچ
١٩٣١
قسم دوم

چندہ سالانہ قسم اول پانچ روپے

ایڈیٹر رازق الخیری

چندہ سالانہ قسم دوم ساڑھے تین روپیہ

SAMI/30

مصورِ غم حضرت علامہ راشد الخیری مدظلہ کے مختصر افسانوں کے مجموعے

سیلابِ اشک با تصویر

۷ درد انگیز افسانے (۱) پرستارِ محبت عورت کا دل وفا و محبت کے خزائن سے مالا مال ہے۔ یہ سبق آموز افسانہ جو کلیجے کو ٹکڑے ٹکڑے اور انسان کی آنکھیں نمناک کردیگا اسکا ثبوت ہے اور بے انتہا مقبول ہوا ہے (۲) بلوچن کے تین رنگ ایک خوددار لڑکی کی وفاداری اور انتقام اور احسان کے جوہر دکھاکر محوِ حیرت کردیتی ہے (۳) طلاق کا سفید بال۔ میاں بیوی کے تعلقات کیا چیز ہیں۔ خودداری اور ایثار کسے کہتے ہیں ضمیر و ایمان کیا کام کرتا ہے اس فلسفیانہ نہایت دردانگیز افسانہ سے معلوم ہوگا کہ جس نے کتنے ہی گھر تباہی سے بچاڈالے (۴) سچ اکبر جس سے معلوم ہوگا کہ ماں کا دل کس طرح کی محبت سے لبریز ہوتا ہے۔ اور سچی خوشی کسے کہتے ہیں (۵) عدل گلبدن شہنشاہ بابر کی لخت جگر شہزادی گلبدن بیگم کی شجاعت۔ عدل و کرم احسان و عفو کے حیرت انگیز کارنامے۔ (۶) بے نکسور بچی۔ بے انتہا موثر فسانہ (۷) ثریا کا قتیل۔ ہر افسانہ کے ساتھ زرکثیر صرف کرکے نوٹو بلاک کی تصاویر لگائی گئی ہیں جو مشہور مسٹر سمیع نے تیار کی ہیں۔ قیمت ایک روپیہ چار آنہ

طوفانِ اشک

یعنی رواج کی چوکھٹ پر مظلوم عورتوں کی قربانیاں ۱۲ دل ہلا دینے والی یہ کہانیاں قیمت ۱۰؍

رواج کی بھینٹ	محروم وراثت	اس ہاتھ دے	بیٹے کیا دیکھا
کانگ کا ٹیکہ	سوتیلی ماں کا آخر وقت	تفسیر عبادت	شہید معاشرت
بیوی کی صحنک	ترصیت کا خواب	نئی دلہن	طوفانِ اشک

گلدستۂ عید

عیدی دعا، عید کی خوشی ام جعفر کی عید ترکن ماں کی عید، پچاس سال پہلے کی عید، کنواری بچی کی عید ایسے ایسے ۱۴ سبق آموز افسانے اور مضامین صرف عید کے متعلق ہیں سچی خوشی کس طرح میسر ہوتی ہو رمضان شریف میں کیا کرنا چاہیئے عید کس طرح منائی جاتی اسکا جواب گلدستہ عید میں ملیگا جو بہترین علمی عیدی ہے ہر وقت پڑھنے کی چیز ہو قیمت ۱۲؍

نانی عشو

آپ کتنے ہی سنجیدہ کیوں نہ ہوں ناممکن ہے کہ نانی عشو پڑھتے یا سنتے وقت آپ کے پیٹ میں ہنسی کے بل نہ پڑجائیں علامہ محترم نے ہنسی کے مضامین بھی لکھے تو وہ جادو کیا کہ تمام ہندوستان میں ان کا ڈنکا بج گیا۔ نانی عشو اور دوسرے ایسے ہی ظرافت آمیز مگر نتیجہ خیز افسانے غیر معمولی مقبولیت حاصل کرچکے ہیں اب انہیں کتابی صورت میں شائع کیا گیا ہے، مرب اور گلشن۔ رفاعی، سجدۂ مہت پڑھکر ایک موقعہ پر آپکی آنکھوں سے آنسو نکلنے لگیں گے تو دوسرے موقعہ پر ہنسی ضبط نہ ہوسکے گی دو سال میں چار مرتبہ چھپ چکی ہے قیمت صرف ۱۰؍

جوہرِ عصمت

۱۳ سبق آموز افسانے (۱) مظلوم بیوی کا پاک جذبہ۔ عرفان ایک شریف و معزز خاندان کا شخص بُری صحبتوں کی وجہ سے لاکھ کا گھر خاک کرکے جیل خانہ پہنچنے والا ہے کہ مظلوم بیوی کی کوششوں سے اس طرح رہائی حاصل کرتا ہے کہ تم دنگ رہجاتے ہیں (۲) بھنور کی دلہن۔ بلوچی قوم کے مرد و عورت کے عیق کیرکٹر، ازدواج ثانی پر نہایت موثر بحث۔ محبت کا جواب انتقام بے انتہا دلآویز افسانہ (۳) اگلی جھتیں ہزاروں برس پہلے کے تمدن کا ایک دلچسپ مرقع، شجاعت جان نثاری، دوستی وفاداری اور سچی محبت کے حیرت انگیز مناظر (۴) فسانہ تنویر۔ ملکہ تنویر کی درد و غم بھری کہانی (۵) بیگناہ کا قتل محبت کی چوکھٹ پر کسان لڑکی کی قربانی (۶) بھاوج کا کینہ۔ دولت و عصمت کا مقابلہ (۷) ہارون الرشید کا دربار اور ایک سچی عورت (۸) عدل جہانگیری، شہنشاہ جہانگیر کا انصاف (۹) بلبل کی شہادت (۱۰) ملکہ شہزاد، شہزادی کی عصمت کی کسوٹی پر پورا (۱۱) ابرہہ کی سختی خدا کی لاٹھی بے آواز ہے (۱۲) غلط فہمی (۱۳) خاتمہ بالخیر قیمت ۱۲؍

شہیدِ مغرب

طرابلس اور مراکش میں مسلمان اور عیسائیوں کے مقابلے اسلام اور نصرانیت کے معرکے مسلمان عورتوں کی ناموس اسلام پر قربانیاں مسلمانوں کی ترقی کا راز اور تنزل کے اسباب شدھی اور تبلیغ کا اثر۔ دس دردانگیز افسانے یہ ہیں۔

دو آسمانی مسافر	شہید مغرب	شہید طرابلس	طرابلس کی صدا
عرب سیدانی	سیاہ داغ	افراط و تفریط	صدائے دلگداز
	کلو نیتاں	سیمونہ	

اگر آپ کو سیاست سے شوق ہے تو شہید مغرب دیکھئے اگر جوش ایمان آپ کے دل میں ہے اور اسلامی خون رگوں میں دوڑ رہا ہے تو شہید مغرب کا مطالعہ کیجئے۔ کنواری لڑکیاں نہ منگائیں قیمت ایک روپیہ دو آنہ

رودادِ قفس

حضرت علامہ محترم کی درد و اثر میں ڈوبی ہوئی نظموں کا مجموعہ، مظلوم حسینہ روضۂ اقدس پر، اسلم کا خط شوہر کے نام، ماں کا پیام، سرخاب کا دم واپسیں، التجائے قیصر، بیٹوں کی فریاد، بچپن کی یاد، عید کا کرتہ، سہیلی کا خط وغیرہ وغیرہ، وہ نظمیں ہیں جنکا ہر شعر کلیجہ کے پار ہوتا ہے یہ معمولی نظمیں نہیں بے کس و مظلوم عورتوں کے جگر خراش نالے ہیں مسلمان گھروں کے عبرت انگیز معاشرتی مناظر ہیں علامہ محترم کو جذبات نگاری میں جو کمال حاصل ہے وہ پورے طور پر ان نظموں میں نمایاں ہے یہی وہ نظمیں ہیں جنہیں پڑھکر دل درد مند تڑپ اٹھیں گے قیمت ۱۲؍

محصول ڈاک بذمہ خریدار — **مینجر رسالہ عصمت دہلی** — محصول ڈاک بذمہ خریدار

محصول ڈاک بذمہ خریدار — ملنے کا پتہ۔ دفتر عصمت دہلی

اُردو کی نامور افسانہ نگار محترمہ طیبہ بیگم خدیو جنگ مرحومہ کا

معرکتہ الآرا معاشرتی ناول

انوری بیگم

تیماری بیمارداری کے عنوان سے سنہ ۱۹۱۰ء و سنہ ۱۹۱۱ء کے عصمت میں جس کی چند قسطیں شائع ہو کر دھوم مچ چکی ہے جس کے پورا شائع ہونے کے لئے بزم عصمت میں نہایت اصرار کیساتھ بیسیوں خطوط طلوع ہوئے اور جسے کتابی صورت میں دیکھنے کی سینکڑوں خواتین خواہشمند تھیں کتابی صورت میں طیار ہے۔

فوراً منگا لیجیے

انوری بیگم ایک انگریزی تعلیم یافتہ شریف اور معزز گھرانے کی چشم و چراغ ہے اس کی بیمارداری اور تیمارداری کے حالات اس قدر دلچسپ ہیں کہ شروع کر کے ختم کئے بغیر نہیں رہا جا سکتا۔ اس کی منگنی اور شادی کے واقعات نہایت خوش اسلوبی کے ساتھ بیان کئے گئے ہیں۔ قصہ کے ضمن میں بعض معاشرتی امور پر بڑی قابلیت کے ساتھ بحث کی ہے۔ غرض **انوری بیگم** بے انتہا دلچسپ معاشرتی ناول ہے اور روشن خیال طبقہ میں کتابی صورت میں آنے سے پہلے ہی اسے کافی مقبولیت حاصل ہو چکی ہے۔ سینکڑوں بہنوں کو اس کا شدید انتظار تھا اگر فوراً ہی فرمائش نہ بھیجی تو دوسرے ایڈیشن کا انتظار کرنا پڑے گا۔ قیمت صرف ۱۲؍ ایک روپیہ بارہ آنے علاوہ محصول ڈاک۔

نامور خواتین اندلس اندلس یعنی اسپین میں مسلمانوں نے آٹھ سو سال تک جس شان سے حکومت کی ہے تاریخ یورپ ہمیشہ ہمیشہ سنہری الفاظ میں اس کا ذکر کریگی اس زمانہ میں سرزمین اندلس نے ایسی ایسی باکمال خواتین پیدا کی تھیں جنہوں نے علوم و فنون کے دریا بہا دیے تھے اور جن کی قابلیت مسلمانوں کے لئے مایہ ناز تھی عصمت کی مشہور مضمون نگار محترمہ مہرالنساء نے بہت سی کتابوں سے بڑی تلاش و جستجو اور بیحد محنت و جانکاہی سے ان خواتین کے حالات اخذ کر کے نہایت دلچسپ پیرایہ میں لکھے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانہ میں طبقہ نسواں کیسی کیسی اعلیٰ پایہ کی شاعرہ ادیب مصور بذلہ سنج لطیفہ گو حاضر جواب خواتین رکھتا تھا۔ قیمت صرف چھ آنہ ۶؍

حضرت علامہ راشد الخیری مدظلہ کی نئی کتابیں

نسوانی زندگی

یوں تو حضرت علامہ راشد الخیری قبلہ نے اپنی ہر تصنیف میں عورت کی مختلف حیثیتیں دکھائی ہیں مگر اس کتاب میں خصوصیت کیساتھ ماں، بیوی، بیٹی، بہن حیثیت علیحدہ علیحدہ دکھائی ہے اور ثابت کیا گیا ہے کہ ہر حیثیت میں عورت ایسا ایسا ایثار اور قربانیاں کر دکھاتی ہے کہ مرد حیرت میں رہ جائے۔ نسوانی زندگی کا ہر افسانہ بے انتہا دلچسپ ہونے کے ساتھ سبق آموز اور درد و اثر سے لبریز ہے۔ اور ہر عورت کو پڑھنا چاہیے۔ قیمت ۸؍

گرفتارِ قفس

حضرت علامہ راشد الخیری قبلہ کی درد انگیز نظموں کے مشہور مجموعے روداد قفس کا دوسرا حصہ۔ یہ نظمیں اسقدر درد و اثر میں ڈوبی ہوئی ہیں کہ سنگ دل سے سنگ دل انسان کی آنکھ سے بھی آنسو نکل پڑیں تربیت گاہ کے جشن معراج میں سرور کائنات کی شان میں جو نظم پڑھی گئی تھی وہ بھی اس میں ہے آخر میں تاریخ اسلام کی دلچسپ پہیلیاں ہیں یہ وہ نظمیں ہیں جنہیں دل درد مند پڑھ کر تڑپ اٹھیں گے اس کی قیمت صرف ۴؍ ہے۔

جو عورتیں مالی دقتوں میں گرفتار ہیں

جنہیں آمدنی کی کمی اور اخراجات کی زیادتی نے پریشان کر رکھا ہے وہ فوراً ایک جلد کتاب

خواتین کی دستکاریاں

منگا لیں تو گھر پر خودداری اور عزت کیساتھ اطمینان سے زندگی گذار سکتی ہیں کیونکہ اس کتاب میں نادار و غریب عورتوں کو نہایت ہی کارآمد اور بیش بہا مشورے دئے گئے ہیں اور بہت سے کاموں کی اسقدر تفصیل بیان کر دی ہے کہ پردہ نشین عورتیں بغیر کسی کا احسان اٹھائے صرف اس کتاب کی بدولت مالی پریشانیوں کو آسانی سے دور کر سکتی ہیں "خواتین کی دستکاریاں" جہاں غریب عورتوں کو بہترین مشورے دیگی وہاں امیر عورتوں کو بھی ہنرمند اور سلیقہ شعار بنا دیگی۔ قیمت صرف ۸؍

ملنے کا پتہ:- **مینجر عصمت دہلی**

بیگمات کیلئے بیگمات کی لکھی ہوئی بہترین کتابیں

محترمہ آمنہ نازلی کی کتابیں

اڈیٹر صاحب عصمت کی اہلیہ محترمہ آمنہ نازلی صاحبہ نے کھانے پکانے کے فن پر قریباً سوا سو عصمتی بہنوں کی مدد سے جو کتابیں تیار کی ہیں اپنے اپنے موضوع پر وہ بینظیر کہی جاتی ہیں کیونکہ ان میں صرف وہی ترکیبیں درج کی گئی ہیں جو پہلے تجربہ کر لی گئی ہیں اور اسلئے وزن صحیح ہیں اور ترکیبیں بالکل ٹھیک۔

دوسرے ہندوستان کے ہر حصہ کی عصمتی بہنوں نے اپنے اپنے صوبوں اور شہروں کے کھانوں کی ترکیبیں لکھی ہیں پھر ہر کتاب میں بے انتہا مفید اور کار آمد کئی مضامین اور ہدایتیں ہیں۔

عصمتی دسترخوان اسمیں مشرقی و مغربی کھانوں کی بڑی اچھی اچھی ترکیبیں ہیں اور ہر چیز کی کئی کئی درجن ترکیبیں اسیطرح اسکے مضامین بھی بے حد کار آمد ہیں۔ سینکڑوں خطوط اسکی تعریف میں آ چکے ہیں آٹھ ماہ میں یہ تیسرا اڈیشن ہے۔ قیمت صرف دو روپے ۲ مجلد ۲/۴

عصمتی ہنڈکلیا ایک لڑکی کو کنوارپنے میں جو جو کچھ کھانے پکانے کے فن پر معلوم ہونا چاہئے سب کچھ اس کتاب میں ہے سوا سو سے زیادہ کھانوں کی صحیح ترکیبیں اور پانچ چھ بے حد مفید مضامین قیمت آٹھ آنے ۸

ناشتہ صبح اور تیسرے پہر کیا کیا ناشتہ کیا جاتا ہے اس موضوع پر بینظیر کتاب جسمیں ہندوستان کے ہر صوبے کی خواتین نے اپنے اپنے شہروں کے ناشتے لکھے ہیں قیمت صرف ۱۰

بچوں کے کھانے یعنی ننھے بچوں کو اصول صحت سے کس کس قسم کی غذا دینی چاہئے کسی فاضل اپنے فن کی ماہر ڈاکٹر نے بھی کار آمد اور نکیبانہ عمدہ عمدہ ترکیبیں لکھی ہیں قیمت ۸

بیماروں کے کھانے اسمیں صرف انہیں کھانوں کی صحیح ترکیبیں ہیں جو بیماروں کیلئے ڈاکٹر حکیم تجویز کرتے ہیں ملک کے ایک نامور ڈاکٹر نے بہت سی ترکیبیں اور ایک نہایت مفید [illegible] لکھا ہے [illegible] ترکیبیں دیکھی ہی نہیں قیمت ۱۰

تصنیفات محترمہ خاتون اکرم

جمال ہمنشین خاتون اکرم مرحومہ کے بے مثل ادبی مضامین کا شاندار مجموعہ جن کی عصمت، تہذیب، استانی، شباب اردو وغیرہ میں شائع ہو کر دھوم مچ چکی ہے۔ اخبار "ہمدرد" لکھتا ہے "ان مضامین میں فلسفیانہ بحث کی گئی ہے" زمانہ رسالہ حرم کی رائے "یہ مضامین بلحاظ زبان و خیال نہایت بلند ہیں اور ان کی اشاعت اردو زبان پر بڑا احسان ہے" اخبار وکیل "جمال ہمنشین بلاشبہ نسوانی دنیا کے لئے سبق آموز کتاب ہے"، حضرت علامہ راشد الخیری مدظلہ نے دیباچہ لکھا ہے۔ قیمت ایک روپیہ ۱/ عمہ ۱/ بار سوم

پیکر وفا ایک لاویز نتیجہ خیز فسانہ جسمیں ثابت کیا گیا ہے کہ وفا عورت کی خلقت میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے اور شریف بیوی اپنے شوہر کیلئے ایسی ایسی قربانیاں کر دکھاتی ہے کہ دنیا حیرت میں رہ جائے۔ رسالہ ہمایوں کی رائے ہے "یہ ایک کامیاب اور مفید افسانہ ہے جسمیں عورتوں کے اس احترام کو واضح کیا گیا ہے جسکی تعلیم اسلام نے ہمیں دی ہے" انداز بیان درد انگیز عبارت سادہ و شگفتہ۔ قیمت آٹھ آنہ ۸/ بار دوم

بچھڑی بیٹی نہایت دلچسپ سبق آموز افسانہ جو کئی زنانہ رسالوں میں شائع ہو کر بے انتہا پسند کیا جا چکا ہے۔ ایک لڑکی ماں باپ سے بچھڑ جاتی ہے اسکی جدائی میں ماں کی جو کیفیت ہوتی ہے صرف کتاب پڑھنے سے تعلق رکھتی ہے برسوں کے بعد وہی لڑکی اسطرح ملتی ہے کہ جنت مکانی کی بے مثل افسانہ نگاری کی داد دینی پڑتی ہے۔ قیمت ۶

گلستان خاتون یہ وہ افسانے ہیں جن کو زنانہ رسالوں میں شائع ہو کر خوب خوب خراج تحسین حاصل ہوا تھا عورتوں کے حقوق کی ان افسانوں میں نہایت صحیح ترجمانی کی گئی ہے۔ شہید ظلم، انفعال، قربانی، بچے کی تعلیم، طرز زندگی، تربیت اولاد، دوسری شادی، بالائی آمدنی، خلاف وغیرہ وہ افسانے ہیں جنہیں آپ پڑھیں گی پھر پڑھیں گی اور پھر بھی طبیعت سیر نہ ہوگی قیمت ۱۲

تصانیف محترمہ صغرا ہمایوں مرزا

سرگذشت ہاجرہ دلچسپ اور سبق آموز تصویر پیرایہ اخلاقی و اصلاحی جواہرات کا بیش بہا ذخیرہ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ازدواجی زندگی میں جو دقتیں پیدا ہو جاتی ہیں عورت انہیں کس طرح دور کر سکتی ہے بیوی بگڑے ہوئے گھر کس طرح سنوارتی اور اعلیٰ تعلیم سے بہکے ہوئے شوہروں کو کیونکر اپنا کر لیتی ہے علامہ سر محمد اقبال کی رائے ہے کہ سرگذشت ہاجرہ مستورات کے لئے نہایت مفید کتاب ہے "طرز بیان بھی سادہ موثر اور دلکش ہے، نواب فصاحت جنگ کی رائے کا خلاصہ "سرگذشت ہاجرہ مستورات کے اخلاق و تربیت کی رہبر کامل ہے۔ لاجواب مفید اور قابل قدر کتاب ہے۔ خان بہادر سر عبد القادر لاہور کی رائے ہے "سرگذشت ہاجرہ نتیجہ خیز اور دلچسپ کہانی ہے" قیمت ۱۰

موہنی

ایک اخلاقی معاشرتی افسانہ، ایک شہزادی شوہر کے انتقال پر گھر بار چھوڑ کر جنگلوں میں ماری ماری پھرتی ہے یہانتک کہ ایران پہنچتی ہے اور وہاں عجیب طریقہ سے شوہر سے ملاقات ہوتی ہے ایران کی معاشرت، مہمانداری، زچہ خانہ، شادی بیاہ، رسوم و رواج پر ایسی مفید معلومات کسی کتاب میں نہ ملیں گی بہت دلچسپ اور سبق آموز قصہ ہے مصنفہ کی تصویر بھی ہے قیمت بارہ آنہ ۱۲

تحریر النساء

لڑکیوں اور عورتوں کے لئے جدید طرز پر خط و کتابت کی بینظیر کتاب اخلاقی و معاشرتی و مذہبی سبق کا لاجواب مجموعہ جس میں مستورات کو عملاً کار آمد اور مفید بہت سی باتیں بتلائی گئی ہیں یہ کتاب ان کی انشا ہے اور نتیجہ خیز سبق آموز مضامین کا مجموعہ بھی ہے جسے پڑھنے کے بعد نہ صرف مستورات بہترین پرائیویٹ خطوط ہی لکھ سکتی ہیں بلکہ ان کی معلومات میں [illegible] اضافہ ہوتا ہے [illegible] قیمت ۱۲

نیجر عصمت دہلی سے منگایئے:

رسالہ عصمت دہلی

جلد ۴۶ | بابت ماہ مارچ سنہ ۱۹۳۱ء | نمبر ۳

۱۰ تصاویر

فہرست مضامین

چندہ سالانہ پیشگی مع محصول ڈاک وغیرہ قسم خاص جو آرٹ کاغذ پر چھپتا ہے یعنی جس کاغذ پر تصاویر چھپتی ہیں دس روپے ۔ عہ
رؤسا سے پچیس روپے والیان ریاست سے سو روپے ۔ فی پرچہ ایک روپیہ ۔ عہ
قسم اول (جو دبیز چکنے کاغذ پر چھپتا ہے) پانچ روپے ۔ فی پرچہ آٹھ آنہ ممالک غیر سے دس شلنگ ۔ سالانہ
قسم دوم جس کے مضامین تصاویر ٹائیٹل وغیرہ کا کاغذ معمولی ہلکا ہوتا ہے ۔ ساڑھے تین روپے فی پرچہ چھ آنے

(باہتمام ابو امین مولوی محمد امان الرحمن پرنٹر و پبلشر محبوب المطابع برقی پریس دہلی میں چھپا)

آمنہ کا لال

تشنۂ حالاتِ پاکِ مصطفےٰ عورات تھیں
چشم معلومات مستورات سے پوشیدہ تھے
مقصد میلادِ نبوی کے صحیح مفہوم سے
صرف لحن خوش۔ نشاطِ گوش و خلدِ سامعہ
مرکزِ نغمہ طرازی محفلِ میلاد تھی
اس کمی کو آمنہ کے لال سے پورا کیا
گویا مرقوم صفحاتِ کتابِ پاک پر
پھول اخلاص و عقیدت کے نچھاور کر دیئے
طرزِ تحریرِ اثر انگیز سے پیدا کیا
مرحبا اے پیشوائے ملتِ علم ادب
کر دیا منت کش احسانِ بے پایاں ہمیں
کی رضائے ایزدی حاصل۔ متاعِ آخرت
یا الٰہی قسمتِ راشد ہو عمرِ خضر و نوح
سلسلہ تصنیف کا ان کی سدا جاری رہے

ناآشنائے نکتہ ہائے زندگی قدس گیں
واقعاتِ اصلیت بیز حیاتِ بہتریں
سر بسر محروم جذباتِ عقیدت آفریں
وجد ریزی قصیدہ خوان سے دل رقت گزیں
محرم رنگِ غلو تصنیف ہائے دلنشیں
ہادیِ صنفِ نسا راشدؔ نے باسعی زریں
صدق و صبر۔ حلم و رافت۔ خلقِ ختم المرسلیں
خامۂ رنگیں سے بر فرقِ بنی مسلمیں
دل میں جوشِ الفتِ پیغمبرِ دینِ متیں
حبذا اے ساعیِ بہبودیِ صنفِ حزیں
"آمنہ کے لال" سے کی خدمتِ دینِ مبیں
نعمتِ خوشنودیٔ ساقیِ کوثر بالیقیں
کر دیا خورشید کی مقبول رب العالمیں
اور دائم فرقۂ نسواں ہو اُن سے فیض گیں

خورشید آرا بیگم خورشید امراؤتی (برار)

"آمنہ کا لال" ایک جلد وصول ہوئی پڑھ کے بس دل کی تمنا پوری ہو گئی۔ موجودہ زمانہ کی کتابوں میں بس یا تو مولانا حالی مرحوم کا میلاد شریف ہے۔ یا آمنہ کا لال آج کل جتنے میلاد شریف ہیں ان میں تو بس راگ کے سوائے اور کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ مسز سید الطاف حسین صاحب کورٹ انسپکٹر

آمنہ کے لال کی تعریف میں میں کیا لکھ سکتی ہوں
ما طفل کم سوادِ سبق قصہ ہائے دوست صد بار خواندہ و دگر از سر گرفتہ ایم
پھر مولانا مدظلہ کی زبان نے اس شیرینی کو اور بھی دو بالا کر دیا ہے۔ خاتمہ کے وقت دل ترستا رہ جاتا ہے کاش ابھی اور کچھ ہوتا
ف۔ ا۔

آمنہ کے لال کی جتنی تعریف پڑھی تھی اس سے کہیں بڑھ چڑھ کر ہے سبحان اللہ دیکھ کر دل باغ باغ ہو گیا اگر معنوی خوبیوں میں بے مثل ہے تو صوری خوبیوں میں لاجواب اور بلا مبالغہ خواتین کے لئے نایاب خدا حضرت مولانا کو عمر خضر عطا فرمائے جو ہمارے لئے ایسا بے مثل لٹریچر فراہم کر رہے ہیں۔ اے آرخریلا رحمت اگر مولانا صاحب اور کوئی کتاب نہ لکھتے تو صرف آمنہ کا لال ہی مسلمان عورتوں پر ان کا کبھی نہ مٹنے والا احسان ہوتا۔ بیساختہ اسے پڑھ کر آنسو نکلتے ہیں کیسی موثر نظم اور کتنی دلکش نثر ہے مولانا صاحب کا جتنا شکریہ ادا کیا جائے کم ہے۔
۲ جلدیں اور بھیجدیں۔ سکینہ جہاں الٰہ آباد

چند باتیں

زنانہ انجمنوں اور جلسوں کے حالات عصمت میں نہایت خوشی سے شائع کئے جاتے ہیں لیکن جیسا کہ ہم نے فروری کے پرچہ میں لکھا تھا کہ ایک پرچہ شائع ہونے سے پہلے دوسرا پرچہ نہ صرف مرتب کر لیا جاتا ہے بلکہ کتابت بھی شروع ہو جاتی ہے۔ جو مضمون رسالہ شائع ہونے سے دس پندرہ روز قبل ہمیں ملتا ہے اس کا درج رسالہ ہونا قریب قریب ناممکن ہے۔ کیونکہ اگر کوئی دوسرا مضمون نکال کر درج بھی کیا جا سکے تو ترتیب بگڑ جاتی ہے۔ بعض بیبیاں جلسوں کی رپورٹ مہینوں بعد بھیجتی ہیں۔ مگر اصرار یہ ہوتا ہے کہ جو پرچہ چھپ رہا ہے اسی میں درج کی جائے۔ مثلاً ۲۰ دسمبر کو ایک جلسہ ہوتا ہے تو اس کے حالات اس تاکید کے ساتھ کہ مارچ نمبر میں ضرور درج کر دئے جائیں۔ ۱۲ فروری کو ہمیں ملتے ہیں جب مارچ کا پرچہ نصف سے زیادہ چھپ چکا اور جو باقی ہے اس کی لکھائی بھی ختم کے قریب ہے۔ اگر جلسہ کے حالات دسمبر کے آخر ہفتہ میں بھی بھیج دئے جاتے تو فروری نمبر میں درج ہونے ممکن تھے لیکن اب تو اپریل سے پہلے شائع ہونے ناممکن ہیں۔ مضمون نگاران کو یہ ملحوظ رکھنا چاہئے کہ عصمت اخبار نہیں رسالہ ہے جس کے مضامین تاریخ اشاعت سے ڈیڑھ دو ماہ قبل موصول ہو جانے ضروری ہیں۔

الہ آباد سے ہاجرہ بیگم صاحبہ لکھتی ہیں کہ عصمتی بہنوں کے بچوں کی جو تصاویر انعامی مقابلے کے لئے شائع ہوتی ہیں ان کے ساتھ ایک یا دو روپے بھی بہنوں کو بھیجنے چاہئیں تاکہ رسالہ پر تصاویر چھاپنے کا بار نہ پڑے جس طرح انگریزی رسالوں میں ہوتا ہے کہ انعامی مقابلے کی شرکت کے لئے ٹکٹ وغیرہ بھیجنے ضروری ہوتے ہیں۔" ہمیں اس تجویز سے اس لئے اتفاق ہے کہ بچوں کی تصویر کے بلاک پر کم و بیش تین چار روپے صرف ہوتے ہیں اور سال گذشتہ جن بہنوں کے بچوں کی تصاویر شائع ہوئی تھیں ان میں سے بعض نے خواہش کی تھی کہ بلاک انہیں بھیج دئے جائیں تاکہ وہ آئندہ بھی ان سے تصاویر چھپوا سکیں۔ پس اب بچوں کی جو تصاویر شائع ہونگی انکے لئے چار روپے منیجر کو بھیجنے چاہئیں تاکہ تصویر شائع ہونیکے ایک ماہ بعد بلاک تصویر بھیجنے والی بہن کو بھیج دیا جائے۔ لیکن تصویر کے ساتھ روپیہ نہ آنا چاہئے۔ کیونکہ بعض تصاویر اس قدر مدہم ہوتی ہیں کہ انکا بلاک اچھا نہیں بن سکتا۔ یا بعض بیبیاں بڑی بڑی لڑکیوں کی تصاویر بھیجدیتی ہیں یا اور کوئی بات ایسی ہوتی ہے جس کی وجہ سے تصویر شائع نہیں ہو سکتی اسلئے پہلے صرف تصویر بھیجی جائے جب دفتر سے اطلاع ملے کہ تصویر شائع ہو سکتی ہے اسوقت چار روپے منیجر کو بھیجے جائیں۔ سالگرہ نمبر کے لئے ننھے بچوں کی تصاویر مارچ میں بھی بھیجی جا سکتی ہیں۔

کچھ مردوں سے

ہم عورتیں وہ بھی ہندوستانی اور پھر مسلمان۔ مردوں کے مظالم کا تختۂ مشق۔ انکی رہین ستم۔ انکی ممنون جفا۔ اگر یہ کہنے کی جرات کریں کہ اسلام نے مساوات کا درجہ کیوں اور کس لئے دیا؟ اس میں کیا مصلحت تھی۔ اور کیا وہ صرف دکھاوا ہی ہے تو کیا ہمارا یہ سوال مردوں کی آتش غضب کو بھڑکائے بغیر ایک تسلی بخش جواب دیگا ہم آپ سے یہ سوال کرتی ہیں کہ آپ طبقہ ذکور۔ مرد لوگ۔ سنگدل۔ جفا کار۔ ناخدا ترس۔ خود نما۔ خود بین۔ اسلام اور مساوات پر بسیط تقریریں کرنے والے۔ دوسروں کو اسی ایک نادر اصول پر شکست دینے والے کیا گھر کے اندر یہ بتا سکتے ہیں کہ مساوات کے کیا معنے ہیں اور اپنے دلوں سے ذرا پوچھیں کہ وہ بھی اسلام کے اس نادر اصول پر عملدرآمد کے لئے تیار ہیں۔ اگر نہیں تو کیوں؟ وجہ؟

اگر جواب اثبات میں ہے تو بتائے کہ آپ کی جنس میں سے کتنے فی صدی اس کے اہل ہیں؟ اور اگر کم ہیں تو وہ مسلم ہونے کا دعوےٰ کیوں کرتے ہیں؟ سوسائٹی ان کو اس جرم میں کیا سزا دیتی ہے اور وہ باوجود اس سلوک کے عورتوں سے بہترین توقعات کے کیوں متلاشی ہیں؟ شاید اسلئے کہ عورتیں مظلوم اور غریب عورتیں بیکس عورتیں وفا کی پتلیاں ست کی دیویاں انکی توقعات بجالاتی ہیں۔ آپ کے ہر قسم اور ہر نوع کے مظالم سہتی ہیں مگر اُف نہیں کرتیں۔ خواہ وہ نئی روشنی سے ہوں یا پرانی لکیر کی فقیر دعا دیجئے قبلہ محترم حضرت مولانا راشد الخیری صاحب مدظلہٗ کو جن کی برکت اور اثرات تحریر نے آپ لوگوں کو کھلے خزانے لوٹنے کا موقع دے رکھا ہے اور آپ کی فرمانبرداری ہمارا ایمان بنا دیا ہے۔ ورنہ ایک دن وہ ہوگا۔ کہ نہ آپ کے یہ جور و جفا ہونگے اور نہ یہ مظالم۔ ہم ہوں گی اور مساوات کی طلب۔ ہم ہونگی اور آپ سے نفرت قلبی۔ ہم ہوں گی اور آپ کا مکمل بائیکاٹ۔ آخر میں دعا ہے کہ خدا ہمیں توفیق دے اور ہمارے حوصلوں کو وسیع کرے۔ تاکہ متعدد بار آپ سے یہی سوال کرسکیں کہ مساوات کی تشریح کردیجئے۔

کنیز محمد بیگم از جموں

بزم عصمت کا بقایا

میں نہایت خوشی کے ساتھ اطلاع دیتی ہوں۔ کہ میری چھوٹی نندزادہ سلطانہ کی شادی خانہ آبادی برخوردار نظیر احمد شاد اسسٹنٹ ٹریفک سپرنٹنڈنٹ بی۔ این ریلوے ناگپور کے ساتھ بتاریخ ۱۱ر جنوری ۱۹۳۱ء بخیر و خوبی انجام پائی۔ دُعا ہے کہ خداوند کریم اپنے فضل و کرم سے دولھا دولہن کو شاد آباد رکھے آمین ثم آمین مبلغ ۱۰ روپیہ کی حقیر رقم یتیم بچیوں کی شیرینی کے لئے ارسال خدمت ہے۔

بیگم خان بہادر عبدالعزیز خاں (میسور)

پڑھنے والی لڑکیاں

عصمت کے جنوری نمبر میں بہن و۔ا۔ صاحبہ کا مضمون "پڑھنے والی لڑکیوں کی صحت" نظر سے گذرا۔ ان لڑکیوں کے متعلق جو کچھ انہوں نے لکھا ہے وہ نسبتاً درست ہے۔ انہوں نے تو صرف متوسط درجہ کے گھرانوں کا ذکر کیا ہے لیکن اصل یہ ہے کہ بڑے بڑے گھرانوں میں بھی یہی حالت ہے۔ ان خرابیوں کی ذمہ دار صرف ہماری معاشرت ہے۔

محترمہ بہن صاحبہ نے دو باتوں کی شکایت کی ہے (۱) لڑکیوں کو کام زیادہ کرنا پڑتا ہے اور اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ (۲) انکی صحت بگڑ جاتی ہے۔ اب ان دونوں باتوں پر غور کیجئے۔ کام کی زیادتی کی وجہ ہمارے گھروں کی بد انتظامی ہے گھرانا خواہ متوسط درجہ کا ہو خواہ امیروں کا۔ یہ عام حالت ہے کہ کسی کام کا کوئی وقت اور کسی چیز کی کوئی جگہ مقرر نہیں کھانا پینا۔ اٹھنا بیٹھنا۔ سینا۔ پرونا۔ ملنا جلنا سب بے ترتیب ہیں۔ نتیجہ اس کا یہ ہوتا ہے کہ بلا استثنا ہر گھر میں صبح کے چھ بجے سے رات کے نو بجے تک ایک چیخ پکار مچی رہتی ہے جس کو دیکھو مشغول نظر آتا ہے۔ اور معلوم ہوتا ہے کہ سانس لینے کی فرصت نہیں۔ مگر درحقیقت اگر رات کو بیٹھ کر سوچا جائے تو معلوم ہوگا کہ ہر شخص نے اس پندرہ گھنٹے کے عرصہ میں مشکل اتنا کام کیا ہے کہ وہ اگر اطمینان سے کیا جاتا تو باآسانی دو گھنٹے میں انجام پا سکتا تھا۔ کام کی زیادتی کی وجہ محض یہ ہے کہ جتنے کام کئے جاتے ہیں بے ڈھنگے پن سے جسکی وجہ سے کام سنورتا نہیں اور تکان مفت میں ہو جاتی ہے۔ امیروں کے گھروں میں بیبیاں تکلیف سے بچنے کے لئے ملازم مامائیں۔ شوفر۔ آیا۔ مغلانی اور خبر نہیں کیا کیا نوکر رکھتی ہیں، لیکن گھر کی بی بی سمیت سب نوکر بد سلیقہ، بے شعور اور اپنے کام کے نااہل ہوتے ہیں۔ اگر ایسا نہ ہو تو یہ بھی نہیں کہا جاتا کہ ہر ایک کو کوئی خاص کام تفویض کر دیا جائے اور اس کی تمام ذمہ داری اس پر ڈال دیجائے۔ مغلانی آیا کا کام اور آیا ماما کا کام کرتی ہے وغیرہ وغیرہ۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ باوجود نوکروں کی ایک فوج ہونے کے سارے گھر پر خاک اڑتی ہے۔ کوئی چیز صاف نہیں دکھائی دیتی آپ ہی بتائیے کہ آپ نے کوئی ہندوستانی گھر ایسا دیکھا ہے کہ جس کے کھانے کی میز کی چادر صاف ہو۔ یا جس کے ڈرائنگ روم کے صوفوں اور کرسیوں پر گرد کی ایک تہ نہ جمی ہو۔ اس پر طرہ یہ ہے کہ متوسط درجہ کے گھرانوں کا شور وغل تو صرف ان کی چار دیواری تک محدود رہتا ہے مگر امیر گھرانوں کا شور وغل دور دور سنائی دیتا ہے۔ اگر کسی بد تمیز نے کہہ دیا کہ صاحب بڑا غل مچ رہا ہے۔ تو جواب ملتا ہے کہ بھئی گھر کی رونق اسی سے ہے۔ یہ حال معمولی گھرانوں کا نہیں بلکہ ان کا ہے جن کی بیبیاں نہ صرف اعلی درجہ کی تعلیم یافتہ ہیں۔ بلکہ یورپ کی سیر و سیاحت سے بھی مستفید ہو چکی ہیں۔ ان بیبیوں کے متعلق ہمارے بزرگ فرمایا کرتے ہیں کہ وہ "باوجود یورپ ہو آنے کے بھی بھی ماشاء اللہ اپنی اسلامی معاشرت پر قائم ہیں" بظاہر

یہ شور وشغب، بدسلیقگی، بے شعوری۔ اور جہالت سب۔ اسلامی معاشرت کا جزو اعظم ہیں

اس بدنظمی اور زیادتی کار کو ختم کرنے کا واحد ذریعہ میری سمجھ میں تو صرف یہ آتا ہے کہ ہر بات اور ہر کام میں نظام پیدا کیا جائے۔ گھر کا کام خواہ اپنے ہاتھ سے کیا جائے خواہ نوکروں کے ذریعہ سے ہو، اس طرح کیا جائے کہ اس میں گھبراہٹ پیدا نہ ہونے پائے۔ اور جس وقت جو کام کرنا چاہیئے کیا جائے۔ دوسرے کام کو ہاتھ نہ لگایا جائے۔ اگر اس پر عمل کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ دس بارہ نوکروں کے بجائے صرف دو تین نوکر کافی ہوں گے۔ گھروالوں کو تو اس طرح فرصت کا وقت مل ہی جائیگا۔ نوکروں کو بھی جن سے آج کل جانوروں کی طرح کام لیا جاتا ہے۔ فرصت کا وقت ملیگا، وہ اپنی ضروریات سے فارغ ہوسکیں گے اور یقیناً آج کل کے نوکروں کے مقابلہ میں جنہیں دیکھکر "قے" آتی ہے۔ زیادہ صاف ستھرے رہیں گے

مدرسہ جانے والی لڑکیوں کی استانیاں اگر واقعی سلیقہ شعار ہیں تو لڑکیاں اپنے گھروں میں اس قسم کا نظام قائم کرسکتی ہیں۔ مگر یاد رہے کہ انہیں ماں کی مدد کی ضرورت پڑے گی اور اگر ماں مدد دینے کے لئے تیار نہ ہو اور "نیوفیشن" کہہ کر لڑکیوں کو بددل کردے تو یہ انتظام تاقیامت قائم نہیں ہوسکتا۔ لڑکی اپنے گھر میں بھی بدسلیقگی سیکھے گی اور اس کا سلسلہ لامتناہی ہوجائیگا۔

کام کی زیادتی کے متعلق جو کچھ اوپر مختصراً عرض کیا گیا وہ کافی ہے۔ اب رہا صحت کی خرابی کا معاملہ جہاں تک میں نے سمجھا۔ بہن و۔ ا صاحبہ کا خیال ہے کہ خرابی صحت زیادتی کار کا نتیجہ ہے۔ میری رائے میں یہ خیال درست نہیں۔ اسکی اصلی وجہ یہ ہے کہ لڑکیاں چار دیواری میں بند رہتی ہیں۔ مدرسہ جانے کے لئے جو ڈولیاں یا گاڑیاں استعمال ہوتی ہیں وہ اول تو اس قدر غلیظ ہوتی ہیں کہ ان میں محض سانس لینا صحت کے لئے مضر ہے۔ دوسرے جو سواری دو یا تین مسافروں کے لئے ہو اس میں دس بارہ لڑکیاں بھر دیجاتی ہیں۔ اس کے علاوہ ان سواریوں کو پردہ کی خاطر چاروں طرف سے بند کردیا جاتا ہے اور کوشش یہ ہوتی ہے کہ حتی المقدور تازہ ہوا لڑکیوں کو نہ لگ سکے۔ اس طرح یہ لڑکیاں مدرسہ پہنچیں۔ ہمارے بدنصیب ملک میں بہت ہی کم مدرسے ایسے ہیں جہاں حفظان صحت کا خیال ہو۔ اور لڑکیوں کے مدرسے تو خاص کر جیلخانے سے بدتر ہوتے ہیں پھر بتایئے کہ صحت قائم رہے تو کیسے۔ لڑکوں میں ان خرابیوں کا انسداد اس طرح ہوجاتا ہے کہ وہ کھلے میدانوں میں کھیلنے کے لئے وقت نکال لیتے ہیں۔ ورنہ تجربہ کر دیکھئے کہ لڑکی جتنا کام کرتی ہے اس سے لڑکے کو آزاد کر کے اسکی باقی ماندہ زندگی لڑکی کی سی بنا دیجئے اور پھر دیکھئے کہ اس لڑکے کی صحت کا کیا حال ہوتا ہے

اسی مسئلہ کا حل صرف یہ ہے ایسی لڑکیوں کا جن کی عمر اٹھارہ برس تک ہو پردہ بالکل اٹھا دیا جائے کہ وہ کھلے میدانوں میں اپنے بھائیوں کی طرح کھیلیں کودیں بلکہ ہاکی فٹ بال اور ٹینس وغیرہ بھی کھیلیں۔ یہ میں نے بہت سنا ہے کہ پردہ تعلیم میں مانع نہیں۔ اور صحت پر اس کا بُرا اثر نہیں پڑتا۔ لیکن یہ سب باتیں ہیں واقعہ نہیں۔ ڈولی اور برقعہ کو

...خاست کیجیے۔ یہ اس زمانے کی علامتیں ہیں جبکہ صرف ہندوستانیوں میں بلکہ تمام دنیا میں عورت پالتو جانور کے برابر سمجھی جاتی تھی۔ دنیا بدل چکی ہے مگر ہم اب تک لکیر کے فقیر ہیں۔ یاد رکھنا چاہیے کہ آج کل بزرگان دین و قوم پردے پر مصر ہیں اور نام نہاد اسلامی معاشرت پر سر دھنتے ہیں وہ گزر جائیں گے اور ان کی بے راہ روی اور ناسمجھی کا وبال ہم پر پڑے گا۔ غرض یہ ہے کہ لڑکیوں کی خرابی صحت کا انسداد صرف اس طرح ہو سکتا ہے کہ انہیں صاف کھلی ہوا کی نعمت عظمیٰ سے محروم نہ کیا جائے۔ بلکہ ایسے موقعے پیدا کئے جائیں کہ وہ اس نعمت سے کماحقہ مستفید ہو سکیں

آر۔ بی (حیدرآباد)

ڈاک خانہ کے نئے قاعدے کی رو سے اب کوئی وی پی تین دن سے زیادہ ڈاک خانہ میں امانت نہیں رہ سکتا اور دوبارہ ڈاکیہ گھر پر نہیں لاتا۔ ماہ فروری میں جن بہنوں اور بھائیوں نے رسالہ یا کتابوں کے وی پی پہنچتے ہی وصول نہیں کئے اور اس خیال میں رہے کہ کل وصول کر لیں گے اور پھر بھول گئے ڈاک خانہ نے تیسرے دن انہیں واپس کر دیا اور عصمت کو ٹکٹوں کی صورت میں اس ماہ کافی نقصان پہنچ گیا۔ رسالہ کے سالانہ چندہ کا وی پی ہو یا رسالہ کا سب بہنوں کو چاہیے کہ جب ڈاکیہ لائے فوراً وصول کر لیں اور اپنے پرچہ کو آئندہ اس نقصان سے محفوظ رکھیں۔

عصمت کی اشاعت میں کبھی دیر نہیں ہوتی ہمیشہ ٹھیک وقت پر شائع ہوتا ہے اگر کسی بہن کو ڈاک خانہ کی غلطی یا ملازم کی لاپرواہی سے وقت پر نہ ملے تو پندرہ تاریخ کے بعد اپنے نمبر خریداری کے حوالہ سے دوبارہ طلب کریں ۱۵ تاریخ کے بعد ممکن ہے قیمتاً بھی پرچہ نہ مل سکے

منیجر

بال کٹوانا

قدامت پرستی کے عنوان سے مرزا عظیم بیگ صاحب چغتائی کا جو مضمون جنوری نمبر میں شائع ہوا ہے اس کے متعلق اس کثرت سے مضامین موصول ہوئے ہیں کہ صرف ان کا انتخاب ہی اس پرچہ کے لئے کافی ہے لیکن پورا رسالہ صرف ایک ہی موضوع کے مضامین کے لئے چونکہ وقف نہیں کیا جا سکتا۔ اور چونکہ بعض مضامین بہت زیادہ طویل ہیں۔ اور ان میں بہت سی وہی باتیں ہیں جو دوسرے مضامین میں بھی آگئی ہیں اس لئے فی الحال اس پرچہ میں ہم تین مضامین کے ضروری حصے شائع کرتے ہیں۔ محترمہ بنت نعمت الٰہی زبیری مولوی عبدالحی صاحب عباسی۔ مہرالنساء صاحبہ کرڈاپہ۔ اور سکینہ بیگم صاحبہ اور منظور رفاض صاحب کے مضامین کا خلاصہ آئندہ نمبر میں پیش کریں گے۔ افسوس ہے اس موضوع پر دوسرے مضامین ناقابل اشاعت ہیں۔

اس سلسلہ میں اور جو خواتین اور اصحاب مضامین بھیجنا چاہیں شوق سے بھیج سکتے ہیں لیکن اشد ضروری ہے کہ ان امور کا پورا پورا خیال رکھا جائے

(۱) جو دلائل موافقت یا مخالفت میں شائع ہو چکی ہیں انہیں نہ دہرایا جائے۔

(۲) طویل مضامین کیلئے گنجائش نہ نکل سکے گی پس کم سے کم الفاظ میں اپنے مطالب کا اظہار کریں۔

(۳) بحث مذہبی نہیں معاشرتی پہلو سے کیجائے۔

(۴) ذاتیات سے مضمون کو آلودہ نہ کریں۔ انتہائی متانت اور سنجیدگی کو ملحوظ رکھیں

اڈیٹر

محترمہ کشور جہاں بیگم لکھنؤ کے خیالات

میرا مغربی فیشن کی مخالفت کرنا میری واقف کار بہنوں کے لئے موجب حیرت ہوگا کیونکہ میں اپنے خاندان بھر میں فیشن ایبل مشہور ہوں۔ مگر مجھے کبھی اس قدر فیشن پرستی کی نہیں سوجھی جیسی ہدایت بھائی مرزا عظیم بیگ صاحب نے اپنے مضمون قدامت پرستی (مطبوعہ عصمت جنوری نمبر) میں کی ہے۔ میرا خیال ہے کہ ہر معاملے میں اعتدال کو ہرگز نظر انداز نہ کرنا چاہیے۔ چنانچہ میں فیشن پرستی میں بھی اعتدال بہتر سمجھتی ہوں اور اسی پر میرا عمل بھی ہے فیشن خواہ مغربی ہو یا مشرقی انتہا سے زیادہ نہ اختیار کرنا چاہیئے۔ ورنہ ہر صورت میں مضر ثابت ہوگا۔ اگر سرے سے قدامت پرست حضرات کا طریقہ اختیار کیا جائے تو ظاہر ہے کہ وہی حال ہو گا جیسا کہ خود بھائی صاحب نے کسی فرضی لڑکی کے لباس وغیرہ پر تحریر کیا ہے۔ جس میں نہ تندرستی کا خیال ہے نہ صفائی کا۔ بچوں کی ورزش اور صحت کا خون جس قدر ایسے لباسوں و طریقوں سے ہوتا ہے وہ محتاج بیان نہیں لیکن دوسرا طریقہ جو مغربی فیشن پرستی کا ہے۔ اس میں بھی اگر حد سے تجاوز کیا جائے تو بہت کچھ نقصان دہ ہو سکتا ہے۔ چنانچہ بال کٹانے پر پیشتر یہ عرض کرنا ضروری سمجھتی ہوں کہ جس حدیث کی رو سے بھائی صاحب نے یہ ظاہر کیا ہے کہ بال عورتوں کے کاٹنا عین سنت رسولؐ ہے۔ اس کے متعلق میں بھی ایک روایت لکھتی ہوں جس سے ثابت ہوتا ہے کہ عورتیں بال ترشوا کر ہرگز سنت رسولؐ کی پابند نہیں کہلا سکتیں۔ کیونکہ ایک مرتبہ آنحضرت صلعم نے کفار کو ڈاڑھی منڈاتے اور مونچھیں رکھتے دیکھکر فرمایا تھا مسلمانو! تم مونچھیں منڈاؤ اور ڈاڑھی رکھو تاکہ اہل اسلام اور کفار میں فرق ظاہر ہو سکے۔ نہ کہ یہ فرمایا تھا کہ عیسائیوں اور غیر مسلموں کی پیروی کرنا عین سنت رسولؐ ہے۔

اگر بال رکھنے میں سب سے بڑا نقصان یہ ہے کہ لاکھوں روپیہ سالانہ طرح طرح کے تیل میں ضائع کیا جاتا ہے تو بال کٹوا کر بھی ہمارے بھائی صاحب عورتوں کو کفایت شعاری نہیں سکھا سکتے۔ کیونکہ وہ اس کا دگنا روپیہ طرح طرح کے ہیر پاؤڈر، ہیر کریم اور دوسری خوشبوؤں میں صرف کرنے پر آمادہ ہو جائیںگی۔ جو تیل و روغنیات کے خرچ سے کہیں زیادہ پریشان کن ثابت ہوگا۔ علاوہ اس کے تیل وغیرہ کا روپیہ خود ہمارے ملکی بھائیوں کی جیب میں جاتا ہے یہ تو نہیں ہوتا کہ دوسرے غیر ملکی لوگ اپنی جیبیں پر کریں۔ اس بات میں بھی ایک حد تک مبالغہ ہے کہ لمبے بالوں میں جوئیں بے شمار پڑتی ہیں۔ اگر دن میں ایک مرتبہ کنگھی اچھی طرح سے کر لیجائے اور ہفتہ میں دو مرتبہ آنولے وغیرہ سے سر دھو لیا جائے تو جوئیں کیونکر پڑ سکتی ہیں۔ اور یہ تو بات ہی دوسری ہے کہ صفائی تو ہم خود نکریں اور الزام دیں لانبے بالوں کو۔ اگر ترشے ہوئے بالوں میں بھی صفائی کا خیال نہ کیا جائے تو ایک سو نواسی کیا دو سو نواسی جوئیں بھی نکل سکتی ہیں چنانچہ اس کا تجربہ تو بھائی عظیم بیگ صاحب کو بھی ہوگا۔ کیونکہ بیچاری ملازمہ لڑکی کے گز دو گز لانبے بال تو ہوں گے نہیں۔ شاید مشکل سے پونی بالشت چوٹی ہوگی۔ لہذا صرف بال کٹا کر ہی عورتیں صفائی کرنا نہ سیکھیں گی۔ جب طبیعت میں ستھرائی

کا خیال نہ ہوگا تو بال لانبے ہوں خواہ چھوٹے کبھی صاف نہیں رکھے جا سکتے اور یہ بالوں ہی پر کیا منحصر ہے میں نے ایسی بیبیوں کو خود دیکھا ہے جو موسم سرما میں شاید دو چار مرتبہ غسل کرتی ہوں گی اور موسم گرما میں بیسویں پچیسویں دن سے تو کبھی زیادہ نہیں۔ حالانکہ بالوں کا ہونا نہ ہونا سب برابر ہوتا ہے مگر غسل کرنے اور کنگھی چوٹی سے اسی طرح خوف کھاتی ہیں جیسے ملک الموت سے۔ پھر اس طریقے سے جوئیں کیا کیڑے بھی پڑ جائیں تو کچھ تعجب نہیں اور سر سے پیر تک جوئیں پڑتی ہی ہیں تو یہ کہا جائے کہ ساری غلاظت کپڑے پہننے کا نتیجہ ہے۔ بس تو پھر کپڑوں ہی کو خیرباد کہہ دیا جائے۔

اگر بال کاٹنے کا مشورہ محض صفائی ستھرائی کی غرض سے دیا گیا ہے تو میں یہی عرض کروں گی کہ تعلیم پہلے دیجئے۔ تعلیم ہی خود بخود بری باتیں ہماری معاشرت سے دور کر دے گی۔ ورنہ یہ کہنا کہ ہر انگریزی فیشن کو اختیار کرنا ہمارے لئے موجب عزت و ترقی ہوگا۔ ہرگز درست نہیں۔ اچھی باتیں جس قوم میں ہوں انتخاب کر لینا چاہئے اور ان باتوں پر کبھی خیال تک نہ کرنا چاہئے جس سے بجائے فائدہ کے نقصان کا احتمال ہو۔ اگر ہم میں مثل یورپ کے تعلیم۔ پابندی وقت، قومی ہمدردی شیریں کلامی، بنی نوع انسان کی خدمت وغیرہ وغیرہ کا جذبہ نہ ہوا تو سوائے فیشن کے کیا فائدہ؟ کیا ہم مثل ان ہی لوگوں کے ترقی کر سکیں گے؟ ہرگز نہیں۔ بہرحال قدامت پرستی یا جدت پرستی پر عمل کرنے سے ہم ہرگز کامیاب زندگی نہیں بسر کر سکتے۔ ہماری زندگیاں کامیاب اسی وقت ہو سکتی ہیں جبکہ ہمارے اخلاق اعلیٰ ہوں۔ تعلیم یافتہ ہر شخص ہو۔ اور اسلامی تہذیب و تمدن ہم میں رائج ہو۔ اس سے افضل ہم ہندوستانی خصوصاً مسلمان عورتوں میں اور کوئی بات نہیں ہو سکتی کہ باوجود یوروپین تہذیب و معاشرت سے آشنا ہونے کے اپنی اسلامی روایات اور جذبات قومی سے کبھی لاپرواہی نہ اختیار کریں۔

محترمہ اصفیہ بیگم محمد علی مبئی کے خیالات

مرزا صاحب کے دلائل فی الحقیقت دو ہیں۔ اول غلاظت دوسرے اسراف۔ پہلی دلیل بیان کرنے میں مرزا صاحب نے بہت مبالغہ کیا ہے۔ کیونکہ تمام شرفا کے گھروں میں ایسا گھناؤنا منظر آج تک دکھائی نہیں دیا۔ اور مبالغہ سے قطع نظر کر کے غالباً یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ ہماری ہندوستانی بہنوں کے غلیظ سے غلیظ بال بھی مغربی مہذب بہنوں کے جسموں سے کم غلیظ ہوتے ہیں۔ لیکن یہاں فاضل مضمون نگار کی دونوں دلیلوں کا پر لطف پہلو دکھانا چاہتی ہوں۔ دونوں دلیلیں ایک دوسرے کی خود ہی تردید کر رہی ہیں۔ ارشاد ہوتا ہے کہ بالوں کے رکھنے میں عورتیں بہت فضول خرچ مثلاً تیل۔ کنگھا دھونے کے مصالحے، شیمپو۔ اور آونلے وغیرہ وغیرہ استعمال کرتی ہیں اور ہر ممکن طریقے سے نگہداشت پر بے دریغ روپیہ صرف کرتی ہیں۔ کیا کوئی عقل سلیم والا مجھے بتائیگا کہ جو بال روزانہ یا کم از کم ایک ہفتہ میں تین مرتبہ دھلیں گے اور پھر ان میں روزانہ وقت مقررہ پر تیل پڑے گا۔ کنگھی ہوگی۔ پھر وہ کیونکر میلے اور غلیظ رہیں گے؟ اور اگر بال میلے اور غلیظ ہیں تو اس کا مطلب

صاف ہے کہ نہ ان میں تیل لگتا ہے نہ کنگھا ہوتا ہے اور نہ وہ باقاعدہ دُھلتے ہیں یعنی ان پر خرچ بھی نہیں ہوتا پس کیا عقل سلیم اسکو باور کرے گی کہ غلاظت اور اسراف یکجا جمع ہو سکتے ہیں؟ یہ دلائل کسی مردانے اخبار یا رسالہ میں (وہ بھی ایسا ہوتا جو عورتوں کی نظر سے بالکل نہ گذرتا) لکھی جاتیں تو یہ مبالغہ شاید کھپ جاتا۔ مگر زنانہ رسالہ میں یہ دلیل کسی طرح بھی یقین نہ کیجائیگی کیونکہ تمام عورتین جانتی ہیں کہ وہ پھوہڑ اور کیسی ہی غلیظ ہوں سمجھتی ہیں کہ ایسا ہونا محال ہے۔ اور یہ ایک عام مثال ہے کہ نہائے کے بال اور کھائے کا چہرہ چھپا نہیں رہ سکتا۔ اس کا یہی مطلب ہے کہ اگر بالوں کی نگہداشت اور پرورش ٹھیک طور پر ہو رہی ہے تو بال صاف۔ خوبصورت چمکدار ملیے اور غلاظت سے پاک رہیں گے۔

بال کٹوانے کے حق میں یہ دلیل دینا کہ عورتین بہت سے فضول اخراجات سے بچی رہیں گی صحیح نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ جن لوگوں کو موجودہ کالجوں کے لڑکے کا تجربہ ہے۔ انکو معلوم ہے کہ شوقین مزاج لڑکے اپنے بناؤ سنگھار پر کچھ کم خرچ نہیں کرتے۔ کنگھا۔ تیل۔ کاسٹیک۔ پوڈر۔ کریم سب ہی چیزیں تو بناؤ کی وہ استعمال کرتے ہیں۔ اس لئے اگر لڑکیاں اپنے بال ترشوائیں گی تو اس کا خرچہ بھی بجائے کم ہونے کے کچھ بڑھ ہی جائیگا۔ کیونکہ علاوہ تیل اور کاسمٹیک وغیرہ کے ہفتہ وار بال ترشوانے کی اجرت مستزاد ہوگی۔ چنانچہ یورپ اور امریکہ کا تجربہ اس امر کا شاہد ہے کہ جب سے بال کٹوانیکا فیشن وہاں رائج ہوا ہے۔ عورتوں کا بناؤ سنگھار کا خرچ دوگنا ہو چکا ہے۔ انقلاب اور زمیندار لاہور اور سچ لکھنؤ میں اس کے متعلق اعداد و شمار شائع ہو چکے ہیں۔ کہ امریکہ میں ۱۹۲۹ء میں کئی ارب روپیہ صرف بالوں کی ترشوائی پر صرف ہوا ہے۔ جن لوگوں کو لاہور کے کالجوں کا تجربہ ہے وہ جانتے ہیں کہ کیونکر فیشن ایبل لڑکے اپنی حجامت پر مہینہ میں چار چار اور پانچ پانچ روپیہ صرف کر دیتے ہیں۔ اور ان کی نگہداشت پر اس سے کہیں زیادہ۔ حالانکہ ایک نہایت صاف ستھری لڑکی روزانہ بالوں کو تیل سے صاف رکھکر بھی چار روپیہ کا تیل ایک سال میں صرف نہیں کرتی۔ تو ظاہر ہے کہ ہندوستان میں لڑکیوں کا بھی بال ترشوانیکا خرچ کئی روپے ماہوار مستقل طور پر ہو جائیگا۔ اس طرح غریب اور فلاکت زدہ ہندوستان کا بھی کئی ارب روپیہ حجاموں کے نذر ہوگا۔

مضمون مذکور میں دیہاتی عورتوں کی جوؤں کا بہت رونا رویا گیا ہے۔ مگر کیا میں پوچھ سکتی ہوں کہ دیہاتی مردوں کے بالوں اور کپڑوں میں جوئیں عورتوں کی بہ نسبت کیا کم ہوتی ہیں؟ اگر مضمون نگار صاحب کا یہ مطلب ہے کہ بال کٹوانے سے عورت صاف ستھری ہو جائیگی تو یہ تجویز پیش کرتے کہ مرد اور عورت دونوں استروں سے سر صاف کرا دیا کریں تاکہ گھر میں قندیلوں کی بھی ضرورت نہ رہے۔ اصل بات یہ ہے کہ یورپ کی موجودہ تہذیب کی ایک خاص روش یہ ہے کہ مرد زنانہ پن سیکھیں۔ اور ڈاڑھی مونچھ صفا کرنا۔ تیل۔ پوڈر۔ کریم وغیرہ کا استعمال کرنا اس روش کا ایک خاص حصہ ہے اور عورتین مردانہ پن سیکھیں۔ چنانچہ بال ترشوا کر مردانہ کھیلوں میں شرکت کرنا اور مختلف کلبوں اور پبلک ہاؤسوں میں

جا کر مردوں کے دوش بدوش رقص وسرود میں شرکت بھی اسی روش کے شاخسانے ہیں۔

ظاہر یہ ہے کہ اس قسم کی افراط و تفریط کا دونوں پر یہ اثر ہوگا کہ نہ مرد مرد رہیں گے اور نہ عورتیں عورتیں رہیں گی۔ بلکہ ہیجڑوں کی ایک قوم پیدا ہو جائے گی۔ چنانچہ یورپ اور امریکہ میں اس کے آثار ابھی سے نمودار ہو گئے ہیں۔ اور خود امریکہ اور یورپ کے ڈاکٹروں اور علم النفس کے ماہروں کے سامنے یہی خطرہ موجود ہے۔ اور اکثر علمی رسائل میں اس روش کی سخت مذمت ہو رہی ہے۔ چنانچہ اکثر ڈاکٹروں کی رائے ہے کہ بال ترشوانے اور دیگر مردانہ خصائل اختیار کرنے سے عورتوں کی بھی آہستہ آہستہ مونچھیں اور ڈاڑھی نکلنے لگے گی۔ اور وہ نسوانی خصائل سے بالکل محروم ہو جائینگی اور خانگی زندگی کے جو نسل انسانی کے قیام و بقا کے لئے ضروری ہے ناقابل ہو جائیں گی۔

مولوی اختر عزیز (بی اے) بھوپال کے خیالات

فاضل مضمون نگار نے ہمارے ہر طریقے۔ ہر عمل ہر رسم اور ہر سنت پر لفظ فیشن کو اس کے عام اور مروجہ استعمال کے خلاف منطبق فرما کر جدید فیشن کے دلدادگان کے لئے قدامت پرستوں کو ترکی بہ ترکی جواب دینے کا ایک بالکل نیا اور جدید راستہ نکال دیا ہے۔ اب کیا ہے۔ ہر اعتراض کا جواب بلا کسی غور و فکر کے جچا تلا فوراً موجود ہے۔ اگر کوئی کہے کہ صاحب آپ نے مغربی فیشن کی تقلید میں ڈاڑھی کیوں منڈوائی تو جواب صاف ہے کہ ڈاڑھی رکھنا بھی فیشن تھا۔ اس لئے فیشن شکنی کے لئے ہم نے ڈاڑھی منڈوائی۔ اگر کوئی کہے کہ یہ مونچھوں کا صفایا کیوں شروع ہو گیا ہے تو اس کا جواب بھی تڑاق سے فوراً وہی جو ڈاڑھی منڈانے کا۔ پھر اگر کوئی پوچھے کہ یہ ابروؤں کا صفایا کیوں نہیں کیا جاتا۔ تو غالباً یہ جواب معقول و مناسب ہوگا۔ کہ یہ قلندروں کا فیشن ہے۔ ہم نے ابروؤں کا صفایا نہ کرا کر ابرو نہ رکھنے کی بدترین فیشن کی فیشن شکنی کی ہے۔ ہاں اگر پانچ دس سال کے بعد حاملان تہذیب و تمدن ابروؤں کا صفایا کرانے لگیں گے تو اطمینان رکھئے کہ ہم بھی اسی فیشن کی جڑ۔ ابروؤں میں سینکڑوں کیڑے ڈال کر فی الفور ان کا صفایا کر کے اپنے جذبۂ فیشن شکنی کا ثبوت پیش کرنے سے قاصر نہ رہیں گے۔ غرض اسی طرح کہاں تک کوئی اعتراض کرے گا۔ اور کس کس بات پر اعتراض کرے گا

سر کے انگریزی فیشن کے بالوں پر۔ صلیب نما نکٹائی پر۔ اور عورتوں کے بے چھدے مردانہ ناک اور کانوں پر غرضیکہ ہر ایک اعتراض کا وہی ایک جچا تلا دنداں شکن جواب پایا جائیگا۔ اور بالآخر ہار جھک مار کر اپنا سا منہ لیکر چلتا پھرتا نظر آئیگا۔

معلوم نہیں تمامتر فیشن کا مرکز بالوں کو کیوں قرار دیا گیا ہے۔ یہ شاید اس لئے کہ اگر بالوں کو تمامتر فیشن کا مرکز قرار دیا جائے گا۔ تو ڈاڑھی اور مونچھوں کے بال منڈانے کے فیشن پر اول تو کسی کو اعتراض کرنے کی جرات ہی نہ ہو گی اور اگر کوئی اعتراض کرے گا بھی تو یہ جواب فوراً دیدیا جائے گا۔ کہ ہمارا تو پہلے ہی یہ دعویٰ ہے۔ کہ تمامتر فیشن کا مرکز بال ہی ہیں۔ اس لئے جب ڈاڑھی اور مونچھ کے بال ہی نہ ہوں گے تو فیشن کہاں سے آئیگا۔ نیز جوؤں کی پرورش کے

ایک چھوٹے فارم کا خیالی خطرہ بھی باقی نہ رہے گا۔ مگر اس کا جواب فاضل مضمون نگار معلوم نہیں کیا دینگے کہ ہر روز صبح اٹھتے ہی جب حجام کا انتظار ہو۔ اور بڑے صاحب کی پیشی کا وقت مقررہ قریب آرہا ہو۔ ادھر ہاتھ پھیرنے سے گالوں پر کانٹے چبھتے معلوم ہوں ادھر حجام کمبخت کو آنے میں دیر ہورہی ہو۔ اسوقت چھوٹے صاحب کی طبیعت کی جھنجلاہٹ اور غصہ کا کیا حال ہوگا۔ حجام کو عید بقرعید کے انعام کے علاوہ مستقل طور پر چار روپے ماہوار بھی دئے جاتے ہیں۔ اس کے سامنے پندرہ بیس منٹ تک روزانہ بلاناغہ مردہ بدست زندہ بنکر بیٹھنا بھی پڑتا ہے۔ حجام صاحب کا ایک بے دُھلا چکٹا ہوا چھوٹے چھوٹے بالوں سے ملوث کپڑا یا بلا آستینوں کا کرتہ بھی جس میں اگر زیادہ نہیں تو آٹھ دس جوئیں تو ضرور بمصداق جویندہ یابندہ تلاش کرنے سے مل جائیں گی۔ گلے میں پہننا پڑتا ہے۔ کوئی خوشبودار کریم بھی حجامت کے بعد کی سوزش اور جلن کو کم کرنے کے لئے اور جلد کو ملائم رکھنے کے لئے مہیا رکھنی پڑتی ہے۔ یہ سب کیوں؟ صرف اسی لیے تاکہ ڈاڑھی اور مونچھوں کے بالوں کو جو فیشن کی جڑ ہیں۔ صاف کرا کر فیشن کی جڑ ہی مٹادی جائے اور اسی طرح جوؤں کی پرورش کیلئے اس چھوٹے فارم کا قلع قمع کردیا جائے۔ خواہ صاحب بہادر کا خون چوسنے کے لئے دو چار جوئیں روزانہ صاحب بہادر کی قمیص اور بنیان کے گریبان میں نہایت آسانی سے کیوں نہ منتقل ہو جاتی ہوں۔

ڈاڑھی منڈوا کر فیشن کی جڑ مٹانے اور اس طرح قدامت پرستی کی بو کا ازالہ کرنے والے حضرات حجام کے انتظار اور اس کی تنخواہ کے مصارف اور مُوجوں آلودہ کپڑے پر اعتراض کرنے والوں کو یہ نہایت معقول جواب دے سکتے ہیں کہ سیفٹی استرے ایجاد ہو چکے ہیں۔ اعلیٰ سے اعلیٰ شیونگ برش اور سیونگ اسٹکز موجود ہیں کروڑوں بلیڈز ہندوستان میں روزانہ فروخت ہورہے ہیں۔ ہر قسم کے استراپ اور پیسٹ بھی سب مہیا ہیں۔ پھر حجام کی ضرورت اور محتاجی کہاں باقی رہی۔ یہ جواب میری رائے میں چونکہ معقول ہے اس لئے ضرور قابل تسلیم ہے لیکن کیا ہندوستان کے افلاس کا سچا درد رکھنے والے مرزا صاحب فیشن کی بیخ کنی کے اس تمام سامان پر غریب ہندوستانیوں کا لاکھوں نہیں بلکہ کروڑوں روپیہ سالانہ صرف ہوتے دیکھکر چیں بجبیں تو نہ ہوں گے اور پھر کیا فیشن کی اس بیخکنی پر جو وقت دنیا بھر کے ضروری کام ہرج کرکے روزانہ صرف کرنا لازمی اور لابدی ہے۔ اسکے صرف کرنے پر ان کو ملال تو نہ ہوگا۔ اور یہ خیال تو ان کو نہ ستائیگا کہ اگر صرف اتنا ہی وقت چرخہ پر صرف ہو جائے۔ تو ہندوستانیوں کی فتح ہے۔ بظاہر تو چیں بجبیں ہونے اور ملال کرنے کی کوئی وجہ سمجھ میں نہیں آتی کیونکہ اگر عورتوں کے بال رکھنے کی فیشن پرستی پر یہ روپیہ اور وقت صرف ہوتا تو بیشک رنج و افسوس کا مقام تھا۔ مگر یہ روپیہ اور وقت تو ڈاڑھی اور مونچھیں رکھنے کے فیشن کی بیخکنی پر صرف ہوتا ہے۔ اس کا ملال کیا۔ اگر غور و انصاف کیا جائے تو مفلس ہندوستانیوں کے روپے اور وقت کا اس سے بہتر اور صحیح مصرف اور کیا ہو سکتا ہے۔ اوہ! روپیہ اور وقت

تو کیا اگر اس فیشن کی بیخ کنی کے بدلے میں اتفاقاً جان سے بھی ہاتھ دھونا پڑے۔ تو کچھ مضائقہ کی بات نہیں۔ میں نے اس لئے لکھدیا ہے۔ کہ حال ہی میں ٹائمز یا پاینیر میں یہ خبر میں نے پڑھی تھی۔ کہ یورپ کے ایک بہت بڑے آدمی کی سخت درد وکرب کی موت کا باعث۔ ڈاکٹروں نے فیشن کی اس تنگی کے وقت محض استرے کی ایک معمولی خراش کا لگ جانا اور استرے کے زہر کا خون میں سرایت کر جانا بتلایا ہے۔

میرے دل میں یہ خواہش ہر صبح جب کبھی بدقسمتی سے میرا ہاتھ کانوں تک پہونچ جاتا ہے ضرور پیدا ہوتی ہے کہ اے کاش یہ روز روز کی مصیبت ایک مرتبہ ہی صفائی کرا دینے سے ختم ہو جاتی۔ اور اس طرح یہ فیشن کی جڑ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ہی مٹ جاتی اور پھر جب تقریباً نصف گھنٹہ رگڑائی کرنے کے بعد بھی میرا ہاتھ بعض بعض جگہ ویسے ہی سخت کانٹے محسوس کرتا ہے۔ جیسے اس رگڑائی سے پیشتر کرتا تھا۔ اور اس کے ساتھ ہی سامنے رکھا ہوا آئینہ بھی مستقل خط ر سیاہی کی چغلی کھاتا ہے۔ تو بس دل یہی چاہتا ہے کہ اے کاش عورتوں کی طرح مردوں کے گال بھی قدرتاً صاف وشفاف اور چکنے اور ملائم ہی رہا کرتے تو کیا اچھا ہوتا۔ اسوقت میرا ضمیر مجھ پر ملامت کرتا ہے اور کہتا ہے کہ اگر ایسا ہو جاتا تو پھر شیطان کو بارگاہ ایزدی میں اپنی اس کارگذاری جتانے کا موقع کس طرح ملتا۔ کہ "تیرے بندوں کو سکھاؤں گا کہ اللہ کی بنائی ہوئی صورت بدلدیں (ولامرنهم فليغيرن خلق الله سورۂ نسار رکوع ۱۸)

قرآن مجید میں اگر بالصراحت عورتوں کے بال کٹانے کی ممانعت نہیں آئی۔ تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ اسوقت مشرکین و دیگر اہل کتاب کسی کی مستورات میں بھی یہ بال ترشوانے کا طریقہ رائج نہ ہوگا۔ اور اس لئے اسکو ممنوع قرار دئے جانیکی ضرورت ہی پیش نہ آئی ہوگی۔

قرآن شریف کی جو آیت میں اوپر نقل کر آیا ہوں کہ شیطان نے کہا۔ کہ "میں تیرے بندوں کو سکھاؤنگا کہ اللہ کی بنائی ہوئی صورت بدلدیں" وہی آیت عورتوں کے سر کے بال کٹانے اور مردوں کی ڈاڑھی مونچھ منڈانے دونوں پر بہمہ وجوہ حاوی ہے۔ اور اگر اس آیت کے ساتھ بخاری شریف کی اسی روایت کو بھی شامل کر لیا جائے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان مردوں پر جو عورتوں کی مشابہت اور ان عورتوں پر جو مردوں کی شبیہ اختیار کریں لعنت فرمائی ہے۔ اور ارشاد فرمایا ہے کہ ایسے مرد اور عورتوں کو اپنے گھروں سے نکالدو۔ تو اس کے بعد کم سے کم میں تو مرزا صاحب کا یہ دعوے تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں ہوں۔ کہ چونکہ عورتوں کے بال کٹوانے کے متعلق قرآن میں کوئی ممانعت نہیں آئی لہذا خود یہ فعل جائز ہوا

اب مرزا صاحب کی خاص مفید مطلب احادیث کو لیجئے۔ جس حدیث کو بیان فرما کر مرزا صاحب مسلمانوں کے لئے بالوں کے معاملہ میں عیسائیوں کی پیروی عین سنت رسول اللہ ثابت کر کے ثواب دارین حاصل کرنا چاہتے ہیں وہ

ذیل میں معہ ترجمہ نقل کی جاتی ہے۔

عن ابن عباس قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یحب موافقۃ اھل الکتاب فیما لم یؤمر فیہ وکان اھل الکتاب یسدلون شعارھم وکان المشرکون یفرقون رؤسھم فسدل النبی صلی اللہ علیہ وسلم ناصیتہ ثم فرق بعد متفق علیہ
(ملاحظہ ہو باب الترجل فصل اول مشکوۃ المصابیح)

حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں اور روایت کرتے ہیں کہ کسی امر میں جب تک کوئی حکم خداوندی نازل وصادر نہیں ہوتا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم موافقت اہل کتاب کی پسند کرتے تھے۔ اہل کتاب اپنے بال ڈالے رہتے تھے اور مشرکین اپنے سر کے بالوں کی مانگ نکالتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اول پیشانی پر بال ڈالے رکھے لیکن پھر بعد کو مانگ اپنے بالوں میں نکالنے لگے تھے۔

ابتدا میں رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم دیگر اہل کتاب کے طریقہ پر بیت المقدس کی جانب منہ کرکے نماز ادا فرماتے تھے اور بعد میں حضورؐ نے کعبہ کو قبلہ بنایا جناب مرزا صاحب کے ارشاد کے مطابق تو عیسائیوں کے بیت المقدس کی طرف منہ کرکے نماز پڑھنا بھی عین سنت رسول اللہؐ ہوا۔ کیا اچھا ہوتا کہ بالوں کے معاملہ میں عیسائیوں کی پیروی کو سنت رسول اللہؐ قرار دینے سے پیشتر اس عام اور مشہور و معروف حدیث پر بھی غور فرما لیا جاتا کہ "جو جس قوم کا تشبہ اختیار کرے گا اس کا شمار اسی قوم میں ہو گا۔ (مَنْ تَشَبَّہَ بِقَوْمٍ فَھُوَ مِنْھُمْ)

ازواج مطہرات کے بال کٹوانے اور کانوں تک رکھنے کی روایت کا باوجود تلاش وجستجو صحیح مسلم وغیرہ میں پتہ نہیں چل سکا۔ ضرورت تھی کہ باب فصل وغیرہ کا حوالہ دیا جاتا۔ برخلاف اس کے ابواب ترجل ومناسک حج مشکوۃ المصابیح میں عورتوں کے بالوں کی بابت صرف یہ روایات میری نظر سے گذری ہیں کہ عورتیں اپنے سر نہ منڈائیں اور زمانۂ حج میں جس طرح مردوں کے لئے بالوں کا منڈوانا ہے عورتوں کے لئے محض تین بال یا پیر کے انگوٹھے کی مقدار میں بال کٹوا دینا اور کتروا دینا ہے۔ اس حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ شارع اسلام کو عورتوں کے بالوں کا تحفظ اس حد تک منظور تھا۔ کہ ایک اہم رکن حج میں رخنہ اندازی گوارا فرما کر عورتوں کو صرف ایسی قلیل مقدار میں بال کتروانے کا حکم صادر فرمایا۔ جس سے کوئی فرق ان کے لمبے بالوں کی چوٹی کی اصل ہیئت میں نہ پڑسکے۔ سوچنے اور سمجھنے والوں کے لئے ایسی ایک روایت میں عورتوں کے بالوں کے متعلق کامل ہدایت اور رہبری موجود ہے۔

فاضل مضمون نگار کا ارشاد ہے کہ ان بالوں کی پرورش پر لاکھوں روپیہ سالانہ ضائع کیا جاتا ہے۔ طرح طرح کے تیل ڈالے جاتے ہیں اور یہ سب کیوں؟ محض اس لئے کہ جوؤں کی پرورش کے لئے بہترین فارم کھولا جائے۔ گویا کہ عورتوں کے لمبے لمبے بال ہی باوجود لاکھوں روپیہ ان کی صفائی اور پرورش پر صرف کرنے کے جوؤں کی پیدائش اور افزائش کا مسکن ہیں۔ لیکن کیا لیجسلیٹو اسمبلی کے سکھ ممبران اور پنجاب کونسل کے سکھ وزرا جوؤں کی پرورش کے لئے ہی اپنے سروں پر بہترین فارم کھولے ہوئے ہیں! کیا بادشاہان انگلستان جب لمبے لمبے بال رکھتے تھے تو ان کا مقصد

بھی محض جوؤں کی پرورش تھا؟ کیا باڑھ ہیر میں جوؤں کا پیدا ہونا ممکن نہیں ہے؟ اور کیا سر گھٹے ہوئے مردوں کے بنیان قمیص اور پائجامہ کے نیفوں میں جوئیں عنقے ہیں؟ اگر اس کلیہ کو تسلیم کر لیا جائے اور پھر اس کے اس نتیجہ کو بھی جو آپ نے فرمایا ہے تو ماننا اور ضرور ماننا پڑے گا۔ کہ کیا غریب۔ کیا امیر۔ کیا آپ۔ کیا میں۔ کیا نامہ نگار اور کیا ایڈیٹر۔ کیا ہندوستانی کیا وہ مغربی خواتین جو چند سال پیشتر تک ایسے ہی لمبے لمبے بالوں کی پرورش کرتی تھیں۔ جیسے ہماری ہندوستانی مائیں اور بہنیں آج تک کر رہی ہیں۔ یہ سب کے سب جب سے دنیا قائم ہوئی ہے اپنے اپنے دسترخوانوں پر ہر لقمہ میں جوؤں کا زیرہ ہی تناول فرماتے رہے ہیں۔

ہندوستان میں تو ایسی ایسی نفاست پسند خواتین موجود ہیں۔ جو باوجود لمبے لمبے بال رکھنے کے جوں تو جوں ناک پر مکھی بیٹھنے دینے کی بھی روادار نہیں ہیں۔ اور اس ذکر سے اُن کی نازک طبائع شاید مالش کرنے لگیں برخلاف اس کے ایسے ایسے بے حس اور غلاظت پسند مرد ابھی موجود ہیں جو باوجود تعلیم یافتہ ہونے اور ظاہری ٹیپ ٹاپ کوٹ پتلون سے آراستہ ہونیکے روزانہ ڈاڑھی اور مونچھ کا صفایا کرنے کے اور باوجود سر کی چندیا کے بال قدرتی طور پر غائب ہو جانے کے رات کو لمپ کی روشنی میں جب بنیان کا دامن الٹ کر اس کی سیون پر اپنی عینک لگی نظریں دوڑاتے ہیں تو اپنے ملنے ملانے والوں کے سامنے بلا جھجک میدان ناخن پر قتل وخون کا نقشہ کھینچنا شروع کر دیتے ہیں۔ یہ مبالغہ نہیں یا کوئی من گھڑت افسانہ نہیں۔ میرا چشم دید مشاہدہ ہے۔

جس بدنصیب ملازمہ کو بال رکھکر نہ وقت ملتا ہے کہ سر کے کیڑے نکالے اور نہ پیسہ ملتا ہے کہ صابون اور سوڈے سے ہفتہ میں ایک دن تو سر دھو کر صاف کرے۔ اس کم بخت کو بال ترشوانے کے لئے بھی وقت ملنے کی کوئی امید نہیں ہو سکتی۔ نہ نائی کو دینے کے لئے اس کے پاس کہیں غیب سے پیسے آنے کی توقع ہو سکتی ہے۔ اور اس پر طرہ یہ ہوگا کہ ہفتہ میں ایک دن تو صابون اور سوڈے سے سر دھونا بال ترشوانے پر بھی اس کے لئے لازمی اور ضروری ہوگا۔ ورنہ بیگم صاحبہ اور صاحب بہادر کے سالن کی ہنڈیا میں جوؤں کی زیرہ پاشی کا خطرہ بدستور قائم کا قائم رہیگا دوسرے بال ترشواتے وقت جو باریک باریک اور چھوٹے چھوٹے بال کرتے کے گریبان کے راستہ سے گزر کر اس کے سینہ پیٹ اور کمر سے چمٹ گئے ہوں گے۔ انکو چھڑانے کے لئے غسل بھی لازم آجائیگا۔

میں نے سنا ہے کہ شریفہ کے بیج جن کی کوئی قدر وقیمت بھی نہیں ہوتی۔ اگر پیس کر سر میں ڈالدئے جائیں تو جوئیں خود بخود ہی مرجاتی ہیں۔ اگر یہ صحیح ہے تو سر دھونے کے لئے سوڈے اور صابن کی ضرورت بھی باقی نہ رہتی قصہ کوتاہ یہ کہ باوجود بال ترشوا دینے کے بھی جوؤں کے زیرہ میں کمی تو کیا ہو سکتی ہے۔ بلکہ چھوٹے چھوٹے سیاہ وسفید بالوں کے خس وخاشاک کا اس زیرہ میں مزید اضافہ ہو جانے کی توقع ہے۔ بندھی ہوئی چوٹی میں سے ٹوٹا ہے

گا ہے شیطان کی آنت کی طرح جو لمبا بال گر جاتا ہے۔ وہ نوالہ میں سے ہونٹ پر سر سراتا ہوا اور حلق میں گدگدی کرتا ہوا آہستہ آہستہ بلا ٹوٹنے کے نکل بھی آتا ہے۔ لیکن کھلے اور تراشیدہ بالوں میں سے تو اس شیطان کی آنت کی چھوٹی ذریات سینکڑوں کی تعداد میں پیٹ میں پہنچکر ہی خبر لیں تو لیں۔ اگر ان چھوٹی ذریات کے ٹوٹنے اور گرنے کا یقین نہ ہو تو ترکی ٹوپی یا قمیص کے گلے یا سرہانے کے تکیہ پر روزانہ ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔

آٹا گوندھنے میں سر کھجانے کی ضرورت بھی بال ترشوا دینے کے بعد ختم نہیں ہو سکتی بلکہ پھر تو بار بار منہ اور آنکھوں پر اٹھکھیلیاں کرتے ہوئے کھلے بالوں کو پیچھے کرنے کے لئے ایک ہاتھ بالوں پر رہیگا اور ایک کبھی بینیہ کھجلانے اور کبھی بغل کھجلانے کے کام آئیگا۔ اس کھجلانے اور بالوں کو ہٹانے سے مہلت ملے گی تو ساتھ ساتھ آٹا بھی گندھتا جائیگا

اب فرمائیے جوؤں کی ریزہ خوری اور شیطان کی آنت سے بچنے کے لئے بال کٹا دینے کا نسخہ زیادہ آسان سستا اور کارگر ہے۔ یا بال رکھکر ہفتہ میں ایک مرتبہ ان کو شریعہ کے بیج ڈالکر دھو لینے اور کنگھی کر کے چوٹی باندھ لینے کا نسخہ زیادہ مفید سہل اور ارزاں ہے؟ ساتھ کے ساتھ یہ بھی ارشاد فرما دیجئے کہ ماما کے کپڑوں کی جوؤں کا بہترین علاج بالوں کی طرح تمام کپڑوں کی ہی بخلکنی کر دینا مناسب ہوگا۔ یا ہفتہ وار صاف اور دُھلے ہوئے کپڑے بدلنے کی تاکید کرتے رہنا زیادہ اچھا ہوگا۔

مضمون زیر بحث میں بال کٹانے کا سب سے بڑا فائدہ صفائی بتایا گیا ہے۔ مگر میں نہیں سمجھ سکتا کہ بال کٹنے پر یہ صفائی خود بخود کس طرح پیدا ہو سکتی ہے۔ صفائی تو صفائی کے طریقے اختیار کرنے سے ہی آئیگی۔ اور جیسا کہ میں نے ماما کی بال تراشی کے فوٹو میں بتلایا ہے۔ بال رکھنے کے مقابلہ میں بال کتروانے کی حالت میں یہ صفائی کے طریقے زیادہ مصارف زیادہ وقت اور زیادہ توجہ کے محتاج ہو جائیں گے۔ اس بال کٹوانے سے تو سر گھٹوا دینا ہی میرے خیال میں ہزار درجہ بہتر آسان۔ ارزاں۔ آرام دہ اور صفائی کا حامل ہوگا۔ کنگھی۔ برش اور تیل کسی چیز کی بھی ضرورت مطلقاً باقی نہ رہے گی۔ اگر میری یہ رائے معقول اور سنجیدہ ہو تو اول مردوں سے ہی بسم اللہ کیوں نہ شروع کیجائے۔ مردوں کے سر منڈانے میں تو مذہب بھی حارج نہیں ہے۔ ابا جان کی دیکھا دیکھی ان کے صاحبزادگان اور ملازمان بھی سر گھٹوا دینا شروع کرینگے اور اسی طرح یہ تحریک بڑھتے بڑھتے مقبول عام ہو جائیگی۔

بیگم صاحبہ کے بال کٹانے میں ابھی ایک قباحت اور بھی ہے۔ اور اس پر غور نہیں فرمایا گیا۔ یہ تو ظاہر ہے کہ ابھی ہمارے ملک میں مرد حجام ہی یہ خدمت انجام دے سکتے ہیں۔ پس جب تک صاحب بہادر خود اپنی بیگم صاحبہ اور صاحبزادیوں کی غائبانہ فن بال تراشی میں مہارت تامہ حاصل نہ فرمالیں۔ اسوقت تک شرعی اور مروجہ دونوں قسم کے پردوں کے حامیان بیگم صاحبہ کے بال غیر محرم حجام سے ترشوانا پسند نہ کرینگے۔

بیگم صاحبہ کی چوٹی سے قمیض کی پشت خراب ہوجانا اور سر کی چکنائی سے تکیہ اور دوپٹہ میلا ہوکر مستقل طور پر ان کا عجیب قسم کا تعفن دینا اس کا جواب فی الحال صرف اسی قدر کافی ہے کہ اگر مجوزہ فراک کا پہننا شروع ہوجائیگا تو اس میں تو پشت ہی نہ ہوگی جس کے چوٹی جیسی بیکار چیز سے خراب ہوجانے کا اندیشہ باقی رہے۔ اب صرف سر کی چکنائی سے تکیہ اور دوپٹہ کا میلا ہوکر تعفن دینا رہا سو باڈ ہیر میں بھی کسی نہ کسی تیل یا چکنائی کا استعمال تو ضرور ہی کرنا پڑے گا۔ اور اس چکنائی سے تکیہ اور دوپٹہ میلا ہوکر بدستور تعفن دیتا رہیگا۔ اس سے چھٹکارا تو سر گھٹوا دینے کی صورت میں بھی ممکن نظر نہیں آتا۔ کیونکہ زیادہ تر بغل کے پسینہ کی طرح سر کے پسینے سے بھی یہ بدبو اور خرابی پیدا ہوتی رہتی ہے۔ اور وہ بہر صورت پیدا ہوگی۔

اب میں بیگم صاحبہ کے بال ترشوانے پر صابون اور تیل کے اخراجات میں آدھے سے زیادہ کمی کے متعلق ریاستہائے متحدہ امریکہ کے اعداد سے کچھ روشنی ڈالنا چاہتا ہوں۔ میں نے ایک اخبار میں پڑھا ہے کہ امریکہ میں بھی حجام عورتوں کے بال ترشتے ہیں۔ ان کو گھونگریالے بناتے ہیں ان کو طرح طرح کے روغنوں اور مصالحوں سے آراستہ کرتے ہیں ابروؤں کے زائد بال دور کرکے انہیں نہایت درست ہلالی صورت میں نمایاں کرتے ہیں۔ اس تمام آرائش اور تزئین جمال پر دو ارب دس کروڑ روپیہ سالانہ صرف ہوتا ہے۔ ستر فیصدی خواتین روزانہ گھنٹوں بال ترشواتی ہیں۔ ایک خاتون کے بال تراشنے کی اجرت پانچ ڈالر یعنی پندرہ روپے ہے۔ مہینہ میں کم سے کم دو مرتبہ بال ترشوائے جانے ضروری ہیں ان اعداد کو پیش نظر رکھ کر یہ کہنا کہاں تک درست ہوگا کہ جب تک ہندوستان مفلس ہے خدا کے واسطے عورتوں کے بال کٹوا دئے جائیں۔ امریکہ میں جب پندرہ روپے بال ترشوانے کی اجرت دیجاتی ہے تو کیا ہندوستانی حجام آٹھ آنے بھی بیگم صاحبہ کے بال تراشنے کی اجرت نہ لیگا۔ افسوس ہے کہ تیل اور صابن کے اخراجات کی کمی کا اندازہ فرماتے ہوئے حجام کی اجرت کو بالکل ہی نظر انداز فرما دیا گیا۔

آخر میں میں لے۔ ایم۔ رائٹ ہیڈ مسٹرس سکنڈری گرلز اسکول ونچسٹر کی رائے عورتوں کے ان تراشیدہ بالوں کے متعلق عصمتی بھائی اور بہنوں کی خدمت میں پیش کرنا چاہتا ہوں۔ وہ فرماتی ہیں۔ کہ

The shingle causes girls in ceaseless anxiety

Makes them squint detracts them from their powers
of concentration and sows the seeds of St. Vitus's dance

ان کے اس ارشاد کا ترجمہ حسب ذیل الفاظ میں کیا جاسکتا ہے۔

"بال ترشوانے سے لڑکیاں مسلسل بےچینی میں مبتلا رہتی ہیں۔ انکی نظر میں کجی آجاتی ہے۔ کسی ایک نقطہ پر توجہ قائم کرنیکی طاقت مفقود ہوجاتی ہے اور سینٹ وائی ٹس ڈانس (یہ ایک بیماری کا نام ہے) کے بیجوں کی تخم ریزی شروع ہوجاتی ہے۔"

اگرچہ مس صاحبہ کی یہ رائے ابھی متفقہ طور پر تسلیم نہیں کی گئی ہے لیکن ہیڈ مسٹرس ہونیکی حیثیت سے انکی یہ رائے انکے روزمرہ کے ذاتی تجربے اور مشاہدہ پر مبنی معلوم ہوتی ہے اور اسی لئے بہت زیادہ وقیع ہے۔

ریل کا اسٹیشن پر آنا

یہ نظم میرے ایک عزیز دوست کے قلم کا نتیجہ ہے۔ نیا موضوع ہے۔ بات میں بات پیدا کی ہے۔ روزمرہ کی باتیں ہیں۔ دلچسپ انداز میں پیش کیجا سکتی ہیں۔ اگر اسی قسم کے موضوع پر قلم اٹھایا جائے تو ہماری ادبیات کو بہت کچھ فائدہ پہونچ سکتا ہے۔

اس نظم میں ہندوستانی مسافروں کی نفسی حالت کا نقشہ موئے قلم سے بہت صفائی کے ساتھ کھینچا گیا ہے۔ اور جو رنگ اس تصویر میں بھرا گیا ہے وہ بھی بہت پر لطف ہے۔

خلیفہ محمد حمید اللہ ۔ کلکتہ

وہ ریل آ رہی ہے سگنل گرا ہوا ہے
اب زور و شور اس کا سب ختم ہو گیا ہے
کچھ دور اس سے پہلے بجلی بنی ہوئی تھی
بھرتی تھی یہ طرارے آندھی بنی ہوئی تھی
چلتی تھی بے تحاشا یا رینگنے لگی ہے
بل کھا رہی ہے کیسی ناگن بنی ہوئی ہے
صدمے دواد وش کے کبتک غریب جھیلے
گھنٹوں کی ہے پیاسی کچھ دیر دم تو لے لے

٭

لو چیونتی سے ٹھیری ہے ریل گاڑی
کچھ درد آہ نکلا ہلکی سی چیخ ماری
اللہ کس غضب کا اس چیخ میں اثر تھا
برہم ہوا جو نقشہ چھوٹی سی انجمن کا
کچھ پہلے جس جگہ پر پر لطف جم گھٹے تھے
سامان اپنا لیکر انسان آ بسے تھے
ہل چل سی پڑی ہے دیکھو نظر اٹھا کر
آنکھوں میں پھر رہا ہے ہنگامۂ روز محشر
سب لوگ منتشر ہیں یہ خوب ماجرا ہے
مجمع میں آکے جیسے گولا کوئی گرا ہے
انسان دوڑتے ہیں سامان لد رہا ہے
ہر چیز کو ہے جنبش اک زلزلہ پڑا ہے
سگرٹ پان بیڑی چلا رہا ہے کوئی
کانوں میں آ رہی ہے ہر دم صدا قلی کی
اے برقعہ والی عورت کیا تیری بے بسی ہے
شوہر کا ہاتھ پکڑے کھنچتی ہوئی چلی ہے

وہ سیٹھ جی کو دیکھو مدہوش ہو رہے ہیں
ایک بیگ ہاتھ میں ہے گھبرائے پھر رہے ہیں
کچھ مارواڑنیں ہیں گہنوں میں جو لدی ہیں
ہے ہاتھ بھر کا گھونگھٹ کھنچتی ہوئی چلی ہیں
دنیا کا ہے تنزل دنیا کی ہے ترقی
کوئی اتر رہا ہے تو چڑھ رہا ہے کوئی

٭

سب ریل پیل کرتے گاڑی میں جا کے پہونچے
سامان اپنا رکھا خود ایک جگہ پہ بیٹھے
اب قلب مطمئن ہے چہروں پہ ہے مسرت
ہونٹوں پہ ہے تبسم دلکو سکون و راحت
بیٹھے ہیں جس جگہ پہ قبضہ جما لیا ہے
اجداد کا ہے ترکہ جو ان کو مل گیا ہے

٭

دنیا کا حال بھی ہے بالکل اسی طرح کا
اسٹیج ہے کہ جس پر ہوتا ہے یہ تماشا
آنکھوں پہ پردہ لگا ہے ہر ایک دھن میں اپنی
خود غرضیوں کے آگے سنتا نہیں کسی کی
پیہم کشاکشوں سے اس کا پتہ چلا ہے
بے چینیوں میں رہنا تقدیر میں لکھا ہے

ملتا ہے چین اس دم مٹتی ہے سب خرابی
جب اپنی خواہشوں میں ہوتی ہے کامیابی

عورتوں پر ظلم

دہولپور باڑی میں ایک معزز خاتون پٹھانوں کا اب بھی ایسا موجود ہے۔ جو غریب عورتوں پر طرح طرح کے ظلم و ستم روا رکھتا ہے۔ وہ لوگ پوتڑوں کے رئیس ہیں۔ ان کے یہاں گائے بھینس مال و دولت بے شمار ہے۔ آٹھ نو سال کی عمر میں وہ لڑکی کی شادی کر دیتے ہیں۔ شادی کے بعد ان کی عورتیں چرخہ چلاتی اور سوت کات کر مردوں کو دیتی ہیں۔ جس سے وہ لوگ ان کے واسطے گزی بنواتے ہیں۔ یہ گزی کے کپڑے صرف ان ہی بے زبانوں کے واسطے مخصوص ہیں۔ خان صاحب عمدہ سے عمدہ کپڑا زیب تن کر سکتے ہیں۔ اپنے ظالم شوہروں کے حکم کے بموجب وہ مجبور ہستیاں صبح صادق سے پہلے بیدار ہوتے ہی اناج پیستی ہیں۔ چکی سے فارغ ہونے کے بعد گائے بھینسوں کا دودھ دوہکر اپلے تھاپنے بیٹھ جاتی ہیں۔ اس سے فارغ ہوئیں تو کھانے پکانے میں لگ گئیں۔ کھانا پکا کر بھی ان تقدیر کی ماریوں کو اجازت نہیں کہ کچھ دیر آرام کریں۔ چولھے سے اٹھیں تو گائے بھینسوں کے واسطے کٹی کرنے لگیں۔ اگر اس عرصہ میں خانصاحب کا حقہ نہیں بھرا تو ان کی فضیحتیاں سنیں۔ اس محنت اور اس جانفشانی کے بعد بھی ان غریبوں کو یہ تک اجازت نہیں کہ تھوڑا دودھ یا مکھن کھالیں۔ بلکہ مکھن نکالکر جو مٹھا بچتا ہے اس سے وہ بدنصیب عورتیں اپنا پیٹ بھرتی ہیں۔ یا کسی قسم کا اچار ان کو دونوں وقت کھانے کو ملتا ہے خانصاحب کے واسطے جو کھانا پکتا ہے اس میں سے مجال نہیں کہ وہ کچھ لے سکیں۔

سیر و تفریح کا نام بھی ان غریبوں نے نہیں سنا یہاں تک کہ اپنی برادری میں بھی سوائے مرنے جینے کے نہیں جا سکتیں۔ ان کے مردوں کا مقولہ ہے کہ ہماری عورتیں ڈولہ میں آتی ہیں اور پلنگ پر جاتی ہیں۔ تعلیم سے وہ لوگ اپنی عورتوں کو اس طرح بچاتے ہیں جس طرح آگ سے بارود۔ ان کے ہاں عورت کی خوبی یہ ہے کہ جاہل مطلق ہو۔

ان لوگوں کی جہالت اور عورتوں کی حالت پر رونا آتا ہے۔ اگر کوئی بچاری بیوہ ہوگئی تو سب کنبے برادری کی سہاگنیں اس مصیبت زدہ کو موری پر بٹھا کر پہلے اس کی چوڑیاں توڑتی ہیں۔ اس کے بعد سفید چادر اڑھا کر تمام سہاگنیں ایک ایک کرکے اس بدنصیب پر تھوکتی ہیں۔ پھر اس غریب کو حکم ملتا ہے کہ دونوں ہاتھوں سے اپنا منہ چھپا کر اپنے مردہ شوہر کے پائنتی زمین پر بیٹھ جائے اور کسی کو اپنا منہ نہ دکھائے۔ پھر ایک ڈومنی کو بلایا جاتا ہے۔

جو ایک اونچی تپائی پہ کھڑی ہوتی ہے۔ اور جنازہ کے دونوں طرف تمام کنبہ رشتہ کی عورتیں صفیں باندھ کر کھڑی ہوتی ہیں۔ ڈومنی اس مردہ کی خوبیاں بیان کرکے خاموش ہوتی ہے تو ایک جانب سے عورتوں کی صف کہتی ہے۔ ہائے ہائے ہائے ہائے تو دوسری صف اس کے جواب میں بولتی ہے۔ ہوئی۔ ہوئی۔ ہوئی ہوا پھر ڈومنی اسی طرح مردے کی تعریفیں کرتی ہے اور یہ عورتیں اس کے جواب میں ہائے ہائے ہوئی۔ ہوئی کا غلغلہ بلند کرتی ہیں اور جنازہ اٹھنے کے بعد وہ غریب بیوہ ایک کوٹھری میں اپنا منھ چھپا کر بیٹھ جاتی ہے۔

یہ لوگ مذہب کے پابند بڑے پکے مسلمان کہے جاتے ہیں۔ لیکن انہوں نے عورت کی جو گت بنا رکھی ہے۔ اور جو مظالم کرتے ہیں انہیں دیکھ کر تو یہی کہنا پڑتا ہے کہ یہ لوگ اسلام کو سخت بدنام کر رہے ہیں۔ کیونکہ عورت کی اسلام نے سب سے زیادہ حمایت کی۔ "تم میں اچھے وہ ہیں جو اپنی بیویوں کے ساتھ اچھے ہیں" اور عورت کی عزت وہ کرتے ہیں جو شریف ہیں۔"

آمنہ نازلی

گلستان خاتون دیکھ کر

گلستان خاتون پڑھکر وہ زمانہ نظروں میں پھر گیا۔ جب مرحومہ ہماری محفل میں شامل تھیں اور ان کے پر لطف مضامین پڑھکر ان کے دیکھنے کی تمناؤں میں دو دنی ہوجایا کرتی تھی اور حسرت کیساتھ یہ شعر زبان پر آتا ہے ؎ نوشتہ بماند سیاہ بر سفید ٭ نویسندہ را نیست فردا امید

آہ خاتون تم نے اس قدر جلدی کیوں کی؟ تمہاری پرجوش تحریروں کی تو اب بھی بہت ضرورت تھی موت نے تمہاری ہاتھوں کو آگے کام کرنے سے روک دیا اور تمہاری ظاہری صورت کو دنیا کی نظروں سے پوشیدہ کردیا لیکن دلوں کی آنکھیں تمہیں اب بھی دیکھ رہی ہیں کہ تم زبان حال سے کہہ رہی ہو ؎

در سخن پنہاں شدم مانند بو در برگ گل ٭ ہر کہ دیدن میل دارد در سخن بیند مرا

حقیقت میں ایسے لوگ موت کی دست برد سے باہر ہوتے ہیں۔ خداوند کریم تمہاری روح پر بیشمار رحمتیں نازل فرمائے اور تمہاری نشانی کو پروان چڑھا کر تمہا ہی جیسا قابل بنائے۔ آمین ثم آمین

و-ا-

گلستان خاتون کو دیکھکر جی خوش ہوگیا واقعی کسی خاتون کے اتنے اعلیٰ درجہ کے افسانوں کا ایسا خوبصورت مجموعہ آجتک دیکھنے میں نہیں آیا تمام قصے لاجواب ہیں

مسز انصاری پٹنہ

خدا کروٹ کروٹ جنت نصیب کرے مرحومہ بہن خاتون کو جو اپنی کبھی نہ مٹنے والی یادگار اپنے بیش بہا مضامین کا خزانہ ہمارے لئے چھوڑ گئیں۔ میں ان کتابوں کی اشاعت پر دلی مبارک باد پیش کرتی ہوں۔ گلستان خاتون کی اشاعت سے جو دلی مسرت حاصل ہوئی اس کا اظہار نا ممکن ہے۔ تصانیف خاتون کی اشاعت پر خواتین آپ کا جتنا شکریہ ادا کریں کم ہے۔ کیونکہ یہ آپ ہی کی کوششوں کا نتیجہ ہے کہ مرحومہ بہن کے مضامین کے مجموعے ایسے شاندار اور خوبصورت شائع ہو رہے ہیں کہ ان کی نظیر نہیں نکل سکتی۔ خدا آپ کی کوششوں کو بارآور کرے جو مرحومہ کی یادگار قائم کرنے کے لئے کر رہے ہیں۔

اور خواتین اسلام کو توفیق دے کہ وہ مرحومہ کی یادگار کو ہاتھوں ہاتھ لیں اور اس کی قدر کریں۔ میں ان کتابوں کو ہر قیمت پر مفت اور اس قابل سمجھتی ہوں کہ عزیزوں اور سہیلیوں میں تحفۃً تقسیم کیجائیں۔

اے۔ آر نمبر ۳۸۳۶

ماں باپ پر اولاد کے حقوق

حدیث اربعین کے مطابق ترتیب دیا ہوا ایک قلمی نسخہ مولانا محمد محمود صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا مل گیا۔ اس مجموعہ کا نام لباب الاخیار ہے حقیقت میں یہ نسخہ عربی وفارسی میں تھا۔ "اولاد پر ماں باپ کے حقوق" اور "ماں باپ پر اولاد کے حقوق" اسی مجموعہ کے دو باب عربی وفارسی میں ہیں۔ ان ابواب کے اردو ترجمہ سے مقصد یہ ہے کہ عصمتی بہنوں کو معلوم ہو کہ اولاد کی تربیت کے سلسلہ میں نبی اکرم صلعم نے کیا ارشاد فرمایا ہے۔

اولاد پر ماں باپ کے حقوق کو بھی ساتھ ہی ساتھ بطور اولاد کی فہمائش کے یہاں بتانا بیجا نہ ہوگا۔ یہ چند منتخبہ احادیث "لباب الاحادیث" سے لی گئی ہیں

ماں باپ کے خوش رکھنے والے سعادتمند نیکوکار سے کہدے کہ اپنے ماں باپ کے خوش رکھنے کی برکت سے تیری برائیاں خدا معاف کردے گا اور تو دوزخ میں نہ جائیگا۔ اور ماں باپ کے ستانے والے سے کہدے کہ تو چاہے کیسی ہی نیکی کر اپنے والدین کی ناراضی کے سبب بہشت میں نہیں جانے پائیگا۔

اپنے والدین کے حق میں نیکی کرو تاکہ تمہاری اولاد تمہارے ساتھ نیکی کرے

جو اپنے ماں باپ سے لڑائی کرتا ہے وہ بہت برا ہے۔

خدا تعالیٰ کی خوشنودی ماں باپ کی خوشنودی میں ہے۔ اور خدا تعالیٰ کا غصہ ماں باپ کے غصہ میں۔

ماں باپ پر اولاد کے حقوق

اچھے ادب سے افضل اور برتر کوئی چیز نہیں ہے جیسے باپ اپنے فرزند کو دے۔

تم میں سے جو کوئی اپنی اولاد کو ادب سکھائے تو یہ بات اس سے بہتر ہے کہ وہ ہر روز طعام کا ایک پیمانہ صدقہ اور خیرات کرے۔

اپنی اولاد کو عزیز رکھو اس لئے کہ اولاد کو گرامی اور عزیز رکھنا عبادت ہے

اپنی اولاد کی طرف شکر کے ساتھ دیکھنا نیکی ہے۔

عزت کرو اپنی اولاد کی اسلئے کہ اپنی اولاد کی عزت وحرمت کرنی دوزخ کی آگ کے لئے پردہ ہے۔ اور اپنی اولاد کے ساتھ کھانا کھانا دوزخ کی آگ سے دوری اور نجات ہے۔

اپنی اولاد کو پیار کیا کرو کہ اولاد کے پیار کرنے سے جنت کا ایک درجہ ملیگا۔

جنت کا ایک دروازہ ہے اس کا نام باب الفرح ہے اس میں سے وہ لوگ داخل ہوں گے کہ جنہوں نے اپنی اولاد کو خوش رکھا۔

مسز عبدالصمد سوداگر (حیدرآباد دکن)

توپ چالنسی

(ٹیلیفون)

انجنیئر صاحب۔ ڈاکٹر صاحب کل صبح میری فیملی، حبیب صاحب اور ان کے بال بچے آپ کے پاس پہنچیں گے۔ میں رات ہی کو سیلون میں آجاؤں گا۔ کھانے کا انتظام "نیما گھاٹ" کے ڈاک بنگلہ میں کیا ہے۔ آپ کو بیگم صاحبہ اور بچوں کو ہمراہ جانا ضروری ہے۔ بڑا لطف رہیگا۔

ڈاکٹر صاحب۔ درست۔ آپ کی دو موٹریں ہونگی۔ میں یہاں سے اپنی بڑی موٹر لیلونگا۔ ہم صرف تین ہونگے۔ میں بیگم صاحبہ اور بڑی لڑکی۔ انجنیئر صاحب اور باقی بچے۔

انجنیئر صاحب۔ اور باقی بچے؟

ڈاکٹر صاحب۔ وہ گھر ہی رہیں گے

انجنیئر صاحب۔ یہ نہیں ہو سکتا۔ بچوں بغیر لطف نہیں آسکتا۔ آپ کے سب بچے ہمراہ جائیں گے۔

ڈاکٹر صاحب۔ آپ تفریح کے لئے جا رہے ہیں یا مستقل تبادلہ کا حکم آگیا ہے۔

انجنیئر صاحب۔ آخر بچوں کو لیجانے میں دقت کیا ہے

ڈاکٹر صاحب (مذاق میں) ہم چھوٹے تھے تو ہمیں بھی کوئی ہمراہ نہیں لیجاتا تھا۔ پھر ہم کیوں لیجائیں۔

انجنیئر صاحب اے بھئی چھوڑو بھی۔ وہ زمانہ گذر گیا آجکل نیا زمانہ ہے۔ پرانے زمانہ کی باتیں نہ کرو۔

ڈاکٹر صاحب۔ بہت خوب! میں پہلے اس فلسفہ کو نہیں سمجھا تھا۔ ہاں! چونکہ آپ کو یہاں تک آنے کے لئے چالیس میل کا سفر اور یہاں سے پھر اٹھارہ میل کا سفر کرنا ہے اس لئے علی الصباح ہی نکل آئیے اور ناشتہ یہاں آکر کیجئے خدا حافظ!

(سنیچر کی شام)

بیگم صاحبہ۔ کل صبح کتنے آدمی ناشتہ پر ہونگے۔

ڈاکٹر صاحب۔ یہ تو میں نے دریافت نہیں کیا۔

بیگم صاحبہ تو پھر میں بیرے اور خانساماں کو کتنے آدمیوں کے انتظام کی ہدایت کروں۔

ڈاکٹر صاحب۔ لائیے حساب لگائیں۔ حبیب اور ان کی بیوی دو ہوئے اور چھ ان کے بچے۔ آٹھ۔

بیگم صاحبہ (بات کاٹ کر) معاف کیجئے! ایک بچہ تو ابھی ایک سال ہی کا ہے۔ اسکو آپ کیوں گنتے ہیں؟

ڈاکٹر صاحب۔ تو کیا دس ماہ کی عمر میں دودھ نہیں چھڑا دیا گیا ہوگا۔ دس ماہ کے بعد تو عورت کے دودھ میں بچے کی پرورش کے لئے کافی اجزاء باقی نہیں رہتے ہیں۔

بیگم صاحبہ۔ درست ہے۔ لیکن عام لوگوں کو چھوڑ کر خاص لوگوں کو بھی ابھی تک یہ خیال ہے کہ لڑکے کو پونے دو برس اور لڑکی کو دو بلکہ سوا دو برس۔ اگر ماں دودھ نہ پلائے تو بچے

حق ادا نہیں ہوتا۔

ڈاکٹر صاحب۔ اچھا خیر تو پھر کل سات ہوئے۔ اب انجنیر صاحب ان کی بیوی۔ انکی بہو۔ اور ان کے تین لڑکے یہ کل چھ ہوئے یعنی چھ اور سات تیرہ آدمیوں کا انتظام کیجیے۔

بیگم صاحبہ۔ تیرہ کیسے ہوئے! دو موٹریں ہیں تو شوفر اور کم از کم ایک خدمتگار بھی تو ضرور ہمراہ ہوگا اور پھر میں، آپ اور ہمارے چھ بچے اور ایک آیا۔ آٹھ اور تیرہ اکیس ہم اور چار نوکر کل پچیس ہوئے۔

ڈاکٹر صاحب ٹھیک ہے تو آپ خانساماں اور بیرے کو اتنے آدمیوں کے انتظام کے لئے آرڈر دیدیجیے۔

بیگم صاحبہ۔ خوب! کیا آپ نے اپنے ملازموں کو پختہ ریاضی داں سمجھ رکھا ہے۔ وہ کس طرح اتنے آدمیوں کے لئے روٹی و مکھن وغیرہ کا تخمینہ لگائیں گے؟ ذرا آپ جوڑتے جائیے۔ ایک ڈبل روٹی میں ۲۰ توسٹ عمدہ نکلتے ہیں ایک پونڈ مکھن کا ڈبہ اور ایک پونڈ مارملیڈ کی بوتل فی نفر ایک اونس کے حساب سے سولہ آدمیوں کو کافی ہے۔ نوکروں کو چھوڑ کر دو دو انڈے سب کے لئے ٹھیک ہو جائیں گے۔ چائے کے لئے اوسطاً فی کس ایک اونس دودھ رکھنا ضروری ہے بعض دو دو کپ بھی پئیں گے اور بچے ہیں انکی پیالیوں میں چائے سے دودھ زیادہ ہونا چاہیے۔ فی پیالہ نصف اونس شکر کا حساب رکھیے ایک چھوٹا چمچہ بھر کر چائے کی پتی چار پیالیوں کو کافی ہوتی ہے۔ ایک درجن انڈوں کو "ہاف فرائیڈ" کرنے کے لئے ایک چھٹانک گھی کافی ہوتا ہے لیکن "آملیٹ" بنانے کے لئے چار انڈوں میں ایک چھٹانک گھی کھپ جاتا ہے۔ اندازاً نصف انڈوں کو ہاف فرائیڈ اور نصف کا آملیٹ بنالیں گے۔ اب ذرا بتائیے تو یہ سب کتنا ہوا

ڈاکٹر صاحب لاحول ولا قوۃ۔ چلئے پہلے کھانا کھالیں پھر کاغذ و قلم مجھے دیجیگا تب کہیں یہ حساب ہوگا۔ یوں زبانی یہ میرے بس کا روگ نہیں ہے۔

بیگم صاحبہ۔ آپ بھی کمال کرتے ہیں۔ اسمبلی کے ممبروں کی تعداد، ان کے اقسام، ہندوستان کے ہر صوبہ میں کتنی عورتیں پڑھی لکھی ہیں اور کتنی جاہل، کتنی بے پردہ ہیں اور کتنی پردے میں یہ سب حساب آپ لگائیں تو ہم کبھی لاحول نہ پڑھیں اور آپ نے گھر کے روٹی مکھن کے حساب پر جھٹ لاحول پڑھ دی خوب! بیٹی بانو ذرا تم لکھتی جاؤ۔ چھ اٹھے اڑتالیس اور دو ٹوسٹ نو روٹی لکھ لو۔ سولہ تیئے اڑتالیس اور دو اونس، ڈیڑھ سیر اور ایک اونس مکھن ہوا تین ڈبے ایک ایک پونڈ کے اور تین بوتل مارملیڈ رکھ لو۔ اکیس دونی بیالیس ساڑھے تین درجن انڈے، پچیس کے لئے دو دو پیالیوں کے حساب سے پچاس اونس ڈیڑھ سیر دودھ ہوا دو سیر بھی۔ پچاس پیالیوں میں نصف اونس شکر کے حساب سے تین پاؤ کافی ہے۔ سولہ چھوٹے چمچے بھر بھر کر چائے کی پتی نکال لو۔ بیس انڈوں کے آملیٹ اور بائیس کو ہاف فرائیڈ کرنے کے لئے سوا پاؤ گھی تول لو، بیٹی انڈا اور روٹی صبح بیرا لائے گا باقی چیزیں کھانا کھا کر خانساماں کے حوالے کر دینا اور .....

ڈاکٹر صاحب وائسرائے کی اگزیکٹو کونسل میں اگر عورت کو فائننس ممبر (ممبر مالی) بنا یا جائے تو مجھے یقین ہے کہ ہندوستان کی اقتصادی حالت درست ہو جائے۔ اللہ اللہ! کیا خانہ داری میں اس قدر جوڑ جاڑ کی ضرورت ہوتی ہے۔

بیگم صاحبہ۔ جی ہاں! کھلانے کا انتظام کس طرح ہوگا۔

بیرے لوگوں سے ٹائم دوں؟
ڈاکٹر صاحب۔ یہ بھی آپ ہی مقرر فرمائیں تو بہتر ہوگا۔
بیگم صاحبہ۔ توبہ توبہ۔ ایک شخص ساری دنیا کے کام کیسے کرسکتا ہے آپ سے تو کچھ مدد ہی نہیں ملتی۔ خدا رکھے پندرہ تو بچے ہیں اور ہم چھ بڑے آدمی اور پھر نوکر اور پھر اٹھارہ میل دور دن بھر کے لئے جانیکا سامان۔ بچوں کو گھر چھوڑ جانا چاہیے انکے کھانے اور آرام و آسائش کے متعلق بیرے کو ہدایات میرا تو سر چکراتا ہے، مجھے تو یہ تمام انتظام ناممکن سا نظر آتا ہے خیر اللہ حافظ ہے۔ کل آئیگا تو دیکھا جائیگا ابھی سے کون سر مارے،
ڈاکٹر صاحب۔ یہ ہے وہ مخصوص صفت نسوانی کہ جو عورت کو عورت بنائے رکھتی ہے۔ جذبہ کے تحت میں دماغ سے کام لینے سے صریحی انکار عورت ہی کا کام ہے۔ بھلا یہ بھی کوئی مشکل بات ہے کہ کھلانے کے ٹائم بیرے کو کون سے دیئے جائیں۔ ساڑھے سات بجے پہلا ٹیبل ہمارے چھ بچے۔ آٹھ بجے وہ لوگ آجائیں گے۔ سوا آٹھ بجے دوسرا ٹیبل۔ انجنیر صاحب کا ایک لڑکا چھوٹا اور حبیب صاحب کے چار چھوٹے بچے۔ نو بجے تیسری ٹیبل انجنیر صاحب کے دو بڑے بچے حبیب صاحب کا ایک اور انجنیر صاحب کی بہو۔ پونے دس بجے چوتھی ٹیبل، انجنیر صاحب حبیب صاحب اور انکی بیویاں اور آپ اور میں، پندرہ منٹ آپ گھر کے انتظامات میں صرف کیجئے۔ آدھ گھنٹہ ناشتہ کے بعد بات چیت میں اور ساڑھے دس یا گیارہ تک نکل چلیے اس طرح ہر ٹیبل کو سجانے اور صاف کرنے کے پندرہ منٹ اور کھانے کے لئے نصف گھنٹہ ملجاتا ہے۔ کیوں ٹھیک ہے؟

بیگم صاحبہ۔ یہ ہی میں سوچتی رہی لیکن کچھ گھبرا گئی اللہ نے مرد کا دماغ عورت سے ضرور کچھ تیز بنایا ہے۔ بھلا مرد بغیر عورت کیا کرسکتی ہے۔ لو اب ذرا سی بات پر عقل چکرا گئی۔ خیر اب جیسے ہیں ویسے ہیں! آپ تو یہ ہمیشہ ثبوت کرتے رہتے ہیں کہ فطرت نسوانی کی یہ ایک مخصوص صفت ہے تو پھر ٹھیک ہے ہمیں عورت ہی رہنا ہے کوئی مرد تو بننا نہیں ہے۔

(اتوار کی صبح)

ڈاکٹر صاحب۔ بیگم صاحبہ آپ کہاں ہیں؟
بیگم صاحبہ۔ دفتر میں چلے آیئے میں پانچ ہی بجے اٹھ گئی تھی۔ ساڑھے پانچ تک ضروریات و ورزش وغیرہ سے فارغ ہو گئی، خانساماں و بیرا چھ بجے اور آیا ساڑھے چھ بجے سے پہلے نہیں آئینگے میں نے سوچا کہ آپکے مضمون کیلئے وہ نقشے ہی تیار کردوں کہ جن میں پیلے اور لال رنگوں کی بجائے آپ ٹیڑھی سیدھی لکیریں کھینچکر صوبے، ریاستیں اور غیر متمدن علاقے دکھانا چاہتے ہیں
ڈاکٹر صاحب۔ شکریہ لائیے اس کام کو میں ختم کرلونگا خانساماں آچکا ہے۔ آپ باورچیخانہ کی طرف تشریف لیجائیے۔
انجنیر صاحب۔ السلام علیکم۔ آٹھ بجگئے ابھی تک وہ لوگ نہیں آئے میں تو رات ہی کو "سیلون" میں آگیا تھا۔ دو بچوں کو بھی لیتا آیا، کیوں بھئی تم اپنے بچوں کو کیوں ہمراہ نہیں لیجاؤگے ہماری عورت نے آپ کا خوب جواب دیا ہے۔ وہ کہتی تھیں کہ پورانے زمانہ میں مرد عورتوں کو پردہ میں رکھتے تھے۔ لہذا اپنے بچوں کو اپنے ہمراہ اس لئے نہیں لیجاتے تھے کہ کوئی انکی عورت کو برقعہ میں بھی نہ پہچان لے۔ اس لئے ہم اگر اپنے بچوں کو ہمراہ نہ لیجائیں تو درست ہے لیکن آج کل کے فیشن ایبل لوگ اپنی

عورتوں کو بے پردہ باہر لیجاتے ہیں انکو اپنے بچوں کے ہمراہ
رکھنے میں کیا حرج ہے۔ یہ جواب حبیب صاحب کو بھی بہت
پسند آیا ہے۔ اسپر نہ تم بول سکتے ہو نہ میم صاحبہ۔

ڈاکٹر صاحب (مذاق میں) درست فرمایا۔ اس سے بھی
آسان جواب یہ تھا کہ پرانے زمانہ کے لوگ اپنی عورتوں کو
ہمراہ رکھنا عیب سمجھتے تھے۔ اس لئے بچوں کو ہمراہ رکھتے تھے
آج کل کے لوگ اپنی عورتوں کو ہمراہ رکھتے ہیں۔ اس لئے بچوں
کو ساتھ لینا ضروری نہیں سمجھتے۔

انجنیر صاحب۔ دیکھئے وہ موٹریں آگئیں۔

ڈاکٹر صاحب۔ جی ہاں! اور پردہ داروں نے ہم لوگوں
کو بھی دیکھ لیا اور اپنے برقے اور نقابیں سنبھال رہی ہیں،
گویا راستہ میں کوئی مرد نہ تھا کہ جس کے لئے نقاب سنبھالنے
کی ضرورت ہوتی۔

انجنیر صاحب، ارے بھئی ہم نے تو کہدیا تھا کہ ڈاکٹر صاحب
اپنے آدمی ہیں ان سے کیا پردہ

بیگم صاحبہ۔ ڈاکٹر صاحب آپ ذرا اندر چلے جائیے تاکہ
عورتیں آرام سے اتر سکیں۔

بیگم انجنیر صاحب آداب عرض ہے۔ بیگم صاحبہ جلدی کیجئے
یہاں وقت خراب کرنے سے کیا فائدہ جو دیکھنے آئے ہیں وہاں
جلدی پہنچ جائیں تو بہتر ہے۔ ہم تین بجے صبح کے اٹھے ہوئے
ہیں۔ راستہ کی مٹی آنکھوں میں گھس گئی ہے۔ لائیے ذرا منہ
ہاتھ دھوئیں۔

بیگم صاحبہ آئیے یہاں آپ منہ ہاتھ دھو لیجئے۔ یہ تولیہ ہے،
یہ صابن ہے۔ آپ آدھ گھنٹہ لیٹ پہنچی ہیں۔ میں بچوں کو ناشتہ
کرا دوں نو بجنے والے ہیں۔

بیرا۔ حضور! بابا لوگ کوئی طریقہ سے نہیں بیٹھتا، آپ نے
جس ٹائم اور طریقہ کا حکم دیا تھا اسپر ہم کسطرح کام کریگا

بیگم صاحبہ۔ اچھا تم جاؤ ہم آکر سب بندوبست کرلیں گے۔ آؤ
بچو ناشتہ کرلو۔ ہیں! اتم ناشتہ کیوں نہیں کروگے! اچھا مسز
حبیب و مسز انجنیر صاحب آپ ہی پہلے ناشتہ کر لیجئے۔ کیا میرا بیرا
آپ کے لئے ناشتہ لا سکتا ہے؟

بیگم انجنیر صاحبہ۔ جی نہیں، بیرے کو اندر نہ آنے دیجئے لڑکے
ذرا موٹر ڈرائیور سے بولو کہ وہ پڈنگ جو ہمنے رات کو تیار کیا تھا
اور تھوڑے بسکٹ نکالکر ہمیں دیجائے۔

موٹر ڈرائیور۔ یہ پڈنگ لے آیا ہوں

بیگم انجنیر صاحبہ۔ میز پر رکھدے تو بھی کھانا کھالے کیوں
تیرا جی کیوں نہیں چاہتا۔ کیا پان کھائیگا۔ اچھا یہ آپ کی آیا
ہے۔ لے آیا تو بھی پان کھائیگی تمباکو تو نہیں کھاتی۔

بیگم صاحبہ۔ آپ لوگ ناشتہ کر چکیں اب ذرا مردوں کو ناشتہ
دیدوں تو آپ سے بات چیت کرسکوں۔

بیگم انجنیر صاحبہ۔ لڑکے ذرا انجنیر صاحب سے بولو کہ ہم ناشتہ کر چکے
بیگم صاحبہ پیچھے آتی رہیں گی۔ دیر ہو رہی ہے۔ آپ ہمکو لے چلئے

انجنیر صاحب۔ ڈاکٹر صاحب ساڑھے نو بج چکے ہیں ناشتہ میں اس قدر
دیر کس طرح ہوئی۔ شاید آپکو ہمارے آجانیکی امید نہ تھی۔

ڈاکٹر صاحب۔ بیگم صاحبہ انجنیر صاحب جلدی کر رہے ہیں لائیے
ہمیں بھی ناشتہ دیدیجئے۔ تاکہ جلدی چل سکیں۔

بیگم صاحبہ ذرا ادھر تشریف لائیے۔ ساڑھے آٹھ بجے یہ لوگ
آئے۔ آدھ گھنٹہ موٹر سے اترنے ملاقات کرنے اور ہاتھ منہ دھونے

میں گذر گیا۔ بچوں نے پہلے کھانے سے انکار کر دیا۔ ماؤں
کے ساتھ ہی بچوں نے بھی کھایا۔ بیرے کو اندر آنیکی اجازت
نہیں۔ آپا نے مجبوراً پان لیکر کھایا لیکن مجھ سے شرما کر دوسری
طرف چلی گئی۔ میں خود باورچی خانہ سے کھانا رکھنے کے کمرہ میں
اور وہاں سے کھانے کے کمرہ میں ناشتہ لانے اور کھلانے میں
مشغول رہی۔ خانساماں کو وقت و طریقہ لوٹ جانے سے گھبراہٹ
پیدا ہوگئی بیرا علیحدہ کانپ رہا ہے کہ وہ بھولے سے بیٹھنے
کے کمرہ میں چلا گیا، کسی نے پردہ تو نہیں کیا لیکن کہیں صاحب
سے شکایت نہ کریں، میں میز وغیرہ صاف کرا کر سمجھا رہی
ہوں تاکہ کم از کم مردوں کو تو انسانیت سے ناشتہ کرا سکوں
ابھی ساڑھے نو بجے ہیں چوتھی ٹیبل کے لئے آپ کا ٹائم لینے
دس بجے کا تھا۔

انجنیئر صاحب۔ لیجئے ناشتہ ختم ہوا۔ سوا دس ہو گئے ہم چلتے
ہیں آپ جلد آجائیے ہمارے دو بچوں کو اپنے موٹر میں لیتے
آئیے۔ (اُگھوں اُگھوں! اُہوں) السلام علیکم۔

بیگم صاحبہ۔ حبیب صاحب چونکہ عورتوں کو خاص طور پر
ڈاکٹر صاحب سے پردہ کی ضرورت ہوتی ہے اسلئے ہم اگر ہمراہ
نہ ہوں تو غریبوں کو آزادی سے سیر و تفریح کا موقع مل سکیگا
کیونکہ وہاں اجنبی لوگ ہونگے جن سے پردہ کرنا بیکار رسی بات
سمجھا جاتا ہے۔

حبیب صاحب۔ جی نہیں۔ یونہی کام چلتا ہے، ڈاکٹر صاحب
کی وجہ سے کوئی تکلیف نہ ہوگی۔ یہ عورتوں کا عجب خیال ہے
کہ جس سے ملاقات ہو اس سے پردہ اور اجنبیوں سے
کوئی پردہ نہیں۔ آپ ضرور آئیے (اُہوں! اُہوں! اُہوں) السلام علیکم

دونوں لڑکے۔ ڈاکٹر صاحب جلدی چلئے وہ لوگ تو میلوں
نکل گئے ہوں گے۔

بیگم صاحبہ۔ شوفر بڑی موٹر نکالو۔ آؤ لڑکو بیٹھ جاؤ۔ اور تم
چاروں آرام سے بنگلہ میں رہو۔ شرارت نہ کرنا۔ بیرا وقت پر
تمہیں کھانا دیدیگا۔ ہم شام تک واپس آئیں گے۔ (بھوں بھوں)

ڈاکٹر صاحب۔ ہیں حبیب صاحب آپ واپس کیوں آگئے؟

حبیب صاحب۔ انجنیئر صاحب نے بھیجا ہے کہ شاید ڈاکٹر صاحب
نہ آئیں تو دونوں لڑکے ہی نہ رہجائیں۔

ڈاکٹر صاحب۔ غضب ہے اگر میں نہ بھی آتا تو آپ کے دونوں
بچوں کو جو اس قدر دور سے صرف سیر کی غرض سے آئے ہیں
کس طرح یہاں قید کر دیتا آپ چلئے یہ میں بھی چلا (بھوں بھوں بھوں)

(سیرگاہ)

سپاہی۔ تالاب کی سڑک بند ہے۔ گورنر صاحب دو چار روز میں
آنیوالے ہیں موٹریں یہیں چھوڑنی پڑینگی تالاب یہاں سے آدھ میل کے فاصلہ ہے

حبیب صاحب لائیے پیدل چلیں۔ بچوں کو گود و کندھوں پر
اٹھالیں۔

ڈاکٹر صاحب (دل میں) آگے آگے عورتیں گھسٹ رہی ہیں۔
نقابیں الٹی ہوئی ہیں لوگ سڑک پر کام کر رہے ہیں بہت سے آجا رہے
ہیں پردہ داروں کو کوئی پرواہ نہیں ہوتی ہے لیکن ایک غریب
میں ہی ایسا بیکار ہوں کہ جس کو پردہ کی وجہ سے پیچھے پیچھے رینگنا
پڑ رہا ہے۔

حبیب صاحب (نیچے سے) ارے بھائی ذرا تو پیدل چل
ہاتھ دکھ گیا، پسینہ آ رہا ہے۔

ڈاکٹر صاحب۔ کیا ہے جناب؟

بیگم انجنیر صاحب ۔ حبیب صاحب اچھے ہیں کہ بچوں کو گود میں تو لیلیا ہے ہمارے صاحب تو بچہ کو ہاتھ ہی نہیں لگاتے ۔

بیگم صاحبہ ۔ جی ہاں لیکن بچوں کو ہمراہ لانے کے سب سے زیادہ آپ ہی حامی ہیں اگر ہم لوگ کبھی کبھی بچوں کو گھر پر تنہا نہ چھوڑ دیا کریں تو اُن میں آزادی و خود انتظامی کی وہ قوت پیدا نہیں ہو سکتی کہ جو انکو آئندہ زندگی میں تعلیم کے لئے دوسری جگہ رہنے کی حالت میں ضروری ہوتی ہے

بیگم انجنیر صاحب ۔ اللہ اللہ کرکے توپ چالسنی آگیا ہے یہاں کیا ہے جس کی اتنی شہرت تھی ۔ پہاڑ جنگل، گھاس پات اور پتھر ۔ لاؤ کنارہ تک کہاں چلیں یہیں بیٹھ جائیں کھانا وغیرہ کھالیں ڈیڑھ بجگیا ہے ۔

حبیب صاحب ۔ یہ توپ چالسنی واٹر ورکس ایک عجیب و غریب جگہ ہے تینوں طرف دیکھئے پرسنات جی کے پہاڑ ہیں ۔ چوتھی طرف گورنمنٹ نے یہ بڑا زبردست بند باندھکر پانی روکا ہے اسوقت اس میں بہتر فٹ پانی ہے ۔ اس کے چاروں طرف سیر کے لئے سڑک بنی ہوئی ہے جسکا کل فاصلہ چار میل سے کچھ زیادہ ہے یہاں سے تمام جھریا کول فیلڈز (کوئلہ کی کالونی) کی آبادی میں پچیس پچیس تیس تیس میل پانی پینے کے لئے جاتا ہے ۔ سب سے بڑا انجنیری کا کمال یہ ہے کہ یہاں کوئی انجن یا مشین نہیں ہے قدرتی ڈھال ایسا رکھا گیا ہے کہ بغیر انجن و پمپ کی مدد کے سب جگہ پانی پہنچ جاتا ہے آئیے اسکو پاس چلکر دیکھیں ۔ چند فٹ کی چڑھائی ہے ۔ اس کے بعد کنارہ نظر آتا ہے ۔

بیگم انجنیر صاحب ۔ یہ سب ٹھیک ہے لیکن ہم وہاں نہیں جائیں گے طبیعت خراب ہے ۔

ڈاکٹر صاحب ۔ دیکھئے سامنے سے اب تک تو سب گنوار آرہے تھے لیکن اس دفعہ سات بنگالی جنٹلمین آرہے ہیں آپ اپنی نقابیں کیوں نہیں ڈالتیں میری طرف سے پیٹھ کئے بیٹھی ہو لیکن کیا وہ سب مرد نہیں

انجنیر صاحب ۔ ارے بھئی اگر تم اجنبی ہوتے تو تم بھی سامنے سے گذر سکتے تھے ۔ یہ تو صرف آنکھ کی شرم ہے آپکو جانتی ہیں تو آپ سے لحاظ آتا ہے ۔

بیگم صاحبہ میں نے تو توپ چالسنی پہلے بھی دیکھا ہے لیکن آپ لوگ اتنی دور سے آئی ہیں ذرا یہ تو دیکھئے کہ تالاب کی شکل کیسی ہے

بیگم انجنیر آئیے چلئے ۔ اوہو یہ تو بڑا بھاری تالاب ہے آئیے اسکے چاروں طرف چکر لگا آئیں انجنیر صاحب کو ساتھ لے لیں

ڈاکٹر صاحب ۔ آپ کہاں جا رہی ہیں دھوپ کا وقت ہے چار میل کا چکر ہے ۔ بڑی مصیبت کا سامنا ہوگا ۔

حبیب صاحب ۔ میں نے سب کے فوٹو لے لیکن ..... میں یہ سب کہاں چلی گئیں

ڈاکٹر صاحب ۔ تالاب کا چکر لگانے گئے ہیں ۔

حبیب صاحب ۔ غضب ہوگیا ذرا بچہ کو سنبھالئے میں جا کر واپس لاتا ہوں

ڈاکٹر صاحب ۔ آپ تکلیف نہ کیجئے وہ نہ آئیں گی انہوں نے میری بھی ایک نہ سنی اور پھر انجنیر صاحب ساتھ ہیں ۔ دربان ! دربان ! تم جاؤ ۔ بولو کہ چاروں طرف جانیکا حکم نہیں ہے رپورٹ ہو جائیگی آپ گورنمنٹ ملازم ہیں ناحق بدنامی ہوگی ۔

(واپسی)

بیگم صاحبہ اوہو ! آپ تو اپنی موٹروں کو اڑا کر لے آئے ہیں ۔ یہ آپ موٹروں سے اب تک کیوں نہ اتریں چار پی کر چلی جائے ۔

بیگم انجنیر صاحب ۔ ہم اترتے تھے لیکن انجنیر صاحب اور حبیب صاحب نے کہا کہ رات زیادہ ہو جائیگی چالیس میل کا سفر کرنا ہے ۔ سیلون بھی ملازم نے غلطی سے دوسرے اسٹیشن پر بھیجدیا ہے اسلئے موٹروں میں جانا ضروری ہے خدا حافظ پھر ملیں گے ۔

حبیب صاحب ۔ بیگم صاحبہ آپکی تکلیف اور مہماں نوازی کا شکریہ مجھے معلوم ہے کہ اتنے مہمانوں کا انتظام آسان کام نہیں ۔ خدا حافظ ۔

بیگم صاحبہ و ڈاکٹر صاحب خدا حافظ ۔ (۱۱) ... (ختم)

کیا ثروت ہی سے اصلی خوشی حاصل ہو سکتی ہے

ہر انسان کا مطمح نظر زندگی اور اس کی ہر کوشش کا نتیجہ خوشی حاصل کرنا ہے۔ زن و فرزند مال و متاع جاہ و جلال ان سب کے حاصل کرنے کا مقصد صرف "خوشی" ہے لیکن خوشی مادی یا روحانی ہو سکتی ہے۔ آخرالذکر اعمال نیک ہمدردی انسانی خدا پرستی اور اجتناب منہیات سے ہوتی ہے۔ اور ایسے ہی نیک نفوس ہیں جو مادی خوشی پر روحانی خوشی کو ترجیح دیتے ہیں۔ بلکہ ان کی اصلی خوشی کا باعث یہی ہوا کرتی ہے۔ ذیل میں میں ایک مغربی خاتون کے مختصر حالات کا ترجمہ ہدیہ ناظرین کرتی ہوں۔

دریائے سیوء کے کنارے (یہ ان دریاؤں میں سے ہے جو خلیج بسکے میں گرتے ہیں) ایک فرانسیسی قریہ نارٹ (NiART) میں ایک لڑکی ۱۶۳۵ء میں پیدا ہوئی۔ اس لڑکی کے والدین نہایت مفلس اور غریب تھے۔ لیکن اس کی قسمت کا ستارہ فلک اوج پر مہ کامل بنکر ضوپاش ہونیوالا تھا۔ یعنی یہ مصیبت زدہ والدین کی لخت جگر یورپ کے ایک مایۂ ناز بادشاہ کی مشیر کار اور رفیقۂ حیات بننے والی تھی جسوقت یہ اس خزاں پذیر گلشن میں جسکا نام اصطلاح عام میں "دنیا" ہے جلوہ افروز ہوئی تو اس کا غریب باپ جیل میں تھا جس کا جرم بادشاہ کے خلاف بغاوت کرنیکا تھا۔ اسوجہ سے اس کے زمانہ طفولیت میں اس کی چچی اس گل شاداب کی جس کا نام فرلینسز تھا کفیل ہوگئی۔ جو اس قریہ کے قریب ہی رہتی تھی۔ اس نوزائیدہ بچی نے اپنے باپ کو نہیں دیکھا تھا کیونکہ وہ اسوقت جیل میں تھا ایک عرصہ بعد جب وہ جیل سے رہا ہوا تو وہ اپنی دس سالہ بچی کا دعویدار ہوا اور اس کو اپنے ساتھ فرانس کی نوآبادی مارٹینکو لے گیا یہ ایک جزیرہ ہے جو پہاڑوں اور جنگلوں سے گھرا ہوا ہے۔ کبھی کبھی اس میں ایسا طوفان آتا کہ تمام فصلوں اور درختوں کو نیست و نابود کر دیتا اور جہازوں کو اپنے لنگروں سے ہٹا دیتا۔ ان پہاڑوں میں ایک کی چوٹی پر آتش فشاں واقع ہے جس نے کہ ایک رات میں ۱۹۰۲ء کو ایک پورے شہر کو نیست و نابود کر دیا۔ جب فرلینسز وہاں تھی تو یہ آتش فشاں خاموش تھا لیکن اکثر یہ جزیرہ زلزلہ کی وجہ سے لرزاں رہتا تھا۔ گویا یہ خواب میں کروٹیں بدلتا تھا۔ اس دلکش مگر متحرک جائے پناہ میں فرلینسز دو سال مقیم رہی اس کے بیقرار و بدنصیب باپ کو چین کہاں تھا۔ وہ اس جگہ کو خیرباد کہکر مع فرلینسز اور اس کی ماں کے فرانس چلا گیا۔ تھوڑے دنوں بعد اس کے ناکارہ باپ نے اسکو اور اس کی ماں کو غربت کی وجہ سے چھوڑ دیا اس کے کچھ عرصہ کے بعد اس نے اس دارالمحن سے سکون ابدی حاصل کی۔ اب اس کی ماں پیرس چلی اور وہاں اس نے ذی اثر اور بلند مرتبہ اصحاب کو اپنا مراحم حال کرنے کی کوششیں کیں۔ بچاری فرلینسز پھر اپنی دوسری چچی کے پاس

چھوڑ دی گئی۔ یہ اس کی دوسری چچی اسپر ایسی مہربان نہ تھی۔ اور اس سے ایسی محبت نکرتی تھی جیسی اس کی پہلی چچی۔ جس کے زیر سایہ وہ اپنے ابتدائی دس سال گذار چکی تھی۔ اگرچہ اس کی نئی مربیہ (Guardian) متمول تھی اور ایک عالیشان مکان میں رہتی تھی اور چھ گھوڑوں کی پرشوکت گاڑی میں سوار ہوتی مگر وہ فرینز کو دہقانی پوشاک اور لکڑی کے جوتے پہناتی اور اس کے متعلق بطخ چرانیکا کام کیا تھا۔ اب یہ بدقسمت لڑکی اپنے نازک ہاتھوں میں ایک پتلی چھڑی اور دوسرے میں ایک کتاب اور ایک کھانے کی ٹوکری لئے ہوئے اپنی قسمت پر شاکر اس فرض کو انجام دیتی تھی۔ لیکن یہ بلاتصنع دہقانی پوشاک بھی اس کے جمال پر پردہ نہ ڈال سکتی تھی۔ اس خداداد حسن صوری کے ساتھ ہی اس کو حسن باطنی کی تحصیل کی بھی توفیق عطا ہوئی تھی۔ اور باوجود اس شغلہ کے وہ مطالعہ کتب سے غافل نرہتی تھی۔ کچھ دنوں کے بعد یہ حسن باطنی کو درجہ تکمیل تک پہنچانے کے لئے ایک خانقاہ کے اسکول میں بھیجدی گئی۔ جہانکہ اس نے اپنی زندگی کے چند سال نہایت خوشی اور آرام سے بسر کئے۔ یہ اس اسکول میں ہر ایک کی منظور نظر تھی۔ اور ہر شخص کی نظر عنایت اس کی طرف مبذول رہتی تھی۔ اور وہ اپنی نیک مزاجی اور دلکش حسن کی وجہ سے ہر شخص کے دل پر حکمرانی کرتی تھی خصوصاً ایک استانی کو وہ بیحد عزیز رکھتی تھی اور اسکو خوش کرنے کے ذرائع بہم پہنچانے کی کوشش کرتی تھی۔ ایک موقع پر وہ خود لکھتی ہے کہ میں شمعوں کے جلے ہوئے ٹکڑے جمع کرتی اور تمام ورجہ کو وہی جمع شدہ ٹکڑے استعمال کراتی۔ تاکہ میں اپنی عزیز شفیق استانی کو رات کی کتب بینی کے لئے ایک پوری شمع دیکر خوش کرنے کا موقعہ حاصل کرسکوں۔ وہ بعد اختتام تعلیم اس مدرسہ سے وداع ہوکر اپنی مادر مشفقہ کے پاس پیرس گئی۔ جو کہ غربت کی وجہ سے ایک چھوٹے کمرہ میں اپنی زندگی کے پرازمصیبت دن گذارتی اور یہاں کسب معیشت کے لئے اس کا دار و مدار مجبورانہ خود اپنے ہی دست و بازو کی سعی پر تھا۔ اگرچہ وہ نہایت افلاس اور خاکساری سے رہتی تھی اور چونکہ وہ خود ایک اچھے شریف خاندان سے تھی اس لئے اس کی ملاقات پیرس کے عالی مرتبت لوگوں سے تھی خصوصاً ایک مکان میں جو کہ اسکیرن (Scarron) نامی شاعر کا تھا وہ اکثر مدعو کیجاتی۔ اسکیرن ایک خوشگو ظریف پستہ قد شخص تھا۔ یہ غریب شاعر صرف نحیف الجسہ نہ تھا بلکہ لنج بھی تھا لیکن باوجود اس معذوری کے وہ اپنی حالت پر شاکر اور ہمیشہ شادان و فرحان رہتا تھا اور دربار کے تمام امرا کا اس کے یہاں مجمع ہوا کرتا۔ فرینز حاضر جواب اور اپنی بات پر قائم رہنے والی تھی اور بہترین لطیفہ سنجان شہر بھی اس پر فوقیت نہ لیجا سکتے تھے۔ انہیں وجوہ سے اسکیرن اسکو بہت پسند کرتا اور فرینز بھی اس شاعر کی طرف اس کی نیک مزاجی و بلند حوصلگی کے سبب سے ایک رغبت رکھتی تھی۔ اس کے بعد اسکو یہ حادثہ پیش آیا کہ اسکی مادر مہربان نے اس مصیبت کدہ عالم سے سفر آخرت اختیار کیا۔ تب اس نے اپنے دوست اسکیرن سے شادی کرلی اس کی نئی بیوی فرینز اس کی تیمار دار بھی تھیں۔ اور خانہ دار بھی۔ چونکہ اس کو مجبور و بے بس شاعر سے مالی امداد بہت کم ملتی تھی اس لئے اسکو مداخل و مخارج کے برابر کرنے میں سخت جزرسی کرنی پڑتی۔ اس تمام جد و جہد و خدمات کے معاوضہ

میں اس کا شوہر اسکیرن اسکو لاطینی ۔ اطالوی ۔ اسپینی زبانیں سکھلاتا اور اس کا تعارف اُن مشاہیرِ وقت سے جو اس سے ملنے آیا کرتے کراتا تھا۔ اس طرح فرنیتر نے اس مجبور کی تیمارداری آٹھ سال نہایت محبت سے کی۔ اس آٹھ سال کے عرصہ میں جبکہ اس نے اپنے باغ زندگی سے صرف پچیس پھول چنے تھے کہ وہ بیوہ ہوگئی۔ لیکن اپنے شوہر کی وفات کے بعد وہ بے یار و غمگسار نہ تھی چنانچہ مساعدت زمانہ سے وہ جلد ہی ایک بڑے مرتبہ پر پہنچ گئی یعنی وہ بادشاہ کے بچوں کی اتالیق (Governess) مقرر ہوگئی۔ آخرکار فرانس کا بادشاہ لوئی (Louis) شانزدہم (XIV) اسکو نظرِ عنایت سے دیکھنے لگا۔ یہ بادشاہ لوئی نہایت لاپروا مزاج اور لہو و لعب کا شائق تھا۔ انہیں وجوہ سے وہ فرنیتر سے جو آداب و اخلاق کی سخت پابند تھی اک گونہ خائف رہتا تھا۔ جبکہ اس نے دیکھا کہ وہ اس کے بچوں پر کیسی شفیق اور مہربان ہے اور ان سے کیسی محبت کرتی ہے۔ تو وہ اسپر زیادہ مہربانی اور عنایت کرنے لگا۔ اور اس بادشاہ نے اس کو مینٹن (Maintenon) نامی قلعہ عطا کیا۔ یہ خاتون جو پہلے مسز اسکیرن کے نام سے موسوم تھی اب قلعہ کی نسبت کی وجہ سے بیگم مینٹن کہی جانے لگی۔ لیکن ابھی اس کے اقبال کا ستارہ عروج کی انتہائی منزل پر نہیں پہنچا تھا۔ سنہ ۱۶۸۳ء میں ملکہ کا انتقال ہوگیا اس کے ایک سال کے بعد بادشاہ نے بیگم مینٹن کو اپنی زوجیت میں لیکر مونس زندگی بنایا۔ سچ ہے ان مع العسر یسرا۔ یہ ہر معمولی و اہم معاملہ میں بادشاہ کی مشیر کار تھی اور سلطنت کے تمام کام اسی سے متعلق تھے۔ وہ اپنی دوست کو لکھتی ہے کہ میرا کمرہ مثل گرجا (Church) کے ہے جس میں ہر وقت لوگ کافی تعداد میں آتے رہتے ہیں) اور ہمیشہ ان کا سلسلہ لگا رہتا ہے۔ لیکن اس تکان و تکالیف کو کسی طرح وہ اپنے چہرہ سے ظاہر نہ ہونے دیتی۔ بلکہ نہایت خندہ پیشانی کے ساتھ اپنے ترش رو شوہر کے خیر مقدم کے لئے تیار رہتی اور اسکو خوش کرنے کی کوشش کرتی۔ سنہ ۱۶۱۵ء میں جب لوئی کے طائر روح نے قفس عنصری سے عالم بالا کی طرف پرواز کیا تو اسوقت یہ بالکل خود مختار بادشاہ ہوگئی لیکن اس کو اسکی بالکل خوشی نہ تھی اس کو ملکی انتظام میں سخت تفکرات و زحمت کا سامنا رہا کرتا۔ اب اس نے اپنے عالیشان قلعہ کے متصل صرف کثیر سے ایک نہایت خوشنما اور نفیس مدرسہ نسواں تعمیر کرایا۔ اس مدرسہ میں ڈھائی سو لڑکیاں بغیر فیس کے تعلیم پاتی تھیں اب بیگم مینٹن کو جس قدر خوشی اپنے پسند خاطر کام یعنی غریب و محتاج لڑکیوں کی تعلیم کی نگرانی سے ہوتی تھی۔ اس قدر کارہائے سلطنت کی مصروفیتیں اور جاہ و منزلت اس کے لئے ہرگز باعث مسرت نہ ہوتے تھے۔

فاطمہ بیگم (منشی الہ آباد یونیورسٹی)

باغوں کے بھونرے

سچ تو یہ ہے کہ خداوند کریم نے دنیا میں کوئی چیز بیکار نہیں بنائی اگر سوچا اور تجربہ کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ حشرات الارض میں بھی جہاں اور کیڑے مکوڑے ہمارے لئے مہلک اور نقصان دہ ثابت ہوئے ہیں۔ وہاں ہمارے لئے کچھ باعث رحمت اور مفید بھی ثابت ہوئے ہیں۔ منجملہ دیگر ایک کیڑا بھونرا بھی ہے۔ جس سے انسان کو ہمیشہ تکلیف بھی پہونچتی رہی ہے اور جو اپنے سریلے گانے کی وجہ سے ہمارے شاعروں کی توسیع تخیلات کا بھی باعث ہوا ہے۔ مگر اب سائنس دالوں نے اس ناچیز حضرت رساں جانور کو ہمارے باغوں اور نخلستانوں کے لئے نہایت فائدہ رساں بتایا ہے اور ان کیڑوں میں جو پھل دار درختوں و پودوں کو تباہ کرنے والے جراثیم کے دشمن ہیں۔ اسکو بھی شامل کر لیا ہے۔

آج کل یورپ کے بڑے بڑے تجربہ خانوں میں بھونرے ہزاروں کی تعداد میں بھرے ہوئے ہیں اور ان کے قسم قسم کے بچے ہورہے ہیں۔ باقاعدہ تجارت ہوتی ہے۔ انگلینڈ کے گردونواح میں پیسہ کے چھ چھ فروخت ہوتے ہیں۔ مالکان باغات ان کو ہاتھوں ہاتھ خریدتے ہیں اور اپنے باغوں میں پالتے ہیں۔

بھونرے کی مادہ کو انگریزی میں لیڈی برڈ (Lady Bird) کہتے ہیں۔ اور "لیڈی بگ" کے نام سے بھی مشہور ہے ان کی دو ہزار قسمیں ہیں جن میں سے کچھ اقسام کی بھونروں کی پرورش ننھے ننھے مہلک جراثیم کی خوراک پر ہوتی ہے۔ اور باقی اقسام کے بھونرے دیگر نباتاتی اشیاء وغیرہ پر ہوتی ہے۔ لیکن باغوں کے پھل پھول تباہ ہونے سے بچانے کے لئے تمام اقسام یکساں فائدہ مند ہیں۔ ایک انٹومولوجسٹ (ماہر علم حشرات الارض) بیان کرتا ہے کہ ان دو ہزار قسموں میں سیاہ و سفید قسم کے بھونرے شامل نہیں ہیں۔

بچے کیونکر نکلوائے اور پرورش کئے جاتے ہیں

بھونروں کے بچے نکلوانے اور ان کے پرورش کرنے کا طریقہ ریشم کے کیڑوں سے بہت ملتا جلتا ہے۔ جس کا مشرح بیان ہم نومبر کے پرچے میں کر چکے ہیں۔ امید ہے ناظرین عصمت نے اس کو دلچسپی کے ساتھ پڑھا ہوگا۔ چنانچہ اس کام کے لئے دو تین صورتیں لازمی طور سے اختیار کرنی پڑتی ہیں۔ اول ایک پودا کسی گملے یا کشتی میں لگانا پڑتا ہے۔ جس پر ایک قسم کے کیڑے کی جسکو انگریزی میں میلی بگ (MEALY BEEG) کہتے ہیں اور جس کے انڈے بھونروں اور اُن کے بچوں کی من بھاتی غذا ہیں پرورش کی جاتی ہے۔ دوسرے بڑی کوشش سے میلی بگ کیڑے مہیا کرنے پڑتے اور ان کو ان پودوں کے پتوں پر پالنا پڑتا ہے۔ یہ کام بے حد مشکل ہے۔ کیونکہ میلی بگ کیڑے دوسرے کیڑوں کی طرح آسانی سے دستیاب نہیں ہو سکتے ہیں۔ تیسرے بھونروں کی مادائیں۔ ان کے انڈوں کی خوراک سے ہلائی اور ان کو پرورش کرنی پڑتی ہیں۔ یہ کام بھی کچھ آسان نہیں ہے۔ جب مادائیں میلی بگ کے انڈوں کے لالچ سے

وہاں پل جاتی ہیں تو ان کے لئے آلودں کی تازہ کونپلیں مہیا کی جاتی ہیں۔ جو پہلے سے ہی چھوٹی چھوٹی کشتیوں میں مٹی بچھا کر اُگا رکھتے ہیں۔ یہ کشتیاں ایک کمرے میں ریکوں پر رکھدیجاتی ہیں۔ یہ کمرے بھی ان کے لئے خاص طور سے بنائے جاتے ہیں۔ ان میں ایک لمبا راستہ رکھتے ہیں جس کا آخری حصہ بالکل تاریک ہوتا ہے۔ ایک میلی بگ تقریباً چھ سو انڈے دیتی ہے۔ جب کئی میلی بگ ہزاروں کی تعداد میں انڈے ڈالدیتی ہے تو وہ انڈے ایک کشتی میں جس میں ایک قسم کے پودے کے پتے بچھے ہوئے ہوتے ہیں رکھدئے جاتے ہیں۔ یہاں وہ کئی روز تک پڑے رہتے ہیں۔ بعد ازاں وہ آلودں کی کونپلوں کی کشتیوں میں تبدیل کردئیے جاتے ہیں۔ ان کمروں کا جن میں یہ کشتیاں رکھی جاتی ہیں درجہ حرارت ۸۰ ڈگری تک ہونا لازمی ہے۔ جب یہ کمرے ہر طرح سے مکمل ہوجاتے ہیں تو ہر ایک کشتی میں پچیس پچیس بھونروں کی جوان مادائیں بٹھائی جاتی ہیں ان کے لئے تقریباً نوہزار بھونرے ایک کمرے میں کافی ہوتے ہیں۔ چنانچہ کل ملا کر سات لاکھ پچاس ہزار کی تعداد میں جمع ہوجاتے ہیں۔ جوان مادائیں یہاں خوش وخرم رہتی ہیں اور اپنی طبعی عادت سے انڈے دیتی ہیں۔ فی مادہ دو سو انڈے ڈالتی ہے۔ یہ انڈے میلی بگ کیڑے کے انڈوں اور ان کے بچوں کے برابر ہوتے ہیں۔ چھ روز میں انڈے کھٹک جاتے ہیں، اور ان میں سے بچے نکل آتے ہیں جن کی فطرتی یعنی نیچرل غذا میلی بگ کے انڈے ہی ہوتے ہیں۔ جو پہلے سے ہی کشتیوں میں پڑے رہتے ہیں۔ ۱۲ سے ۲۰ دن ان بچوں کی نشو ونما میں صرف ہوتے ہیں۔ جب یہ بچے جوانی کے قریب پہنچتے ہیں تو دس دس بچے ایک ایک کیپسول میں بند کرکے رکھدئے جاتے ہیں۔ اور فروخت ہونے کے لئے بالکل تیار ہوجاتے ہیں۔

فروخت ہونے کا طریقہ اب ایک پارٹی ان کے خریدنے کو آتی ہے۔ جو ان کے مخصوص ایجنٹوں پر مشتمل ہوتی ہے۔ اس پارٹی کا ہر ایک آدمی ایک ایپرن پہنے ہوتا ہے جس میں دو جیبیں ہوتی ہیں۔ ہر ایک جیب میں دس ہزار کیپسول آجاتے ہیں۔ ایجنٹ حضرات ان جیبوں میں کیپسول بھر کر باغوں اور نخلستانوں کی طرف ان کے بیچنے کی غرض سے نکلجاتے ہیں جب کوئی مالک باغ حسب ضرورت بھونروں کا سودا کرلیتا ہے تو ایجنٹ باغ میں کسی پھل دار درخت کے پاس پہنچکر کیپسول کھولتا ہے۔ اور درخت کی شاخوں پر ان کو چھوڑدیتا ہے۔

قاعدے کے مطابق ہر ایک درخت پر دس دس بھونرے چھوڑے جاتے ہیں۔ اور یہ ایک عجیب بات ہے کہ وہ جس درخت پر چھوڑے جائیں اسکو ہی وہ اپنا گھر بنالیتے ہیں۔ اور وہیں آسایش سے رہتے سہتے اور انڈے بچے ڈالتے ہیں نوے دن کے بعد یہ دس سے بڑھکر ایک لاکھ ہوجاتے ہیں۔

جب کبھی تم باغ میں جاؤ اور وہاں کسی شاخ پر کوئی خوبصورت بھونرا بیٹھا ہوا دیکھو تو براہ کرم اس کو اڑانے کی کوشش نہ کرو۔

سید رضا احمد جعفری

نوحۂ مضطر

رئیس الاحرار مولانا محمد علی کے انتقال پر

دریغا آں سپہ سالار ملت ــ دریغا سید احرار ملت
دریغا خادم جانباز مذہب ــ دریغا آں جگر افگار ملت
دریغا بندہ دام محبت ــ دریغا یوسف بازار ملت
دریغا افسر صد رہنمایاں ــ دریغا قافلہ سالار ملت
دریغا آں دوائے درد دلہا ــ دریغا مرہم غمخوار ملت
دریغا دستگیر قوم مضطر ــ دریغا آں علم بردار ملت
دریغا نیر برج صداقت ــ دریغا نکہت گلزار ملت
دریغا غیرت شان شجاعت ــ دریغا تیغ جوہر دار ملت
دریغا اختر برج مروت ــ دریغا گوہر شہوار ملت
دریغا نازش عدل و حمایت ــ دریغا چشمۂ پندار ملت
دریغا رشک حلم و صدق و جرات ــ دریغا دولت بیدار ملت
دریغا پاک طینت صاف باطن ــ دریغا واقف اسرار ملت
دریغا آں بنائے قصر قومی ــ دریغا جوہر معمار ملت
دریغا مخزن علم و فراست ــ دریغا نازش گفتار ملت
دریغا حامی دین محمد ــ دریغا چوں علی دلدار ملت
ز نورش شد منور قدس جنت ــ شدہ تیرہ در و دیوار ملت
کہ بود ایں ارض خاکی پست ہمت ــ بہ بالا رفت آں سردار ملت
بہ تقدیس جناں جایش گرفتہ ــ چو محشر گشت الفت زار ملت
ز تیغ غم شدہ دل پارہ پارہ ــ تپش از دیدۂ خونبار ملت
شدہ تاریک ایں بزم محبت ــ کہ بودہ شمع پر انوار ملت
دریغا حسرتا ہیہات ہیہات ــ کہ آخر شد بریں غم کار ملت
جبیں پنہاں چناں معراج یابد ــ فدائے احمد مختار ملت
کہ خاک قدس در آغوش گیرد ــ محمد زندۂ جاوید میرد

رابعہ پنہان

عقل کی باتیں

غلطیاں تنکوں کی طرح طوفان زندگی کے سمندروں پر نمایاں ہو جاتی ہیں۔ مگر جن کو انسانی محاسن کے موتیوں کی تلاش ہوتی ہے وہ ہمیشہ فطرت کی تہ تک غوطہ لگاتے ہیں۔ ڈرائیڈن

یقین مانو کہ روحانی سمندر کے کنارے صرف وہی ہستیاں آباد ہیں جو دلوں کے درد دور کر سکتی ہیں (لانگ فیلو)

جس طرح سورج کی روشنی تاریک سے تاریک بادلوں کے باہر آجاتی ہے۔ اسی طرح جوہر شرافت، میلے سے میلے اور بد سے بدتر لباس میں سے تاباں ہوتا ہے (شکسپیر)

ہر انسان کی جانچ کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ اس کی پسند اس سے دریافت کیجائے۔ تم مجھے بتاؤ کہ تم کو کیا پسند ہے اور میں تم کو بتاؤں گا کہ تم کیا ہو (رسکن)

دنیا ایک بہت وسیع دار السرور ہے اور اس کے ہر گوشے میں رحیم دل موجود ہیں (جے۔ آر۔ لودل)

تعلیم کا مقصد اصل مساوات نہیں بلکہ انسان کی فطرت کی شناخت ہے (رسکن)

دنیا میں مجھے اگر ایک آدمی بھی ایسا مل جائے جو اپنے نفس کا غلام نہ ہو تو میں اس کو اپنے دل کے معزز ترین گوشہ میں جگہ دوں گا۔ (شکسپیر) **ام اے۔ قدوائی**

ہر خریدار کو خط و کتابت کے وقت نمبر خریداری ضرور لکھنا چاہئے۔ ورنہ تعمیل نہ ہو سکے گی۔ مینجر

ہمارا مذہبی تغافل

ہماری مذہبی بے پرواہی نے ہمیں مذہبی تقدس اور صراط مستقیم سے بہت دور پھینک دیا ہے۔ یہ اسی بے پرواہی کا جس نے ہمیں اس قدر پست و ذلیل کر دیا ہے۔ نتیجہ یہ ہے کہ وہی قومیں جنہوں نے ہم سے سب کچھ سیکھا اب ہم پر مذاق کے آوازے کس رہی ہیں۔ آہ ایک قوم کا انتہائی عروج و کمال کو پہنچکر ذلت و زوال کی طرف بڑھنا کس قدر افسوسناک ہے۔ مسلمان شکست خوردہ قوم کی طرح گمراہ و ذلیل ہو رہے ہیں۔

جاہل طبقے کا کیا قصور۔ وہ بیچارے تو بے علم ہیں تعلیم یافتہ اشخاص کی بھی یہی حالت ہے۔ کسی طالب علم کو دیکھئے چوبیس گھنٹہ میں کسی وقت بھی مذہب کا خیال آتا ہے؟ بالکل نہیں۔ یہ بی اے۔ ایم اے کی ڈگریاں حاصل کر لیتے ہیں ولایت ہو آتے ہیں لیکن مذہب سے بالکل کورے ہیں۔ بعض تو انبیا علیہ السلام کے ناموں سے بھی واقف نہیں۔ اور بعض تو خدا کے وجود سے بھی منکر ہیں۔ جنہیں کچھ واقفیت ہے وہ غافل اور بے راہ ہیں۔ اب اس غفلت کا ذمہ دار کون ہے۔ ہر کوئی کہے گا کہ والدین۔ جو بچوں کو بچپن میں مذہبی تعلیم نہیں دیتے اور ان کے دل میں مذہبی عظمت اور محبت پوری طرح پیدا کرنے کی کوشش نہیں کرتے۔ اگر بچپن سے مذہبی احکام بجا لائے جائیں تو وہ عادت و فطرت میں شامل ہو جائیں گے۔ انہیں ادا کئے بغیر چین نہ آئے گا اور جب تک وہ پورے نہ ہو جائیں گے دوسرے کام کی طرف توجہ نہ ہوگی۔ اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ ذمہ داری والدین میں سے کس پر زیادہ ہے۔ اسے ہر ذی عقل سمجھ سکتا ہے کہ زیادہ فرض ماؤں کا ہے۔ کیونکہ بچہ باپ سے زیادہ ماں کے پاس رہتا ہے۔ بہت سے نیکدل اشخاص جن کے دل میں مذہب کی قدر و منزلت ہے اور جو اس غفلت کے نتیجہ سے واقف ہیں اور جانتے ہیں کہ یہ بے پرواہی آئندہ سخت طوفان لانے والی ہے۔ وہ اسے دور کرنے کی سعی میں ہیں لیکن جب تک عورتیں ان کا ہاتھ نہ بٹائیں وہ کیا کریں۔ کیونکہ اصلی فرض تو ماں کا ہے۔ اس لئے محترم ماؤں کو چاہیے کہ ان باتوں کی طرف پوری پوری توجہ دیں۔ اپنے بچوں کو پکا مسلمان بنائیں اور آئندہ نسلوں کو تباہی سے بچائیں۔ یاد رکھئے یہ وہ دین ہے جو سب دینوں سے برتر ہے۔ یہی ایک مذہب ہے جو دنیا اور آخرت دونوں کی فلاح کا کفیل ہے۔ مگر وہ صرف مسلمان ہونے سے کفیل نہیں ہوتا۔ بلکہ سچے اور حقیقی مسلمان بننے سے۔ اسلام ایک ایسا دین کامل ہے جو اپنے اندر ہر طرح کے فضائل رکھتا ہے۔ اور انسان کو اشرف المخلوقات بناتا ہے۔ اس کی ایک ایک بات ایسی فضیلت اور ایک ایک حکم ایسی کشش رکھتا ہے کہ انسان بے اختیار فریفتہ ہو جاتا ہے۔ قرآن مجید کو لو۔ اگر بامعنی پڑھا جائے تو انسان عش عش کر اٹھتا ہے

اور کہتا ہے کہ لاریب یہ سچی کتاب ہے۔ اگر با قرات پڑھا جائے تو وہ موسیقی پیدا ہوتی ہے کہ پڑھنے والے اور سننے والے کا دل بحد مسرور ہوتا ہے۔

خدا نے اسلام کے رکن ادا کرنے میں بندوں پر کتنی سہولتیں رکھی ہیں۔ روزے کی فضیلت سے سب بہنیں واقف ہیں۔ تندرست پر فرض اور بیمار و مسافر کے لئے رعایت ہے۔ اس کی فضیلت کو غیر مذاہب کے لوگ بھی تسلیم کرتے ہیں آج کل یورپ کے ڈاکٹر کہہ رہے ہیں کہ تندرستی کے لئے فاقہ ایک مفید چیز ہے۔ زکوۃ کا خیال کیجئے مالدار آدمی پر فرض اور غریب کو معاف۔ حج کو لیجئے اس سے دین و دنیا کے فائدے حاصل ہوتے ہیں۔ بہت سی بہنیں دنیاوی فائدوں سے ناواقف ہیں۔ دنیاوی فائدے یہ ہیں کہ جو لوگ اتنا لمبا سفر کرکے وہاں جاتے ہیں وہ دنیا کے حال سے خوب واقف ہو جاتے ہیں۔ ملک ملک کے لوگوں سے ملتے ہیں طرح طرح کی چیزیں دیکھتے ہیں۔ تجربہ بڑھتا ہے۔ عقل بڑھتی ہے۔ مسلمان بھائیوں سے ملاقاتیں ہوتی ہیں معلومات میں اضافہ ہوتا ہے۔ تاجر اس سفر میں دوسرے تاجروں سے ملتے ہیں۔ اور ان سے لین دین قائم کرتے ہیں۔ طرہ یہ کہ حج مفلسوں کو معاف اور صرف ان پر فرض ہے کہ جو اس کا مقدور رکھتے ہوں۔

اب نماز کو لیجئے اس کے کتنے فائدے ہیں۔ انسان خدا تعالی کے دربار میں باریاب ہوتا ہے۔ لیکن یہ اُس نماز کا ذکر نہیں جو حضور قلب سے نہ پڑھی جائے یعنی پڑھیں تو نماز اور دل کسی اور خیال میں ہو۔ بلکہ خدا کو حاضر و ناظر سمجھ کر اس کے سوا دوسرے تمام خیالات دل سے نکال کر پڑھی جائے الصلوۃ الا بحضور القلب کہ حضور قلب کے سوا نماز نماز نہیں۔ نماز آدمی کے جسم کو پاک اور دل کو صاف رکھتی ہے۔ کیونکہ اس کے لئے بدن کو پاک رکھنا اور وضو کرنا لازم ہے۔ اور یہ ظاہری صفائی باطنی پاکی کا سبق دیتی ہے پانچ وقت کا التزام طبیعت میں چستی اور چالاکی پیدا کرتا ہے۔ نماز پڑھتے وقت اٹھنے بیٹھنے میں تھوڑی سی ورزش بھی ہو جاتی ہے جس سے صحت قائم رہتی ہے۔ جماعت کے ساتھ ادا کرنے سے اتفاق و اتحاد پیدا ہوتا ہے۔ اور قوی محبت قائم رہتی ہے

اسلام کی خوبیوں اور حکمتوں نے ہمیں اپنا گرویدہ کر رکھا ہے۔ اور انہیں خوبیوں کی وجہ سے ہم مسلمان ہونے پر فخر کرتے ہیں لیکن افسوس کہ ہمارے معاملات و حالات کی وجہ سے اسلام کا نام بدنام ہو رہا ہے۔

جن لوگوں نے مسلمانوں کے تنزل پر غور کیا اس کا سب سے بڑا سبب یہ بتاتے ہیں کہ مسلمانوں نے قرآن پر عمل کرنا چھوڑ دیا ہے۔ اب اس بگڑی ہوئی حالت کو قرآن کے سوا کوئی چیز نہیں سنوار سکتی۔ وہ کونسا بدقسمت گھر ہے جس میں قرآن شریف موجود نہو۔ موجود تو ضرور ہیں لیکن صرف تبرک کے رکھنے کے لئے۔ جو بہنیں پڑھیں گی ان میں سے بہت کم ایسی ہونگی جو با معنی سمجھ کر پڑھیں باقی صرف ثواب حاصل کرنیکو پڑھتی ہیں وہ یہ سمجھتی ہیں کہ یہ خدا کی کتاب ہے اور اس کا پڑھنا فرض ہے اور بس آئندہ یہی عادت اولاد کو پڑ جاتی ہے۔ اب عمل ہو تو کیونکر۔ اگر محترم بہنیں دعائیں خود با معنی پڑھیں اور اس پر عمل کریں تو اس کا اثر بچوں پر پڑے اور

مسلمان اس بات کے مصداق ہیں کہ مسلمان در گور و مسلمانی در کتاب

شیراز

گذشتہ سال میں نے اپنے چچا نصیر الدین صاحب ہاشمی کے خطوط سے یورپ کے کچھ حالات عصمتی بہنوں کی دلچسپی کے لئے لکھے تھے۔ اب میں نے اپنے دوسرے چچا مولوی عبدالشکور صاحب (جو کاشت کھجور کے معلومات حاصل کرنے کے لئے عراق اور شیراز وغیرہ گئے تھے) کی زبانی جو حالات معلوم کئے ہیں ان کو عصمتی بہنوں کی خدمت میں پیش کرتی ہوں۔

شیراز جانے کے لئے بوشہر کی بندرگاہ پر اترتے ہیں یہ چھوٹی سی بندرگاہ ہے۔ ہندوستان اور بصرہ وغیرہ سے جہاز آیا کرتے ہیں۔ بندرگاہ پختہ نہیں ہے اس لئے جہاز خشکی سے متصل نہیں آتا کشتی کے ذریعہ خشکی پر آتے ہیں۔

یہ بندرگاہ ایرانی حکومت میں شامل ہے۔ پاسپورٹ اور سامان کا معائنہ ہوتا ہے۔ شراب۔ شکر اور سگریٹ وغیرہ پر محصول لیا جاتا ہے۔ مگر مسافروں کو کوئی تکلیف نہیں ہوتی بوشہر میں چھوٹے چھوٹے ہوٹل موجود ہیں۔ یہاں سے موٹروں کے ذریعہ شیراز جاتے ہیں۔ جو دو ڈھائی سو میل ہے۔ چھوٹی بڑی موٹریں ہر وقت ملا کرتی ہیں۔ ایک آدمی کا کرایہ چھ تومان یعنی ننھ کلدار بوشہر سے شیراز تک گدھوں کے قافلہ بھی جاتے ہیں جس پر زیادہ تر سامان لیجایا جاتا ہے۔

راستہ پہاڑی ہے۔ راستہ کے دونوں طرف بڑے بڑے غار ہیں۔ اگر شوفر سے ایک پل کے لئے غلطی ہو جائے تو پھر موٹر کا نشان بھی نہ ملے جب ان راستوں سے موٹر گذرتی ہے تو انسان پر خوف چھا جاتا ہے۔ بعض جگہ موٹر کھنڈالا اور اوٹی کی طرح چکر کھاتی ہوئی جاتی ہے۔

پہاڑ سرسبز اور شاداب نظر نہیں آتے ممکن ہے کہ موسم بہار میں اس کی سبز پوشی قدرت خدا کا جلوہ دکھاتی ہو۔

چوبیس گھنٹے میں یہ راستہ طے ہوتا ہے۔ بوشہر سے شیراز تک ہوائی جہاز سے بھی سفر کر سکتے ہیں۔ جو چند گھنٹوں میں طے ہوتا ہے۔ اس کا کرایہ تقریباً بیس پچیس تومان ہے یعنی (سعہ۔ للعہ) روپے ہوتا ہے۔

راستہ میں متعدد مقامات پر موٹر ٹھیرا کرتی ہے جہاں چائے خانے موجود ہیں۔ بعض چائے خانوں میں روٹی۔ میوہ گوشت ترکاری وغیرہ ملا کرتی ہے۔ قیمت بھی کچھ زیادہ نہیں ہوتی۔

راستہ میں بعض جگہ کھاری پانی اور بعض جگہ شیریں پانی کے چشمے بھی ہیں۔ راستہ پختہ ہے۔ کوئی تکلیف نہیں ہوتی اور نہ جان و مال کا خوف ہے۔ راستہ میں جنگل بھی ہے اور چٹیل میدان بھی۔ کہیں سبزی بھی ہے اور کہیں خشکی بھی

شیراز ایرانی قلمرو میں داخل ہے اور صوبہ کا صدر

مقام ہے۔ شیراز سے ہم ہندوستانی سعدی و حافظ کی وجہ سے بخوبی واقف ہیں۔ ہمارے فارسی کے نومشق مبتدی کے کان بھی شیراز سے ناواقف نہیں۔ مگر ایسے بہت کم لوگ ہونگے جنہوں نے شیراز کو بچشم خود دیکھا ہو۔ شیراز کا شہر گویا ایک باغ کے مماثل ہے۔ شیراز کے اطراف میں پہاڑ ہیں اور ان کے دامن میں شیراز واقع ہے۔ یہاں ہر طرف باغ ہی باغ نظر آتے ہیں جس میں سیب، انگور، انار اور شفتالو وغیرہ کے درخت اپنی بہار دکھلاتے ہیں۔ گلاب کے تختے لہلہاتے ہیں۔ صنوبر اور شمشاد کے پودے جلوہ دکھاتے ہیں۔ شیریں پانی کی نہریں۔ وہاں ہیں راستہ کشادہ اور وسیع ہے۔ جو برقی روشنی سے جگمگاتا ہے۔ ان وسیع سڑکوں کے دونوں طرف چھوٹی چھوٹی نہریں ہیں۔ جن میں شام کے وقت پانی چھوڑا جاتا ہے اور اس میں سے پانی لیکر سڑکوں پر چھڑکتے ہیں۔

قدیم بازارات سقف پوش ہیں۔ مکانات چھوٹے اور خوش وضع ہیں۔ اکثر مکانات دو منزلہ ہیں۔ ہر مکان میں حوض ضرور ہوتا ہے۔ شہر میں اکثر حمام ہیں جن میں گرم پانی کے حوض ہوتے ہیں۔

موٹریں اور فٹن بکثرت ہیں۔ صفائی کا انتظام نہایت عمدہ ہے۔

پولیس کا لباس بہت عمدہ ہے۔ مگر سب پولیس کا کوئی خاص لباس نہیں ہے۔

یہاں مختلف قوم کے لوگ نظر آتے ہیں بیشتر حصہ پہلوی ٹوپی[۱] کے ساتھ سوٹ بوٹ میں نظر آتا ہے۔

عورتوں کے لئے برقعہ کا پہننا لازمی ہے۔ برقعوں کا رنگ عموماً سیاہ اور نقاب سفید ہوتی ہے بازاروں میں خرید و فروخت کے لئے عورتوں کا حصہ زیادہ نظر آتا ہے جس سے اس امر کا پتہ چل سکتا ہے کہ کل خانہ داری کے کاروبار ان ہی سے متعلق ہیں۔

ایرانی بڑے خوش اخلاق اور ملنسار ہوتے ہیں۔ خرید و فروخت میں دہوکا اور چالبازی نظر نہیں آتی۔

عام طور پر یہاں فارسی بولی جاتی ہے۔ اردو اور انگریزی کا بھی رواج ہے۔ یہاں کے لوگوں کا یہ عام طور پر رواج ہے کہ سہ پہر کو کسی نہ کسی خاص مقام پر سیر کے لئے جاتے ہیں۔ ان میں بھی عورتوں کا حصہ زیادہ ہوتا ہے اور سب کی سب برقعوں میں ہوتی ہیں۔ شاذ و نادر ہی بغیر برقعہ کے نظر آتی ہیں۔ سہ پہر کے مشہور مقامات اکثر قبرستان ہوتے ہیں۔ مثلاً سعدی۔ ابوالوفا اور حافظ وغیرہ۔

سعدی کا مزار پہاڑ کے دامن میں واقع ہے۔ اس کا بڑا احاطہ ہے۔ سعدی کی قبر ایک دو منزلہ عمارت کے اندر واقع ہے۔ در و دیوار پر اشعار لکھے ہیں نیچے ریشمین قالین کا فرش ہے۔ سعدی کی قبر سفید پتھر کی بنی ہوئی ہے ایک دیوار پر سعدی کی قلمی تصویر بھی آویزاں ہے۔ احاطہ میں باغ بھی ہے۔ پھولوں کے درخت اپنی بہار دکھاتے ہیں اس احاطہ میں ایک چشمہ بھی ہے جس میں اکثر عورتیں نہاتی ہیں۔

[۱] جو قریب قریب انگریزی ٹوپی کی طرح ہوتی ہے۔

حافظ کا مزار حافظیہ کہلاتا ہے۔ یہ آبادی سے متصل ہے۔ یہاں آنے کے لئے ایک چھوٹی سی ندی عبور کرتے ہیں جو خیابان حافظ کے نام سے موسوم ہے۔ ندی پر خوبصورت پل بھی بنا ہوا ہے۔ موسم بہار میں اس ندی میں پانی رہتا ہے۔ مگر اس زمانہ میں خشک ہے۔

پل ختم ہونے کے بعد ایک باغ آتا ہے۔ باغ کے خاتمہ پر قبرستان ہے۔ جو ایک چار دیواری سے گھرا ہوا ہے۔ قبرستان میں صدہا قبریں ہیں۔ یہ ہندوستان کی طرح زیادہ اونچی نہیں ہیں۔ بلکہ صرف زمین سے دو انچ بلند ہیں۔ حافظ کی قبر ایک ٹین کے سائبان کے نیچے ہے۔ اطراف میں پتلی چوکھنڈی ہے اور اس کے قریب چند میوے کے درخت ہیں۔ ایران کا یہ بلبل ہزار داستان جس عالم بیکسی میں قبر کے تنگ و تاریک گوشہ میں تنہا سو رہا ہے۔ نہ گلگشت مصلا ہے اور نہ کنار آب رکنا باد۔ سمرقند اور بخارا کو ایک خال کے معاوضے میں دینے والا شاعر آج قبر کی تنگ تاریکی میں پنہاں ہے۔ نہ ساقی ہے اور نہ ساغر، مے ہے نہ جام۔ مگر جب تک زبان فارسی بولی جائے گی اسوقت تک حافظ کا کلام زندہ جاوید رہیگا۔

جیسا کہ ذکر کیا گیا ہے کہ شیراز میں باغات بکثرت ہیں بوشہر کو جانے کے لئے راستہ میں ایک اور وسیع باغ ہے جس میں موسم گرما میں برطانوی کونسل کا جائے قیام ہوتا ہے۔ اس باغ میں سیب انار انگور اور گلاب کے درخت بکثرت ہیں جنگلی درخت جو سایہ کے لئے ہیں وہ بھی بہت خوبصورت ہیں۔

شیراز میں بھی عراق کی طرح رسٹورنٹ اور چائے خانہ موجود ہیں مگر عمدہ حالت میں نہیں اور نہ یہاں سہ پہر میں وہ جمگھٹا ہوتا ہے۔ شہر میں عام طور پر غربت معلوم ہوتی ہے۔

تعلیمی حالت بھی پست ہے۔ زنانہ تعلیم بھی عام طور پر نہیں ہے ممکن ہے کہ ایرانی گورنمنٹ جلد اس طرف متوجہ ہو گو یورپین تہذیب کا اثر نمایاں ہے مگر دوکانوں میں رسٹورنٹ اور چائے خانوں میں کام کرنے والے سب کے سب مرد ہیں۔ اگرچہ خریداروں میں عورتوں کا حصہ ہی زیادہ ہوتا ہے۔ مگر پھر بھی پردہ کا عام دستور ہے۔ امیر او ر اوسط درجہ کے خواتین سے قطع نظر غریب بھی پردہ میں رہا کرتے ہیں۔ چونکہ یہ عموماً برقعہ میں ہوتی ہیں اس لئے انکے لباس کی تفصیل دشوار ہے۔

سہ پہر کو مشہور مقامات اور باغات کے علاوہ راستوں پر بھی لوگوں کا مجمع ہوتا ہے۔ بڑی بڑی سڑکوں کے دونوں طرف بیٹھا کرتے ہیں۔ ان میں مرد بھی ہوتے ہیں اور عورتیں بھی۔

بہرحال ایرانی تمدن اور تہذیب جہاں ہندوستان سے علیحدہ ہے وہاں یورپ سے نمایاں فرق رکھتا ہے۔

حفیظہ جمال (حیدرآباد دکن)

لیگ آف نیشنس

جمعیت الاقوام یا لیگ آف نیشنس جیسا کہ اس کے نام سے عیاں ہے اقوام عالم کی ایک انجمن ہے جس کا مقصد دنیا کے امن کی حفاظت ہے قبل اس کے کہ اس انجمن کے نظام ترتیب یا عمل پر غور کیا جائے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ مختصر تاریخ سے ناظرات عصمت کو آگاہ کر دیا جائے۔

۱۰ جنوری سنہ ۲۰ء کو یہ انجمن باضابطہ طور پر وجود میں آئی۔ لیگ عالمگیر جنگ کی ہولناکیوں کے ردعمل کا نتیجہ ہے۔ ۲۰ جنوری سنہ ۱۹ء کو ورسیلز کی صلح کے مطابق اس ہیبتناک جنگ کا خاتمہ ہو گیا۔ اس کا وجود پریسیڈنٹ ولسن کی کوششوں کا مرہون منت ہے۔ پریسیڈنٹ ولسن نے جنگ کے اختتام پر ایک اعلان شائع کیا تھا جس میں چودہ دفعات تھیں اور چودھویں دفعہ یہ تھی۔

تمام اقوام کی ایک عام انجمن کا قیام مقررہ قواعد و ضوابط کے ماتحت نہایت ضروری ہے سلطنتوں کی سیاسی اور ملکی آزادی کی حفاظت اور قیام اس کا مقصد ہو گا۔

ولسن کی چودہ شرطیں بخوشی منظور کر لی گئیں کیونکہ اتحادی اور جرمنی دونوں جنگ کے مصائب سے تنگ آ چکے تھے اور صلح کے لئے بہر صورت تیار تھے۔ چنانچہ دونوں فریق نے اختتام جنگ کے اعلان پر دستخط کر دیئے۔ اور جنگ ختم ہو گئی۔ لیگ کے نظام عمل اور مقاصد و ضوابط ۱۴ فروری سنہ ۱۹۱۹ء کو پہلی دفعہ شائع کئے گئے۔ اور ۲۸ اپریل سنہ ۱۹۱۹ء کو پیرس میں اقوام عالم کے ایک عام اجلاس کے موقعہ پر معمولی ترمیم کے بعد منظور کئے گئے۔

لیگ کے اسمبلی، کانسل اور سکریٹریٹ تین اہم اجزا ہیں۔ اسمبلی کے فی الحال ۵۸ ممبر ہیں۔ کانسل میں ۱۴ ممبر ہیں۔ جن میں سے ۵ مستقل نشستیں انگلستان۔ فرانس۔ اٹلی، جاپان اور جرمنی کے لئے مخصوص ہیں اور بقیہ ۹ نشستیں عام انتخاب سے پر کیجاتی ہیں۔ ابتدا میں صرف چار مستقل نشستیں تھیں لیکن ستمبر سنہ ۲۶ء میں جرمنی بھی مستقل طور پر لیگ، کانسل میں شریک کر لیا گیا۔ اسمبلی کی ۴۶ نشستیں ہیں لیکن سب پر نہیں ہیں۔ نیپال۔ افغانستان۔ عرب کی بعض سلطنتیں میکسکو۔ روس۔ اور ممالک متحدہ امریکہ کی نشستیں خالی ہیں۔ فی الحال ایشیا کی آٹھ سلطنتیں لیگ کی ممبر ہیں۔

لیگ کی اصل منتظمہ مجلس میں صرف مستقل ممبر شامل ہیں۔ ان سب میں انگلستان کا اثر سب سے زیادہ ہے کیونکہ اسمبلی میں اس کے جانبدار سب سے زیادہ ہیں نو آبادیاں مثلاً کناڈا۔ آسٹریلیا اور محکوم حکومتیں مثلاً ہندوستان بھی اسمبلی میں شامل ہیں۔

حافظ کا مزار حافظیہ کہلاتا ہے۔ یہ آبادی سے متصل ہے۔ یہاں آنے کے لئے ایک چھوٹی سی ندی عبور کرتے ہیں جو خیابان حافظ کے نام سے موسوم ہے۔ ندی پر خوبصورت پل بھی بنا ہوا ہے۔ موسم بہار میں اس ندی میں پانی رہتا ہے۔ مگر اس زمانہ میں خشک ہے۔

پل ختم ہونے کے بعد ایک باغ آتا ہے۔ باغ کے خاتمہ پر قبرستان ہے۔ جو ایک چار دیواری سے گھرا ہوا ہے قبرستان میں صدہا قبریں ہیں۔ یہ ہندوستان کی طرح زیادہ اونچی نہیں ہیں۔ بلکہ صرف زمین سے دو انچ بلند ہیں۔ حافظ کی قبر ایک ٹین کے سائبان کے نیچے ہے۔ اطراف میں پتلی جو کھنڈی ہے اور اس کے قریب چند میوے کے درخت ہیں۔ ایران کا یہ بلبل ہزار داستان جس عالم بیکسی میں قبر کے تنگ و تاریک گوشہ میں تنہا سو رہا ہے۔ نہ گلگشت مصلا ہے اور نہ کنار آب رُکنا باد۔ سمرقند اور بخارا کو ایک خال کے معاوضے میں دینے والا شاعر آج قبر کی تنگ تاریکی میں پنہاں ہے۔ نہ ساقی ہے اور نہ ساغر، مے ہے نہ جام۔ مگر جب تک زبان فارسی بولی جائے گی اسوقت تک حافظ کا کلام زندہ جاوید رہیگا۔

جیسا کہ ذکر کیا گیا ہے کہ شیراز میں باغات بکثرت ہیں بوشہر کو جانے کے لئے راستہ میں ایک اور وسیع باغ ہے جس میں موسم گرما میں برطانوی کونسل کا جائے قیام ہوتا ہے۔ اس باغ میں سیب انار انگور اور گلاب کے درخت بکثرت ہیں جنگلی درخت جو سایہ کے لئے ہیں وہ بھی بہت خوبصورت ہیں۔

شیراز میں بھی عراق کی طرح رسٹورنٹ اور چائے خانہ موجود ہیں مگر عمدہ حالت میں نہیں اور نہ یہاں سہ پہر میں وہ جگمگھٹا ہوتا ہے۔ شہر میں عام طور پر غربت معلوم ہوتی ہے۔

تعلیمی حالت بھی پست ہے۔ زنانہ تعلیم بھی عام طور پر نہیں ہے ممکن ہے کہ ایرانی گورنمنٹ جلد اس طرف متوجہ ہو گو یورپین تہذیب کا اثر نمایاں ہے مگر دوکانوں میں رسٹورنٹ اور چائے خانوں میں کام کرنے والے سب کے سب مرد ہیں۔ اگرچہ خریداروں میں عورتوں کا حصہ ہی زیادہ ہوتا ہے۔ مگر پھر بھی پردہ کا عام دستور ہے۔ امیر اور اوسط درجہ کے خواتین سے قطع نظر غریب بھی پردہ میں رہا کرتے ہیں۔ چونکہ یہ عموماً برقعہ میں ہوتی ہیں اس لئے انکے لباس کی تفصیل دشوار ہے۔

سہ پہر کو مشہور مقامات اور باغات کے علاوہ راستوں پر بھی لوگوں کا مجمع ہوتا ہے۔ بڑی بڑی سڑکوں کے دونوں طرف بیٹھا کرتے ہیں۔ ان میں مرد بھی ہوتے ہیں اور عورتیں بھی۔

بہرحال ایرانی تمدن اور تہذیب جہاں ہندوستان سے علیحدہ ہے وہاں یورپ سے نمایاں فرق رکھتا ہے۔

حفیظہ جمال (حیدرآباد دکن)

لیگ آف نیشنس

جمعیت الاقوام یا لیگ آف نیشنس جیسا کہ اس کے نام سے عیاں ہے اقوام عالم کی ایک انجمن ہے جسکا مقصد دنیا کے امن کی حفاظت ہے قبل اس کے کہ اس انجمن کے نظام ترتیب یا عمل پر غور کیا جائے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ مختصر تاریخ سے ناظرات عصمت کو آگاہ کر دیا جائے۔

۱۰ جنوری ۱۹۲۰ء کو یہ انجمن باضابطہ طور پر وجود میں آئی۔ لیگ عالمگیر جنگ کی ہولناکیوں کے ردعمل کا نتیجہ ہے۔ ۱۰ جنوری ۱۹۱۹ء کو ورسیلز کی صلح کے مطابق اس ہیبتناک جنگ کا خاتمہ ہوگیا۔ اس کا وجود پریسیڈنٹ ولسن کی کوششوں کا ممنون منت ہے۔ پریسیڈنٹ ولسن نے جنگ کے اختتام پر ایک اعلان شائع کیا تھا جس میں چودہ دفعات تھیں اور چودھویں دفعہ یہ تھی۔

تمام اقوام کی ایک عام انجمن کا قیام مقررہ قواعد و ضوابط کے ماتحت نہایت ضروری ہے سلطنتوں کی سیاسی اور ملکی آزادی کی حفاظت اور قیام اس کا مقصد ہوگا۔

ولسن کی چودہ شرطیں بخوشی منظور کر لی گئیں کیونکہ اتحادی اور جرمنی دونوں جنگ کے مصائب سے تنگ آچکے تھے اور صلح کے لئے بہر صورت تیار تھے۔ چنانچہ دونوں فریق نے اختتام جنگ کے اعلان پر دستخط کر دیئے۔ اور جنگ ختم ہوگئی۔ لیگ کے نظام عمل اور مقاصد و ضوابط ۱۴ فروری ۱۹۱۹ء کو پہلی دفعہ شائع کئے گئے۔ اور ۲۸ اپریل ۱۹۱۹ء کو پیرس میں اقوام عالم کے ایک عام اجلاس کے موقعہ پر معمولی ترمیم کے بعد منظور کئے گئے۔

لیگ کے اسمبلی، کانسل اور سکرٹیریٹ تین اہم اجزا ہیں۔ اسمبلی کے فی الحال ۵۰ ممبر ہیں۔ کانسل میں ۱۴ ممبر ہیں۔ جن میں سے ۵ مستقل نشستیں انگلستان۔ فرانس۔ اٹلی، جاپان اور جرمنی کے لئے مخصوص ہیں اور بقیہ ۹ نشستیں عام انتخاب سے پر کیجاتی ہیں۔ ابتدا میں صرف چار مستقل نشستیں تھیں لیکن ستمبر ۱۹۲۶ء میں جرمنی بھی مستقل طور پر لیگ، کانسل میں شریک کر لیا گیا۔ اسمبلی کی ۶۴ نشستیں ہیں لیکن سب پر نہیں ہیں۔ نیپال۔ افغانستان۔ عرب کی بعض سلطنتیں میکسکو۔ روس۔ اور ممالک متحدہ امریکہ کی نشستیں خالی ہیں۔ فی الحال ایشیا کی آٹھ سلطنتیں لیگ کی ممبر ہیں۔

لیگ کی اصل منتظمہ مجلس میں صرف مستقل ممبر شامل ہیں۔ ان سب میں انگلستان کا اثر سب سے زیادہ ہے کیونکہ اسمبلی میں اس کے جانبدار سب سے زیادہ ہیں نوآبادیاں مثلاً کناڈا۔ آسٹریلیا اور محکوم حکومتیں مثلاً ہندوستان بھی اسمبلی میں شامل نہیں۔

لیگ کا صدر مقام جنیوا ہے۔ یہ مقام سوئٹزرلینڈ کی غیر جانبدارانہ حیثیت کی وجہ سے منتخب کیا گیا ہے۔ سکریٹریٹ کا انتظام سکریٹری جنرل کے زیر نگرانی ہے۔ پہلے سکریٹری جنرل سر جیمس ایرک ڈرمنڈ تھے۔

لیگ کے چھ مختلف صیغے ہیں جن میں محکمات بین الاقوامی عدالت، لیبر آرگنائزیشن (مزدوروں کا صیغہ) حفظان صحت رسل و رسائل وغیرہ زیادہ ممتاز ہیں۔ بین الاقوامی عدالت کا مستقل قیام ہیگ ملک ہالینڈ میں رہتا ہے۔ عدالت کے مستقل گیارہ جج اور چار ڈپٹی جج ہوتے ہیں۔ ججوں کا انتخاب ۹ برس کے لئے لیگ کے ممبر کرتے ہیں۔ اس عدالت میں صرف وہ بین الاقوامی مسائل پیش کئے جاتے ہیں جنہیں لیگ کانسل عدالت کے سامنے فیصلہ کے لئے پیش کرے۔ چونکہ ججوں کا انتخاب انکی تنخواہ اور پنشن کانسل کے ہاتھ میں ہے اور عدالت کو پوری آزادی نہیں ہے کہ وہ ہر جھگڑے کا فیصلہ کرسکے اس لئے عدالت کی وہ حیثیت نہیں ہے جو محکمہ قضاء کی ہونی چاہئے۔ عدالت کی حیثیت کانسل کے قانونی مشیر کی ہے۔ جو اسکو بین الاقوامی قانون کے متعلق مشورہ دیتی ہے۔ اسی سلسلہ میں ایک دوسری بین الاقوامی عدالت کا ذکر نامناسب نہ ہوگا۔ جس کا لیگ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اس کا صدر مقام بھی ہیگ ہے۔

یہ جماعت ایک سو تیس ماہرین بین الاقوامی قانون پر مشتمل ہے۔ ان میں سے ہر مسئلہ کے تصفیہ کے لئے ججوں کی ایک کمیٹی منتخب کیجاتی ہے۔ ہر فریق دو ججوں کا انتخاب کرتا ہے اور منتخب شدہ چار جج ایک پانچویں جج کو منتخب کر لیتے ہیں یہ عدالت ہر مسئلہ کا غیر جانبدارانہ طور پر بین الاقوامی قانون کے بہترین اصولوں کے مطابق فیصلہ کرتی ہے۔ سنہ ۱۹۰۲ء اور سنہ ۱۹۱۲ء کے درمیان اس جماعت نے ۱۴۰ جھگڑوں کا کامیابی سے فیصلہ کیا۔ لیگ کی عدالت اتنی کامیاب نہیں ہے وجہ اس کی یہ ہے کہ وہ آزاد نہیں ہے اور لیگ کے مستقل ممبروں کے زیر اثر ہے۔

بین الاقوامی مزدور جمعیت کا قیام لیگ کے اعلان مورخہ ۱۴ فروری سنہ ۱۹ء کے مطابق ہوا تھا۔ صدر مقام اس کا بھی جنیوا ہے۔ لیگ کا مقصد چونکہ عالمگیر امن کا قیام ہے اور یہ اسوقت تک ممکن نہیں جب تک اس کی بنیاد سوشل جسٹس (معاشرتی مساوات) پر نہ قائم کیجائے موجودہ زمانہ میں مزدوروں کی معاشرتی اور اقتصادی مصائب اس قدر بڑھے ہوئے ہیں کہ ان کی وجہ سے ملک میں امن اور حکومتی نظام کے درہم برہم ہوجانے کا اندیشہ ہے۔ اس لئے لیگ کا مقصد اسوقت تک پورا نہیں ہوسکتا تھا جب تک اس مسئلہ کی طرف توجہ نہ کیجائے۔ اس مقصد کو پورا کرنے کے لئے لیگ نے اس ادارہ کو قائم کیا۔ اس کے دو اہم اجزا ہیں۔ اول ممبران لیگ کے نمایندوں کی مجلس دوسری لیبر سکریٹریٹ۔ اس جماعت کے فیصلہ سفارش کی صورت میں لیگ کے عام اجلاس کے سامنے پیش کئے جاتے ہیں اور ان ممبروں کے لئے جنہوں نے اس فیصلہ کی تصدیق کردی ان کا نفاذ لازمی ہوجاتا ہے۔ اس جماعت کا کام مزدوروں کے اقتصادی اور معاشرتی حالت کے متعلق واقفیت بہم پہنچانا اور ان کے عملی اصلاح کی کوشش کرنا ہے۔

محکمۂ حفظانِ صحت دنیا کی صحت کے متعلق ضروری کارروائیاں کرتا ہے۔ دنیا کے مختلف ملکوں کی شرح اموات و پیدائش۔ آب و ہوا کا جسمانی صحت پر اثر۔ نئی بیماریوں اور مہلک امراض کے روک تھام اور استیصال وغیرہ وغیرہ مسائل کے متعلق مختلف کمیشن جو ماہرین فن پر مشتمل ہوتے ہیں تحقیقات کرتے رہتے ہیں۔ ہندوستان میں بھی لیگ کا ایک کمیشن ملیریا کے متعلق تحقیقات کرنے کے لئے آیا تھا۔

محکمہ رسل و رسائل بھی علی ہٰذا القیاس رسل و رسائل کی تدابیر اور اس کی ترقی کی کوششیں کرتا رہتا ہے۔

لیگ کے مختلف شعبوں کے زیر نگرانی مختلف زبانوں میں رسائل و جرائد شائع ہوتے رہتے ہیں۔ تاکہ عام پبلک کو ضروری معلومات بہم پہونچائی جائیں۔

جیساکہ پہلے عرض کیا جا چکا ہے کہ لیگ کے نظام عمل کا اصل اصول دنیا میں جنگ کا استیصال اور امن کا قیام ہے لیکن اس اصول کے ماتحت لیگ پر دوسری ذمہ داریاں بھی ہیں مثلاً دنیا میں بہتیری اقوام ایسی ہیں جن کی تعلیمی اور اقتصادی حالت ایسی نہیں ہے۔ کہ اپنی حکومت کا بار خود سنبھال سکیں اس لئے لیگ نے دول یورپ کے زیر نگرانی ان حکومتوں کے ترقی کا انتظام کیا ہے اور اس سسٹم کو مینڈیٹ کہتے ہیں جسکا اردو ترجمہ انتداب کیا گیا ہے۔ اس کے ماتحت حکومتیں اندرونی انتظام میں خود مختار ہوتی ہیں لیکن ایک بڑی حکومت جس کے ماتحت انتداب قائم کیا گیا ہے ان کے انتظام میں مشورہ دیتی ہیں بلکہ نگرانی کرتی ہے۔ خارجی معاملات میں وہ بڑی حکومت کے ماتحت ہوتی ہیں لیگ کے قواعد کے مطابق ان بڑی حکومتوں کو ہر سال عام اجلاس کے موقعہ پر انتظامی رپورٹ پیش کرنی ہوتی ہے۔ دو تین سال کے عرصہ میں پرمینڈیٹ کمیشن بھی مقرر ہوتے ہیں جو انتظامی معاملات کی تحقیقات کرتے ہیں۔ اور اگر زیر انتداب حکومتوں میں خود مختاری کی صلاحیت ہوگئی ہے تو انتداب کے اختتام کی سفارش کرتے ہیں لیکن اس سلسلہ میں لیگ کے اس اصول کا بہت بُرا مصرف لیا گیا ہے لیگ کے زبردست ممبروں نے مثلاً انگلستان، فرانس، اٹلی وغیرہ نے سیاسی اور اقتصادی مصالح کی بنا پر زیر انتداب حکومتوں کو اپنی ڈپلومیسی کا شکار بنا رکھا ہے۔ بہتر تھا کہ دول یورپ اور جاپان اس مسئلہ پر غیر جانبدار رہتے۔ انتداب بھی چونکہ خود انہی کے زیر نگرانی ہے اسلئے وہ کسی اسبات کی کوشش نہیں کرتے کہ حکومتیں ترقی کر سکیں اور اگر ان میں آزاد ہونیکی صلاحیت ہو بھی گئی تب بھی انتداب کے ختم کرنے کی کوشش نہیں کرتے۔ ان سلطنتوں نے اپنی قوت و اثر کا ناجائز مصرف لیکر نہ تو کبھی باقاعدہ انتظامی رپورٹ پیش کی ہے۔ اور پرمینڈیٹ کمیشن کو جو اکثر مقرر ہوتے ہیں کام کرنے دیتے۔ عراق و شام کا مسئلہ واضح مثالیں ہیں جن میں لیگ کے اس اصول کا بہت بُرا مصرف لیا گیا ہے۔

اسی سلسلہ میں ان باتوں کا بیان کر دینا ضروری ہے جس کی وجہ سے لیگ کے مقاصد اچھی طرح پورے نہیں ہو سکتے۔

پہلا مسئلہ یہ ہے کہ لیگ کے پاس کوئی ایسی قوت نہیں ہے جس کے دباؤ یا اثر کی وجہ سے اس کے فیصلوں کا خاطر خواہ نفاذ ہو سکے۔ تجربہ سے یہ بات ثابت ہوگئی ہے کہ لیگ کے ممبر صرف ان فیصلوں کی پابندی کرتے ہیں جو ان کے مطلب کے

موافق ہیں۔ اور دوسروں سے یا تو پہلو تہی کرتے ہیں۔ یا صاف صاف انکی خلاف ورزی کرتے ہیں۔ فرانس نے جرمنی کے مسئلہ میں اور اٹلی نے یونان کے مسئلہ میں لیگ کے فیصلوں کی صاف صاف خلاف ورزی کی۔ لیگ کے ضوابط کا ۱۶ دفعہ صاف الفاظ میں کہتا ہے کہ لیگ کے کسی ممبر کا لیگ کے فیصلوں کے خلاف جنگ میں حصہ لینا گویا لیگ کے خلاف اعلان جنگ کے مترادف ہوگا۔ اور دوسرے ممبران کا فرض ہوگا کہ وہ لیگ کے فیصلہ کی ہر ممکن طریقہ سے حفاظت کریں لیکن فرانس اور اٹلی نے فوجی کارروائیاں بھی کیں اور لیگ کچھ نہ کرسکی۔ دوسری خامی یہ ہے کہ لیگ کے فیصلوں کے لئے ضروری ہے کہ تمام کانسل متفق الرائے ہو اور یہ انسانی نفسیات کے مطالعہ کے بعد بہت مشکل امر معلوم ہوتا ہے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ لیگ کے فیصلے غیر جانبدار نہیں ہوا کرتے اور بڑی بڑی سلطنتیں اپنی اپنی سیاسی مصلحتوں کا خیال کرکے ہمیشہ ایک دوسرے کی جانبداری کرتے ہیں۔ موصل کے قضیہ میں سویڈن ٹرکی کے موافق رائے دینا چاہتا تھا لیکن فرانس کی کوششوں نے اسکو ایسا کرنے سے مجبور کردیا۔ کیونکہ فرانس کو شام کے مسئلہ میں انگلستان کی مدد کی ضرورت تھی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ فیصلہ ٹرکی کے خلاف ہوا
سب سے بڑی خامی یہ ہے کہ امریکہ اور روس جو دنیا کی اول درجہ کی سلطنتیں ہیں۔ اس کی ممبر نہیں ہیں۔ اور دنیا کے قیام امن کے لئے ضروری ہے کہ کم سے کم جتنے زبردست دول ہیں وہ لیگ میں شریک رہیں اور اس کے اصولوں کی پابندی کریں۔ کیونکہ جنگ انہی قوتوں کے نفاق کی وجہ سے ہوتی ہے۔ چھوٹی سلطنتوں میں جنگ کرنے کی طاقت ہی نہیں ہوتی۔ امریکہ ہی کی طرف سے لیگ کے قیام کی ابتداء ہوئی لیکن پیرس کانفرنس کی ترمیم امریکہ کے لئے قابل قبول نہ ہوئی اور وہ اس کی شرکت سے علیحدہ رہا۔

لیگ کے اس دہ سالہ قیام میں لیگ نے بہتری خدمات انجام دی ہیں۔ بلغاریہ اور بلقان کے سرحدی قبضہ کے متعلق لیگ کا فیصلہ بہت کامیاب رہا اور یہ لیگ ہی کا اثر تھا کہ جس کی وجہ سے بلغاریہ جو جنگ کا خوگر ہے جنگ سے باز رہا دوسرا مسئلہ فنلینڈ اور ناروے کا تھا۔ اس میں بھی لیگ نے کامیابی کے ساتھ دخل اندازی کی۔ موصل کے مسئلہ کا فیصلہ بھی لیگ کے ہاتھوں ہوا۔ گو اس میں انگلستان کے ساتھ جانبداری برتی گئی۔ آج کل بھی سلطنتوں کی قوت مسلح گھٹانیکا جو مسئلہ جسکو (Disarmament) کہتے ہیں لیگ کے ہاتھوں میں ہے۔ اور امید کامیابی ہے۔ اسمیں امریکہ بھی نمایاں طور پر حصہ لے رہا ہے۔

شہر بانو (از حاجی پور)

پیغام عمل

از محترمہ نوشابہ خاتون صاحبہ قریشی بی اے

(یہ نظم آل انڈیا مسلم لیڈیز کانفرنس کے ایک اجلاس میں پڑھی گئی)

خواہران محترم! بیدار ہو بیدار ہو — تا بکے خواب گراں ہشیار ہو ہشیار ہو
تا بکے سامان نکبت ہستی بیکار ہو — رزمگاہ دہر میں آمادہ پیکار ہو
ہے تاسف آفریں، ہنوز ہماری زندگی
درس عبرت دے رہی ہے نکبت و واماندگی

تختہ مشق ستم ہیں تنگ اپنی جان سے — ہمتیں ہیں پست خالی قلب ہیں ایقان سے
زندگی بدتر ہماری کیوں نہ ہو حیوان سے — علم سے بے بہرہ ہیں محروم اطمینان سے
معتقد ہیں ہم شگونوں کے کہیں اوہام کے
فلسفہ سے ہم نہیں واقف ذرا اسلام کے

آہ! بے علمی ہماری زیست کا مقصود ہے — جہل و نادانی ہمارے واسطے محمود ہے
ہائے کیسی کشمکش میں ہستی بے بود ہے — صنف میں احساس حال زار ہی مفقود ہے
نوشدارو، زہر قاتل ہے ہمارے واسطے
دور ہر نزدیک منزل ہے ہمارے واسطے

لَیْسَ لِلْاِنْسَانِ[1] جب فرمودہ معبود ہے — کیوں ہمارے واسطے جد و جہد بے سود ہے
ذہن کی پرواز بس مطبخ ہی تک محدود ہے — طبع کی جولانیوں کا راستہ مسدود ہے
عورتوں کے واسطے تعلیم اعلیٰ ہے فضول
ہے نصاب صنف میں درس معارف بے اصول

کیا کرینگی عورتیں پڑھکر ہماری فلسفہ — پاک نفسی پر ہے علم النفس دہبہ بد نما
کیوں ریاضی اور اقلیدس نہ ہو بے فائدہ — خدمت انجنیری ان کا نہیں کچھ مشغلہ
ہیں یہی خواہاں نسواں مضطرب اس خوف سے
علم نسوانی خصوصیت کو زائل کر نہ دے

[1] لَیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعیٰ۔

عورتوں کو کیا ضرورت ہے الٰہیات کی ۔ ہے عبث تعلیم مابعد الطبیعیات کی
رات دن ہو فکر دامنگیر مکروہات کی ۔ عورتیں کب مستحق ہیں علم کے برکات کی

"نصف بہتر" کے قوٰی افسوس ہے شل ہو گئے
دہر میں صد حیف ہم عضو معطل ہو گئے

نوع انسانی میں جب ہے صنف نسواں مشتمل ۔ کیسے ہو تسلیم عقل جنس نازک میں خلل
ناقص العقلی کا طعنہ کس قدر ہے بے محل ۔ خوب! اوراک حقیقت کا یہی ہے ماحصل

اشرف المخلوق کی گر نوع سے خارج ہیں ہم
بے محابا صاف کہئے، کیوں نہ حیوان اصم

اے مری بہنو! خدا کے واسطے کوشش کرو ۔ زندگی پر جہل کی تم موت کو ترجیح دو
ورطۂ بحر جہالت سے نکالو صنف کو ۔ کام کچھ تو سعی سے، ایثار سے، ہمت سے لو

پاؤں پر اپنے کھڑے ہونا خدارا سیکھئے!
کچھ تو اپنی آپ قسمت آزمانا سیکھئے

عورتوں کو چاہیے ہمت کریں مردانہ وار ۔ کامیابی کا ہے جب ذوق عمل پر انحصار
اعتماد نفس، خود ضبطی ہمارا ہو شعار ۔ مردہ سے بدتر ہیں دنیا میں نہیں جو صرف کار

وجد آور ساز ہستی کی ترنم ریزیاں
اضطراب نغمہ۔ پیغام حیات جاوداں

راز ہستی کی تہیں! گر جستجو منظور ہے ۔ نکتہ عرفان حقیقت علم میں مستور ہے
"راسخون العلم" تو قرآن میں مذکور ہے ۔ قلب جاہل کا بصیرت سے ہمیشہ دور ہے

وقف حرمان بصیرت ۔ چشم بینا ہو تو کیا
بدتر از حیوان ہے، انسان ایسا ہو تو کیا

اپنی ہستی کی ذرا تو آپ وقعت کیجئے ۔ فرض کو پہچانئے کچھ سعی و ہمت کیجئے
حق شناسی کی تو پیدا پہلے قوت کیجئے ۔ عذر معذوری ہے بیجا اب نہ غفلت کیجئے

خواہران دین! ہے ملحوظ اتنی احتیاط
مغربی اطوار سے ہو احتراز ارتباط

وضع قومی کا نبھانا پیاری بہنو خوب ہے ۔ ناروا پابندی فیشن بہت معیوب ہے
طمطراق ظاہری سے سادگی مرغوب ہے ۔ عادت و رفتار کب اغیار کی مطلوب ہے!!!

شان ہو۔ تقلید ہو۔ ہر بات میں اسلاف کی
دلفریبی پر نہ جانا، مغربی اوصاف کی!

ریس غیروں کی ہے بیجا، مسلک احرار میں
کس لئے تقلید مغرب، وضع میں رفتار میں
شان قومیت نہ ضم ہو، ملت اغیار میں
اتباع اسوۂ حسنہ کرو اطوار میں

اعتصام دین کی چھوٹے نہ گر حبل المتین
پھر کسی لغزش کا نوشاںہ خطر باقی نہیں

غلط فہمی

فروری کے پرچہ میں مسز حسین صاحب (امراؤتی) کا ایک مضمون بعنوان چوری کی شاعری شائع ہوا ہے جس کا ایک حصہ رسالہ نورجہاں کی ایک رباعی کے متعلق ہے۔ اس کے جواب میں محترمہ اڈیٹر صاحبہ نورجہاں کا گرامی نامہ ہمیں ملا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے۔ رباعی مذکور خاتون مذکورہ نے اپنے نام سے اپنی کہہ کر شائع نہیں کرائی۔ بلکہ ہم نے اس نمبر میں زنانہ خطاطی کے نمونے شائع کئے تھے۔ چنانچہ صفحہ ۲۵۹ سے ۲۶۴ تک تین بہنوں نے اپنی کتابت کے نمونے شائع کرائے۔ صفحہ ۲۵۵ کا عنوان رسالہ کی فہرست مضامین۔ نیز شذرات اور صفحہ ۲۶۰ پر ممتاز بیگم مارہروی کے عنوان کے تحت میں یہ جملے اسکی پوری وضاحت کردیتے ہیں۔ آپ کی خوشنویسی کا نمونہ صفحہ ۲۶۴ پر ملاحظہ فرمادیں۔ اب ہا شعر کا غلط ہونا اس سے کتابت کو کوئی تعلق نہیں اگر مجھے اصلی اشعار دیکھنے کا اتفاق ہوتا تو میں اسکی صحت بھی کرادیتی صفحات عصمت کے ذریعے یہ بھی واضح کردینا چاہتی ہوں کہ ان معترض بہن نے جو یہ لکھا ہے کہ میں نے نورجہاں کے ایڈیٹر صاحب کو آگاہ کردیا مگر صدائے برنخاست تو یہ بھی صحیح نہیں۔ ان بہن صاحبہ کا کوئی خط نہیں آیا ورنہ اسی وقت ان کی غلط فہمی رفع کردیجاتی۔

الغامی مقابلہ کے طبعزاد لطیفے

ہنسی کی باتیں

(۱) دو شریف عورتیں برقعہ اوڑھے راستہ سے گذر رہی تھیں ایک صاحب بولے "واہ کیا عمدہ جوڑی ہے" عورتیں تھیں تیز۔ جھٹ بول اٹھیں "ہاں ہو بھی تو تم سائیس کے بچے"

لیس کے صغرا۔ سبزواریہ

(۲) ایک لڑکا ننگے سر کھانا کھا رہا تھا اس کے باپ قریب سے گذرے لڑکے کے سر پر شفقت سے ہاتھ پھیرتے گئے۔ لڑکا جس نے باپ کو نہ دیکھا تھا ماں سے کہنے لگا کہ اماں تم تو کہتی تھیں کہ ننگے سر کھانا کھانے سے شیطان سر پر ٹھونگے لگاتا ہے دیکھئے میرے سر پر تو کیسی شفقت سے ہاتھ پھیر کر گیا ہے ماں نے غصہ سے فرمایا کہ چپ شیطان کے بچے وہ شیطان نہ تھا تیرے باپ تھے۔

حبیبہ سلطان محبوب بھوپال

(۳) بیگم صاحبہ (نئی خادمہ سے) دیکھو بی مجھے زیادہ بات پسند نہیں اگر میں ہاتھ سے اشارہ کروں تو سمجھ لینا کہ میں تمہیں بلا رہی ہوں

خادمہ۔ حضور میں خود بھی بہت کم بولتی چالتی ہوں۔ اگر میں سر ہلادوں تو سمجھ جائیگا کہ میں نہیں آسکتی۔

بنت خانصاحب سید غلام مہدی

جلسہ انجمن مسلم خواتین امراؤتی

انجمن مسلم خواتین امراؤتی کا ماہانہ جلسہ بر بنگلہ جناب خواجہ لطیف احمد صاحب بتاریخ ۔ جنوری ۱۹۳۱ء بوقت ۴½ بجے دن منعقد ہوکر، بجے شام کے ختم ہوا۔ مسز عبدالقیوم مرحوم نے تلاوت قران پاک کی۔ اور سکریٹری نے گذشتہ جلسہ کی رپورٹ پڑھکر سنائی بعدہٗ

تجویز اول بیگم صاحبہ جناب خان بہادر عبدالقادر صاحب نے تجویز نمبر اول پیش کی جو کہ باتفاق آرا پاس ہوگئی۔

مسلمان لڑکیوں کی انگریزی تعلیم کے لئے امراؤتی میں اینگلو اردو گرل سکول کھولنے کی تجویز ہو رہی ہے۔ امید قوی ہے کہ گورنمنٹ چند روز میں یہ اسکول جاری کردے گی لیکن گورنمنٹ ابھی طلبا کی سواری کا انتظام کرنے پر راضی نہیں۔ ہماری انجمن بجائے لائبریری قائم کرنیکے مسلمان لڑکیوں کی آمدورفت کے لئے موٹر کرایہ سے مقرر کرے۔ اور اس کا خرچ اپنے ذمہ لے تو میرے خیال میں مناسب ہوگا جس طرح آج کل نارمل اسکول دہائی سکول کی لڑکیوں کے لئے موٹر مقرر کی گئی ہے جو بچیوں کو اسکول صبح اور شام کو گھر پہنچاتی ہے۔

تجویز دوم۔ خاکسار سکریٹری نے پیش کی جو کئی خواتین کی تائید سے پاس ہوگئی۔

بہ اتفاق آرا، ہماری انجمن مسلم خواتین امراؤتی۔ برار مسلم ایجوکیشنل کانفرنس امراؤتی سے درخواست کرتی ہے کہ مسلمان لڑکیوں کی آمدورفت کے لئے کرایہ کی موٹر کے واسطے مستقل امداد عطا فرما کر ہماری انجمن کی اعانت کرے جو بوجہ قلت سرمایہ دس روپے ماہانہ سے زیادہ موٹر پر صرف نہیں کر سکتی۔

تجویز سوم ہم ممبران انجمن مسلم خواتین امراؤتی محترمہ صدر صاحبہ کی خدمت میں مبارکباد کتخدائی ذکیہ خاتون صاحبہ پیش کرتی ہیں اور دعا ہے کہ خدا فریقین کو ہمیشہ مسرات دنیا سے لطف اندوز کرے۔

محرکہ عابدہ بیگم رعنا۔ موئیدین۔ بدرالنساء صاحبہ۔ خیرالنساء صاحبہ

تجویز چہارم۔ انجمن مسلم خواتین امراؤتی مولانا محمد علی کی وفات پر اظہار تاسف کرتی ہے۔ اور ان کے اعزا سے ہمدردی۔ دعا کرتی ہے کہ خدا مرحوم کو جوار رحمت میں جگہ دے۔ اور پس ماندگان کو صبر جمیل۔

محرکہ خورشید آرا بیگم۔ موئدین۔ محترمات مسز عبدالقیوم صاحب ہمشیرہ شاہ عبدالرؤف صاحب۔ مسز حبیب الرحمن صاحب

تجویز پنجم خاکسار یہ تجویز پیش کرتی ہے کہ بیگم صاحبہ مولانا محمد علی مرحوم کی خدمت میں انجمن کی طرف سے اظہار افسوس کا تار لندن روانہ کیا جائے۔ **محرکہ**۔ ذکیہ خاتون صاحبہ۔ موئدین عابدہ بیگم رعنا۔ سکریٹری انجمن خیرالنساء صاحبہ۔ اتنی کارروائی کے بعد حسب ذیل مضامین پڑھے گئے (۱) حالات مولانا محمد علی مرحوم (مضمون) عابدہ بیگم رعنا۔ (۲) ایک درخواست (مضمون) خیرالنساء صاحبہ۔ (۳) قرض (مضمون) بلقیس جمال (۴) اے مسلمات ہندی (نظم) خورشید آرا بیگم (۵) سال گذشتہ اور عورتیں (نظم) خورشید آرا بیگم۔

چونکہ صدر و سکریٹری کی میعاد عہدہ ختم ہوگئی تھی لہذا صدر و سکریٹری کا انتخاب ہوا۔ ممبر خواتین کی کثرت رائے سے مثل سابق خاکسار سکریٹری انجمن و محترمہ صفیہ خاتون صاحبہ صدر انجمن دوبارہ منتخب ہوئیں۔

ماہ فروری ۱۹۳۱ء کا جلسہ رمضان المبارک کی وجہ سے ملتوی کیا گیا۔ محترمہ مسز خواجہ لطیف احمد صاحب کی طرف سے نہایت پرتکلف چاء کا انتظام تھا

خورشید آرا بیگم۔ سکریٹری انجمن

پُراسرار واقعہ

مسٹر مسعود نہایت تجربہ کار سراغ رساں تھے۔ ان کی شہرت دُور دُور پہونچ چکی تھی۔ بڑے بڑے والیان ریاست اور قابل اشخاص اس کی رائے کو مقدم خیال کرتے تھے۔ بہت سے لوگ اس کے ممنون احسان تھے۔ باوجود اس قدر ناموری کے مسٹر مسعود کی طبیعت میں شرافت اور انکساری کوٹ کوٹ کر بھری تھی۔ خواہ کسی حیثیت کا شخص ہو۔ وہ فوراً اسکی مدد کے لئے تیار ہو جاتے تھے اور اپنی جان کو معرض خطرہ میں ڈالکر اسکو مصیبت سے رہائی دلواتے تھے۔ اسی بنا پر ہر ایک کو ان سے ہمدردی تھی۔ اور وہ اپنے کام میں دن بدن زیادہ مصروف نظر آتے تھے۔ اور ان کی شہرت کو فروغ حاصل ہو رہا تھا۔

(۲)

ایک دن مسٹر مسعود اپنے کمرے میں آرام کرسی پر بیٹھے سگرٹ کے لمبے لمبے کش لے رہے تھے۔ انکی نگاہیں ایرانی قالین پر جمی ہوئی تھیں۔ مسٹر مسعود کا کمرہ گو کہ نہایت سادگی کی حالت میں تھا لیکن پھر بھی نفاست اور سنجیدگی اس کی ہر ایک چیز سے عیاں تھی۔

یکایک سامنے کا دروازہ کھلا اور ایک نوجوان آدمی سیاہ سوٹ سر پر ترکی ٹوپی پہنے وارد ہوا۔ نوجوان کا چہرہ کسی فوری ڈر سے بالکل زرد تھا۔ آنکھیں پھٹی پھٹی سی تھیں اور وہ کچھ کھویا سا نظر آتا تھا۔

آتے ہی وہ مسٹر مسعود کے پاؤں پر گر پڑا۔ اور کہنے لگا "خدا کے لئے مجھے اور میری بیوی کو بچائیے"۔

مسٹر مسعود نے اسکو پاؤں پر سے اٹھایا۔ اور تسلی دیتے ہوئے اپنے مقابل کی کرسی پر بٹھایا۔ چونکہ سردی سخت تھی اس لئے چائے منگوا کر اسے باصرار پلائی۔ تاکہ اس کے حواس بجا ہوں جب نو وارد کے حواس درست ہوئے تو اس نے کہنا شروع کیا۔ "جناب میں اس وقت جو کچھ عرض کرونگا۔ بالکل سچ اور درست ہوگا۔ میرا نام رشید ہے۔ میں اپنے والدین کا اکلوتا فرزند ہوں۔ میرے والدین کچھ عرصہ ہوا کہ ہیضہ سے تین یوم کے اندر اس دار فانی سے کوچ کر گئے۔ اب میں اور میری بیوی اپنے جدی مکان میں جو کہ نہایت پرانا ہے رہائش رکھتے ہیں۔ ہمارا اور کوئی قریبی رشتہ دار نہیں۔ ہے۔ میری تعلیم ابھی پایۂ تکمیل کو نہیں پہنچی تھی کہ والدین کی ناگہانی موت ظہور پذیر ہوئی۔ یہ میرے لئے کچھ کم صدمہ تھا اس پر فکر معاش اور عذاب جان ہوا۔ غرض سخت دشواری سے اب کچھ عرصہ ہوا ہے کہ میں دفتر میں کلرک ہو گیا ہوں اور اس قلیل آمدنی سے اپنا اور بیوی کا گذارہ کرتا ہوں۔

خدا خدا کر کے فکر معاش سے کسی قدر سبکدوش ہوا تھا کہ اب ایک اور ناگہانی فکر نے مجھکو رہا سہا تباہ کر دیا ہے ہمارے مکان کے پچھلے حصہ میں گیلری ہے۔ اس کے دروازے سامنے کے کمرے میں کھلتے ہیں۔ بیچ کا دروازہ گزشتہ

یدہ کو رات کے وقت خود بخود زور زور سے بجنے لگا جس کی آواز سے میری بیوی کی آنکھ کھل گئی اور وہ زور زور سے چیخنے لگی۔ "چور چور" دہشت سے اس کے زبان سے کچھ دُ لفظ نہ نکل سکا۔ میں اس غل سے اُٹھ بیٹھا۔ اور بجلی جلا کر کمرے کے اندر گیا کہ دیکھوں کیا واقعہ ہے۔ لیکن دروازہ کھولنے کی مجھے ہمت نہ پڑی جس وقت میں دروازہ کھولنے کے خیال سے دروازہ کے نزدیک جاتا تھا تو دروازہ زور زور سے بجنے لگتا تھا۔ پھر میں خوف سے مغلوب ہو کر باہر کی طرف بھاگتا۔ تھوڑے سے وقفہ کے بعد دروازہ کی آواز بند ہو گئی۔ میں پھر ہمت کو کام میں لا کر کمرے میں گیا۔ جوں ہی قدم اندر رکھا تو دروازہ اس زور سے کھٹکھٹایا گیا کہ معلوم ہوتا تھا کہ اب ٹوٹ جائیگا۔ میں ایک دم وہاں سے اس زور سے بھاگا کہ بیوی کے پاس جا کر دم لیا بیوی میری یہ حالت دیکھکر بالکل بے ہوش ہو گئیں۔ اس کی یہ حالت دیکھکر میں نے اپنے حواس درست کئے۔ اور اس کو ہوش میں لانیکی تدابیر کیں۔ بڑی مشکل سے آدھ گھنٹہ کے بعد اسے ہوش آیا۔ تو میں باہر سے نوکر کو بلا کر لایا۔ اور پھر اس کے ہمراہ کمرے میں داخل ہوا۔ یہ ہمارا نوکر نہایت درجہ دلیر اور بہادر ہے۔ اس مرتبہ بھی پہلے کی مانند پھر زبردست دھمکا ہوا۔ نوکر دھماکے سے کانپ گیا مجھے نوکر کے ہمراہ ہونے سے کچھ تسلی تھی۔ بارے آواز جلد بند ہو گئی اور ہم دونوں نے ہمت سے بڑھ کر کام کیا۔ یعنی دروازہ کھول دیا۔ لیکن وہاں کوئی متنفس موجود نہ تھا۔

اس دن سے برابر رات کو طرح طرح کے واقعات پیش آتے رہتے ہیں۔ کبھی گیلری کی بجلی خود بخود جل جاتی ہے اکثر اس طرف سے بچے کے رونے کی آواز آتی رہتی ہے ادھر سے ادھر چلنے پھرنے کی آوازیں متواتر تمام رات سنائی دیتی ہیں۔ آج پورا ایک ہفتہ ہو گیا ہے۔ ہماری نیند حرام ہو گئی ہے۔ میری بیوی کو بیہوشی کے دورے پڑنے شروع ہو گئے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب کی تشخیص ہے کہ ہسٹریا کے دورے ہیں۔ ہمارا ذاتی خیال ہے کہ چور یا ڈاکو کا ہونا تو ناممکن ہے البتہ کوئی جن یا بھوت کی قسم ہے۔ شاید کسی دشمن کا کام ہے جو ہم کو اس طرح سے دق کرنا چاہتا ہے۔ نہ معلوم یہ کیا چیز ہے جو متواتر ایک ہفتہ سے ہمارے گھر پر مسلط ہے۔ میری بیوی کو اگر اور چند روز یہی ڈر غالب رہا تو وہ بیچاری جاں بحق ہو جائے گی۔ اسکے بعد پھر میرا بھی دہی حشر نظر آتا ہے میری آمدنی چونکہ نہایت درجہ قلیل ہے۔ اس لئے کوئی اور مکان کرایہ پر لینے کی ہمت نہیں پڑتی۔ اور اس میں ان حالات کی بنا پر گزارہ ہونا مشکل ہے۔ اب تو جان کے لالے نظر آتے ہیں۔ خدا کے لئے مسٹر مسعود! ہمیں اس مصیبت سے چھٹکارا دلوائیں۔ اور مجھے اور میری بیوی کو بچائیں"۔

رشید اس قدر کہہ کر رک گیا اور مسٹر مسعود کے چہرے کو غور سے دیکھنے لگا۔ جو نہایت گہرے فکر میں مستغرق تھے۔ تقریباً آدھ گھنٹہ بہت گہرے خیالات میں غلطاں رہنے کے بعد وہ گویا ہوئے۔

"مسٹر رشید مجھکو آپ کے اور آپ کی اہلیہ کے ساتھ حد درجہ ہمدردی ہے۔ میں انشاء اللہ مع اپنے قابل

دوست کے آپ کے مکان پر آؤنگا۔ آپ کسی سے میرے متعلق بالکل ذکر نہ کریں۔ اور میرے منتظر رہیں۔ انشاء اللہ خدا کا فضل ہمارے شامل حال ہوگا۔ اور ہم کامیاب ہونگے گو معاملہ سخت دشوار اور پیچیدہ نظر آتا ہے پھر آپ نہ گھبرائیں اور اپنی اہلیہ کو بھی میری طرف سے تسلی دیں۔

(۳)

اسی دن سہ پہر کے وقت مسٹر مسعود مع اپنے رفیق دوست سعید کے مسٹر رشید کے مکان کی طرف جاتے ہوئے دکھائی دئے۔ انہوں نے وہاں پہنچ کر مکان کے ہر ایک حصہ کو نہایت محنت اور کوشش سے ملاحظہ کیا اور کامل سہ گھنٹہ کی کوشش کے بعد تھک کر واپس اپنے مکان پر چلے گئے۔ جاتی دفعہ مسٹر رشید سے کہہ گئے۔ میں اب جاتا ہوں انشاء اللہ جلد ہی اس معاملہ کو رفع کرنے کی سعی کرونگا۔

دو دن متواتر سوچ بچار کے بعد مسٹر مسعود رشید کے ہاں آئے۔ رشید بچارا جس کی حالت اس عرصہ میں بالکل ہی دگرگوں تھی۔ دیکھتے ہی اچھل پڑا۔ اور بے تابانہ کہا۔ مسٹر مسعود بتائیے آپ کو کچھ سراغ ملا یا نہیں!!

مسٹر مسعود۔ پیارے رشید مجھے آپ سے ایک قسم کی ہمدردی ہو چلی ہے۔ دل چاہتا ہے کہ آپ کو ایک لحظہ میں اس مصیبت سے چھٹکارا دلاؤں۔ لیکن کیا کروں یہ معاملہ کچھ اس قسم کا پیچیدہ نظر آتا ہے کہ میری عقل حیران ہے۔ میں نے آپ کے مکان کے ایک ایک حصہ اور دیوار کو بنظر غور دیکھا۔ لیکن کوئی سرنگ یا چور راستہ کا نام ونشان نہیں۔ حیران ہوں کہ آیا جو شخص آپ کے مکان میں آتا ہے۔ کس راستہ سے آتا ہے گیلری میں جو روشندان ہے وہ اس قدر چھوٹا ہے کہ کسی انسان کا خواہ کسی قدر چھوٹے اور دبلے جسم کا ہو، اس میں سے داخل ہونا ناممکن ہے۔ میں اپنی عقل کو ہر چند کام میں لانیکی کوشش کرتا ہوں لیکن بے سود۔ اب میری آخری تدبیر یہ ہے کہ خود مع اپنے دوست سعید کے آپ کے مکان میں اس گیلری میں شام کو ہی پستول لیکر چھپ کر بیٹھوں اور پھر دیکھوں کہ وہ کونسی آفت ہے جس نے آپ کو اس قدر مبتلائے آلام کر رکھا ہے۔ خواہ جان جائے یا رہے۔ ہرچہ بادا باد۔ میں آپ کو اس مصیبت میں دیکھ نہیں سکتا۔

۴

مسٹر مسعود شام کو مع اپنے دوست کے حسب وعدہ رشید کے مکان پر پہنچ گئے۔ اس گیلری میں دونوں خاموش وساکت ایک کرسی کے پیچھے چھپ کر بیٹھ گئے۔ کافی عرصہ کوئی بات ظہور میں نہ آئی۔ اس کے بعد ایک دم دھماکا ہوا۔ اور دروازہ زور سے حسب معمول بجا۔ ساتھ ہی کسی معصوم بچے کے رونے کی آواز سنائی دی۔ مسعود نے پستول ہاتھ میں لے لیا اور سعید نے ایک دم بجلی کا بٹن دبا دیا۔ آناً فاناً روشنی سے آنکھیں چکا چوند ہوگئیں۔ مسٹر مسعود اور سعید کی حیرت کی حد نہ رہی کہ یہ تمام مصیبت لانے اور اس قدر پریشانی کا باعث صرف ایک خوبصورت سفید بلی تھی جو کہ اس چھوٹے روشندان سے رات کے وقت گیلری میں آتی تھی۔

اقبال جہاں (بہاولپور)

شرف النساء بیگم

اٹھارہویں صدی عیسوی کو فخر حاصل ہے کہ اس نے بنگالہ کے گوشہ مرشد آباد سے شرف النساء بیگم جیسی خاتون کو افق عالم پر چمکایا۔ سر فلپ سڈنی یا نپولین بوناپارٹ کے سوانح حیات کو دیکھنے سے پتہ چلتا ہے کہ یہ لوگ نہ صرف ایک جرار سپہ سالار و فاتح تھے بلکہ ادب سے بھی خاص شغف رکھتے تھے اور صاحب تصانیف کثیرہ تھے۔ اسی طرح شرف النساء کے حالات زندگی کا مطالعہ کرنے کے بعد یہ پتہ چلتا ہے کہ ہندوستان نے ملکہ نورجہاں بیگم کے انتقال کے بعد بھی اول الذکر خاتون جیسی ہستی کو پیدا کیا

شرف النساء بیگم نواب علی وردی خاں صوبہدار بنگالہ کی بیوی تھیں۔ ۱۷۳۹ء میں جب نواب علی وردی خاں نے نواب بنگالہ سے جنگ کی تو اس وقت بالاسور کی جنگ میں بیگم مذکور نے بھی شرکت جنگ کی تھی۔ بعد فتح جب نواب علی وردی خاں نے بنگالہ کی عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لی تو اسی سال مرہٹے بنگالہ کی سرحد آدھمکے اور حسب دستور چوتھ کے طالب ہوئے۔ علی وردی خاں کے انکار پر بمقام بردوان پہلی جنگ ہوئی اور بقول صاحب ریاض السلاطین شرف النساء بیگم بھی شریک میدان ہوئیں۔

جنگ میں بیگم مذکور نے ہاتھی کی سواری پر بڑی بہادری سے لڑائی کی حتی کہ ایک بار دشمنوں نے بیگم کے ہاتھی کو گرفتار کر لیا۔ مگر محمد مصاحب خاں نے جو نواب علی وردی خاں کے سپہ سالار کا بیٹا تھا۔ بیگم کو نرغہ سے چھوڑا لیا۔

مرہٹوں کی دوسری لڑائی میں شرف النساء بیگم نے مرشد آباد چھوڑنا پسند نہ کیا اور شوہر کی موجودگی میں بڑی خوبی سے سلطنت کا انتظام کرتی رہیں،

مندرجہ بالا تاریخی شواہد سے پتہ چلتا ہے کہ فن سپہ گری میں بیگم موصوفہ کو خاص دخل تھا۔ اسی طرح شرف النساء بیگم کی اعلیٰ علمیت کا بھی کہیں کہیں پتہ ملتا ہے۔ اگرچہ اب تک کوئی مستقل مجموعہ کلام دستیاب نہ ہو سکا جس سے بیگم موصوفہ کی قابلیت کا پورا اندازہ ہو سکے۔ مگر حال ہی میں پروفیسر محفوظ الحق صاحب نے شرف النساء بیگم کی مثنوی کا پتہ چلایا ہے۔ جو بہ عنوان بنگال کی ایک اردو شاعرہ" اورنٹیل کالج میگزین لاہور" میں شائع بھی ہو چکی ہے۔ اس مثنوی کے دیکھنے سے پتہ چلتا ہے کہ بیگم موصوفہ صاحب قلم تھیں اور شاعری میں خاصی مشق تھی۔

۱۷۵۶ء میں نواب علی وردی خاں نے انتقال کیا اور اسی سال سراج الدولہ نے کالی کوٹھڑی کے واقعہ کے بعد بقیہ زندہ انگریزوں کو مقید کر کے مرشد آباد میں لا رکھا۔ ہل صاحب (HILL) اپنی تاریخ بنگالہ کی جلد سوم میں تحریر

فرماتے ہیں کہ جب شرف النسا بیگم کو قیدیوں کی خبر ملی تھی تو اپنی رحمدلی سے متاثر ہو کر، رجولائی ۱۷۵۶ء کو ان قیدیوں کو رہا کرا دیا۔ اور رہائی سے ایک روز قبل ہی ایک ملازمہ کے ذریعہ ان قیدیوں کو تسکین دلوائی۔

افسوس کہ زمانہ کی کج رفتاری نے شرف النسا کے آخری دنوں کو اس قدر حسرت ناک بنایا جس قدر زندگی کا ابتدائی حصہ خوشگوار و کامیاب گذرا تھا۔ سراج الدولہ کی شکست و قتل کے بعد حکومت بنگالہ میر جعفر کے سپرد ہوئی اور میرن پسر میر جعفر نے شرف النسا بیگم کو مع صاحبزادیوں (بیگم موصوفہ کی دو لڑکیاں تھیں) کے ڈھاکہ قیدی بنا کر بھیجدیا جہاں دونوں لڑکیاں تو غرق آب ہو گئیں لیکن بدقسمت بیگم کو لارڈ کلایو نے بعد واپسی انگلستان قید سے چھڑایا۔ اس کے کچھ عرصہ بعد بیگم نے کمپنی کے وظیفہ پر بسر اوقات کر کے انتقال کیا۔

ہول صاحب (HOWELL) اور نواب غلام حسین حسین آبادی، مصنف سیرالمتاخرین اس خاتون کی مدح میں خوب خوب رطب اللسان ہیں۔

بابو برجندر ناتھ بنرجی مذکور کی تعریف میں یوں رقمطراز ہیں "شرف النسا حقیقتاً ایک بلند پایہ خاتون تھیں جو باوجود صنف نازک ہونے کے معرکہ جنگ میں شرکت کرتیں اور بڑی دلیری سے خونریزیوں کو دیکھتیں جنگ میں برابر شوہر کے دوش بدوش حمایت کے لئے تیار رہتی تھیں۔ ہر چند کہ شاہی محفلوں میں انتہائی شان و شوکت نمایاں ہوتی تھی۔ مگر خانہ داری کے انتظام میں یکدم سادہ زندگی بسر کرتی تھی۔ جس طرح پریشانی کے وقت ایک زبردست مشیر تھی۔ اسی طرح اعزا کی علالت کے وقت ایک تجربہ کار تیماردار بھی تھیں۔ علی وردی خاں بے حد پاس و احترام کرتے تھے اور ہر امور میں شرف النساء کی رائے کو ترجیح دیتے تھے۔ غرض کہ جتنے کام علی وردی خاں نے اپنی زندگی میں انجام دئے ہیں وہ سب شرف النسا بیگم کے رہین منت ہیں۔ یہی سبب ہے کہ نواب نے اس زمانہ کی موجودہ روش کے باوجود کوئی دوسری شادی نہ کی۔ اور تمام عمر محض شرف النسا مونس زندگی رہیں۔

سید نصیر الدین حیدر رضوی

استقبال

معزز دوست! تو نے سنا ہے۔ حساس دلوں کے نغمے کیا ہیں؟ چل آ۔ زندگی کی شارع عام پر نظارہ کریں، جسے روشن آفتاب کی تیز کرنوں نے معمور کر رکھا ہے۔ جہاں عشرت کے کرشموں میں قدرت کے انعام تقسیم ہوتے ہیں!

اس کے اس طرف سنہری کشت زار لہلہا رہی ہے مخمور ہواؤں میں پتوں کی ہم آہنگی ہے۔ اپنے کان ان آزاد نغموں کی طرف لگا۔ جو عالم سرور میں آزاد پرندے سفید گلوں کی جھاڑیوں میں گا رہے ہیں! لیکن افسوس کہ انسانی دنیا۔ محض اپنی ضد کی وجہ سے شورشوں کے جال بچھا رہی ہے۔ یہ دنیا اپنی بے پناہی و جانستانی سے واقف نہیں؟ جو اس کشاکش میں اپنے زریں مقصد کو گم کر رہی ہے، کبھی اس نے سفر حیات کے انجاموں پر بھی غور کیا ہے؟

شیریں زندگی کے چند لمحے زیادہ قیمتی ہیں چاہئے تو یہ تھا کہ اسی نایاب زندگی کی قدر ہوتی اور احتیاط کے ساتھ استعمال کیا جاتا۔ سکون عارضی ہے۔ جیسے برشگال کی دھوپ.... چشمک برق سے زیادہ بے حقیقت اور تبسم معصومیت سے زیادہ ناپائدار پھر کس قدر دیوانے ہیں جو نغمہ فانی کی تلاش میں سرگرداں ہیں۔ کیوں نہیں حقیقت کی تلاش میں سرگرم ہوتے۔ مقدس روحیں استقبال کریں گی دریائے زندگی کے اس پار۔ جہاں ابدی راحت رہتی ہے اور پاکیزہ پھول کھلتے ہیں۔

ایس بی طاہرہ

پالکی والوں کا گیت

(بلبل ہند سروجنی نائیڈو کا ایک دلچسپ گیت)

آہستہ آہستہ بہت سہج سہج ہم اس پردہ نشین کو لیجا رہے ہیں۔ پالکی نشین ایسے ہچکولے کھا رہی ہے جیسے ہمارے گیتوں کی ہواؤں میں کوئی پھول اچھل رہا ہو! ایسے اس طرح جھٹکے لگ رہے ہیں جس طرح کسی پرجوش سمندر کے جھاگوں پر کسی مرغ آبی کو لگتے ہیں! وہ پالکی میں اس طرح تیرتی ہوئی جا رہی ہے جیسے الفاظ فضائے تصور میں پراں ہوں۔

ہم آج مسرور ہیں۔ اور گا رہے ہیں اس خوشی میں!
ہم اسے اپنے کندھوں پر اس طرح لئے جا رہے ہیں جیسے کسی سلک رشمین میں موتی آویزاں ہوں!

*

آہستہ آہستہ بہت سہج سہج ہم اس پردہ نشین کو لیجا رہے ہیں
یہ پالکی نشین ایک ستارہ کی مانند ہے جو کسی شبنمی صبح دمک رہا ہو!

وہ اس طرح اچھلتی ہے جس طرح کسی لہر پر سورج کی کرنیں اچھلتی ہیں! اس کا گرنا ایسا ہے جیسے کسی دلہن کے قطرات اشک کا نزول!

ہم آج مسرور ہیں اور گا رہے ہیں۔ اس خوشی میں!
ہم اسے اپنے کندھوں پر اس طرح لئے جا رہے ہیں
جیسے کسی سلک رشمیں میں جواہر آویزاں ہوں۔

*

ظفر قریشی دہلوی

بچوں کی ابتدائی تعلیم

جب آپ کسی ہندوستانی والدین سے سوال کرینگی کہ بچوں کی تعلیم کس عمر سے شروع کرنی چاہئے تو آپ کو جواب ملیگا ' ذرا بچہ ہوشیار ہوجائے ۔ ۵ یا ۶ سال کی عمر ہوجائے تو مدرسہ میں نام لکھوا دیا جائے یا کوئی ماسٹر مقرر کردیا جائے یعنی وہ مدرسہ میں نام لکھوادینا ۔ کسی ماسٹر کے سپرد کردینا یا الف بے شروع کرنا ہی اسے تعلیم کی ابتدا سمجھتے ہیں ۔ یہ اُن کی سخت غلطی ہے ۔ بچہ جبکہ چند ماہ کا ہو اس وقت سے اس کی تعلیم ہونی چاہئے ۔ آپ ضرور تعجب کرینگی کہ چند ماہ کے بچے کو کس طرح سے تعلیم دیجا سکتی ہے ؟ آپ چند ماہ کے بچے کو اشارہ سے تعلیم دے سکتی ہیں ۔ اول اُسے روزانہ وقت مقررہ پر دودھ پلایا کریں اور وقت مقررہ پر پیشاب وغیرہ کرانے کی عادت لگائیں ۔ تاکہ بچھونا وغیرہ خراب نہ ہو ۔ جب روئے تو دودھ ہرگز نہ دیں ۔ خوب رونے دیں ۔ چمکارنا بہلانا اور گود میں لینا اسوقت فضول ہے اس سے بچہ ضدی ہوجائیگا ۔ وہ خود ہی روتے روتے خاموش ہوجائیگا ۔ پھر اس سے ضد کی عادت چھوٹ جائے گی ۔ اس طرح سے جب آپ کا بچہ بڑا ہوگا تو ضدی نہ ہوگا ۔ اور وقت کا پابند ہوگا ۔ غرضکہ اس طرح سے آپ اپنے بچے کو بہت اچھی تعلیم دے سکتی ہیں ۔

میرے والد مرحوم کے بچوں کی تعلیم کا طریقہ نہایت عمدہ تھا ۔ مثلاً جب بچہ کچھ ہوشیار ہوجاتا تو پوچھتے بتاؤ تمہارا سر کہاں ؟ وہ ہاتھ سے بتاتا ۔ جب وہ نہیں بتا سکتا تو اس کا ہاتھ سر پہ رکھ کر بتادیتے کہ یہ تمہارا سر ہے " تمہارا پیر کہاں ہے ؟ " تمہاری آنکھیں کہاں ہیں ؟ " وہ انگلی سے بتاتا ۔ غرضکہ پہلے سارے جسم کے اعضاء کے نام یاد کراتے پھر دریافت کرتے ۔ بتاؤ کرسی کہاں ہے ؟ میز کہاں ہے ۔ درخت کہاں ہے " وہ انگلی کے اشارہ سے بتانا جاتا ۔ جو نہیں بتا سکتا تو اسے بتادیتے کہ دیکھو اسے کرسی کہتے ہیں ۔ اسے میز کہتے ہیں ۔ اسے درخت کہتے ہیں ۔ اس طرح سے بچہ کو گود میں لے لیتے اور مختلف چیزوں کے نام لیکر سوال کرتے جاتے اور وہ انگلی کے اشارے سے سب بتاتا جاتا جب بچہ اچھی طرح سے بولنے لگتا تو اسے زبانی کھیل کھیل میں الف بے پورا یاد کرادیتے ۔ جب الف بے وغیرہ یاد ہوجاتا تو پوچھتے اچھا بتاؤ تو سہی سپاہی کس حرف سے بنے گا ۔ خدا کس حرف سے ۔ وغیرہ وغیرہ ۔ اس طرح سے بچہ کھیل کھیل میں سیکھ جاتا کہ فلاں لفظ کس حرف سے ہوگا جب اس میں اسے کافی مشق ہوجاتی تو پہلے ہلکے ہلکے لفظوں کے ہجے یاد کراتے ۔ تھوڑے دنوں میں بچہ کو ایسی مشق ہوجاتی کہ جس لفظ کے ہجے دریافت کرو وہ فوراً ہجے کردیتا جسے سنکر لوگ تعجب کرتے ۔ کیونکہ ابھی تک اس نے کتاب شروع بھی نہیں کی ۔ پھر جب چار پانچ سال کا ہوجاتا تو الف بے کا

قاعدہ پڑھنے کو دیتے اسے الف بے اور ہجے سب تو یاد ہی ہے صرف حرف پہچاننا باقی ہے۔ بہت جلد کتاب ختم کر دیتا اور بہت قلیل عرصہ میں اسے اردو لکھنا پڑھنا آجاتا۔

لڑکے عموماً پڑھنے سے جی چراتے ہیں اور اگر زیادہ دیر تک پڑھایا جائے تو گھبرا جاتے ہیں۔ اس کی ترکیب وہ یہ کرتے تھے کہ لڑکوں کو پڑھنے میں نمبر (MARKS) دیتے تھے۔ اگر انہوں نے کوئی سوال کیا اور لڑکے نے صحیح جواب دیا تو ایک نمبر ہوا۔ اسی طرح سے اپنے فرصت کے وقت میں لڑکوں کو لیکر بیٹھتے اور سوال کرتے۔ ہر ۲۵ سوال کے جواب پر لڑکے کو ایک آنہ دو پیسے جیسا سوال ہوا ویسے ہی انعام ملتا۔ سب نمبر جوڑ کر بتاتے۔ پھر لیکر بیٹھ گئے اور سب لڑکوں سے کہا کہ بتاؤ تمہارے کتنے نمبر کا پیسہ باقی ہے۔ سب اپنا اپنا نمبر جوڑاتے اور پیسے لیتے جاتے۔ وہ کبھی بغیر پڑھے نمبر کے کسی لڑکے کو پیسے نہ دیتے جسے پیسہ لینا ہو تو ان کے سوال کا جواب دے۔ پڑھے نمبر ملیگا اور اسی نمبر کے حساب سے پیسہ ملیگا۔ پیسہ کے شوق میں سب لڑکے انہیں گھیرے رہتے کہ ابا سوال کیجئے! کہاں لڑکے تو پڑھنے سے بھاگتے ہیں اور اس طریقہ سے لڑکے الٹا دق کر ڈالتے ہیں کہ سوال کیجئے حساب پوچھئے۔ میرا لکھنا دیکھئے میرا سبق سنئے۔

سب لڑکوں کو انہوں نے علیحدہ علیحدہ میز کرسی اور قلمدان وغیرہ دے رکھا تھا۔ ہر جمعہ کو بعد نماز سب کی کتابیں میز۔ کرسی قلمدان دوات قلم اور لباس کا ملاحظہ کرتے کہ سب صاف ستھرا ہے اور کتابیں اچھی حالت پر ہیں کہ نہیں۔ ہر ایک کی میز پر ایک ملاحظہ کا رجسٹر ہوتا اس میں وہ ریمارک لکھتے۔ اور جیسا ریمارک ہوتا اسی حساب سے انعام ملتا۔ نماز کے بعد مسجد سے آکر سب لڑکے اپنے اپنے کرسیوں پر بیٹھ کر والد صاحب کا انتظار کرتے۔ وہ ایک طرف سے ملاحظہ کرتے جاتے اور ریمارک ملاحظہ کے رجسٹر پر لکھتے جاتے۔ اس طرح سے لڑکوں کو صفائی اور سلیقہ کی عادت ہو جاتی۔

اسی طرح سے اگر والدین بچوں کو تعلیم دیں تو اس کا نتیجہ بہت ہی مفید ہوگا۔ آپ ہرگز۔ مدرسہ، اسکول۔ یا ماسٹر کے بھروسے پر نہ رہیں۔ جب تک آپ خود تعلیم نہ دینگی۔ اس کی تعلیم مکمل نہیں ہوگی۔ لڑکوں کو پیسہ دیکر چھوڑا اور فضول خرچ بھی نہ بنائیں۔ انہیں ایک ٹین کا ڈبہ دیدیں اور تالا لگا کر دیوار میں ٹانگ دیں اور کہدیں تمہیں جو پیسہ ملے اسی میں جمع کرتے جاؤ۔ جب بہت سے پیسے ہو جائیں گے تو کوئی خوب عمدہ چیز منگانا۔ بلکہ اس کے نام سے ڈاکخانہ میں پاس بک کھولدیں اور وہ جو پیسے جمع کریں اسے انکو دیں کہ جاؤ ڈاکخانہ میں اپنی کتاب میں جمع کراؤ۔ اسی طرح برابر جمع کرتے جاؤ گے تو کچھ دنوں کے بعد تمہارے پاس بہت روپیہ جمع ہو جائیگا اور تم بڑے آدمی ہو جاؤ گے۔ لڑکے کو کسی کے ساتھ بھیجکر روپیہ خود ڈاکخانہ میں جمع کرنے کی عادت ڈالیں۔ اگر اس کی یہ عادت ہو جائے گی تو وہ پیسہ جمع کر کے برابر ڈاکخانہ میں جمع کرایا کرے گا۔ فضول خرچ نہیں ہوگا اور اس میں کفایت شعاری کی عادت شروع ہی

سے پڑ جائے گی۔ لڑکوں کو پیسہ ہرگز اس غرض سے نہ دیں کہ جہاں پیسہ ملا بازار سے شیرینی لا کر کھالی۔ اس سے اُسکی عادت خراب ہو جائے گی اور بڑا ہو کر نہایت فضول خرچ ہوگا۔ اُن سے کہدیں کہ جس چیز کی تمہیں کھانے کی خواہش ہو مجھ سے کہو میں منگوا دوں گی۔

مسلمانوں میں سب سے زیادہ فضول خرچی کا مادہ ہے اور اسی فضول خرچی سے انکی سب جائدادیں، زمینداریاں دولت وغیرہ نکل گئیں اور نکلی جا رہی ہیں اور وہ مفلس و کنگال ہو گئے۔ اور ہو رہے ہیں۔ اگر انہیں بچپن ہی سے کفایت شعاری کی تعلیم دیجاتی تو ہرگز آج یہ روز بد نہ دیکھنا پڑتا۔ ورنہ کچھ دنوں پہلے قریب قریب سارے ہندوستان کی زمینوں کے مالک اور ہندوستان کی دولت اسلامی سلطنت کے جانے کے بعد تک بھی مسلمانوں کے ہاتھ میں تھا لیکن اب صرف اسی فضول خرچی اور صحیح تعلیم کی کمی کے سبب نے سب کچھ کھو دیا اور آج سر پہ ہاتھ رکھکر روتے ہیں۔ در بدر ذریعہ معاش کی تلاش میں مارے مارے پھرتے ہیں۔ اور اپنے کرتوت پر پچھتاتے ہیں۔

سید محمد یوسف ۔ کولگنگ۔ بھاگلپور

دو عصمتی بہنوں کی اتفاقیہ ملاقات

روز چہارشنبہ ۱۰ر دسمبر ۱۹۳۰ء بمقام مٹیابرج کلکتہ شمسیہ زنانہ مدرسہ میں جلسۂ تقسیم انعام کے موقعہ پر میرا بھی کارڈ آیا میرا قصد نہ تھا کہ جاؤں لیکن عین وقت پر میرا بھی جانا ہوگیا چونکہ ارادہ جانیکا نہ تھا اور دفعۃً جانا ہوگیا اس لئے وقت پر نہ پہنچ سکی اور ایک گھنٹہ دیر میں پہنچی چونکہ لیڈی ارون صاحبہ و لیڈی جکسن صاحبہ تشریف لائی تھیں۔ اس لئے کل مدعو بیبیاں شریک ہوئی تھیں اور وقت گذر جانے کے سبب گاڑی جانے کی جگہ نہ تھی۔ اسلئے ہماری گاڑی باہر رکی کہ اندر جگہ کیجائے۔ اتنے میں دوسری کار بھی آئی اور وہ بھی جگہ نہونے کے باعث کھڑی ہوگئی۔ باوجود کوشش کرنیکے ایک ہی گاڑی جانے کی جگہ نکلی۔ اب ہم دو سواریوں کو ایک ہی گاڑی میں بیٹھ جانا پڑا۔ چنانچہ ہم دونوں ناواقف ضرور تھے۔ مگر ایک ہی گاڑی میں بیٹھے۔ لیکن یہ کیسے ممکن تھا کہ چپ بیٹھے رہتے میں نے کہا بہن آپ کا اسم گرامی کیا ہے۔ بولیں "ام الحلیمہ مریم" میں یہ سنکر بیحد خوش ہوئی اور بولی واہ واہ آپ ہی ام الحلیمہ مریم صاحبہ ہیں۔ عصمت میں اکثر آپ کا اسم گرامی دیکھتی ہوں اور ملاقات کا بھی بہت اشتیاق تہا۔ مگر باوجود ایک شہر میں ہونے کے آجتک نیاز حاصل نہ ہوسکا۔ یہ بھی اتفاق کی بات ہے عصمت کا نام سنتے ہی وہ چونک پڑیں اور بولیں کیا آپ بھی عصمت منگاتی ہیں۔ میں نے کہا جی ہاں "اچھا تو آپ اپنا نام بتائیے" میں نے کہا" ایس کے صغرا سبزواریہ"

پھر کیا تھا ہم دونوں کی خوشی و مسرت کی انتہا نہ تھی اور بار بار اس اتفاقیہ ملاقات پر تعجب آتا تھا۔ وہ مجھے اور میں ان بہن سے ملکر بہت خوش ہوئی۔ نہایت خلیق و خوش مزاج و ملنسار بی بی ہیں۔ پر ہم دونوں اس جلسہ میں اسوقت تک ساتھ ہی رہے جبتک جلسہ ختم ہوا اور اپنی اپنی گاڑیوں میں بیٹھ نہ گئے۔ باوجود ایک شہر اور بالکل قریب رہنے کے بھی ایک دوسرے سے واقف نہ تھے اور نہ ہوتے یہ صرف عصمت کی بدولت ہوا نہ معلوم اس پیارے پرچہ میں کونسا ایسا مقناطیسی اثر پوشیدہ ہے جس سے قدرتی طور پر ایک عصمتی بہن سے دوسری کو محبت ہوجاتی ہے۔ جلسہ ختم ہوچکا وہ دن گذر گئے۔ نیا سال آیا مگر اس اتفاقیہ ملاقات اور خوشی و مسرت کا مزہ ابتک میرا دل اٹھا تا ہے اور جب یاد کرتی ہوں ہنس دیتی ہوں۔

ایس کے صغرا سبزواریہ کلکتہ

عصمت

ملے تا حشر بھی پیش خدا انعام عصمت کا
پلا ساقی بہ بزم پارسائی جام عصمت کا

یہ ہے اک زیور نور نگاہ شافع محشر
وضو کرکے لیا کرتے ہیں قدسی نام عصمت کا

محیط پاکبازی کا یہ اک تابندہ گوہر ہے
فلک پر کرتے ہیں حور و ملک اکرام عصمت کا

نہ ہو کیوں ناز ہر خاتون کو عصمت مآبی پر
زبان شرع سے ہمکو ملا پیغام عصمت کا

حیا و شرم ہر لحظہ رہیں پروانۂ محفل
قیامت تک رہے عصمت پرستی کام عصمت کا

نہو کیوں ہر بہن منت گذار راشد الخیری
کہ انکی سعی و کوشش سے ہے روشن نام عصمت کا

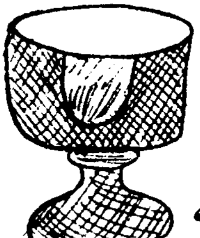
دَرِ شوق میں چل اے جلیلہ ہو عرض گذار یہ
عطا کرتی ہے خاتون جہاں انعام عصمت کا

جلیلہ خاتون مسز امیر احمد بدایونی

سینما کی ایجاد

ہم بہت حیران ہوتے ہیں جب سینما دیکھتے وقت پردے پر متحرک تصاویر نظر آتی ہیں اور غالباً ہر عصمتی بہنو کی وہی حالت ہوتی ہوگی اور تعجب کرتی ہوں گی جس طرح یہ معلوم ہونے سے قبل کہ تصاویر متحرک کس طرح بنتی ہیں مجھے حیرت تھی۔

یہ معلوم ہونا دلچسپی سے خالی نہیں کہ سینما کی ایجاد کا خیال صرف ایک کھلونے سے پیدا ہوا۔ اٹھارہویں صدی میں یورپ کے ملکوں میں بچوں کا ایک کھلونا تھا جس کا نام "ذی اوٹروپ" تھا۔ یہ صرف ایک کھوکھلا سلنڈر تھا جس کی شکل یہ تھی۔ اس میں اندر کے رخ بہت سی چھوٹی چھوٹی تصویریں لگی ہوئی تھیں۔ سلنڈر کے گھمانے سے دیکھنے والے کو ایک ہی ہلتی ہوئی تصویر نظر آتی تھی۔



اسی طرح سینما کی ایک تصویر بھی حقیقت میں کئی تصویریں ہوتی ہیں اور ہمیں ایک نظر آتی ہے مثلاً تصویر میں کوئی شخص کچھ لکھ رہا ہو تو اس کی کئی تصاویر لیجائینگی۔ کسی میں انگلی سے قلم پکڑتا ہے۔ ہاتھ اٹھاتا ہے۔ پھر ہاتھ دوات کی طرف لیجاتا ہے۔ غرضیکہ اسی طرح مختلف حالتوں میں تصاویر لیجاتی ہیں تب ایک مکمل تصویر بنتی ہے۔

ہماری آنکھ ہمیں دھوکا دیتی ہے جس کی وجہ سے کئی تصاویر ملکر ہمیں ایک ہی معلوم ہوتی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ اگر ہم کوئی چیز دیکھیں تو اس کی شکل ہماری آنکھ کے سامنے ایک سکنڈ کے کچھ حصے تک رہتی ہے اور جب ہم دوسری شکل دیکھیں ہمیں الگ الگ تصاویر نظر نہیں آئیں گی بلکہ ایک نظر آئے گی اور چونکہ سینما کی تصاویر جلدی جلدی گزرتی ہیں اسی لئے ہمیں ان میں کچھ فرق نہیں معلوم ہوتا۔ اور ہم سمجھتے ہیں کہ یہ ایک ہی تصویر ہے۔

جنوبی کیلیفورنیا میں سینما کی تصاویر بنانے کی بہت سی کمپنیاں ہیں۔ کیونکہ قدرتی نظاروں کی تصاویر لینے کے لئے بڑے بڑے پہاڑ سمندر جنگل اور صحرا وغیرہ اس جگہ کے بہت نزدیک پائے جاتے ہیں اور آسمان عموماً صاف رہتا ہے ہر ایک سینما کمپنی بجائے خود ایک شہر ہوتی ہے۔ ایکٹروں کے علاوہ اس میں سینکڑوں بڑھئی مصور۔ انجنیر ملازم ہوتے ہیں۔ اگر کسی شہر کے بازار کی تصویر لینی ہو تو لکڑی اور کارڈبورڈ سے نقلی نمونہ اس صفائی سے بناتے ہیں کہ اس شہر کے رہنے والے شخص کو بھی معلوم نہیں ہو سکتا کہ یہ اصلی بازار کی تصویر ہے یا نقلی بازار کی۔

سینما میں بعض تصاویر ایسی ہوتی ہیں کہ ہم ایکٹروں کی بہادری پر بے اختیار عش عش کر اٹھتے ہیں۔ مثلاً کوئی سیدھی دیوار پر بغیر سیڑھی کے چڑھتا ہے تو کوئی پہاڑ یا ہوائی جہاز سے چھلانگ لگاتا ہے۔ مگر ایکٹر اس صفائی سے دھوکا دیتے ہیں کہ ہم معلوم بھی نہیں کر سکتے۔ پہاڑ پر سے چھلانگ مارنے والے کو بہت ہی باریک رسیوں سے

جو معلوم نہیں ہوتیں باندھ دیا جاتا ہے۔ اگر سیدھی دیوار پر بغیر سیڑھی کے چڑھنا ہو تو دیوار زمین پر لیٹی ہوئی بنائی جاتی ہے۔ اور ایکٹر اس پر رینگتا ہے۔ کیمرہ اس دیوار کے اوپر رکھ کر تصویر لیجاتی ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ایکٹر دیوار پر چڑھ رہا ہے۔ اگر ہوا میں اڑتے ہوئے ہوائی جہاز کی تصویر لینی ہو تو عام طور پر ایک کمرے کی چھت کے نیچے سفید کپڑا لگایا جاتا ہے۔ جو آسمان معلوم ہوتا ہے۔ اب ہوائی جہاز کو نامعلوم تاروں سے باندھ کر اس طرح حرکت دیتے ہیں گویا وہ ہوا میں اڑ رہا ہے۔ اب اگر اس جہاز سے چھلانگ ماری جائے تو چوٹ نہیں آتی۔

آج سے سو برس پہلے کے کھلونے یعنی "ذی اوٹروپ" جس سے سینما کا خیال پیدا ہوا۔ آج کل کے سائین میٹو گراف (cinmatograph) سے مقابلہ کریں تو ان دونوں میں بہت فرق معلوم ہوتا ہے۔ نہ معلوم آئندہ سو سال میں اس میں کتنی تبدیلیاں کیجائیں گی۔ کیونکہ آج بولنے والی فلمیں بھی ایجاد ہو گئی ہیں۔

پہلے تو ایسے شخص کو جو بولنے والی فلم بنانے کا ارادہ رکھتا ہو پاگل خیال کرتے ہونگے۔ مگر کوشش ہر ناممکن کام کو ممکن بناتی ہے۔

سکینہ بیگم کیمبل پور

سلائی کی مشین

آج کل متوسط گھروں کے علاوہ امیروں کے ہاں بھی سلائی کی مشین ضروریات خانہ داری میں لازمی سمجھی جاتی ہے مگر افسوس کہ اکثر بہنیں طریقہ استعمال سے واقف نہ ہونے کی وجہ سے بہت جلد مشین کو ضائع کر دیتی ہیں۔ اور الزام یہ لگاتی ہیں کہ مشین ہی خراب تھی۔ یہاں سہولت کے لئے چند کار آمد باتیں لکھی جاتی ہیں۔ امید ہے کہ بہنوں کے لئے فائدہ مند ہوں گی۔

مشین خریدنے سے پہلے نہایت ضروری ہے کہ کسی استاد سے کام اچھی طرح سیکھ لیا جائے۔ تاکہ پرزوں سے بخوبی واقفیت ہو جائے۔ چلانا تو چند دنوں دیکھنے سے آجاتا ہے۔ مگر جب کبھی مشین خراب ہو جاتی ہے تو پھر معمولی سی خرابی سے بہت تکلیف ہوتی ہے۔ مشین کئی کئی دن درزیوں کی دکانوں پر پڑی خراب ہوتی رہتی ہے۔ اکثر بہنیں جو دھاگہ پرونے اور سوئی چڑھانے سے بھی واقف نہیں ہوتیں۔ مشین خرید کر اور چند دن الٹا سیدھا چلانے کے بعد بیکار کر کے پھینک دیتی ہیں۔

مشین کے لئے دو باتیں نہایت ضروری ہیں۔ اول تیل دینا۔ دوم گرد و غبار سے بچانا۔ ہر طرح کی مشین کے

لئے صفائی اشد ضروری ہے۔ خاص کر جن مشینوں میں تیل دیا جاتا ہے۔ کیونکہ چکنا ہٹ کی وجہ سے میل بہت جلد جم کر مشین کو بدنما اور بیکار کر دیتا ہے۔

مشین کے اوپر کوئی موٹا اور رنگدار کپڑا چڑھا لینا چاہیئے۔ تاکہ علاوہ صفائی کے بیل بوٹے اور پالش بھی اپنی حالت میں قائم رہیں۔ بغیر بیل بوٹوں کے مشین بھدی معلوم ہوتی ہے۔ مشین کے بکس پر بھی ایک غلاف چڑھا لینا چاہیئے آج کل بڑے شہروں میں مشین کی شکل کے بکس بھی ملتے ہیں۔ جو صفائی کے علاوہ خوبصورت بھی ہوتے ہیں بکس خواہ کسی قسم کا ہو۔ مگر ہو ضرور۔ گرد و غبار مشین کے دشمن ہیں۔ ان سے بخوبی حفاظت کرنی چاہیئے۔

اوپر کی صفائی کے علاوہ مشین کی اندرونی صفائی کی طرف بھی خاص توجہ رکھنی چاہیئے۔ اگر کام زیادہ کیا ہو تو چوتھے دن ورنہ آٹھویں دن مشین کے تمام پرزوں کو کھول کر خوب صاف کرنا چاہیئے۔

صفائی کی طرح تیل دینا بھی بہت ضروری ہے۔ تیل دینے سے دو فائدے ہیں۔ اول تو مشین تیل سے گھستی بہت کم ہے۔ دوسرے ہلکی رہتی ہے۔ اور کام کتنا بھی کیا جائے۔ تکان محسوس نہیں ہوتی۔ نیز تیل دینے سے مشین کی آواز بھی تیز نہیں ہوتی۔ تیل سب سوراخوں میں اچھی طرح ڈالنا چاہیئے۔ تیل دینے کے بعد ضروری ہے کہ چند منٹ تک مشین کو استعمال نہ کیا جائے۔ تاکہ تیل سب پرزوں میں اچھی طرح پہونچ جائے۔ اگر مشین زیادہ عرصہ تک بغیر استعمال پڑی رہی ہو تو مٹی کا تیل دینا ٹھیک ہے۔ اس سے زنگ آلود پرزے صاف ہو جاتے ہیں۔

تیل دینے کے بعد مشین کو کسی کپڑے سے پونچھ لینا چاہیئے۔ تاکہ سلائی کے کپڑے پر دھبے نہ لگیں۔ جب مشین کو ٹھیرانا یا چلانا ہو تو پہیے کو آہستہ آہستہ پھرانا چاہیئے کہ پرزوں کو دھکا نہ لگے۔ دھاگہ نیچے اوپر مضبوط استعمال کرنا چاہیئے۔ تاکہ جلدی نہ ٹوٹ جائے۔ ریل کا دھاگہ بہت اچھا ہے۔ کام کر چکنے کے بعد داب کے نیچے ایک موٹے کپڑے کا ٹکڑا رکھ کر دبا دینا چاہیئے۔ کیونکہ اس جگہ سوراخ زیادہ ہونے کی وجہ سے خاک بہت پڑتی ہے۔

چارپائی پر بیٹھ کر کام کرنے سے بھی مشین کے پرزے جلدی گھس جاتے ہیں۔ بہتر ہے کہ فرش پر بیٹھ کر کام کیا جائے کام ختم کرنے کے بعد مشین کو بکس میں بند کر کے مقررہ جگہ پر رکھ دینا چاہیئے۔ مشین کا دیگر سامان مثلاً گز قینچی تیل کی شیشی چھوٹا اور بڑا پیچ کش۔ نیز دو چار فالتو سوئیاں بھی مشین کے پاس ہی رکھنا چاہیئے۔ تاکہ ضرورت کے وقت تکلیف نہ ہو۔

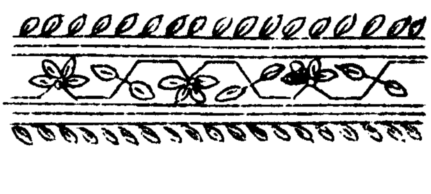
ایم۔ بنت چودھری مبارک علی بی اے۔ شور کوٹ

جالی کے کام کا نمونہ

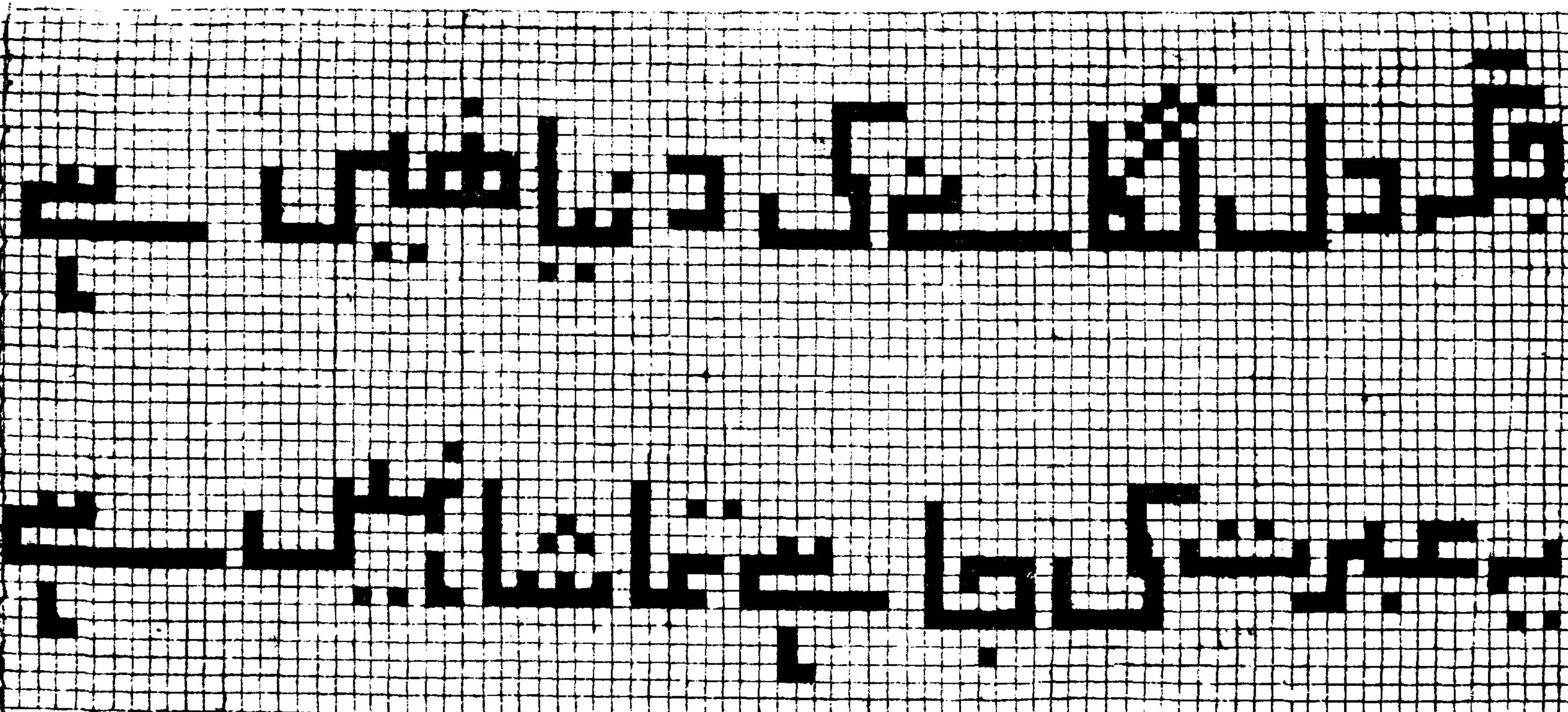
سات خانوں کی بیل

سامان ۔ جالی سفید سلک یا کچا سوت ۔ باریک سوئی

یہ بیل جالی کے رومال ۔ کشن ۔ میز پوش ۔ بچوں کے کرتوں ۔ دوپٹوں کے کناروں پر موزوں ہوگی ۔ مگر صرف جالی کے سیدھے رخ بن سکیں گی آڑے رخ کی بیلیں مختلف ہوتی ہیں ۔ اس کو بنا لینے پر پھر جالی کا تمام کام مطابق نمونہ بن سکتا ہے چار تاریں سوئی میں پرو کر کام شروع کرو یعنی کنارے سے چار پانچ فاصلہ چھوڑ کر ڈورا ڈالنا شروع کریں ۔ یعنی ہر ایک سوراخ میں سے سوئی نکالتے جائیں ۔ یہاں تک کہ آپ کی مطلوبہ بیل لمبائی میں پوری ہو جائے ۔ پھر اس کے ساتھ ہی ایک خانہ درمیان میں چھوڑ کر ایک ڈورا اور ڈالئے جب وہ بھی تمام ہو جائے تو سات خانے درمیان میں چھوڑ کر ایسے ہی دو ڈورے اور ڈالئے ان کے بیچ میں بیل ڈالی جائیگی جس کی ترکیب یہ ہے کہ پہلے تین خانوں سے سوئی نکالیں ۔ پھر اسی کے دائیں جانب چار خانوں سے نکال کر پہلی پنکھڑی شروع کریں ۔ ان چار خانوں میں سے پہلا خانہ ڈنڈی کے گھر کے لئے چھوڑیں (ڈنڈی کے گھر سے مراد وہ خانہ ہے جس سے ہر ایک پنکھڑی شروع ہوگی) اور پھر تین خانوں میں سے واپس سوئی اس خانہ کے سامنے نکالیں جو آپ کا آخری چوتھا خانہ تھا ۔ ایسے ہی دوبار سوئی اس کے دوسری طرف نکالیں ۔ ایک پنکھڑی بنجائے گی پھر اس خانہ سے سوئی ڈنڈی کے خانے میں واپس لے آئیں ۔ اور سوئی کے عین سیدھ میں جو خانے آئیں ان میں تین ایسی پنکھڑیاں اور بنائیں ۔ پھر سب سے پہلے جو تین خانے استعمال کئے گئے تھے ان کے عین سامنے کے تین خانوں سے سوئی نیچے کو واپس لے آئیں ۔ تاکہ پھول کی ڈنڈی مکمل ہو جائے ۔ اور پھر ڈورے کے ساتھ والے خانوں میں سے تین خانے بائیں طرف کو اور اٹھائیں یعنی جس طرف بیل کا بڑھانا منظور ہو ۔ اور یہ خانے پھولوں کے درمیانی وقفے کے لئے اٹھائے جاتے ہیں ۔ ان کے بعد پھر دو پنکھڑیاں اسی قسم کی جیسی کہ پہلے بنا چکی ہیں بنائیں مگر وہ آپس میں آمنے سامنے ہوں اور پھر ویسے ہی تین خانے اور اٹھا کر ایک پھول اور بنائیں یعنی وہ پھول پہلے پھول سے دوسرے رخ ہوگا بس ایسے ہی باری باری سے ایک پھول اور دو پنکھڑیاں بناتی جائیں ۔ جب تمام ہو جائے تو ڈوروں کے دونوں جانب ڈورے میں ایک ایک پنکھڑی تین تین خانوں کا فاصلہ رکھکر بناتی جائیں بیل مکمل ہو جائیگی ۔ نمونہ ملاحظہ ہو



کنیز محمد بیگم (منشی فاضل)



اس کے بنانیکی ترکیب نہایت آسان ہے۔ ٹنک کارڈ پر مختلف رنگ کے اون سے بنا کر کمرہ میں آویزاں کریں خوبصورت معلوم ہوگا۔

انور سلطان

بنت عنایت اللہ خاں صاحب آگرہ



کشیدہ کاری کا حاشیہ

: حاشیہ قمیص، جمپر فراک وغیرہ کے دامن پر نہایت خوبصورت ہوگا میز پوش کے اطراف بھی بنایا جا سکتا ہے پہلے کاربن پیپر کے ذریعہ ایک کاغذ پر نقشہ اتار لیا جائے پھر کناروں کے مانند کتر لیا جائے مثلاً ۱ سے ۲ تک ۲ سے ۳ تک بعد ازاں نقشہ کپڑے پر رکھ کر کپڑے کو بھی اسی طرح کتر لیا جائے اور کپڑے کے ہم رنگ ریشم سے کاڑھ لیا جائے۔

شرافت بیگم بنت محمد سعید خاں

چند استفسارات کے جوابات

دسمبر کے بزم عصمت میں ضرورتمند بہنوں نے چند استفسارات کئے ہیں۔ ان کے جوابات درج ذیل کرتی ہوں

(۱) ایک بہن صاحبہ نے اپنی سہیلی کو پارہ کھا لینے کی تکلیف بیان کرتے ہوئے اسکے تدارک کی تدبیر کے لئے خاکسار کو بھی مخاطب فرمایا ہے۔ میں اسکے متعلق اتنا سمجھ سکتی ہوں کہ پارہ کا زہر خون جسم میں سرایت کر جانیکے باعث انکو تکلیف لاحق ہوئی ہے۔ اس کا تدارک اس طرح ہونا چاہئے کہ موسم بہار یعنی چیت بیساکھ کے دنوں میں ماء الجبن کا سلسلہ لیں اور اسی دوران میں کسی یونانی لائق طبیب کے تجویز کردہ ایک دو جلاب سے تنقیہ کریں۔ اس سے پارہ کے زہر کا اثر زائل ہو کر خون صاف ہو جائے گا۔ بعد میں مصفی خون ادویات کا استعمال کریں۔ شربت عناب کا سنی موسم گرما میں خون صاف کرنے کے لئے بہترین چیز ہے۔ شہد خالص۔ نہایت مصفی خون شے ہے دوران ماء الجبن میں سختی سے پرہیز کرنا چاہئے یعنی ثقیل و ترشی بادی اشیاء سے گریز کریں۔ ماء الجبن چالیس روز تک متواتر کرنا چاہئے۔ انشاء اللہ ضرور اس تکلیف سے نجات ہوگی۔

(۲) ایک بہن صاحبہ نے اپنی ایک عزیزہ کو بے چینی سے پیشاب ہونے کی تکلیف لکھی ہے۔ یہ مرض دراصل گرمی کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے انہیں چاہئے کہ سیاہ چنوں کا چھلکا چھٹانک بھر لیکر رات کو مٹی کے کورے برتن میں قریباً ڈیڑھ پاؤ ٹھنڈا پانی ڈالکر بھگو دیں۔ صبح کو یہ پانی نتھار کر کپڑے میں چھان کر دو عدد بڑے بتاشے گھول کر پییں۔ انشاء اللہ اکیس روز کے استعمال سے شفاء کلی حاصل ہوگی۔ دوران استعمال میں گرم اشیاء سے قطعی پرہیز کرنا چاہئے واضح ہے کہ جس برتن میں چھلکا بھگویا جائے اسے رات کو کوٹھے کی چھت پر اوس یعنی شبنم میں رکھنا چاہئے۔ اور بہت سویرے اٹھ کر استعمال کریں۔ یہ نسخہ آزمودہ ہے۔ اور بے ضرر۔

(۳) جن بہن صاحبہ کو ہاتھ کی ہتھیلیاں پھٹ جانے کی شکایت ہے وہ مندرجہ ذیل نسخہ سے مرہم بنا کر استعمال میں لائیں۔ نہایت سریع التاثیر ہے۔

موم سفید دو تولہ۔ رال دو تولہ۔ تیل السی چار تولہ۔

اول تیل السی اور موم کو کڑچھے میں ڈال کر آگ پر رکھ کے پگھلا لیں بعدہ رال پیسکر بھی ملا دیں۔ اب یہ تینوں چیزیں باہم مل کر تیل کی شکل اختیار کر لیں گی۔ اب کسی کھلے برتن میں بہت سا پانی بھر کر پاس رکھ لیں۔ اور یہ پگھلی ہوئی دوا اس پانی میں ڈال دیں۔ کچھ دیر کے بعد پانی کی سطح پر گھی کی مانند کوئی چیز جم جائے گی اسے اتار کر صاف کھلے منہ کی شیشی میں ڈال لیں۔ اور رات کو تھوڑی سی یہ مرہم لیکر پھٹی ہوئی ہتھیلیوں پر چپڑ دیں۔ اور پھر آگ پر ہاتھ سینکیں صبح کو گرم پانی اور عمدہ صابن سے ہاتھ دھو ڈالیں۔ انشاء اللہ اول تو ایک دفعہ کے لگانے سے فائدہ معلوم ہوگا۔ ورنہ دو تین یوم یہی عمل کریں کیسی ہی خراب بوائی ہو اس سے کلی شفا ہو جاتی ہے۔ خون نکلتا ہو تب بھی آرام ہو جاتا ہے۔ پاؤں کی بوائیوں میں بھی یہ دوا استعمال کیجا سکتی ہے۔ میں اکثر اپنے چھوٹے بہن بھائیوں کو یہی نسخہ استعمال کراتی ہوں۔

(۴) جن بہن صاحبہ کے چہرے پر کیل و سرخ دانے نکلتے ہیں۔ انہیں سلفر (یعنی گندھک) پندرہ روز تک ہر تیسرے روز استعمال کرنی چاہئے۔ صاف کی ہوئی سلفر کی پڑیاں بنی بنائی ہسپتالوں سے دستیاب ہو سکتی ہیں۔ اس کی مقدار دو رتی کے قریب ہوتی ہے۔ دوران استعمال میں مکھن ضرور کھائیں۔ اس سے خون صاف ہو کر رنگت بھی از سر نو سفید ہوگی اور دانے نکلنے بھی موقوف ہو جائیں گے۔ چہرہ کو نیم سوپ یا پیرس سوپ مل کر گرم پانی سے دھونا چاہئے۔ شفا ہوگی۔

گ۔ ن۔

بنت ڈاکٹر شیخ ابو الفضل کپورتھلہ

مستقل عنوان
جملہ حقوق محفوظ
ہیں

خانہ داری

جس میں
سنگھار و آرائش بھی
شامل ہے

پانی کا اثر جلد پر بعض پانی جلد کو کھردرا کر دیتے ہیں۔ خراب اور کثیف پانی کو لطیف بنایا جا سکتا ہے۔ جو کی مینگ (دکھاٹ) ۴ چھٹانک چاول ۲ چھٹانک۔ عمدہ جئی کا آٹا ۴ چھٹانک بھوسی ۴ چھٹانک لیونڈر ایک چھٹانک لے کے پونے تین سیر پانی میں کسی برتن میں گھنٹہ بھر تک آہستہ آہستہ جوش دیں۔ چھان کے کسی بوتل میں بھر لیں۔ منہ دھوتے وقت اس کا ایک چمچہ روزانہ پانی میں ملائیں جلد بہت ملائم ہو جائے گی۔

یا ۱½ چھٹانک جو کی مینگ ڈیڑھ پاؤ پانی میں اُبالیں حتیٰ کہ کلف نکل آئے۔ چھان کے قطرہ قطرہ کر کے ٹنکچر آف بنزوئن کے ۲۵ قطرے اس میں ملائیں۔ اس مرکب کو بھی بوتل میں رکھ لیں۔ اس کے دو دو چمچے صبح اور شام منہ دھونے کے وقت استعمال کریں۔ جن کے مسام بڑے بڑے ہوں پانی میں سہاگہ ملا کے استعمال کریں اگر اس سے فائدہ نہ ہو اور مسام زیادہ بدنما ہوں تو انگوروں کے رس کی اور ٹماٹر کے رس کی ایک ایک چمچہ روغن زیتون کے پانچ قطرے اور سادہ ٹنکچر بنزوئن کے دو قطرے سہاگہ کے ساتھ پانی میں ملا کے استعمال کریں۔

اگر آپ کے چہرہ پر بدنما چھائیاں نمودار ہو جائیں تو ہمیشہ بارش کے پانی سے چہرہ دھوئیں۔ اگر یہ نایاب ہو تو بیدہ کے پانی میں مندرجہ ذیل مرکب کے بیس قطرے ملائیں۔ سہاگہ ۱۵ گرین (ایک گرین ۱½ رتی) روغن بادام شیریں ۲½ چھٹانک کیسٹائل سوپ کا چورا ۱۵ گرین۔ مقطر پانی ½ چھٹانک۔ سلوشن آف پوٹاش ۲۴ قطرے۔ سب کو کسی برتن میں خوب ملا کے دس منٹ تک پھینٹیں۔ اور بوتل میں کر لیں۔

چکنی جلد کے لئے ملائم پانی کی ضرورت ہے۔ بارش کے پانی سے بھی زیادہ ہلکا ہونا چاہئے۔ پھٹکری اور فلاس رتہ مساوی مقدار میں لیں اور اس کا ایک چمچہ ململ کی چھوٹی سی تھیلیوں میں ڈال کے پانی میں پانچ منٹ تک ڈبوئیں پھر جلد پر ڈالیں۔

ہونٹوں کی خوبصورتی۔ آنکھوں کے بعد منہ چہرہ کی خوبصورتی اور دلکشی کا راز دار ہے۔ منہ ہی سب سے پہلے عمر کی چغلی کھایا کرتا ہے۔ ہونٹ ملیے ہوں یا چھوٹے جیسے پستہ لب۔ ان کی خوشنمائی پر منہ کی دلکشی کا انحصار ہے۔ وہ خوبصورت ملائم اور خاصے بھرے بھرے اور خوشرنگ ہونے چاہئیں۔ اوپر کا ہونٹ غیر خمیدہ کمان جیسا ہونا چاہئے۔

باتیں کرتے یا سوتے ہوئے منہ پر قابو رہنا چاہئے۔ ہونٹوں کو بھینچ کے پاس سے نہ رکھا جائے۔ نہ وہ ڈھیلے ڈھالے اور ایک دوسرے سے علیحدہ رکھے جائیں۔ ہونٹوں کو سکیڑنے یا دانتوں سے کاٹنے کی عادت نہ ڈالیں کیونکہ ایسا بے خبری میں ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ اور ہونٹوں کی شکل بگڑ جاتی ہے۔

اگر ہونٹ زیادہ کسے ہوئے یا زیادہ ڈھیلے ہوں تو منہ کے اردگرد پٹھوں پر قابو کرنا پڑے گا۔ اور خاصکر جب باچھیں ذرا ڈھیلی ہونے لگیں تو مالش سے یہ نقص دور ہو جائے گا۔

دونوں ہاتھوں کی کلمہ کی انگلیوں کو ہونٹ بند کرکے ان کے بیچ میں رکھیں اور قدرے دباؤ ڈالتے ہوئے باچھوں تک لیجائیں۔ ایسا بارہ مرتبہ کریں۔ پھر ہونٹوں کے آر پار تلے اوپر انگلیوں کو حرکت دیں۔

ہر ایک ہاتھ کی انگلیاں ہونٹوں کے گوشوں کے نیچے رکھ کے اوپر کی طرف رخسار پر سے جا کے کان کے اوپر تک لیجائیں اور پھر ناک سے کانوں تک لیجائیں

انگوٹھے جبڑہ کی ہڈی کے نیچے جما کے انگلیوں کے پوروے منہ کے گوشوں پر رکھ کے مضبوطی سے رخساروں پہ دور شکل میں آر پار اور باہر کی طرف چلائیں۔

ہونٹوں کا رنگ خون کی حالت پر موقوف ہے۔ ٹماٹر چھلی ہوئی گاجر سیب کیلے انگور کھانے سے ان کا رنگ اچھا ہو جاتا ہے۔ اگر ہونٹ زیادہ خشک ہوں تو سونے سے پہلے ان پر ذرا سا روغن بادام ملیں۔

خوبصورت بازو۔ جب خون صاف نہیں ہوتا تو وہ پورے زور سے گردش نہیں کھاتا اور اس وجہ سے بہت سی سمیات جمع ہو جانے سے بازو کھردرے اور غیر ملائم ہو جاتے ہیں۔ کوئی عمدہ کریم جیسے الزبتھ آرڈن یا پونڈ کی کولڈ کریم یا کوئی اور مستند کریم رات کو بازوؤں پر ملیں اور صبح تک لگی رہنے دیں۔ صبح کو دھونے کے بعد ترکی تولیہ سے خوب ملیں۔ یہانتک کہ جلد میں خون کی گرمی معلوم ہونے لگے۔ مسام کھل جائیں گے اور سمیات دور ہو جائیں گے اور کھردراہٹ دور ہو جائیگی۔ شروع میں اتنے زور سے تولیہ نہ رگڑیں کہ کھال چھل جائے۔ اور بازو ایسے معلوم ہوں کہ دھوپ میں جھلس گئے ہیں

اگر کوئی سفید کرنیوالی چیز لگانی ہو تو مصفے چاک ٹھنڈے پانی میں گھول کے معمولی دودھ سا کرلیں۔ ملائم کپڑے سے بعد غسل بازوؤں پر لگائیں اور سوکھ جانے دیں۔ بعدازاں کسی ملائم کپڑے سے جھاڑ دیں اور اسپر پوڈر چھڑک دیں۔ اس سے چاک کا غیر معمولی سفید رنگ دب جائیگا۔ یہ شام تک قائم رہ سکیگا۔

زکام سے بچو۔ زکام کے علاج سے اس کے روکنے کی تدابیر آسان ہیں۔ ناک سے سانس لیں۔ جراثیم نتھنوں کے قدرتی عملوں سے مرجاتے ہیں یا بے اثر ہو جاتے ہیں۔ ڈیڑھ پاؤ پانی میں سوڈا بائیکاربونیٹ کی ایک چمچہ ملائیں اور غرغرہ کریں۔ باقاعدہ غرغرہ کرنے سے گلا بھی درست رہیگا۔ اور جراثیم اس طرح مرجایا کرینگے کہ تعجب ہوگا۔

بعض سینہ کو مضبوط رکھنے کے لئے اسپر نہایت سرد پانی کا اسفنج پھیرتے ہیں۔ اور کسی سخت تولیہ سے زور زور سے ملتے ہیں۔ گہرا سانس خواہ باہر میدان میں یا کھلے دروازے کے سامنے باقاعدہ لیتے رہنے سے ہر قسم کے

زکام کے دفعیہ کا بہترین علاج ہے۔ جب چاروں طرف زکام کا زور ہوا ور چھوت کا ڈر ہو تو گلا ئسو تھا ئمولائن (glyco thymoline) کی نسوار لیتے رہیں اور اسے گلے میں جانے دیں۔ اس کا غرغرہ بھی کریں

دوہری ٹھوڑی۔ زیادہ عمر کے آثار سب سے پہلے ٹھوڑی پر ظاہر ہوا کرتے ہیں۔ اس لئے اس کی طرف زیادہ توجہ کرنی چاہئے۔ چربی ٹھوڑی کے نیچے جمع ہو کے لٹک ہوجاتی ہے۔ اور پٹھے اس حصہ ہیں اور جبڑوں کے گرد جھک جاتے ہیں۔ اس طرح دو ٹھوڑیاں نظر آیا کرتی ہیں۔ اس کا علاج مشکل ہے۔ البتہ اس کے روکنے کی تدبیر کیجا سکتی ہے۔

چربی کے بڑھنے اور پٹھوں کے جھکنے کے لئے روزانہ کچھ ورزش کرنی پڑتی ہے کولہوں پر ہاتھ رکھ کے یا تو سیدھی کھڑی ہو جاؤ یا بیٹھ جاؤ۔ منھ زور سے بند کر لو۔ ٹھوڑی کو خوب اوپر کو اٹھا کے سر کو دائیں طرف جہاں تک لیجایا جا سکے لیجاؤ۔ اور ٹھوڑی کو آہستہ آہستہ نیچے کی طرف لاؤ۔ گویا تم اسے کندھے سے چھونا چاہتے ہو۔ بائیں طرف بھی اسی طرح کرو۔ پھر سر نیچے پیچھے کی طرف جہاں تک لیجایا جا سکے لیجاؤ اور پھر آگے کو لاؤ اور ٹھوڑی سینہ پر ٹکاؤ۔

اگر ٹھوڑی دوہری ہوگئی ہے تو یہ ورزشیں صبح اور رات کو روزانہ دس دس مرتبہ کرو اور اگر محض روکنا ہو تو پانچ مرتبہ کرنا کافی ہے۔

مالش کی دو ترکیبیں ہیں جو روزانہ چار سے پانچ منٹ تک کرو۔ مٹھی بند کر کے انگلیوں کے پشت والے حصہ سے ٹھوڑی کے نچلے حصہ کو گوندھو۔ انہیں مضبوطی سے گوشت کے اندر دباؤ اور پٹھوں کو چاروں طرف حرکت دو۔ مضبوطی سے مراد کشتی لڑنا نہیں ہے۔

دوسری ترکیب یہ ہے کہ دونوں ہاتھوں کے پوروے گدی پر رکھ کے انگوٹھوں کے گوشت والے حصے ٹھوڑی کے اندر گڑ دو۔ اور انہیں باہر کی طرف اور کانوں کے نیچے اوپر کی طرف گہری گردش دو۔

ٹھوڑی اور گردن کے پٹھوں کو ٹھیک کرنے کے لئے گرم اور ٹھنڈے پانی سے غسل دیا جاتا ہے۔ پہلے گرم اور پھر ٹھنڈے سے پانچ منٹ تک روزانہ غسل دیا جائے۔ اگر گوشت بہت ڈھیلا اور لٹکواں ہو جائے تو سفید سرکہ تہ شدہ رومال پر چھڑکو اور جلدی جلدی ہلکی تھپکی سے ٹھوڑی کے نیچے ٹکاؤ۔

چربی بڑھانے والی غذائیں چھوڑ دو۔ تازہ میوے اور سبزیاں کھاؤ۔ دونوں وقت کے کھانوں کے بیچ میں خوب پانی پیو۔

بالوں کے جلاب۔ مغرب میں بالوں کا رنگ نکھارنے کے لئے انہیں "جلاب" دیا جاتا ہے۔ بھورے بالوں کے لئے کسٹرائل سوپ کے چورے کی دو چمچیاں اور پسی ہوئی مہندی کی ایک چمچیہ ڈیڑھ پاؤ گرم پانی میں ڈال کے خوب پھینٹیں یہاں تک کہ جھاگ اٹھ آئیں۔ بالوں میں سے پہلے گرد و غبار جھاڑیں اور اس کو ان میں خوب ملیں اور دھو ڈالیں۔

بالکل سیاہ بالوں کے لئے کول ٹار سوپ کے ورق چھیل کے گھلا لیں اور خوب پھینٹ کے اس میں ایک چٹکی سہاگہ ملا لیں
سرخ بالوں کے لئے ایک انڈے کی سفیدی خوب پھینٹ کے ٹھنڈے پانی کے تین چمچے۔ ایمونیا کے چند قطرے اور انڈا دان بھر یوڈی کولون ملائیں۔ اسے سر دلگائیں۔ اور بعد میں شیر گرم پانی سے دھو ڈالیں۔ اگر بال ہلکے گلابی ہوں تو بابونہ کا کچھ آب زلال (camomile quinain) آخری دھونے کے پانی میں ملا لیں۔ خود بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ مٹھی بھر خشک پھول تھوڑے سے پانی میں ابالیں اور چھان لیں

مغربی بیبیاں سوکھی بھوسی گرم کرکے بالوں کی جڑوں میں خوب لگا کے چند منٹ رہنے دیتی ہیں۔ بعد میں تولیہ سے رگڑ رگڑ کے اسے جھاڑ دیتی ہیں۔ یہ اسوقت استعمال کرتی ہیں جب انہیں بہت جلدی ہو۔

خانگی ٹوٹکے۔ مکھن پر سے کاغذ اتارنے سے پہلے ٹکیہ کو ٹھنڈے پانی کے حوض میں چند لمحہ ڈبوئے رکھیں۔ کاغذ اتارنے ہوئے ذرا سا مکھن بھی کاغذ پر نہ لگا رہیگا۔

کرسیوں کے چمڑے وغیرہ اگر سخت ہوجائیں اور تڑخنے لگیں تو گرم پانی میں کپڑا بھگو کے چمڑے پر پھیریں اور خشک ہوجانے دیں۔ پھر دودھ میں اسفنج ڈبو کے لگائیں۔ چکنائی جذب ہوتے ہی چمڑا نرم اور لچکدار ہوجائیگا۔ موم اور تارپین ملا کے لگانے سے چمڑا بالکل نیا ہوجائیگا۔ اگر چمڑا زیادہ خراب ہو تو یہ عمل دو چار دفعہ کیا جائے۔

لکڑی کی میزوں وغیرہ پر سیاہی گر پڑے تو اسیوقت جاذب سے خشک کرلیں۔ پھر لیموں نمک لگا لگا کے دھبہ پر رگڑیں اور برادہ مل مل دیں۔ بعد میں معمولی طور سے دھو ڈالیں۔

مخمل پر چکنائی کے دھبے پڑجائیں تو فریچ چاک سے دور کئے جاسکتے ہیں۔ چکٹے ہوئے دھبوں پر پہلے ٹھنڈا پانی لگایا جائے۔ اگر رواں دب جائے تو برتن میں کھولتا ہوا پانی ڈال کے اس حصہ کو اس کے بھاپ پر رکھیں۔ بعد ازاں کسی سخت بالوں کے برش یا چھوٹی جھاڑو سے صاف کردیں۔ اس سے رنگ بھی دوبالا ہوجاتا ہے۔

خودنویس قلم (فاؤنٹن پن) تھوڑے تھوڑے وقفہ کے بعد باقاعدہ صاف کرنے چاہئے۔ ہر حصہ کو کھول کے آدہ گھنٹہ تک سرکہ میں ڈوبا رہنے دو۔ پھر گرم پانی سے خوب دھو کے سوکھنے دھر دو۔ خشک ہوجانے پر سیاہی بھر دو۔

محمد ظفر

سیر بین

عورتوں کی ناکامی۔ انگلستان کے دارالتجارت نے جو رپورٹ شائع کی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سال ۱۹۲۹ء میں عورتیں کاروبار میں کثرت سے ناکام رہیں۔ ۱۹۲۸ء میں ۳۸۴ ناکام رہی تھیں۔ اس مرتبہ ۵۰۲ ہوئیں۔ کاروبار کی تفصیل یہ ہے۔ درزی زنانہ ٹوپی کے کاموں میں ۹۵ بزازی میں ۵۲۔ پنسائی میں ۴۰ لباس کے قطع و تراش کے کام میں ۲۷۔ اور مکانداری میں ۱۸ ناکام ہوئیں۔

یہ ناکامی جہاں کاروبار کی موجودہ پستی کی بدولت ہے۔ اس میں ناتجربہ کاری کو بھی دخل ہے۔ بہت سی لڑکیاں سمجھتی ہیں کہ پہلی ہی جست میں وہ درخت پر چڑھ جائینگی اور اپنا کاروبار تھوڑے سے سرمایہ سے چلا سکیں گی حالانکہ کاروبار میں کامیابی حاصل کرنے کا راز یہ ہے کہ بالکل نیچے سے کام شروع کیا جائے۔ دوسرے کی دکان میں کام شروع کرکے اس کے نشیب و فراز سے واقفیت حاصل کیجائے بعض عورتیں خلاف طبع کاروبار اختیار کرکے نقصان اٹھاتی ہیں لیکن اکثر محض اس وجہ سے گھاٹے میں رہتی ہیں کہ وہ اس کام سے پوری واقفیت اور تجربہ حاصل کئے بغیر اسے شروع کردیتی ہیں۔ ورنہ عورتیں کاروبار میں نہایت کامیاب ثابت ہوئی ہیں وہ ہوشمندی۔ لیاقت جفاکشی میں مردوں سے کسی طرح کم نہیں اور اہمیت کے کاموں میں نہایت قابل اعتبار ثابت ہوئی ہیں۔

سیاست میں عورتوں کی ترقی۔ بڑی حیرت ہوتی ہے کہ مرد عورتوں کے حقوق مانگنے پر اڑ جاتا ہے۔ اور اس کے رستہ میں طرح طرح کی مشکلات حائل کردیتا ہے۔ لیکن دوسری طرف جہاں حکومت کا موقع آتا ہے اسے اس کے قابل سمجھ کے اس کے آگے گردن جھکا دیتا ہے۔ پارلیمنٹ میں ایک رائے دینے کے حق کی اس نے مدتوں مخالفت کی روس میں کھترائن انگلستان میں الزبتھ اور وکٹوریہ۔ ہندوستان میں رضیہ اور چاند بی بی کی مثالیں موجود ہیں۔ ملکہ وکٹوریہ کے زمانہ میں انگلستان میں عورتوں کی تحریک نے ایک خاص صورت اختیار کرلی۔ بعض مردوں نے بھی عورتوں کی اس سلسلہ میں بہت کچھ مدد کی۔ عورتوں نے پارلیمنٹ پر بار بار حملے کئے کہ کسی طرح ایک ووٹ ملجائے لیکن کوئی کامیابی نہ ہوئی۔ آخرکار مسز پنکھرسٹ اور اس کی بیٹیوں نے عورتوں میں ایک عجیب مردانہ روح پھونکدی انہوں نے وزیروں پر حملہ شروع کردیا جلسوں کو منتشر کیا۔ پارلیمنٹ کے باہر اپنے آپ کو دروازوں سے پابزنجیر کردیا گرجاؤں کو جلا دیا۔ قیدخانہ میں گئیں جہاں جا کے انہوں نے کھانا پینا چھوڑ دیا۔ آخر انہیں رہا کرنا پڑا۔

زنانہ تحریک جب خوب زوروں پر تھی کہ یورپ کی جنگ عظیم چھڑ گئی عورتوں نے یہ لڑائی جھگڑا فوراً بند کردیا

اور ملک کے امدادی کاموں میں دل و جان سے مصروف ہوگئیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ عورتیں جیت گئیں اور انہیں رائے دینے کا حق مل گیا۔ کیونکہ ہر شخص نے عورتوں کی تائید کی کہ انہوں نے لڑائی میں ملک کی بڑی مدد کی۔ انہیں یہ عایت ضرور ملنی چاہیئے۔ اس کے باوجود عورت پھر بھی غیر مطمئن ہے۔ ان عورتوں میں سے جنہوں نے زنانہ تحریک میں نمایاں حصہ لیا تھا۔ ایک کو بھی پارلیمنٹ میں جانا نصیب نہ ہوا۔ پہلی عورت جو پارلیمنٹ میں گئی وہ لیڈی ایسٹر ایک رئیسہ تھی۔

مرحوم شوہر کا بھیس - ایک عورت کا شوہر مر گیا۔ اس بچاری نے اپنا اور بچوں کا پیٹ پالنے کے لئے تلاش معاش میں بہتیرے ہاتھ پاؤں مارے۔ مگر اسے کامیابی نہ ہوئی۔ آخر اس نے تنگ آکے اپنے شوہر کا بھیس اختیار کرنیکا ارادہ کر لیا چنانچہ اس کے نام اور سندوں کے ذریعہ اس نے دوسرے صوبہ کے قصبہ میں کسی تاجر کے ہاں ملازمت کی درخواست کی۔ اسوقت قسمت زور پر تھی وہ نوکر ہوگئی اور اس نے اتنا اچھا کام کیا کہ مالک کارخانہ خوش ہوگیا۔ ایک روز مالک کارخانہ کے ۲۵ سالہ لڑکے پر اس کا راز افشا ہوگیا۔ اس نے اخفائے راز کا وعدہ کیا لیکن چند روز بعد بیوہ پر اظہار محبت کرنے لگا۔ بیوہ نے اس کی تمام درخواستیں مسترد کر دیں۔ غصہ میں آکے لڑکے نے اپنے باپ سے کہدیا۔ اس نے اسی وقت اس کو ناجائز طور پر اعتبار قائم کرنے کے قصور میں برخاست کر دیا۔ یہی نہیں بلکہ دہوکے کے جرم میں اس کا چالان بھی کرا دیا۔ کولن (روس) کی عدالت نے یہ قرار دیتے ہوئے کہ اس نے اپنا نہ صرف دفتری کام نہایت خوبی سے انجام دیا بلکہ بہروپ میں بھی نہایت عمدہ کامیابی حاصل کی اسے بری کر دیا۔

ایک کلرک کے ۵۵ کروڑ - نیویارک میں دنیا کا سب سے بڑا مالدار آدمی ابھی مرا ہے۔ اس نے ۵۵ کروڑ پونڈ چھوڑے ہیں۔ اس نے ایک پونڈ فی ہفتہ کی کلرکی سے کام شروع کیا تھا۔ کہا جاتا ہے کہ دنیا میں کسی نے اتنی بڑی رقم اب تک نہیں چھوڑی۔ امریکہ کا انڈریو کارنیگی بہت مالدار آدمی تھا۔ ایک وقت ایسا تھا کہ اس کے پاس ایک ارب پونڈ تھے۔ لیکن اس نے اتنی کثرت سے بخشش کی کہ جب وہ مرا تو چند لاکھ پونڈ ہی چھوڑے۔ غالباً اس بڑی رقم کے بعد انڈربلٹ کے متروکہ کا نمبر آتا ہے۔ اس نے چار کروڑ پونڈ چھوڑے تھے۔ وہ بڑا دولتمند شخص گزرا ہے پچاس سال کی عمر میں ایک منٹ میں پچاس پونڈ کماتا تھا۔ اس دولت کا بھی کیا ٹھکانہ ہے۔ اللہ میاں جسکو دیتے ہیں چھپر پھاڑ کے دیدیتے ہیں۔

فرانس میں شادی - فرانس میں شادی معمولی بات نہیں سمجھی جاتی۔ فریقین میں باہم بڑا غور و خوض ہوتا ہے دولہا اس بات کو خاص طور پر دیکھتا ہے کہ دلہن جہیز میں کیا کچھ لائے گی۔ ہر بیٹی والا شادی کے وقت حتی الامکان بہت کچھ دینے کے لئے تیار رہتا ہے۔ وہ لڑکی کے لئے بچپن سے ایک رقم پس انداز کرتا رہتا ہے جو اس کے لئے علیحدہ رکھی جاتی ہے۔ وہاں کورٹ شپ (چاہت) کی رسم نہیں۔ لڑکا لڑکی کو ملایا جاتا ہے وہ ٹینس وغیرہ کھیلتے ہیں لیکن والدین کی سخت

نگرانی رہتی ہے۔

شادی کی عمر کو پہنچتے ہی منگنی ہوجاتی ہے۔ اور تھوڑے ہی روز بعد شادی کردیجاتی ہے۔ گرجاؤں میں نکاح کی رسم پر بہت کچھ خرچ کرنا پڑتا ہے وہاں شادی کا انتظام فریقین کی حیثیت اور رتبہ کے مطابق کیا جاتا ہے۔ اول درجہ کی شادی کے لئے زیادہ فیس ہے۔ اس کے لئے گرجا کا بڑا دروازہ کھولا جاتا ہے۔ اور وہاں سے منبر تک دریاں بچھائی جاتی ہیں۔ فریقین اس دروازہ سے دریوں پر سے گذرتے ہوئے منبر تک جاتے ہیں اور باجہ بجایا جاتا ہے۔ دوسری قسم کی شادی کی فیس گو انگلستان کے مقابلہ میں زیادہ ہے۔ لیکن اول درجہ کی شادی سے کم ہے۔ فریقین ایک بغلی دروازہ سے داخل ہوتے ہیں۔ ان کے لئے دریاں اور باجہ مہیا نہیں کیا جاتا۔

نکاح کے بعد دولہن کی سہیلی ایک ممتاز مرد کے ساتھ براتیوں کے سامنے مخملی بٹوہ لئے پھرتی ہے۔ ہر شخص اس میں غریبوں کے لئے کچھ نہ کچھ ڈال دیتا ہے۔

کنواروں پر ٹیکس۔ انگلستان میں ۲۵ لاکھ مرد کنوارے ہیں۔ وہاں ان پر ٹیکس لگائے جانے کا سوال درپیش ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تمام دنیا کنواروں کے خلاف کمر کس کے کھڑی ہوتی جارہی ہے۔ فرانس جرمنی اطالیہ اور جگو سلیویا میں ان پر ٹیکس قائم ہوچکا ہوا ہے۔ روس اور ہسپانیہ میں اس سال یہ ٹیکس جاری ہوجائیگا انگلستان میں ولیم سوم کے زمانہ میں یہ ٹیکس جاری تھا لیکن ۱۷۰۶ء میں بند کردیا گیا۔ ایک ممبر پارلیمنٹ نے ۱۹۲۰ء میں اس کے جاری کئے جانے کے لئے ہاتھ پاؤں مارے مگر اسوقت اس کی پیش نہ گئی۔ اس دفعہ یہ مسئلہ بڑے زور شور سے پیش ہونیوالا ہے۔ وہاں کی عورتیں اس کے اجرا کے لئے سخت زور لگا رہی ہیں۔ عورتوں کی رائوں کے زور سے اس دفعہ ضرور یہ ٹیکس جاری ہوجائیگا۔ اس سے حکومت کا خزانہ بھی بھرےگا۔ لوگ شادی پر مائل ہونگے۔ یا ملک چھوڑ کے باہر چلے جائیں گے۔ جگو سلیویا میں یہی پیش آرہا ہے۔ یہ ٹیکس شہروں اور بڑے قصبوں میں جاری ہے۔ چنانچہ بہت سے کنوارے شہر چھوڑ چھوڑ کے گاؤں میں جارہے ہیں۔ اس ملک میں یہ ٹیکس ۳۰ اور ۶۰ درمیانی عمر والوں پر عائد ہے۔ ۳۰ سے ۳۵ کی عمر والوں پر زیادہ ٹیکس لگایا جاتا ہے۔ فرانس میں ۱۹۲۰ء سے جاری ہے۔ ۳۰ سال سے زیادہ عمر والوں پر ۲۵ فی صدی کا ڈبل ٹیکس عائد ہے۔ اطالیہ نے ۱۹۲۷ء سے ۲۵ سے ۶۵ تک کی عمر والوں پر ٹیکس لگا رکھا ہے۔ دونوں ملکوں میں شادی نے حیرت انگیز ترقی کی ہے۔ فرانس میں ۳۰ سال سے زیادہ عمر والی غیر شادی عورتوں پر بھی ۲۵ فی صدی ٹیکس لگایا جاتا ہے۔

برطانوی پارلیمنٹ کے تین ممبروں سے جب پوچھا گیا کہ کہئے اب آپ کیا کرینگے۔ ایک بولا۔ بھئی شادی کرلونگا۔ دوسرے نے کہا جہاں یہ ٹیکس نہیں وہاں چلا جاؤنگا۔ تیسرے نے کہا۔ میاں کرنے کیا۔ ٹیکس دینگے اور بے غم رہیں گے۔

گلی کا بھوت - ڈبلن سے چار میل کے فاصلہ پر ایک گاؤں کولاک آباد ہے۔ وہاں والے ایک پستہ قد عورت کے بھوت سے سخت پریشان اور خوف زدہ ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ وہ کئی مرتبہ نمودار ہو چکی ہے۔ دیکھنے والے اس کا قد چھوٹا اور اس کا چہرہ ایک عجیب سفید سے دھند میں چھپا ہوا بتاتے ہیں وہ وحشیانہ بھیانک چیخیں نکالتی ہے گاؤں والے رات کو کھڑکیوں کے پردے ہٹا کے باہر جھانکنے کی جرأت نہیں کرتے۔ ایک عورت کو ایسا صدمہ پہنچا کہ اسے شفاخانہ پہنچا دیا گیا ہے۔ یہ بھوت آدھی رات اور ایک بجے کے درمیان ظاہر ہوتا ہے۔ اور اس کی آہ وزاری اور نالۂ بکا گاؤں بھر کی گلیوں سے آنے جاتی ہے۔ اور پھر بند ہو جاتی ہے۔ ایک نوجوان بائیسکل پر جا رہا تھا۔ وہ اس بھوت کے پاس سے گذرا۔ اس نے جس قدر تیز بائیسکل چلائی بھوت اس کے ساتھ ساتھ رہا حتی کہ اس کا گھر آگیا۔ اور وہ بے تحاشا اندر گھس گیا۔ بھوت درختوں کے سایہ میں غائب ہو گیا۔

یہ یورپ ہے۔ جو ہمارا مذاق اڑایا کرتا ہے۔ اس قسم کے واقعات اب اکثر اخباروں میں نظر آتے ہیں۔

ایک عورت کی پیشنگوئی - فرانس کی مشہور کشف داں میڈم فرایہ نے ۱۹۳۱ء کے متعلق عجیب عجیب پیشینگوئیاں کی ہیں وہ کہتی ہے کہ زحل تین ماہ تک عروج میں رہیگا۔ یہ سیارہ نا اتفاقی مالی ناکامیوں کاروبار کی کساد بازاری اور انقلاب کی علامت ہے ۱۹۳۱ء میں دنیا کے بہت سے ملکوں میں انقلاب ہونگے۔ اور تقریباً تمام یورپی ملک ان کی زد میں آئیں گے۔ پھر زحل کے بعد مریخ جگہ لیگا۔ صورت حال زیادہ نازک ہو جائے گی۔ کوئی معجزہ بھی یورپ کے تصادم کو جو عالمگیر جنگ کا پیش خیمہ ہوگا روک سکیگا۔ ہوائی بیڑہ کی وجہ سے فرانس کو زیادہ نقصان نہ پہنچیگا۔ بڑے بڑے طوفان۔ سیلاب اور وبائیں بھی آئیں گی۔ سائنس بڑی ترقی کرے گی۔

منحوس ہیرے - میری انٹونیٹ فرانس کی ملکہ چند منحوس ہیروں کی مالک تھی جن کی قیمت آج کل ۲۵ ہزار پونڈ ہے۔ سولہویں صدی میں یہ بوربون کے خاندان کی ملکیت میں آئے تھے۔ سولہویں شاہ لوئی نے اس ملکہ کو دیدئے تھے یہ ملکہ بعد میں قتل کی گئی۔ یہ ہیرے بعد میں اوروں کے قبضہ میں گئے۔ ملکہ میری مذکور نے ان میں سے چند پولینڈ کے بادشاہ کو دئے۔ اس کے زمانہ میں پولینڈ کے ٹکڑے ہو گئے۔ اور پھر اس کے بعد وہاں کا کوئی بادشاہ نہیں ہوا۔ یہ ہیرے ایک شہزادہ کے حصہ میں آئے۔ وہ بھی مصیبت سے مرا اور اس کی بیوی گلی میں ایک موٹر سے دب کے مرگئی۔ اب یہ چوری ہو گئے ہیں۔

محمد ظفر

مندرجہ ذیل تمام اشیا سٹی سٹورز پوسٹ بکس نمبر ۱۴۵ لاہور سے منگائیے

بیگمات کیلئے لاجواب تحفہ

کشیدہ کاری کی اصلی مشین

یہ وہی بے نظیر مشین ہے جس کی نسبت اخبار تہذیب نسواں میں ایک معزز خاتون اپنے مضمون کے دوران فرماتی ہیں "سچ تو یہ ہے کہ اشتہار کی تعریف و توصیف بے بنیاد نہیں۔ واقعی یہ بھی ایسی چیز ہے جس کے ذریعہ سے زیادہ کارآمد آرائشی اشیا ایسی خوبصورت کاڑھی جاتی ہیں کہ کمرہ ملاقات گویا ایک ننھا سا سدا بہار باغیچہ بن جاتا ہے۔ جہاں باد سموم کا خوف نہ خزاں کا اندیشہ۔ پردے، میز پوش، گدیاں، فوٹو فریم، ہیلپر وغیرہ کے لئے یہ کاریگری نہایت موزوں ہے اگر احتیاط سے زیر استعمال رکھیں تو سالہا سال تک یہ چیزیں خراب نہیں ہوتیں۔ بچوں کے کوٹ اور فراک پر خصوصاً گرم لباس پر ایک چھوٹا سا پھول خوشنما ہوگا۔ اور پہننے تو عموماً بہت خوبصورت کاڑھے جاتے ہیں"

ان الفاظ پر ہمارا کچھ اضافہ کرنا بے سود ہوگا۔ آپ ایک مشین مع سامان منگا کر دیکھئے۔ دنوں میں آپ کا گھر پر رونق ہو جائیگا۔ مخمل، دوسوتی اور دوسرے مناسب کپڑوں پر نہایت عمدہ بیل بوٹے نکالنے کیلئے ہماری مشین نہایت کارآمد ثابت ہوئی ہے۔ جو گھنٹوں کا کام منٹوں میں سرانجام دیتی ہے اس کا ابھرا ہوا کام فی الحقیقت بڑا دلفریب ہوتا ہے۔

یہ مشین آپ کی بچیوں کے لئے ایک اچھی سہیلی ثابت ہوگی جو انہیں دنوں میں ہنرمند بنا دے گی۔

ضرورت مندوں کے لئے یہ مشین آمدنی کا بھی بہت اچھا ذریعہ ہے۔ ہر مشین کو بہت اچھی طرح دیکھ بھال کر روانہ کیا جاتا ہے۔ اور یہ فخر صرف ہمیں حاصل ہے کہ ہر مشین کے ساتھ نہ صرف کام کا نمونہ بھیجا جاتا ہے بلکہ اگر بعد میں کوئی بات کسی خاتون کی سمجھ میں نہ آسکے تو جب تک انہیں اچھی طرح کام نہ آجائے ہر قسم کا مشورہ مفت دیا جاتا ہے۔ قیمت درجہ اول تین روپے۔ درجہ خاص جو خوبصورت مخملی کیس میں بند ہے اور جس کے ساتھ مفت مرمت کی گارنٹی ہے۔ چار روپے آٹھ آنے۔ کپڑا اٹکانے کا چوبی فریم بڑھیا قیمت دو روپے۔ ریشم کی لچھیاں ایک روپیہ فی درجن۔ کپڑے پر چھپے ہوئے نقشے آٹھ آنہ فی عدد۔

ہر مشین کے ہمراہ کام کا نمونہ معزز حضرات و خواتین کی تصدیق اور مفصل ترکیب استعمال اردو انگریزی میں بھیجی جاتی ہے۔ فرمائش میں رسالہ کا حوالہ دیجئے۔ پیکنگ مفت۔

سٹی سٹورز پوسٹ بکس نمبر ۱۴۵، لاہور

عالمگیر الیکٹرک پریس

ہمراہ آنا چاہیئے۔ یہ عام بازاری مال نہیں ہے۔ بلکہ خاص طور پر تیار کروایا جاتا ہے۔

تازہ تصدیق

جناب رشید احمد صاحب ایم اے اسسٹنٹ منیجر امپیریل بنک آف انڈیا کراچی سے تحریر فرماتے ہیں "جوتی نہایت عمدہ ہے جن دوستوں نے دیکھی ہی نہایت پسند کی ہے مجھے توقع ہے کہ چند روز میں آپ کو دو چار جوڑوں کی فرمائش آئیگی۔

ماسٹر غیاث الدین صاحب علی راجپور سٹیشن وصدر زرنگار جوتا ملا نہایت عمدہ پایا۔ اب آٹھ گیارہ جوڑے کا آرڈر دیا جاتا ہے

زرنگار ساڑھیاں اور دوپٹے

ان دوپٹوں اور ساڑھیوں پر نہایت دلفریب سنہری چھپائی کی گئی ہے اور جا بجا ستارے لگائے گئے ہیں جن سے انکی رونق میں چار چاند لگ گئے ہیں۔ دیدہ زیب چیز ہے میلی ہو جائے تو صابن سے دھو ڈالئے چھپائی خراب نہ ہو گی۔ قیمت دوپٹہ دو روپے دو آنے، ساڑھی تین روپے بارہ آنے

نوبہار دوپٹے اور ساڑھیاں

یہ لہریہ دار بند کی دار دوپٹے اور ساڑھیاں عمدہ قسم کی ململ پر ہاتھ کی محنت سے تیار کئے گئے ہیں۔ برسات کے بعد آسمان پر جب کمان نکلتی ہے تو لوگ اُس کے حسن سے سرشار ہو جاتے ہیں۔ ان دوپٹوں اور ساڑھیوں میں کاریگر نے اپنے کمال سے قوس قزح کے سے رنگ ایسی خوبصورتی سے بھرے ہیں کہ دیکھنے والا محو حیرت ہو جاتا ہے۔ یہ ہمارا خاص تحفہ ہے۔ قیمت دوپٹہ دو روپے دو آنے، ساڑھی تین روپے بارہ آنے

تازہ تصدیقیں ملاحظہ فرمایئے

جناب مختار احمد صاحب صدیقی تحصیلدار مہرولی تحریر فرماتے ہیں "پچھلی مرتبہ میں نے آپ کے کارخانہ سے جو زرنگار جوتی اور زرنگار ساڑھی اور دوپٹے منگوائے تھے وہ نہایت اچھے ثابت ہوئے ہیں۔ ان کو بہت پسند کیا گیا ہے۔

مس بی یوسف علی صاحب، روانگلش ہاؤس علیگڈھ سے تحریر فرماتی ہیں۔ ساڑھی اور دوپٹہ پہنچا۔ بہت بہت شکریہ۔ آپکے اشتہار کے مطابق نکلے۔ اکثر اشتہار جھوٹے ہوتے ہیں لیکن آپ کا اشتہار حقیقت میں سچا ہے۔ میں نے اپنی اور بہنوں کو بھی دکھائے ہیں اور انہوں نے بھی کہا ہے کہ ہم ضرور منگوائیں گی۔

عُمدہ گھڑیاں نمبر ۴۔ کلائی پر باندھنے والی نہایت خوبصورت اور وضعدار گھڑی جس پر سنہری گلٹ کیا گیا ہے۔ وقت عمدہ دیتی ہے مشین وغیرہ خوب مضبوط ہے۔ قیمت چار روپے آٹھ آنے۔ اس قیمت پر گھڑی نہایت ارزاں ہے دوستوں کو تحفہ دینے کے لئے لاجواب چیز ہے۔

دی سٹی سٹورز، پوسٹ بکس نمبر ۱۴۵، لاہور

دوربین

پنڈت موتی لال نہرو کا انتقال

پنڈت موتی لال نہرو ملک کی ان برگزیدہ ہستیوں میں سے تھے جن پر قوم اور وطن جس قدر بھی فخر کرے بجا ہے۔ پروردۂ ناز و نعم اور ملک کے ایک رئیس اعظم ہونے کے باوجود آپ نے قوم اور ملک کے لیے جس قدر قربانیاں کیں اور جیسی جیسی تکلیفیں اُٹھائیں وہ یقیناً اس قابل تھیں کہ تاریخ میں آپکا نام حروف زریں میں لکھا جائے۔ قوم کی یہ انتہائی بدنصیبی ہے کہ اس نازک وقت میں جبکہ اسے اپنے عقلمند اور مدبر فرزندوں کی حد سے زیادہ ضرورت تھی پے در پے دو عظیم الشان ہستیاں اس سے جدا ہو گئیں اور مولانا محمد علی مرحوم کے انتقال کے چند ہی روز بعد پنڈت موتی لال نہرو بھی ہمیشہ کے لئے رحلت فرما گئے۔ آپ ایک سچے محب وطن ایک مخلص قوم پرور اور ایک بلند پایہ سیاسی مدبر تھے اور حق یہ ہے کہ آپ کی یہ بیوقت موت ہندوستان کے لئے ایک ناقابل تلافی نقصان ہے تمام قوم آپکا ماتم کر رہی ہے اور ملک کے گوشہ گوشہ میں محفل عزا قایم ہے۔

ہماری دلی دعا ہے کہ خدا آپ کے پسماندوں کو صبر جمیل عطا فرمائے، اور آپ کے فخر پدر فرزند پنڈت جواہر لال نہرو کو توفیق مزید عنایت کرے کہ وہ۔ ع

اگر پدر نتواند پسر تمام کند

کے مصداق بنکر اس کام کو بحسن و خوبی انجام کو پہونچائیں جو ان کے پدر بزرگوار نے شروع کیا تھا۔

گول میز کانفرنس کے بعد

زبانی تقریروں اور ہنگامہ آرائیوں کا وقت ختم ہو چکا۔ گول میز کانفرنس کے ہندوستانی ارکان دو ایک کے سوا باقی تمام کے تمام واپس آگئے اور کہا جاتا ہے کہ ان میں سے بعض اس عزم اور اس ارادہ کے ساتھ آئے ہیں کہ اپنی کوششوں سے ہندوستان میں ایک خوشگوار فضا پیدا کرینگے اور ایک طرف حکومت سے اور دوسری طرف محکوم قوم کے لیڈروں سے گفت و شنید کر کے کوئی ایسی صورت نکالیں گے کہ جس سے موجودہ بے چینی دور ہو جائے اور ملک میں پھر ایک مرتبہ امن و سکون قایم ہو سکے۔

ہز ہائینس نواب صاحب بھوپال، ڈاکٹر سر تیج بہادر سپرو، ڈاکٹر جیکر اور آنریبل مسٹر سری نواس شاستری ان کوششوں میں بہت پیش پیش ہیں، اور انکی مخلصانہ کوششوں کا نتیجہ یہ نکلا ہے کہ وزیر اعظم کے مشہور اعلان پر کانگریس کی مجلس عاملہ کے ایک اجلاس میں غور و خوض کرینے کے بعد اب مہاتما گاندھی ہز ایکسیلنسی وایسرائے ہند سے گفت و شنید کرنے کے لئے دہلی تشریف لائے ہوئے ہیں۔ اس وقت تک وایسرائے ہند اور مہاتما جی کی دو ملاقاتیں ہو چکی ہیں، اور چونکہ تمام کارروائی صیغہ راز میں ہے اس لئے کچھ نہیں کہا جا سکتا کہ کیا کیا باتیں ہوئیں اور کیا کچھ طے پایا۔ اندازہ اور قیاس سے لوگوں نے جو رائیں قایم کی ہیں وہ یہ ہیں کہ مایوسی کی کوئی وجہ نہیں ہے کیونکہ دونوں طرف سے نہایت سچے دل سے یہ کوشش کی جا رہی ہے کہ جس طرح بھی ممکن ہو کوئی نہ کوئی مفاہمت ہو جائے اور

موجودہ جنگ اختتام کو پہونچے۔

مہاتما گاندھی اس بات کا اعلان کر چکے ہیں کہ وہ حکومت کے اعلانات کے متعلق پیشتر سے کسی قسم کی معاندانہ یا مخالفانہ رائے قایم کیئے بغیر نہایت ہی کھلے دل سے ہر تجویز پر غور کرنے کے لیئے تیار ہیں۔ اس سے پہلے انہوں نے صلح اور سمجھوتے کی گفت و شنید شروع کرنے کے لیئے گیارہ شرطیں مقرر کی تھیں، لیکن اب اپنے احباب اور شرکا کار کے اصرار سے مجبور ہوکر انہوں نے ان میں سے پانچ شرطیں کم کر دی ہیں۔ اور اب انکی چھ شرطیں ہیں جن کو اگر حکومت ہند تسلیم کرلے تو وہ اپنی سول نافرمانی کی تحریک کو بند کرنے کے لیئے تیار ہیں۔

مہاتما جی اب بھی دہلی ہی میں تشریف فرما ہیں اور چند روز کے لیئے عارضی طور پر وائیسرائے سے ملاقاتوں کا سلسلہ اس لیئے بند کر دیا گیا ہے کہ دونوں فریقوں کو اپنے اپنے مشیروں سے صلاح و مشورہ کرنے کا پورا پورا موقع مل جائے مہاتما جی کی دعوت پر پنڈت جواہر لال نہرو، سردار ولبھ بھائی پٹیل، اور پنڈت مدن موہن مالویہ بھی دہلی آگئے ہیں اور اسی مسئلہ کے متعلق آپس میں صلاح و مشورہ ہو رہا ہے۔

ہمیں امید رکھنی چاہیئے کہ ایک طرف ملک کے سر برآوردہ ہندو، اور مسلمان لیڈر اپنے آیندہ طرز کے متعلق کوئی فیصلہ کرتے وقت صرف اسی ایک چیز کو اپنے پیش نظر رکھیں گے کہ اس وقت تک انہیں جنگ آزادی کی تحریک میں بہت کچھ کامیابی ہو چکی ہے، بلکہ اس بات کو بھی ملحوظ رکھیں گے کہ ہر قسم کے کاروبار اور بالخصوص تجارت کی کساد بازاری سے عوام اب ایک حد تک تنگ آچکے ہیں اور اگر صلح نہ ہوئی تو ممکن ہے کہ انکا پیمانۂ صبر و ضبط لبریز ہو جائے اور وہ اس قدر ذوق و شوق سے تحریک کا ساتھ نہ دے سکیں کہ جس طرح کہ ابتک دیتے رہے ہیں، دوسری طرف ہمیں ارباب حکومت سے بھی یہی توقع قایم کرنی چاہیئے کہ وہ موجودہ صورت حال پر غصہ کا جذبہ دل میں لیکر غور نہیں کرے گی بلکہ اسکے پیش نظر یہ حقیقتیں ضرور ہونگی محبت اور نرمی سے ہی رعیت کے دل فتح کیئے جا سکتے ہیں۔ اور رعایا کی تالیف قلوب کے لیئے ہر حکومت کو بہت سے حقوق اور بہت سی مراعات دینی پڑتی ہیں۔ نیز یہ کہ شہر آشوب اور بدامنی کے زمانے میں کسی حکومت سے یہ ممکن نہیں ہوتا کہ اپنا کام معمولی طور پر جاری رکھے اور اپنی آمدنی میں جس پر حکومت کے تمام کام منحصر ہیں کمی نہ آنے دے۔ حکومت اور رعایا دونوں کی فلاح و بہبود اسی میں ہے کہ آپس میں ایک باعزت طریقہ پر سمجھوتہ ہو جائے اور ملک کو ترقی کرنے کے لئے ایک پرامن دور جلد سے جلد میسر آجائے۔

فرقہ وارانہ فساد

بنارس کے ہندو مسلم فساد پر جس قدر آنسو بہائے جائیں کم ہے۔ اس وقت تک بنارس کو یہ فخر حاصل تھا کہ گذشتہ موقعہ پر اگرچہ ہندوستان کے تقریباً ہر بڑے شہر میں ہندو مسلم فسادات ہوئے لیکن بنارس اس لعنت سے محفوظ رہا۔ بنارس پارچہ بافی کی صنعت کا مرکز ہے۔ وہاں زربفت اور کمخواب بننے والے جلاہے تمامتر مسلمان ہیں اور انکے تیار کیئے ہوئے مال کو ہندوستان کی مختلف منڈیوں

تک پہونچانے والے سب کے سب ہندو مہاجن اور ساہوکار ہیں۔ گویا اس طرح وہاں ہندؤں اور مسلمانوں کا چولی دامن کا ساتھ ہے اور ان میں باہم سرمایہ دار و مزدور کا گہرا رابطہ قایم ہے۔ یہی وجہ تھی کہ گذشتہ دور میں وہاں کے ہندو اور مسلمان آپس میں بالکل نہ لڑے اور انکے تعلقات میں فرق نہ آیا۔ افسوس ہے کہ امن پسندی کا یہ فخر اب بنارس کو حاصل نہ رہا اور ایک ایسے زمانے میں کہ جب تقریباً تمام ہندوستان میں امن تھا اور جبکہ ہندو مسلم اتحاد کی زیادہ سے زیادہ ضرورت تھی فساد کی آگ بنارس میں بھڑک اٹھی اور شہر کے امن و سکون کو جلاکر خاکستر کر دیا۔ فساد یا تو بنارس میں ہوتا ہی نہ تھا یا ہوا تو اس قدر شدت کے ساتھ ہوا کہ چھبیس انسان ہلاک اور تقریباً تین زخمی اور مجروح ہوگئے، اور ان زخمیوں میں بھی کئی ایک ایسی حالت میں ہیں کہ ان کے بچنے کی توقع کم ہے۔ جان کا نقصان زیادہ تر اسی فریق کے حصہ میں آیا ہے کہ جس کے افراد عالم طور پر جاہل اور خاص طور پر غیر منظم ہیں اور جوش کی حالت میں اپنی حفاظت کی طرف سے بے پروا ہو جاتے ہیں۔

عادت اور دستور کے مطابق اس المناک حادثہ کی تمام تر ذمہ داری ہندو تو مسلمانوں کے سر رکھیں گے اور مسلمان سارا الزام ہندؤں پر لگائیں گے، لیکن کسی گناہ کی اگر ہم ابتدا کریں، یا دوسروں کی طرف سے ابتدا ہونے پر تقلید کریں اس سے اس کی نوعیت پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ برا کام بہر حالت و بہر صورت برا ہی رہے گا۔ خانہ جنگی نہ مسلمانوں کے لئے مفید ہوسکتی ہے اور نہ ہندؤں کے لئے، اور جس وقت تک ملک کے اندر یہ معیبت اور یہ لعنت موجود ہے اس وقت تک پر امن زندگی بسر کرنے اور قوم کی ترقی کی تدابیر میں مصروف ہونے کا موقع نہ ہندؤں کو میسر آسکتا ہے نہ مسلمانوں کو۔ یہ خیال کہ اس طرح لڑکر مسلمان اپنے تیس کرور ہمسایوں کو، یا ہندو اپنے آٹھ کرور ہم وطنوں کو فنا کر دینگے حد سے زیادہ لغو اور فضول ہے، اور جب یہ یقین ہے کہ ایسا کبھی نہیں ہوسکتا تو کیوں ایسی حماقت کی جائے کہ جس سے دونوں قوموں کی زندگی اجیرن ہو جائے۔

بدقسمتی سے دونوں فرقوں میں کچھ لوگ ایسے موجود ہیں جن کی شہرت، عزت، بلکہ شاید روٹیاں بھی اسی بات پر منحصر ہیں کہ انکا فرقہ ایک دوسرے فرقہ سے رات دن ہنگامہ آرا رہے، اور یہی وہ لوگ ہیں جو ذرا سا موقع مل جانے پر فوراً اپنے فرقہ کو اس بات پر ابھار دیا کرتے ہیں کہ قانون کو اپنے ہاتھ میں لے لے۔ یہ فسادات اگر رک سکتے ہیں تو صرف اسی طرح کہ صحیح وقت پر فرقہ کے مخلص رہنما اپنے فرقہ کو مناسب مشورہ دیدیا کریں تاکہ وہ گم کردہ راہ لیڈر جو اسی بات کی روٹیاں کھاتے ہیں فرقہ کو جنگ اور خونریزی کی تباہیوں میں نہ ڈال سکیں۔

بنارس کے فسادات مشکل ہے کہ اب ختم ہوگئے اور اب وہاں پھر امن قایم ہوگیا ہے، لیکن وہ امن کبھی حقیقی امن نہیں ہوتا کہ جو سنگینوں کی نوکوں سے قایم کیا جائے۔ حقیقی امن وہی ہے کہ جب دونوں فریقوں کے دل ایک دوسرے کی طرف سے صاف ہو جائیں۔

بدیشی کپڑے کی درآمد میں کمی

بمبئی کے کارخانہ داروں کی انجمن نے غیر ملکی سوت اور سوتی پارچہ کی ۱۹۳۰ء کی درآمد کے متعلق اعداد و شمار شایع کیے ہیں ان سے ظاہر ہوتا ہے کہ ۱۹۳۰ء میں صرف ۲۹ کروڑ ۷۰ لاکھ گز غیر ملکی کپڑا ہندوستان میں آیا ہے۔ ۱۹۲۹ء میں ۵۶ کروڑ ۵۰ لاکھ گز غیر ملکی کپڑا ہندوستان میں آیا تھا یعنی ۱۹۲۹ء کی درآمد کے مقابلہ میں ۱۹۳۰ء کی درآمد میں ۲۶ کروڑ ۸۰ لاکھ گز کی کمی واقع ہو گئی ہے یا بہ الفاظ دیگر درآمد میں ۴۸ فی صدی کی کمی ہو گئی ہے۔ ۱۹۳۰ء کے بارہ ماہ میں سوت کی مجموعی درآمد ایک کروڑ ۶۰ لاکھ پونڈ ہوئی ہے۔ حالانکہ ۱۹۲۹ء کے بارہ ماہ میں ۲ کروڑ ۸۰ لاکھ پونڈ سوت ہندوستان میں آیا تھا۔ دسمبر ۱۹۳۰ء میں سوتی پارچہ کی درآمد صرف ۶۶ لاکھ گز ہوئی تھی حالانکہ ۱۹۲۹ء کی اوسطاً ماہانہ درآمد ۴ کروڑ ۷۰ لاکھ گز تھی +

حلال خور اور تعلیم کا شوق

بجنور کے مہتروں کا ایک جلسہ ۱۰ فروری کو منعقد ہوا۔ جس میں میونسپل کی توجہ اس طرف مبذول کرائی گئی کہ جبکہ سارے شہر میں لازمی تعلیم جاری ہو گئی ہے تو اس سے مہتروں کو کیوں محروم رکھا گیا ہے۔ کمیٹی سے درخواست کی گئی کہ وہ مہتروں کے بچوں کے لئے بھی تعلیم کا انتظام کرے۔ اسی قسم کے دو اور ریزولیوشن پاس ہوئے +

علیگڈھ مسلم یونیورسٹی کے طلباء کا فیصلہ

نئی دہلی ۱۱ فروری۔ علیگڈھ یونیورسٹی اور اینگلو عربک کالج دہلی کی ایک مشترکہ میٹنگ میں اتفاق رائے سے پاس کیا گیا کہ اس میٹنگ کی رائے میں فرقہ وارانہ انتخابات کو قایم رکھنا مسلمانوں کے مفاد کے لیے تباہ کن ہے اس میٹنگ میں آٹھ صد طلباء موجود تھے +

مولانا محمد علی کی دختر کی تلاشی

مولوی محمد یعقوب نے اسمبلی میں حال ہی میں مرحوم مولانا محمد علی کی دختر کی مراد آباد اسٹیشن پر تلاشی کے متعلق سوال دریافت کیا تھا جسکا جواب دینے کا ہوم ممبر نے وعدہ کیا تھا چنانچہ ہوم ممبر نے اس سلسلہ میں فرمایا۔

مجھے اس سلسلہ میں مندرجہ ذیل اطلاعات موصول ہوئی ہیں۔

۲۰ دسمبر کو کوکین وغیرہ فروخت کرنے والے ایک شخص کی رشتہ دار عورتیں غازی آباد کے آبکاری کے ملازمان نے دہلی کو سفر کرتی ہوئی دیکھی تھیں۔ انکو خیال ہوا کہ شاید وہ کوئی خلاف قانون منشی شئے لینے جا رہی ہیں چنانچہ انکی واپسی کا انتظار کیا جانے لگا۔ اور ہر گاڑی کی نگرانی کی جانے لگی۔

۶ جنوری کو ایک جاسوس نے اطلاع دی کہ دونوں عورتیں مراد آباد کو سفر کر رہی ہیں۔ چنانچہ غازی آباد سٹیشن پر انکی تلاشی لینے کا انتظام کیا گیا۔ لیکن انسپکٹر آبکاری کے تیسرے درجہ کے زنانہ ڈبہ میں پہنچنے سے قبل ہی گاڑی روانہ ہو گئی۔ اور اس نے مراد آباد ریلوے پولیس کو ان دونوں عورتوں کی تلاشی لینے کے لئے تار دیدیا۔

مراد آباد ریلوے اسٹیشن پر ہیڈ کانسٹبل نے ان دونوں عورتوں کی تلاشی لی جن میں سے ایک مولانا محمد علی کی دختر تھیں اور دوسری انکی ایک ساتھی تھی۔ ان کے قبضہ سے کوئی ممنوعہ شئے برآمد نہیں ہوئی۔ مقامی حکام اور ہوم ممبر نے اس غلطی پر اظہار افسوس کیا ہے۔

وزیروں کی تنخواہ میں کمی

۲۷ فروری کو کونسل میں خان بہادر سید حبیب اللہ خاں سابق ڈپٹی پریزیڈنٹ کونسل میں یہ تحریک پیش کرینگے کہ وزراء کی تنخواہیں موجودہ تنخواہوں سے نصف کر دی جائے۔

ہر وزیر کو آجکل ۳۰ ہزار روپیہ سالانہ تنخواہ ملتی ہے حکومت کی جانب سے پنجاب میونسپل ایکٹ کی ترمیم کا بل پیش کیا جائے گا۔

ایک سارجنٹ پر اغوا کا دعوےٰ

بمبئی کے مجسٹریٹ نے گلابائی پارکر نامی ۱۴ سالہ لڑکی کی درخواست خارج کر دی جو اس نے سارجنٹ فائنن کے خلاف قانونی سرپرست سے اغوا کرنے اور ناجائز طریقہ پر مقید رکھنے کے الزام میں دی تھی۔ اس سلسلہ میں یہ بات یاد رکھنا چاہئیے کہ یہ مقدمہ ۲۶ اکتوبر کو آزاد میدان میں جھنڈے کی سلامی کا شاخسانہ ہے جبکہ بہت سی خواتین کو گرفتار کر کے پولیس لاریوں میں بھر کر شہر سے باہر چھوڑ آئی تھی۔ درخواست میں تحریر کیا گیا تھا کہ سارجنٹ فائنن کو زیر دفعات ۳۶۳ اور ۳۴۲ تعزیرات ہند سزا دی جائے۔ جبکہ مقدمہ کی تحقیقات ہو رہی تھی پولیس کمشنر نے مجسٹریٹ کو لکھا کہ ملزم اس کی ہدایت کے مطابق خواتین کو اگر دلی سے گیا تھا۔

ہر دو جانب سے دلائل پر بحث ہونے کے بعد سماعت کنندہ مجسٹریٹ نے اس بنا پر درخواست خارج کر دی کہ ملزم نے اپنے افسر کے حکم کے مطابق عمل کیا۔

"عصمت" کی غلطی

گذشتہ پرچہ میں آل ایشیا خواتین کانفرنس کے متعلق عصمت میں جو خبر شائع ہوئی تھی اس کے متعلق معزز ہمعصر تہذیب النسواں نے ہمیں اطلاع دی ہے کہ وہ صحیح نہ تھی۔ "عصمت" کا ذکر جس خصوصیت کے ساتھ معزز ہمعصر نے کیا ہے اس کے لئے ہم ممنون ہیں، لیکن اس حالت میں کہ جب ملک کے تقریباً ہر اخبار میں وہ خبر موجود تھی تو "عصمت" کی تخصیص کی کوئی خاص ضرورت نہ تھی کیونکہ ظاہر ہے کہ کانفرنس دہلی میں نہیں ہوئی تھی اور "عصمت" کا ذریعہ معلومات ملک کے اخبارات ہی ہیں۔ علاوہ بریں تہذیب النسواں کی طرح عصمت کوئی اخبار نہیں ہے بلکہ صرف ایک ادبی ماہوار پرچہ ہے اس لئے اسکے لئے خبروں کے متعلق کوئی خاص انتظام کرنا ضروری نہیں ہے۔

بزم عصمت کا بقایا

تخمہائے سبز ترکاری، اور پھلواری کی مستند اور معتبر دوکانوں کے پتہ سے کوئی بھائی یا بہن بذریعہ عصمت مطلع فرمائیں گے تو میں ممنون ہونگا۔

محمد عبداللہ خاں (خورجہ)

اگر کسی عصمتی بہن نے سہیلیوں کا اسٹور دہلی سے باریک ریشمی وائل پر کامدانی کام کرایا ہو تو بذریعہ بزم عصمت مطلع کریں کہ کیسا کام ہوتا ہے۔

مسز سید محمد ذکی انباری

دستِ کرم

تربیت گاہ بنات کے لیئے جن درد مند عصمتی بہنوں اور بھائیوں نے اس ماہ میں روپیہ بھیجا ہے ان کے اسمائے گرامی دلی شکریہ کے ساتھ درج ذیل کیئے جاتے ہیں۔

تسلیم بیگم صاحبہ معرفت کلکٹر صاحب سکھر مہ
بنت سید افتخار حسین صاحب جج جیپور سہ
چودھری محمد مظفر الدین صاحب انہونہ مار
محمد عبد اللہ شریف صاحب میسور سہ
بیگم سید اصغر حسین صاحب لکھنؤ مہ
بیگم ڈاکٹر محمد سعید صاحب کراچی بندر مہ
سید رفیق احمد صاحب جج جالندھر مہ
سید عبد القادر صاحب امراوتی مار
والدہ نصیر الدین ہاشمی صاحب حیدر آباد دکن مہ
محمد اشرف عالم صاحب رتا پیران پنجاب مہ
مسز رحیم صاحبہ کیمور مہ
بیگم مولوی محمد احمد صاحب مجسٹریٹ آگرہ مہ
بیگم میاں خوشی محمد صاحب گجرات للعہ
بیگم نواب محمد شرف الدین خانصاحب حیدر آباد دکن عہ
مسز چودھری سرفراز خاں صاحب لکھنؤ مہ
حبیب الرحمن صاحب جاورہ مہ بیگم وحید ملک صاحب ملک اجشاہی مہ
مسز عطاء الرحمن صاحب پٹنہ مہ ہمشیرہ مشرف حسین صاحب لکھنؤ مہ
مسز محمد سعید صاحب سیدنی مہ مسز فقیر محمد صاحب گھیانہ مہ
مہر النساء صاحبہ کڑاپا مہ سید علی احمد صاحب للگذار پاتربانی مہ - باقی کالم ۲ پر

بزمِ عصمت

میری ہمشیرہ محترمہ عزیز النساء خانم (مسز عثمان علی صاحب انصاری ہیڈ ماسٹر نوشہرہ) نے ۸-۹ ماہ ہوئے دو ننھے بچے چھوڑ کر عالم جوانی میں انتقال کیا تھا انکے چند کپڑے کسی مستحق بہن کے واسطے اور ۵ روپیہ مدرسہ کی بچیوں کے واسطے ہمراہ پارسل ارسال خدمت ہیں۔ ان کے انتقال کو ۸-۹ ماہ ہو گئے لیکن کسی طرح دل کو تسکین نہیں ہوتی۔ انکے دونوں معصوم بچوں کو دیکھ دیکھ کر کیا بتاؤں دل پر کیا گذرتی ہے۔ مرحومہ بہن کے پاس عصمت بہت زمانہ سے آتا تھا۔ اور ایک خاص انس عصمت سے تھا۔

مس شیر علی انصاری شکارپور سندھ

تیرھویں رمضان کو میری بہن حسینہ بیگم بعمر ۱۶ سال انتقال کر گئی اس کی روح کو ثواب پہنچانے کے لیئے ۶ روپیہ ارسال خدمت ہیں عصمتی بہنوں سے درخواست ہے اسکی مغفرت کی دعا کریں۔ بنت حکیم سعید حسن صاحب کیرانہ مظفر نگر

علاؤ الدین احمد صاحب ارشار مہ مسز سید الطاف حسین صاحب میرٹھ مہ
حمید اے خاں صاحب پونہ مہ بیگم قاضی سید بدیع الزماں صاحب پڑمہ
مسز ام ای ملک صاحبہ مظفر پور مہ مسز احمد حسین صاحب پوتمل مہ
محمد منظور علی صاحب بھوپال مہ راجہ محمد حسن صاحب کرنال مہ
بیگم علی حسن صاحب سیتاپور مہ ڈاکٹر سید رشید احمد صاحب نہٹور مہ
اے ایچ صدیقی صاحب راولپنڈی مہ محمد عمر صاحب لاہور مہ

راشد الخیری

میرا چھوٹا بھائی محمد سعید سلمہٗ، جہانگیریہ ہائی سکول میں پڑھتا ہے۔ ۲۳ تاریخ کو جب مدرسہ کھلنے پر کمرہ میں داخل ہو رہا تھا چھت گر گئی اور دو لڑکے دب گئے خدا نے میرے عزیز بھائی کو بال بال بچا لیا اس خوشی میں ۵ روپیہ کی حقیر رقم برائے تربیت گاہ ارسال ہے

دختر محمد فراہیم صاحب تحصیلدار ریاست بھوپال

بذریعہ منی آرڈر عـــہ ارسال خدمت کیے گئے ہیں۔ بھائی صاحب مولوی عبدالرؤف صاحب کی جانب سے تربیت گاہ کی لڑکیوں کے لیے قبول فرمائیے۔ یہ رقم بتقریب کتخدائی نور چشمی حفیظہ جمال سلمہا روانہ کی گئی ہے جو گزشتہ شعبان میں ہمارے ہمشیرہ کے لڑکے برہان الدین حسن "بی اے جی" انسپکٹر زراعت سے ہوئی۔

نصیر الدین ہاشمی حیدر آباد دکن

میرے چہرہ پر تین سال سے چھوٹے بڑے بھورے یعنی کتھئی رنگ کے تِل پھیل گئے ہیں میں نے یونانی اور ڈاکٹری بہت علاج کیا ہنوز نفع نہیں ہوا ستمبر ۱۹۳۸ء کے پرچہ میں بہن علوی صاحبہ لکھنؤ نے تحریر فرمایا ہے کہ مجھے ایکچشن بیوٹی کریم کے استعمال سے فائدہ ہوا لہٰذا محترمہ موصوفہ کی خدمت میں اِلتماس ہے کہ ایکچشن بیوٹی کریم کہاں ملتی ہے دُکان اور شہر وغیرہ کے پتہ سے مع طریقہ استعمال کے دن میں کے مرتبہ لگایا جائے۔ مفصل بذریعہ عصمت اطلاع فرما کر ممنون و مشکور فرمائیں۔ راقمہ ایک عصمتی بہن خریدار ۱۶۲۲

ادنی سلائیوں کی ایک ایسی اُردو کتاب کہاں سے ملے گی جس میں عمدہ عمدہ نمونے ہوں اور اچھی طرح بنانے کی ترکیب سمجھائی گئی ہو۔ کوئی عصمتی بہن مطلع کریں۔

منظور زہرہ امروہہ

محترمہ بہن کلثوم سعید خانم سے گزارش ہے کہ جناب کی چچازاد ہمشیرہ مسز منظور صاحب کہاں قیام پذیر ہیں جب گورداسپور میں تھیں تو خط لکھتی تھیں میرے خط کے جواب نہ ملنے پر تبدیلِ قیام کا گمان ہے ازراہِ کرم ان کے موجودہ پتہ سے بذریعہ عصمت مطلع فرما کر مشکور بنائیں۔

ایک عصمتی بہن از کلکتہ خریدار نمبر ۳۱۷

پیاری بہن والدہ عقیلہ بیگم آپ اس قدر جلد بھول گئیں۔ افسوس میں نے متواتر خطوط لکھے لیکن آپ کو یاد نہ پڑی اس سنئے سکوت سے سخت متحیر ہو کر یہ آخری کوشش بذریعہ عصمت ختم کرتی ہوں غالباً بزم عصمت پر ایک نظر ضرور ڈالیں گی۔

آپ کی گمنام بہن از کلکتہ خریدار ۳۱۷

تیل اور اُونی کپڑوں سے تیل کی چکنائی کا داغ کس طرح دُور کیا جائے کہ کپڑا خراب نہ ہو۔ اور داغ بالکل صاف ہو جائے۔ کوئی بہن بذریعہ عصمت اطلاع دیں۔ نیز ہماری، قابل افسانہ نگار بہن مسز یوسف الزماں صاحبہ کس وجہ سے کیوں خاموش ہیں۔

اص بنت سید نقی الحسن صاحب ایس ڈی او۔ ایلچپور

عرصہ تین ماہ کے قریب ہوا کہ میرے سر میں درد ہوا اس وجہ سے میرے بال جھڑ گئے ہیں کوئی بہن

یا بھائی ایسی آزمودہ دوا لکھیں تاکہ سال کے اندر بال خوب بڑھ جائیں مشکور ہونگی اور میرے چہرے پر مہاسے نکلتے ہیں کوئی بہن ایسی آزمودہ دوا لکھ کر بھیجیں کہ پھر کبھی نہ نکلیں زیادہ کیا تحریر کروں۔ سرور جہاں پٹیالہ

نہایت ادب سے اپنی محترم عصمتی بہنوں و بھائیوں کی خدمت میں عرض ہے کہ میری سوتیلی بیٹی جسکی عمر قریباً ۲۴-۲۵ کی ہے ورم اور درد گھٹنہ سے سخت تنگ ہے بالکل چل پھر نہیں سکتی۔ پہلے گھٹنہ کو معمولی چوٹ لگی تھی۔ اسکا علاج دیسی اور ڈاکٹری ہرچند کرایا گیا کوئی فایدہ نہیں ہوا۔ اب ۱۰ ماہ سے گھٹنہ پر بہت ورم ہے اور چمکدار ہے۔ نیچے کے پٹھے اکھٹے ہو گئے ہیں بخار تو نہیں مگر گاہ بگاہ درد بھی ہوتا ہے۔ جہاں چوٹ لگی تھی کسی عصمتی بہن یا بھائی کی سمجھ میں آجاوے۔ تو مجرب علاج بمعہ ترکیب رسالہ عصمت میں درج فرما کر ثواب آخرت حاصل کریں۔ میری بچی اس وقت دو بچوں کی ماں ہے +
اہلیہ حافظ نذر محمد پسرور

مسز احمدی کی طبیعت قریب چھ ماہ سے یہ شکایت ہے کہ کھانا مطلق ہضم نہیں ہوتا بلکہ کھانے پر رغبت نہیں۔ پیٹ پھول جاتا ہے اور قبض سخت ہو جانے کی وجہ سے مسہل کی ضرورت ہوتی ہے اور پے درپے دست آنے کی وجہ سے تکان محسوس ہوتی ہے ڈاکٹروں کا علاج کیا کچھ فایدہ نہیں انگریزی طب میں شاید اس مرض کو سپرو کہتے ہیں۔ نقاہت روز بروز بڑھتی جاتی ہے کیونکہ کھایا کچھ نہیں جاتا۔ دودھ پر گذارہ ہے یہاں تک کہ ڈبل روٹی کا گردا بھی ہضم نہیں ہوتا۔ اگر کسی عصمتی بہن یا بھائی کو کوئی آزمودہ نسخہ معلوم ہو تو بذریعہ عصمت اطلاع دیں۔ شیخ عبدالقادر احمدی پنشنخوار ڈپٹی ایجوکیشنل انسپکٹر سہارا بمبئی۔

عید کے بعد بھی جسکا رنگ سانولہ ہو وہ ہندوستان میں نہ رہے

اب تک تو ہندوستان والے بے فکر تھے کہ ہندوستان میں کالے آدمی بھی رہ سکتے ہیں اور گورے بھی مگر اب کچھ عرصہ سے یہ حیرت انگیز حقیقت ظاہر ہو رہی ہے کہ تمام ہندوستان میں ایک آدمی بھی ایسا نظر نہیں آئیگا جس کا رنگ کالا یا سانولہ ہو کیونکہ ہمارے قومی اور جنسی دواخانہ کی حیرت انگیز ایجاد حسن پرور کی ایک شیشی جو بہن بھی استعمال کرلیتی ہے اسکا رنگ حیرت انگیز طور پر نہایت خوبصورت اور سرخ سفید ہو جاتا ہے۔ اسوقت ہندوستان میں سینکڑوں عورتیں ایسی ملیں گی جو حسن پرور کی تعریف کرتی ہیں اور کہتی ہیں کہ اسکی ایک شیشی کا استعمال جادو کا اثر رکھتا ہے عصمتی بہنوں میں سے جس بہن کا رنگ سانولہ یا کالا ہو وہ فوراً

زنانہ دواخانہ پوسٹ جنگ پورہ دہلی

سے ایک شیشی حسن پرور کی منگا کر استعمال کرلے۔ ایک شیشی کی قیمت گیارہ آنہ ہے۔ (اور پانچ آنے محصول ڈاک پیکنگ کے خرچ ہوتے ہیں)

(نوٹ) رنگ عارضی طور پر نہیں بلکہ مستقل طور پر خوبصورت ہوجاتا ہے

منتظمہ

میاں بیوی کا جھگڑا دور کرنیکا تعویذ

صحت صحت اور صرف صحت ہے

خاوند جب سارے دن کا تھکا ماندہ گھر میں آتا ہے تو وہ امید کرتا ہے کہ اسکی بیوی اسے خوش لے اس کی شکل اسکا رویہ اسکی مدارات سب ہی دلکش ہو لیکن جب عورت کی صحت ہی اچھی نہ ہو اسکا چہرہ افسردہ۔ اس کی حرکت سست اور اس کا مزاج چڑچڑا نہ ہو تو اور کیا ہو۔ ہمارے ملک کی نوے فی صدی بیبیاں کسی نہ کسی اندرونی مرض میں مبتلا ہوتی ہیں۔ اور اس وجہ سے وہ اپنی عمر زندہ رہ کر نہیں بلکہ لٹک کر گذارتی ہیں ایک خفیف سا نقص عورت کی شکل اور اس کے اخلاق کو بگاڑ دیتا ہے۔ پس اگر صحت کی قدر کرتی ہیں تو

کنارسی نس

استعمال کریں یہ دوا خون صالح پیدا کرتی ہے ہر قسم کے نقص خواہ کمی سے ہو یا زیادتی سے دور کرتی ہے۔ اگر بالجسم موٹا تازہ ہوتا ہے تو معکوس ہوتا ہے قیمت فی شیشی علاوہ محصول ایک ... تین شیشی سالم پانچ روپے ... [illegible] ... کی دوا خوش ... طلب کریں۔

ملنے کا پتہ: ... [illegible]

مصورِ غم حضرت علامہ راشد الخیری مرحوم کے اصلاحی و معاشرتی مختصر افسانے

تمغۂ شیطانی

حضرت علامہ راشد الخیری نے اسلام کو جن بنیادی اصولوں پر بتایا ہے۔ اردو لٹریچر میں اس کی نظیر نہیں مل سکتی جن مسلمانوں نے سمجھ کر علامہ محترم کی تصانیف کو پڑھ لیا۔ صحیح اسلام ان کے ذہن نشین ہو گیا۔ اور ہزاروں گھر تباہی سے بچ گئے۔ تمغۂ شیطانی میں امت شیطانی کے آٹھ کیرکٹر دکھائے گئے ہیں۔ ان لوگوں کے جو نیک انسان سمجھے جاتے تھے۔ مگر ان کے ایک نفس سے جو بظاہر بہت معمولی بات تھا۔ حلقۂ شیطانی میں داخل ہونے جہاں ناکردنی کرنے والی بھری۔ ملاجی۔ خانصاحب کے حالات پڑھ کر ہنستے ہنستے پیٹ میں بل پڑ جاتے ہیں۔ وہاں شمس، پیرجی، شیرازی کے واقعات آنکھوں سے آنسو گرا دیتے ہیں۔ بیحد مؤثر اور بہت مفید افسانہ ہے یہ وہی سبق آموز اور عبرت انگیز افسانہ ہے جس کی رسالہ عصمت میں شایع ہو کر دھوم مچ چکی ہے۔ قیمت صرف ۱۲؍

سات روحوں کے اعمالنامے

جسے تمغۂ شیطانی کا جوڑ کہا جاتا ہے۔ دنیا کی سات عجیب غریب روحیں ایک شیطان کی مغفرت کے لیے پیش کی جاتی ہیں۔ آخری روح کے کارنامے اس قدر درد انگیز ہیں کہ ہچکی بندھ جائے کنواری لڑکیاں نہ منگائیں ۶ مرتبہ چھپی ہے۔ قیمت ۸؍

بنت الوقت

ہماری مستورات کی تعلیم و تربیت کا بے مثال مرقع وقت کا اندھا دھند ساتھ دینے والی ایک ناعاقبت اندیش لڑکی کا عبرت انگیز انجام ۶ بار چھپ چکی ہے قیمت ۸؍

ستونتی

نہایت دلچسپ سبق آموز قصہ جس میں ثابت کیا گیا ہے کہ مرد کے لیے بیوی سے بڑھ کر کوئی نعمت نہیں ہو سکتی اور شریف عورت شوہر کے لیے سب کچھ قربان کر کے اور وفاداری ایثار سے جوہر دکھلا کے دنیا کو محو حیرت کر دیتی ہے اس کتاب کی مقبولیت کا اندازہ اس سے کیجیے کہ دو سال میں چار مرتبہ چھپ چکی ہے۔ قیمت صرف آٹھ آنہ

ولایتی نہنی

باتصویر ناولی عشق کی جوڑ کا نہایت پُر لطف افسانہ ہے جس کے ہر فقرہ پر ہنستے ہنستے پیٹ میں بل پڑ جاتے ہیں۔ بی نہنی نے بڑھاپے میں وہ سوانگ بھرے ہیں کہ بس پڑھنے ہی سے تعلق رکھتے ہیں عصمت میں اس کی تین ہی قسطیں چھپی تھیں کہ چاروں طرف سے کتابی صورت میں شایع کرنے کا اصرار ہونے لگا ہاف ٹون بلاک کی تصویر بھی ہے قیمت ۸؍

تفسیرِ عصمت

یہ وہی دلآویز افسانہ ہے جس نے رسالہ عصمت کے مشہور جوبلی نمبر میں چار چاند لگا دیے تھے۔ عبدل کا کیرکٹر اس قدر پُر لطف ہے کہ ہنستے ہنستے پیٹ میں بل پڑ جاتے ہیں اور واقعات اس قدر درد انگیز کہ بے ساختہ آنسو نکل آتے ہیں خلع اور ارتداد پر اس سے بہتر افسانہ آج تک اردو زبان میں شایع نہیں ہوا ہر مسلمان مرد اور ہر مسلمان عورت کی نظر سے گذرنا چاہیے قیمت ۶؍

انگوٹھی کا راز

جدید اڈیشن حضرت مصنف نے نظر ثانی کر کے اور بہت کچھ اضافہ کے بعد شایع کیا گیا ہے۔ یہ تین مختلف الخیال لڑکیوں کا سبق آموز افسانہ ہے رابعہ کا عبرت انگیز انجام اسلامی کی جگر خراش داستان اور صفیہ کی مشکلات انگوٹھی کا راز اس خوبی سے حل کرتا ہے کہ پڑھنے والے محو حیرت ہو جائیں

قیمت آٹھ آنہ

سرابِ مغرب

غیر مسلم مدارس میں لڑکیوں کا تعلیم پانا کہاں تک جائز ہے اس بحث پر یہ مشہور کتاب تقلید مغربی کے دردناک نتائج پارٹیز کا حشر۔ ماں باپ کی ناعاقبت اندیشی اور لڑکی کی تباہی۔ یہ کتاب بھی چھ مرتبہ چھپ چکی ہے

(کنواری بچیاں نہ منگائیں)

قیمت صرف آٹھ آنہ

منازلِ ترقی

اس عبرت انگیز افسانہ میں دکھایا گیا ہے کہ انسان ترقی کی دھن، لیڈری کے شوق اور دولت کے نشہ میں اخلاق انسانیت اور مذہب کو تج کر غریب رشتہ داروں پر کیسے کیسے ظلم ڈھاتا ہے ولی احمد بشیرن دونو میاں بیوی کے کیرکٹر نہایت دلچسپ ہیں قیمت ۴؍

بچہ کا کرتہ

ایک عاشق زار بدنصیب ماں اپنے جوان بچہ کی بدولت وہ وہ مصیبتیں اٹھاتی ہے کہ کلیجہ منہ کو آتا ہے دنیا اس کی محبت اور ایثار کا وہ عبرت انگیز جواب دیتی ہے کہ آنکھ سے آنسو نکل پڑتے ہیں بہت مؤثر افسانہ ہے کئی بار چھپ چکا ہے۔ قیمت چار آنہ

وِیڈیا کی سرگذشت

گمراہ ہوتی تو وہاں بھی نہ ہوتا فیشن اور جدت کی دلدادہ ایک انگریز خاتون کی کہانی اسی کی زبانی مغربی معاشرت کا ایک نہایت کامیاب مرقع یوروپین میاں بیوی کے تعلقات کا ہو بہو فوٹو قیمت چار آنہ

مَوءُودہ

ہندوستان کے کئی صوبوں میں رواج کو غالب کر کے ترکہ پدری سے لڑکیوں کو محروم کر رکھا ہے اس موضوع پر نہایت اچھی مؤثر کتاب ہے۔ پڑھ کر آنکھیں ڈبڈبا آتی ہیں چوتھی بار چھپی ہے قیمت صرف آٹھ آنے علاوہ محصول ڈاک

مینیجر عصمت دہلی

Regd. No. ...

March 1931

Vol. 46

No. 3

THE ISMAT DELHI

India's Leading Literary Ladies Magazine

اردو زبان کا سب سے بہتر مولود شریف

آمنہ کا لال

حضرت علامہ راشد الخیری مدظلہ کی تازہ تصنیف

جس کا کئی کئی سال سے تعلیم یافتہ مسلمانوں کو انتظار تھا نہایت آب و تاب کیساتھ چھپکر تیار ہے

اب پڑھی لکھی عورتوں کی مجالس میلاد میں یہی کتاب پڑھی جائیگی اور وہ اپنی غیر مسلم سہیلیوں کو بڑے فخر کیساتھ بلا سکیں گی اور اعلیٰ تعلیم یافتہ مرد بڑے ذوق و شوق سے آمنہ کے لال کا مطالعہ کرینگے کیونکہ اس میں ایک واقعہ بھی ایسا نہیں جو خلاف عقل کہا جا سکے۔ نثر کے ساتھ ساتھ جہاں جہاں نظم ہے وہ بھی اس قدر موثر ہے کہ اہل دل تڑپ اٹھیں کیونکہ تمام اشعار خود علامہ محترم ہی کے ہیں۔

آمنہ کے لال میں علامہ راشد الخیری کا بہترین لٹریچر ہے

بہت خوبصورت ٹائیٹل۔ دبیز کاغذ۔ عمدہ لکھائی چھپائی قیمت ایک روپیہ

اس کتاب کی مقبولیت کا اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ اکثر خواتین و حضرات نے دو دو۔ پانچ پانچ اور دس دس جلدیں ایک ساتھ منگائی ہیں

ملنے کا پتہ منیجر عصمت دہلی

دلی کے کھنڈروں سے ایک صدا

شاہجہان آباد اجڑ چکا۔ مگر اس کے کھنڈر اب تک مٹنے والوں کے کارنامے سنا رہے ہیں اور شہر کے در و دیوار اس وقت بھی اپنے مہمانوں کا مرثیہ پڑھ رہے ہیں۔ آج سے ستر سال پہلے دلی کیا تھی۔ بادشاہ کا جلوس، قلعہ معلی کی بہاریں، شاہی جشن، میلے تماشوں کے رنگ۔ دربار کی کیفیت۔ قطب صاحب کے مقبرے۔ پیر غیب، شاہ برے اور کونڈے کے جشن۔ شہرآبادی کی چہل پہل۔ ہندو مسلمانوں کی معاشرت۔ رمضان عید، سلونو۔ سالگرہ کے تزک و احتشام، شادی بیاہ کی رسوم۔ غرض دورِ گزشتہ کی بہار اگر دیکھنی ہو تو

مصورِ غم حضرت علامہ راشد الخیری مدظلہ کی معرکۃ الآرا تصنیف

نوبتِ پنج روزہ یعنی وداعِ ظفر

ملاحظہ فرمائیے جس میں آخری تاجدار مغلیہ کی پانچ نوبتیں اس قدر دردانگیز پیرایہ میں لکھی گئی ہیں خون کے آنسو رلا دینگی۔ پانچویں نوبت وہ ہے جب دلی نے بادشاہ کو وداع کیا۔ غدر ۵۷ء کے واقعات، مجبوروں کا ظلم، مظلوموں کی حالت زار۔ مردوں کی بربادی۔ عورتوں کی تباہی، بادشاہ کے بے پناہ مصائب۔ ناممکن ہے کہ آپ آنسو بہائے بغیر پڑھ سکیں بادشاہ کی تصویر اور بہترین نادر عکسی تصویریں بھی دی گئی ہیں۔ ہزاروں جلدیں ہاتھوں ہاتھ نکل چکیں، تیسرا ایڈیشن بھی قریب الختم ہے قیمت صرف عہ علاوہ محصول۔ ایک قسم خاص نہایت اعلیٰ درجہ کے چکنے ولایتی سفید کاغذ پر چھپی ہے قیمت [illegible] ملنے کا پتہ۔ منیجر عصمت دہلی

مصورِ غم حضرت علامہ راشد الخیری مدظلہ کی بے نظیر تصنیف

حیاتِ صالحہ

یعنے

صالحات

صالحات جو بیس سال سے ناپید تھی اور کئی گنی قیمت پر بھی کہیں نہ ملتی تھی۔ برسوں کی محنت اور تلاش اور سینکڑوں روپیہ صرف کرنیکے بعد اب پھر چھپکر تیار ہے۔
صالحات ہی وہ پہلی تصنیف ہے جس نے علامہ راشد الخیری مدظلہ کے کمال افسانہ نگاری کا ہندوستان بھر میں ڈنکا بجا دیا تھا اس میں ایک نیک لڑکی کی زندگی کے وہ تمام واقعات نہایت ہی موثر پیرایہ میں بیان کئے گئے ہیں جو اکثر ہندوستانی گھروں میں پیش آتے ہیں۔ صالحات سے معلوم ہوگا کہ وہی باپ جو اولاد کا عاشق زار ہے کس طرح بچوں کی جان کا دشمن اور خون کا پیاسا ہو جاتا ہے۔ صالحات بتائیگی کہ جاہل سوتیلی ماں کس طرح سوکن کے بچوں کی مٹی پلید کرتی ہے۔ صالحات سے معلوم ہوگا کہ نیک کوک کی لڑکیاں مصائب کا کیسے کیسے ایثار اور قربانیوں سے مقابلہ کرکے دنیا کو حیرت میں ڈالدیتی ہیں۔ قصہ کے ضمن میں آج سے چالیس سال پہلے کے گھرانوں کی معاشرت۔ رسم و رواج وغیرہ نہایت دلچسپ طریقہ سے بیان کئے گئے ہیں۔ طرز تحریر کا کیا کہنا! زبان وہی قلعہ معلی کی بیگماتی، کوثر سے ڈھلی ہوئی واقعات اس قدر موثر کہ کلیجے کے پار ہوتے ہیں ہندوستانی زبانوں میں مستورات کے مطلب کے اس قدر بلند معاشرتی ناول بہت ہی کم لکھے گئے ہیں۔ ضخامت پونے دو سو صفحے۔ اعلیٰ درجہ کا دبیز کاغذ عمدہ لکھائی چھپائی قیمت صرف ایک روپیہ آٹھ آنہ علاوہ محصول

ملنے کا پتہ منیجر عصمت دہلی

THE ISMAT DELHI.
ESTD 1908.

عصمت



شریف ہندوستانی بیبیوں کے لیئے

پاکیزہ خیالات۔ علمی۔ ادبی مضامین اور مفید معلومات کا مجموعہ جو

مصور غم علامہ راشد الخیری مدظلہ

کی سرپرستی مین ہر انگریزی مہینے مین ایک بار شائع ہوتا ہے

اپریل
۱۹۳۱
قسم دوم

ایڈیٹر رازق الخیری

چندہ سالانہ قسم اول پانچ روپے
چندہ سالانہ قسم دوم ساڑھے تین روپیہ

SAMI 31

مصورِ غم حضرت علامہ راشد الخیری ظلہ کے مختصر افسانوں کے مجموعے

سیلابِ اشک یا تصویر

درد انگیز افسانے (۱) پرستار محبت عورت کا دل وفا و محبت کے خزائن سے مالا مال ہے۔ یہ سبق آموز افسانہ جو کٹر سے کٹر انسان کی آنکھیں نمناک کردیگا اسکا ثبوت ہے اور بے انتہا مقبول ہوا ہے (۲) بلوچن کے تین رنگ ایک خوددار لڑکی کی وفاداری اور انتقام اور احسان کے جوہر دکھا کر محو حیرت کر دیتی ہے (۳) طلاق کا سفید بال۔ میاں بیوی کے تعلقات کیا چیز ہیں۔ خودداری اور ایثار کسے کہتے ہیں ضمیر و ایمان کیا کام کرتا ہے اس فلسفیانہ نہایت درد انگیز افسانہ سے معلوم ہوگا کہ جس نے کتنے ہی گھر تباہی سے بچا ڈالے (۴) کج اکبر جس سے معلوم ہوگا کہ ماں کا دل کس طرح کی محبت سے لبریز ہوتا ہے۔ اور سچی خوشی کسے کہتے ہیں (۵) عدل گلبدن شہنشاہ بابر کی لخت جگر شہزادی گلبدن بیگم کی شجاعت۔ عدل و کرم احسان و عفو کے حیرت انگیز کارنامے۔ (۶) بے قصور بچی۔ بے انتہا موثر فسانہ (۷) ثریا کا تحفہ۔ ہر افسانہ کے ساتھ نہ صرف کثیر صرف کرکے خوبصورت ہاف ٹون کی تصاویر لگائی گئی ہیں جو مشہور مسٹر سمیع نے تیار کی ہیں۔ قیمت ایک روپیہ چار آنہ

طوفانِ اشک

یعنی رواج کی چوکھٹ پر مظلوم عورتوں کی قربانیاں ۱۲ دل ہلا دینے والی یہ کہانیاں قیمت عہ/

رواج کی بھینٹ	محروم وراثت	اس ہاتھ دے	بیٹے کیا دیکھا
کلنک کا ٹیکہ	سوتیلی ماں کا آخری وقت	تکفیر عبادت	شہید معاشرت
بیوہ کی سسکیاں	ترمیت کا خواب	نئی دلہن	طوفانِ اشک

گلدستۂ عید

عید کی دعا، عید کی خوشی، ام جعفر کی عید، ترکن ماما کی عید، پچاس سال پہلے کی عید، کنواری بچی کی عید ایسے ایسے ۱۴ سبق آموز افسانے اور مضامین صرف عید کے متعلق ہیں سچی خوشی کس طرح میسر ہوتی ہے رمضان شریف میں کیا کرنا چاہیے عید کس طرح منائی جاتی ہے اسکا جواب گلدستہ عید میں ملیگا جو بہترین علمی عیدی ہے ہر وقت پڑھنے کی چیز ہے قیمت ۱۲/

نانی عشو

آپ کتنے ہی سنجیدہ کیوں نہ ہوں ناممکن ہے کہ نانی عشو پڑھتے یا سنتے وقت آپ کے پیٹ میں ہنسی کے مارے بل نہ پڑ جائیں علامہ محترم نے ہنسی کے مضامین بھی لکھے تو وہ جادو کیا کہ تمام ہندوستان میں ان کا ڈنکا بج گیا۔ نانی عشو اور دوسرے ایسے ہی ظرافت آمیز مگر نتیجہ خیز افسانے غیر معمولی مقبولیت حاصل کرچکے ہیں اب انہیں کتابی صورت میں شائع کیا گیا ہے، عرب اور گلشن، رفاعی، سجدۂ رحمت پڑھ کر ایک موقعہ پر آپ کی آنکھوں سے آنسو نکلنے لگیں گے تو دوسرے موقعہ پر ہنسی ضبط نہ ہوسکے گی ڈیڑھ سال میں چند مرتبہ چھپ چکی ہے قیمت صرف عہ/

جوہرِ عصمت

۱۴ سبق آموز افسانے (۱) مظلوم بیوی کا پاک جذبہ۔ عرفان ایک شریف و معزز خاندان کا شخص بری صحبتوں کی وجہ سے لاکھ کا گھر خاک کرکے جیل خانہ پہنچ جاتا ہے مظلوم بیوی کی کوششوں سے اس طرح رہائی حاصل کرتا ہے کہ پڑھنے والے دنگ رہ جاتے ہیں (۲) بھنور کی دلہن بلوچی قوم کے مرد و عورت کے عمیق کیرکٹر، ازدواج ثانی پر نہایت موثر بحث۔ محبت کا جواب اور انتقام بے انتہا دلآویز افسانہ (۳) اگلی محبتیں ہزاروں برس پہلے کے تمدن کا ایک دلچسپ مرقع، شجاعت جان نثاری، دوستی وفاداری اور سچی محبت کے حیرت انگیز مناظر (۴) فسانۂ تنویر۔ ملکہ تنویر کی درد و غم بھری کہانی (۵) بیگناہ کا قتل محبت کی چوکھٹ پر کسان لڑکی کی قربانی (۶) بھاوج کا کینہ۔ دولت و عصمت کا مقابلہ (۷) مامون الرشید کا دربار اور ایک سچی عورت (۸) عدل جہانگیری، شہنشاہ جہانگیر کا انصاف (۹) بلبل کی شہادت (۱۰) ملکہ شہزاد، شہزادی کا عصمت کی کسوٹی پر پورا اترنا (۱۱) بیوقت کی مستحق خدا کی لاٹھی بے آواز ہے (۱۲) غلط فہمی (۱۳) خاتمہ بالخیر قیمت عہ/

شہیدِ مغرب

طرابلس اور مراکش میں مسلمان اور عیسائیوں کے مقابلے اسلام اور نصرانیت کے معرکے مسلمان عورتوں کی ناموس اسلام پر قربانیاں مسلمانوں کی ترقی کا راز اور تنزل کے اسباب شدھی اور تبلیغ کا اثر۔ دس درد انگیز افسانے یہ ہیں۔

دو آسمانی مسافر	شہید مغرب	شہید طرابلس	طرابلس کی صدا
عرب بیدانی	سیاہ داغ	افراط و تفریط	صدائے دلگداز
	کلو نیتاں	سیموتہ	

اگر آپ کو سیاست سے شوق ہے تو شہید مغرب دیکھئے اگر جوش ایمان آپ کے دل میں ہے اور اسلامی خون رگوں میں دوڑ رہا ہے تو شہید مغرب کا مطالعہ کیجئے۔ کنواری لڑکیاں نہ منگائیں قیمت ایک روپیہ دو آنہ

روداد قفس

حضرت علامہ محترم کی درد و اثر میں ڈوبی ہوئی نظموں کا مجموعہ، مظلوم حسینہ، روضہ اقدس پر اسلم کا خط شوہر کے نام، ماں کا پیام سرخاب کا دم توڑنا، التجائے قیصرا بیٹوں کی فریاد، بچپن کی یاد، عید کا کرتہ، اسماعیل کا جھولا وغیرہ وغیرہ، وہ نظمیں ہیں جنکا ہر شعر کلیجہ کے پار ہوتا ہے یہ معمولی نظمیں نہیں ہیں بلکہ مظلوم عورتوں کے نگر خراش نالے ہیں مسلمان گھروں کے عبرت انگیز معاشرتی مناظر ہیں علامہ محترم کو جذبات نگاری میں جو کمال حاصل ہے وہ پورے طور پر ان نظموں میں نمایاں ہے یہ وہ نظمیں ہیں جنہیں پڑھکر دل درد مند تڑپ اٹھیں گے قیمت ۱۲/

محصول ڈاک بذمہ خریدار — **مینیجر رسالہ عصمت دہلی** — محصول ڈاک بذمہ خریدار

تصانیف محترمہ خاتون اکرم جنت مکانی

گلستان خاتون
یعنی جمال ہمنشیں حصہ دوم جنت مکانی

کے بہترین افسانوں کا مجموعہ

شہید ظلم، دلہن، پھولوں، انقلاب زمانہ، تربیت اولاد، طرز زندگی، سچ کی فتح، دوسری شادی وغیرہ وغیرہ

خاتون اکرم جنت مکانی کے وہ سبق آموز، موثر اور دردانگیز افسانے جو نسوانی ادب میں غیر فانی درجہ رکھتے ہیں، جنکی وجہ سے زنانہ رسالوں کے خریداروں میں سینکڑوں کا اضافہ ہوگیا تھا کتاب کی صورت میں جمع کئے گئے ہیں۔ اس سے قبل کسی ہندوستانی خاتون کے ایسے بلند پایہ افسانوں کا مجموعہ اردو میں نہیں چھپا۔ ہندوستانی خواتین گلستان خاتون پر جتنا فخر کریں کم ہے۔ ہر افسانہ ہماری معاشرت کی تصویر ہے۔ کہیں ہنسی آتی ہے۔ کہیں آنسو نکلتے ہیں۔ قیمت صرف ایک روپیہ چار آنہ

پیکر وفا
ایک ولولہ انگیز نتیجہ خیز افسانہ جس میں ثابت کیا گیا ہے کہ وفا عورت کی خلقت میں کوٹ کوٹ کر بھری ہے۔ اور شریف بیوی اپنے شوہر کے لئے ایسی قربانیاں کر دکھاتی ہے کہ دنیا حیرت میں رہ جائے۔ رسالہ [illegible] کی رائے ہے "یہ ایک کامیاب اور مفید افسانہ ہے جس میں عورتوں کے اس احترام کو واضح کیا گیا ہے جس کی تعلیم اسلام نے ہمیں دی ہے۔ انداز بیان دردانگیز، عبارت سادہ و شگفتہ۔" اخبار ریاست لکھتا ہے۔ "طرز بیان اسقدر صاف اور دلکش ہے کہ مولف [illegible]" اخبار کشمیری لکھتا ہے "پیرایہ بیان دلگداز ہے۔" اخبار صداقت کی رائے ہے "کہ پلاٹ اور کیرکٹر دونوں کے لحاظ سے اعلیٰ درجہ کا افسانہ ہے۔" یہ بھی آرٹ کاغذ پر چھپا ہے۔ قیمت ۸

بچھڑی بیٹی
نہایت دلچسپ سبق آموز افسانہ جو کسی زنانہ رسالوں میں شائع ہوکر انتہا پسند کیا جا چکا ہے۔ ایک لڑکی ماں باپ سے بچھڑ جاتی ہے۔ اسکی جدائی میں ماں باپ کی جو کیفیت ہوئی ہے صرف کتاب پڑھنے سے تعلق رکھتی ہے۔ برسوں کے بعد وہی لڑکی اس طرح ملتی ہے کہ جنت مکانی کی بہترین افسانہ نگاری کی داد دینی پڑتی ہے۔ بیحد دلچسپ قصہ ہے قیمت ۴

جمال ہمنشیں
اس شاندار مجموعہ میں فانی زندگی، تغیرات زندگی، اسیر کی نانہ، عبرتگاہ دنیا، موسم بہار، فلسفہ غم، ساون، اسید، زندگی کی نندہ ہستی، کسی کی یاد، اپنی مذاق، خوشی کا دن وغیرہ وغیرہ دلآویز ادبی مضامین ہیں، جن کو عصمت، تہذیب، شباب اردو وغیرہ میں شائع ہوکر دھوم مچ چکی ہے۔ جمال ہمنشیں کے متعلق اخبار جمہور [illegible] ان مضامین میں فلسفیانہ بحث کی ہے۔" اخبار ریسٹن ڈیلی میل کی رائے "ان مضامین کی اردو صاف اور رواں ہے۔" زنانہ رسالہ حرم کی رائے "یہ مضامین بلحاظ زبان و خیال نہایت بلند ہیں۔ اور ان کی اشاعت اردو زبان پر احسان ہے۔" انجمن ترقی کا مشہور سہ ماہی اردو لکھتا ہے "ان مضامین کی عبارت بہت فصیح اور پختہ ہے۔" اخبار وکیل "جمال ہمنشیں نسوانی زندگی کیلئے سبق آموز کتاب ہے۔" اخبار مدینہ کی رائے "مضامین نہایت بلند پایہ ہیں۔" حضرت علامہ راشد الخیری نے دیباچہ لکھا ہے۔ بارسوم قیمت ایک روپیہ ۱۲

یہ چاروں کتابیں آرٹ کاغذ پر چھپی ہیں

عصمتی کروشیا
عصمت

جس کی تصویریں مشہور مصور مسٹر [illegible] نے آرٹ سے بنوائی گئی ہیں۔

مختصر فہرست

ڈاک بنگلہ	گدنائٹ	فارم ہاؤس	بنگلہ کا گارڈن
کلمہ طیبہ	شیر ببر	مرغ	مسجد کا دروازہ
آدمی معہ تفنگ	ناچتا مور	امام حسین	بچے اور ہرن
	جامع مسجد دہلی	تاج محل آگرہ	
۹ خوبصورت کونے		۱۱ دلآویز جھالریں	۵ نفیس انسرشن
چڑیا ڈالی پر	درخت مع ڈالی	عید مبارک	خوش آمدید
راج ہنس	گاڈبلیس	پردار گھوڑے	طوطا دان
نوسیٹے	لی گورزی	ایک خاتون مع پنکھا	بچہ مع پیرمبولیٹر

۲۵ عصمتی بہنوں نے یہ کتاب تیار کی ہے اور فن کروشیا کی مشہور ماہر محترمہ فاطمہ انور علی صاحبہ نے ترکیبیں اور ہدایات لکھکر مرتب کی ہے۔ قیمت ایک روپیہ آٹھ آنہ عہ

عصمتی کشیدہ
یہ کتاب نہایت اچھے اچھے نمونے انتخاب کرکے مرتب کی گئی ہے۔ پہلے کشیدہ کے متعلق ضروری اور کارآمد ہدایتیں ہیں۔ پھر ہر نمونہ کی ضروری تشریح ہے۔ میزپوش، پلنگ پوش، رومال، تکیوں کے گدے، تکیوں کے غلاف، پلنگ کی چادر، پردوں وغیرہ وغیرہ کے وسط اور کونوں کے پھولوں، بوٹوں، گلدستوں وغیرہ کے کئی درجن خوبصورت نمونے ہیں۔ پھر وضع وضع کی دلآویز بیلیں۔ آخر میں چند دل اور چند عمارتوں کے خاکے۔ قیمت ایک روپیہ عہ

مرتبہ: محترمہ آمنہ نازلی صاحبہ

مولانا نیاز فتح پوری کی کتابیں

گہوارۂ تمدن

اُردو زبان میں اپنے موضوع کی پہلی قابل قدر کتاب جسمیں دکھایا گیا ہی کہ دنیا کی تہذیب اور شائستگی عورت کی کس درجہ ممنون احسان ہے اور زندگی کے ہر ہر شعبہ میں عورت نے کیا کیا اصلاح کی ہے۔ اس کتاب کے مطالعہ سے عورتوں کو اپنی قدر معلوم ہو جاتی ہی اور وہ سلیقہ مند۔ بلند حوصلہ۔ محنتی جفاکش بنتی ہیں یہ کتاب کتب خانوں کیلئے سرکاری طور پر منظور ہے۔ بڑی محنت اور جانفشانی سے لکھی گئی ہے۔ قیمت عمہ دو روپے کچھ بھی نہیں۔

نگارستان

ملک کے مشہور انشا پرداز مولانا نیاز کے ادبی شاہکاروں کا مجموعہ جس میں دلآویز مضامین بھی ہیں اور پُرلطف افسانے بھی اور مولانا کے مخصوص انداز میں۔ اس کتاب نے بقول بیشتر ادب لطیف اور انشار لائقہ کی دنیا میں ہلچل ڈالدی ہی۔ بچیوں کے مطلب کی نہیں ہے۔ بڑی عمر کی عورتیں اور مرد منگائیں۔ دوسری مرتبہ آب و تاب سے شائع ہوئی ہی۔ قیمت صرف دو روپے عمہ۔

شہاب کی سرگذشت

اس افسانہ میں چند ایسی خصوصیات موجود ہیں جو اُردو کے دوسرے افسانوں میں بہت کم ملیں گی۔ اندرونی زندگی کی حقیقت کیفیات خوشی اور غم پر محیر العقول کارنامہ کہا جاتا ہی بے حد دلچسپ ہے۔ قیمت صرف ایک روپیہ عہ۔ یہ بھی بچیوں کے مطلب کی نہیں ہے بڑی عمر کے مرد عورت منگائیں!

تصانیف مولوی محمد ظفر صاحب ایم اے ایل ایل بی

ماں بچہ کی نگہداشت

گھر گھر بچہ اور اسکی ماں کی صحت کی خرابیوں نے کہرام مچا رکھا ہے گویا خانگی مسرت معدوم ہو چکی ہی، کتاب کیا ہی ایک عملی چیز اور پُراثر تعویذ ہی۔ مائیں خود پڑھیں اور لڑکیوں کو جہیز میں دیں۔ بہت مقبول ہوئی ہی اب تیسری دفعہ چھپی ہے اور بہت کچھ جدید اضافہ کیا گیا ہے قیمت عہ

روح القرآن

کلام مجید پر ہمارا ایمان ہی اگر ہم اسے غور سے اور سمجھ کے پڑھیں تو ہم دین و دنیا دونوں میں کامیاب انسان بنجائیں اُردو تو کیا ساری دنیا کی زبان میں ایسی جامع اور نرالی کلید نہیں لکھی گئی۔ مختلف ملکوں کے اسکالر اسے منگا منگا کر حرز جان بنا رہے ہیں اگر یہ کتاب کسی مغربی ملک میں۔ یا رکیجاتی تو قدر دانی سے اسکا مؤلف مالا مال ہوجاتا۔ پہلے حصہ میں مضامین کی فہرست۔ موجودہ زمانہ کی ضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے تیار کیگئی ہی مذر اسی دیر میں آیت مل جاتی ہی دوسرے حصہ میں مشکل الفاظ کے لغت۔ تیسرے میں سورتوں کے عملیات اُردو سلیس خلاصے اور شان نزول ہر حصہ میں پارہ اور رکوع اور آیت کی باقاعدہ ترتیب قائم رکھی گئی اور بھی بہت سی خوبیاں ہیں یہ کتاب لڑکیوں کو جہیز میں دیے جانے کے قابل ہے چھوٹے بڑے سب اسے ہر وقت پاس رکھیں۔ قیمت عہ۔ دو روپے

روحوں کے کرشمے

مرنیوالوں کی روحوں کے حالات معلوم کرنیکا ہر ایک کو شوق ہوتا ہی جن کے دل زخمی ہوتے ہیں وہی اس دلچسپ مضمون کا مطالعہ کرتے ہیں اگر دوسرے خوش قسمت بھی ایسی کتابیں پڑھیں تو انکی آنکھیں ہی کھلیں گی کہ ہمارے ارد گرد روحانی دنیا ہی اور روح کوئی فنا ہونیوالی چیز نہیں ہی۔ اسمیں دلچسپ روحانی واقعات ایسی دلکش عبارت میں

تصانیف ڈاکٹر سعید احمد صاحب

اسلام اور عورت

جس میں انتہائی عرق ریزی اور جانفشانی اور محنت سے مختلف احادیث نقل کرکے یہ بتایا ہی کہ اسلام نے دنیائے انسانی میں کیا درجہ رکھا ہی۔ مرد و عورت کے حقوق کیا کیا ہیں اور کس طرح وہ انسان کی تکمیل میں برابر کا حصہ لیتی ہی اور دوسرے مذاہب میں عورت کا جو درجہ ہے اس سے بھی اسلامی عورت کا مقابلہ کیا گیا ہی بڑے دلچسپ پیرایہ میں لکھی گئی ہے بیحد دلکش و دلآویز کتاب ہے۔ اتنی مفید اور معلومات کسی کتاب میں آپکو نہیں مل سکتیں۔ ہر مسلمان مرد و عورت کی نظر سے یہ کتاب گزرنی چاہیے قیمت عہ

پتھر سے ہیرا

یہ سچا تبلیغی قصہ آپ کو بتائیگا کہ اس دنیائے انسانی میں ایک عورت کی سچی ہمدردی اور محبت بھری گفتگو کیا کچھ جادو کر سکتی ہے۔ یہ قصہ آپ کو اس بات کا یقین دلائیگا کہ بچوں کی کن تربیت کا طریقہ کیا ہے۔ بہت دلچسپ قصہ ہے۔ قیمت صرف ۱۴ر چودہ آنے۔

انگریزی اور جرمنی کھانے	ترکی اور عربی کھانے	ایرانی اور افغانی کھانے
بنگالی اور بہاری کھانے	کشمیری اور مدراسی کھانے	گجراتی اور پنجابی کھانے
حیدرآبادی اور بہاری کھانے	دلی اور لکھنو کے کھانے	پشاوری اور سندھی کھانے
نفیس نفیس کھانے	لذیذ لذیذ کھانے	عمدہ عمدہ کھانے

غریبوں اور امیروں کے کھانے **سینکڑوں قسم کے کھانے تیار کرنیکی** بوڑھوں اور بچوں کے کھانے

اُردو زبان میں بہترین کتاب

عصمتی دسترخوان (حصہ اول)

جس کی ایک نمایاں خصوصیت جو اس موضوع کی اور کسی کتاب میں نہ نکلیگی یہ ہو کہ تمام ترکیبیں تجربہ کرنے کے بعد لکھی گئی ہیں۔ اسلئے ترکیبیں بالکل صحیح ہیں اور وزن بالکل درست۔ ہندوستان بھر کے ہر حصہ کی تقریباً ۸۰ عصمتی بہنوں نے اس کتاب کی تیاری میں حصہ لیا ہے۔ اور ایڈیٹر صاحب عصمت کی اہلیہ محترمہ آمنہ نازلی نے بڑی محنت سے کتاب مرتب فرمائی ہے۔ باورچیخانہ کے انتظام اور کھانوں کے متعلق بھی نہایت قیمتی ہدایتیں درج کی گئی ہیں۔ ایک ایک چیز کئی کئی قسم کی تیار کرنے کے لئے بھی عصمتی دسترخوان سے بہتر کتاب ملنی ناممکن ہے مثال کے طور پر صرف دو کھانوں کی فہرست ملاحظہ فرمائیے۔

پڈنگ کی ترکیبیں		کبابوں کی ترکیبیں		
کریم پڈنگ	انجیر پڈنگ	ران کے کباب	کباب بیضہ مرغ	ناش کباب
کھوئے کی پڈنگ	انڈے پڈنگ	آلو کے کباب	کچے قیمہ کی ٹکیاں	شامی کباب
نارنگی کی پڈنگ	سیب پڈنگ	کچے آلو کے کباب	گوشت کے میٹھے کباب	آنتوں کے کباب
چنجر پڈنگ	جلیبیوں کی پڈنگ	ناریل کے کباب	کباب مرغ مسلم	انگریزی کباب
روز پڈنگ	میوہ دار پڈنگ	مچھلی کے بیسنی کباب	سیخ کے چٹ پٹے کباب	اروی کے کباب
اناناس پڈنگ	کشمش پڈنگ	سیخ کے کباب	مچھلی کے شامی کباب	اور کئی کئی قسم
کمزور بیماروں کیلئے	بالائی پڈنگ	پسندے کے کباب	دہی کے کباب	کے کباب

یہ صرف دو چیزوں کی فہرست ہے :- اسی سے کتاب کا اندازہ کر لیجئے۔ چاول سلونے اور میٹھے۔ سویاں۔ کھیر۔ فیرنی۔ سادے اور ترکاری کے سالن۔ مچھلی، مرغ۔ جیلی۔ بسکٹ۔ کیک۔ دالیں، مٹھائیاں، حلوے، چٹنیاں، مربے۔ اچار، سموسے، بڑے۔ پوری۔ کچوریاں، پراٹھے، روٹی غرض ہر قسم کے مشرقی و مغربی کھانوں کی بڑی بڑی اچھی ترکیبیں ہیں۔ اور ہر چیز کی کئی کئی دو درجن ترکیبیں۔ یہ کتاب ہر شریف گھرانے میں ہونی چاہیئے۔ ہندوستان بھر میں اس کی دھوم مچی ہوئی ہے۔ سینکڑوں خطوط اسکی تعریف میں آ چکے ہیں۔ قیمت صرف عہ مجلد ( )

ملنے کا پتہ

مینیجر عصمت دہلی

عصمتی دسترخوان کے دوسرے حصے

عصمتی ہنڈکلیا یہ کتاب بچیوں کیلئے ہے تاکہ وہ شادی سے قبل کھانے پکانے کے فن میں ماہر ہو جائیں اور ایک کنواری بچی کو جو جو کچھ جاننا چاہیئے عملی طور سے اس سے واقف ہو جائے۔ سوا سو کھانوں کی صحیح صحیح ترکیبیں بچیوں ہی کے مطلب کی درج کی گئی ہیں۔ بہر خوبی یہ کہ کھانے پکانے کے متعلق نہایت ہی کارآمد باتیں درج کی گئی ہیں جو ہر لڑکی کو ضرور جاننی چاہیئیں۔ عصمتی ہنڈکلیا کے مضامین بھی بے انتہا مفید ہیں۔ باتصویر ٹائٹل۔ قیمت صرف آٹھ آنے ۸/

ناشتہ دوپہر اور رات کے کھانے سے قبل صبح اندھیرے پہر کیا کیا ناشتہ کیا جاتا ہے۔ اس موضوع پر سب سے پہلی قابل قدر کتاب جس میں چاء کوکو، شربت لسی، فالودہ، آئس کریم، بسکٹ، کیک، ٹوسٹ، کڑھائی وغیرہ وغیرہ نیز ہندوستان کے ہر صوبہ اور ہر حصہ کے مختلف قسم کے ناشتوں کی کئی کئی ترکیبیں گویا اس کتاب کی موجودگی میں جس حصہ ملک کا مہمان ہمارے ہاں آئے اسی کے مطلب کی چیز ہم ناشتہ میں پیش کر سکتے ہیں۔ یہ بھی ہاتھوں ہاتھ نکل رہی، اور مقبول ہو رہی ہے۔ قیمت صرف ۱۰/

بچوں کے کھانے ننھے بچوں کیلئے اصول صحت سے کس قسم کی غذا دینی چاہیئے کونسے کھانے مفید ہیں اور کسطرح تیار ہوتے ہیں۔ اس موضوع پر بینظیر کتاب جسمیں بچوں کے صحت بخش اور مفید کھانوں کی کئی درجن تجربہ کی ہوئی صحیح ترکیبوں کے علاوہ کئی نہایت کارآمد مضامین بھی لکھے گئے ہیں قابل ڈاکٹروں اور تجربہ کار ماؤں کے لکھے ہوئے ہیں۔ باتصویر۔ قیمت آٹھ آنہ ۸/

بیماروں کے کھانے بیماروں کیلئے جو کھانے بیحد مفید ہیں اسمیں صرف انہیں کی ترکیبیں ہیں اور کئی نامی تجربہ کار ڈاکٹروں نے اسکی تیاری میں حصہ لیا ہے تمام ترکیبیں تجربہ کی ہوئی ہیں اور بیحد کارآمد ہیں۔ مضامین بھی بے انتہا مفید قابل قدر ہیں۔ ہر گھر میں یہ کتاب ہونی ضروری ہے۔ باتصویر۔ قیمت دس آنے ۱۰/

پتہ :- **مینیجر عصمت دہلی**





لاهور زنانه جيل سے رها هونيوالی خواتين
کا ايک گروه رهائی کے بعد -

لاہور جیل سے خواتین کی رہائی



رہائی کے بعد خواتین کو ایک پارٹی دیگئی - یہ تصویر اس موقعہ پر لیگئی تھی -

لیڈی سنتھیا موسلے

مسز کملا بائی



جناب دربار کو چین نے تریچور کی لیڈی مجسٹریٹ مقرر کیا ہے -



جو لیبر پارٹی کی پارلیمنٹری سے مستعفی ہوگئی ہیں -

رسالہ عصمت دہلی

جلد ۴۶ | بابتہ ماہ اپریل سنہ ۱۹۳۱ء | نمبر ۴

تصاویر ۱۱

فہرست مضامین

چندہ سالانہ پیشگی مع محصول ڈاک وغیرہ

قسم خاص جو آرٹ کاغذ پر چھپتا ہے یعنی جس کاغذ پر تصاویر چھپتی ہیں دس روپے روسا سے پچیس روپے والیان ریاست سے سو روپے فی پرچہ ایک روپیہ عہ

قسم اول (جو دبیز چکنے کاغذ پر چھپتا ہے) پانچ روپے۔ فی پرچہ سات آنے ممالک غیر سے دس شلنگ سالانہ

قسم دوم جس کے مضامین تصاویر ٹائیٹل وغیرہ کا کاغذ معمولی ہوتا ہے ساڑھے تین روپے فی پرچہ پانچ آنہ

(باہتمام ابوالامین مولوی محمد امان الرحمن پرنٹر و پبلشر محبوب المطابع برقی پریس دہلی میں چھپا)

عصمت کی لاج

جن معزز خواتین اور حضرات نے گذشتہ دو ماہ میں اپنے پرچہ کو خریدار دیکر توسیع اشاعت میں حصہ لیا ان کے نام دلی شکریہ کے ساتھ شائع کئے جاتے ہیں۔

مسز محمد حنیف صاحب جعفری رجسٹرار جبل پور ۲

بیگم صاحبہ سید فیض الحسن صاحب سیتا پور ۲

عزیز فاطمہ صاحبہ بنت ڈاکٹر یار محمد صدیقی پرتاب گڈھ ۲

بیگم عبدالکریم صاحب انجنیر ڈہری ۲

جنہوں نے صرف ایک ایک خریدار دیا

اسد اللہ صاحب حیدر دکن، مفتی محمد جعفر صاحب بی اے ایل ٹی گونڈہ، شیخ گل محمد فاروقی صاحب راجگڈھ، ہمشیرہ غلام دستگیر کلو صاحب عیسیٰ خیل، شمیم الحسن پورنگ محرر کچھوا پور، مسز راجہ فضل داد خاں صاحب بھانہ بہیرہ، والدہ رئیسہ خاتون پٹنہ، رخ احمد عبدالباری صاحب جگتیال دکن، مس خورشید قریشی صاحبہ چیدم برم۔ سید محمد ہاشم صاحب رھتیڑی۔ احمدی بیگم صاحبہ سنگن گھاٹ، لیبع عبدالحق صاحب اردو اسکول منڈا گونڈا میسور، بنت ڈپٹی عبدالعزیز صاحب پرولیہ، خیر النساء صاحبہ حیدرآباد، اہلیہ شیخ عبدالحمید صاحب لاہور، جلیل بن خلیل الحسن صاحب نور محل بھوپال، بیگم یار محمد خاں صاحب بستی نئی جالندھر۔ محمد شمس الدین حسین صاحب مرزاپور، سردار جہاں بیگم صاحبہ بہادل پور، بیگم خواجہ عبدالقادر علی صاحب تاکور، مس ہاجرہ حسنہ بائی مدراس، اختر محمد احمد صاحبہ۔ حیدرآباد دکن، بیگم ابوالحسن صاحب سیتا پور، مس انیس فاطمہ صاحبہ۔ احمد دین صاحب بٹ بررد کلاں۔ آر۔ الیس حلیم صاحب کمیشن ایجنٹ بمبئی۔ مہر النساء صاحبہ اندور۔ بیگم سید محمد حسن صاحب کراچی، مولوی عبدالرزاق صاحب حیدرآباد دکن۔ بیگم سید محمد مسیح صاحب فتح گڈھ، م۔ ق بیگم مسز لے آر خاں کنوڈ، مسز شیر نواب خاں امرتسر، سردار محمد خاں صاحب بی اے علیگ دہلی، ہمشیرہ منور شاہ صاحب پشاور، مولوی فضل محمد خاں صاحب حیدرآباد دکن

منیجر

ضروری گذارش

خریداری نمبر۔ عصمتی بہنوں سے سینکڑوں ہی دفعہ التجا کی گئی اور رسالہ کے جو قواعد دوسرے تیسرے مہینے شائع ہوتے رہتے ہیں ان میں بھی سب سے پہلے یہی درخواست ہے کہ جب بہن انتظامی امور کے متعلق بہنیں خط لکھیں تو اپنا خریداری نمبر ضرور تحریر فرماویں۔ ورنہ ان کے خط کی فوراً تعمیل نہ ہو سکے گی کسی بہن کا ایک مقام سے دوسرے مقام تبادلہ ہوتا ہے تو وہ فوراً تبدیلی پتہ کی ہمیں اطلاع دیکر قواعد رسالہ کی پابندی تو کرتی ہیں مگر ادھوری۔ کیونکہ جب تک خریداری نمبر نہ معلوم ہو رجسٹر میں ہزاروں ناموں میں سے ان کا نام تلاش کرنا گھنٹوں کا کام ہے۔ پھر دفتر کے کلرکوں کو دم مارنے کی بھی فرصت نہیں ملتی اور رجسٹر ہر وقت کام میں رہتا ہے۔ اگر وہ خریداری نمبر لکھدیں تو ایک منٹ میں انکا پتہ تبدیل ہو سکتا ہے اور انہیں رسالہ نہ ملنے کی کبھی شکایت نہیں ہو سکتی۔ ڈاک خانہ کے نئے قاعدہ کے رو سے خریداری نمبر رسالہ کے لفافہ پر اب نہیں لکھا جاتا اسلئے نئے خریداروں کو نام درج رجسٹر کرتے ہی بذریعہ پوسٹ کارڈ خریداری نمبر کی اطلاع دیدی جاتی ہے لیکن افسوس ہے اسپر بھی بعض بہنیں جب ہمیں خط لکھتی ہیں تو اپنا خریداری نمبر درج نہیں کرتیں اور ہمیں انکے ارشاد کی تعمیل میں بڑی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ خط خواہ تبدیلی پتہ کے لئے لکھا جائے یا رسالہ نہ پہنچنے کی شکایت ہو جب تک خریداری نمبر درج نہ ہو فوراً تعمیل نہیں ہو سکتی بلکہ ممکن ہے کئی کئی روز لگ جائیں اسلئے تمام خریدار بہنوں سے پھر درخواست ہے کہ جب کبھی انتظامی امور کے متعلق خط لکھیں خریداری نمبر ضرور تحریر فرماویں۔

عصمت کی پابندی وقت اردو رسالوں میں ضرب المثل ہے

ہی جاتی ہے۔ کیونکہ ہر ماہ کا پرچہ ٹھیک تاریخ مقررہ پر شائع ہوجاتا ہے کبھی ایک دن کی بھی دیر نہیں ہوتی۔ لیکن یہ دیکھکر بہت ہی افسوس ہوتا ہے کہ بعض بیبیاں دوسرے رسالوں کی طرح عصمت پر بھی بیقاعدگی اشاعت کا الزام لگا کر دو دو تین تین ماہ کے پرچے طلب فرماتی ہیں۔ ان میں زیادہ تر وہ بہنیں ہوتی ہیں جو (خریداری نمبر کے حوالہ سے) تبدیلی پتہ کی ہمیں فوراً اطلاع نہیں دیتیں اور ان کے سابقہ پتہ پر رسالہ جاکر ضائع ہوتا رہتا ہے اور باقی بیبیاں کو ان کے ملازموں کی غفلت یا ڈاکخانہ کی لاپرواہی کی وجہ سے وقت پر نہیں ملتا۔ دفتر سے ٹھیک ۳۰ تاریخ کو تمام خریداروں کو رسالہ بھیجدیا جاتا ہے۔ اب اگر کسی بہن کو وقت پر نہ ملے تو انہیں چاہیے کہ ۵ تاریخ کے بعد مگر ۱۵ تاریخ تک دفتر کو اطلاع دیکر دوبارہ منگالیں وہ دو دو تین تین ماہ تک خاموش رہنا اور پرچہ پر بیقاعدگی اشاعت کا الزام لگانا کسی طرح مناسب نہیں اختتام سال کی اطلاع بذریعہ پوسٹ کارڈ جب ایکماہ قبل خریداروں کو دیدیجاتی ہے اور رسالہ بند کرنے کے متعلق کوئی ہدایت نہیں ملتی تو یہی سمجھا جاسکتا ہے کہ آئندہ سال کیلئے بھی پرچہ کی خریداری منظور ہے اور اگر منی آرڈر کے ذریعہ سالانہ چندہ نہیں بھیجا گیا تو یہی معنی ہوسکتے ہیں کہ وی پی بھیجکر وصول کرلیا جائے لیکن افسوس ہے کہ بعض بہنیں مطلق خیال نہیں کرتیں کہ وی پی کی واپسی سے دفتر کو کیسا شدید نقصان پہنچیگا۔ پہلے دس روز تک ڈاکخانہ میں وی پی امانت رہ سکتا تھا لیکن اب تین ماہ سے ڈاکخانہ کے قاعدہ کے بموجب تین دن گذرتے ہی واپس کردیا جاتا ہے۔ اور وی پی واپس آتے ہی رجسٹر سے نام خارج کرکے ان نام کا رسالہ بند کردیا جاتا ہے

اختتام سال کی اطلاع ملنے پر رسالہ بند کرنے کی ہدایت نہ دینا اور وی پی کی واپسی سے خدمت گذار پرچہ کو نقصان پہنچانا معزز و تعلیم یافتہ خواتین کے شایان شان نہیں ہمیں امید ہے عصمت کی خدمات کو ملحوظ رکھکر وہ آگے وی پی کی اطلاع ملتے ہی عصمتی بہنیں وی پی کی وصولی کا انتظام فرمادیا کرینگی اور آئندہ عصمت میں اس قسم کی شکایت کی اشاعت کی ضرورت پیش نہ آئیگی۔

چند باتیں

اس پرچہ سے کپتان ڈاکٹر نصیر الدین احمد صاحب کا ایک نہایت ہی اہم مضمون "تعلیم نسواں کا سیاسی رخ" شروع ہوتا ہے جو جون نمبر میں ختم ہو جائیگا۔ امید ہے "حکومت ہند" کی طرح کپتان صاحب کا یہ مضمون بھی خاص وقعت کی نظر سے دیکھا جائیگا۔ اور جس محنت اور قابلیت سے لکھا گیا ہے عصمتی بہنیں اتنی ہی اسکی قدر کرینگی۔ ہم محترمہ بیگم نصیر صاحبہ کا شکریہ ادا نہیں کرسکتے ہیں کہ نہ صرف وہ خود ہی عصمت کی گراں بہا قلمی اعانت کر رہی ہیں بلکہ کپتان صاحب سے بھی عصمت کے لئے ایسے ایسے قیمتی مضامین لکھوا رہی ہیں جن سے ہزاروں ہندوستانی بہنوں کی معلومات میں گراں قدر اضافہ ہو رہا ہے۔

سالگرہ نمبر کی کتابت شروع ہو چکی۔ اپریل میں تصاویر کے بلاک بھی بن جائینگے اس دفعہ بھی ہم قبل از وقت کچھ نہیں لکھنا چاہتے البتہ ہماری کوشش یہ ضرور ہے کہ اس سال کا سالگرہ نمبر دیکھ کر بہنیں جوبلی نمبر بھول جائیں۔

فروری نمبر میں مولانا محمد علی مرحوم کی دو نظمیں کلام جوہر کے زیر عنوان شائع ہوئی تھیں ان میں سے ایک نظم رمضان کا چاند تھا ایڈیٹر عصمت کے نام سے معزز معاصر نیرنگ خیال نے اپنے عید نمبر میں نقل کرکے ستم ظریفی کا کمال کر دیا ہے ممکن ہے یہ کاتب کی غلطی ہو بہرحال ہم ممنون ہوں گے اگر ایڈیٹر صاحب نیرنگ خیال جلد تصحیح فرمادینگے

غدر کی ماری شہزادیاں حضرت علامہ راشد الخیری قبلہ کا وہ معرکۃ الآرا افسانہ جسکا کچھ حصہ "دلی میں میلاد" کے عنوان سے عصمت میں شائع ہو چکا ہے چھپنے کے بعد کتابی صورت میں شائع ہو رہا ہے ہندوستان کی ان مظلوم شہزادیوں کے دردناک عبرت انگیز حالات سے پتھر دل بھی متاثر ہوئے بغیر نہیں رہتے قیمت با تصویر ۱۲ ار صرف عصمتی بہنوں سے دو ماہ تک ۸ آنہ۔ مینجر

غمزدہ کی عید

ننھی سی سونے کی کشتی میں برائے خاص و عام
آسماں لایا ہے رکھ کر اک مسرت کا پیام

نیلا نیلا آسماں ہے بحرِ ناپیدا کنار
اس میں چھوٹی سی سنہری ایک مچھلی آشکار

ایسی بے تابی سے کیوں ہر شخص محو دید ہے
اب میں سمجھی یہ سنہری شے ہلالِ عید ہے

روزہ داروں کیلئے اللہ نے بھیجی ہے عید
چاند ہے گویا کہ روزوں کے پہنچنے کی رسید

ہے یہ پیغام خوشی آسودہ حالوں کے لئے
عید آئی ہے جہاں میں عید والوں کے لئے

کیوں کہوں اس کو خوشی کا اور خوشحالی کا چاند
ہے جو گھر خالی تو پھر یہ چاند ہے خالی کا چاند

دُور ہے مجھ سے مرا سرتاج برسیں ہوگئیں
ہے محرم میرے گھر میں آج برسیں ہوگئیں

کیا خبر ہو بدر کیا ہے اور کیسا ہے ہلال
دل میں آتا ہی نہو جب شادمانی کا خیال

ہاتھ چپٹے ہیں تو ہوں مہندی لگاؤں کس لئے
شیر خرما کون کھائے گا پکاؤں کس لئے

سرمہ والی ساری آنکھوں میں لگا بھی لوں تو کیا
عطر سیروں لیکے میں اس میں نہا بھی لوں تو کیا

ہو خوشی یا شادمانی، سب نصیبوں کی ہے بات
وہ نہیں گھر پر تو کیسی عید، کیسی شب برات!

کس سے جی بہلاؤں کوئی شے مجھے بھاتی نہیں
کیا ہنسوں بولوں کہ جھوٹوں بھی ہنسی آتی نہیں

ننھے سے اس چاند کے بدلے فلک پر اے خدا
اک بڑا سا آئینہ ہوتا اگر رکھا ہوا

عکس سب پردیسیوں کا اس میں ہوتا جلوہ گر
وہ نہ آتے لیکن انکی شکل آجاتی نظر

دیکھ لیتے وہ مجھے میں انکی حالت دیکھتی
جسکو یہ آنکھیں ترستی ہیں وہ صورت دیکھتی

یوں خوشی کی ہو بھلا اس چاند سے امید کیا!
وہ نہیں ہیں پاس تو مجھ غمزدہ کی عید کیا!

سعید بریلوی

پردہ کا نہیں جہالت کا کرشمہ

فروری ۱۹۵۲ء کے عصمت میں ہماری لائق بہن صالحہ بیگم صاحبہ نے "بیویاں بدل گئیں" کے عنوان سے ایک ریل کے سفر کا واقعہ جو اپنی نوعیت میں انوکھا اور نہایت دلچسپ ہے مضمون کی صورت میں قلم بند کیا ہے، بہن موصوفہ نے مضمون کی تمہید میں پردے کی ضرورت اور اہمیت وغیرہ پر نہایت فاضلانہ انداز میں وضاحت کے ساتھ روشنی ڈالی ہے۔ مگر آخر میں پردے کو زہر قاتل سے تشبیہ دیکر بیماریوں کی آماجگاہ بھی ٹھہرادیا ہے اور جہالت و بے وقوفی کے کرشموں کو بھی پردے ہی کے سر تھوپا ہے۔ حالانکہ انہیں پردے سے مطلق سروکار نہیں

ہر صفات کے دو پہلو ہوتے ہیں بھلا اور برا۔ اس بنا پر شرم وحیا ایک اچھی خصلت نیک صفت اور ایمان کا جزو اعظم ہے جس میں یہ صفت نہیں وہ انسان نہیں۔ ہر قوم ہر فرقہ اور ہر مذہب شرم وحیا کو انسانیت کا لازمہ اور خاصہ مانتا ہے۔ اور جس میں شرم وحیا نہ ہو اُسے حیوان سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اور ایسے شخص کی کوئی عزت و توقیر دنیا میں نہیں رہتی۔ لیکن عورت کے لئے خصوصیت کے ساتھ شرم وحیا کا ہونا ضروری و لازمی سمجھا گیا ہے جس کی حفاظت کے لئے اسلام نے پردے کو بکیفیت حصار مقرر کر دیا۔ مگر ضرورت کے وقت اس حصار کو مصلحتاً دور کرنے کی بھی سہولت اسلام نے دی ہے جسے شاید عام خیال سے بے شرمی کہی جائیگی۔ شراب جو شرعاً حرام اور ممنوع قرار دی گئی ہے۔ ضرورت کے وقت جب اس کے سوا چارہ ہی نہ ہو۔ مذہب نے بطور علاج اس کے استعمال کو جائز بھی قرار دیا ہے۔ ایسی سہولتیں موجود ہوتے ہوئے اگر ہم ضرورت کے وقت بھی پردے کی رٹ لگائیں اور جان جوکھوں میں ڈال دیں تو یہ پردے کا قصور نہیں بلکہ عقل و دانش کا ہے

بعض حالتوں یا معاملوں میں بے شرمی جو ایک بُری چیز ہے ایک مفید ذریعہ بھی ثابت ہوتی ہے جیسے بیماری کی حالت میں ڈاکٹری معائنہ کی ضرورت ہوتی ہے اب شرم وحیا کے تحت میں مصلحتاً کچھ بے شرمی سے بھی کام نہ لیا جائے اور ڈاکٹر کو اپنی حالت اور مرض کی کیفیت نہ بتائی جائے تو کون اسکو عقل مندی کہیگا۔ بلکہ اس اصول کو بے وقوفی سے تعبیر کر کے لوگ نام دہریں گے اور ہنسیں گے کہ شرعاً بھی ایسی شرم کی ضرورت نہ تھی۔ جو افراط و تفریط کی حد کو پہنچ جائے اور جان کی بھی پروا نہ ہو۔ جان بچانا تو ہر حالت میں ضروری نہیں بلکہ فرض ہے

بعضوں نے شرم وحیا کے معنوں میں بہت سی حماقتوں کا خون کر دیا ہے۔ اور اس صفت کو جا و بیجا اس طرح استعمال کرتے ہیں کہ جان جائے مگر آن نہ جائے کے مصداق ضرورت و حفاظت کے وقت بھی آنکھ اٹھا کر دیکھنا یا آواز سننا بے شرمی میں شمار کرتے ہیں۔ یہ شرم وحیا نہیں بھولی و بے وقوفی ہے۔ عورتوں کو

شرم وحیا کے ساتھ ہمت واستقلال اور رعب داب کی بھی ضرورت ہے اور ایسا کرنا شرم وحیاداری کے معنی کو وسیع کرنا ہے۔ جو درحقیقت بے حیائی نہیں۔ بلکہ ذاتی بچاو وحفاظت کے مدافعانہ ہتھیار ہیں۔ ایسے ہی مواقع کے لئے خدائے علیم نے اپنے کلام پاک میں سورۂ احزاب کی آیت ۳۲ میں آنحضرت صلعم روحی فداہ کی ازواج مطہرات سے خطاب کرکے ارشاد فرمایا ہے کہ "اے نبی کی بیبیوں! اگر تم پرہیز گاری کرو تو تم مثل کسی (معمولی دیہاتی) عورت کے نہیں ہو بلکہ تمہارا بڑا مرتبہ ہے پس تم اجنبی مرد سے بات کرنے میں نرمی نہ کرو (اگر ایسا کرو گی) تو جس کے دل میں بیماری ہے وہ (کچھ اور) آرزو کرے گا۔"

پس یہ حکم باری ہمیں اپنے ذاتی بچاؤ کے اصول کو بخوبی ذہن نشین کر دیتا ہے۔

مجھے بھی ایک دفعہ اسی قسم کی مہم پیش آئی تھی جو اپنی بہنوں کی آگاہی کے لئے پیش کرتی ہوں کہ ایسے واقعات کا ذہن میں رہنا کسی ایسے وقت میں کام آجاتا ہے۔ میں ۱۹۱۷ء میں پونہ گئی ہوئی تھی اور وہیں میرے منجھلے دیور کا بیاہ میری چچازاد بہن سے خدا نے کرا دیا۔ لوٹنی آنے سے قبل دلہن کی والدہ یعنی میری چچی اماں نے ہم سب کو اپنے گھر دعوت میں بلوایا تھا۔ رات کی گیارہ کی ٹرین سے واپس جانے کے قصد سے ہم لوگ تھیں۔ میرے صاحب میری چچازاد بہن اقبال اور ان کے دولہا میاں میری پرورش کردہ بچی اور ماما گھر سے وکٹوریہ میں سوار ہو کر پونہ سٹیشن پر پہنچے تو معلوم ہوا کہ ٹرین ابھی ابھی چھوٹ چکی لہذا یہ ٹھہرا کہ اسباب سٹیشن ہی پر رکھ کر ہم گھر جائیں اور یہیں سے پہلا تار کہ تار دیں کہ ٹرین چھوٹنے کی وجہ سے ہم اس وقت نہ آسکے۔ صبح کی ٹرین سے آتے ہیں۔ اس منصوبے کے بعد میرے صاحب سامان سٹیشن پر رکھنے کے لئے گئے اور اقبال کے دولہا تار دینے گئے۔ اب گاڑی میں گھر واپس لوٹنے کے لئے صرف عورتیں ہی رہ گئیں کہ چار پانچ سولجروں نے ہماری گاڑی کو گھیر لیا۔ جو شراب کے نشہ میں بیہوش تھے۔ کوچبان کو نہایت سختی سے ڈانٹ کر کہنے لگے کہ سواریاں جلد اتار اور گاڑی میں ہمیں بٹھا کر کھڑکی (جہاں فوجی کیمپ ہے) پہنچا۔ کوچبان جواب میں کہہ رہا تھا کہ گاڑی کرایہ کی نہیں خاص ہے۔ مگر وہ مانتے نہ تھے۔ اور کوچبان کا ہاتھ پکڑ اتار دینے کے درپے نظر آنے لگے۔ تاکہ کوچ بکس وغیرہ پر بیٹھ کر گاڑی لے اڑیں۔ اسی زمانہ میں ایک ایسا ہی واقعہ تازہ تازہ سنا گیا تھا کہ سولجروں نے ہی ایک گاڑی کے کوچبان کو کسی جھاڑی میں مار کوٹ کر پھینک دیا۔ اور ایک برہمن عورت کو جو گاڑی میں سوار تھی مع گاڑی کے ایک جنگل میں لیجا کر اس سے بہت برا سلوک کیا۔ چنانچہ ان موذیوں کی آمد اور اس واقعہ کے خیال نے میرے ہوش اڑا دیئے کہ اب خدا ہی بچائے۔ مگر اب شرم وحیا کی جگہ حوصلہ وہمت سے کام لینے کی ضرورت تھی۔ یہ رنگ دیکھتے ہی فوراً اپنا اور اپنی بہن کا نقاب الٹ دیا۔ اور برقعے سر سے اتار گردن پر ڈال دیئے۔ اور بڑی ہمت سے آنکھیں نکال ڈانٹ کر کوچبان سے کہا۔ تو ان سے کیوں نہیں کہہ دیتا کہ گاڑی کرایہ کی نہیں نواب صاحب کے گھر کی ہے اور ہمیں اسی وقت گھر واپس

جاتا ہے۔ چونکہ گاڑی ہانکنے میں یہ کہہ تو رہی تھی مگر مارے خوف کے جسم سرد پڑا جاتا تھا کہ خدا بچائے دیکھئے اب کیا حملہ ہوتا ہے۔ تاہم ہمت کرکے مدافعانہ طرز میں کرخت لہجہ اور ترش روئی کے ساتھ ڈٹ کر دیکھتی اور جھکتی رہی کہ بس بسبب خدا نے رحم کیا۔ سچ ہے ہمت کا حامی خدا بھی ہوا کرتا ہے۔ میرے اس غضبناک لب ولہجہ نے خدا جانے ان خانہ بدوش سوجھوں پر کیا اثر کیا کہ وہ دو تین مرتبہ ہماری طرف دیکھکر گاڑی کے ارد گرد طواف لگا کر نواب کواب نواب کواب بکتے ہوئے دوسری گاڑی کی تلاش میں اور طرف نکل گئے۔ اور ہم اپنے پروردگار کے فضل سے اطمینان کا سانس لیکر مردوں کے انتظار میں لگ گئے۔

اگر اسوقت ہم برقعہ میں لپٹے ہوئے خائف نظر آتے اور مجبوراً ایسا نہ کرتے تو خدا جانے کیا حادثہ پیش آتا۔ پس ایسے وقت میں قصداً شرم وحیا کو بالائے طاق رکھکر بظاہر بیحیائی کا تاج سر پر رکھ لینا پڑتا ہے اسے بے شرمی نہیں بلکہ ہمت حوصلہ۔ ذاتی حفاظت اور رعب کہا جاتا ہے۔ اور انہیں ایسے ہی مواقعہ پر استعمال کیا جاتا ہے۔ اگر ضرورت کا خیال رکھکر ہم ایسا نہ کرینگے تو اس دنیا کے پُرخطر بازار میں لٹ جائیں گے اور ایسی شرم بجائے تعریف کے بدنامی و ذلت کے گڑھے میں ڈھکیلنے والی ثابت ہو گی۔ ایسی شرم کو پردے سے کچھ لگاؤ نہیں۔ بلکہ یہ کم عقلی بے وقوفی اور جہالت کے کرشمے ہیں۔

سردار محمودی بنت مرحوم نواب آف وائی
(ذولسنی قلابہ)

بیاضِ خاتون

نامور اردو شعرا کے چند عمدہ عمدہ اشعار ہم نے جنت مکانی محترمہ خاتون اکرم کی بیاض سے ۱۹۲۵ء و ۱۹۲۶ء کے پرچوں میں نقل کئے تھے چند منتخب اشعار اب پھر شائع کئے جاتے ہیں اور آئندہ بھی کبھی کبھی بیاض خاتون سے نقل ہوتے رہیں گے۔

غالب کا فلسفۂ غم

(۱) قیدِ حیات و بندِ غم اصل میں دونوں ایک ہیں
موت سے پہلے آدمی غم سے نجات پائے کیوں

(۲) غمِ ہستی کا اسدؔ کس سے ہو جز مرگ علاج
شمع ہر رنگ میں جلتی ہے سحر ہونے تک

(۳) ایک ہنگامے پہ موقوف ہے گھر کی رونق
نوحۂ غم ہی سہی نغمۂ شادی نہ سہی

(۴) نغمہ ہائے غم کو بھی اے دل غنیمت جانئے
بے صدا ہو جائے گا یہ سازِ ہستی ایک دن

خوشیوں کے جہاں تھے ڈھیر لگے اس قصر پہ کل کیا میں بت
اب ایک متنفس بھی تو نہ تھا باہر بھی پھرا اندر بھی گیا

اکبر الہ آبادی

زندگی کیا ہے؟ عناصر کا ظہورِ ترتیب
موت کیا ہے؟ انہیں اجزا کا پریشاں ہونا

چکبست

اس بے بسی پہ ذوقِ بشر کا خیال ہو کیا جانے کیا کرے جو خدا اختیار دے

بال اور لباس

محترمہ ایس کے صغرا سبزواریہ (کلکتہ) کے خیالات

بال رکھنا یا نہ رکھنا یہ اپنی اپنی پسند کی بات ہے کسی کو لانبے بال پسند ہیں کسی کو بابڈ۔ کسی کو گھونگروالے پسند ہیں کسی کو سیدھے کسی کو سیاہ پسند ہیں تو کوئی سرخ و سنہرے کا دلدادہ۔ اسی طرح کسی کو چوٹی اچھی معلوم ہوتی ہے تو کوئی جوڑہ باندھنا خوبصورت سمجھتا ہے کسی کو سیدھی مانگ پسند ہے تو کسی کو ٹیڑھی۔ غرضکہ اپنی اپنی پسند ہے۔ میں ہمیشہ ٹیڑھی مانگ نکالتی ہوں۔ اور اکثر ایسا اتفاق ہوا ہے۔ اور ہوتا ہے کہ بیبیاں اعتراض کرتی ہیں۔ کہ بہن آپ عیسائیوں کی طرح ٹیڑھی مانگ کیوں نکالتی ہیں۔ کوئی کہتی ہیں کہ بنگالنوں کی طرح مانگ نہ نکالئے مسلمانوں کو ٹیڑھی مانگ نہ نکالنی چاہئے۔ غرضکہ جتنے منہ اتنی باتیں۔ میں صرف یہ کہہ کر چپ کر دیتی ہوں کہ ان سب باتوں کا اثر مذہب پر نہیں پڑ سکتا۔ یہ رائے رکھنے کے باوجود مجھے بھائی عظیم بیگ صاحب کی رائے سے بالوں کے بارے میں اتفاق نہیں ہے نہ معلوم بھائی عظیم بیگ صاحب نے کونسی بیگم صاحبہ کی مثال پیش کی ہے کہ باوجود لاکھوں روپے بالوں کی پرورش میں خرچ ہونے کے ان کے سر میں جوئیں پڑ جاتی ہیں۔ میرے خیال میں تو تمیزدار اور صفائی پسند بیگمات ہرگز ایسی نہیں ہو سکتیں۔ ہاں کنجڑے قصابوں اور گنواروں کی عورتیں ہو سکتی ہیں۔ شاید بھائی صاحب کو معلوم نہیں کہ جن کے سر میں جوئیں ہوں گی ان کے بال بھی بڑے نہ ہونگے۔ بلکہ قدرتی وہ بابڈ ہی ہونگے۔ دو ہی طریقے سے بال بڑھتے ہیں۔ ایک صفائی دوسرے خدمت۔ جب صفائی اور خدمت نہ ہوگی تو بال خود بخود گر جائیں گے۔ بابڈ کرنے کی ضرورت ہی نہ ہوگی۔ یہ خیال بھی بالکل غلط ہے کہ بال کٹوا دئے جائیں تو جوئیں نہ پڑیں۔ میرے محلے میں تمام قریب انگریز رہتے ہیں جن میں یورپین۔ یوریشین اور اینگلو انڈین سبھی ہیں۔ بہت سی میمیں و مسیں ہماری دوست ہیں۔ اس لئے بہت بے تکلفی ہے۔ ان میں سے اکثر کے سروں میں اس قدر جوئیں ہیں کہ میں بیان نہیں کر سکتی۔ ظاہری حالت سب کی اچھی ہے۔ اور اس قدر بوٹ سوٹ سے رہتی ہیں کہ ان جیسا نفاست پسند شاید کوئی نہ ہوگا۔ مگر بابڈ ہیر کو دیکھئے تو ہر بال میں دس دس لیکھیں اور جوئیں آرام سے خون چوستی نظر آئیں گی۔

کھانے میں جو بال نکلا کرتے ہیں تو کیا صرف بڑے ہی نکلتے ہیں۔ چھوٹے نہیں؟ چھوٹے ہی تو زیادہ نکلتے ہیں اور پھر یہی کمبخت سیدھے پیٹ میں چلے جاتے ہیں۔ بڑے تو پھر بھی نوالے میں پھنس کر باہر رہ جاتے ہیں اور وہ بھی انہیں بیبیوں کے ہاں نکلا کرتے ہیں جنہیں صفائی کی بو باس نہیں۔ گر کافی احتیاط برتیں تو کیا چھوٹے اور کیا بڑے بال کبھی نہ نکلیں یعنی جس جگہ کھانا پکتا ہو وہاں کنگھی نہ کریں۔ بلکہ باورچی خانہ کے قریب بھی کنگھی نہ کریں۔ ورنہ ہوا میں

کہ بال ضرور باورچی خانہ میں پہنچ جائیں گے۔ ہر شے صاف رہے۔ ترکاری و ساگ میں اکثر بال نکلتے ہیں چاہئے کہ انہیں خوب اچھی طرح دیکھ بھال کر دھوئیں اور پکائیں اور اگر باورچن ہو تو اسے خود صاف رہنے کی اور صفائی سے پکانے کی تاکید کریں۔ پھر کبھی بال دسترخوان پر نہ آئیں گے۔

اب لیجئے بیگم صاحبہ کی چوٹی کے سر کے لانبے و صاف بال جن میں خوشبودار روغن کی بھینی بھینی مہک آرہی ہے۔ خوبصورت معلوم پڑتے ہیں۔ گرچہ بیگم صاحبہ آٹھویں روز سر دھوتی ہیں اور تیسرے روز روغن ڈالتی ہیں۔ مگر ان کی چوٹی کھول کر دیکھئے تو ذرہ برابر میل بھی نظر نہ آئیگا۔ یہ اور بات ہے کہ بیگم صاحبہ ہی بدتمیز اور غلیظ ہوں۔ مہینے میں ایک یا دو بار سر دھوتی ہوں۔ اور پندرہ بیس روز میں کنگھی کرتی ہوں تو سمجھ لیجئے کہ ایسی بیگم صاحبہ بال بڑے چھوٹے کر کے بھی گھٹا لیں تو ان کے کپڑوں سے ضرور دو چار جوئیں نکل ہی آئیں گی۔ میں نے فرض کر لیا کہ فیشن کے خیال سے خواہ نفاست کے خیال سے بیگم صاحبہ چونکہ دانشمند ہیں یا میاں کی مرضی کے مطابق بال ترشوا بھی لیں تو مامائیں کیوں بیگم صاحبہ کی تقلید کرنے لگیں کیونکہ وہ اپنے تئیں خود فاضل و قابل سمجھتی ہیں وہ اپنی جہالت کے سبب کسی کی بات کو کیوں ماننے لگیں اب رہی دوسری دلیل کہ بال رکھنا اسراف ہے تو میرے نزدیک تو کوئی اسراف نہیں کیونکہ اگر عمدہ تیل یا لوشن یا کوئی شے بیگم صاحبہ سر میں لگاتی ہیں تو اس سے انہیں نقصان نہیں ہے کیونکہ ان اشیائے سے ایک تو دلکو فرحت دوسرے دماغ کو قوت ہوتی ہے۔ ہر حال میں فائدہ ہی فائدہ ہے۔ بمقابلہ اس کے کہ بال نہ ہونے کے سبب سر میں محض تھوڑا لوشن وغیرہ لگائیں گی جس سے ان کے دماغ میں خشکی ہوگی۔

بال ترشوانے کے نقصانات بھی ملاحظہ فرمائیے اول تو یہ کہ بال ترشوائیں اور ساڑی یا پائجامہ استعمال کریں تو اس حالت میں بیگم صاحبہ ایک جوکر معلوم ہوں گی۔ بال کے ساتھ ساتھ بیگم صاحبہ کو اپنا لباس تبدیل کر دینا چاہیئے یہ ہو سکتا ہے کہ مغربی لباس کو ساتر بنا کر پہنیں پھر بھی وہ کفایت شعار نہ بن سکیں گی۔ دوسرے یہ کہ پہلے تو صرف تیل اور صابن وغیرہ کا خرچ تھا۔ اب تو بہت سے کلیپ بروچ۔ لوشن کا خرچ پہلے سے بھی زیادہ ہوگیا مشکل تو یہ آن پڑی کہ ہر ہفتے نہیں تو ہر پندرہویں دن باربر کے آگے اٹھتی یا چوٹی پھینک کر سر جھکانا ہی پڑیگا۔ کیونکہ عورت حجام تو نایاب ہے۔ اور میاں صاحب نے حجامت کا کام سیکھا نہیں۔ ان کے لئے تو خیر آسانی ہے جو پردہ نہیں کرتیں۔ مگر پردہ دار بیگمات کے لئے امر محال ہے۔ حضرت ایوب کا صبر تو مشہور ہی ہے اور ان کی بیوی کا وہ قصہ بھی کہ بال کاٹکر دیدیا تھا۔ اسوقت اُن سے صبر نہ ہو سکا۔ پھر خیال کرنے کی بات ہے کہ ایک نامحرم سے بال ترشوانا کہاں تک جائز اور مناسب ہے۔ اس سے تو یہ بہتر ہوگا کہ اس قصہ ہی کو پاک کر دیں یعنی سر منڈوا ہی دیا کریں کہ میاں آسانی سے مونڈ دیا کریں گے۔ ورنہ بالوں میں بہت سی دقتیں ہیں۔ ہاں بچوں کے لباس کے متعلق میں بھائی صاحب کی ہم خیال ہوں

۵۔ محترمہ مہر النساء (کرڑاپہ) کے خیالات بالوں کی دیکھ بھال پر سینکڑوں روپے خرچ ہوتے ہیں تو کے

بالوں پر ضرور کئی سو روپے صرف ہو جاتے ہیں۔ اس کے ساتھ ہی ہمیں اپنا پرا لباس تبدیل کرنا پڑے گا۔ ساری کو خیرباد کہہ کر ٹخنوں تک کے سایہ کے ساتھ باریک جرابیں اور اونچی ایڑی کا قیمتی بوٹ سر پر حسب موسم صبح و شام فیشن کے مطابق ٹوپی اور اس کے بعد کئی قسم کا پوڈر لیونڈر سنٹ بھی لوازمات سے ہے۔ کیونکہ بقول بھائی صاحب دراصل یہ فیشن ہمارا ہی جیسی غیر ملکی تاثرات کو قبول کرکے ہم اپنا بنا لیں۔

لیکن اس جدید وضع قطع کے کثیر صرفہ کا بھی ذرا خیال کر لیجئے۔ مسلمانوں کی موجودہ حالت طرز معاشرت اس قابل نہیں ہے کہ ہر مرد اپنے خاندان کی عورتوں کے لئے ان تمام لوازمات زندگی کو فراہم کر سکے۔ اور مسلمان عورتیں اس قدر تعلیم یافتہ نہیں کہ مثل یورپ کی عورتوں کے ملازمت کرکے اپنے روپے سے اپنا فیشن رکھ سکیں جب یہ نہ ہوگا تو صرف بال کے کاٹنے سے روپیہ نہیں بچ سکتا۔ اگر نفاست. پاکی. طہارت، کفایت شعاری کا ہمارے بھائیوں کو ایسا ہی خیال ہے۔ جوؤں وغیرہ سے طبیعت نفرت کرتی ہے تو ایک بات پر ان باتوں کا فیصلہ کر دیجئے کہ سر کے پورے بال صاف کرکے مثل ہندو بیواؤں کے رہنے لگیں جس میں فی ہفتہ ایک عورت پر ایک آنہ خرچ ہوگا۔ اس حساب سے ایک سال میں ہر عورت کے سر مونڈنے پر تین روپے صرف ہونگے۔ یہ کسی مرد پر بار بھی نہ ہوگا۔ نہ وہ اسکو ناقابل برداشت ہی خرچ سمجھے گا۔ نیز ہمارا موجودہ لباس ساری یا دوپٹہ بدل کر سایہ وغیرہ پہننے کی ضرورت بھی نہ ہوگی۔ کیونکہ ہندو بیوائیں سر منڈوا کر ساری ہی پہنتی ہیں۔ اور ہمیں بھی اپنے قومی مصلح بھائیوں کی خوشی منظور ہے۔ مگر نہایت ادب سے کہوں گی جس طرح ہمارے بھائیوں کے دلوں میں قوم کا درد روپے کی بربادی کے احساس کی صورت میں ہے۔ اور ہماری صحت کی بہتری چاہتے ہیں۔ اسی طرح ہم بھی اپنے بھائیوں کی محنت و مشقت سے کمائے ہوئے روپے اور انکی صحت کی بہتری چاہتے ہیں۔ لہذا ہمارے مسلم بھائی آئندہ سے براہ کرم سوٹ بوٹ نیکر کوٹ وغیرہ چھوڑ دیں اپنے سر کے بال بھی منڈوا دیں۔ تاکہ خوشبودار بیش قیمت تیلوں عرقیات قیمتی بوٹوں کثیر صرفہ کے سرٹوں ریشمی ٹائیوں کالروں نازک خوبصورت سنہری کار نائی پنوں کے عظیم الشان صرفہ سے اپنی مفلس درماندہ قوم کو بچا کر اپنے گاڑھے پسینے کی کمائی کو جمع کریں۔ اور وہی قدیم کم خرچ آسان لباس زیب تن کرکے سنت نبوی پر کاربند ہو کر لمبی داڑھی رکھیں ٹخنوں تک کا پاجامہ اور کرتہ عمامہ یا ململ کی ٹوپی قدیم وضع کے سستے جوتے پہننے لگیں تو پھر دنیا کی متمول قوموں میں شمار ہونے لگیں گے۔ اور امریکہ کے کروڑپتیوں سے دوہرے تہرے کروڑپتی ہمارے غریب ہندوستان اور مفلس قوم میں پیدا ہونے لگیں گے اور ہم کسی بین الملل انجمن میں اس قدیم لباس کے اختیار کرنیکا فیصلہ بھی کر لیں تو ہمارے لئے بہتر ہوگا۔ اور ہم لباس و وضع کے جھگڑوں سے ہمیشہ کے لئے آزاد ہو جائیں گے۔

بھائی صاحب کی طرح مجھے بھی اور ہر درد مند بہن کو حق حاصل ہے کہ اپنی قوم کی تباہی بربادی سے بچائیں۔ اور اصلاح کے لئے نیک مشورہ مفید تجویز پیش کریں۔

محترمی اڈیٹر صاحب نے اپنے نوٹ میں فرمایا ہے۔ عورت کی وضع قطع اس کے شوہر کی مرضی پر منحصر ہے اس بات کو ہر عقلمند سمجھدار خاتون کو ماننا چاہئے۔ ساتھ ہی میں یہ بھی کہوں گی بیویوں کو بھی اس کا حق ہونا چاہئے وہ اپنے شوہروں کو اپنے حسب پسند وضع قطع لباس کے لئے کہیں تو انکے شوہر اس خواہش کو پوری کریں۔ اگر کوئی بیوی اپنے شوہر کو قدیم بزرگوں کی وضع میں دیکھنا چاہے تو کیا مرد کو لازم نہیں کہ وہ اپنی غریب بیوی کی اس جائز خواہش کو پوری کرکے اس کو خوش کرے

محترمہ بنت نعمت الٰہی بیری (بھوپال) کے خیالات

جن عورتوں کے لمبے بال ہوتے ہیں وہ عموماً یا تو ہر روز سر گوندھتی ہیں یا دوسرے تیسرے روز۔ اور چونکہ بندھے ہوئے ہوتے ہیں۔ اسوجہ سے روز تیل ڈالنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ تیسرے چوتھے دن تیل لگایا جاسکتا ہے۔ اس کے برعکس چھوٹے بال چونکہ کھلے رہتے ہیں اس لئے ہوا سے جلد پریشان ہوجاتے ہیں اور تیل بھی خشک ہوجاتا ہے۔ ان کو دن میں تین چار مرتبہ درست کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ اور اگر ہر مرتبہ تیل نہ لگایا جائے تب بھی ہر روز تو ڈالنا ہی پڑے گا۔ اس سے معلوم ہوسکتا ہے کہ کونسے بالوں پر زیادہ تیل خرچ ہوتا ہے۔ اور یہ تو صرف عورتوں ہی پر موقوف نہیں۔ کیا مرد اپنے سر میں تیل نہیں ڈالتے۔ ان کے تو اور بھی چھوٹے بال ہوتے ہیں اگر سر میں تیل نہ ڈالا جائے تو خشک بالوں اور دماغ کی خشکی سے سخت تکلیف ہوتی ہے جس کو ہندوستانی خشک دماغ برداشت نہیں کرسکتے۔ اسی وجہ سے پرانے فیشن کے بزرگ بھی جو سر پہ بال نہیں رکھتے سر میں تیل ضرور ڈالتے ہیں۔ انسان اگر صفائی سے رہے تو بڑے چھوٹے سب بال جوؤں کی گندگی سے محفوظ رہ سکتے ہیں۔ ورنہ چھوٹے بال زیادہ نقصان پہونچانے کا باعث ہونگے۔ مثلاً اگر بڑے بال گندھے ہوئے ہونگے تو ان کی جوئیں بھی اندر کم ہوں گی لیکن چھوٹے بال جو کھلے ہوں گے ان کی جوئیں بھی کھلی رہیں گی اور بال کٹی جوؤں والی بیگم صاحبہ یا ملازمہ ہانڈی میں جھک کر دیکھیں گی تو ان کی جوئیں نہایت آسانی کے ساتھ ہانڈی میں داخل ہونگی۔

مردوں کے بال کانوں سے اونچے ہوتے ہیں۔ جب چھوٹے بال جوؤں کی پرورش نہیں کرسکتے تو ان کے سروں میں کیسے ہوجاتی ہیں۔ ایک مرتبہ میرے سامنے ایک لڑکے کے سر میں سے اتنی جوئیں نکلیں کہ اگر شمار کیجاتیں تو اس ملازمہ کی لڑکی سے کسی طرح کم نہ ہوتیں۔ اسی طرح ہمارے یہاں کی ملازمہ لڑکی کے سر میں جوئیں ہوجاتی تھیں اور ہر مہینے اس کے سر کو استرے سے صاف کرایا جاتا تھا۔ لیکن جب بال نکلتے تھے تو پھر وہی گندگی۔ ہم سب کے بہت شرم دلانے سے اسکو بھی خیال پیدا ہوا۔ اور اب اس کے بال بڑے ہیں جلد جلد سر گوندھتی اور نہاتی ہے۔ جوؤں کا نشان بھی نہیں رہا۔ ہمارے یہاں سب کے بال بڑے ہیں لیکن کسی کے دوپٹہ

یا تکیہ میں سے تعفن نہیں آتی۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ چوتھے پانچویں دن نہا کر کپڑے بدلے جاتے ہیں۔ دسویں پندرہویں دن تکیہ کا غلاف بدل دیا۔ پھر بو آنے کی کونسی وجہ۔ بالوں کے جو فائدے بتائے گئے ہیں۔ ان کا جواب یہی صفائی ہے۔ بیگم صاحبہ صفائی سے رہیں گی تو ماما دیہ بھی صاف رہنے کی کوشش کریگی۔ دوپہر کو عموماً ملازمہ کے واسطے کام نہیں ہوتا اسکو روز دوپہر کی چھٹی دیدی جائے۔ روز سر گوندھنے جلد جلد نہانے کی تاکید کیجائے۔ اگر سر کی گندگی کا علاج صفائی سے نہیں بال کٹانے سے ہو سکتا ہے تو کپڑوں کا کیا کرینگے۔ اسی طرح اگر جلد سر گندھتا رہے تو بالوں میں گتھیاں بھی نہ پڑیں گی اور کنگھے کنگھیاں بھی نہ ٹوٹیں گے اور پھر بال اڑ اڑ کر کھانے میں بھی نہ آئیں گے۔ اگر کوئی جگہ مقرر کرکے سر گوندھا جائے تو اور بھی اس کا احتمال نہیں رہتا۔ اسپر بھی جن بہنوں کا دل چاہے اور ان کے خانگی حالات اجازت دیں یا جن بہنوں کے باپ بھائی شوہر اس پر آمادہ ہوں وہ شوق سے اپنے بال کٹا کر ان کا اور اپنا دل خوش کریں۔ میں نے تو صرف یہ اسوجہ سے لکھا ہے کہ مرزا صاحب کو جو غلط فہمی بالوں کے متعلق ہے یا جن بہن بھائیوں کو ان کا مضمون پڑھکر ہو گئی ہو وہ دور ہو جائے۔ اور سب اپنی اپنی جگہ غور کرکے اپنے لئے کوئی صحیح راہ عمل اختیار کرلیں۔ لباس کے سلسلہ میں جو پانچ سال کی لڑکی کا نقشہ کھینچا ہے وہ نہایت مضحکہ انگیز ہے۔ آٹھ جگہ سے بلکہ اس سے بھی زیادہ کان چھدوانے کا رواج آج سے آٹھ دس برس پہلے تھا اور اب یہ متروک ہو چکا ہے۔ البتہ پنچ قوموں یا جاہل گھرانوں میں اب بھی موجود ہے۔ لیکن وہ لوگ بھی اب اس کی برائیاں محسوس کرکے اسکو ترک کرتے جا رہے ہیں۔ ناک چھدوانے کا البتہ ابھی قاعدہ ہے لیکن اطمینان رکھئے وہ بھی ایک آدھ سال کا مہمان ہے اور واقعی اسکو چھوڑنا ہی ٹھیک ہے۔ مگر اس کے ساتھ یہ بھی ہے کہ پانچ برس کی لڑکی کی ناک چھید کر اس میں بلاق یا نتھنی پہنانیکا تو بالکل ہی فیشن نہیں ہے۔ چھوٹی بچیوں کے بالوں کی چوٹی کی میں بھی مخالف ہوں اور اس کا سر گندھا پکا پکا منہ مجکو بہت ہی بدنما معلوم ہوتا ہے۔ ان کے بال کھلے رکھنے کا طریقہ بہت اچھا ہے۔ اور اس سے وہ بہت اچھی اور پیاری معلوم ہوتی ہیں

قمیص کی آستین کا آموں اور خربوزوں میں بھرے ہونیکا خیال بھی خوب ہے۔ یہ خیال کرنے کی بات ہے کہ آموں و خربوزوں کا زمانہ گرمیوں کا ہوتا ہے۔ اور بڑے آدمی بھی اس موسم میں آدھی آستینوں کی قمیص یا کرتا پہنتے ہیں ورنہ آستین چڑھائے تو ضرور ہی رہتے ہیں۔ پھر چھوٹے بچوں کو اس موسم میں اتنی لمبی آستینوں کا کرتا پہنانے کی کیا ضرورت ہے۔ اور پہنایا بھی جائے تو کیا آستین نہیں چڑھائی جا سکتی۔ عموماً تو یہ ہوتا ہے کہ ایسے موقع چھوٹے بچوں کا کرتا اتار دیا جاتا ہے۔ اور پھر ہاتھ منہ دہلا کر پہنایا جاتا ہے۔ یا اسکو جھکا کر احتیاط سے بٹھا دیتے ہیں اور پھر جبکہ یہ دیکھا گیا ہے کہ بڑوں کی بے خبری میں بچوں کا آگے کا دامن ٹھوڑی سے لیکر سرے تک آموں میں لتھڑ جاتا ہے تو میرے خیال میں یہ ٹھیک ہوگا کہ فراک کا اگلا دامن ہی اڑا دیا جائے۔ کیونکہ وہ آستینوں سے بھی زیادہ بھر جاتا ہے۔ جس طرح گرمیوں میں ساری آستین باعث تکلیف ہے۔ اسی طرح جاڑوں میں آدھی آستین بھی کچھ کم

تکلیف دہ نہیں۔ لباس تو موسم کے ہی لحاظ سے اچھا معلوم ہوتا ہے۔ تنگ کالر اور چھوٹے پائچے کا غرارہ جس سے تکلیف ہو اور دوڑنے بھاگنے میں دقت ہو اسکو اختیار کرنا بھی غلطی ہے۔ غرض خیر الامور اوسطہا کا زرین اصول کسی حال میں نہیں چھوڑنا چاہیے۔ اسی طرح عمدہ نیم آدھی آستین کے جمپر یا قمیص اپنے گھر میں اور اپنے محرموں کے سامنے پہنیں تو چنداں قابل اعتراض نہیں۔ لیکن غیر محرم کے سامنے اس قسم کا کپڑا پہننا کسی طرح مناسب نہیں۔ اسی طرح جو بہنیں پردہ نہیں کرتیں انکو اس قسم کا لباس پہننا کسی طرح زیبا نہیں۔ گریبان اور پیٹھ کھلی رکھنا اگر آنحضرت ؐ کے زمانہ میں تھا تو اس کی وجہ یہ تھی) کہ اس زمانہ میں لوگ سادگی پسند تھے موٹے جھوٹے کپڑے پہنتے تھے۔ آج کل کے مانند باریک کپڑوں کا رواج نہ تھا اور دوپٹے تو اور بھی موٹے ہوتے تھے اور وہ ہر طرح ستر پوشی کر لیتے تھے۔ اس زمانہ کی عورتوں کی چادریں ہی مشہور ہیں تو اگر کسی کی پیٹھ یا گردن و پیٹ کا کچھ حصہ کھلا بھی ہوتا تو انکی چادر سے پوری طرح ڈھک جاتا تھا۔ لیکن اس زمانہ میں باریک کپڑوں کا رواج ہے۔ اور دوپٹہ تو بہت ہی باریک اور چنا ہوا ہوتا ہے۔ اگر آستین گریبان پیٹھ وغیرہ کھلے ہوں تو یہ دوپٹہ کسی طرح ستر پوشی نہیں کر سکتا اور اسی لیے اس طرح کی قمیص قابل اعتراض ہوتی ہے۔ اگر آج کل بھی عورتیں اس قسم کی موٹی چادریں بجائے دوپٹہ کے اوڑھنے لگیں تو وہ چاہے کیسا ہی لباس پہنیں کوئی انپر اعتراض نہیں کر سکتا۔ مگر میرے خیال میں تو اس کو آج کل کی عورتیں گوارا نہیں کرینگی۔

یورپ کی کورانہ تقلید کسی طرح ہمارے لئے زیبا نہیں۔ اگر ہندوستانی خواتین بھی وہی بغیر آستینوں گردن اور پیٹھ کھلی ہوئی کمر تک کا فراک یا بنیان اور گھٹنوں سے اوپر تک کا جانگیہ اختیار کریں اور بال کٹا کر پٹھے رکھیں تو سراور اس لباس پر دوپٹہ بہت بدنما معلوم ہوگا اب جب اور سب باتیں اختیار کر لیں تو ٹوپی کو کیوں چھوڑیں۔ ایسا لباس جب پہنا جائیگا تو شرم و حیا کا کیا ذکر۔ لے دیکر ایک یہی چیز بیچاری ہندوستانی خواتین کے پاس رہ گئی ہے وہ بھی نہ رہے گی اور اب جو مذہب کی تھوڑی سی پابندی عورتوں میں باقی ہے وہ بھی اس فیشن کی بھینٹ چڑھ جائیگی

محترمہ سکینہ بیگم کیمبل پور کے خیالات

فیشن پرستی کا جذبہ ہر شخص میں رہا ہے اور رہے گا۔ دنیا کے مہذب ترین ملک کے باشندے سے لیکر افریقہ کے جاہل حبشی میں بھی یہ جذبہ موجود ہے۔ البتہ ان کا فیشن جدا جدا ہے۔ اگر مہذب شخص قیمتی اور نفیس چیزوں سے بناؤ سنگار کرتا ہے۔ تو حبشی اپنے گلے اور ہاتھوں میں لوہے کی سلاخیں ہی ڈالکر سنگار کرلے گا۔ یہی وہ جذبہ ہے جس نے ہمیں موجودہ حالت میں پہنچایا ہے۔ میرے خیال میں ترقی اور فیشن ایک ہی چیز ہے۔ جب تک ہم اعتدال پر قائم رہتے ہیں ترقی کہلاتی ہے اور جب حد اعتدال سے بڑھ جائیں تو فیشن کہلاتا ہے۔ اسی فیشن کے جذبہ سے مجبور ہو کر ہم فیشن کی رو میں بہے جا رہے ہیں۔

کسی ملک کا فیشن اگر اچھا ہو تو اختیار کر لینا چاہیئے۔ مگر اختیار کرنے سے پہلے ہمیں اس کے دونوں پہلوؤں پر غور کر لینا چاہیے۔ مرزا صاحب نے صرف ایک پہلو کو سامنے رکھا ہے کہ بالوں کی پرورش پر لاکھوں روپیہ ضائع کیا جاتا ہے۔ جوئیں پڑتی ہیں اور بال کھانے میں آتے ہیں۔ لیکن اسپر غور نہیں کیا گیا کہ بال کاٹنے لگا کون اور جوئیں پڑتی کیوں ہیں۔ سر تو منڈوانے سے رہیں۔ تھوڑے بال تو ضرور رکھیں گی لیکن کیا اس طرح فیشن بالکل غائب ہو جائیگا۔ ہرگز نہیں۔ ایک دفعہ بال کٹوانے پر کافی رقم خرچ ہوگی اور ایک ماہ میں دو دفعہ تو بال ضرور ہی کاٹنے پڑیں گے۔ اور اسی طرح تیل کے خرچ سے کئی گنا روپیہ ضائع ہوگا۔ کیا اس خرچ کو ہمارا مفلس ملک برداشت کر سکتا ہے۔ جوئیں بالوں کی وجہ سے نہیں گندگی کی وجہ سے ہوتی ہیں۔ بہت سی عورتیں ہیں جن کے بال لمبے ہیں مگر جوئیں نہیں۔ جو عورت بال صاف نہ رکھے گی اس کے بالوں میں جوئیں ضرور ہوں گی۔ خواہ بال کٹے ہوئے ہوں یا لمبے۔ مرزا صاحب نے جس لڑکی کا ذکر کیا ہے اگر اس کی مالکہ اسے صاف رکھتی تو یہ حال ہو ہی نہیں سکتا تھا۔ ملازمہ کو صاف رکھنا مالکہ کا کام ہے۔ کیونکہ وہ مالکہ کا کام کرتی ہے۔ جو مالکہ سر دھونے کے لئے صابون بھی نہیں دے سکتی۔ وہ بال کٹوانے کے لئے پیسے کیونکر دے سکے گی۔ اور غریب ملازمہ بال کٹوانے کا خرچ کیسے برداشت کرے گی۔

ایک گھر میں ایک ملازمہ تھی اس کے سر میں جوئیں پڑ گئیں۔ مالکہ نے اس کا سر منڈوا دیا۔ مگر پھر بھی خالی سر پہ جوئیں چل رہی تھیں۔ کیونکہ اس ملازمہ کے کپڑے بہت میلے تھے۔ اسی طرح ایک اور لڑکی تھی جس کی عمر کوئی چار پانچ برس کی تھی۔ بال تو اس کے کٹے ہوئے تھے مگر سر میں جوئیں تھیں۔ وہ لڑکی غریب نہیں تھی۔ ایک نومسلم یوروپین کی بیٹی تھی۔ جوئیں اس وجہ سے تھیں کہ بیچاری کی ماں مر گئی تھی۔ اور اب اس کا سر اور لباس صاف رکھنے والا کوئی نہ تھا۔ ان مثالوں سے صاف ظاہر ہے کہ اگر بال اور لباس صاف ہوں تو جوں کبھی نہ پڑے گی

جاپان میں بچہ کی پیدائش

جاپان میں دستور ہے کہ جب بچی پیدا ہوتی ہے تو عزیز و اقربا دوست احباب بچی کے لئے ایک خاص قسم کا تحفہ لاتے ہیں اس کے بعد ہر سال گرہ پر تیرہ سال تک اسی قسم کے تحفے آتے رہتے ہیں۔ یہ ایک لکڑی کا چھوٹا سا صندوقچہ ہوتا ہے جس کے اندر ایک منظر اور کچھ گڑیاں ہوتی ہیں جو بالعموم کسی کہانی کو ظاہر کرتے ہیں۔ اسی سلسلہ میں جاپان کا یہ عجیب غریب دستور بھی سننے کے قابل ہو کہ یہاں پیدائش کے وقت بچے کی عمر ایک سال کی ہو جاتی ہے تو ہر سال پہلی جنوری کو ایک سال عمر میں اضافہ کر دیتے ہیں مثلاً ایک بچہ ۳۱ دسمبر ۱۹۳۰ء کو پیدا ہوا۔ اب یہ ایک سال کا کہلائیگا۔ اگلے روز یعنی یکم جنوری ۱۹۳۱ء کو اسکی عمر دو سال کہی جائیگی جاپان کے حالات عصمتی بہنوں کیلئے وقتاً فوقتاً بھیجتی رہونگی۔

اہلیہ پروفیسر بدر الاسلام (ٹوکیو جاپان)

قرآن مجید اور اس کی تلاوت

اس زمانہ میں مسلمانوں کی مذہب سے جس قدر غفلت ہے اس کا اندازہ قران مجید کی حفاظت اور اسکی تلاوت کے طریقے سے بآسانی کیا جا سکتا ہے۔ آپ کسی عالیشان کوٹھی میں چلی جائیے۔ جس کی آرائش و زیبائش میں ہزاروں روپے صرف ہوئے ہونگے جس کی رونق کو طرح طرح کے جھاڑ فانوس دو بالا کر رہے ہونگے جس میں عمدہ عمدہ قیمتی سے قیمتی فرنیچر سجا ہوا ہوگا۔ جہاں آپ کے آرام و آسایش کا ہر ایک سامان نہایت ستھرا آپکے ذرا سے اشارے پر فوراً مہیا کیا جائیگا۔ لیکن جب آپ کو کلام مجید کی ضرورت ہوگی تو اول تو مشکل سے اس عالیشان کوٹھی میں یہ مقدس کتاب ملے گی اور اگر مل بھی گئی تو خستہ حالت میں یعنی ایک ردی کپڑے کا غلاف ہوگا جس پر مٹی کی خاصی موٹی تہ جمی ہوئی ہوگی۔ اور کسی پچھلے کمرے میں اس طرح رکھا ہوا ہوگا کہ کسی آنے جانیوالے کی نگاہ اس پہ نہ پڑے۔

عام طور پر ایسا ہوتا ہے کہ جب بچہ پڑھنے کے قابل ہوتا ہے تو استاد کے حوالے کر دیا جاتا ہے۔ اگر استاد صاحب خود ام الکتاب کی عزت و احترام سے واقف ہیں تو خیر۔ ورنہ خوب اپنے رنگ میں رنگتا ہے۔ ماں باپ ہیں کہ بھول کر بھی بچے کی خبر نہیں لیتے کہ کیا پڑھ رہا ہے۔

میرے پاس ایک چھوٹی لڑکی قرآن مجید سنانے آتی ہے۔ نا معلوم وہ کیسے استاد سے پڑھی ہوئی ہو کہ اس کے دل میں اس متبرک کتاب کا ذرا بھی احترام نہیں۔ اور جب میں اس سے کہتی ہوں کہ شروع کرنے سے پہلے بسم اللہ پڑھو تو وہ ہنس دیتی ہے۔ اور کہتی ہے کہ واہ بسم اللہ پڑھنے سے کیا فائدہ۔ کلام مجید کی طرف پیٹھ کرکے بیٹھنا۔ اور پڑھتے ہوئے جوتی کو ہاتھ لگانا وہ معمولی بات سمجھتی ہے۔ اس قصور کی ذمہ دار میں اس لڑکی کو نہیں سمجھتی۔ بلکہ اس کے والدین کو جنہوں نے اسے کسی بے تمیز استاد سے تعلیم دلوائی۔ بعض استاد ایسے بھی معلوم ہوئے ہیں جو خود تو چارپائی پر بیٹھ جاتے ہیں۔ اور شاگردوں کو حکم دیتے ہیں کہ قرآن کھولکر فرش پر بیٹھ جاؤ۔ قرآن کریم کی طرف پاؤں کرکے لیٹ رہنا بھی وہ معمولی بات سمجھتے ہیں۔ یہ حالات دیکھ کر میرا دل کانپ جاتا ہے۔

ایسے موقعہ پر ہمیں ہندوؤں سکھوں سے اپنی حالت کا مقابلہ کرنا چاہئے۔ سکھ اپنی مذہبی کتاب "گرنتھ صاحب" کی جسے وہ آسمانی تصور کرتے ہیں اتنی عزت کرتے ہیں کہ دیکھ کر حیرت ہوتی ہے۔ جس مکان میں وہ اس مذہبی کتاب کو رکھتے ہیں اس کی چھت پر سرکنڈے وغیرہ بکھیر دیتے ہیں۔ تاکہ اس کے اوپر سے کوئی نہ گذرے۔ اور جب

بھی خاص خاص موقعوں پر پڑھنے کے لئے نکالتے ہیں تو ایک کپڑے سے اوپر سایہ کر لیتے ہیں۔ اور ایک آدمی مور کے پروں سے چوری کرتا ہے۔ اور جب کوئی دوسرا شخص سننے کے لئے آتا ہے تو دور ہی سے جوتی اتار لیتا ہے۔ اور نہایت ادب سے سلام کرتا ہے جس جگہ پر بیٹھ کر پڑھتے ہیں۔ اس جگہ کو خوب اچھی طرح صاف کر لیا جاتا ہے۔ اور ہر ایک قسم کا احترام کیا جاتا ہے۔

کیا ہماری مسلمان بہنوں کے لئے واجب نہیں ہے کہ جب وہ ہزاروں روپے کا قیمتی آرائشی سامان خریدنے لگیں تو ضروری ہے کہ کم از کم دو قرآن مجید نہایت خوشخط خوبصورت جلد والے بھی خرید لیں اور ان پر بھی حسب مقدور قیمتی کپڑے کے غلاف چڑھائیں۔ تاکہ خدا پرست اور منزل پڑھنے والے مہمانوں کے آنے پر انہیں ندامت نہ اٹھانی پڑے۔ نیز بچوں کو کسی لائق استاد کے سپرد کریں۔ اور خود بھی انہیں کلام پاک کے متعلق اچھی اچھی باتیں بتاتی رہیں مثلاً ہم مسلمانوں کی یہ سب سے مقدس کتاب ہے۔ اور کلام اللہ ہے۔ بغیر وضو اسے ہاتھ نہ لگانا چاہیئے۔ اونچی جگہ پر بیٹھکر پڑھنا چاہیئے۔ قرآن مجید کی طرف پاؤں یا پیٹھ ہرگز نہ کرنے چاہئیں۔ اور میلے ہاتھ نہ لگانے چاہئیں ایسا کرنے سے خدا تعالیٰ ناراض ہوتا ہے۔ جب شروع ہی سے بچوں کو ایسی باتیں بتائی جائیں گی تو بڑے ہو کر وہ خود بخود قرآن مجید کی عزت و احترام کرنے لگیں گے۔

قرآن مجید دیگر کتب کی طرح ایک معمولی کتاب نہیں سب سے مقدس کتاب ہے۔ جو افضل الرسل اور فخر انبیاء پہ نازل ہوئی۔ تلاوت کے وقت ضرور با وضو ہونا چاہیئے۔ الگ کمرہ میں بیٹھ کر تلاوت کرنی چاہیئے۔ تاکہ شور و غل سے دھیان دوسری طرف نہ لگ جائے۔ ہمیشہ ترجمہ کے ساتھ پڑھنا چاہیئے۔ اور ایک ایک آیت کو پورے غور و اطمینان سے۔ بعد تلاوت کسی اونچی جگہ یا کواڑ دار الماری میں قرآن مجید کو رکھدینا چاہیئے۔ تاکہ آنے جانے والوں کی پیٹھ اس کی طرف نہ ہو۔ اور باعث بے ادبی نہ ہو

ایم۔ بنت چودھری مبارک علی۔ بی اے

لڑکیوں کا نصاب

آجتک بہت سے مضمون لڑکیوں کے علیحدہ نصاب پر لکھے گئے مگر افسوس کہ ہم لوگ نہ تو کسی نتیجہ پر پہنچے۔ اور جہاں تک مجھے معلوم ہے۔ نہ کوئی عملی قدم اس جانب بڑھایا گیا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ہمیں لڑکیوں کے لئے ایک علیحدہ نصاب کی اشد ضرورت ہے۔ کیونکہ آجکل جس نصاب کی رو سے لڑکیوں کو تعلیم دیجا رہی ہے وہ ہرگز موزوں نہیں۔ اس موجودہ تعلیم سے لڑکیاں علم تو ضرور حاصل کر لیتی ہیں۔ پڑھ لکھ جاتی ہیں۔ مگر یہ صحیح طریقہ تعلیم ہرگز نہیں ہے۔

اس لئے میری رائے میں ایک موزوں مناسب اور ضروریات زمانہ کو ملحوظ رکھتے ہوئے فوراً ایک ایسا نصاب تیار کرنا چاہیئے جو صحیح معنوں میں اس ضرورت کو پورا کرنے والا ہو۔

چونکہ ماشاءاللہ اب خواتین میں خاصی تعلیم یافتہ جماعت پیدا ہو گئی ہے۔ جو اپنی ضروریات کو سمجھتی ہیں۔ اس لئے اب مردوں کے بھروسہ پر بیٹھنا ٹھیک نہیں بلکہ میری رائے میں تعلیم یافتہ اور ضروریات قومی سے باخبر بیبیوں کی ایک کمیٹی بنانی چاہیئے وہ سب ملکر فیصلہ کریں کہ کس قسم کا نصاب لڑکیوں کے لئے تیار کرنا چاہیئے۔

بعد ازاں معقول تعلیم یافتہ عورتوں اور مہربان بزرگ مردوں مثلاً مولانا راشد الخیری صاحب۔ مولوی ممتاز علی صاحب وغیرہم کی ایک کمیٹی کے ذمہ نصاب لکھنے لکھوانے کا کام شروع کرنا چاہیئے۔ نصاب تیار کرنے کے لئے ایک معقول سرمایہ کا بندوبست پہلے کر لینا چاہیئے جسکا فراہم کرنا چنداں مشکل نہیں ہے۔ کیونکہ حامیان تعلیم نسواں بخوشی اس اہم کام کے لئے امداد کرنے کو تیار ہو جائیں گے۔

تیاری نصاب میں ہربات کا خیال رکھا جائے۔ مذہبی تعلیم کا عنصر بھی ضرور ہو۔ خانگی تعلیم بھی لازمی ہو سینا پرونا۔ کھانا پکانا تیمارداری عملی طور پر سکھائی جائے۔ انتظام خانہ داری کے ساتھ انگریزی۔ فارسی اور کچھ موسیقی بھی لڑکیوں کو ضرور سکھائی جائے۔ حساب کی جو ضرورت لڑکیوں کو گھر میں حساب کتاب رکھنے میں پیش آتی ہے وہ باقاعدہ جمع و خرچ کا طریقہ بتایا جائے۔ کیونکہ ستہ اربع اور کسر کے بڑے بڑے سوال تو لڑکیاں کر سکتی ہیں۔ مگر سکول سے نکلکر روزمرہ کا خرچ لکھنا انکو نہیں آتا۔ اسی طرح انگلستان کی تاریخ اور ناٹوں کے حال تو ازبر ہوتے ہیں مگر صحابہ کرام کے حالات سے قطعی بے بہرہ ہوتی ہیں۔ رسکن اور بیکن اور شکسپیر کو فرفر دہراتی ہیں۔ مگر سعدی اور انوری حافظ اور خاقانی کے ناموں سے ان کے کان مطلق آشنا نہیں ہوتے۔ اسی طرح عیسائیت کو خوب سمجھتی ہیں۔ مگر ارکان اسلام سے بے خبر ہوتی ہیں خصوصاً وہ لڑکیاں جو

مشن سکولوں اور کالجوں میں تعلیم پاتی ہیں۔ ان کے خیالات زہریلے۔ حد سے زیادہ آزاد۔ اور باغی ہوجاتے ہیں جن کی مثالیں بہت سی میرے پیش نظر ہیں۔ کاشکہ عمدہ اعلیٰ اخلاق۔ اسلامی جذبات لیکر مدرسوں اور مکتبوں سے نکلیں۔ مگر یہ انکا اپنا قصور نہیں ہے بلکہ اس طریقہ تعلیم کا قصور ہے جس کے زیر اثر وہ برسوں رہتی ہیں۔ اس لئے اگر ضروریات قومی کو مدنظر رکھ کر نصاب تیار کیا جائیگا تو امید بلکہ یقین ہے کہ حالات خوشگوار ہوجائیں گے۔ اور صورت تبدیل ہوجائیگی۔ لڑکیوں کا کوئی قصور نہیں ہے۔ انکو جو کچھ سکھایا جاتا ہے وہ سیکھتی ہیں اور جو سیکھتی ہیں وہ بعد ازاں دوران زندگی میں برتتی ہیں۔

ہماری جدید تعلیم یافتہ لڑکیاں اپنے مذہب سے ایسی ناواقف اور کوری رکھی جاتی ہیں کہ جن کو دیکھکر صدمہ ہوتا ہے۔ ان کے خیالات ڈانواں ڈول ہوجاتے ہیں اور عمر بھر نہ صرف ان پر بلکہ ان کی وجہ سے ان کی اولاد پر بھی ایک گمراہی کا اثر پڑتا چاہیے۔ تعلیم یافتہ اور مہذب طبقہ سے شعار اسلامی کی حرمت اُٹھ گئی ہے مجھے یہ ظاہر کرتے ہوئے رنج ہوتا ہے کہ نماز اور روزہ کی طرف سے جو ایک مسلم کے لئے سب سے زیادہ ضروری شے ہے۔ بالکل لاپرواہی برتی جارہی ہے۔ علانیہ غفلت کا اظہار کیا جاتا ہے صرف اس وجہ سے کہ ہمارا طریقہ تعلیم ہی ایسا ہے کہ مذہب کی حرمت شروع میں نہیں سکھائی جاتی۔ اس لئے بہت ہی اچھا ہو کہ اگر اعلیٰ تعلیم یافتہ بیبیاں مل کر مسلمان لڑکیوں کے لئے ایک نصاب قائم کریں۔ اور پھر اسکو تیار کرایا جائے۔ البتہ جن لڑکیوں کو ملازمت کے خیال سے تعلیم حاصل کرنی ہو وہ بے شک کالجوں اور سکولوں کے نصاب سیکھیں۔ مگر جو عام لڑکیاں صرف خانگی ضرورت کے لئے علم حاصل کرتی ہیں وہ جدید اسلامی نصاب کی برکات سے بہرہ مند ہوں

اگر اس بارہ میں بی بیاں اپنے خیالات کا اظہار کریں تو میں نہایت خوش ہونگی۔ اور اگر کوئی کمیٹی خواتین کی اس کام کے لئے مقرر ہوا اور قائم کیجائے تو خاکسار بھی ایک ممبر کی حیثیت سے شامل ہوکر اپنے ناچیز مشورہ سے دریغ نہ کرے گی۔

فاطمہ بیگم منشی فاضل

موپلوں کی طرز زندگی

یہ قصہ ایک موپلے مسلمان کی زبانی ہے۔ جو سیاسی قیدی تھے۔ میرے ماموں جان نے ان سے پوچھکر میرے سامنے بیان کیا میں نے اس قصہ میں کوئی دلچسپی نہیں پائی لیکن موپلوں کی زندگی پر البتہ رشک ہوتا ہے اسی لئے میں اسے قلمبند کرکے عصمتی بہنوں کے سامنے پیش کرتی ہوں۔

یہ تو سب بہنوں کو معلوم ہے کہ آج سے نو دس سال قبل جب کانگرس خلافت وغیرہ کا شور وغل ہوا تو سب سے پہلے جس قوم نے تلوار اٹھائی وہ یہی موپلا تھی۔ اور اس لڑائی میں مالابار کے کتنے ہی مسلمان موت کی بھینٹ چڑھے۔ اور ہزارہا موپلا قید کی مشقت اب تک اٹھارہے ہیں۔ چنانچہ انہی میں یہ بزرگ حاجی محمد حسین صاحب بھی تھے جن کی زبانی ہم نے ان کے یہاں کے حالات دریافت کئے ہیں۔ ان کو دس برس کی قید کی سزا ملی تھی۔ ان کی حسن خدمات سے دو سال معاف ہوگئے۔ اور آٹھویں سال یہ اپنے وطن جارہے تھے دوران سفر میں ہمارے یہاں ٹھیرے۔

حاجی محمد حسین صاحب جب ہمارے یہاں مقیم ہوئے تو ماموں جان کو ان کے حالات دریافت کرنے کا موقع ملا۔ چنانچہ میں بجنسہ جس طرح ماموں جان نے مجھ سے بیان کیا ہے ذیل میں تحریر کرتی ہوں۔

حاجی محمد حسین صاحب نے بیان کرنا شروع کیا کہ جب ہمارے مولویوں نے لڑنے کا فتوی دیدیا تو ہم لوگ اپنے اپنے گھر گئے۔ کھانا کھایا جب رخصت کا وقت قریب آیا تو ماں نے ایک کپڑا لاکر کندھو پر ڈالدیا اور پوچھا کہ اس کپڑے کا استعمال جانتے ہو۔ قبل اس کے کہ جواب دیں خود کہنے لگیں کہ یہ کفن کے لئے دیا جاتا ہے اور یہ بھی کہا کہ لڑائی میں پیٹھ نہ دکھلانا۔ وہاں سے رخصت ہوکر بیوی کے پاس گئے۔ اس نے نہایت خوشی سے اجازت دی اور کہا کہ تم لوگوں کی لاش ہم میدان جنگ میں اٹھانے آئیں گے۔ اگر گولی یا نیزے کی چوٹ سینے پر ہوگی تو ہم تمہاری لاشوں کے کفن دفن کے ذمہ دار ہونگے۔ ورنہ وہیں چھوڑ دینگے۔ وہاں سے باہر آئے اور باپ نے تلوار پیش کی اسکو بوسہ دیکر میان میں رکھا اور لڑائی کا سامان لیکر میدان جنگ میں روانہ ہوئے۔ ہمارے یہاں لڑائی میں رخصت کرنے کا یہی طریقہ ہے۔

جب ہم لوگ میدان میں پہونچے تیروں کی بوچھاڑ ہوئی۔ بہت سے سپاہی گھائل ہوئے اور مرے لڑائی میں ہمارے ہمراہ ایک مولوی بھی ہوتا ہے۔ جو حرام و حلال کا فتوی دیتا رہتا ہے۔ کیونکہ لڑائی میں بہت سی کھانے کی چیزیں ملتی ہیں جس کے حرام و حلال کی تمیز ہر شخص کو نہیں ہوتی۔ حاجی صاحب ایک لڑائی کا

قصہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ ہم لوگ بہت زوروں سے لڑ رہے تھے لیکن سامان خوراک گھٹ گیا۔ اور بڑی مشکل پیش آئی۔ کیونکہ اگر لوٹ کر گھر جاتے ہیں تو عورتیں اندر سے دروازے بند کر دیتیں اور اندر سے لعنت کی بوچھاڑ کر دیتیں۔ اس وجہ سے بھوکے کئی روز تک پتیاں کھا کھا کر میدان میں لڑتے رہے۔ آخر جب سب لوگ بہت بیتاب ہو گئے اور کوئی صورت نظر نہ آئی تو کمانڈر سے سوال کیا کہ اب کیا کیا جائے۔ اس نے حکم دیا کہ اگر بیس آدمی جان دینے پر آمادہ ہو جائیں تو کھانے کی صورت نکل سکتی ہے۔ چونکہ سب بیتاب تھے ہی فوراً اس قربانی کے لئے ہاتھ اٹھا دیا۔ اس میں سے کمانڈر نے پچاس آدمی چن لئے۔ اور اپنی تجویز کردہ ترکیب بتلا کر روانہ کیا۔ یہ لوگ دشمن کے خیمہ کے قریب پہونچے۔ چونکہ رات کا وقت اور لباس وغیرہ بھی ہندوستانی سپاہیوں کا پہن لیا اس لئے تمیز بہت کم ہوتی تھی۔ ایک شخص گارڈ روم کی طرف گیا۔ سنتری نے آواز دی اس نے جواب دیا کہ دوست ہے۔ اسی طرح سے بیس آدمی اندر گھس گئے اور جھاڑیوں میں جا چھپے خیموں کے سامنے بندوقیں جوڑ کر کھڑی کر دی گئیں تھیں۔ اور سپاہی سو رہے تھے اتنے میں ایک موپلا اندر داخل ہوا جب سنتری نے چیلنج کیا کہ کون ہے تو وہ بموجب اپنے کمانڈر کے حکم کے نہ بولا۔ سنتری نے فوراً گولی مار دی اسی طرح دس آدمی مارے گئے۔ اور ایک ہل چل مچ گئی۔ اور سپاہی گولی کی آواز سنکر ہر طرح دوڑے۔ سنتری نے گارڈ [illegible] آوٹ کر دیا تھا۔ جب یہ حالت ہوئی تو وہ موپلا جو اندر گھس گئے تھے پیچھے سے گولیاں مارنی شروع کر دیں۔ اب یہ لوگ تمام مال واسباب چھوڑ کر بھاگے۔ اور خیمہ موپلوں کے قبضہ میں آگیا۔ وہاں بہت سے نان پاؤ روٹی مکھن وغیرہ وغیرہ ملے۔ ہم لوگوں نے ملا صاحب کی اجازت لیکر کھانا شروع کر دیا۔

یہ موپلے بہت بھولے بھالے ہوتے ہیں جب سکھ سپاہیوں نے جن کی صورت اور ڈاڑھی مسلمانوں سے بہت کچھ ملتی جلتی تھی کہا کہ ہم لوگ مسلمان ہیں تو موپلوں کو یقین ہو گیا۔ اور جب ان کے ساتھ نماز میں کھڑے ہوئے تو گرفتار کر لئے گئے۔

اور ان قیدیوں میں سید احمد حسین بھی تھے۔ ان کے باپ اور دو بھائی بھی لڑائی میں شریک تھے۔ جو گرفتار ہو گئے۔ باپ کو تو سزائے موت ملی اور حاجی صاحب کو دس برس کی ان کے بھائیوں کو بیس بیس برس کی سزا ملی جن لوگوں کو سزائے موت ملی ان کے تجہیز وتکفین کے کفیل نظام حیدر آباد ہوئے اور باقیوں کو سزائے عبور دریائے شور ہوئی۔

حاجی صاحب نے بیان کیا کہ میں سیاسی قیدی ہوں اور محض اسی راستہ سے گھر جانے کی اجازت ہے جس کو آپ خود میرے پاسپورٹ میں دیکھ رہے ہیں۔ مجھکو بڑے بڑے شہروں میں اترنے کی اجازت نہیں ہے جہاں کہیں میں رات اسٹیشن پر بسر کرتا ہوں تو پولیس کی حراست میں رکھا جاتا ہوں۔ ٹکٹ کلکٹر صاحب جب میرا

پاسپورٹ دیکھتے ہیں تو کسی پولیس مین کو بلا کر مجھے ان الفاظ کے ساتھ "لیجئے آپ کے دوست آگئے" سپرد کر دیتے ہیں۔ پولیس کا آدمی اس طرح سے ملتا ہے اور ایسی بناوٹ کی باتیں کرتا ہے کہ پہلی مرتبہ مجھے مغالطہ ہو گیا کہ شاید مجھے جانتا ہے اور میں اسے پہچان نہیں سکتا۔ لیکن یہ پریشانی بار بار اسٹیشنوں کے سپاہیوں کی ملاقات سے دور ہو گئی مجھے معلوم ہو گیا کہ مجکو قیدی سمجھکر میرا مذاق اڑاتے ہیں۔ بہر حال جب ساڑھے سات روپے جو کہ مجکو گورنمنٹ کی طرف سے راہ خرچ اور اس میں کھانے کے لئے ملے تھے ختم ہو گئے تو مجھے کئی وقت فاقہ کرنا پڑا۔ یہاں تک کہ میں اسٹیشن اعظم گڈھ پہونچا تو بھوک اور پیاس سے بیتاب تھا۔ گاڑی میں ایک آدمی سے سوال کیا۔ اتفاق سے یہ صاحب ریٹائرڈ قانون گو تھے۔ اور آج کل اسلامیہ مدرسہ سرائے میر میں رہتے ہیں اور قوم کی خدمت کرتے ہیں۔ قانون گو صاحب نے کھانا کھلوایا اور اسٹیشن ماسٹر سے کہہ کر اترنے کی اجازت بھی دلوا دی۔ مجکو مولوی محمد شفیع صاحب کے پاس بھیجا انہوں نے ایک دری ایک کرتہ ایک تہ بند ایک عمامہ ایک چائے کی کیتلی کچھ اور چار کے سامان عنایت فرمائے میں نے حجامت بنوا کر قیدیوں کا لباس اتار کر جو مجھے گورنمنٹ کی طرف سے ملا تھا۔ اسکو پہنا جو آپ اسوقت میرے بدن پر دیکھ رہے ہیں۔ وہاں سے میں شام کو ایک دوسرے موضع کی طرف روانہ ہوا۔ جو کہ مسلمانوں کی بستی ہے۔ اور اس دریا کے جنوب کی طرف واقع ہے۔ رات بھر وہاں بھوکا پڑا رہا۔ یہاں کے لوگ گھی اور روٹی وغیرہ کا زیادہ استعمال کرتے ہیں۔ اس لئے میرے کھانے کا انتظام مشکل سے ہو سکتا ہے۔

حاجی صاحب نے راستہ میں کہیں پیڑ کا درخت جیسا کہ سن ہوتا ہے دیکھا تھا اس کی پتی کا ساگ ان لوگوں کو بہت مرغوب ہے۔ حاجی صاحب نے اس کے ساگ کھانے کی بہت خواہش ظاہر کی لیکن مشکل یہ تھی کہ بات سمجھ میں نہ آتی تھی اس لئے ہمارے ماموں جان (چونکہ ماموں جان حاجی صاحب سے بہت بے تکلف ہو گئے تھے۔ دوسرے ان کی باتوں میں دلچسپی تھی تیسرے ہمدردی تھی۔ اس لئے اپنے مہمان کی خاطر جائز تھی) ان کے ساتھ گئے تو معلوم ہوا کہ جسکو حاجی صاحب امام بارہ کہتے تھے وہ پیڑ کا درخت تھا اس کا ساگ منگوایا گیا اور انہوں نے خود اسکو گوشت کے ساتھ تیار کیا۔ کیونکہ انہیں ڈر تھا کہ شاید کوئی ان کی مرضی کے موافق پکا نہ سکے وہ اسکو پکانا جانتے تھے اور بار بار تعریف کئے جاتے تھے۔ جب مغرب بعد کھانے بیٹھے تو بہت خوشی خوشی کھاتے رہے۔ اور لوگوں کو چکھاتے رہے اس کا ساگ اس قدر کڑوا تھا کہ ہم لوگ نہیں کھا سکے۔ دوران گفتگو میں انہوں نے بیان کیا کہ اس کا ساگ ملابار میں پانچ پیسے سیر ملتا ہے اور اکثر دعوتوں میں استعمال کیا جاتا ہے۔ کھانے کے بعد حاجی صاحب اپنے اسیری کے واقعات اور جزیرہ انڈمان کی حالت بیان کرنے لگے۔ انکا بیان ہے کہ جب وہ جزیرہ انڈمان میں پہلے پہل گئے تو انکو اندھیری کوٹھڑی میں بند کر دیا۔ اور دونوں ہاتھ پیر رسی سے باندھ دیئے گئے۔ ان کے بدن کے چاروں طرف ایک چٹائی لپیٹ دی گئی۔ جب کوٹھڑی بند کر دی تو اس وقت اس کا راز کھلا یعنی اس چٹائی میں

بڑے بڑے اور موٹے موٹے کھٹمل تھے جو چٹائی میں اس قدر بھرے تھے کہ مثل شہد کی مکھیوں کے چھتہ پر بیٹھے ہو
نظر آتے تھے۔ چند ہی منٹ بعد شدت کی تکلیف سے وہ بیہوش ہو گئے جب آنکھ کھلی تو کیا دیکھتے ہیں کہ غول
غول چھپکلی اور گرگٹ منہ کھولے ہوئے کھڑے ہیں۔ یہ جانوران کھٹملوں کو کھاتے تھے جو خون پی پی کر سرخ ہو جا
تھے۔ حاجی صاحب یہ بھی فرماتے تھے کہ جزیرہ انڈمان میں جونک ایک ایک بالشت لانبی ہوتی ہیں اور اگر اتفاق سے کو
بھینس ایسی جگہ پانی پینے چلی گئی جہاں بہت سی جونکیں ہوں اور دو جونکوں نے اُس کے نتھنے دونوں طرف سے پکڑ
توانگی طاقت کی یہ کیفیت ہوتی ہے کہ بھینس اپنی جگہ سے ہل نہیں سکتی۔

اُنہوں نے اپنے داہنے ہاتھ پر ایک نشان دکھایا اور بیان کیا کہ ایک روز کیاریوں میں دھان جمع کر رہے تھے
کہ جونک نے پکڑ لیا جس کا داغ روپے کی گولائی سے بڑا تھا۔ اور اس کے چھوڑانے کی یہ ترکیب ہے کہ تمباکو کا عرق
جونک کے منہ پر ڈالدیا جاتا ہے تو وہ خود بخود چھوڑ دیتی ہے۔

وہاں کے قیدیوں کی حالت اور خاص کر موپلا قیدیوں کی حالت بیان کی کہ وہ بیل کی طرح ہل میں جوتے جاتے
تھے۔ انہوں نے قمیص اٹھا کر کندھوں پر جوئے کے نشانات دکھائے۔ اسکے علاوہ ہزاروں قسم کی سزائیں ہوتی ہیں
جن کے لکھنے کے لئے ایک دفتر چاہیئے۔

موپلا قوم اندرونی اور خانگی معاملات میں اس قدر آزاد ہے کہ اگر کوئی شخص ان کے ملک میں چلا جائے تو وہ یہ
باور نہیں کر سکتا کہ یہ ملک بھی ہندوستان ہی کا ایک حصہ ہے۔ جیسا کہ میں نے متذکرہ بالا عرض کیا ہے کہ یہ قوم تجارت
پیشہ ہے۔ یہ لوگ وہاں دارچینی۔ لونگ۔ سیاہ مرچ۔ الائچی خورد وغیرہ وغیرہ کی کاشت کرتے ہیں۔ پرانے معاہدہ کی رو سے
چاول اور ہاتھی وغیرہ باہر نہیں جا سکتے۔ لیکن لونگ وغیرہ ہندوستان میں بھیجی جا سکتی ہے۔ اور محض دیا سلائی
سگرٹ چینی وغیرہ اندر آ سکتی ہے۔ چار قہوہ کافی وغیرہ وہاں خود پیدا ہوتی ہے۔ حاجی صاحب کا قول ہے کہ ہم لوگ
ایک لاکھ سے کم کی چیز فروخت نہیں کرتے۔ اور ہمارے سب مینیجر انگریز ہوتے ہیں۔ کیونکہ ہندوستانی وہاں
رہنا پسند نہیں کرتے۔ زیتون کا تیل ہم لوگ بجائے گھی کے استعمال کرتے ہیں۔ اور سنا کی پتی ابال کر خوب
پی لیتے ہیں اور نقصان نہیں ہوتا۔ وہ بیان کرتے تھے کہ ہم لوگوں کی مال گزاری جمع کرنے کا ایک عجیب اُصول
ہے۔ گورنمنٹ کا سپاہی ایک اونچے مقام پر لال جھنڈی دکھاتا ہے۔ اور سب لوگ مالگذاری لیکر حاضر ہو جاتے
ہیں۔ مالگذاری آدمی کے لحاظ سے لگتی ہے نہ کہ کھیت اور زمینداری کے لحاظ سے۔ وہ بھی بہت کم ہے۔ یہ لوگ
بہت جفاکش ہوتے ہیں۔ چاول اس قدر پیدا ہوتا ہے کہ ایک سال کی پیداوار چھ سال تک کھائی جا سکتی ہے۔ وجہ
یہ ہے کہ چاول باہر نہیں جاتا یہاں کے لوگ زیادہ تر ساگ گوشت ترکاری وغیرہ استعمال کرتے ہیں اور دودھ گھی
وغیرہ جانتے ہی نہیں۔ ان کا بیان ہے کہ وہاں اونٹ اس قدر ہوتے ہیں کہ ڈھائی روپے کو باآسانی ملجاتا ہے۔

ورچند ہاتھی بائیس روپے آٹھ آنہ کو بکری دنبہ وغیرہ بہت ہوتے ہیں۔ جب قربانی کا ذکر آیا تو انہوں نے کہا کہ زیادہ تر اونٹ کی قربانی ہوتی ہے اور گائے بہت مہنگی ملتی ہے۔ بہت سے آدمی ملکر خرید لیتے ہیں تو اس میں سے سات آدمیوں کی قربانی ہوتی ہے۔ اور اس کا گوشت بہت شوق سے کھاتے ہیں۔ یہ لوگ ہرن گینڈے وغیرہ کا شکار تیر وکمان سے کرتے ہیں۔ اپنے بچوں کی تعلیم کے لیے انہوں نے خود اسکول قائم کر رکھے ہیں جہاں زیادہ تر دینیات کی تعلیم ہوتی ہے۔ لڑکی اور لڑکوں کے اسکول الگ الگ ہوتے ہیں۔ انکی تعلیم کی معراج صرف کلام مجید اور چند مذہبی کتب ہی کی تعلیم ہے۔ لیکن اسکول میں اور بہت سی چیزیں سکھائی جاتی ہیں۔ اور ہر لڑکے کو چودہ یا پندرہ برس تک اسکول میں رہنا پڑتا ہے۔ وہاں گھوڑے کی سواری تیر اندازی کپڑے بننے برتن بنانے کے الگ الگ استاد ہوتے ہیں اور ہر موپلا ان باتوں میں ضرور ماہر ہوتا ہے۔ یہ کسی چیز میں دوسرے ملک کے محتاج نہیں ہیں۔ ان کا ہتھیار تیر تلوار نیزہ ہے۔ ان کے اسکول ہی میں فوج کی تعلیم ہوتی ہے۔ منہ میں انگلی ڈالکر ہر شخص اس طرح سے بجاتا ہے جو بگل کا کام دے سکے۔ اور اسی میں ہر طرح کے اشارات مقرر ہیں تیر اندازی میں انکو اس قدر ملکہ حاصل ہے کہ ان کا تیر خطا نہیں کرسکتا۔ مثال کے طور پر انہوں نے ایک قصہ بیان کیا کہ اکثر لڑکے اس تالاب پر جا کر چھپ کر بیٹھ جاتے ہیں۔ جہاں لڑکیاں پانی بھرنے آتی ہیں جس لڑکی سے کوئی لڑکا رشتہ میں مذاق کرسکتا ہے تو جب وہ پانی کا گھڑا سر پر رکھتی تو وہ لڑکا ایسا تیر مارتا ہے کہ سوراخ ہوجاتا ہے۔ جب پانی لڑکی کے اوپر گرتا ہے تو رونے لگتی ہے تب وہی لڑکا اپنے تیر کے منہ پر ایک قسم کی مٹی جسکو وہ پہلے سے تیار رکھتا ہے رکھکر مارتا ہے تو گھڑے کا سوراخ بند ہوجاتا ہے۔ یہ ہے ان کے نشانے کی حالت۔

ان کے یہاں کی شادی بہت دلچسپ ہے۔ ہر مرد چار بیویاں رکھتا ہے۔ جب شادی ہوتی ہے تو پہلی بیوی کو جہیز ملتا ہے۔ اور جہیز میں دو مسواک ایک چکی۔ ایک چٹائی ایک مٹی کا برتن ایک کلام مجید دیا جاتا ہے۔ اور لڑکی ایک جوڑہ کپڑا لڑکے کو دیتی ہے اور لڑکا لڑکی کو کسی قسم کا زیور نہیں دیا جاتا۔ اور کپڑا بھی گھر کا بنا ہوا ہوتا ہے۔ ان کے یہاں ایک سردار ہوتا ہے جسکا یہ کام ہے کہ اگر کوئی آدمی جو مسلمان ہو ان کے ملک میں آکر چالیس روز تک رہجائے تو اس کو وہاں شادی کرنا بہت ضروری ہے۔ اگر اس کے لڑکی پیدا ہوئی تو وہ اسکو اپنے گھر نہیں لیجا سکتا۔ ہاں اگر لڑکا پیدا ہو تو مع بیوی اور لڑکے کے جا سکتا ہے۔

جب ان سے چار شادیاں کرنے کی وجہ پوچھی گئی تو کہا کہ ہمارے یہاں ہر کام کے دن مہینہ مقرر ہوتے ہیں مثلاً رمضان میں صرف کپڑا بنا جاتا ہے۔ اور ایک مہینہ برتن بنانے کے لئے مخصوص ہے۔ اور کاشتکاری کا موسم تو ہر جگہ مقرر ہی ہے۔ ہم لوگ ایک سال کے لئے کپڑا برتن وغیرہ تیار کر لیتے ہیں اور بیویوں کا یہ کام ہے کہ ایک بیوی چرخہ کاتتی ہے۔ دوسری نلکی بھرتی ہے۔ تیسری خانہ داری کا کام انجام دیتی ہے۔ چوتھی بچوں کی تربیت۔ کوئی عورت

بیوہ نہیں رہ سکتی۔ فوراً عدت پوری ہونے پر نکاح کر دیا جاتا ہے۔

حاجی صاحب نے بیان کیا کہ ہمارے یہاں مسلمانوں کو اپنے حقیقی بھائی کے برابر سمجھتے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ مساوات کا اس قدر لحاظ ہے۔ کہ ہمارے یہاں ایک سردار ہوتا ہے جس کے پاس سب لوگوں کی دولت کا حساب کتاب ہوتا ہے۔ کوئی شخص ایک لاکھ سے زیادہ روپیہ نہیں رکھ سکتا۔ اگر اس کے پاس اس سے زیادہ روپیہ ہے تو اس کا فرض ہے کہ روپیہ لاکر بیت المال میں جمع کر دے اور جس کے پاس کم ہو اسکا بیت المال سے پورا ہو جاتا ہے۔ اور اگر کوئی شخص نہیں مانتا تو برادری سے خارج کر دیا جاتا ہے۔

ان کا ایک قاضی ہوتا ہے جو کہ آپس کے جھگڑوں کا فیصلہ کرتا ہے۔ وہاں شادی کے لئے الگ۔ لڑائی الگ۔ روپے کے حساب کتاب کا الگ۔ غرضکہ ہر ایک کام کے لئے الگ الگ قاضی ہوتا ہے۔ وہاں ہر فرد کم سے کم ایک مرتبہ ضرور حج کرتا ہے۔ بغیر حج شادی ہرگز نہیں ہوتی۔ لیکن حج بہت آسان ہے۔ جس قوم میں مساوات کی اس درجہ پابندی ہو اور جو قوم کسی دوسری قوم کی محتاج نہ ہو اسی کا صحیح طور پر سوراج ہے۔ دیکھئے جمہوریت کا پورا اطلاق موپلوں پر ہو سکتا ہے۔ کپڑے خود بنتے ہیں۔ برتن خود بناتے ہیں۔ کاشت خود کرتے ہیں۔ ہر شخص تیر و تلوار چلانا خوب جانتا ہے۔ اور ہر وقت اپنے پاس رکھتا ہے۔ روپیہ دولت برابر تقسیم کر لیتے ہیں۔ ایک شخص دوسرے سے بہت محبت کرتا ہے۔ اگر کوئی شخص اسکو نقصان پہونچاتا ہے تو وہ اس کا بدلہ لینے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں ہر شخص دوسروں کی ماں بہن کو اپنی ماں بہن سمجھتا ہے۔ یہانتک کہ جس قدر انسان کی قوت میں ہے اور جسکو وہ کر سکتا ہے کرتے ہیں۔ اور بقول ارسطو شادمانی کا بیج بوتے ہیں جو اصل مقصد حیات انسانی ہے۔ اور اسلام کے ان اصولوں کی جس کی اس نے تعلیم دی بہت کچھ پابندی ہے۔ افلاطون کی جمہوریت کی جھلک موپلوں میں پائی جاتی ہے جس کا اس نے اپنی کتاب میں سبق دیا ہے۔

مس سرور جہاں مرتضیٰ بیگ۔ اعظم گڑھ

والدین کے فرائض

اولاد کی تمنا صرف اس لئے کرنا کہ وہ بقائے نسل کا باعث ہوتی ہے۔ ہمکل امید ہوتی ہے۔ بڑھاپے کا سہارا ہوتی ہے وغیرہ وغیرہ ایک حد تک باعث اطمینان بھی ہیں۔ مگر اس کے ساتھ ہی والدین کو یہ خیال بھی کرلینا چاہیئے۔ کہ اس شیریں ثمر کو حاصل کرتے ہی وہ ایک بہت بڑے فرض کے ذمہ دار ہیں اور ایک سخت آزمائش میں گرفتار ہیں جس میں فیل ہوجانے پر قبر کی منزل بھی ان کے لئے سخت کٹھن ہوگی اگر خوش قسمتی سے کامیاب ہوگئے تو دونوں جہان کی سعادت حاصل کرلی۔ ان فرائض کی ادائیگی میں باپ کی نسبت ماں زیادہ حصہ رکھتی ہے۔ اور اکثر اوقات ماں کی ذراسی غفلت سے بہت سی زندگیاں خراب ہوجاتی ہیں۔ اور ذراسی ہوشیاری سے بہت سی ہستیاں دنیا میں کامل انسان بن کر مسرت واطمینان کی زندگی بسر کرنے لگتی ہیں۔ جو نہ صرف اپنے لئے بلکہ قوم اور ملک کے لئے بھی مفید ثابت ہوتی ہیں۔ اور قوم کو ان پر ناز ہوتا ہے۔ والدین کے مندرجہ ذیل اہم فرائض پر میں اپنے تجربہ کی بنا پر روشنی ڈالتی ہوں۔ کیا ہی اچھا ہو۔ اگر کوئی دوسری تحریر میرے خیالات میں اضافہ کرسکے

فرائض (۱) تربیت جسمانی (۲) اخلاق (۳) تعلیم (۴) سرمایہ وراثت (۵) شادی۔

جملا مورخ ظاہر کرتے ہیں کہ باپ کی نسبت ماں کو ہر ایک موقعہ پر بہت سا عملی کام کرنا پڑتا ہے۔ اور باپ ان میں ایک حد تک مددگار ثابت ہوتا ہے کیونکہ اکثر موقعوں پر عملی کام کرنا اور روپیہ فراہم کرنا باپ کا فرض ہے۔ اسی لئے کہا گیا ہے کہ جنت ماں کے قدموں کے نیچے ہے۔ اولاد کی ماتا جو قدرت کی طرف سے عطا ہوئی ہے اسی لئے باپ کی نسبت ماں میں زیادہ ہوتی ہے۔ ماں قدرت کی مددگار ہے۔ یعنی قدرت اس میں مہر مادری پیدا کرکے ایک ماہر فن تجربہ کار باغبان کا کام لینا چاہتی ہے، جس کے لئے اسے نیک نیتی۔ دانشمندی، حسن مزاجی۔ رحم دلی وغیرہ عمدہ خصلتیں عطا کی گئی ہیں۔ اور مائیں بہ تقاضائے فطرت اپنے فرض کو خوش اسلوبی سے نبھاتی ہیں۔ مگر ناواقفیت کی وجہ سے بہت سی ایسی خامیاں رہجاتی ہیں جو ان نونہالوں کو کھلنے سے پہلے مرجھا دیتی ہیں۔ اور ایک حد تک ان کا خون ماں کی گردن پر ہوتا ہے۔ اس لئے نوعمر ماؤں کو اپنے ضروری فرائض پر ایک نظر ڈال لینی چاہیئے۔ ممکن ہے کہ ان میں سے کوئی بات ان کے لئے مفید ثابت ہوسکے۔

تربیت جسمانی بچے کے پیدا ہونے سے پہلے ماں کو ہر حالت میں بچے کی عمدہ صحت۔ خوش اخلاقی وخوبصورتی کے لئے کوشاں رہنا چاہیئے یعنی اس زمانہ میں عمدہ اور زود ہضم غذا کھائے۔ تاکہ بچے کو کسی قسم نقصان نہ پہنچے۔ اور اپنی بود و باش وپوشش وغیرہ اس قسم کی رکھے جو بچے کی صحت اور خوبصورتی میں معاون ہو۔ اگر ممکن ہو تو

خوبصورت تصویریں سامنے رکھے اور خوبصورت اشیاء کا تصور دل و دماغ میں باندھے۔ کیونکہ بہت سی ایسی مثالیں دیکھنے اور سننے میں آئی ہیں کہ جیسا تصور ماں نے کیا اولاد بھی ویسی ہی پیدا ہوئی۔ اس کے علاوہ ان دنوں میں جب قوا مکمل ہوتے ہیں اپنے اشغال ایسے پاکیزہ اور علمی رکھے جو اس کے ذہنی قوا میں ممد ہوں۔ خود ہر بری بات سے پرہیز کرے اور اچھی عادتیں پیدا کرنے کی کوشش کرے۔ یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ ان دنوں ماں کے دل پر ہراس بیٹھنے سے بچہ ہمیشہ کے لئے بزدل ہو گیا۔ یا ماں کے جھوٹ بولنے کا اثر بچے پر پڑا۔ پیدائش کے بعد والدین کا فرض عمدہ نام انتخاب کرنا ہے اور وہ اس بات کے ذمہ دار ہیں کہ بچہ ایک عمدہ نام سے پکارا جائے۔ اب عملی تربیت کا وقت آتا ہے۔ اور ماں کو اس کے لئے خوب ہوشیار رہنا چاہئے۔ کیونکہ وقت پر دودھ پلانا۔ سلانا اور نہلانا بچے کو ہمیشہ کے لئے وقت کا پابند بنا دیتے ہیں۔ اور صحت پر بھی اچھا اثر پڑتا ہے۔ دودھ پلانے اور تیار کرنے کے بارے میں عصمت میں بہت سے مضمون نکل چکے ہیں۔ ایسے ہی بچوں کی معمولی بیماریوں کے علاج جو محترمہ و۔ا صاحبہ کی طرف سے شائع ہوئے تھے۔ بہت مفید ثابت ہوئے۔ اگر کوئی موضوع چھٹ گیا ہے۔ تو وہ بیماریوں کا پہچاننا اور دوائی دینے کے طریقے ہیں۔ گو وہ یہاں طوالت کا باعث ہونگے۔ تاہم لگے ہاتھوں اس کا ذکر بھی کئے دیتی ہوں۔

بیماریوں کے آثار یہ بہت ضروری ہے کہ ہر ایک ماں بچوں کی تمام بیماریوں کے آثار و نشانات اور ان کے روکنے کے تمام طریقوں سے بخوبی واقف۔ تاکہ شدید و خطرناک بیماریوں کے شروع میں بے پرواہ نہ رہے۔ معمولی بیماریاں اکثر تمام بچوں کو پیش آتی ہیں۔ ان کو روک دینے سے برے نتائج پیدا نہیں ہوتے۔ اور ان کے بعض نشانات میں بدہضمی کی شکایت میں پاخانہ کی رنگت و صورت میں تبدیلی شکم کا پھول جانا اور پھیل جانا۔ دبا ہوا تالو ننھے بچے کی ناسازی طبیعت کے خاص نشانات ہیں۔ جلد بجائے اس کے کہ سرد ملائم اور تر محسوس ہو، خشک گرم کھردری اور سخت ہوتی ہے۔ دہن خشک اور زبان کی رنگت بھی سرخ ہوتی ہے۔ بچے کے لیٹنے کے طریقے سے بھی بہت کچھ معلوم ہو سکتا ہے۔ اگر درد بدہضمی سے پیدا ہو تو بچہ پشت کے بل لیٹے گا اور دفعتہً گھٹنے اوپر کو کھینچکر درد کی چیخ ماریگا اور ہونٹ پساریگا۔ جب دورہ ہو چکے گا تو پھر ہاتھ پاؤں ڈھیلے چھوڑ دیگا اور دوسرے دورے تک ایسا ہی کریگا۔ اگر پشت کے بل لیٹ کر گھٹنے زور سے سکیڑ کر اوپر کھینچ رکھے تو بیماری زیادہ خطرناک ہوگی تشنج کا دورہ شروع ہونے سے پہلے بچے کا سر پیچھے کو اینٹھ جاتا ہے اور ایک ٹانگ و بازو اکڑ جاتا ہے اور دورہ شروع ہونے سے پہلے دم رکتا اور آنکھیں پھرنے لگتی ہیں۔ درد سر ماتھے کے سکڑنے سے معلوم معلوم ہو جاتا ہے۔ سینے کے امراض بھی تین چار نشانات سے ظاہر ہوتے ہیں۔ بچہ سانس جلدی جلدی لیتا ہے۔ یعنی ایک منٹ میں ۳۰ سے ۴۰ یا ۵۰ تک۔ سینہ اور پسلیاں بہ نسبت ایک تندرست بچے کے زیادہ چلتی ہیں۔ نتھنے زور سے

چلتے اور اوپر کو کھنچے ہوئے معلوم ہوتے ہیں۔ اگر ہاتھ ہر سانس کے بعد سینے پر رکھا جائے تو بلغم کی موجودگی ظاہر ہوتی ہے۔ گلا بیٹھ جانے پر کھانسی آنے لگے تو ماں کو گلا بند کرنے والی کھانسی سے خبردار رہنا چاہیئے۔ اور جوں ہی اس غیر معمولی کھانسی کی آواز کان میں آئے۔ ڈاکٹر کی طرف متوجہ ہو جانا چاہیئے۔

بدہضمی۔ دماغی امراض اور مختلف بخاروں میں مبتلا ہو جانے والا بچہ رات کو کئی مرتبہ چونک کر جاگیگا۔ نیند بے آرام ہوگی۔ دانت کپکپائے گا اور خوف کھا کر چیخنے لگے گا۔ بستر پر لیٹنے سے انکار کرے گا۔ اس کے علاوہ ایک ہوشیار ماں کو طبیعت کی ناسازی کے چھوٹے چھوٹے نشانوں سے بے خبر نہیں رہنا چاہیئے۔ مثلاً بھوک کی کمی۔ اداسی۔ کھلونوں سے بے توجہی انگوٹھے کو ہتھیلی میں دبائے رکھنا۔ گھٹنوں کے بل پھرنے یا کھڑے ہونے سے انکار کرنا۔ یا اپنے ننھے ہاتھ بار بار سر کی طرف اٹھا کر ظاہر کرنا کہ سر میں درد یا بے چینی ہے۔

مذکورہ بالا امور بچوں کے رکھ رکھاؤ اور ہوشیاری سے تربیت کرنے میں بہت مدد دیتے ہیں اور کسی نو عمر ناتجربہ کار ماں کے لئے مشکل نہیں ہے۔ اسکو یاد رکھنا چاہیئے کہ بچے کی تربیت اور رکھ رکھاؤ سے وہ بہت سے ایسے سبق سیکھ سکتی ہے۔ جو آئندہ کے اعلیٰ فرائض ادر ماں کے زبردست عہدے میں زیادہ تقویت دینگے۔ کیونکہ ہر قوم کا درجہ اس کی ماؤں کے درجے سے ترقی حاصل کرتا ہے۔ اور ماں کو بچے کی تندرستی بڑھانے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ کہ سست۔ مریل اور دائم المریض بچے جو آئندہ زندگی کے مرحلوں اور اس کی دشواریوں کو سہارنے کے قابل نہیں ہوتے اور قوم کی بنیاد بودی ہوتی جاتی ہے اور اس کے ایک دن یک دم گر جانے کا بہت بڑا احتمال ہے۔ یہاں میں چند ایسی باتیں بتا دینی ضروری خیال کرتی ہوں۔ جو بچوں کو دوائی وغیرہ پلانے میں مفید ہو سکیں۔ کیونکہ اکثر دیکھنے میں آیا ہے کہ بہت سے گھروں میں بچے دوائی پینے سے انکار کرتے ہیں اور مائیں بھی ان کی ضد اور رونے سے بچنے کے لئے اغماض کر جاتی ہیں۔ جو آخر میں سخت تکلیفوں کا باعث ہوتے ہیں۔

اگر کسی گاؤں یا ایسے ضلع میں رہائش ہو جہاں وقت پر ضروری دوائیاں نہیں مل سکتیں یا طبی امداد نہیں پہنچ سکتی تو گھر میں ضرور دوائیاں مہیا رکھنی چاہیئیں۔ تاکہ ضرورت کے وقت کام آئیں۔ اور وہ دوائیں مندرجہ ذیل ہیں

ضروری دوائیاں

بورک ایسڈ۔ ایلم یعنی پھٹکری۔ سوہاگہ۔ نوشادر۔ شہد۔ ریوند چینی۔ رسوت۔ سولف۔ زہر مہرہ۔ ست اجوائن۔ کافور۔ سفیدہ۔ ہینگ۔ اجوائن۔ ہڑ۔ امرت دھارا۔ بورک گلیسرین۔ ویزلین۔ سوڈا بائی کارب۔ سوڈا سٹریٹ۔ لائم واٹر۔ برانڈی۔ زیتون کا تیل۔ تلوں کا تیل۔ کیرن آئل۔ کسٹر آئل۔ مچھلی کا تیل۔ ٹنکچر آیوڈین۔ زنک آئمنٹ۔ بورک پاؤڈر (جو بورک ایسڈ۔ زنک آکسائڈ۔ سٹارچ سفوف کے ہموزن ملنے سے بنتا ہے) کاربالک گلیسرین

بورک کاٹن۔ کنین۔ بورک آئنٹمنٹ۔ زنبک۔ کٹی کیورا سوپ و آئنٹمنٹ۔ جرمک سائیڈل سوپ۔ گرم پانی کی بوتل۔ مرکی
لوشن یا اور کوئی کیڑے مارنے والی دوائی۔ وغیرہ۔

دوائیوں کے اوپر ان کا نام لکھ رکھنا چاہیے۔ لگانے والی نیلی بوتلوں میں اور پینے والی سفید بوتلوں میں استعمال کے بعد فوراً ہی مقفل کر دینا چاہیے۔ تاکہ بچوں کے ہاتھ میں نہ پڑ جائیں۔

دوائی دینے کا طریقہ

اگر بچے کے کھانے پینے اور سونے جاگنے کا انتظام درست اور باقاعدہ ہو تو اس کو بہت دواؤں کی ضرورت نہ ہوگی خواہ مخواہ زیادہ دوائیوں کا استعمال بجائے فائدے کے نقصان دیتا ہے۔ بچوں کی شکایتوں کے روکنے کا سب سے عمدہ طریقہ یہ ہے کہ ان کو آرام اور احتیاط سے رکھا جائے۔ کھانے پینے میں احتیاط کرائی جائے۔ جب دوا دینے کی ضرورت آپڑے تو رنگین شیشے کا گلاس استعمال کرنا چاہیے تاکہ بچوں کو مزہ اور بدصورت معلوم نہ ہو۔ بچے کو کڑوی اور بد ذائقہ دوائی پلانے کے وقت یہ کہنا کہ میٹھی ہے۔ یا شربت ہے وغیرہ ان کو دھوکہ دینا اور جھوٹ بولنا ہے۔ اس سے قطعاً پرہیز کرنا چاہیے۔ بلکہ اسے صاف طور پر یہ کہہ دینا چاہیے کہ یہ دوائی ہے۔ چونکہ تم بیمار ہو۔ اس لئے تمہیں پینا پڑے گی اور اس سے تمہیں بہت فائدہ ہوگا۔ دوا پلانے سے پہلے اور بعد تھوڑی سی کھانڈ چٹا دینی چاہیے۔ ننھے بچوں کی قوت ذائقہ بہت تیز ہوتی ہے۔ اگر ان کو کوئی شے آہستہ آہستہ چاٹنے کو دی جائے تو وہ آسانی سے کھا لیں گے۔ اگر دوائی سفوف کی صورت میں ہو تو انگلی کے سرے کو تھوڑی سی گلیسرین سے تر کر کے سفوف لگایا جائے۔ اور پھر بچے کی زبان ذرا اندر کی طرف چاٹنے کو لگا دی جائے۔ اگر بچہ بڑا ہو تو سفوف کے نیچے اور اوپر یہ یا گلیسرین یا شہد یا استعمال کر سکتے ہیں۔ اگر بچے کو بخار ہو تو اس کے خشک دہن کو مقطر پانی سے تر کر لینا چاہیے۔ اور دوا پی چکنے کے بعد تھوڑا سا پانی منہ صاف کرنے کے لئے دینا چاہیے۔ مچھلی کا تیل پینے سے پہلے اگر چٹکی بھر نمک منہ میں ڈال لیا جائے تو اس کا مزا برا معلوم نہیں ہوتا۔ کسٹر آئل کو گرم دودھ میں ملا کر پلانا چاہیے۔ اور استعمال کے وقت چٹکی بھر بائی کاربونیٹ آف سوڈا ڈال لینا مفید ہے۔ سفوف کونائن خالص گلیسرین یا شہد میں ملا کر دینا چاہیے۔ اور یات کو بچے کے سامنے تیار نہیں کرنا چاہیے تیار شدہ دوائی گلاس میں ڈال کر اس کے پاس لانی چاہیے۔ اور فوراً اس کے منہ میں ڈال دینی چاہیے۔ وغیرہ

اخلاق و عادات

اس کے بعد ماں کا بڑا فرض بچے کی روحانی تربیت اور عمدہ اخلاق کا ذخیرہ اس کے لیے مہیا کرنا ہے۔ اور اس بارے میں ماں کے مددگار بچے کے ہمجولی۔ ملازم استاد و کتب ہیں۔

ہمجولی ماں کا فرض ہے کہ بچے کے لئے اعلیٰ سوسائٹی کا انتظام کرے۔ اگر سوسائٹی کے اخلاق بچے سے

[illegible]ملے ہوں۔ یا ماں کے حسب منشار بلکہ اس سے ارفع ہوں تو مضائقہ نہیں۔ لیکن کمینہ بدخصلت اور کم درجے کے بچوں کے ساتھ کھیلنے کی اجازت نہیں دینی چاہیئے۔ کیونکہ بداخلاقی کا ذخیر اکثر کم درجے کے لوگوں کے پاس زیادہ ہوتا ہے۔ اور [illegible] صحبت کی نسبت بری صحبت بہت جلد معصوم دلوں پر اثر کرتی ہے۔

ملازم ایسے ہی بچے کے لئے عمدہ اخلاق کے ملازم مہیا کرنا سخت دقت کا کام ہے۔ مگر ہاں اس میں اس قدر [illegible] سکتی ہے کہ بچے کی تربیت نوکروں پر نہ چھوڑے۔ اور اس کے اوقات اس طرح تقسیم کرے کہ ملازموں سے زیادہ صحبت رکھنے اور بیہودہ بات چیت کرنے کا موقعہ نہ ملے۔ صدہا مثالیں اس قسم کی پائی جاتی ہیں کہ اخلاق صرف نوکروں کی ناواجب صحبت سے ہی خراب ہوئے۔ اور بزدلی۔ سستی۔ بدمزاجی۔ جھوٹ وغیرہ خصلتیں انہی کی مہربانی سے پیدا ہوئیں کیونکہ وہ اکثر مالک کو خوش کرنے کے لئے ناواجب لاڈ و پیار سے کام لیتے ہیں۔ اور ان کی ہر قسم کی سختی کو ہنس ہنس کر برداشت [illegible]تے ہیں جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ بچہ اپنے بزرگوں سے بھی گستاخ ہونے لگتا ہے۔ ایسے ہی اس کا دل بہلانے کے لئے جھوٹی اور مہمل کہانیاں جنوں اور پریوں کے ایسے ایسے قصے انہیں سناتے ہیں۔ جس سے وہ ہمیشہ کے لئے بزدل ہوجاتے ہیں اور خیال خام ان کے دلوں میں ایسی جگہ پکڑ لیتے ہیں کہ آئندہ زندگی میں علو ہمتی۔ بہادری پیدا نہیں ہوسکتی۔ ایسے ہی نوکر ان کے سامنے معمولی باتوں پر مالک سے جھوٹ بولتے ہیں۔ چونکہ اس کی اصلیت کا علم ان کو ہوتا ہے۔ اس لئے وہ ہمیشہ کیلئے ان کے معصوم دلوں میں جاگزیں ہوجاتا ہے۔

استاد۔ بچہ اگر بورڈر ہے تو ماں اپنے حسب منشا انتخاب کرسکتی ہے۔ مگر ایسے اسکولوں سے جہاں بچے چند گھنٹوں کے لئے جاتے ہیں۔ ماں کو مطمئن نہیں رہنا چاہیئے۔ اور اسکو حتی الامکان ان کی اس مدرسے زندگی میں دلچسپی لینی چاہیئے اور معلوم کرنا چاہیئے کہ بچہ کیسے استادوں کے زیر تعلیم ہے۔ اگر حسب منشا نہ ہوں تو اس کمی کو پورا کرنے کے لئے خود عمدہ عمدہ کہانیاں سناتی رہے۔ وہ بچے کے ننھے دل پر بہت اثر کرینگی۔ کیونکہ ایسے سکولوں میں پڑھنے والے بچے نہ صرف عمدہ اخلاق سے ہی محروم رہجاتے ہیں بلکہ اپنے حاصل کردہ اخلاق کا ذخیرہ بھی سکول کی نذر کر بیٹھتے ہیں۔ اور والدین کو ہمیشہ کے لئے دست افسوس ملنا پڑتا ہے۔

کنیز محمد بیگم (منشی فاضل

سائل

رات کے سائے گہرے ہونے شروع ہوئے اور کائنات نے ظلمت کی چادر میں منہ لپیٹ لیا۔ سرد برفانی ہوا۔ گرم کپڑوں میں سے گذر کر روح میں برودت کا احساس پیدا کر رہی تھی۔ رات تاریک سردیوں کی رات۔ اسوقت دروازہ پر کون دستک دے رہا ہے۔

میرے عالم تخیل کا ہر ذرہ برق وش تیزی کے ساتھ بیدار ہو گیا۔

اے سائل تیری اس دلخراش صدا سے میری کبیدہ روح لرزنے لگی۔ جبکہ رات کے اس مہیب اندھیرے میں معصوم پرندنے بھی تو اپنا دانہ۔ پانی چھوڑ دیا ہے اور صبر کی گہری فکر میں دبکے پڑے ہیں۔ پھر اسوقت ایک باہمت و ذی ہوش انسان کو سوال کرنے کی کچھ ضرورت ہو سکتی ہے۔؟

ہلکی ہلکی پھوار میں جس سے سڑک کے کنارے کی گزر گاہ دور تک ڈھک رہی تھی۔ وہ جانے کے لئے مڑا تو ایک آنسو اس کے رخسار پر سے بہہ رہا تھا۔

میں دیر تک کھڑی نمناک نظروں سے دیکھتی رہی باد خنک و طرب انگیز کا جھونکا سسکیاں لیتا ہوا میرے پاس سے گزر گیا۔ انار کا پھول مسکرانے لگا۔ تیتری کے پر جھلملائے اور اڑ کر چلی گئی۔

ایس۔ بی۔ طاہرہ

خریداری نمبر کے حوالہ سے تبدیل پتہ کی فوراً ہمیں اطلاع کر دیجئے

منیجر

کھدر

خورشید آرا بیگم

دیکھ لے خاتون مسلم حالت ہندوستاں!
تہیدست ہنر بیگانۂ سود و زیاں
موسم گل میں ہے گلزار وطن وقف خزاں
اے اسیر خواب غفلت لٹ رہا ہے کارواں
ہم ہیں محبوس قفس شعلہ بداماں آشیاں
درپے آزار و جور و ظلم ہر دم باغباں
صنعت و حرفت سے عاری ہند تی خستہ جگر!
ستر پوشی کے لئے محتاج احسان دگر
سرد بازار تجارت بند در ہائے ہنر
پاشکستہ۔ منزل اوج و ترقی دور تر
ریزہ کاری ہائے لندن سے ہوئے مسحور دل
ہند کی بربادیوں سے کیوں نہیں رنجور دل
ہندیان جانثار ملک کھدر پوش ہیں
غیر ملکی پارچہ ہا ننگ ہر ذی ہوش ہیں
مخمل و دیبا سے کھدر میں مسرت کوش ہیں
آہ۔ لیکن صفت انگلینڈ ہم بردوش ہیں
ہیں اگرچہ مردمان ہند بے تاب صعود
نیک ہیں مسلم خواتین غافل صرف خمود
زیب تن کھدر کر و اے خواہران محتشم!!
بہر زخم ملک ہو کوشش تمہاری ملتسم
تا ہو نجم بخت تیرہ ہند کا پھر منتجم!
صفحہ تاریخ پر عزم زناں ہو مرتسم
باعث تزئین جسم و جان ہے یہ محبوب دل
ہمسر کھدر نہیں ہے قاقم بافندہ مل
حسن افزائے رخ عورت ہے کھدر آجکل
وجہ عزت موجب عظمت ہے کھدر آجکل
زندہ ساز صنعت و حرفت ہے کھدر آجکل
ماحی نقش غم نکبت ہے کھدر آجکل
آرزو مند فلاح ملک گر خورشید ہو
غیر ملکی خوشنما کپڑے پہننا چھوڑ دو

رُوس میں شادی وطلاق کی کیفیت

چٹ منگنی پٹ بیاہ۔ اور جھٹ طلاق

(جملہ حقوق ترجمہ بحق عصمت محفوظ ہیں)

آج کل روس میں شادی اور اس کے بعد ہی طلاق اس قدر عام ہوگئی ہے کہ وہاں شادی کے لئے زیادہ سے زیادہ دس منٹ اور طلاق کے لئے صرف ۹ منٹ کافی ہوتے ہیں۔

ایک امریکن سیاح نے اس کیفیت کی ایک دلچسپ تصویر مندرجہ ذیل الفاظ میں کھینچی ہے۔

"سوویٹ روس میں شادی وطلاق کے لئے ایک دوسرے کو زیادہ پاپڑ نہیں بیلنے پڑتے۔ ان مقاصد میں سے کسی مقصد کے لئے اسکے مخصوص دفتر میں "شادی یا طلاق" کی مشین پر جانا پڑتا ہے۔ اسکو گھما کر دس منٹ یا ۹ منٹ کے عرصے میں ہی شادی کر لیتے یا طلاق لیکر ایک دوسرے سے گلو خلاصی کر لیتے ہیں۔

میں جب ماسکو پہنچا تو شادی وطلاق کے دفتر میں انکی کارروائی کی اجمالی کیفیت خود اپنی آنکھوں سے دیکھنے کا ارادہ کیا تو وہاں کے داخلے میں بڑی مشکلات کا سامنا ہوا۔ اس کے داخلے کی اجازت ملنا اس قدر مشکل ہے جس قدر کسی موٹر ڈرائیور کو اپنے پیشہ کا لائیسنس ملنا۔ خیر اجازت ملنے پر میں اپنے ترجمان کے ساتھ وہاں گیا۔ میں چلتے چلتے ایک سرخ پختہ اینٹوں سے بنی ہوئی عمارت میں داخل ہوا۔ جو پولس کی چوکی سے متصل تھی اندر پہنچکر سائن بورڈ سے مجھے اس کمرے کا ٹھیک راستہ معلوم ہوگیا جس میں طلاق حاصل کرنیکا دفتر لگا ہوا تھا۔ اس کمرے کے مختلف کونوں میں تین چوڑی چکلی میزیں بچھی ہوئی تھیں۔ جن کے پیچھے ایک ایک کلرک بیٹھا ہوا تھا۔

میں نے ایک کلرک سے پوچھا جو اپنے کام میں ہمہ تن مشغول تھا کیا یہی جگہ ہے۔ جہاں تم طلاق دلواتے ہو"؟

"جی ہاں! تشریف رکھئے"! اس نے سنجیدگی سے جواب دیا پھر میں نے اپنے ترجمان کے ذریعہ سے کہا کہ "میں ایک امریکن ہوں۔ کیا آپ پردیسیوں کو بھی طلاق دلوا سکتے ہیں"!

"بڑی خوشی سے"! اس نے نہایت مہربانی سے جواب دیا۔

اس میں کتنا وقت صرف ہوگا" میں نے دریافت کیا:

تقریباً دس منٹ سوال وجواب کرنے اور آپ کے لئے سرٹیفکٹ لکھنے میں .... اچھا اب اپنا نام بتائیے!

وہ میرے جواب لینے اور لکھنے میں مشغول ہوگیا اور میں اپنے ضمیر کو کچھ لعنت ملامت کرنے لگا۔

کلرک نے تین منٹ کے عرصہ میں نصف درجن سوال کر ڈالے۔ آخر کار یکایک میں چونک اٹھا جب مجھے معلوم ہوا کہ

مجھے (مفت میں) طلاق مل گئی۔

ایک دفعہ جب میں پیرس میں تھا تو ایک فرانسیسی عورت کی طلاق کا مرافعہ عدالت میں لیگیا تھا تو جج نے خود مصالحت کی کوشش کرنے کے لئے مجھے اپنے پاس بلایا تھا۔ اس مخمصے میں میں ایسا پھنس گیا تھا کہ مدت بعد اس سے رہائی ملی۔ اب میں پھر خوفزدہ ہوا کہ کہیں یہ معاملا جس میں میں اپنے پاگل پن سے پھنس گیا ہوں بہت طول نہ کھینچے۔ کیونکہ یہ معاملہ بھی پیرس والے قصے سے بہت ملتا جلتا تھا۔ میں نے مسکراہٹ ظاہر کرتے ہوئے کہا کہ "یہ ایک مذاق تھا جس میں میں نے روسی طلاق لے لی۔ درحقیقت میں یہ دیکھنا چاہتا تھا کہ روس میں طلاق کا کام کیونکر انجام دیا جاتا ہے"۔

جو کچھ بھی ہو میں اپنا فرض ادا کرچکا۔ سوائے آپکو سرٹیفکیٹ دینے کے" اس نے نہایت سنجیدگی سے جواب دیا۔ اب میں آپ کی بیوی کو اختیار دیدونگا کہ وہ آپ سے آپ کے بچے کی پرورش کے لئے ساٹھ روبل ماہوار (۶ پونڈ) وصول کرے" اس نے تحکمانہ انداز سے کہا۔

میں نے پوچھا۔ براہ مہربانی یہ تو بتائیے کہ یہ طلاق کہاں تک مانی جائیگی۔ اگر درحقیقت میں نے اپنی بیوی سے طلاق لیلی ہو۔

اس نے اپنے کندھوں کو جنبش دی اور جواب دیا کہ صرف سویت یونین میں۔ اب یہ ہمارا کام نہیں ہے کہ ہم کسی دوسرے ملک کو بھی مجبور کریں کہ وہ ہمارے آئین کو تسلیم کرے۔ اچھا اب ایک اصلی طلاق آپ کے سامنے دلوائی جاتی ہے۔ اسکو غور سے ملاحظہ فرمائیے چپکے سے یہ کہہ کر اس نے اپنی گفتگو ختم کردی

ایک جوان عورت کمرے میں داخل ہوئی اور ایک بنچ پر جو میز کے سامنے بچھی ہوئی تھی بیٹھ گئی وہ نہایت میلے لباس میں تھی۔ اور سر پر ایک میلی سی شال اوڑھے ہوئے تھی۔ اس غربت پر بھی وہ کافی حسین معلوم ہو رہی تھی۔

اس نے کہا "میں طلاق چاہتی ہوں"۔

ایک کلرک عورت نے جواباً پوچھا۔ کیا آپ کے کچھ بال بچے بھی ہیں"؟

ہاں ایک تین سال کی لڑکی ہے۔ اس نے جواب دیا۔

کیا تم نے اس کے باپ سے اس کی پرورش کا انتظام کرلیا ہے۔؟ کلرک نے دریافت کیا

جی ہاں! یہ اس کا کاغذ ہے۔ بیس روبل ماہوار اپنی لڑکی کے لئے جب تک وہ سولہ برس کی ہو اور ۱۵ روبل ماہوار خاص میرے لئے چھ ماہ تک جبتک کہ میں دوسری شادی کرلوں دینے کو رضامند ہے۔ اس نے جواب دیا۔

"لیکن تم بچی کے لئے اس سے زیادہ وصول کرسکتی ہو اگر تم اس معاملہ کو عدالت تک پہنچانا پسند کرو"۔

"ہاں! مگر ہم لوگ اسی پر متفق ہیں"۔ اس نے جلدی سے جواب دیا۔

تمہارا شوہر کتنا کماتا ہے"؟ شادی وطلاق کے محکمے کے مینیجر نے پوچھا۔

"ایک سو دس روبل ماہوار"!

اچھا! اگر تم سویٹ جج کے پاس جاؤ تو وہ تمہارے بچے کے لئے ۲۰ روبل ماہوار سے بھی زیادہ دلواسکتا ہے۔ کیا یہ ٹھیک ہے کامریڈ؟ اس نے ایک ادھیڑ عمر کی وکیل عورت کو جو تیسری میز کے پیچھے بیٹھی ہوئی تھی مخاطب کرکے پوچھا۔ (جو ایک ہفتہ میں دو دن ہر کسی کو مفت قانونی مشورہ دیتی ہے)۔

بیشک وہ اس سے زیادہ پاسکتی ہے۔ وکیل عورت نے

نے جواب دیا۔

لیکن لڑکی نے نفی میں سر ہلایا۔ اس نے دونوں صلاح کاروں کے مشورہ کو قبول نہ کیا۔

پھر کلرک عورت نے حسب دستور اس سے سوالات کئے۔ اس وقت میں نے اپنی گھڑی کو دیکھا جس میں ۱۱ بجکر ۲۴ منٹ آئے تھے۔

طلاق کے بعد اپنا کیا نام استعمال کرو گی" کلرک نے پوچھا

اپنے شوہر ہی کا جو کاغذ میں لکھا ہوا ہے" یہ کہہ کر لڑکی نے اقرار نامہ (اگریمنٹ) کو کھولا جس پر شوہر کے اس شرط پر دستخط تھے کہ وہ اس کا نام استعمال کر سکتی ہے۔ اور اگر وہ چاہے تو اس کو منسوخ بھی کر سکتی ہے۔ اور بغیر اس کی اجازت کے اپنا سابقہ نام استعمال کر سکتی ہے"۔

"تمہاری کتنی عمر ہے؟" کلرک نے سوال کیا

"۲۲ سال!"

"اس سے قبل بھی تمہاری کوئی شادی ہوئی تھی؟"

"نہیں!"

"تمہارے شوہر کی"

"نہیں!"

"لڑکی کی پرورش کے لئے اگریمنٹ میں کتنا ٹھہرایا ہے؟"

"۲۰ روبل ماہوار اور چھ ماہ تک اپنے لئے پندرہ روبل ماہوار"

کلرک کا قلم رجسٹر پر روانی کے ساتھ چلنے لگا۔ جب اس نے لکھنا ختم کیا تو پھر سوالات شروع کئے۔

"تم اور تمہارے شوہر کس قوم سے تعلق رکھتے ہیں؟"

"روسی قوم سے!"

"تمہارے شوہر کا کیا پیشہ ہے؟"

"ایک فیکٹری میں کام کرتا ہے!"

"تم لوگ کہاں رہتے ہو؟"

"اس پتہ پر جو کاغذ میں لکھا ہوا ہے"۔

"مجھے اپنا شادی کا سرٹیفکٹ دکھاؤ"۔

لڑکی نے ایک سربند پمفلٹ کلرک کے آگے بڑھا دیا جس کو انہوں نے کھولا۔ اور اس میں جہاں شادی شدہ لکھا ہوا تھا اس پر قلم پھیر دیا اور اس کے نیچے غیر شادی شدہ لکھ دیا۔ تب لڑکی سے رجسٹر میں اپنے دستخط کرنے کو کہا۔ جب یہ سب کام ختم ہو گیا تو لڑکی کو اس کا شادی کا سرٹیفکٹ واپس کر دیا۔ اور اس کو اس میز کی طرف لیجانے کے لئے اشارہ کیا جس کے نزدیک میں بیٹھا ہوا تھا۔ میرے قریب کے نوجوان کلرک نے مہر پر پیڈ سے سیاہی لگائی اور اس پمفلٹ کے ایک صفحہ پر مہر لگا دی اور اپنے دستخط کر دئے۔ لڑکی اس پمفلٹ کو واپس لیکر کمرے سے باہر چلی گئی۔

بغیر کچھ خرچ کئے اس نے طلاق لے لی۔

اب میں نے اپنی گھڑی کو دیکھا جس میں ٹھیک ۱۱ بجکر ۴۱ منٹ کا وقت تھا۔ اس حساب سے اس نے ۱۷ منٹ میں طلاق حاصل کر لی۔

یہاں یہ کام بڑی جلد ہی ہو جاتا ہے۔ میں نے حیرت سے اپنے نوجوان دوست کو مخاطب کرکے کہا جو ڈیسک پر بیٹھا ہوا تھا۔ ہمارے امریکہ میں اس کام میں مہینوں اور سینکڑوں ڈالر خرچ ہوتے ہیں اور بہت سے اشخاص طرح طرح کے

دروغ۔ دغا فریب۔ اور سازش سے کام لیتے ہیں۔ افسوس ہے کہ ہم امریکن ایسے سیدھے سادے اور فیاض نہیں ہیں جیسے تم روسی"۔

"یہ خیال نہ فرمائیے۔ ہم میں بھی بہت سے شادی و طلاق کے معاملے میں ریاکاری سے کام لیتے ہیں" اس نے جواب دیا۔ "اگر بغیر اولاد کے میاں بیوی میں سے کوئی علیحدگی چاہتا ہے تو وہ یہاں آتا ہے۔ اور چپ چاپ طلاق لے لیتا ہے۔ خواہ ان میں سے کسی نے دوسرے سے رضامندی لی ہو یا نہ لی ہو۔ یہاں تک کہ ایک دوسرے کو کسی قسم کی اطلاع بھی نہیں ہوتی۔ اگر کسی کے بچے ہوتے ہیں تو نابالغوں کی پرورش اور تعلیم و تربیت کے لئے ایک اقرارنامہ (اگریمنٹ) بھی لکھنا ضروری ہوتا ہے۔ اور بس۔ ہم چاہتے ہیں کہ روس میں کوئی عورت ایسی نہ ہو جو اپنا اور اپنے متعلقین کا بار نہ سنبھال سکے۔ ہم اپنے بچوں کو مساوی حصہ دیتے ہیں"۔

"لیکن دوست! باوجود اس کے تم دیکھتے ہو یہاں (روس میں) کوئی چیز ایسی افراط سے نہیں جیسی کہ ناجائز بچہ یہاں سیکڑوں قطعی غیر شادی شدہ مائیں ہیں جن کے بچوں کے باپ موجود ہیں۔ ان کا بار بھی وہ انہیں پر ڈالتی ہیں اور ان کو بتاتی ہیں کہ ان کے ذمہ دار وہ خود ہیں۔ ان کا حصہ بھی ایسے باپوں سے لیتی ہیں۔ قانوناً نہیں بلکہ ڈرا دھمکا کر۔ لیکن باوجود اس کے یہ عورتیں ہماری سوسائٹی میں قابل ملامت نہیں سمجھی جاتیں۔ بلکہ ہماری نظروں میں لائق احترام ہیں سوئیٹ یونین میں عورت"

ہمارے خیالات کے سیلاب کو ایک نوجوان آدمی اور ایک خوبصورت لڑکی کے داخلے نے روک دیا میرے دوست کلرک نے آنکھ کے اشارے سے بتایا کہ دیکھو یہ یہاں شادی کی غرض سے تشریف لائے ہیں"۔

میں اس خوبصورت جوڑے کو جو ایک دوسرے کے گلے میں باہیں ڈالے ہوئے تھا۔ دیکھکر ذرا مسکرایا میں سمجھ گیا کہ انہوں نے میرے اس خفیف تمسخر کو کیسے محسوس کیا کئی سال گذرے ایک دفعہ جب میرے ساتھ ایسا واقعہ پیش آیا تھا تو میں غصہ میں دانت چبانے لگا تھا۔

نوجوان کلرک عورت نے ان کو اپنے ڈیسک کے سا بنچ پر بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ اس نے ایک کتاب کھولی او سوالات کا سلسلہ شروع کر دیا۔ میں نے اپنی گھڑی دیک تو وہ وقت گیارہ بجکر ۴ منٹ کا تھا۔

"اپنا کیا نام رکھوگے" کلرک نے ایک جماہی لیکر دریا

"اپنے نام" .... لڑکی نے آہستہ سے جواب دیا اس نے خواہش کی کہ اس کا اور اس کے شوہر کا نام بجنسہ ر رکھا جائے۔

"اچھا تم دونوں کتنی عمر کے ہو؟"

لڑکی نے اپنی عمر ۲۱ سال اور لڑکے نے ۲۴ سال

"کیا تم دونوں میں سے کسی کی اس سے قبل کوئی ش ہوئی تھی یا نہیں۔ اگر ہوئی تھی تو کچھ بال بچے ہیں؟"

لڑکے نے جواب دیا اس سے اس کی ایک شا ہوئی تھی لیکن کوئی بچہ وچہ نہیں ہوا"۔

لڑکی نے بھی اثبات میں سر ہلاکر اپنے متعلق یہی جوا اس کے بعد اس جوڑے اور کلرک کے درمیان

ہر اپ سوال ہوئے جو اس سے قبل طلاق لینے والی لڑکی سے ہو چکے تھے۔ آخری سوال یہ تھا کہ کیا اپنی شادی گرجے میں کروگے؟"

اس سوال پر وہ دونوں ذرا جز بز ہوئے اور ایک نے دوسرے کو ترچھی نظر سے دیکھا جس سے انکا مطلب تھا کہ اس معمولی اور چھوٹی سی بات پوچھنے سے کلرک کا کیا مطلب ہے۔ انہوں نے کہا کہ اس سے کیا فائدہ! یقیناً ہم باہم ہمیشہ خوش وخرم رہیں گے۔ گرجے سے ہمیں کوئی تعلق نہیں۔[1]

کلرک نے رجسٹر اُن کی طرف بڑھا دیا۔ ہر ایک نے اس پر خندہ پیشانی سے دستخط کر دیئے۔ تب اس نے اسکو اس ڈیسک کی طرف جانے کے لئے اشارہ کیا۔ جس کے پاس میں بیٹھا ہوا تھا۔

جب یہ جوڑا میرے قریب آیا تو میں کھڑا ہو گیا اور ان سے ہاتھ ملا کر کہا! میں آپ کا بہترین دوست ثابت ہونگا۔"

کلرک نے ان کے شادی کے کارڈ (سرٹیفکٹ) کو لیا اس پر مہر لگائی اور اپنے دستخط کرکے واپس دیدیا۔ اب وہ باضابطہ سرکاری طور سے میاں بیوی قرار پا گئے تھے۔

میں نے اسوقت اپنی گھڑی کو دیکھا تو ۱۱ بجکے ۴۵ منٹ ہوئے تھے۔ گویا ان کی شادی صرف دس منٹ میں بخیر و خوبی انجام پا گئی تھی جس میں ان کی ایک پائی بھی خرچ نہیں ہوئی تھی۔

جب میں یہ آرٹیکل (مضمون) لکھ چکا تھا تو خبر آئی کہ روس میں شادی وطلاق کے قانون میں تبدیلی ہوگی۔ خواہ شادی ہو یا طلاق ہر ایک کے لئے پانچ شلنگ سے دس شلنگ تک بلحاظ آمدنی خرچ ہونے ناگزیر ہونگے لیکن ایک پردیسی کو دس شلنگ ہی خرچ کرنے پڑینگے۔

مجھے اپنے ایک دوست سے معلوم ہوا کہ اس سے سوویٹ کے پادری نے کہا تھا کہ میں ہر سال سیکڑوں امریکن اور دوسرے غیر ملکیوں کو طلاق دلواتا ہوں۔ جن کے لئے خاص بڑے محکمے صرف ماسکو میں چھ ہیں۔

اس کے بعد چند منٹ میں نے وہاں کے شادی طلاق کا صحیح صحیح حساب کتاب جانچ پڑتال کرنے میں صرف کئے چنانچہ مجھے معلوم ہوا کہ ۱۹۳۶ء میں صرف ماسکو میں ۲۰۱۷۵ شادیاں ہوئیں اور ۲۱۲۲۰ طلاقیں لی گئیں۔

۲۱۲۲۰ طلاقوں میں سے ۲۷۹ طلاقیں شادی کے دو ہفتہ بعد لی گئی تھیں۔ ۳۲۲۳ ایک ماہ کے اندر ۲۱۳ پہلے اور دوسرے ماہ کے اندر۔ ۱۲۴۳ تیسرے اور چھٹے مہینے کے اندر۔ ۱۴۹۲ چھٹے اور بارہویں مہینے کے اندر۔ ۴۹۵ پہلے اور دوسرے سال کے درمیان۔ ۱۸۰۲ دوسرے اور تیسرے سال کے درمیاں ۳۲۲۷ تیسرے اور پانچویں سال کے درمیان ۵۰۴۰ پانچویں و دسویں سال کے درمیان ۱۶۲۴ دسویں اور پندرہویں سال کے درمیان ۱۰۲۲ پندرہویں اور بیسویں سال کے درمیان اور ۱۰۵۰ طلاقیں عقد کے بیس سال سے زائد کے بعد لی گئیں تھیں۔

سال مذکور الصدر میں تمام روس میں ۱۳۲۲۳۹۲ شادیاں ہوئیں اور ۳۴۲۹۲۴ طلاقیں لی گئیں۔

عمروں کے لحاظ سے یہاں طلاق شدہ ۲۹ مرد اور ۲۵۱

---

[1] غالباً عصمتی بہنوں کو معلوم ہوگا کہ آج کل روس میں دہریہ پن بہت زور شور سے پھیل رہا ہے۔

عورتیں اٹھاسہ اٹھارہ سال کے تھے۔ ۴۴۳ مرد اور ۳۶۴ عورتیں ۲۱ سال کے تھے، ۴۴۶۶ مرد اور ۳۰۴۶۲ عورتیں طلاق شدہ ۳۰ و ۴۴ سال کے درمیان میں تھے ۱۰۰۶ مرد ۳۵۵ عورتیں ۴۹ سال کی تھیں ۲۱۵ مرد اور ۹۳ عورتیں ۵۵ و ۵۹ سال کے درمیان میں تھے۔ ۲۵ مرد اور تین عورتیں ۷۰ سال اور اس سے زائد کی عمر کی بھی تھیں جنہوں نے سال مذکورہ میں طلاقیں لیں۔

ایک شخص نے دو سال کے اندر سات دفعہ شادیاں کیں اور ساتوں دفعہ طلاقیں لیلیں۔ جب آٹھویں دفعہ وہ شادی کے دفتر میں آیا تو اس محکمہ کے افسر نے اسکی شادی کرنے سے انکار کر دیا۔

طلاق خواہ شادی کے بعد فوراً لیجائے یا مدت بعد۔ عمر رسیدہ سے لیجائے یا دوشیزہ یا نوجوان آدمی سے۔ وہاں میں نے سب کو یکساں دیکھا۔

پھر ان طلاقوں کی وجوہ کے عجیب وغریب نظرے بھی ذرا ملاحظہ فرمائے۔

اگر کسی عورت نے دیکھا کہ اس کا شوہر باہر سے خلاف معمول دوپہر کو آیا ہے تو وہ فوراً تین بجے طلاق کے دفتر میں گئی اور اس بھلے مانس سے طلاق لے لی۔ لیکن جب بعد میں اسکو معلوم ہوا کہ شوہر بے قصور تھا تو وہ چار بجے شوہر کو شادی کے دفتر میں لائی اور اس سے دوبارہ شادی کر لی۔ گویا طلاق وشادی کے مراحل ایک گھنٹہ میں طے ہوگئے۔

اگر کسی عورت نے محسوس کیا کہ اس کا شوہر اس کے پیارے کتے سے محبت نہیں کرتا ہے تو جھٹ اس غریب سے طلاق لیلی

اگر شوہر سوتے وقت زور زور سے خراٹے لیتا ہے تو اس سے طلاق لیکر اپنی گلوخلاصی کر لی۔

اگر کسی عورت کو معلوم ہوا کہ اس کا شوہر اس سے اپنی آمدنی چھپاتا ہے تو فوراً طلاق لے لی۔

اور آج کل خاص انگلینڈ میں تو یہ حال ہے کہ نکا… ہوتے ہوتے طلاق لے لی جاتی ہے۔

مندرجہ صدر شادی وطلاق کے واقعات و اعدا… شمار سے ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ روس امریکہ اور ان ہی جیسے دوسرے یورپین ممالک کس طرف جا رہے ہیں۔ ان کا ت… اور ان کی اخلاقی معاشرت کس درجہ روز بروز پست ہو… چلی جا رہی ہے۔ چنانچہ اب وہ دن دور نہیں جبکہ روس امریکہ یورپ میں شادی کا فیشن جو اب برائے نام رہ گیا ہے بالکل اڑ جائیگا۔ شادی وطلاق کے تمام محکمے ٹوٹ جائیں گے اور ان کے باشندوں کی زندگی حیوانوں سے بھی بدتر ہوگی

آنکھ جو کچھ دیکھتی ہے لب پہ آ سکتا نہیں
محو حیرت ہوں کہ دنیا کیا سے کیا ہو جائیگی

سید رضا احمد جعفری اکبرآبادی

ڈاک خانہ کے نئے قاعدے

کی رو سے اب کوئی وی پی تین دن سے زیادہ ڈاک خانہ میں امانت نہیں رہ سکتا۔ اور دوبارہ پوسٹ مین گھر پر نہیں لاتا۔ ماہ مارچ میں جن بہنوں یا بھائیوں نے رسالہ یا کتابوں کے وی پی پہنچتے ہی وصول نہیں کئے اور اس خیال میں رہے کہ کل وصول کر لیں گے اور پھر بھول گئے۔ ڈاک خانہ نے تیسرے دن انہیں واپس کر دیا اور عصمت کو ٹکٹوں کی صورت میں اس ماہ کافی نقصان پہنچ گیا۔ رسالے کے سالانہ چندہ کا وی پی ہو یا کتابوں کا سب بہنوں کو چاہیے کہ جب ڈاکیہ وی پی لائے فوراً وصول کر لیں۔ اور اپنے پرچہ کو آئندہ اس نقصان سے محفوظ رکھیں۔

منیجر

کچھ عورتوں سے

عصمت مارچ کے ایک مضمون کا جواب

ہم مرد وہ بھی ہندوستانی اپنی ماؤں کے لاڈلے سپوت، عورتوں کی رواداری کا تختۂ مشق، ان کے رہین کجروی، ان کے لاڈ و پیار کے ممنون، اگر یہ کہنے کی جرأت کریں کہ اسلام نے مساوات کا درجہ کیوں اور کس لئے دیا اس میں کیا مصلحت تھی؟ تو کیا آپ اپنی ماماؤں کو چھپاکر ہمیں تسلی بخش جواب دینگی۔ ہم آپ سے یہ سوال کرتے ہیں کہ آپ کا طبقۂ اناث۔ عورتیں، رحم دل، وفا شعار، خدا ترس، مجسمہ صداقت و ایثار "اسلام و مساوات" کی تشریح چاہنے والیاں اور ہمیں اسی ایک نادر اصول پر شکست دینے کی خواہاں، کیا گھر کے اندر اپنی عملی روزانہ زندگی کے ذریعہ یہ بتا سکتی ہیں کہ مساوات کے کیا معنی ہیں۔ اور اپنے دلوں یا اپنی ماؤں سے ذرا پوچھیں کہ وہ بھی اس نادر اصول پر عملدرآمد کے لئے تیار ہیں یا نہیں۔ اگر نہیں تو کیوں؟ وجہ؟ اگر جواب اثبات میں ہے تو بتائیے کہ آپ کی جنس میں سے کتنی فی صدی ایسی خدا ترس ہیں کہ جو لڑکی کی پیدایش پر بھی اتنی ہی خوش ہوتی ہوں جتنی کہ لڑکے کی ولادت پر۔ کتنی ایسی رحم دل ہیں جو لڑکی کی بھی اس ہی ناز و نعم سے پرورش و تربیت کرتی ہیں جتنی لڑکے کی۔ کتنی ایسی منصف ہیں کہ جو لڑکی کے منہ لال ہوجانے پر ہنسکر خاموش اور لڑکے کے گال پر تھپیڑ لگنے سے لال پیلی ہوکر اپنی بچی کی اچھی طرح سے خبر نہ لیتی ہوں کتنی ایسی فراخدل ہیں جو لڑکی کی تعلیم پر بھی اتنا ہی پیسہ خرچ کرنیکو تیار رہیں جتنا لڑکے پر کتنی ایسی ہیں جو اپنی جوان لڑکی کو دیکھکر اتنی ہی خوش اور جامہ میں پھولی نہیں سماتی ہیں جتنا کہ اپنے جوانمرد لڑکے کو دیکھکر۔ کتنی مساوات کی حامی ایسی ہیں کہ جو لڑکی کی غلطیوں کو خاندان کی ناک کٹانے اور لڑکے کی اوباشیوں کو زمانہ کی ہوا سے تعبیر نہیں کرتی ہیں کتنی ایسی ہیں جو اپنے بیٹا بیٹی ہی نہیں دوسروں کو بھی جیو خوش رہو "اللہ چاند سا بیٹا دے" کی دعا نہ دیتی ہوں اور کتنی ایسی ہیں کہ جنھوں نے کبھی بھولے سے بھی مساوات کا خیال کرکے یہ دعا دی ہو کہ خدا تجھے مظلوم، غریب، بےکس وفا کی پتلی، ست کی دیوی بیٹی دیوے" اور آپ کی جنس میں سے کتنی فی صدی ایسی ہیں جو مساوات کی اہل ہیں اور اگر کم ہیں تو وہ مسلم ہونے کا دعوی اور ہم سے مساوات کی تشریح کیوں چاہتی ہیں اور سوسائٹی ان کو اس جرم میں کیا سزا دیتی ہے اور باوجود اس بیہودہ تربیت کے جو بچپن ہی سے آپ ہمارے دماغوں میں عورت کے خلاف ذہن نشین کراتی آئی ہیں ہم سے اچھے برتاؤ کی کیوں توقع رکھتی ہیں۔ شاید اسلئے کہ آپ نے مردوں کو فرشتہ سمجھ لیا ہے کہ جو اپنی ماؤں کے عملی نمونہ کو جو بچپن ہی سے نقش کالحجر ہمارے دل و دماغوں پر ہو چکا ہے۔ ہم کیوں

نہیں مٹا سکتے۔ اور ہم نے وہ سبق جو آپ ہی سے بچپن میں مساوات مٹا کر اپنے حقوق بیجا کی رواداری اور اپنی خواہشات کو اپنی بہنوں کی مرضی پر مقدم و غالب رکھنے کا سیکھ لیا ہے۔ کیوں نہیں آسانی سے بھلا دیتے۔

دعا و تسلیم بجناب محترم حضرت مولانا راشد الخیری صاحب مدظلہ کو جن کی برکت اور اثرات تحریر اور جن کے "عصمت" کی آزادانہ پالیسی نے آپ لوگوں کو کھلے خزانے اس کے لوٹنے کا موقع دے رکھا ہے اور آپ کی قدر و منزلت۔ حمایت و ہمدردی، ہمارا ایمان بنا دیا ہے۔ ورنہ ایک دن وہ ہوتا کہ نہ آپ کی یہ مہر و وفا ہوتی نہ رحم و کرم ہم ہوتے اور یورپ کی پریان، ہم ہوتے اور آپ سے نفرت قلبی، ہم ہوتے اور آپ کا مکمل بائیکاٹ آخر میں دعا ہے کہ خدا آپ کو توفیق دے کہ آپ ہماری ازادمنش فطرت کو راہ راست پر رکھ سکیں تاکہ متعدد بار ہم آپ سے یہ ہی سوال نہ کرسکیں کہ "مساوات کی آپ ہی تشریح کر دیجئے"!

(کپٹن) نصیر الدین احمد

ہنری فورڈ کی کامیابی کے راز

دنیا کے کامیاب ترین تاجر مسٹر ہنری فورڈ نے جنہیں موٹروں کا بادشاہ کہا جاتا ہے اپنی کامیابی کے راز مندرجہ ذیل بیان کئے ہیں۔

اپنی تمام توجہ کا مرکز اس کام کو بنا لو جسے تم انجام دینا چاہتے ہو۔ پھر تمام وہ چیزیں جن کی اس کام کے انجام دینے میں ضرورت ہوگی خود بخود مہیا ہو جائینگی۔

اگر تم کسی کام کو انجام دینے سے قبل اس کا تصور اپنی آنکھوں کے سامنے لانا چاہتے ہو تو اس کا مطلب یہ ہے کہ تمہیں اس بات کا یقین نہیں کہ تم واقعی وہ کام کرنا چاہتے ہو۔

غلطیاں تجربہ کا منبع اور دانائی تجربہ کا نچوڑ ہے۔

کفایت شعاری کا احسن طریق یہ ہے کہ اپنی آمدنی بڑھائی جائے۔

ایس۔ بی طاہرہ

خوشامد کا مرض

دل کی جس قدر بیماریاں ہیں ان میں سب سے زیادہ مہلک خوشامد کا اچھا لگنا ہے جسوقت انسان کے بدن میں ایسا مادہ پیدا ہوتا ہے جو وبائی ہوا کے اثر کو جلدی قبول کر لیتا ہے تو اسی وقت انسان مرض مہلک میں گرفتار ہو جاتا ہے۔ اس طرح خوشامد کے اچھا لگنے کی بیماری جب انسان کو لگ جاتی ہے تو اس کے دل میں ایک ایسا مادہ پیدا ہو جاتا ہے جو ہمیشہ زہریلی باتوں کے زہر کو چوس لینے کی خواہش رکھتا ہے جس طرح کہ خوش گلو گانے والے کا راگ اور خوش آیند باجے کی آواز انسان کے دل کو نرم کر دیتی ہے۔ اسی طرح خوشامد بھی انسان کے دل کو ایسا پگھلا دیتی ہے کہ ہر ایک کانٹے کے چبھنے کی جگہ اس میں ہو جاتی ہے۔ اول اول یہ ہوتا ہے کہ ہم اپنی آپ خوشامد کرتے ہیں۔ اور اپنی ہر ایک چیز کو اچھا سمجھتے ہیں۔ اور آپ ہی اپنی خوشامد کر کے اپنے دل کو خوش کرتے ہیں پھر رفتہ رفتہ اوروں کی خوشامد ہم میں اثر کرنے لگتی ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اول تو خود ہم کو اپنی محبت پیدا ہوتی ہے۔ پھر یہی محبت ہم سے باغی ہو جاتی ہے۔ اور ہمارے بیرونی دشمنوں سے جا ملتی ہے اور جو محبت و مہربانی ہم خود اپنے ساتھ کرتے تھے۔ وہ ہم خوشامدیوں کے ساتھ کرنے لگتے ہیں اور وہ ہی ہماری محبت ہم کو یہ بتاتی ہے کہ ان خوشامدیوں پر مہربانی کرنا نہایت حق اور انصاف ہے جو ہماری باتوں کو ایسا سمجھتے ہیں اور ان کی اس قدر قدر کرتے ہیں۔ جبکہ ہمارا دل ایسا نرم ہو جاتا ہے اور اس قسم کے پھسلاوے اور فریب میں آجاتا ہے تو ہماری عقل خوشامدیوں کے مکرو فریب سے اندھی ہو جاتی ہے۔ اور وہ مکرو فریب ہماری بیمار طبیعت پر بالکل غالب آجاتا ہے لیکن اگر ہر شخص کو یہ بات معلوم ہو جائے کہ خوشامد کا شوق کسی کمینی وجہ سے پیدا ہوتا ہے تو یقینی خوشامد کی خواہش کرنے والا شخص بھی ویسا ہی نالائق اور کمینہ متصور ہونے لگے گا جبکہ ہمکو کسی ایسے وصف کا شوق پیدا ہوتا ہے۔ جو ہم میں نہیں ہے۔ یا ہم ایسے بننا چاہتے ہیں۔ جیسے کہ درحقیقت ہم نہیں ہیں۔ تب ہم اپنے تئیں خوشامدیوں کے حوالے کرتے ہیں جو اوروں کے اوصاف اور اوروں کی خوبیاں ہم میں لگانے لگتے ہیں گو بسبب اس کمینہ شوق کے اس خوشامدی کی باتیں ہمکو اچھی لگتی ہوں مگر درحقیقت وہ ہمکو ایسی ہی بدزیب ہیں جیسے کہ دوسروں کے کپڑے ہمارے بدن پر کسی طرح ٹھیک نہیں ہوتے اس بات سے کہ ہم اپنی حقیقت کو چھوڑ کر دوسروں کے اوصاف اپنے میں سمجھنے لگیں یہ بات نہایت عمدہ ہے کہ ہم اپنی حقیقت کو درست کریں اور سچ مچ وہ اوصاف خود اپنے میں پیدا کریں۔ اور بعوض جھوٹی نقل بننے کے خود ایک اچھی اصل ہو جائیں۔ کیونکہ ہر قسم کی طبیعتیں اپنے اپنے موقع پر مفید ہو سکتی ہیں۔ ایک تیز مزاج اور چست و

چالاک آدمی اپنے موقع پر ایسا ہی مفید ہوتا ہے جیسے کہ ایک روئی صورت کا چپ چاپ آدمی اپنے موقع پر۔ خودی جو انسان کو برباد کرنے کی چیز ہے۔ جب چپ چاپ سوئی ہوئی ہوتی ہے تو خوشامد اسکو جگاتی اور ابھارتی ہے۔ اور جس چیز کی خوشامد کی جاتی ہے اس میں چھچھورے پن کی کافی لیاقت پیدا کر دیتی ہے۔ مگر یہ بات بخوبی یاد رکھنی چاہیئے کہ خوشامد جس طرح ایک بدتر چیز ہے۔ اسی طرح مناسب اور سچی تعریف کرنا نہایت عمدہ اور بہت ہی خوب چیز ہے۔ ناموری کی نہایت عمدہ مثال ہے خوشبو سے لے سکتے ہیں۔ جب ہوشیاری اور سچائی سے ہماری واجب تعریف ہوتی ہے۔ تو اس کا ویسا ہی اثر ہوتا ہے جیسے عمدہ خوشبو کا۔ مگر جب کسی کمزور دماغ میں زبردستی وہ خوشبو ٹھونس دیجاتی ہے تو ایک تیز بو کی مانند دماغ کو پریشان کر دیتی ہے۔ فیاض آدمی کو بدنامی اور نیکنامی کا زیادہ خیال ہوتا ہے۔ اور عالی ہمت طبیعت کو مناسب عزت اور تعریف سے ایسی ہی تقویت ہوتی ہے۔ جیکہ غفلت اور حقارت سے پست ہمتی ہوتی ہے۔ جو لوگ عوام کے درجہ سے زیادہ اوپر ہیں انہی لوگوں پر اس کا زیادہ اثر ہوتا ہے جیسے کہ تھرما میٹر میں وہ ہی حصہ موسم کا زیادہ اثر قبول کرتا ہے جو صاف اور سب سے اوپر ہوتا ہے۔ **بنت بلدیو پرشاد صاحب** بھوپال

عبدل

دنیا میں ابتدائے آفرینش سے لیکر اسوقت تک بے شمار انسان پیدا ہو چکے ہیں اور مختلف شکل وصورت لیکر معرض وجود میں آتے رہے ہیں۔ شکل کو اگر جاذب نظر بنایا ہے تو کسی کو قابل نفرت۔ کریہ المنظر کوئی شے دنیا میں ایسی نہیں پیدا ہوئی جس کی تخلیق کا منشا کچھ بھی نہو۔ مگر بعض ہستیاں صرف آنکھوں والے انسانوں کی تفریح و تفنن طبع ہی کے لئے پیدا کی گئی ہیں جن کی زندگی کا مقصد سوا اسکے کہ آپ انپر نظر پڑتے ہی مسکرادیں یا کھلکھلا کر ہنس پڑیں اور کوئی نہیں ہے اور جن سے کسی قسم کی امید رکھنا اور ان کے مستقبل کی نسبت عملی زندگی کا خواب دیکھنا ایسا ہی ہے جیسے گول میز کانفرنس سے فلسطینیوں کی کامیاب واپسی اور ہندوستان کو ڈومینین اسٹیٹس (جس سے ملک کا ہر طبقہ مطمئن ہو سکے) ملنے کا سہارا لگانا۔ بہرحال آج میں عصمتی بہنوں کو ایک ایسی قسم کی ہستی سے روشناس کرانا چاہتی ہوں جیوان وانسان کی درمیانی کڑی علمائے یورپ کے نزدیک خواہ کوئی ہو اور اس کی تلاش میں وہ چاہے جتنا بھی سرگرداں رہنا پسند کریں۔ میرے اور آپ کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ خدا نے ہمکو انسان بنایا۔ ہاں اگر آپ نے بھی پوڈر و کریم کی طرح اس درمیانی کڑی کی تلاش کو اپنا مقصد حیات قرار دے لیا ہو۔ تو آئیے ہندوستان کے اس صوبہ میں جسے یوپی کہتے ہیں ایک دیہات کے اندر اس "انسان نما حیوان" یا "حیوان نما انسان" کی زیارت سے "چشم روشن و دل شاد" کیجیئے۔ جس طرح شب تار کی خوفناک سیاہی میں جگنو کی چمک قلب انسان کو مسرور و مطمئن کر سکتی ہے۔ یا مایوسی و نامرادی کے ہجوم میں شعاع امید کی ایک کرن مسرت سے ہمکنار کر سکتی ہے۔ بالکل اسی طرح دنیا کے ان "جاذب نظر" حسین مجسموں کو دیکھنے کے بعد دل اکتا جاتا ہے۔ اور میاں "عبدل" کے سفید لمبے چوڑے دانت، قلب و دماغ میں ایک مسرور کن ہیجان، روح میں ایک بے پایاں مسرت اور آپ میں ایک طوفان قہقہہ پیدا کر سکتی ہیں۔

اگر ہندوستان کی زرخیزی کسی زمانہ میں رشک اقوام رہ چکی ہے۔ اگر ہندوستان کبھی جنت نشان مشہور ہو چکا ہے۔ تو کوئی وجہ نہیں۔ انیسویں صدی میں وہ اپنا چولہ بدلنے کے بعد "دار محرب" و "غلام گردش بنکر" زیارت گہ عالم" نہ بنے۔ یہ یوپی کی خوش قسمتی ہے کہ اسکے ایک دیہات کو یہ قابل رشک فخر حاصل ہوا ہے اور مجھے مسرت ہے کہ میں اس ہستی کی زیارت سے شرفیاب ہوئی۔ جس کی تلاش میں محققین یورپ دنیا کا گوشہ گوشہ چھانے ڈالتے ہیں۔ اور آجتک اس عظیم شخصیت کا سراغ نہ لگا سکے۔ مسٹر عبدل لفضلہ پندرہ سال سے زائد عمر نہیں رکھتے ہیں۔ مگر قد مقدس فضل خدا سے پانچ فٹ ہو چکا ہے۔ معلوم نہیں ابھی کتنا اور سربلند ہونا ان کی قسمت میں لکھا ہے۔ جسم "سراستخوانی" اور صرف استخوانی ہے۔ نزاکت کا یہ عالم ہے کہ آجتک گرم شب کا

بار احسان انہوں نے دوش پر لینا گوارا نہیں کیا ہے۔ اب میں نے طے کر لیا ہے۔ ان کے شکل و شمائل کا حلیہ مفصل طور پر آپ کے روبرو پیش کروں۔ تاکہ اس "عجیب الخلقت مخلوق" سے آپ پورے طور پر محظوظ ہو سکیں۔ آنکھوں کی تشبیہ میں شعرائے سینکڑوں الفاظ ایجاد کر ڈالے ہیں۔ لیکن "عبدل" کی آنکھوں کے لئے وہ سب دفتر بے معنی ہیں۔ ان کی شان کے خلاف ہے۔ کہ انکھڑیوں کو چشم میگوں۔ یا نرگسی چشم وغیرہ کریہہ الفاظ سے تشبیہ دی جائے۔ بتائیے میں انہیں کیا لکھوں۔ افیون کا ڈلا۔ یا مظفر پور کی لیچی۔ یا الو کا لوکاٹ۔ بہرحال ایسی ہی مضبوط مثالیں ہو سکتی ہیں۔ ہونٹ لب لعلیں یا سنترہ کی قاشیں تو ہیں نہیں۔ البتہ مالدہ آم کے ٹکڑے اور بمبینی روئی کا کنارہ ضرور ہو سکتے ہیں۔ یہ استعارے آپ کے طبع نازک پر گراں ہوں تو ہوں۔ مگر "عبدل" جیسی شخصیت کے لئے اس سے بہتر تمثیل ناممکن ہے۔ دانت۔ آہ دانت۔ بس یقین مانئے چھلی ہوئی مونگ پھلی اور لہسن کا بیش قیمت جوا ہیں۔ گردن کے لئے صراحی دار کا لفظ استعمال کرنا اسی قدر خلاف واقعہ ہے جس طرح ہندوستان کے اس تمام شور و شر و جنگ آزادی کو چند مخبوط الحواس شریروں کی افترا پردازی کہنا۔ یا سارداِ بل کی مخالفت کرتے ہوئے مسلمانوں کے یہاں کمسنی کی شادی کے رواج کا بطلان کرنا۔ بہرحال گردن اگر صراحی دار نہیں تو عمارتوں کا شہتیر بھی نہیں ہے۔ نہ ڈپٹی صاحب کی گاڑی کا بم ہے۔ بس یہ سمجھ لیجئے وہ نہرور پورٹ کا پلندہ۔ یا ہمدرد کا پرانا فائل ہے۔ یا جج صاحب کی میز کا بڑا اگلدان۔ انسان کے جسم میں سر ایک ایسی چیز ہے جس کا سب سے بڑا تعلق چہرہ سے ہوتا ہے۔ اور حسن میں کمی بیشی کا معیار زیادہ تر اسی کو دیکھکر جانچا جاتا ہے۔ مگر عبدل کے لئے سر اسی طرح بے حقیقت ہے جس طرح علماء اسلام کے لئے جبۂ و دستار یا گورنمنٹ کے لئے انقلابیوں کے بم۔ یا مسلمانوں کے لئے زنانہ مدارس۔ وہ اگر مختصرانہ طور پر "کسیرو" نہیں ہے تو "فرخ آبادی تربوز" بھی نہیں ہو سکتا۔ ہاں کابلی سردہ کہئے "عبدل" کے جسم میں سب سے زائد بہترین کارآمد مضحکہ خیز اور جاذب نظر۔ ان کی پتلی لانبی زرد دھوتی میں کبھی نہ ڈھکنے والی ٹانگیں ہیں جن کی نزاکت و رعنائی ضرب المثل ہے۔ خصوصًا رفتار قیامت خیز۔ چلنے پھرنے کے وقت ان کا سانپ کی طرح پھیلنا اور سکڑنا قدم قدم پر ٹھوکریں کھانا اور جگہ جگہ ٹھٹکنا ایسی باتیں نہیں۔ جو کسی کو کبھی بھول سکیں ہاتھ عضو معطل ہیں۔ جو صرف بیٹھتے وقت دونوں ٹانگوں کو تھامنے اور گھٹنوں پر رکھنے کے لئے بنائے گئے ہیں کبھی بہت زیادہ مصر ہوئے پر ان سے بجلیے پن کے ساتھ سلام کا بھی کام لے لیا جاتا ہے۔ جنگلوں کے اندر ہرنوں کی دوڑ آپ نے دیکھی ہو گی۔ مگر میں نے سرکس میں گھوڑوں کی دوڑ دیکھی تھی۔ عبدل کی مضطرب آنکھوں نے سرکس کی ہوس سے بھی بے نیاز کر دیا۔ غرض کہاں تک تعریف کروں اور کس زبان سے ان کی مدح کروں۔ سمجھ لیجئے وہ شمع ہیں جن کے گرد دیہات کے نوزائیدہ پروانوں کا ہجوم رہتا ہے بچے اور بوڑھے سب کو ان سے دلچسپی ہے اور وہ اپنے "خندہ گریاں" سے سب کو محظوظ کرتے ہیں۔ ان کی ہنسی "صدائے صور"

پا شور محشر ہے اور وہ بحیثیت مجموعی "کشت زعفران" جس کے قریب پہونچکر آپ خوش طبعی و مسرت کے طوفان کو روک نہیں سکتیں۔ یہ نا ممکن ہے کہ آپ ہنسیں اور وہ خاموش رہیں۔ یہ انکی فطرت کے خلاف ہے۔ مسرت میں اضافہ کرنا ہنستے کو ہنسانا اور مرے کو مارنا ان کا شیوہ ہے۔ وہ پہلے آپ کو دیکھکر اپنا منہ چھپائیں گے اور دونوں گھٹنے چہرہ سے ملا کر بیٹھ جائیں گے۔ آخر کار ان کے نیاز مندوں کا گروہ انہیں کشاں کشاں آپ تک لائیگا۔ اور اس وقت وہ ایک مہذب انسان کی طرح داہنے ہاتھ کو ماتھے تک لیجا کر دائیں آنکھ پر رکھتے ہوئے سلام کرنے پر مجبور ہو جائیں گے۔ آخر کار آپ کی مسکراہٹ انکے ایوان ضبط و تحمل کو منہدم کر دیگی وہ ہنس دینگے اور بے اختیار ہو کر حتی کہ گھر کا بچہ بچہ چرند پرند تک اس خندہ بے محابا کی طوفان خیز موسیقی سے مست و مخمور بنجائیں گے۔ خواہ آپ دو گھنٹہ مسلسل خندہ زنی کیجئے۔ وہ آپ کی رفاقت پر تیار رہیں گے اور ان کے ارادہ میں کبھی تزلزل نہ پیدا ہوگا طوفان تبسم دیکھنے کے بعد اگر آپ کو ان کی گوہر افشانیاں سننے کا شوق چرایا تو پھر اس طوفان تکلم کے تھپیڑوں میں اپنی خیر دیکھکر مجھے رخصت ہونا پڑے گا۔ بہرحال وہ انسان ہیں مگر عجیب الخلقت۔ البتہ اپنے سے آپکو بہتر کسی حالت میں نہیں سمجھ سکتے۔ اور یہی نہیں انکی والدہ ماجدہ اگر برسر راہ "آجائیں تو ان کے غیظ و غضب کا نظارہ بھی خالی از دلچسپی نہوگا۔ انکے لئے یہ منظر کچھ کم سوہان روح نہوگا کہ آپ ان کے لخت جگر کی "ہمہ دانی" ہمہ گیری کا مذاق اڑائیں اور ان کو تفنن و تفریح کا تختہ مشق قرار دیں مجھے اندیشہ ہے۔ اس اظہار حقیقت کے بعد مجھے دوبارہ نیاز حاصل نہ ہو سکیگا "دیوار ہم گوش دارد" اگر کسی نے مخبری کر دی اور رسالہ میں چھپ جانیکا تذکرہ "والدہ" سے کر دیا تو شکوہ و شکایات سننے کے علاوہ "میاں عبدل" پردہ نشین بنا دئے جائیں گے پھر خواہ ساری دنیا کے ابلیس "منہ دکھائی کی رسموں پر مصر رہیں" چلمن کی تیلیاں "ہمیشہ کام دیتی رہیں گی۔ میری عصمتیں بہنیں امید ہے میری "پردہ دری" کو نظر انداز فرمائیں گی۔ میں خود رواجی پردہ پر عامل اور بڑی حد تک شرعی پردہ کی پر زور موافق ہوں۔ مگر "عبدل" کی زعفران زار ہستی سے پردہ کرنا میرے لئے اتنا ہی دشوار ہے۔ جتنا لیڈران اسلام کو مسلمانوں کی تکلیف و خواہشات سے باخبر رہنا۔ یا مخالفین سارداِ بل کو کمسن ماؤں کی بیکار زندگی پر غور کرنا۔

انیس فاطمہ بنت مبوق مرحوم

کھانا کھانے کا اصول

ضرورت سے زیادہ کھانا صحت کو خراب کرتا ہے۔ تقریباً نوے فیصدی بیماریاں کھانے میں احتیاط نہ کرنے کی وجہ سے ہوتی ہیں۔ غذا ضرورت سے زیادہ جب کھائی جاتی ہے تو ہضم نہیں ہوتی۔ اور برا نتیجہ بھگتنا پڑتا ہے۔ ڈاکٹر سنائلی ہیف نے ہیلتھ فور آل HEALTH FORALL میں لکھا ہے کہ عام طور پر لوگ نہیں جانتے کہ قوت ہاضمہ کا خیال کئے بغیر کھانا بہت مضر ہے۔ اگر تم چاہتے ہو کہ ہاتھ پاؤں اچھی طرح کام کریں تو ملتے جلتے چلتے پھرتے رہو۔ اسی طرح ہاضمہ کا خیال رکھ کر ہمیشہ کھانا چاہیئے۔ جب کھانا ضرورت سے زیادہ کھایا جاتا ہے تو آنتوں پر بہت زور پڑتا ہے۔ اور جب قوت ہاضمہ ڈھیلی پڑجاتی ہے تو بیماریاں نمودار ہوتی ہیں۔ اور جب زہریلا خون جسم کے ہر حصہ میں پھرتا رہتا ہے تو صحت بگڑ جاتی ہے۔

اگر تم چاہتی ہو کہ ہمیشہ تندرست رہو اور تمہاری صحت اچھی رہے تو لازم ہے کہ ہمیشہ اعتدال سے کھاؤ اور زیادہ کھانے سے پرہیز کرو۔

سائنٹفک اصول یہ ہے کہ اچھی صحت کم خوراک سے ہوتی ہے۔ حکما کی رائے میں صبح کا کھانا مفید نہیں۔ صرف دوپہر اور شام کو دن میں دو مرتبہ اعتدال سے خوب چبا چبا کے کھانا صحت کے لئے مفید ہے۔ لقمہ منہ میں رکھکر خوب اچھی طرح سے چبانا چاہیئے۔ تاکہ آنتوں کو غیر ضروری تکلیف نہ پہنچے۔ بعض لوگ لقمہ منہ میں ڈالتے ہی ادہر ادہر منہ میں ہلا کر جلد نگل جاتے ہیں اس سے آنتوں پر بہت بھاری زور پڑتا ہے اور آنتیں کمزور ہوجاتی ہیں اور ہاضمہ خراب ہوجاتا ہے۔ اور جسوقت کہ آنتیں ہی کمزور ہوجائیں گی اور معدہ ہی اچھی طرح کام نہ کریگا تو جسمانی قوت بھی کم ہوجائے گی۔ اور کمزوری بڑھتے بڑھتے صحت بالکل خراب ہوجائیگی۔

لیکن جب کھانا خوب چبا چبا کے کھایا جائے گا تو مقدار میں بھی کم ہوگا اور معدہ اچھی طرح اسکو ہضم بھی کرسکیگا اور یہ مسلمہ اصول ہے کہ اشتہا رصادق کے وقت کھانا۔ اور جبکہ قدرے بھوک باقی ہو کھانے سے ہاتھ کھینچ لینا عقلمندوں کے نزدیک تندرست رہنے کا سب سے بہتر اصول ہے۔

اگرچہ شروع شروع میں صبح کے کھانے کی عادت چھوڑنے سے ضرور تکلیف ہوگی۔ مگر ارادہ دلی سے ہر شخص ہر عادت پر قابو حاصل کرسکتا ہے اگرچہ ابتدا میں معلوم ہوگا کہ ہمکو بڑی شدت سے بھوک لگ رہی ہے اور کچھ کمزوری نمایاں ہے مگر طبیعت پر جبر کرنے سے فتحیابی ہوسکتی ہے۔ پھر کچھ روز صبح کھانا نہ کھانے سے تکلیف محسوس ہی نہ ہوگی اس سلسلہ میں یہ کہنا بے موقع نہ ہوگا کہ تندرست رہنے کے لئے پیٹ صاف رکھنے کی بڑی ضرورت ہے (باقی صفحہ ۹۹

تیسرا درجہ

سبز رنگ کا ایک ریل کا ڈبہ - چھوٹی بڑی گٹھڑیاں
ٹوٹے پھوٹے زنگ خوردہ ٹرنک۔ پھٹے پرانے دیسی اور
ولایتی کمبل۔ ناریل کے حقے۔ تمباکو رکھنے کے مٹی کے
برتن۔ پیتل اور ٹین کے لوٹے اور گلاس۔ اس پر مزید مجمع
جوتوں کا۔ پمپ۔ ڈربی۔ سلیپر جوتیاں۔ پٹھانی اور
پنجابی۔ بنگالی بابو کا سفید جوتہ۔ تلتلہ اور ٹھنٹھنیا کے بہترین
نمونے۔ غرض جوتی میں دال بانٹنے کا پورا سامان۔ مختصر
ریل کا ڈبہ نہیں عجائب خانہ

خانہ کے اندر ایک طرف سفید جلی حرفوں میں ریلوے
کوڈ کا ایک دفعہ لکھا ہوا تھا " اس خانہ میں ۲۴ آدمی " چار
لمبے لمبے بنچ ہیں ایک آدھا بنچ بھی ہے لیکن جنت کے در
کی طرح بنی آدم پر بند۔ کلکٹر صاحب کا اردلی وہاں ایٹ
ہوم تھا۔ بیچوں بیچ کھٹملوں کی بارات مقیم۔ اس خانہ کی آبادی
۴۱ جانوں پر منحصر جس میں بچے، بوڑھے، جوان عورت
بچے بھی شامل تھے

جوتوں کے اس اسٹور کیساتھ مختلف اقسام کی
پگڑیاں عمامہ اور ٹوپیوں کی نمائش کا بھی سامان ہے
کابل کا صافہ۔ مولوی صاحب کا عمامہ۔ پھل والے کی
ٹوپی۔ ترکی ٹوپی، ایرانی۔ ٹوپی۔ دلی والی ٹوپی وغیرہ
وغیرہ جہاں تہاں لوگوں کی پگڑیاں۔ غرض ہر چیز موجود۔
اس کے ماسوا درویشوں اور فقیروں کے دراز کرتے
جوگیوں کا گیر وابستہ۔ سادھوؤں کی لسٹی۔ معمولی
دھوتی۔ رس گلے۔ پڑ روالی دھوتی۔ لال ساڑھی۔ سفید
ساری۔ سبز ساری وغیرہ وغیرہ۔ گویا رنگریز کی دوکان ہے
یہاں کسی نہ کسی قسم کی بو خوشبو یا بدبو کا نہ ہونا یعنی
پاخانے کے کواڑ کا کھٹکا ٹوٹ جانے سے اصغر علی محمد علی کا
کارخانہ کھلا ہوا تھا۔ گاڑی میں بھی کیلے کے پتے پڑے
ہوئے تھے۔ حقہ تمباکو۔ بیڑی۔ سگریٹ۔ ناریل کا پانی
بھی گرا ہوا تھا۔ کابل کے ہینگ کا بیگ بھی تھا۔ پیاز بھی
میلے اور تھوڑی بہت بودے رہے تھے۔ کلکٹر صاحب
کے اردلی کی دار دکی بوتل میں بھی کاگ نہ تھا۔ ان سب کے
مقابلہ میں ایک میر صاحب عطر بیچنے کے ارادہ سے جا رہے
تھے۔ مختلف اقسام کی خوشبو اور بدبو کے متعلق اگر تجربہ
کرنا ہو تو اس سے بہتر سامان ممکن نہیں۔

اگست کا مہینہ تھا اور گرمی کی شدت۔ تین تین چار
چار مسافر کھڑکیوں کی طرف سر بڑھاتے تھے۔ اور آپس میں
ٹکرا کر ایک دوسرے کو قہر کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ ہوا کا
گذر نہ ہوتا تھا۔ ایک طرف ایک کمسن عورت پسینہ میں شرابور
ساری کے آنچل سے ہوا دینے کی بیکار کوشش کر رہی
تھی۔ اس کی بغل میں ایک ضعیف عورت بخار کی شدت
سے کراہ رہی تھی۔

ٹنگ۔ ٹنگ۔ ٹنگ۔ ٹنگ۔ گارڈ نے سیٹی بجائی
گاڑی چل نکلی،

" پن پن اسٹیشن " قلی نے چلا کر کہا " پوری مٹھائی پان

بیڑی سگرٹ" کی صدا آنے لگی

" قلی قلی کہاں گھسے آتے ہو۔ دیکھیے نہیں کہ یہاں جگہ نہیں ہے۔ دوسری گاڑی خالی ہے۔"

" گارڈ صاحب" یو ڈیم "ٹکٹ بابو میں کہاں بیٹھوں"

اس گاڑی میں کیوں نہیں بیٹھ جاتا۔ بیوقوف لوگ "بنگالی ٹکٹ بابو نے کہا۔

مارواڑی لوگ بھرے ہیں بیٹھنے نہیں دیتے"

کیوں نہیں" اس کے باپ کا گاڑی ہے نہ کیا بیٹھو جلدی کرو۔"

ٹنگ، ٹنگ، گارڈ کی سیٹی۔

بابو صاحب۔ آخر آپ بھیتر چلے ہی آئے۔

مارواڑی نے ہنستے ہوئے کہا۔

دو ہی اسٹیشن تو جانا ہے۔ اس گٹھڑی کو ذرا کھسکا دیجئے۔ بڑی گرمی ہے" بالآخر صلح ہو گئی۔

ٹکٹ بابو چھلانگیں مارتے ہوئے گاڑی میں آدھمکے۔ منہ میں سگرٹ۔ ہاتھ میں قینچی کی سی کوئی چیز

" ٹکٹ ٹکٹ۔ جلدی کرو" گھبرا کر کمسن عورت پیچھے ہٹ گئی۔ بابو صاحب دو قدم اور آگے بڑھ گئے ٹکٹ جلدی دکھاؤ۔"

ایک لڑکا جو نیچے بیٹھا ہوا تھا۔ گھبراہٹ میں پیچھے کھسکتے ہوئے گر پڑا۔

ٹکٹ بابو نے غور سے دیکھا" تمہارا ٹکٹ کہاں ہے"

سرکار میں تو ٹکٹ نہ لے سکا۔ گاڑی کھل رہی تھی"

فاتحانہ انداز میں ٹکٹ بابو ہنسے۔ چور کہیں کا۔

پاس کتنا پیسہ ہے؟

" سرکار سات آنہ پیسہ ہے۔ پہلا اسٹیشن پر اتر جاؤ

" ایک روپیہ دینا ہوگا۔ نہیں تو جیل میں سڑو گے

پہلا کا کرایہ تو ہے جرمانہ الگ ہے۔"

لڑکے نے رومال سے چونی کھولتے ہوئے کہ

" سرکار بس یہی گیارہ آنہ پیسہ ہے۔"

اب ایسا مت کرنا۔ بابو نے جیب میں پیسہ ر ہوئے کہا۔

" میرا ٹکٹ سرکار" چپ رہو نہیں تو روپیہ دینا پڑ

بنگالی بابو کچھ بولنا چاہتے تھے کہ ٹکٹ بابو دو ڈبے میں جا دھمکے۔

اسٹیشن پہ گاڑی رکی اور کھل بھی گئی۔

ایک بڑھیا بغل میں کچھ دبائے دوڑی۔ بابو۔ با ذرا گاڑی روک دو۔

قلی نے اسکو کھینچ کر الگ کر دیا۔ گاڑی کچھ دو نکل گئی۔ لیکن رونے کی آواز آرہی تھی۔

اب جگو سے ملاقات نہ ہوگی۔ میرا بچہ بے دوا مر جائیگا۔ بڑھیا دوا لینے آئی تھی مگر بیمار تک پہنچانے گاڑی چلی جا رہی تھی اور میں پریشان ہو رہی تھی کہ یہ کا کوٹھڑی کا ڈرامہ کب تک ہوتا رہیگا۔ ہوا کا نام تک نہیں ہے۔ اسٹیشن آیا" پانی والا۔ پانی والا" کی چی پکار شروع ہوئی۔

پانی والا سیاہ فام سر پر میلی پگڑی۔ ننگے بد ایک سیاہ بالٹی جو شاید انجن کے کام کی تھی لئے ہوئے آگے بڑھا۔

"ادھر چلو" اس نے چیخ کر کہا پھر کیا تھا۔ ہزاروں اردلی جمع ہو گئے۔

اسی چیخ پکار سے کلکٹر صاحب کا اردلی بھی جاگ اٹھا۔ اور کھڑکی سے سر اٹھا کر اس نے "پانی والا" پکارا پانی والے نے بالٹی چھوڑ کر جھک کر سلام کیا اور اردلی سے لوٹا لے لیا۔ اور اس میں اسٹیشن سے تازہ پانی لیکر دیا۔

اردلی نے چاروں طرف فاتحانہ انداز سے دیکھا اور لوٹا رکھکر پانی والے کے انتظار میں باہر نکل آیا گرمی کی اس شدت سے گھبرا کر میرے ماموں جو ساتھ ہی سفر کر رہے تھے باہر نکل کر دم لینے لگے۔ گاڑی کھڑی تھی اور ہوا بالکل بند ہو گئی تھی۔ ٹنگ ٹنگ ٹنگ ٹنگ۔ مگر گاڑی نہیں بڑھتی۔ پندرہ منٹ گذر گئے۔ لیمونیڈ والا بوتلیں بجاتا چلا آرہا تھا۔ "گاڑی کیوں کھڑی ہے" ماموں نے پوچھا۔

کیڈی صاحب کی میم کھانا کھا رہی ہیں۔

کیڈی صاحب کون ہیں۔

پھرٹے والا صاحب ہے۔

میم صاحب کھانا ختم کر کے آرہی تھیں۔ ایک طرف اسٹیشن ماسٹر اور پیچھے گارڈ صاحب تھے۔

گاڑی میں وہ بآرام بیٹھ لیں تو گارڈ صاحب نے سیٹی بجائی۔

میم صاحب نے سر نکال کر برف والے کو پکارا گاڑی پھر رک گئی۔

آخر گاڑی چلی اور بڑی تیزی سے چلی۔ ہوا کے جھونکوں سے طبیعت درست ہوئی۔

یکایک میرے کانوں میں بڑھیا کی فریاد گونجنے لگی میرے جگر سے ملاقات نہ ہوگی۔ ماں بیچارے بے دوا کے مرجائے گا۔

تیسرے درجہ میں وہی مصیبت تھی اور ضعیف عورت بخار سے کراہ رہی تھی۔ میرے ڈبہ کی ایک بڑی بی تو رو پڑیں۔

شہر بانو

حاجی پور

معافی

اے پران ایشور میں نے تمہاری چرن سیوا میں کون سی کمی کی تھی جس کی سزا پا رہی ہوں۔ میرے پران اس داسی پر دیا کرو۔ تمہارے سوا میرا اسنسار میں کون ہے۔ مجھے اتھاسا گر میں اس طرح نہ بہاؤ۔ ورنہ میں دیوش ہو جاؤنگی۔ بھگوان کے لئے مجھ پر دیا کرو۔ تم میرے جیون کے مالک ہو۔ میری نزادھاری پر ترس کھاؤ۔ مجھے پریم کی ورشٹی سے روز ایک بار دیکھ لیا کرو میں دھن رن جن کسی چیز کی بھوکی نہیں ہاں تمہارے پریم کی بھوکی ہوں۔ میرے سوامی میرے پتی میرے قصوروں کو معاف کر دو۔ تمہارے بغیر میرا آتما میرے شریر میں بے چین رہے گا۔ اور میں کڑھ کڑھ کر مر جاؤنگی۔ میرے اس اداس چہرے کی طرف دیکھو۔ میری ان دکھ بھری انکھیوں کی طرف دیکھو جو صرف دیا کے لئے بیچین نظر آتی ہے۔ میرے ان ہاتھوں کی طرف دیکھو جو دیا بھیک مانگنے کے لئے تمہارے طرف اٹھے ہوئے ہیں۔ مجھے کچھ نہیں چاہیئے میں صرف پریم بھگت مانگ رہی ہوں۔ دیکھو مجھے مایوس نہ واپس کرو۔ مجھے دھن کی چنتا نہیں۔ مجھے راج کی خواہش نہیں۔ میرے مالک میرے سوامی میرے جیون، میرے آتما۔ میرے پران۔ سب کچھ تم ہی ہو۔ اس نردھن کنیا کے قصور کو معاف کر دو۔ مجھے کلیش کے سمندر میں نہ دباؤ۔ میں تمہاری چرن سیوا کروں گی۔ اور تمہارے چرنوں پر اپنے پران کو بلیدان کر دوں گی۔ دیکھو میرے پریم کو ایک معمولی دستو سمجھکر نہ ٹھکراؤ۔ میں تمہاری کنیز ہوں۔ تمہاری داسی ہوں۔ تمہارے اوپر اپنے پران کو قربان کر دینے کے لئے تیار ہوں۔ مجھ پر میرے سوامی دیا کرو۔ اور میرے قصور کو معاف کر دو۔ میرے پیارے ہندو دھرم کی لاج رکھو۔ کیا وید اور شاستر تمہیں یہی سکھاتا ہے کہ اپنی استری پر ظلم کرو۔ میں راجپوت استری ہوں۔ تمہیں نہیں چھوڑ سکتی کیا چھتری دھرم کا یہی کرتب ہے۔ نہیں نہیں آج بھی تمہارے ہردے میں پریم کی دیا جل رہی ہوگی۔ یہ صرف میرے بھاگ کا قصور تھا کہ تم مجھ سے روٹھ گئے۔ اس لئے میں تمہارے چرنوں پر سر رکھکر معافی چاہتی ہوں۔

کافیہ بیگم

(بقیہ صفحہ ۲۹۲) اور کبھی کبھی مسہل لے لینا مفید ہے۔ بعض لوگ مسہل سے اس قدر ڈرتے رہتے ہیں جیسے کہ ایک زہر آلود جانور کے ڈسنے سے لیکن ہلکا سا مسہل بہت ہی فائدہ رساں ہے۔ مگر اس میں بھی شک نہیں کہ بعض حکیموں کا مسہل بڑا ہی سخت اور جھٹکے جھڑا دینے والا ہوتا ہے۔ جب ہاضمہ کا پورا پورا خیال رکھا جائیگا یعنی اعتدال سے کھانا کھایا جائیگا تو اسکی چنداں ضرورت نہوگی۔ زہرہ بیگم (بمبئی)

انگلستان اور فرانس کے رسٹورنٹ

رسٹورنٹ اور کفے

لندن کے اکثر رسٹورنٹ شاندار اور ان کا حسن انتظام محیر العقول ہوتا ہے۔ بعض رسٹورنٹ میں وقت واحد میں کئی کئی ہزار آدمی مصروف طعام ہوتے ہیں۔ اس سے انکی وسعت کا اندازہ ہوتا ہے۔ انگلستان میں بعض کمپنیاں قائم ہیں جن کے ماتحت ہر محلہ میں کار رسٹورنٹ ہوتا ہے

بعض رسٹورنٹ صرف دوپہر کے کھانے (لنچ) اور رات کے کھانے (ڈنر) کے لئے مخصوص ہیں۔ بعض میں چاروں وقت کا انتظام بلکہ پانچ وقت کا انتظام ہوتا ہے یعنی ناشتہ (بریک فاسٹ) دوپہر کا کھانا (لنچ) سہ پہر کا ناشتہ اور ڈنر اس کے علاوہ رات کے گیارہ بجے "سپر" اکثر لوگ رات کو جب تھیٹر سینما ڈانس وغیرہ سے واپس ہوتے ہیں تو گیارہ بارہ بجے پھر کچھ ناشتہ کرتے ہیں جس کو سپر کہا جاتا ہے

بعض رسٹورنٹ یا کفے صرف سہ پہر کے چاء اور ناشتہ کے لئے مخصوص ہوتے ہیں۔ اس قسم کے رسٹورنٹ پیرس میں بہت ہیں جہاں دن بھر چاء، لمنیڈ۔ آئسکریم۔ کافی۔ شراب وغیرہ کے دور ہوتے ہیں۔ ان میں کھانے کا انتظام نہیں ہوتا۔ فرانس میں تو رات کے دو تین بجے تک اس قسم کے رسٹورنٹ اور کفے کھچاکھچ بھرے ہوتے ہیں

بڑے بڑے رسٹورنٹ میں موسیقی کا انتظام ہوتا ہے وہ وقفہ وقفہ سے سریلی آوازوں میں نغمہ سرائی کرتا ہے بعض کے ساتھ روزانہ یا سہ روزہ یا ہفتہ وار ڈانس اور رقص کا انتظام ہوتا ہے۔ کھانے کے دوران میں اور کھانے کے بعد بارہ ایک بجے تک مصروف رقص ہوتے ہیں۔ بعض کے ساتھ مخصوص ڈانس یا کیبرے وغیرہ ہوتے ہیں جن کو سینما کے شوقین اکثر مرتبہ ملاحظہ کرتے ہونگے۔

کھانے کا انتظام ان کی تقسیم اور صفائی وغیرہ ہر رسٹورنٹ کی قابل تعریف ہوتی ہے۔ ہزاروں آدمی ایک ہی وقت میں کھاتے ہیں۔ ان کے مختلف قسم کے فرمائشات کی تعمیل اور صحیح تعین واقعی حیرت انگیز ہوتی ہے۔ اور پھر یہ کس قدر تعجب انگیز امر ہے کہ باوجود سینکڑوں اور ہزاروں انسانوں کے کوئی شور و غل یا گڑبڑ نہیں ہوتی۔ بلا مبالغہ لندن کے بعض رسٹورنٹ میں اس کے متعدد منزلوں اور درجوں میں چھ چھ سات سات ہزار آدمی ہوتے ہیں۔ مگر کوئی شور و غل یا بدانتظامی نظر نہیں آتی۔

جیسا کہ بیان کیا گیا ہے کہ انگلستان کے بڑے بڑے یا اعلیٰ درجوں کے رسٹورنٹوں میں تو مرد ویٹر ہیں مگر عام طور سے دیگر رسٹورنٹوں میں نوجوان لڑکیوں کی تعداد زیادہ ہے۔ مردوں کو تو عموماً سیاہ لباس دیا جاتا ہے۔ مگر لڑکیاں سیاہ اور سبز لباس میں نظر آئیں گی ان کی چستی اور تیزی ذہانت قابل تعریف ہوتی ہے۔ ان کے بات کرنے یا آڈر لینے کا طریقہ بالکل جداگانہ ہے

وہ ہنستی اور مسکراتی ہوئی آپ کے بالکل قریب جھکی ہوئی ہونگی بلکہ کبھی آپ کے اور ان کے چہرہ میں بہت کم فاصلہ ہوگا۔ آڈر لینے کا طریقہ بھی مختلف ہے۔ کہیں تو زبانی فرمائش کی تعمیل ہو گی۔ اور کہیں اس کو لکھ لیا جاتا ہے۔ اسی طرح قیمت ادا کرنے کا بھی مختلف طریقہ ہے۔ مگر عموماً آپ کے پاس کھانے کی قیمت کا بل دیدیا جاتا ہے۔ اور آپ کو خود جاتے ہوئے دروازہ کے قریب خزانچی کے پاس رقم ادا کرنی ہوگی

انگلستان میں صرف اعلیٰ درجہ کے رسٹورنٹ کے لئے سیاہ لباس کی ضرورت ہوتی ہے۔ عام طور پر دیگر بڑے اوسط اور چھوٹے رسٹورنٹ میں اس کی ضرورت نہیں ہوتی۔

انگلستان میں اول کھانے کی فرمائش کیجاتی ہے اور اگر پینے کی کسی خاص شے لیمونیڈ سوڈا و شراب (کسی قسم کی) وغیرہ کا آرڈر دیا جائے تو اس کی بھی تعمیل کی جاتی ہے۔ بعض رسٹورنٹ کو شراب فروشی کا "لائیسنس" نہیں ہے۔ اس لئے اگر ان کو کسی قسم کی فرمائش کیجائے تو وہ باہر سے خرید کر لاتے ہیں

اس کے برخلاف فرانس میں اول پینے کی شے دریافت کیجاتی ہے۔ یہاں عموماً ہر کھانے کے ساتھ شراب پی جاتی ہے۔ کیونکہ ارزاں ہے۔ جو اصحاب بجائے شراب کے سوڈا یا پانی[1] کا آرڈر دیتے ہیں۔ ان کو تعجب کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے کیونکہ یہ گراں ہوتا ہے۔

[1] پانی کی دو قسمیں ہیں ایک جو صاف کیا ہوتا ہے وہ شیشوں میں ہوتا ہے اس کی قیمت فی شیشہ ۶ رہتی ہے اور بلا صاف کیا ہوا مفت ملتا ہے۔

کھانے کے اقسام اور اس کی نوعیت انگلستان ا[ور] فرانس میں بالکل جداگانہ ہے۔ ان کی صراحت موجب طوالت ہے۔ البتہ یہ صراحت کیجا سکتی ہے کہ عموماً فرانس کے کھانے لذیذ ہوتے ہیں۔ اور اطالیہ کے اس سے زیادہ لذیذ۔

نصیر الدین ہاشمی

عقل کی باتیں

(۱) موسم کوئی برا نہیں ہوتا بلکہ مختلف قسم کے اچھے موسم ہوتے ہیں۔ (اسکن)

(۲) بے علمی خدا کا قہر ہے۔ علم وہ بازو ہے جس سے اڑ کر ہم بہشت میں جا سکتے ہیں (شکسپیر)

(۳) جو شخص ایک سکول کھولتا ہے وہ ایک قید خانہ کو ناپید کرتا ہے (ملٹن)

(۴) زندگی کا پانی علم کے چشمے سے بہتا ہے۔ (سالونس)

(۵) کتابوں میں جان ہوتی ہے اتنی ہی جتنی کہ ارواح میں۔ بڑے مصنف کبھی نہیں مرتے۔ وہ شخص جس کا جلیل القدر دماغ تمکو بھی اونچا کر دیتا ہے کبھی نہیں مرتا۔ ان دلوں میں رہنا جنکو پیچھے چھوڑ دیتے ہیں مرنا نہیں ہو (ملٹن)

(۶) اچھی کتاب کسی پاک آتما کا خون ہے جو کسی دوسری زندگی کے لئے اکٹھا کیا گیا ہو (ترجمہ)

(۷) ترقی قوم اگر چاہتے ہو تو اپنے کو مٹا دو۔ (مہاتما گاندھی)

(۸) مدت زندگی بہت کم ہے۔ ہنر طول طویل۔ موقع جلد گذرنے والا۔ تجربہ مشکوک۔ درست رائے قائم کرنا بہت مشکل ہے

محمودہ خاتون ناگپور

تعلیم نسواں کا سیاسی رُخ

(از جناب کپتان نصیر الدین احمد صاحب)

ضروری گذارش (۱) یہ مضمون موجودہ تعلیمی ذرائع کو پیش نظر رکھکر لکھا گیا ہے۔ اس لئے اسکول و کالجوں کے درجوں کو معیار علمی قرار دیا جانا قابل عفو شمار کیا جا سکتا ہے۔ گو یہ ظاہر ہے کہ تحصیل علم درجہ و کلاسوں پر منحصر نہیں ہے۔

(۲) اعداد و شمار ۲۷-۱۹۲۶ء اور مردم شماری ۱۹۲۱ء کی لی گئی ہے چونکہ یہ ہی مستند و فی الحال دستیاب ہو سکتے تھے۔ تمام مضمون میں تقریباً کہیں بھی قیاس سے کام نہیں لیا گیا۔ تمام اعداد و شمار صحیح اور واقعات سچے ہیں جو اس قدر ہی مستند ہیں جس قدر انسانی قوت کے دائرہ امکان میں ہے۔

(۳) میرا روئے سخن تمام ہندوستانی خواتین کی طرف ہے۔ لیکن بحیثیت ایک مسلمان مجھ پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ میں مسلم خواتین کی تعلیمی حالت کا خاص طور پر ذکر کروں۔ کیونکہ یہ ہی تقاضائے فطرت ہے۔ اور اس مضمون کا مقصد خصوصی اور اس کی تحریر میں میری جانفشانی اور محنت کا حاصل۔ (نصیر الدین احمد)

سیاسی حیثیت سے تعلیم مندرجہ ذیل مقاصد کیلئے لازمی ہے۔

(۱) ایک ایسی پبلک پیدا کرنا جو حق نمائندگی کے معنے سمجھ سکے۔ اپنا صحیح نمائندہ انتخاب کر سکے۔ اپنے نمائندے کے سیاسی نظریہ و اصول کو سمجھکر اس پر رائے زنی کر سکے۔ اور "ووٹ" کی پیچیدہ مشنری کو سمجھنے کی قابلیت رکھے۔

(۲) ایک قلیل تعداد ایسے لوگوں کی مہیا کرنا کہ جو حکومت کے محکموں میں نمائندگی کر سکیں اور مختلف محکموں میں حکومت کی باگ ہاتھ میں لیکر اپنی ذمہ داری کو دیانت و ایمانداری کے ساتھ پورا کر سکیں، اور ملک کی سوشیل، تعلیمی اور دیگر تحریکوں اور انجمنوں کی کارروائیوں میں حصہ لے سکیں۔

موجودہ تعلیم کے تین درجے

(۱) پرائمری یا ابتدائی تعلیم یہ سیاسی مقصد نمبر اول کے لئے ضروری ہے اسکے پانچ درجے ہوتے ہیں جو ایک لڑکی چھ سال کی عمر سے ۱۱ سال کی عمر تک یقینی حاصل کر سکتی ہے۔ اس کی تکمیل کے بغیر ایک عورت نہ تعلیم یافتہ ہو سکتی ہے اور نہ آئندہ چلکر خواندہ رہ سکتی ہے۔

(۲) سیکنڈری یا مڈل و ہائی سکول کی تعلیم یہ مقصد نمبر ۲ کے لئے لازمی ہے۔ اس کے بھی پانچ اور کہیں کہیں چھ درجے ہوتے ہیں۔ مڈل کی تعلیم ۱۴ سال اور ہائی اسکول کی ۱۶ سال کی عمر تک تکمیل کیجا سکتی ہے۔ ابتدائی تعلیم کی معلمہ یا کسی تعلیم یافتہ خاندان کی بہو بیٹی کے لئے یہ تعلیم ضروری بھی

جانی چاہیے۔

(۳) **کالج و یونیورسٹی کی تعلیم** یہ بھی مقصد نمبر ۲ کے لئے حاصل کیجانی چاہیے۔ یہ چار سال سے ۶ سال تک حسب معیار حاصل ہو سکتی ہے۔ اس ہی جماعت سے ہائی اسکول کی ہیڈ مسٹرس، کالجوں کی پروفیسر، لیڈی ڈاکٹر ڈائرکٹرلیس آف ایجوکیشن، انسپکٹرلیس، سوشیل ریفارمز، ماہرین قانون اور سیاست داں خواتین پیدا ہو سکتی ہیں۔

مردوں اور عورتوں کی تعلیم و تربیت کے لئے جو بنیادی اہمیت تعلیم نسواں کی روایت کو ہے اس کا لحاظ کرتے ہوئے زنانہ تعلیم کا درجہ ہر وقت ہر ترقی کی خواہاں قوم کے پروگرام میں مردانہ تعلیم سے پیشتر نظر آنا چاہیئے ہم سیاسی تاریخ تعلیم نسواں ہند کا مختصر بیان اور موجودہ حالت کا صحیح نقشہ کھینچنے کی کوشش کرینگے۔ تاکہ یہ معلوم ہو سکے کہ ہم عملی طور پر اس ضرورت سے کس قدر آگاہ رہے اور ہیں۔

موجودہ تعلیم نسواں کی تاریخ

تاریخی لحاظ سے موجودہ تحریک تعلیم نسواں کی ابتدا اسلامی مدرسوں، مکتبوں اور ہندی پاٹھ شالاؤں کے علاوہ عیسائیوں کے مشن اسکولوں میں آج سے سوا سو سال پیشتر ہو چکی تھی لیکن ۱۸۱۶ء؁ میں مسٹر ہیر (Hare) اور راجہ رام موہن رائے نے انگریزی تعلیم کی عام ضرورت کا احساس و تحریک پھیلاتے ہوئے زنانہ تعلیم کی دلیرانہ حمایت کی۔ یہاں تک کہ ۱۸۲۴ء؁ میں لیڈی امہرسٹ نے جو اسوقت کی وائسرائن تھیں ایک ایسی سوسائٹی قائم کی جو کلکتہ اور اس کے نواح میں تعلیم نسواں کو فروغ دینے کے لئے مقرر کی گئی تھی سرپرستی منظور کرلی۔ یہ سوسائٹی تعلیم مروجہ کو عورتوں کے لئے بہم پہنچانے کی سہولت کی کوششوں میں لگی رہی۔ اس سے چند ہندو عورتوں نے فائدہ اٹھایا اور ان عیسائی مستورات نے بھی جو پادریوں کے اثر سے تعلیم کی طرف متوجہ ہو گئی تھیں

مئی ۱۸۴۹ء؁ یعنی غدر دہلی سے آٹھ سال پیشتر مسٹر بے تھیون (Bethune) نے جو اس زمانہ کے قانونی ممبر تھے۔ لارڈ ڈلہوزی" کو زنانہ تعلیم کا گرویدہ بنا کر اس سے یہ فائدہ اٹھایا کہ کلکتہ میں ایک گرلز اسکول کی بنیاد پڑ گئی۔ یہ اسکول آج تک کلکتہ میں" بے تھیون کالج" کے نام سے موجود ہے۔ اس طرح تاریخ تعلیم نسواں ہند میں ۱۸۴۹ء؁ موجودہ تحریک تعلیم نسواں کی ایک شاندار یادگار اور ایک بنیادی سال تسلیم کیا جاتا ہے۔ چونکہ زمانہ نازک تھا۔ اس لئے تمام ہندوستانیوں کے جذبات کو صدمہ پہنچنے کا بیحد خیال تھا۔ لیکن زنانہ تعلیم کی ضرورت اسوقت کے وائسرائے لارڈ ڈلہوزی نے اس قدر شدید تصور کی کہ ایک فرمان کے ذریعہ بنگال کی ایجوکیشنل کونسل" کو یہ حکم دیا کہ وہ تعلیم نسواں کی نگرانی و فروغ کو اپنا فرض اولین سمجھے

۱۸۵۴ء کے سرکاری "مراسلہ" میں عورتوں کی تعلیم اور مذہبی دست اندازی سے احتراز کے متعلق خاص ہدایات تھیں۔ یہ سب کچھ "کمپنی کے راج" میں ہوا۔

۱۸۵۸ء میں جبکہ غدر ختم ہوگیا اور کمپنی نے ہندوستان کا راج انگلستان کی ملکہ کے حوالہ کردیا تو ۱۸۵۹ء میں سیکریٹری آف اسٹیٹ نے ۱۸۵۴ء کے مراسلہ کی تائید کی اور ۱۸۵۵ء میں پبلک تعلیم کا جو محکمہ قائم ہوا تھا۔ اسکی قوتوں کو بڑھا دیا۔ کلکتہ، مدراس، و لمبئی یونیورسٹیاں بھی ۱۸۵۷ء ہی میں قائم ہوئیں ۱۸۷۱ء میں مرکزی حکومت نے صیغہ تعلیم کو صوبہ کی حکومت کے قبضہ میں دیدیا۔ اس طرح ہر صوبہ کو اپنی ضروریات کے مطابق گرلز اسکول اور زنانہ تعلیم کی اسکیم پاس کرنے کا موقع مل گیا۔ بمبئی۔ مدراس و بنگال کے علاوہ دیگر صوبوں نے اس حق سے بہت ہی کم فائدہ اٹھایا۔ اور مسلمانوں نے تو تعلیم جدید کو اپنے مردوں پر حرام کردیا تھا۔ عورتوں کا تو ذکر ہی کیا۔

۱۸۸۲ء میں ایک سرکاری ایجوکیشن مقرر کیا گیا۔ اس نے ابتدائی تعلیم اور تعلیم نسواں پر بہت زور دیا اور یہ بھی صلاح دی کہ ابتدائی تعلیم میونسپلٹیوں اور ڈسٹرکٹ بورڈوں کے حوالہ کردیجائے۔ اور حکومت اپنی قوت نگہبانی اور ترقی تعلیم پر خرچ کرے۔ اسی کمیشن نے قومی مدرسوں کو سرکاری امداد دینے کے طریقہ کی بھی تجویز پیش کی

۱۹۰۱ء میں لارڈ کرزن نے ایک ایجوکیشنل کانفرنس منعقد کی جس کا نتیجہ ۱۹۰۴ء میں "انڈین یونیورسٹی کمیشن ایکٹ" اور ایک اہم ریزولیوشن کے پاس ہونے کی صورت میں نکلا۔ اس رزولیوشن نے اس نظریہ کی بڑے زور کے ساتھ تائید و حمایت کی کہ تعلیم نسواں لوگوں کی علمی و اخلاقی درستگی کی مردانہ تعلیم سے کئی درجہ زائد مؤید و محرک ہے

۱۹۱۱ء میں مسٹر گوکھلے نے جو مرہٹوں کے زبردست لیڈر گذرے ہیں بمبئی کونسل میں ابتدائی تعلیم کو عام اور جبریہ کردینے کے لئے بل پیش کیا۔ گو یہ بل پاس نہیں ہوا لیکن اس کا اثر اور مسٹر گوکھلے کی تحریک کا نتیجہ تعلیم نسواں پر اس قدر زبردست ہوا کہ بمبئی پریزیڈنسی میں تعلیم نسواں کی کایا پلٹ ہوگئی۔ پونہ میں پروفیسر کاروے نے "سیوا سدن" کے نام سے ایک زنانہ یونیورسٹی قائم کی۔ جس میں لڑکیوں کی تعلیم کے علاوہ جوان و ادھیڑ۔ شادی شدہ و بیوہ عورتوں تک کی تعلیم کا بڑے اعلی پایہ پر انتظام کیا گیا۔

ہندوؤں نے ۱۸۴۹ء سے زنانہ تعلیم کی اہمیت کو محسوس کرکے رفتہ رفتہ ترقی کی اور آج اس میدان میں ہم سے کہیں آگے ہیں۔ اور ہم اپنی ناعاقبت اندیشی کو کہیں "اسلام کی آڑ" کہیں "پردہ" کے ذمہ اور کبھی مصنوعی محافظت عصمت و عفت کے سر تھوپتے رہے۔

۱۹۱۳ء میں حکومت ہند سے ایک "ایجوکیشن ریزولیوشن" پاس کیا جس کی رو سے ہندوستان کی عام تعلیمی حالت کی تفتیش و تنقید کی گئی۔ اس کی رپورٹ میں تعلیم نسواں کے لئے یہ خاص بات بتائی گئی کہ زنانہ تعلیم کی تنظیم اب تک نہیں ہوئی ہے۔ اس تنظیم کے ساتھ ہی گرلز اسکول کے لئے معلمات کی کمی کا احساس اور ان کو مہیا کرنے کی تجویزوں پر

بعد زور دیا گیا۔ ۱۹۱۹ء میں کلکتہ یونیورسٹی کمیشن مقرر کی گئی۔ اس کی رپورٹ پانچ ضخیم جلدوں میں طبع ہوئی ہے یہ رپورٹ بہت ہی مستند مانی گئی ہے۔ اور بڑے پُرمغز دوراندیش لوگوں کے دماغوں کا نتیجہ ہے۔ اس میں تعلیم نسواں کے متعلق یہ رائے ظاہر کی گئی ہے۔

(۱) زنانہ تعلیم مردانہ تعلیم کے مقابلہ میں دردناک طور پر پیچھے رہ گئی ہے (۲) تعلیم نسواں پر خانگی سوشیل، قومی ملکی زندگی کا دارو مدار ہے۔ (۳) بچوں کی صحیح پرورش، صحت و تربیت، آئندہ نسلوں کی تعلیمی ترقی کا راز۔ موجودہ قو کے اطمینان وخوشحالی کی کنجی تعلیم نسواں کے ہاتھ ہے۔ (۴) خاوند تعلیم یافتہ اور بیوی جاہل، ایک ایسا کمزور رشتہ ہے کہ جس کا ظاہرا نہیں تو باطنی و ذہنی طور پر ٹوٹ جانا یقینی ہے۔ اور اس ہی رشتہ پر خانگی کامیابی ناکامی اور خانگی رشتہ قومی وملکی زندگی انحصار ہے۔

اب ۱۹۲۹ء میں ہارٹوگ کمیٹی جو سائمن کمیشن کی امداد کے لئے تعلیمی حالت کا اندازہ لگانے کو مقرر کی گئی تھی۔ اپنی رپورٹ کے مقدمہ میں یہ پُرمعنی جملہ درج کرتی ہے۔ "ہم نے تعلیم نسواں کی تحقیقات پر زیادہ توجہ کی ہے۔ کیونکہ ہندوستان میں زنانہ تعلیم مردانہ تعلیم کے مقابلہ میں بہت ہی پست حالت میں ہے۔ اور اسلئے بھی کہ آئندہ نسلوں کی تعلیم و تربیت کے لئے تعلیم نسواں ایک بنیادی اہمیت رکھتی ہے" اصل رپورٹ میں اس کمیٹی نے ایک ایسے راز کا انکشاف کیا اور ایک ایسی ضرورت پر رائے زنی کی جسکا احساس ہم لوگوں کو ابھی تک عام طور پر نہیں ہوا ہے۔ اور جو ہماری خانگی زندگی کی مسرت واطمینان میں اندر ہی اندر گھن لگا رہا ہے۔ "عورتوں کو چھوڑ کر تنہا مردوں کی ترقی ذاتی۔ معاشرتی، تمد قومی وملکی رشتوں کو نقصان پہنچائے بغیر نہیں ہوسکتی۔ ہندوستان کے اوسط اور اعلیٰ طبقہ کے ایک مدت سے تعلیم یافتہ خاوند اور جاہل بیویوں کی کشمکش میں گرفتار ہیں جس کا اثر خانگی زندگی و وقار کے زوال وضلالت کی صورت میں نمودار ہو کر ذاتی وقومی اخلاق پر پڑتا ہے۔ اور چونکہ زنانہ و مردانہ تعلیم کے درمیان ایک وسیع میدان حائل ہوچکا اس لئے اب وقت آگیا ہے کہ ہر تعلیمی ترقی کی اسکیم میں تعلیم نسواں کو اولیت دیجائے۔ ایک لڑکی کی تعلیم گویا ایک ماں کی تعلیم اور اس کے ذریعہ اسکے بچوں کی تعلیم کے معنی رکھتی ہے۔ عورتوں کی تعلیم ملک کے لئے ایک ایسی پوشیدہ قوت ظاہر کردی گئی ہے کہ جو موقع نہ دیئے جانیکی وجہ سے بیکار وضائع ہو رہی ہے"

تعلیمی محکمہ کی حکومت

ہر صوبہ کی تعلیمی پالیسی اور حکومت کا اختیار "وزیر تعلیمات" اور اس کے "ایجوکیشنل سکریٹری" کے قبضہ میں ہوتا ہے لیکن یہ حکومت مختلف محکموں کے ذریعہ ہوتی ہے۔

(گورنمنٹ) ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ اس کا افسر اعلیٰ "ڈائرکٹر آف پبلک انسٹرکشن" کہلاتا ہے۔ جو ہمیشہ

مرد ہوتا ہے لیکن زنانہ تعلیم کی مشکلات وضروریات کا اندازہ، زنانہ اسکولوں اور کالجوں کی نگہداشت اور معائنہ وغیرہ ہندوستان کی سوشیل حالت کا لحاظ کرتے ہوئے مرد کے قبضہ سے باہر ہے۔ اس لئے صوبہ بہار، مدراس وپنجاب میں "ڈپٹی ڈائرکٹریس" اور یوپی میں چیف انسپکٹریس مقرر کر دی گئی ہیں۔ دوسرے صوبوں کے لئے بھی ان کی ضرورت سختی سے محسوس کی گئی ہے۔ اور عنقریب ہر صوبہ میں ایک عورت اس اعلیٰ عہدہ پر مقرر کردیجائیگی جس کے ہاتھ میں لڑکیوں کے اسکولوں کی ضرورت کو جانچنا، کسی خاص جگہ میں گرلز اسکول جاری کرنے کی اجازت دینا یا نہ دینا۔ معلمات کو مقرر یا برخاست کرنا، نصاب تعلیم میں تغیر وتبدل کرنا۔ نصاب میں کتابوں کو داخل کرنے نہ کرنے کا اختیار۔ غرضکہ صوبہ کی زنانہ تعلیم کے تمام سیاہ وسفید کی قوت ہوگی۔ ان کو امداد دینے کے لئے اور اسکولوں کا معائنہ، ان کو قائم رکھنے یا بند کردینے کی صلاح، اسکولوں کے انتظام کی توصیف وشکایت، گورنمنٹی امداد کے لئے سفارش وغیرہ کرنے کے لئے انسپکٹریس، ڈپٹی یا اسسٹنٹ انسپکٹریس وسب انسپکٹریس ہوتی ہیں۔ ان کا نمبر فی الحال ۹۹ ہے۔ ان تمام کا گورنمنٹ کی تین تعلیمی سروس میں سے ایک سے تعلق ہوتا ہے۔ "انڈین ایجوکیشنل سروس" "پروونشل ایجوکیشنل سروس" اعلیٰ تعلیمی سروس مانی جاتی ہیں۔ اور پھر سب آرڈینیٹ ایجوکیشنل سروس کا نمبر آتا ہے۔ اول الذکر سروس میں ۳۶۸ مرد اور صرف ۳۸ عورتوں کی جگہ ہے۔ ان میں سے ۲۴ یوروپین ہیں اور تین ہندوستانی۔ قابل عورتوں کی کمیابی کی وجہ سے ۱۱ جگہ خالی ہیں۔ اس سروس میں سے ڈائرکٹر وڈپٹی ڈائرکٹریس اور کالج کی پرنسپل اور پروفیسر وغیرہ لیجاتی ہیں۔ گورنمنٹ ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کے قبضہ میں عموماً مڈل اور ہائی اسکول کا پورا انتظام اور ابتدائی تعلیم کی صرف نگہبانی ہے۔

مقامی خود مختار حکومت یا لوکل بورڈیز

ابتدائی تعلیم اور ورنیکلر مدارس کے قریب قریب تمام اختیارات واختیارات شہروں میں میونسپلٹی اور دیہاتوں میں ڈسٹرکٹ بورڈ (مدراس میں تعلقہ بورڈ اور مقامی پنچایت) کے ہاتھ میں ہیں۔ جو بذات خود یا اپنے مخصوص ومنتخب ایجوکیشنل کمیٹیوں کونسلوں اور بورڈوں کے ذریعہ ابتدائی وورنیکلر تعلیم کے مدرسوں کو چلاتے ہیں۔

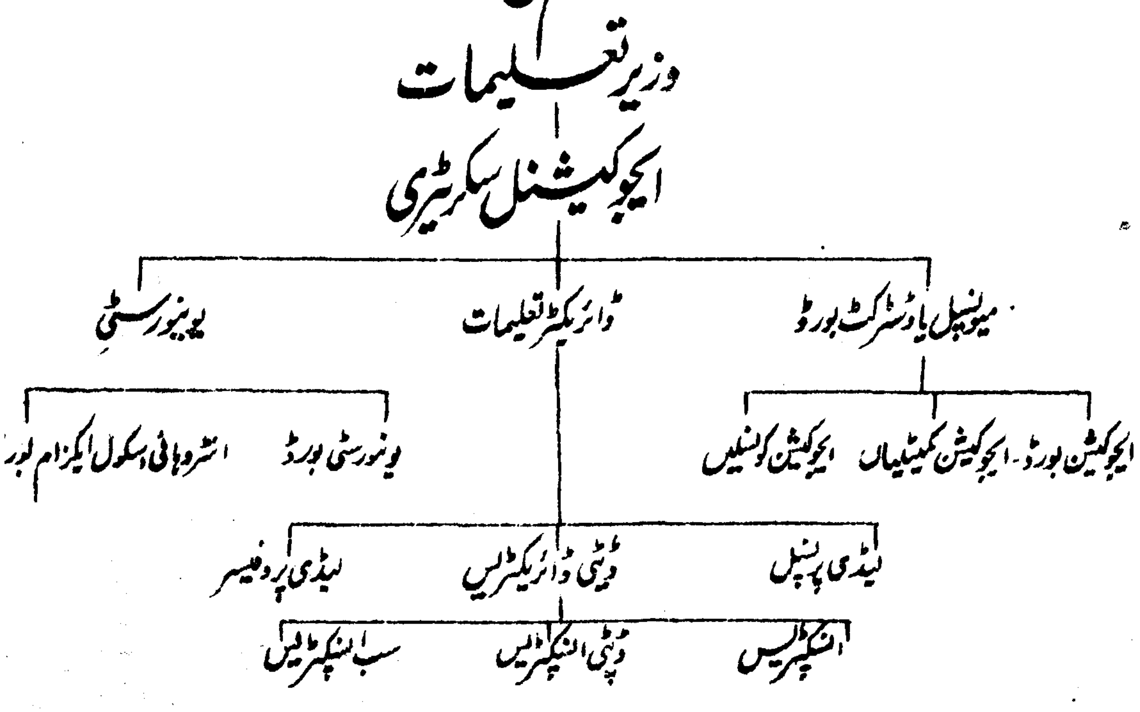
مثلاً مدراس میں ڈسٹرکٹ ایجوکیشنل کونسل وسکینڈری ایجوکیشن بورڈ۔ یوپی اور پنجاب میں ایجوکیشن کمیٹی بمبئی وبرما میں اسکول بورڈ۔ یوپی وبرما میں بورڈ آف ورنیکلر ایجوکیشن ہے۔ مدراس، بمبئی وسی پی کے ہائی اسکول ایجوکیشن بورڈ میں عورتیں موجود ہیں۔ سی پی میں عورتوں کی ابتدائی تعلیم خود گورنمنٹ کے ہاتھ میں ہے۔ جن تعلیمی انتظامیہ کمیٹیوں میں عورتیں نہیں ہیں وہاں بہت جلد نامزد یا منتخب کیجانیوالی ہیں

یہ میونسپل وڈسٹرکٹ بورڈ اپنی ۳۲ کروڑ سالانہ آمدنی میں سے پونے چار کروڑ روپیہ سالانہ تعلیم پر خرچ کرتے ہیں اور ان کو مندرجہ ذیل اختیارات ہیں۔

(۱) پرائیوٹ مدرسوں کو باقاعدہ و مستند تسلیم کرنا یا نہ کرنا
(۲) پرائیوٹ مدرسوں کی امداد مقرر کرنا اور انکو دینا یا نہ دینا۔
(۳) اسکولوں کو جاری کرانا یا بند کرا دینا۔
(۴) معلمات کو رکھنا، برخاست کرنا، تنخواہ مقرر کرنا اور سزا دینا۔
(۵) مالی ضروریات کو جانچنا۔ خرچ کا تخمینہ لگانا اور تعلیمی خرچ کرنا۔
(۶) مقامی کمیٹیوں اور گورنمنٹ کو تعلیمی معاملات میں صلاح دینا۔
(۷) پبلک پر ایک مقررہ حد تک تعلیمی ٹیکس لگا کر قانوناً وصول کرنا
(۸) اور دیگر اختیارات جو قابل وضاحت نہیں۔

یونیورسٹی کالجوں کی تعلیم اور ہائی اسکولوں کی امتحانی ضروریات کا انتظام یونیورسٹیاں اپنے مختلف کے ذریعہ کرتی ہیں بعض یونیورسٹیوں نے انٹرمیڈیٹ کالجوں وغیرہ کا انتظام مخصوص بو کو دیدیا ہے۔ اسی طرح بنگال میں ڈھاکہ بورڈ آف انٹرمیڈیٹ اینڈ سیکنڈری ایگزام۔ یو پی میں بورڈ آف ہائی اسکو اینڈ انٹر ایگزام پنجاب میں یونیورسٹی بورڈ۔ اور بہار میں "ڈیلی گیسی" فار سیکنڈری اسکول وغیرہ ہیں۔ یونی کا تعلق مرکزی حکومت سے بھی ہوتا ہے۔

محکمہ تعلیم کی حکومت



موجودہ تعلیمی حالت

ہندوستان کی زنانہ تعلیم کی موجودہ کیفیت اور اسکی مردانہ تعلیم کے مقابل افسوسناک حالت کا اندازہ مندرجہ ذیل نقشے سے آسانی سے کیا جا سکتا ہے

درجہ تعلیم	کیفیت	کل اقوام ہند (برٹش انڈیا) مردانہ	کل اقوام ہند (برٹش انڈیا) زنانہ	تفاوت (لڑکیوں کا لڑکوں سے)	مسلم قوم (برٹش انڈیا) مردانہ	مسلم قوم (برٹش انڈیا) زنانہ	تفاوت مسلم مردوں سے	تفاوت ہندی لڑکیوں سے
	آبادی	۱۲ کروڑ ۷۰ لاکھ	۱۲ کروڑ ۴ لاکھ	۶۶ لاکھ کم (تقریباً برابر)	۳ کروڑ چند لاکھ	۳ کروڑ	تقریباً برابر	۴/۱ کل زنانہ آبادی کا
علم تعلیم ہند	اسکول و کالج	۱۸۳۲۵۲	۳۰۰۰۱	۱۵۳۲۵۱ کم	۳۴۱۳۹	؟	.	.
	زیر تعلیم	۹۳ لاکھ (۷ فیصدی)	۱۰ لاکھ (۱۲ء۱ فیصدی)	۵ گنا کم	۲۱ لاکھ	۲ لاکھ ۱۲ ہزار	۹ گنا کم	سوا لاکھ کم
	آوارہ بچے	ایک کروڑ ایک لاکھ	ایک کروڑ اکاون لاکھ	۵۰ لاکھ زیادہ	۲۰ لاکھ	۳۹ لاکھ	۱۲ لاکھ زیادہ	۲ لاکھ زیادہ
	کل تعلیم پر خرچ	۲۴ کروڑ	سوا دو کروڑ	۲۰ کروڑ ۷ لاکھ	۲ کروڑ	۳۵ لاکھ	ا کروڑ ۶۵ لاکھ	۲۱ لاکھ کم
ابتدائی تعلیم (پرائمری)	پرائمری سکول	کل ۱۶۲۶۶۶	کل ۲۶۶۸۲					
		میونسپل ۵۶۵۹۸	میونسپل ۵۰۳۴	ایک لاکھ ۳۶ ہزار کم				
		گورنمنٹ ۲۲۴۷۰	گورنمنٹ ۳۴۵					
	زیر تعلیم	کل ۵۲ لاکھ ۵۶ ہزار	کل ۹ لاکھ ۶۶ ہزار	کل ۴۲ لاکھ کم	کل ۲۴ لاکھ ۲۲ ہزار	۳ لاکھ دس ہزار		
		درجہ اول درجہ پنجم	درجہ اول درجہ پنجم	سو میں ۱۱ لڑکے اور ۲		درجہ ۱ درجہ ۵	سوا اکیس لاکھ کم	۶ لاکھ ۳ ہزار زیادہ
		۳۵ لاکھ ۳ لاکھ	۵ لاکھ ۳۲ ہزار	لڑکیاں خواندہ بنتی ہیں		۲۴ لاکھ ۳۶ ہزار		(صرف ابتدائی درجوں میں)
	پرائمری معلم	۲۸۳۳۱۹	۲۶۱۵۶	پونے تین لاکھ کم		.		
	خرچ	۶ کروڑ	ایک کروڑ	۵ کروڑ روپیہ کم	تقریباً ڈیڑھ کروڑ	۳۲ لاکھ	ایک کروڑ ۱۸ لاکھ کم	سات لاکھ زیادہ
سکنڈری یا مڈل اور ہائی اسکول کی تعلیم	اسکول	کل ۵۶۴۵	کل ۹۶۵					
		مڈل ۳۲۰۱	مڈل ۷۲۲	۴۶۸۰ کم	تقریباً ۷۰۰			
		ہائی ۲۴۴۴	ہائی ۲۴۳					
	زیر تعلیم	کل ۱۰ لاکھ ۹۳ ہزار	کل ۱ لاکھ ۳۸ ہزار	کل ½۹ لاکھ کم		کل ایک ہزار سو		ایک لاکھ ۳ ہزار کم
		مڈل ½۳ لاکھ	مڈل ۹۸۶۴۹	مڈل ۲ لاکھ ۶۰ ہزار	ایک لاکھ ۳ ہزار	مڈل ۱۶۶۹	ایک لاکھ ۱۳ ہزار	دس ہزار غیر لڑکیوں میں
		ہائی ½۷ لاکھ	ہائی ۴۹۷۰۷	ہائی ۷۰ لاکھ کم		ہائی ۱۴۳		ایک مسلم لڑکی
	خرچ	۹ کروڑ ۶۲ لاکھ	۸۰ لاکھ	پونے ۹ کروڑ کم	۳ لاکھ ایک ہزار	ایک لاکھ ۳۰ ہزار	ایک لاکھ ۱۶ ہزار کم	۲۰ لاکھ کم
یونیورسٹی کی تعلیم	کالج	۲۱۳	۱۹	۱۹۴ کم	۸	-	.	.
	یونیورسٹی	۱۵	ایک بھی نہیں	.	-	.	.	.
	زیر تعلیم	۶۴۰۰۰	۱۹۳۳	۶۲ ہزار کم	۱۴۶۳۸	۳۲	۱۴۶۱۶ کم	[illegible]
	خرچ	کالج ۱ کروڑ ۶۳ لاکھ، یونیورسٹی ۱ کروڑ	½۶ لاکھ	۲ کروڑ ۹ لاکھ کم	۳۱ لاکھ	۱ لاکھ ۲۵ ہزار	۳۰ لاکھ کم	۱۸ لاکھ کم
				.	-	.	.	.
پیشہ کے اسکول	ٹریننگ اسکول	۴	۱۶۶	.	.		.	.
	زیر تعلیم پرائمری معلمات	.	۴۶۶۴	.	-	۳۰۳	.	۰۶۳ کم
	ٹریننگ کالج	-	۷	-	.	.	.	.
	زیر تعلیم سکنڈری معلمات	۱۱۲۴	۱۳۴	ایک ہزار کم	.	.	.	.
	میڈیکل اسکول	اسکول ۰۳۲	اسکول ۳	۰۲۹ اسکول کم	.	.	.	۳۱ کم
		طلبا ۴۵۱۰	طالبات ۲۶ ۷	۴ ہزار طالبات کم	.	.	.	.
	میڈیکل کالج	کالج ۱۱	کالج صرف ۱	۱۰ کالج کم	.	.	.	.
		طلبا ۳۷۴۰	طالبات ۲۰۳	½۳ ہزار طالبات کم	.	.	.	

نوٹ۔ ابتدائی درجوں میں مسلم طالبات دوسری قوموں کے تناسب سے ڈھائی لاکھ زیادہ ہیں۔ و اپنی تعلیم پر سات لاکھ روپیہ سالانہ زیادہ خرچ کرتی ہیں لیکن ہائی سکول و کالجوں میں جا کر انکا تناسب ساٹھ ستر گنا گھٹ جاتا ہے اور یہ دوسروں سے اڑتیس لاکھ روپیہ سالانہ کم خرچ کرتی ہیں گویا ہندوستان کے روپیہ میں سے ۳۳ لاکھ روپیہ سالانہ کا نقصان اٹھاتی ہیں

سبز ترکاریوں کی احتیاط

مشرقی و مغربی کھانے

یعنی

(عصمتی دسترخوان حصہ دوم) کا ایک مضمون

آلو۔ گول اور جس کے چھلکے کا رنگ مٹیالا اور اندر کا ٹنے سے قدرے سفیدی مائل نکلتا ہے۔ ذائقہ میں اچھا ہوتا ہے۔ اسکو پہاڑی آلو کہتے ہیں جو زیادہ تر علاقہ منصوری میں ہوتا ہے۔

آلو ہر موسم میں میسر آتا ہے فصل کے وقت ارزاں بکتا ہے۔ اسلئے اسوقت زیادہ مقدار میں خریدنا چاہیئے۔ اس کے خریدنے کا طریقہ یہ ہے۔ کہ بڑے بڑے مٹکوں میں ریت بھر کر اس میں آلو کو دبا رکھیں مٹکوں کے منہ پر برتن ڈھانپ دیں۔ تاکہ تاریکی رہے

بنڈا اروی۔ اروی اور بنڈا دونوں ایک قسم کی ترکاریاں ہیں۔ بنڈا بمقابلہ اروی کے خستہ ہوتا ہے اور اس میں لس لساپن کم ہوتا ہے۔ انکو عرصہ تک رکھنے کا طریقہ یہ ہے کہ ہر دو اشیا کو فصل کے وقت زیادہ مقدار میں خرید کے مٹکوں و کنالیوں میں بھر کر اوپر سے ریت ڈال کر برتنوں کا منہ بند کر کے رکھیں۔ بقدر ضرورت نکالکر کام میں لائیں۔ رہیں بنڈا اور اروی آخر جاڑوں میں تیار ہوتی ہیں لیسے وقت میں جب مذکورہ بالا طریقہ سے رکھا جائے تو نہایت عمدہ ہوتی ہے۔

بھنڈی۔ اس کی وہ قسم اچھی ہوتی ہے جو سبز بلا خار ہوتی ہے۔ جب تک چھوٹی اور نرم رہتی ہے۔ اچھی ہوتی ہے۔ بھنڈیوں کو باورچی خانہ میں رکھنے کی ترکیب یہ ہے کہ ظرف میں رکھکر پانی چھوڑ دیں۔ یا قدرے پانی میں تر رہیں۔ اور پکاتے وقت تراشنے سے پہلے دھولیں۔ تراش کر کبھی نہ دھوئے۔ تراشنے کے بعد دھونے سے ان کا لعاب نکلجاتا ہے اور کھانا خراب ہوجاتا ہے۔

دیسی بینگن سبز اور اودے رنگ کا بینگن اچھا ہوتا ہے۔ بینگن کو اسوقت استعمال کرنا چاہیئے جب وہ اوسط درجہ کے نرم ہوں۔ اسوقت ان کے اندر جو بیج ہوتے ہیں وہ بھی نرم ہوتے ہیں۔ جو کھانے میں بدمزہ نہیں ہوتے۔ بینگن پرانا ہو کر بہت بڑا ہوجاتا ہے۔ اس میں سختی آجاتی ہے۔ اس کے اندر بیج کرنے ہوجاتے ہیں پوست بھی سخت ہوتا ہے۔ اور ذائقہ میں اچھا نہیں ہوتا ہیک پیدا ہوجاتی ہے جو پکانے کے بعد بھی محسوس ہوتی ہے۔

ماروبینگن (ٹماٹر) اکثر لوگ اسکو پختہ اور سرخ ہونے سے پہلے کچا ہی پکا کر کھا لیتے ہیں جو ترش اور بدذائقہ ہوتا ہے۔ جب یہ ترکاری سرخ ہوتی ہے تو اس کی ترشی کم ہو جاتی ہے۔ اس کے رکھنے کی ترکیب یہ ہے کہ کھلے ہوئے ظروف کو جو مثل کشتی یا خوان کے ہو صاف کر کے اس میں برابر جما کر سایہ دار اور ہوادار جگہ میں کہیں پانی سے بھیگا ہوا کپڑا ڈال دینے سے شاداب رہتے ہیں۔

کدو زرد اس کے پختہ پھلوں کو چھینکے میں لٹکا دیا جائے اور ہوادار جگہ میں رکھا جائے تو ایک سال سے زیادہ تک رہ سکتا ہے۔ البتہ اگر کوئی کدو خام رہ جائے تو وہ ضرور سڑ جاتا ہے۔

شلجم شلجم کی کئی قسمیں ہیں یہ اسوقت تک بہت عمدہ قابل استعمال کے رہتا ہے جب تک کہ یہ گیند کے برابر ہوتا ہے۔ جوں جوں یہ بڑھتا جاتا ہے نرمی میں کمی آتی جاتی ہے اور ذائقہ اچھا نہیں رہتا اور اندر سے خراب ہو جاتا ہے۔ اسکے تازہ رکھنے کی ترکیب یہ ہے کہ شلجم کے پتوں کو توڑ دیا جائے اور پھر انکو صاف پانی کے برتن میں ڈالدیا جائے۔ ایک دو روز تک اچھے رہیں گے۔ اگر ایک دو روز سے زیادہ پانی میں رکھا جائے تو بو آنے لگے گی شلجم تراشنے کے بعد خشک کر کے عرصہ تک رکھے جا سکتے ہیں۔ برتن کو ایسی جگہ رکھنا چاہئے جہاں سیل نہ ہو۔ اور اس کے منہ کو اچھی طرح بند کیا جائے۔ ورنہ پھپوندی آ جائے گی۔ ولایتی شلجم بھی اب ہندوستان میں پیدا ہونے لگے ہیں۔ یہ شلجم بمقابلہ دیسی شلجم کے بہت خوش ذائقہ اور لذیذ ہوتے ہیں۔ اور ان میں وہ بیک نہیں ہوتی جو دیسی شلجم میں ہوتی ہے۔ یہ شلجم سنہری رنگ کا ہوتا ہے۔ اور دیسی سے بڑا ہوتا ہے۔

چقندر۔ چقندر کے اقسام بھی بہت ہیں اسکو بھی مثل شلجم کے استعمال کرتے ہیں۔ گول چقندر جب تک گیند کے برابر ہوتا ہے اور لانبا جب تک کلائی کے برابر موٹا ہوتا ہے تب تک نرم اور ذائقہ دار رہتا ہے۔ بڑے ہو جانے پر اس میں بھی سختی آ جاتی ہے۔ اور میٹھا ہو جاتا ہے۔ اندر ہلکی سفیدی آ جاتی ہے۔ جو چقندر کے بدذائقہ ہونے کی علامت ہے چقندر بھی شلجم کی طرح احتیاط سے رکھا جاتا ہے چقندر کی فصل درمیانی موسم سرما سے شروع ہو کر آخر موسم گرما تک رہتی ہے۔ دیسی چقندر ولایتی چقندر سے مزے میں بہت اچھا ہوتا ہے

گانٹھ گوبھی۔ کرم کلہ۔ پھول گوبھی۔ یہ تینوں ایک قسم کی ہیں ان میں تمازت آفتاب سے خشکی پیدا ہو جاتی ہے۔ اور ذائقہ بگڑ جاتا ہے۔ پھول گوبھی اور گانٹھ گوبھی کو تراش کر سکھا کر بحفاظت رکھتے ہیں۔ اور جب فصل نہیں ہوتی ہے اسوقت اسی خشک شدہ ترکاری کو بھگو کر یا اُبال کر پکاتے ہیں۔ البتہ کرم کلہ سکھا کر نہیں رکھا جاتا۔ اسلئے کہ کرم کلہ میں سوکھ کر کوئی ذائقہ باقی نہیں رہتا۔ فصل میں گانٹھ گوبھی کرم کلہ پھول گوبھی برتن میں رکھکر تر کپڑے سے ہوادار مقام میں رکھتے ہیں اس طرح ایک ہفتہ سے زیادہ اچھی حالت میں رہ سکتے ہیں۔

کرم کلہ گانٹھ گوبھی کو بھی اس طریق پر رکھنے سے دو ہفتہ تک رہ سکتے ہیں۔ پھول گوبھی زیادہ دلوں تک نہیں

رہتی۔ اس میں بو پیدا ہو جاتی ہے۔

مٹر اور سیم۔ مٹر اور سیم بہت سی قسم کے ہوتے ہیں۔ مٹر کے دانے اس وقت تک شیریں رہتے ہیں جب تک وہ نرم ہوں سخت ہونے پر مٹھاس کم ہو جاتی ہے۔ سیم کے بیج جب گداز ہو جاتے ہیں تو ان کو نکال کر پھینک دیتے ہیں۔ ان کے رکھنے کی ترکیب یہ ہے کہ برتن میں رکھکر اچھی طرح سے کھولتا پانی ڈال دیں جب چھلکا پھول جائے تو چھیل کر سکھا لیں۔ اور بوتل میں بند کرکے رکھ لیں۔

مٹر کے بیج پختہ دانوں کو زیادہ مقدار میں نکال کر سایہ میں خوب اچھی طرح سکھا کر بوتل میں ڈاٹ لگا کر پھر خشک مقام پر رکھیں۔ فصل کے بعد سیم اور مٹر کے بیج گرم پانی میں بھگو کر نرم کرنے کے بعد پکاتے ہیں

شکر قند۔ شکر قند سفید اور سرخ پوست کا پتلا پتلا اور نرم اچھا ہوتا ہے اور مٹھاس زیادہ ہوتی ہے لیکن جب موٹا اور سخت ہو جاتا ہے۔ تو مٹھاس کم ہو جاتی ہے۔

ساگ۔ خرفہ۔ میتھی۔ پالک۔ سویا۔ چولائی۔ یہ سب سال بھر یکے بعد دیگرے ہوتے ہیں۔ خرفہ گرمی میں تیار ہوتا ہے۔ میتھی پالک اور سویا یہ تینوں چیزیں موسم سرما میں تیار ہوتی ہیں۔ میتھی اور سویا کو سکھا کر بحفاظت ٹین کے ڈبوں میں بند کرکے رکھتے ہیں جس موسم میں سبز ساگ دستیاب نہیں ہوتا اور اسوقت یہ خشک شدہ ساگ بغرض ذائقہ و خوشبو گوشت وغیرہ میں قلیل مقدار میں ڈالتے ہیں۔ چولائی موسم بارش میں ہوتی ہے۔ بعد بارش چونکہ اور ساگ تیار ہو جاتے ہیں۔ اس لئے اس کی زیادہ مقدار نہیں ہوتی ان ساگوں کو ہر صورت میں کئی مرتبہ پانی سے دھو کر پکانا چاہئے۔ اور خصوصاً اس حالت میں جبکہ وہ سبز ہوں

سبز دھنیوں کے پتے۔ سبز دھنیا کی فصل موسم سرما میں ہوتی ہے حفاظت کرنے سے نصف موسم گرما تک بہ آسانی دستیاب ہوتا ہے۔ اکثر بارش میں بھی تیار کیا جاتا ہے۔ اور قیمتی ہوتا ہے۔ البتہ اس کے پتے اور ہرے پھلوں کو سایہ میں سکھا کر بوتل میں بحفاظت بند کرکے رکھتے ہیں۔ بوقت ضرورت کام میں لائیں لیکن خشک پتوں میں خوشبو کم ہو جاتی ہے۔ سبز پھل خشک کرئے جائیں تو بمقابلہ پتوں کے زیادہ خوشبودار ہوتے ہیں۔

پیاز لہسن۔ تازہ پیاز اور لہسن شروع جاڑے میں تیار ہوتے ہیں اور تازگی کی حالت میں استعمال ہوتا ہے۔ جب پختہ ہو کر خشک ہو جاتا ہے تو اسے آئندہ موسم کے لئے بھر رکھتے ہیں۔ حفاظت سے رکھنے کا طریقہ یہ ہے کہ بڑے بڑے کھانچوں یا ڈلیوں میں بھر کر ٹانگ دیا جاتا ہے۔ تاکہ ہوا لگتی رہے۔ زمین پر نہ رکھا جائے اگر بند رکھا جائیگا تو بدبو پیدا ہو جائے گی۔

ساجدہ بیگم بھوپال

تأثرات

میں ایک بہن سے ملنے گئی تو انہوں نے اثنائے گفتگو میں بیان کیا کہ میرے یہاں ایک سیاہ کملی میں سفید نقاب سلا ہے۔ جس پر ایک کریہہ منظر بھوت کیطرح چہرہ بنا ہے۔ میرا لڑکا باہر ملازموں کو وہ کملی اوڑھ کر ڈراتا ہے۔ ایک ملازم اس قدر ڈرتا ہے کہ بالکل پسینے پسینے ہوجاتا ہے۔ اور بری طرح چیخیں مارتا ہے۔ مجھے اس مصنوعی بھوت کے دیکھنے کا اشتیاق ہوا۔ تھوڑی دیر کے بعد دیکھتی کیا ہوں کہ انکا لڑکا وہ کملی اوڑھے ہے اور بد صورت بھوت کی نقاب ڈالے کمرے سے جھانک رہا ہے۔ وہ چہرہ اس قدر بدصورت تھا کہ مجھے حیرت سی ہوگئی میں نے اپنے دس سالہ بھائی کو بلایا کہ پاس جاکر دیکھے مگر وہ بیحد خوف زدہ ہوکر پیچھے ہٹنے لگا یہ دیکھکر وہ بھوت اس کی طرف بڑھا۔ مگر میرا بھائی ایک زبردست چیخ کے ساتھ جست کرکے صحن میں آگیا تھا۔ اس کے بعد میں نے اپنی چھ سالہ بہن کو بلا کر وہ بھوت دکھایا وہ بھوت دیکھتے ہی اس کی طرف لپکی اور باوجود میری میزبان بہن کے ہائیں ہائیں کرنے کے اس خوفناک چہرے کی نقاب کو الٹ دیا۔ یہ منظر دیکھکر مجھے بیحد خوشی ہوئی اور میری زبان سے عالم مسرت میں یہ الفاظ نکل گئے کہ

"عورت طلسمی گورکھدھندوں کو بے نقاب کردیتی ہے"

دسمبر کا مہینہ تھا۔ سردی اپنے پورے شباب پر تھی کہ ٹائم پیس نے صبح چھ بجے کا الارم بجا کر مجھے بیدار کردیا

میں فوراً اٹھ بیٹھی۔ لباس شب خوابی اتار کر دوسرا لباس میں نے پہن لیا اور نماز وغیرہ سے فراغت پاکر بالاخانے سے نیچے اتری اور اس برآمدے میں چلی گئی جو باہر مہمان کے کمرے سے متصل تھا۔ میں نے دیکھا روشندان سے لیمپ کی تیز شعاعیں اب تک آرہی ہیں اور کوئی بڑے بڑے خوفناک خراٹے لیکر سو رہا ہے۔ مجھے انسان کی فطرت پر تعجب ہو رہا تھا کہ باوجود روز قیامت اعمال کی جانچ اور لاتعداد گناہوں کا مرتکب ہونے پر بھی انسان اتنی گہری نیند سوسکتا ہے۔

عید کا پیارا و پرمسرت دن تھا۔ بچہ بچہ فرط خوشی سے پھولا نہ سماتا تھا۔ میں بھی اپنی سہیلیوں سے بیٹھی ہنس ہنس کے گفتگو کر رہی تھی میں سمجھتی تھی کہ آج دنیائے اسلام میں ہر فرد پر مسرت و شادمانی ہی کا غلبہ ہوگا۔ مگر نہیں میرا خیال غلط اور کمزور ثابت ہوا جبکہ میں نے دریچے کا ریشمی پردہ ہٹا کر دیکھا کہ میرے پڑوس کی عورت ویسے ہی پھٹے پرانے کپڑے پہنے اور بال کھولے زار و قطار اشک بہا رہی ہے میں اسکی یہ حالت دیکھکر بیتاب ہوگئی اور رونے کا سبب پوچھا اس نے سسکیاں لیتے ہوئے کہا میری مسرت میری پیاری بہن سے وابستہ تھی اب جبکہ وہ نہیں رہی تو میری مسرت بھی مجھ سے رخصت ہوگئی۔ میں نے یہ سنکر ایک زبردست آہ کھینچ کر کہا

"اپنے پیاروں بغیر دنیا ہیچ ہے"

ایک دن میں اپنے کمرے کے سامنے وسیع

برآمدے میں مشین رکھے سلائی کر رہی تھی۔ وہیں فرش پر میری دو چھوٹی بہنیں گیند کھیل رہی تھیں۔ میں اپنے کام میں بے حد مستغرق تھی کہ اچانک گیند زور سے اچھل کر میری کنپٹی میں لگی۔ اب میری نگاہیں اوپر اٹھ چکی تھیں۔ اور میں نے سامنے کھڑی ہوئی لرزاں "نفیس" پر ایک قہر آلود نظر ڈالی۔

وہ بیچاری غصہ سے کانپ رہی تھی۔ مگر نہایت عاجزی سے کہنے لگی "باجی اماں معاف کر دیجئے" یہ الفاظ سنکر میں نے شیر کی طرح نگاہیں نیچی کر لیں۔ اور سلائی میں مشغول ہو گئی۔ نہ معلوم کتنی دیر یونہی گذر جاتی اور میں نگاہیں اوپر نہ اٹھاتی کہ یکایک بالکل غیر ارادی طور سے میری نظریں اوپر اٹھ گئیں۔ میں نے دیکھا کہ ابتک نفیس میرے سامنے کھڑی ہے۔ مگر اس کا منہ کسی قدر پیچھے ہے۔ اور ہاتھوں سے ڈھکا ہوا ہے۔ یہ دیکھکر مجھے بہت صدمہ ہوا۔ میں نے محبت بھری آواز میں کہا "نفیس" اب وہ میری طرف دیکھ رہی تھی۔ مگر اسکی خوبصورت آنکھیں آنسوؤں سے تر تھیں۔ میں نے اٹھکر اسے گلے سے لگا لیا۔ اور پیشانی چوم کر کہا گیند لیجا کر صحن میں کھیلو۔ آئندہ جب کوئی پاس بیٹھا کام کرتا ہو تو نہ کھیلنا۔

وہ گیند لیکر چلی گئی۔ اور میں نے خیال کیا کہ اگر میں ڈانٹتی تو وہ ہرگز اتنی متاثر نہ ہوتی بلکہ ممکن تھا کہ نفرت ہی کرتی۔ بچوں کو تابعدار بنانے کے لئے مار یا ڈانٹ اتنی موثر نہیں جتنی مناسب ہمدردی و پیار

کشور جہاں

لکھنؤ

تاریخی لطیفے

ایک بدوی مسجد نبوی میں ایسے وقت پر نماز پڑھنے آیا کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ مسجد میں تشریف فر... بدوی جلدی جلدی نماز پڑھکر سلام پھیر کر جانیکو تیا... ہوا حضرت علی نے روک کر کہا کہ اے شخص یہ نماز نہ... ہوئی پھر پڑھ۔ چنانچہ اس نے دوبارہ نماز پڑھی۔ جب نماز پڑھ چکا تو حضرت علی نے فرمایا کہ تیری کونسی نما... بہتر ہے۔ یہ۔ یا پہلی۔ بدوی نے کہا کہ میری پہلی نما... بہتر ہے۔ کیونکہ وہ خدا کے خوف سے تھی اور یہ آپ کے خوف سے۔ یہ سنکر حضرت علی مسکرا دیئے۔

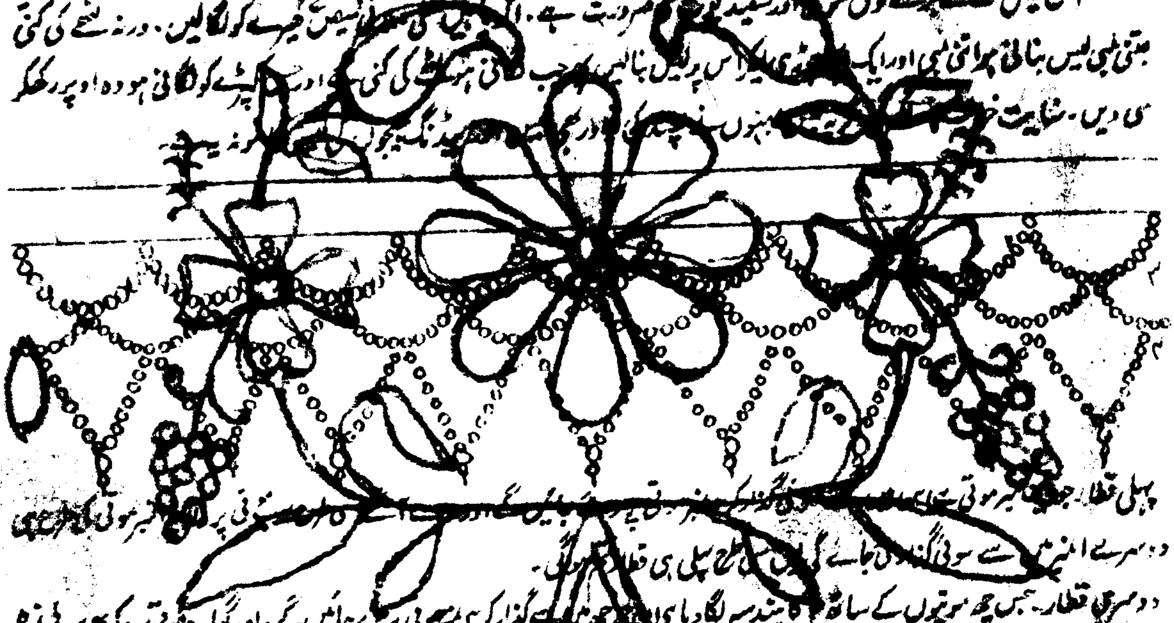
(۲) بکار بن عبد الملک عرب میں مشہور احمق شا... تھا ایک دن اس کے ہاتھ سے باز چھوٹ گیا۔ نوکر... کو حکم دیا کہ شہر کے دربانوں سے کہو کہ تمام دروازے بند کرا دیں۔ ورنہ باز شہر سے باہر نکل گیا تو پھر نہیں ہاتھ آئے گا۔

(۳) نواب محمد عبد الکریم خاں صاحب جوم والئے پٹھا... نے ایک راجہ صاحب کو پگڑی بدل بھائی بنایا جب راجہ صا... پٹھاری تشریف لائے تو بہت خوبصورتی کیساتھ روشنی کا خاص انتظام کرایا گیا اور نواب صاحب راجہ صاحب کو روشنی دکھانے تشریف لے گئے راجہ صاحب دیکھکر بہت خوش ہوئے فرمایا بھائی صا... روشنی تو آپنے کمال کی کروائی ہے لیکن افسوس یک طرفہ ہے بات یہ تھی کہ راجہ صاحب یک چشم تھے دوسری طرف کی کیا خبر گردن پھیر کر دیکھا ہی نہیں۔

رضیہ سلطان نساں

موتیوں کی خوبصورت لیس اور بیڈنگ

اس لیس کے لیے بڑے گول [illegible] اور سفید [illegible] ضرورت ہے۔ اگر [illegible] کی [illegible] قمیض کے جیسے کو لگا لیں۔ ورنہ ننھے کی کتنی جتنی لمبی لیس بنانی ہو اتنی لمبی اور ایک [illegible] اس پر لیس بنا لیں جب [illegible] کی [illegible] اور [illegible] پڑے کو لگانی ہو دہ اوپر رکھکر سی دیں۔ نہایت [illegible] چندی [illegible] بیڈنگ [illegible]



پہلی قطار۔ [illegible] نمبر موتی [illegible] دوسرے [illegible] سے سوئی گذار [illegible] جائے [illegible] طرح پہلی ہی قطار [illegible]

دوسری قطار۔ جب چھ موتیوں کے ساتھ [illegible] پھندسہ لگا دیا [illegible] گذار کر ۲ نمبر موتی پر [illegible] جائیں گے۔ اور [illegible] موتی پرو کر پھر سوئی نمبر موتی میں سے نکالی جائیگی۔ تیسری قطار۔ جن تمام موتیوں کو چھ پھندسہ لگا دیا ہے ان میں سے سوئی نکالکر ان میں نو موتی چھوٹے پرو کر ایک [illegible] اس کے آگے ایک چھوٹا ڈالا جائیگا۔ پھر بڑے موتی اور نو میں سے آٹھ چھوڑ کر ایک میں بڑے موتی کے ساتھ سوئی دوبارہ نکالی جائیگی۔ پھر آٹھ موتی سوئی میں پرو کر نمبر موتی میں سے سوئی نکالکر پھر پہلے کی طرح عمل کریں۔ پہلی دو قطاروں میں ہر دفعہ بارہ موتی پرو دیں۔ اس لیس کو گھٹا بڑھا بھی سکتے ہیں۔

صفیہ خانم لودھی دھوگڑی

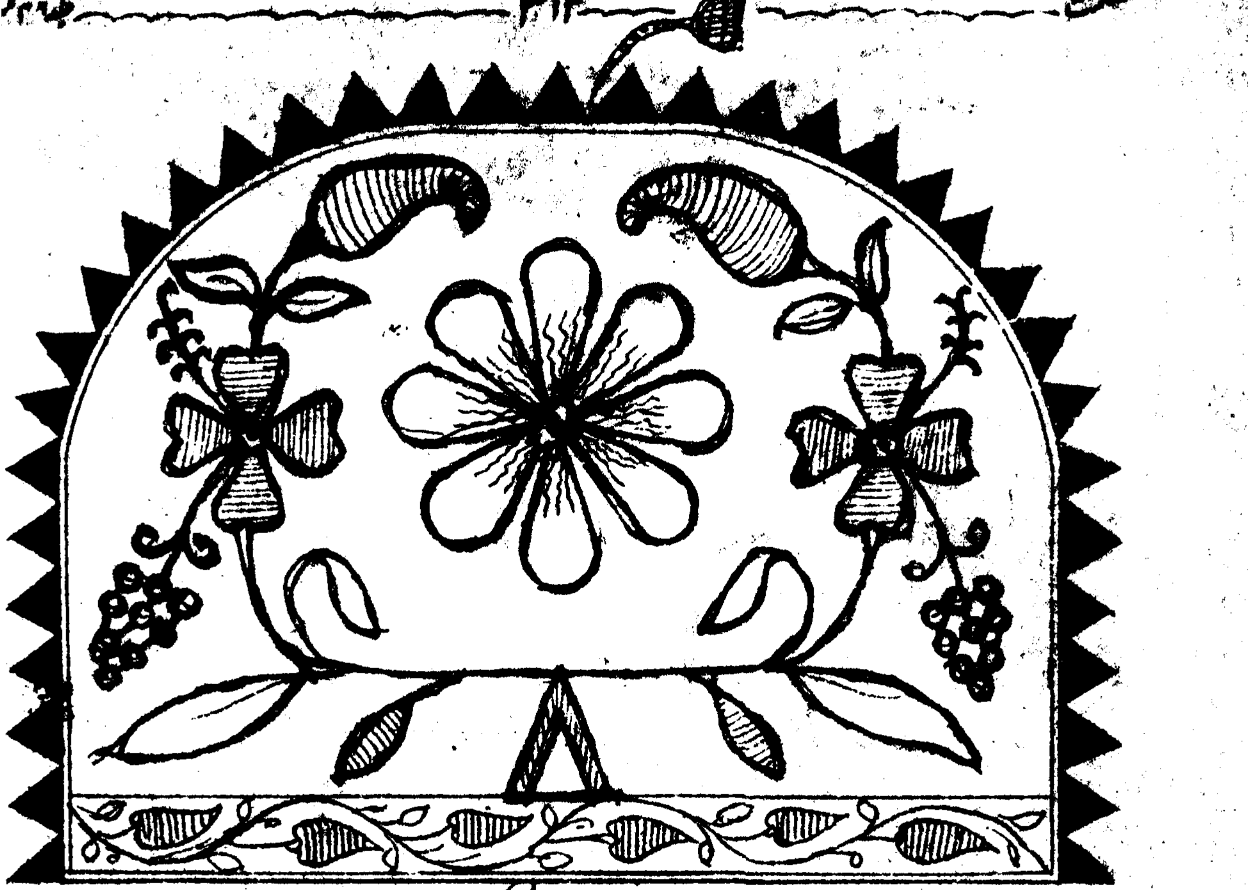
تکیہ کے غلاف کیلئے پھول



یہ پھول تکیہ کے غلاف پر بہت خوبصورت معلوم دیگا بہنیں میز پوش خوان پوش پر بھی نکال سکتی ہیں پتیاں ہری کھلا ہوا پھول ہلکا گلابی۔ کلیاں گہری گلابی یا سرخ۔ پھول ڈی ایم سی کاٹن سے اچھا معلوم ہوتا ہے معمولی ریشم سے بھی نکال سکتی ہیں۔

خاکسار

[illegible]



خوشنمائی کوزی

کاڑھی زمیر کا [illegible] پیپر کے ذر[illegible] خاکہ تا[illegible] لیجئے۔ اور ڈی ایم سی کے تاگہ سے حسب ذیل نگوا[illegible]



[illegible] رنگ سے
دونوں [illegible] سی رنگ سے
[illegible] نارنجی)

[illegible] کر قینچی سے تراش کر استر لگائیے اور سبز رنگ کے چھوٹے چھوٹے سنگھاڑے (جن کو
[illegible] ایک موٹا تاگہ بٹکر اس میں ایک [illegible] کا پھندنا باندھ دیجئے جیسا کہ نمونہ سے ظاہر ہے
[illegible] ہے اور بیحد آسان ہے۔ امید کہ بہنیں یہ تحفہ موسم سرما ضرور پسند کریں گی

ا۔ ف۔ دختر سید محمد علی منصرم پنشن آگرہ

مستقل عنوان
جملہ حقوق محفوظ

خانہ داری

جس میں
سنگھار و آرائش
بھی شامل ہے

ہاتھوں کو دیکھو ہاتھوں سے عورتوں کے مزاج معلوم ہو سکتے ہیں جن کی انگلیاں مخروطی اور نوکدار ہوں وہ کام میں ہوشیار اور صنعت پسند ہوتی ہیں۔ مربع یا چوڑی شکل کی انگلیاں عملی طبیعت کو ظاہر کرتی ہیں۔ اور اگر انگلیاں شکل میں مختلف ہوں تو ہموار طبیعت پائی جائے گی۔ سخت مضبوط ہاتھ لائق دایہ یا سمجھدار ماں کا اظہار کرتے ہیں سست آرام طلب عورتوں کے ہاتھ پھولے ہوئے ہوتے ہیں۔

جو بیبیاں موٹر چلائیں اور انہیں خود صاف کریں انہیں دستانے پہننے چاہئیں۔ اگر جلد پر دھبے پڑ جائیں تو پانی میں صابن کے خوب جھاگ اٹھا کے اور تھوڑا سا [illegible] ملا کے ہاتھ دھوئیں۔ میل کچیل تو دور ہو جائے گا لیکن جلد بالکل خشک رہ جائے گی۔ اسلئے لئی نما کریم (پیسٹ کریم) رگڑ لینی چاہئے۔ گھر کے کام کاج کرنے والی عورتوں کو خاص زیتون کے تیل کا صابن استعمال کرنا چاہئے۔ ہاتھ پانی میں چند منٹ رکھے جائیں۔ بہتر طریقہ تو یہ ہے کہ لیں یا ردی کا کپڑا دھونا شروع کر دیا جائے۔ ہمیشہ اس کی احتیاط رکھیں کہ ہاتھ دھونے کے بعد خشک کر لیں اور یہ تدبیر بہت اچھی ہے آخر میں کوئی ہاتھ کا لوشن مل لیا جائے۔

جن بیبیوں کو اپنے ہاتھوں کی سفیدی اور خوشنمائی پر ناز ہو وہ سردیوں میں ہرگز ہرگز ہاتھ ٹھنڈے پانی میں نہ دھوئیں۔ ورنہ ہاتھ نہ صرف خراب ہو جائیں گے بلکہ پھٹ جائیں گے۔ نیم گرم پانی اور ایسا صابن جس میں تیل ملا ہوا ہو استعمال کریں اور پھر ہاتھ ضرور خوب خشک کر لیا کریں۔ بعد میں ہاتھ پر کوئی لوشن مل لیا کریں۔ اس سے ہاتھ پھٹتے نہیں۔ رات کو سونے سے پہلے کریم لگا کر چمڑے کے دستانے [illegible] ہوں۔ تاکہ ہاتھ ان میں حرکت اچھی طرح کر سکیں اور دستانوں کی [illegible] کے [illegible] انتظام کر دیں۔ اگر ہاتھ شام کے وقت سرخ ہو جاتے ہوں تو انہیں گرم پانی میں [illegible] کے [illegible] پاؤڈر Liquid powder لگائیں۔

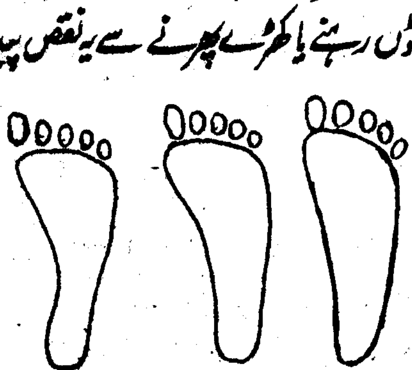
بوائیاں پھٹ جائیں تو ان کا طبی علاج کرانا چاہئے۔ سرخ [illegible] بنفشی شعاعوں کے علاج سے منجمد خون تحلیل ہو جائیگا۔ اور ہاتھ باقی سردیوں تک بالکل درست رہیں گے۔ رات کے وقت بوائیوں پر کوئی خاص کریم انگلیوں سے [illegible] آہستہ ملیں۔ بنفشی شعاعوں کے ایک علاج کے بعد بوائیاں بالکل جاتی رہیں [illegible] نہ کی گئی تو ہاتھوں کے ہمیشہ خراب اور بدنما ہو جائے گا۔

بالوں کی حفاظت ۔ سفید بال عام طور پر لوگ ناپسند کرتے ہیں خاصکر جب یہ سر میں قبل از وقت نمودار ہو جائیں۔ خضاب کا استعمال کرنا بہت مضر ہے۔ اس کی بجائے یہ مرکب لگانا بے ضرر ہے۔ کسی دواساز سے ایک چھٹانک کنسنٹریٹ آف ٹالائٹ [illegible] کے ایک چھٹانک کیت رنگ کی رم ([illegible]) اس میں ملائیں۔ چند شب ایک چھوٹے سے برش سے سفید بالوں میں لگائیں۔ سفیدی رفتہ رفتہ جاتی رہے گی۔ یہ مرکب چسدار یا چکنا نہیں اور بالوں کو ذرا بھی نقصان نہیں پہنچاتا۔ جو لوگ اس مرکب سے واقف ہیں اس کو نہایت کامیابی سے استعمال کر رہے ہیں۔

زائد بال عارضی طور سے اڑائے جا سکتے ہیں لیکن مستقل طور سے دور کرنے کے طریقے بہت کم معلوم ہیں۔ دواساز سے خالص سفوف کیا ہوا فینول (Phenomenol) نصف چھٹانک خریدیں اور بالوں پر لگا دیں نہ صرف وہ اسی وقت سے گر جائیں گے۔ بلکہ جڑیں بھی تھوڑے ہی عرصہ بعد ماری جائیں گی۔

صابن اور مصنوعی شمپو سے بال اترنے لگتے ہیں اور سروں کی خوشنائی جاتی رہتی ہے۔ عمدہ سٹیلکس (Stallax) کی ایک چمچہ گرم پانی کے ایک پیالہ میں گھول کے بالوں میں لگائیں اور خوب ملیں۔ طبیعت خوش ہوگی۔ بال ملائم چمکدار اور ہلکے ہو جائیں گے۔ سر کی کھال بالکل صاف ہو جائیگی اور بال خوب بڑھ جائیں گے۔ دوا بظاہر گراں ہے۔ چوتھائی پونڈ کے بند پیکٹوں میں آتی ہے اور قیمت کچھ زیادہ ہے۔ لیکن اتنی دوا سے ۲۵ یا ۳۰ مرتبہ سر دھویا جا سکتا ہے۔ اس حساب سے یہ سستی ہی پڑتی ہے۔

چوڑے پاؤں بعض کے چلنے کی وجہ سے اور بعض کے دیر تک کھڑے رہنے سے اور بعض کے بوجھ اٹھانے سے پاؤں کے تلوے چوڑے ہو جاتے ہیں۔ سخت زمین پر گھنٹوں رہنے یا کھڑے پھرنے سے یہ نقص پیدا ہو جاتا ہے۔ معمولی قسم کا پاؤں کھڑے ہونے سے بیچ میں ایک محراب کی شکل پیدا کرتا ہے یہ محراب ہڈیوں اور پٹھوں کی وجہ سے بنتا ہے۔ اور یہ ٹانگ کے پٹھوں اور اسکی نسوں کی عمدہ لچک کی بدولت اصلی حالت پر قائم رہتا ہے۔ ان سب پر زیادہ دباؤ پڑنے سے یہ محراب بیٹھنے لگتا ہے۔ اور بالآخر بالکل زمین سے چھو جاتا ہے۔ اور نتیجہ چوڑا پاؤں ہے تصویر میں تین پاؤں کی شکل دی گئی ہے۔ بالکل چوڑے پاؤں میں محراب غائب ہے۔ اور سارا پاؤں زمین پر نقش ہو رہا ہے۔ جب پاؤں چوڑا ہونا شروع ہوتا ہے تو پاؤں میں تکلیف معلوم ہونے لگتی ہے۔ اور آدمی انگوٹھوں کو باہر کی طرف اور پاؤں کو ذرا چوڑا کر کے زمین پر رکھتا ہے۔ اس سے آرام تو معلوم ہوتا ہے لیکن پاؤں بگڑ جاتا ہے۔ کیونکہ پاؤں کے درمیانی حصہ پر سارا زور جا پڑتا ہے۔ پاؤں ابتدائی حالت



بہا درست کیا جا سکتا ہے۔ ورزشیں مفید ہیں۔ ایسے بوٹ پہننے چاہئے جن کا تلا بیچ میں سے اٹھا ہوا ہو تاکہ محراب کی جگہ پاؤں اٹھا رہے اور بوجھ پاؤں کے بیرونی حصہ پر پڑے۔ چلتے وقت پاؤں چوڑا کے ذرا رکھے جائیں۔ بوٹ یا جوتی بالکل ٹھیک پہنی جائے۔ پاؤں کے بیرونی حصہ پا ور انگلیوں کو زمین سے ذرا اونچا کرکے چلنے کی مشق کرنے سے پٹھے مضبوط ہو جاتے ہیں۔ اور یہ محراب اپنی جگہ پر آ جاتا ہے۔

کانچ کے گلاس۔ ذرا سی بے احتیاطی سے گلاس ٹوٹ جاتے ہیں۔ زیادہ سرد یا گرم چیز ڈالنے سے گلاس ٹوٹ جایا کرتے ہیں۔ اگر ہم ذرا سی احتیاط برتیں تو گلاس مضبوط بنائے جا سکتے ہیں۔ کسی برتن میں ٹھنڈا پانی بھر کے یہ گلاس اس میں رکھدیں اور اسے ابالیں۔ کسی گلاس میں گرم مائع چیز ڈالتے ہوئے گلاس کے بیچ میں ایک چمچہ سیدھا کھڑا کر دیا حرارت کا پہلا صدمہ اس چمچہ پر پڑتا ہے۔ اور گلاس نہیں ٹوٹتا۔ جب دو گلاس ایک دوسرے کے اندر رکھے ہوں اور جم جائیں انہیں ایک دوسرے سے علیحدہ کرنا گویا انہیں توڑ دینا ہے۔ اندر والے گلاس میں کچھ ٹھنڈا پانی ڈالیں اور باہر والا گلاس معتدل گرم پانی میں کھڑا کر دیں۔ اندر والا گلاس آسانی سے باہر نکالا جا سکیگا۔

گلاس دھوتے ہوئے صابن یا سوڈا استعمال نکریں۔ اس سے وہ دھندلے ہو جاتے ہیں۔ بہتر صورت یہ ہے کہ معتدل درجہ کے گرم پانی میں دھو کے کسی حوض کی ٹونٹی کے نیچے دھار دیں۔ کانچ کے کنٹر یا شیشی وغیرہ کا اندرونی حصہ صاف کرنا ہو تو آلو کے کترے ہوئے چھلکے اندر ٹھنڈے پانی میں ڈالدیں۔ اس کے منہ پر ہاتھ رکھ کے برتن کو خوب ہلائیں۔ میل کی تہ جلد اتر جائیگی۔

میاں بیوی کی بدمزاجیاں۔ لندن میں ایک صاحب نے ایک لکچر کے دوران میں بیان کیا کہ ہر چیز خوراک کا نتیجہ ہے۔ باورچی کے ہاتھ میں اس دنیا کا مستقبل ہے۔ اسے ہدایت کیجانی چاہئے کہ کھانے میں نمک کم ڈالا کرے۔ کیونکہ زیادہ نمک قبل از وقت بڑھاپا پیدا کر دیتا ہے۔

بدمزاج اور چڑچڑی بیویاں صرف تین مہینے بالائی۔ شہد اور کشمش کو اپنی غذا بنائیں۔ ان کی طبیعت میں ملکوتی معصومیت آ جائیگی۔ تندمزاج شوہروں کو ایک روز فاقہ کرایا جائے اور ہر دوسرے روز گاجر رائتہ۔ ملی کا بھرتہ اور دودھ دیا جائے۔

کتوں کو نہلانا۔ کتوں کو جب نہلایا جاتا ہے تو بہت دق کرتے ہیں۔ جب کتے کو ٹب میں بٹھایا جائے تو اس کی ایک اگلی ٹانگ کا پنجہ ہلکے سے اٹھائے رکھنا چاہئے۔ اس کا زیادہ زور توازن قائم رکھنے میں ہوتا رہیگا اور وہ ٹب سے باہر نکل بھاگنے کا خیال نکریگا۔ کچھ عرصہ کے بعد کتے کو اسکی عادت ہو جائیگی اور وہ نہلاتے وقت بھاگنا بھول جائیگا۔ ایک بات خوب یاد رکھنی چاہئے۔ کتے کا سر اور کان آخر تک گیلے نہ کئے جائیں۔ وہ جسم اور کان غسل ختم ہونے تک بالکل نہ پھڑپھڑائیگا۔ ورنہ وہ بے چین رہیگا۔ اور نہلانے والا بھی مصیبت میں رہے گا۔ کسی کتے کے

جسم پر نہلانے کے بعد بہت سرد پانی نہ ڈالا جائے ۔ وہ گھبرا جائیگا ورنہ کام ہو جائیگا اندیشہ ہے۔ آخری پانی لازمی طور پر شیر گرم ہونا چاہیئے۔

لیموں کا اُبٹنا ۔ لیموں کے عرق سے ہاتھ خوب صاف ہوتے ہیں اور ان میں سفیدی آتی ہے۔ لیموں یا سنگترہ کا چھلکا کسی پانی کے برتن میں ڈالنے سے پانی میں خوشبو آجائیگی۔ پانی ملائم ہو جائیگا۔ اور بدن پر پانی ڈالنے سے دل خوش ہوگا۔ ہر دوسرے دن چھلکا بدل دینا چاہیئے ۔ رومی حسینائیں گدھی کے دودھ میں نہایا کرتی تھیں۔ اسی لئے ان کی جلدیں نہایت ہی دلکش ہوا کرتی تھیں۔ لیکن آج کل یہ ترکیب عملی نہیں ہے ۔ گرم پانی سے منہ دھوکے معمولی دودھ کا ایک چمچہ ہتھیلی میں ڈال کے چہرہ کی جلد میں آہستہ آہستہ ملیں اور تھوڑی سی اوپر کی سمت میں رخساروں کو ملیں اور پیشانی سے ادھر سے ادھر تک سیدھی طور سے ملے جائیں۔ یہاں تک کہ سب دودھ جلد میں جذب ہوکے خشک ہو جائے

اگر جلد بہت خشک ہو تو ہر رات تھوڑا سا خالص سیلڈ آئل Salad oil ملیں اور زائد تیل کسی ملائم تولیہ سے منہ پر پونچھ لیا کریں۔ ہوا چلنے کے دن صرف ایک مرتبہ چہرہ دھوئیں ورنہ اس میں جلدی شکنیں پڑ جائیں گی۔ اور پژمردہ معلوم ہونے لگے گا۔

زیادہ چکدار جلد کے لئے پانی میں بہت ذرا سی امونیا ملائیں۔ پانی زیادہ گرم نہ ہونا چاہیئے۔ چہرہ کے دھبوں پر چکنی کریم ہرگز نہ لگائیں کیونکہ چکنائی سے وہ پھیل جاتے ہیں۔ اچھی ترکیب یہ ہے کہ ان پر تھوڑی یوڈی کولون بار بار ملتے رہیں۔ سفید سرکہ کا بھی یہی اثر ہے اس کی بجائے یہ بھی لگایا جا سکتا ہے۔

خانگی لوٹکے اگر چاندی کو رکھنا مقصود ہو تو اس پر ہلکے روغن زیتون ملیں ورنہ سیاہ پڑ جائیگی۔ نکالتے وقت اسے محض صابون کے گرم پانی سے دھو ڈالیں۔

چمڑے کی کرسیوں پر ہاتھ اور سر رکھنے کے مقامات پر چکنائی کے نشانات پڑ جاتے ہیں۔ جو بدنما معلوم ہوا کرتے ہیں۔ السی کا تیل ۳ چھٹانک آگ پر کھولائیں اور پھر سرد کریں۔ پھر تین چھٹانک سرکہ ڈال کے خوب ملائیں حتی کہ سب مل جائے پھر کسی شیشی میں رکھ لیں۔ کسی فلالین کے ٹکڑے پر چند قطرے ڈال کے داغوں پر ملیں اور ملائم جھاڑن سے پالش کر دیں۔ چمڑہ بالکل نیا ہو جائیگا۔

دھبے ۔ اگر رنگین سنے ہوئے، روئی کے کپڑوں پر پڑ جائیں تو کلورائڈ آف کاپر پہلے لگائیں۔ پھر ہائی پو سلفائٹ آف سوڈا سلیوشن سے دھوکر پانی سے دھو ڈالیں۔ سفید سوتی اور باریک کپڑوں کے لئے پرمنگانیٹ آف پوٹاش اور ہائڈروکلورک ایسڈ کے ہلکے سلوشن لگا کے ہائی پو سلفائٹ آف سوڈا اور صاف پانی سے دھو ڈالیں۔

ہاتھی دانت میلا ہو جائے تو کسی عمدہ جھانویں اور پانی سے رگڑ کر دھو ڈالیں۔ صاف کریں ابھی گیلا ہی ہو تو شیشے کی کوئی چیز ڈھک کے دھوپ میں رکھ دیں اور ہر طرف دھوپ لگنے دیں۔ یا نائٹرک ایسڈ ۱ چھٹانک ملائم پانی ۵ چھٹانک کے مرکب میں سخت اور کھردرا برش ڈبو کے صاف

سیر بین

سنگھار پر خرچ ۔ ریاستہائے متحدہ امریکہ میں اس سال سنگھار کے اخراجات کا حساب لگایا گیا تو معلوم ہوا کہ آٹھ سو کارخانے خوشبوئیں اور بالوں کے تیل اور دیگر سنگھار کی چیزوں کا کاروبار کر رہے ہیں اور اس سال انہوں نے چار کروڑ پندرہ لاکھ پونڈ قیمت کے سنگھار کے مصالحے بیچے بہ نسبت ۱۹۲۰ء کے مقابلہ میں پچاس لاکھ پونڈ کا اضافہ ہوا۔ سنہ ۱۹۱۹ء میں آبادی بہت تھوڑی تھی جو ستر ہزار پونڈ سنگھار پر خرچ کرتی تھی۔ دس سال میں یہ رقم دو لاکھ چالیس ہزار پونڈ ہو گئی۔ پچھلے سال عطریات اور کریموں میں ہی ۱۱۲۰۰۰۰۰ پونڈ خرچ ہوئے شمپو (بال دھونے کے مصالحے)، فضول بال اڑانے کی دوائیں اور خضاب کی بھی کافی مانگ رہی اور ۲۵ لاکھ پونڈ کا لا کھا استعمال کیا گیا جو سنہ ۱۹۲۸ء کے مقابلہ میں بقدر ۲ لاکھ پونڈ بڑھ گیا۔

بیہوش عورت کا وعظ ۔ مسز مورس ایک مشہور معمول ہے جس کا دعوی ہے کہ وہ وعظ خود نہیں کہتی بلکہ اس میں کوئی روح بولتی ہے۔ اس نے لندن میں اپنا امتحان دیا۔ ایک انجیل کی آیت سوچ لی گئی جو اس کے بیہوش ہو جانے کے بعد اس پر ظاہر کیا جانی قرار پائی تاکہ وہ اس پر وعظ کہے۔ وہ آیت ایک سربمہر لفافہ میں رکھی گئی اور صرف اسی شخص کو معلوم تھی جس نے اسے منتخب کیا تھا۔ مسز مذکور کے بیہوش ہو جانے کے بعد لفافہ کھول کے آیت پڑھی گئی۔ یہ آیت اس کے سامنے دوبارہ پڑھی گئی۔ اس نے چالیس منٹ تک بلا تکان وعظ کہا۔ گو اس کے فقرے لمبے اور الجھے ہوئے تھے۔ وعظ کے دوران میں وہ ایک مرتبہ سامعین کی طرف سے مڑ کے دیوار پر وعظ کہتی رہی ہوش آنے کے بعد اس نے کہا کہ اب تک مجھے کچھ معلوم نہیں اور نہ مجھے یہ خبر کہ میں نے کیا وعظ کہا۔

ملکہ کا مقبرہ ۔ پروفیسر حسن نے مصر میں ایک جگہ زمین کھود کے ایک ملکہ کا مقبرہ نکالا ہے۔ جو سات ہزار برس پہلے کا ہے۔ اس میں ایسی قیمتی اور خوبصورت چیزیں ہیں جو فرعون طوطنخ آمین کے مقبرہ کی چیزوں سے کہیں اچھی ہیں۔ اس میں دو کمرے ملے ایک میں ملکہ کا تابوت ہے۔ اس کے سر پر نہایت قیمتی جواہرات کا تاج ہے دوسرے کمرہ میں ساز و سامان سنگھار کی طلائی ضروری چیزیں ہیں۔ یہ مقبرہ تاریخ دینی پیشوا کی ماں کا ہے۔ اس پیشوا کی لاش پروفیسر مذکور پچھلے سال برآمد کر چکا ہے۔ جس مقام پر یہ مقبرہ دریافت ہوا ہے۔ اس کے متعلق پروفیسر کہتا ہے کہ یہ ایک شہر زمین میں دبا ہوا ہے۔ اس میں عمارات اور سڑکیں سب کچھ موجود ہیں۔

عیسائیوں کی سرگرمی ۔ ایک سو بیس برس ہوئے کلکتہ میں ایک بائبل سوسائٹی قائم ہوئی، اس کے چند

سال بعد ایک لنکا میں اور دوسری ملایا میں قائم ہوگئی. کلکتہ والی مجلس نے سنہ ۱۹۳۰ء میں ۱۴۸۵۰۱ انجیلیں ۱۲۴۳۸ نئے عہدنامے ۱۵۵۰۳۹۹- انجیل کے مختلف حصے کل ۱۷۴۴۳۳ ، پچاس زبانوں اور بولیوں میں شائع کیں.

سنہ ۱۹۰۰ء اور سنہ ۱۹۰۴ء کے درمیان چندے اوسطاً ۲½ ہزار روپیہ سالانہ ہوئے. سنہ ۱۹۰۵ء اور سنہ ۱۹۱۰ء کے درمیان پانچہزار سنہ ۱۹۱۱ء اور سنہ ۱۹۲۰ء کے درمیان آٹھ ہزار اور پچھلے پانچسال میں دس ہزار سالانہ چندہ ہوتا رہا.

چاند گرہن۔ اس سال دو چاند گرہن ہندوستان میں نظر آئیں گے۔ دونوں میں چاند پورا پورا گہہ جائیگا۔ پہلا دوسری اپریل کو گیارہ بجکر ۵۳ منٹ پر شروع ہوگا۔ بارہ بجکر ۵۲ منٹ پر پورا گہہ جائیگا۔ ایک بجکر ۴۷ منٹ پر گرہن کا نصف یعنی درمیانی وقت ہوگا۔ ۲ بجکر ۴۳ منٹ پر پورا گرہن ختم ہوجائے گا۔ اور چاند ۳ بجکر ۴۲ منٹ بالکل چھوٹ جائیگا۔

دوسرا ۲۶ ستمبر کو گیارہ بجکر ۴۳ منٹ پر ہوگا۔ یہ بھی پورا ہوگا۔ پورا گرہن ۱۲ بجکر ۵۳ منٹ پر ہوگا۔ ایک بجکر ۱۷ منٹ درمیانی وقت اور پورے گرہن کا اختتام ۲ بجے اور گرہن کا اختتام ۳ بجکر ۱۲ منٹ پر ہوگا

سورج کے تین گرہن ہونگے۔ ایک ۱۷-۱۸- اپریل کو ہوگا۔ ۱۷-۱۸- اپریل کو رات کے دس بجے گرہن ہوگا اور رات کے دو بجے ختم ہوجائے گا۔ گویا وہ ہندوستان کے لئے نہ ہونے کے برابر ہے۔

دوسرا ۱۲ ستمبر کو پونے پانچ بجے صبح سے ۵ بجکے ۹ منٹ تک۔ یہ بھی ایسا ہی ہے۔ تیسرا گیارہ اکتوبر کو دس بجکے گیارہ بجکے ایک منٹ سے پونے چار بجے تک رہیگا۔

جاپان میں بال۔ مغربی طرز معاشرت اور لباس جاپان میں بہت ہر دلعزیز ہوتے جارہے ہیں۔ چند سال ہوئے ٹوکیو کی ایک مشہور سنگھار کی دوکان کی مالکہ نیویارک تربیت حاصل کرنے گئی۔ جاپان میں یورپ اور امریکہ کے سنگھار خانے قائم کئے جانیکا شوق پیدا ہوتا جارہا ہے۔ بالوں کا کتروانا ہر جگہ ناپسند کیا جاتا ہے۔ اب بھی فرانس میں یہ حالت ہے کہ شادی شدہ عورت کو بال کتروانے سے پہلے اپنے شوہر کی منظوری لینی پڑتی ہے۔ مغربی حاملان دین نے چھوٹے بالوں اور چھوٹے لہنگوں کی ہمیشہ سے مخالفت کی ہے۔ جاپان میں بال کتروانے کی سب سے زیادہ مخالفت موجود ہے۔ وہاں بالوں کا گوندھنا ایک پیچیدہ اور دشوار کام ہے۔ وہاں بچپن سے بڑھاپے تک بالوں کی نگہداشت کیجاتی ہے اور انہیں رنگا جاتا ہے۔ انکو بال بڑے پیارے ہیں۔ وہ بالوں میں خوبصورتی لچھے لہردار شکلیں پیدا کرنے، نقشی شعاعیں ڈالنے کے مغربی فیشنوں پر پسندیدگی کا اظہار کررہی ہیں۔ لیکن بال کتروانا بیواؤں یا مندروں میں داخل ہونے والی اور دنیا تیاگ دینے والی عورتوں کی خاص وضع ہے۔ شادی شدہ اور کنواری عورتوں کے بال گوندھنے کے علیحدہ علیحدہ طریقے ہیں۔ بال کتروانا سوگ کی علامت ہے کہ یہ عورت پھر کبھی شادی نہ کریگی۔ جاپان میں عورتیں پہلے زمانہ میں بڑے بڑے اونچے چٹلے باندھتی تھیں۔ بالوں کو عجیب طرح گوندھتی تھیں ان میں کنگھیاں

پنیں پنکھے زیور پرو کے رکھتی تھیں۔ گو مخالفت کیجاتی ہے۔ لیکن اس طریقے کو وہاں اب ترک کیا جا رہا ہے اور سیدھی طرح سے بالوں کو گوندھنا بند کیا جا رہا ہے۔ جاپانی عورتوں کو اپنے بالوں پر بڑا ناز ہے۔ بال کتروانے سے انہیں طبعی نفرت ہے اسلئے وہاں اس کا رواج ہوتا نظر نہیں آتا۔

زندہ جلادیا۔ میری ویل۔ مسوری (ریاست ہائے متحدہ امریکہ) میں ایک حبشی رینڈگن نے ایک ۱۹ سالہ استاد ویلا کولسٹر پر حملہ کرکے اسے مار ڈالا تھا۔ اسے پہلے بھی اسی قسم کے جرم میں سزا مل چکی تھی۔ لوگ اسے عدالتی آدمیوں سے لے کے تین میل پیدل اس مدرسہ میں لائے جہاں اس نے استاد کو مارا تھا۔ دو ہزار آدمی جمع تھے ان میں سینکڑوں عورتیں تھیں۔ اس بدبخت کو اس مدرسہ کی جھکواں چھت پر ہاتھ پاؤں پھیلا کے لٹا دیا گیا۔ چھت میں سوراخ کرکے اس کے ہاتھ پاؤں کو زنجیروں سے ان میں جکڑ دیا گیا۔ ہجوم کے سرغنوں نے عمارت پر پٹرول چھڑک کے آگ لگادی حبشی نے اپنے جسم کو کمان کی طرح کرلیا اور ایک دلدوز چیخ اس کے منہ سے نکلی۔ شعلے آسمان سے باتیں کر رہے تھے چند منٹوں میں مدرسہ کی جگہ دھوئیں اور راکھ کا ڈھیر رہ گیا۔

بھائیوں کی لڑائی۔ بارہ برس ہوئے انگلستان میں چھوٹا بھائی جس کی عمر اسوقت بیس سال کی تھی اپنے بڑے بھائی کی ۲۲ سالہ خوبصورت بیوی سے محبت کرنے لگا جو اس حد تک بڑھی کہ بھائیوں میں جھگڑا ہوا۔ دونوں میں اتنی دشمنی بڑھی کہ انہوں نے قسم کھالی کہ ایک دوسرے کی شکل نہ دیکھیں گے۔ چھوٹا آسٹریلیا چلا گیا۔ جہاں وہ ایک برطانوی تجارتی کارخانہ کا ایجنٹ بنگیا۔ اس میں اسے بہت ہی فائدہ ہوا اسے حال میں کسی کام سے لندن جانا پڑا اسے برادرانہ تعلقات کی تجدید کا شان وگمان بھی نہ تھا۔ لیکن ایک عجیب بات ہوئی۔ وہ شہر میں چند گھنٹے مصروف رہنے کے بعد ایک زمین دوز سٹیشن سے نکل رہا تھا کہ کسی نے گرمجوشی سے اس کے کندھے پر تھپکی دی۔ اور اس نے ایک ہاتھ بغل میں بڑھتے ہوئے دیکھا۔ اس نے مڑ کے دیکھا تو اس کا بڑا بھائی اس کی طرف محبت بھری نظروں سے بڑھ رہا تھا اس غیر متوقع حرکت نے فوراً اس کا دل صاف کر دیا۔ اور دونوں بغلگیر ہوگئے۔ بڑے بھائی نے بتایا کہ اس کے چلے جانے کے پندرہ مہینے بعد اس کی بیوی مرگئی اور وہ چند سال سے اس کا پتہ لگانے میں سخت سرگرداں رہا ہے

امیر عورت کی قیدی سے شادی ایک شخص کو لمبی قید ہوگئی ایک روز جیل خانہ میں ایک بڑا شخص معائنہ کے لئے آیا۔ اس نے اس سے کہا کہ قید کی وجہ سے میری ماں اور بہن مجھ سے ناراض ہیں۔ میری زندگی اس خیال سے قیدخانہ میں اور بھی وبال ہو رہی ہے۔ آپ ان کے پاس جائیں اور کشیدگی دور کرادیں۔ اس نے وعدہ کرلیا کہ میں حتی المقدور تمہارا کام کرکے رہونگا۔ اس کام کے لئے اس نے اپنی بہن کو زیادہ موزوں سمجھا۔ وہ ایک خطاب یافتہ عورت ہے۔ اس نے اپنے بھائی کی خواہش کے مطابق اس کام کو نہایت کامیابی سے انجام دیا۔ قیدی اس قدر ممنون ہوا کہ جب چٹھیاں لکھنے کی رعایت کا وقت آیا تو اس نے اس عورت کو نہایت ہی شکریہ کا خط لکھا۔ وہ جواب میں فوراً جیلخانہ گئی

نتیجہ یہ ہوا کہ دونوں میں بے حد محبت ہو گئی۔

قیدیوں کو دو مہینے میں صرف ایک مرتبہ خط لکھنے کا موقع دیا جاتا ہے۔ بھلا دونوں اس قدر طویل وقفہ کو کیسے برداشت کرتے۔ تین سال تک خفیہ خط و کتابت جاری رہی اور جیلخانہ والوں کو اس کا پتہ بھی نہ چلا۔ خط ہی نہیں بلکہ تصویریں بھی قیدی کی کوٹھری میں پہنچتی رہیں۔ پتہ چل جانے پر قیدی کی نیک چلنی کی تخفیف سزا بند کر دی گئی۔ لیکن دونوں شادی کرنے کے لئے تیار ہو گئے ہیں۔ اور اس ایسٹر کے آنے کا انتظار کر رہے ہیں۔ جب وہ قید سے چھوٹے گا۔ امیر عورت کی دھوم سے قیدی کی شادی کی رسم ایک امیروں کے گرجے میں ادا ہو گی۔

ٹین کے ڈبوں میں دولت یورپ کا ایک لکھ پتی فاتون سے ابھی مرا ہے وہ ساری عمر کنوارا رہا اور بڑا صاحب جائداد تھا۔ اس نے بنک میں روپیہ کبھی جمع نہیں کیا۔ نہ کسی کو چیک و یا نہ لیا۔ نہ کبھی نوٹ لیا۔ نہ کبھی کمپنی میں حصے لئے۔ وہ سالہا سال تک صرف چند آلوؤں بین کے دانوں اور انجیروں پر گذر کرتا رہا اور اب تو اس نے اپنی خوراک اور بھی کم کر دی تھی اسکی جائداد زرخیز تھی۔ وہ خود کام کرتا تھا کیونکہ کوئی مزدور اسکے ہاں نہ ٹھیرتا تھا۔ کیونکہ ملازم کہتے تھے کہ اس کی جائداد پر کوئی چیز کھانے کو نہیں ملتی۔ وہ کنجوس نہ تھا۔ البتہ وہ لگان ہر مہینے سورج نکلنے سے پہلے نقدی کی شکل میں مانگتا تھا۔ کچھ عرصہ ہوا اس کے بھائی نے ۲۰۰۰ پونڈ مختلف کاروبار میں اس کے حق میں چھوڑے بعد میں معلوم ہوا کہ جناب نے کاغذوں کو ردی سمجھ کے آگ جلانے کے کام میں استعمال کیا۔ اسکے مرنے پر دو بڑے بڑے ٹین کے بکس سونے چاندی تانبے اور نکل کے سکوں کے بھرے ہوئے ملے

بوٹ پالش پینے والے ایک امریکن سیاح نے پچھلے مہینہ میں کلکتہ میں اپنے ملک کی شرابنوشی کا ذکر کیا۔ وہاں اصلی شراب گراں ملتی ہے اسلئے عوام الناس تین قسم کی شراب پیتے ہیں ایک میں خوشبوئیں ہوتی ہیں دوسری میں سرکہ تیسری میں بوٹ پالش۔ پہلی دو شرابوں کا یہ اثر ہے کہ اگر دو دلی دوست پی لیں تو فوراً کوٹ اتار کر لڑنے مرنے لگیں۔ تیسری سے آدمی پر گھنٹوں کے لئے نسیان طاری ہو جاتا ہے ایک شراب میں میتھی لیٹیڈ اسپرٹ خاص طور پر شامل ہوتی ہے پینے والے کی آنکھیں نکل پڑتی ہیں چہرہ سرخ ہو جاتا ہے اور بدن مرض لقوہ کی طرح کانپنے لگتا ہے اور عقل رفوچکر ہو جاتی ہے آدمی آئینہ میں اپنا عکس دیکھ کے اسی سے لڑنے لگتا ہے۔ جس شراب میں بوٹ کا پالش پگھلا کے ملایا جاتا ہے اس میں ذرا سا لیموں بھی نچوڑ دیا جاتا ہے۔ اگر ان شراب نوشوں کا باقاعدہ طبی معائنہ کیا جائے تو ان میں سے کثیر التعداد محض ان شرابوں کی وجہ سے پاگل پائے جائیں۔

طوطے نے پکڑوا دیا۔ ایک شخص نے امریکہ میں اپنی بیوی کو آدھی رات کے وقت قتل کر ڈالا۔ طوطے نے شور مچانا شروع کیا۔ "نہیں پاپا نہیں" اس طوطے کی نقل کرنے کی قوت پر پہلے سے اس محلے میں لوگوں پر حیرت طاری تھی وہ سنتے ہی فوراً الفاظ کی نقل اتارنی شروع کر دیتا تھا چنانچہ اس غیر معمولی مسلسل شور سے صبح کے وقت لوگوں کے کان کھڑے ہوئے اور وہ گھر میں چلے آئے وہاں عورت ایک کلہاڑی سے مری ہوئی ملی۔ طوطے کے ان لفظوں سے پولس اس قدر متاثر ہوئی کہ انہوں نے شوہر کو گرفتار کر لیا جس نے اقبال جرم کر لیا۔

محمد ظفر

فی جوڑا - پاؤں کا خاکہ فرمائش کے ہمراہ آنا چاہیئے - یہ عام بازاری مال نہیں ہے - بلکہ خاص طور پر تیار کروایا جاتا ہے ؛

تازہ تصدیق

جناب رشید احمد صاحب ایم اے اسسٹنٹ مینجر امپیریل بنک آف انڈیا کراچی سے تحریر فرماتے ہیں" - جوتی نہایت عمدہ ہے - جن دوستوں نے دیکھی ہے نہایت پسند کی ہے مجھے توقع ہے کہ چند روز میں آپ کو دو چار جوڑوں کی فرمائش آئیگی؛

ماسٹر غیاث الدین حسن علی راجپوتانہ اسٹیشن وود صد: زرنگار جوتا ملا نہایت عمدہ پایا - اب آپکو گیارہ جوڑے کا آرڈر دیا جاتا ہے ؛

زرنگار ساڑھیاں اور دوپٹے

ان دوپٹوں اور ساڑھیوں پر نہایت دلفریب سنہری چھپائی کی گئی ہے اور جا بجا ستارے لگائے گئے ہیں جن سے انکی رونق میں چار چاند لگ گئے ہیں - نہایت دیدہ زیب چیز ہے - میلی ہو جائے تو صابن سے دھو ڈالئے چھپائی خراب نہ ہوگی - قیمت دوپٹہ دو روپے دو آنے - ساڑھی تین روپے بارہ آنے ؛

نوبہار دوپٹے اور ساڑھیاں

یہ لہریہ دار رنگ دار دوپٹے اور ساڑھیاں عمدہ قسم کی ململ پر ہاتھ کی محنت سے تیار کئے گئے ہیں - برسات کے بعد آسمان پر جب کمان نکلتی ہے تو لوگ اسکے حسن سے سرشار ہو جاتے ہیں - ان دوپٹوں اور ساڑھیوں میں کاریگر نے اپنے کمال سے قوس قزح کے سے رنگ ایسی خوبصورتی سے بھرے ہیں کہ دیکھنے والا محو حیرت ہو جاتا ہے - یہ ہمارا خاص تحفہ ہے قیمت دوپٹہ دو روپے دو آنے ساڑھی تین روپے بارہ آنے ؛

تازہ تصدیقیں ملاحظہ فرمایئے :-

جناب مختار احمد صاحب صدیقی تحصیلدار دھرولی تحریر فرماتے ہیں - پچھلی مرتبہ میں نے آپکے کارخانہ سے جو زرنگار جوتی اور زرنگار ساڑھی اور دوپٹے منگوائے تھے وہ نہایت اچھے ثابت ہوئے ہیں - انکو بہت پسند کیا گیا ہے ؛

مس بی یوسف علی صاحب نزد انگلش ہاؤس علیگڈھ سے تحریر فرماتی ہیں" ساڑھی اور دوپٹہ پہنچا - بہت بہت شکریہ آپکے اشتہار کے مطابق نکلے - اکثر اشتہار جھوٹے ہوتے ہیں - لیکن آپکا اشتہار حقیقت میں سچا ہے میں نے اپنی اور بہنوں کو بھی دکھائے ہیں - اور انہوں نے بھی کہا ہے کہ ہم ضرور منگوائیں گی ؛

عمدہ گھڑی - کلائی پر باندھنے والی نہایت خوبصورت اور وضعدار گھڑی جس پر سنہری گلٹ کیا گیا ہے - وقت عمدہ دیتی ہے مشین وغیرہ خوب مضبوط ہے قیمت چار روپے آٹھ آنے - اس قیمت پر یہ گھڑی نہایت ارزاں ہے - دوستوں کو تحفہ دینے کیلئے لاجواب چیز ہے ؛

ملنے کا پتہ :- دی سٹی سٹورز - گمٹی بازار لاہور

دُوربین

گاندھی اِروِن مفاہمت

ہز ایکسیلنسی لارڈ اِرون نے ہندوستان کی قومی انجمن یعنی کانگریس کے ساتھ سمجھوتہ کرنے میں جس اعلیٰ تدبر اور نیک نیتی کا ثبوت دیا ہے اس کی نظیر ملنی دشوار ہے۔ آپ نے اس سلسلہ میں مہاتما گاندھی سے بار بار ملاقاتیں کیں اور اپنا بہت سا وقت اور راتوں کا آرام اس گتھی کو سلجھانے کے لئے بیدریغ صرف کیا۔ اور حق یہ ہے کہ اپنے اس کارنامہ کے لئے وہ ہر تعریف اور تحسین کے مستحق ہیں۔

دوسری طرف ہندوستان کے مایۂ ناز فرزند مہاتما گاندھی بھی اپنے صحیح تدبر اور جفاکشی کے لئے ہدیہ مبارکباد کے مستحق ہیں کہ ان کی دانشمندی اور مآل اندیشی نے اس نازک وقت میں ملک کو ایک بہت بڑی مصیبت سے بچالیا اور حکومت ہند سے صلح کرلی

وائسرائے ہند کے اس مدبرانہ طرزِ عمل پر انگلستان کے بعض قدامت پسند اشخاص اور اخبارات بہت سختی کے ساتھ نکتہ چینی کررہے ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ مہاتما گاندھی کی شرائط صلح کو مان کر حکومت ہند نے اپنی کمزوری کا ثبوت دیا ہے۔ مہاتما جی کو دل کھول کر گالیاں دیجارہی ہیں۔ یہ قدامت پسند بہت زور و شور کے ساتھ اس بات کی کوشش کررہے اور حکومت کو مشورہ دے رہے ہیں کہ آئندہ گول میز کانفرنس میں ایسا طریق کار اختیار کیا جائے کہ ہندوستان کو چند خوبصورت اور خوش آیند لفظوں کے سوا اور کچھ بھی نہ مل سکے لیکن یہ لوگ شاید اس حقیقت سے واقف نہیں ہیں کہ حکومت کی بنیاد عدل اور انصاف سے ہی مضبوط ہوا کرتی ہے۔ اب جبکہ وائسرائے اور مہاتما گاندھی کے درمیان سمجھوتہ ہوگیا ہے اور ملک کی کانگریس باغی جماعت نہیں رہی ہے تو اب یہ کوششیں ہورہی ہیں کہ ایک ایسی گول میز کانفرنس کہ جس میں کانگریس کے نمایندے بھی شریک ہوں منعقد کیجائے۔ اور اس میں ہندوستان کے آئندہ طرز حکومت کے متعلق تمام باتیں طے کیجائیں۔ خیال کیا جاتا ہے کہ اس قسم کی ایک کانفرنس پہلے شملہ میں منعقد کیجائیگی اور اس کے بعد لندن میں۔ ہمیں امید رکھنی چاہئے کہ ان کانفرنسوں کا نتیجہ ملک کے حق میں خوشگوار نکلیگا۔ اور حکومت کا دستور اساسی اسی طریق پر مرتب کیا جاسکیگا کہ جس میں ان قوموں کے حقوق پورے طور پر محفوظ ہوں کہ جن کی تعداد ہندوستان میں تھوڑی ہے۔

ہندو مسلم مفاہمت

وائسرائے کے ساتھ سمجھوتا کر چکنے کے بعد مہاتما گاندھی اس طرف متوجہ ہوئے ہیں کہ اب جس طرح بھی ہوسکے ہندو مسلمانوں میں بھی ایک پائیدار اور مستقل سمجھوتہ ہوجائے۔ آپنے اپنی کئی تقریروں

میں اس حقیقت کو بیان کیا ہے کہ اگر ہندو مسلمانوں میں سمجھوتہ نہ ہوا تو گول میز کانفرنس میں جانا بالکل بیکار ہے۔
اس مقصد کے لئے آپ نے دہلی میں ہندوؤں اور مسلمانوں کے رہنماؤں کی ایک کانفرنس طلب کی تھی، جو ۱۹ مارچ سے ۲۲ مارچ تک اپنا کام کرتی رہی۔ مہاتما جی نے الگ الگ مہا سبھائی ہندوؤں سے، سکھوں سے اور مسلمانوں سے ملاقاتیں کیں۔ اور کہا جاتا ہے کہ سب لوگوں کا رجحان اسی طرف ہے کہ ہندوستان کی ان دونوں بڑی قوموں میں جلد سے جلد دائمی اتحاد ہو جائے۔ ابھی تک چونکہ مسلمانوں کی مختلف جماعتیں اپنے مطالبات میں پورے طور پر متفق نہیں ہو سکی ہیں اس لئے کراچی کانگریس میں تو اس مسئلہ کے پیش ہونے اور طے پانے کا وقت نہیں رہا۔ لیکن امید ہے کہ اگر مسلمانوں کی سب جماعتیں جلد کسی بات پر متفق ہو گئیں تو خود مہاتما جی فوراً ہی ہندو مسلمانوں کا مشترکہ جلسہ منعقد کرکے اس اہم ترین مسئلہ کو بھی ہمیشہ کے لئے طے کر دینگے۔

مسلمانوں میں اس وقت دو مختلف الخیال جماعتیں ہیں۔ ایک تو وہ لوگ ہیں جو اس بات کو کسی صورت میں بھی پسند نہیں کرتے کہ اسمبلی اور کونسل کے لئے جو لوگ منتخب کئے جائیں ان کا انتخاب مشترکہ ہو۔ ان کا خیال یہ ہے کہ ہمارے حالات کے لئے یہی مناسب ہے کہ ہندو نمایندوں کو ہندو اور مسلمان نمایندوں کو مسلمان منتخب کرکے بھیجیں۔ دوسری جماعت وہ ہے کہ جو جداگانہ نیابت کو پسند نہیں کرتی۔ اور اگر یہ اطمینان ہو جاسے کہ مسلمانوں کی ایک معقول اور مناسب تعداد کونسلوں میں ضرور پہونچ سکے گی تو وہ مشترکہ نیابت کی حمایت کرنے کے لئے تیار ہے۔

جداگانہ نیابت ملک کے لئے سخت مضر اور نقصان دہ سمجھی جاتی ہے۔ کیونکہ جب اس قسم کی نیابت ہوتی ہے تو لوگ چھانٹ چھانٹ کر صرف ایسے ہی نمایندوں کو کونسلوں میں بھیجا کرتے ہیں، جو دوسرے فرقہ سے زیادہ سے زیادہ لڑ سکیں۔ اس لئے کونسل صحیح معنوں میں فرقہ وارانہ لڑائی کا ایک اکھاڑہ بنجاتی ہے۔ اور ملک کیلئے کوئی مفید کام کرنا ممکن نہیں ہوتا۔ اس کے خلاف اگر مشترکہ نیابت ہوتی ہے تو صرف وہی لوگ کونسلوں میں پہنچ سکتے ہیں کہ جن سے ہندو اور مسلمان دونوں خوش رہیں۔ اور جن کی قابلیت دونوں فرقوں کے نزدیک مسلمہ ہے یہ لوگ چونکہ لڑنے کے لئے نہیں جاتے بلکہ کام کرنے جاتے ہیں۔ اس لئے ان کی موجودگی میں کونسل ملک کی خدمت صحیح طور پر انجام دیتی ہے۔

سنا گیا ہے کہ مسلمانوں کی دونوں جماعتوں میں بہت سی باتوں پر اتفاق رائے ہو گیا ہے۔ اور صرف چند باتیں باقی ہیں جن پر امید ہے کہ جلد اتفاق ہو جائیگا۔

ترقی نسواں اور مہارانی صاحبہ ٹراونکور ہندوستان کی زنانہ تعلیمی و معاشرتی کانفرنس میں ٹراونکور کی چھوٹی مہارانی صاحبہ نے عورتوں کی تعلیم اور شادی کے مسئلہ پر تقریر کی۔ آپ نے فرمایا جس قدر عورتوں کے جلسے

ہوتے ہیں ان سب میں سب سے بڑا سوال یہی پیش ہوا کرتا ہے کہ ملک کی خواتین کی جہالت کو دور کیا جائے اور ملک کے ہر ایک لڑکے اور لڑکی کو برابر کی تعلیم دیجائے اب ہمارے سامنے سب سے بڑا کام یہ ہے کہ زنانہ تعلیم کے لئے بہت سا روپیہ جمع کیا جائے۔ اور اس کی نگرانی بجائے مردوں کے عورتوں کے ہاتھ میں رکھی جائے۔

محض شہروں کی عورتوں میں تعلیم پھیلانے سے کام نہیں چلیگا۔ اسوقت تعلیم کی زیادہ ضرورت دیہات میں ہے۔ جہاں قدیم پردہ کی رسم اور پرانے زمانہ کی جہالت کا ابھی تک پورا اثر باقی ہے۔

اس پردہ کی وبا کو دور کرنے کے لئے ہمیں بہت کچھ کام کرنے کی ضرورت ہے۔ بڑی عمر کی عورتوں میں بھی تعلیم کی کمی ہے۔ جب تک ان کی ہمدردی حاصل نہ کیجائے اسوقت تک کسی قسم کی اصلاحات کامیاب نہیں ہو سکتیں۔ شکر کا مقام ہے کہ ملک کی عورتوں میں بھی بیداری کی روح کام کرنے لگی ہے۔ اور انہوں نے اپنے ملک کی بہبود میں مردوں کا ہاتھ بٹانا شروع کر دیا ہے۔ کثرت ازدواج عورتوں کے قانون وراثت۔ عورت اور بچوں کی تجارت اور بہت سی خرابیوں کو قانوناً روکنے کی کوشش کرنی پڑے گی۔ تاکہ یہ خرابیاں عورتوں کی ترقی میں سدراہ نہ ہوں۔ ان سب کاموں میں اتحاد عمل اور انتہائی کوشش کی اشد ضرورت ہے۔

دہلی میں نیا زنانہ کالج یونیورسٹی کانوکیشن ہال میں آل انڈیا زنانہ تعلیم فنڈ کی ایسوسی ایشن جلسہ میں ہر اکسیلنسی لیڈی ارون نے اعلان کیا کہ ہندوستان بھر کی عورتوں کی اعلیٰ تعلیم کے لئے ۱۲ لاکھ روپیہ سے ایک مرکزی کالج کھولا جائے۔ اس جلسہ کی صدر لیڈی ارون تھیں۔ جلسہ کے خاتمہ پر مندرجہ ذیل عطیات کا اعلان کیا گیا۔ ہز اگزالٹیڈ ہائینس نظام حیدر آباد کی طرف سے دو لاکھ روپیہ۔ سر وکز سالسن پچاس ہزار۔ راجہ صاحب سانگلی ڈہائی ہزار۔ مہاراجہ صاحب جے پور آٹھ ہزار۔ ایک خاتون کی طرف سے گمنام عطیہ آٹھ ہزار۔ لیڈی ارون صاحبہ نے اپنی تقریر میں فرمایا کہ اس کالج کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہوگی کہ ملک کی نوجوان لڑکیوں کو اس میں محض سائنس کی کٹ پتلی نہیں بنایا جائیگا بلکہ گھر کی ملکہ بنانے کے لئے امور خانہ داری کی مکمل تعلیم دیجائے گی۔

گونگوں اور بہروں کا اسکول ۔ گونگوں اور بہروں کی تعلیم کے لئے ایک سوسائٹی الہ آباد میں بصدارت ٹھاکر گوپال شرن سنگھ صاحب چیف نئی گڈھی ریاست ریواں قائم ہوئی ہے۔ اس سوسائٹی نے ایک مدرسہ بالفعل الہ آباد میں کھولا ہے جس میں گونگے اور بہروں کو ہندی۔ اردو۔ انگریزی اور علم حساب وغیرہ سکھایا جائیگا۔ نقشہ نویسی فوٹوگرافی۔ سلائی۔ کٹائی اور بنائی اور بڑھئی کا کام وغیرہ کے سکھانے کا بھی انتظام کیا جارہا ہے۔ اس اسکول میں ہر مذہب کا لڑکا داخل ہو سکتا ہے۔ تمام انتظامات کئے جارہے ہیں۔ باہر سے آنیوالے طلباء کے لئے ایک بورڈنگ ہاؤس کا بھی انتظام کیا جارہا ہے۔ ہمکو کامل امید ہے کہ جن صاحبان کے خاندان میں گونگے اور بہرے لڑکے ہوں گے وہ اس اسکول میں ان کو داخل کراکے فائدہ اٹھائیں گے۔ ہر طالب علم سے دو روپے ماہوار فیس مدرسہ لیجائیگی اور

غریب لڑکوں کو نصف فیس پر یا بلا کسی فیس کے تعلیم دیجائے گی جملہ خط و کتابت مفصلہ ذیل پتہ سے کرنا چاہئے۔
شری گوپال گوئل وکیل سکریٹری - ڈیف اینڈ ڈم اسکول ۴۰۴ کٹرہ الہ آباد

مشترکہ نیابت اور مسلمان الہ آباد کی اطلاع ہے کہ ممبران "احرار وطن" (ایک مسلم ایسوسی ایشن) نے ایک ریزولیوشن پاس کیا ہے جس کے ذریعہ گورنمنٹ کے ساتھ با عزت صلح کرنے پر مہاتما گاندھی کو مبارکباد دی گئی ہے اور مہاتما گاندھی کا شکریہ ادا کیا ہے کہ انہوں نے مسلم مفاد کو محفوظ رکھنے کا وعدہ کیا ہے۔ اس کے علاوہ یہ بھی اعلان کیا ہے کہ اس ایسوسی ایشن کو مہاتما گاندھی - پنڈت جواہر لال نہرو اور دیگر مسلم لیڈروں پر پورا بھروسہ ہے۔ اور یہ ایسوسی ایشن مشترکہ نیابت کے حق میں ہے۔ مسٹر محمود اللہ بیرسٹر صدر ایسوسی ایشن نے مذکورہ ریزولیوشن کی نقل مہاتما گاندھی جواہر لال نہرو۔ ڈاکٹر سید محمود۔ مولانا ابو الکلام آزاد اور تصدق احمد خاں شروانی کو بھیجی ہے۔

آئندہ کیلئے حکومت ہند کی تعمیر معلوم ہوا ہے کہ گول میز کانفرنس میں کانگریس کے ۱۶ نمائندے شریک کئے جائیں گے۔ کانگریس اپنے ان نمائندوں کی فہرست وائسرائے کے پاس روانہ کردے گی اور وائسرائے انکو نامزد کردینگے گذشتہ کانفرنس میں فیڈریشن آف انڈین چیمبر نے اپنا کوئی نمائندہ روانہ نہیں کیا تھا۔ اس مرتبہ فیڈریشن کے دو نمائندے شریک کئے جائیں گے ابھی تک یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ کانگریس کی جانب سے کون کون لیڈر شریک ہونگے۔ کیونکہ ابھی تک کانگریس ورکنگ کمیٹی نے اس معاملہ پر غور نہیں کیا ہے لیکن یقین کیا جاتا ہے کہ کانگریس کے سابق صدر صاحبان اور ممبران ورکنگ کمیٹی ضرور شریک کئے جائیں گے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ صوبہ سرحد کی نمائندگی کرنے کے لئے خان عبد الغفار خاں مدعو کئے جائیں گے۔ فیڈریشن چیمبر کی جانب سے سر پرشوتم داس ٹھاکر داس اور سیٹھ گھنشام داس برلا کا نام لیا جا رہا ہے

معلوم ہوا ہے کہ اس مرتبہ راجہ محمود آباد - مسٹر شنکھم چیٹی اور سر علی امام بھی بطور مزید ڈیلیگیٹوں کے نامزد کردئے جائیں گے یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ کانفرنس کے ہندوستانی ڈیلیگیٹوں کا اجلاس لارڈ ولنگڈن کی تشریف آوری کے بعد مئی یا جون میں شملہ میں منعقد ہوگا۔ اس موقع پر اقلیتوں کے مسئلہ لے دہی و صوبہ جاتی حدود کی قایمی کے متعلق غور کرنے کے لئے مختلف کمیٹیاں بنا دی جائیں گی۔ یقین کیا جاتا ہے کہ اگر فرقہ وارانہ سوال طے ہوگیا اور مختلف سب کمیٹیاں اپنا اپنا کام ختم کرچکیں تو جولائی میں فیڈرل تعمیری سب کمیٹی کے ممبران لندن کو روانہ ہو جائیں گے۔ اور بقیہ تمام ڈیلی گیٹ ستمبر یا اکتوبر میں لندن جائینگے

مولانا محمد علی مرحوم کی یادگار ۲۲ مارچ کو مولانا شفیع داؤدی کی طلب پر مسلمانان دہلی کا ایک جلسہ ڈاکٹر انصاری کی کوٹھی پر منعقد ہوا تھا جس میں فدائے ملک و ملت مولانا محمد علی مرحوم کی یادگار قائم کرنے کے متعلق بحث ہوئی۔

عورت کی عظمت پنڈت جواہر لال نہرو نے حال میں جب وہ بمبئی تشریف لیگئے تھے تو عورتوں کے ایک جلسہ میں تقریر کی اور کہا "عورتیں ہی ہندوستان کو آزاد کرائیں گی" یہ امر موجب مسرت ہو کہ اب ہندوستان بھی عورت کی سچی عظمت سے واقف ہوگیا ہو جہاں اس کو پہلے پاؤں کی جوتی سمجھا جاتا تھا یہ سب کچھ ان دلیر اور باہمت خاتون کی اولوالعزمی و ایثار نفس کا نتیجہ ہو جنہوں نے ملک اور قوم کیخاطر ایسی قربانیاں کیں، جنکی نظیر دنیا کی تاریخ میں بہت ہی کم ملے گی

سردار بھگت سنگھ سکھدیو اور راجگورو کو لاہور سنٹرل جیل میں ۲۳ مارچ کی شام کو پھانسی ہو گئی۔ خبریں آرہی ہیں کہ تمام بڑے بڑے شہروں میں

دست کرم

تربیت گاہ بنات دہلی کیلئے جن عصمتی بہنوں اور بھائیوں نے فروری اور مارچ میں روپیہ بھیجا ہے ان کے اسمائے گرامی دلی شکریہ کے ساتھ درج کئے جاتے ہیں۔

بیگم سید احمد حسین صاحب پروفیسر لکھنؤ عہ

عبدالغنی ولی محمد صاحبان جالنہ دکن عہ/

فیض محمد خانصاحب تحصیلدار فتح جنگ عہ/

محمد احمد حسین خانصاحب جاگیردار رائی کوٹ حیدرآباد عہ

مسز این اے شاہ صاحبہ بی این ریلوے ناگپور عہ/

بیگم صاحبہ پرائم منسٹر پٹیالہ عہ

چودھری محمد سمیل صاحب ام اے کیمپ عدن عہ

ایم وائی قادری صاحب ٹلا گڈہ عہ

نذیر احمد صاحب نیچ فارسٹ افسر ضلع پیلی بھیت عہ/

سید عبدالقیوم صاحب سکریٹری انجمن دوسینہ پٹنہ للعہ

دس دس روپے حضرات ذیل نے بھیجے

مسز نذر محمد صاحب ہاپوڑ ۔ مسز منصور عالم صاحب بنارس مسز محمد ابراہیم صاحب بلال مدراس ۔ مسز اے یونس صاحبہ پٹنہ محمد ایوب غلام حسین ایورنگون ۔ حامد علیخاں صاحب سلطان پور حکیم رفیق احمد صاحب طبیب نجیب آباد ۔ محمد ضیاء الدین صاحب گرداور قانون گو بڈھانہ ۔ محمد مستقیم صاحب ڈومیلی ۔ مسز خان بہادر عبدالعزیز خانصاحب میسور ۔ مولوی نصیر الدین ہاشمی حیدرآباد دکن بیگم خلیل احمد صاحب بھنی دکن ۔ محمد نصیر احمد بیگ صاحب محبوب نگر دکن باقی نام بنات میں شائع ہوئے ہیں۔ راشد الخیری

بزم عصمت

میری بہن کو ٹائیفائڈ بخار میں قریباً ڈیڑھ ماہ مبتلا رہنے کے بعد خدا نے صحت عطا فرمائی۔ اس خوشی میں چھ روپے ارسال خدمت ہیں ہمشیرہ شاہد علی لکھنوی

میں دلی مسرت کے ساتھ اطلاع دیتی ہوں کہ میرے پیارے بھائی سید ابن حسن سنڈھرسٹ میں کامیاب ہو کر بخیریت انگلینڈ سے واپس آگئے اس خوشی میں دو روپے کی حقیر رقم ارسال خدمت ہے۔ تربیت گاہ بنات کے لئے۔

بنت سید اصغر حسین جج

نہایت رنج و غم کے ساتھ اطلاع دیتی ہوں کہ میری پیاری والدہ صاحبہ ۸ مارچ کو مجھ سے جدا ہو کر مالک حقیقی سے جا ملیں دس روپے کی حقیر رقم برائے ایصال ثواب رسال ہے۔

مسز قیوم حنیفی صاحب بی اے الہ آباد

بے انتہا خوشی کے ساتھ لکھتی ہوں کہ میرے پیارے منجھلے بھائی شاہ قمر الہدیٰ صاحب کو اللہ تعالیٰ نے روز اتوار ۸ مارچ تین بجے دن کے فرزند ارجمند عطا فرمایا۔ دعا ہے کہ خدا میرے عزیز بھتیجے کو عمر خضر عطا فرمائے اور حیات دے۔ آمین۔ کوئی عصمتی بہن یا بھائی خوبصورت تاریخی نام تجویز فرمائیں بہت مہربانی ہوگی اس خوشی میں ایک روپے کی حقیر رقم تربیت گاہ بنات کے لئے روانہ کرتی ہوں۔ زاہدہ خاتون مدہپورہ

بتاریخ ۲۵ فروری ۱۹۳۸ء خدا نے مجھکو ایک چچا زاد بہن عطا فرمائی ہے بچی کے باپ کا نام مرزا ابوالبقا بیگ صاحب بی اے اور ماں کا نام محترمہ عزیز النساء ہے۔ کوئی بہن قطعہ

تاریخ ولادت لکھدیں تو بہت ممنون ہونگی، بچی کے باپ اور ماں کا نام ضرور ہونا چاہیئے۔

سرور جہاں مس مرتضیٰ علی گڈھ

میری پیاری محترم چچی مسز عبد القیوم صاحب کے یہاں جو ایک عصمتی بہن ہیں بروز جمعہ عید الفطر کی رات کو ۱۲ بجے مورخہ ۲۰ فروری کو فرزند ارجمند تولد ہوا ہے۔ کوئی بہن یا بھائی اس بچے کا نام بتلائیں۔ میرے چچا کے بڑے لڑکے کا نام اختر حسن ہے۔ اسی طرح اس بچہ کا نام ہو چاہے تاریخی ہو یا نہ ہو۔ راقمہ مس معصومہ خاتون

میں دلی مسرت وشادمانی سے تحریر کرتی ہوں۔ کہ میری ہمشیرہ کاشفہ خاتون بیگم سید عبد الصمد صاحب ای ئے۔ سی۔ کو خداوندکریم نے دختر نیک اختر بروز چہارشنبہ بتاریخ ۱۸ فروری سنہ ۳۱ء وقت نو بجے شب عطا فرمائی۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس نومولود بچی کو عمر طبعی عطا فرمائے اور زیر سایہ والدین پروان چڑھنا نصیب کرے۔ نیز کوئی عصمتی بہن بچی کا کوئی اچھا تاریخی نام تجویز فرما کر ممنون کریں دیگر یہ ہے کہ میری دادی اماں کے سر میں عرصہ ڈیڑھ سال سے سر میں درد رہتا ہے ان کا کہنا ہے کہ درد نہیں بلکہ سر میں کبھی کسی طرف کبھی کسی طرف آواز معلوم ہوتی ہے جس سے وہ بہت بے چین وپریشان رہتی ہیں زیادہ بات نہیں کر سکتیں چلنے سے بھی تکلیف بہت ہوتی ہے۔ بہتیرا علاج کرایا کئی لیڈی ڈاکٹر وغیرہ کو دکھایا علاج سے ذرا بھی افاقہ نہیں ہوتا۔ انکو گٹھیا کی بھی شکایت ہے اگر کوئی بہن ان امراض کا کوئی آزمودہ نسخہ بذریعہ عصمت اطلاع دیں تو اس مہربانی کی شکرگذار ہونگی۔

راقمہ مس صالحہ خاتون چاندا

پوٹاس پرمانگنس (انگریزی دوا) کے چار کنکری گلاس بھر پانی میں ڈالکر روزانہ کلی کرنے سے انسان امراض دانت سے محفوظ رہیگا اور اسی پانی سے ہی زخم دہونے سے زخم کی سمیت جاتی رہتی ہے۔ (اہلیہ ڈاکٹر ابو النصر)

جن بہن صاحبہ نے گھٹنے کے درد کی دوا دریافت کی ہے انکی خدمت میں التماس ہے کہ وہ Iodine لگائیں۔ اور اسکو آہستہ آہستہ گھٹنے پر ملیں جب اس دوا کی سیاہی بالکل نہ رہے۔ دن میں کئی مرتبہ لگائیں اور کچھ دن برابر لگاتی رہیں انشاء اللہ تعالیٰ بہت جلد شفا ہوگی آزمودہ ہے۔

اشفاق جہاں بیگم مرزاپور

محترمہ اس صاحبہ کی خدمت میں عرض ہے کہ پیٹرول سے اونی کپڑے کی چکنائی کا داغ جاتا رہتا ہے۔ ترکیب یہ کہ پرانے کپڑے کی دھجی کو پیٹرول میں بھگو کر چکنائی کے داغ پر رگڑیں۔ پیٹرول کپڑے میں جذب ہو جائیگا اور داغ بالکل جاتا رہے گا۔ دہونے کی ضرورت نہیں۔ آزمودہ ہے۔

ب۔ س۔ بنت سید محمد حسین لاہور

فروری کے عصمت میں کسی بہن صاحبہ نے اپنے بالوں کی نوکیں پھٹنے کے لئے تیل دریافت کیا ہے۔ انکو یہ معلوم ہو کہ ہیر آئل تیل اور پیرسوپ صابون منگالیں۔ پیرسوپ صابون سے سر دہوئیں بعد اس کے جو نوکیں پھٹی ہوں انکو قینچی سے کاٹ ڈالیں۔ پھر اسی طرح بھیگے بالوں میں ہیر آئل تیل کو لگالیں اور پھنگیوں وجڑوں میں خوب ملیں۔ اسی طرح ہر تیسرے روز سر دہو کر تیل ڈالیں انشاء اللہ ایک مہینہ میں بال بڑے ہو جائیں گے۔ یہ تیل بہت فائدے مند ہے۔ میں خود بھی تیل لگاتی ہوں۔ ضمیر النساء بیگم رسولی محلہ کوٹ

فروری کے عصمت میں بہن فاطمہ بیگم صاحبہ نے اپنی کسی عزیزہ کے ناک پر چھائیں پڑ جانیکا لکھا تھا اسکا مجرب نسخہ یہ ہے۔ رام پتری جو کہ پنساریوں کی دکان میں ملتی ہے دو پیسہ کی منگا لیں اور کاغذی لیموں کے عرق میں گھسکر داغوں پر لگائیں اپنے ہاتھ سے لگانے سے دوسری جگہ پر بھی لگ جائیگا اس لئے دوسرے سے لگوانی چاہیے جب سوکھ جائے تو چنبیلی کا تیل تھوڑا سا لگالیں تاکہ نرم ہو جائے اس کے بعد آہستہ آہستہ بتیاں اتارلیں اسجگہ کی کھال کھردری ہوجائیگی اس سے گھبرانا نہ چاہیے۔ دو تین روز میں خود بخود آرام ہو جائیگا۔ بعد میں صابن سے نہ دھونا چاہیئے بلکہ بیسن سے دھولیا جائے ضرور فائدہ ہوگا آزمودہ ہے۔ بھائی محمد ظفر صاحب نے جو عصمت سالگرہ نمبر میں سپولائٹ کا لکھا تھا ہم نے انگریزی دوا خانوں میں تلاش کیا لیکن نہیں ملا۔ بھائی صاحب تکلیف گوارا کر کے اسکے پتہ سے مطلع کریں۔

حوا بائی بنت سیٹھ محمد عبدالرحمٰن صاحب جودھپور

محترمہ اہلیہ حافظ نذر محمد صاحب کی خدمت میں عرض ہے کہ آپ اپنی لڑکی کے گھٹنے پر حسب ذیل دوا کا استعمال کریں پہلے گھٹنے کو صابون لگا کر گرم پانی سے خوب دھوڈالیں پھر اس دوا کو گھٹنے پر خوب ملیں کہ ہاتھ کی گرمی سے اس دوا کا اثر جلد ہوتا ہے اس کا رنگ سیاہ ہوگا اسکو اتنا گھٹنے پر رگڑئے کہ اس کا رنگ بالکل نہ رہے ملنے کے بعد پھر گھٹنے کو صابن لگا کر گرم پانی سے دھوڈالنا چاہیئے۔ اگر نہ دھوئیں تو کوئی مضائقہ نہیں اس دوا کا نام آئی او ڈیکس ہے۔ (I.O.DEX) یہ دوا ہر انگریزی دواخانہ سے دستیاب ہوسکتی ہے۔ مجرب و آزمودہ ہے دن میں ہر دو گھنٹے کے بعد لیپ کرئے

سرتاج جہاں بانو علیگڑھ

اہلیہ حافظ نذر محمد صاحب۔ اگر کہیں سے خالص شیر کی چربی دستیاب ہوجائے تو گرم کر کے صبح شام اسکی مالش گھٹنو پر کیجئے انشاءاللہ چند روز میں فائدہ معلوم ہوگا پھر پرانے روہڑ سے سینک دیں اور اسی کو باندھ دیں۔ یہ میری آزمودہ ہے حال ہی میں میرے گھٹنہ میں چوٹ لگی گھٹنہ نیلا ہوگیا چلنے پھرنے سے بھی عاجز آگئی تھی۔ تین چار دن کی مالش سے درد بالکل جاتا رہا۔

ب۔س۔ بنت سید محمد حسین لاہور

عربی زبان سیکھنے کی سلیس عربی کتابیں مثلاً اردو کا قاعدہ۔ حرف تہجی اور دیگر چھوٹی چھوٹی قصے کہانیاں۔ نقلیں۔ حکایتیں۔ پہیلیاں وغیرہ (مگر معنی کے ساتھ ہوں) کہاں سے دستیاب ہوسکتی ہیں۔ کوئی بہن اطلاع دیں

ایک ضرورت مند

میرے والد صاحب کو چودہ سال سے چہرہ پر ایگزیمیا جس کو چھاجن بھی کہتے ہیں ہے۔ موسم سرما میں ہوا کرتا ہے پہلے خوب کھجلی ہوتی ہے۔ اس کے بعد چھوٹے چھوٹے زرد زرد دانے ہوجاتے ہیں پانی بھی خوب بہا کرتا ہے کھلبلاہٹ معلوم ہوتی ہے۔ اکثر چہرہ پر ورم بھی آجاتا ہے جلد سرخ ہوجاتی ہے۔ بہت علاج کئے گئے خصوصاً ڈاکٹری علاج لیکن کچھ بھی فائدہ نہیں ہوا۔ نیز میرے ماموں صاحب کو ذیابطیس شکری ہے بہت علاج کیا فائدہ نہیں ہوا اگر کسی بہن یا بھائی کو ان دونوں مرضوں کا نسخہ معلوم ہو یا کسی ڈاکٹر حکیم اس کا علاج کرتے ہوں اور جلد ہی فائدہ پہنچتا ہو تو بذریعہ عصمت تحریر کریں اگر بالکل ہی اچھا نہ ہو تو کم از کم دب جایا کرے اگر بہن گ۔ ن صاحبہ اپنے مشورہ سے مستفید فرمائیں تو مہربانی ہوگی

ایک خریدار

اگر کسی بہن نے حسن افروز (جس کا اشتہار عصمت میں بھی تہا) استعمال کیا ہو تو لکھیں کہ واقعی اس سے رنگ صاف ہو جاتا ہے یا یہ جھوٹی تعریف ہے۔ نیز مجھے ایک ایسی دکان کا پتہ مطلوب ہے جہاں سے ہر قسم کے خالص تیل اور عطر ارزاں دستیاب ہوں۔ ممنون ہونگی۔ ایک خریدار

رسالہ حور جو بنگال سے نکلتا ہے اب بھی چھپتا ہے یا بند ہو گیا۔ مس رسالدار پنشنر میرٹھ

مجھکو ایک ایسی کتاب کی ضرورت ہے جس میں سینے کی تمام باتیں (ترکیب کپڑے سینے کی درج ہو اور نقشے ہوں۔ مثلاً قمیص اعلیٰ درجہ کی۔ فراک۔ جمپر۔ غرارے فیشن ایبل وانگریزی نما کالر کف وغیرہ۔ کیا کوئی بہن اطلاع دینگی کہ کہاں سے ملتی ہے۔ بلقیس جہاں بیگم

عصمت اکتوبر نمبر میں جو ترکیب شیشہ اور چینی کے شکستہ ظروف کو جوڑنے کی لکھی گئی ہے۔ اس میں انڈے کی سفیدی اور چونے کو ملانے کا اندازہ نہیں لکھا گیا جب میں نے انڈے اور چونے کو باہم ملایا تو صرف ایک چھوٹا سا برتن جوڑنے کے بعد باقی ماندہ انڈا بہت سخت ہو گیا۔ نیز چینی کا برتن تو بخوبی جوڑ گیا ہے لیکن شیشے کا برتن نہ جڑ سکا۔ مہربانی کرکے کوئی عصمتی بہن شیشے کے شکستہ برتن جوڑنے کی صحیح ترکیب سے آگاہ کریں تو مشکور ہونگی۔ چونے اور انڈے کو باہم ملانیکا اندازہ بھی بتایا جائے۔

ایم بنت چودہری مبارک علی ہیڈ ماسٹر

تذکرہ جمیل کا دوسرا حصہ زیر ترتیب ہے۔ خواتین جلد حالات بھیجیں۔

محمد عبدالرزاق بسمل بیرون دبیر پورہ۔ حیدرآباد۔

میرے نہایت خوبصورت اور طاقتور چار لڑکے اور ایک لڑکی مرض اٹھرہ اورام الصبیان سے فوت ہو چکے ہیں میرے بچے سوکھ کر نہیں مرتے چند دن یا چند گھنٹے بیمار رہکر مرجاتے ہیں۔ البتہ جب پیدا ہوتے ہیں تو انکے جسم پر چیپڑے چیپڑے اور جھریاں پڑی ہوتی ہیں۔ پھر بڑے موٹے اور طاقتور ہو جاتے ہیں۔ مجھکو بظاہر کوئی بیماری نہیں ہے بچوں کے صدموں سے کمزور ہو گئی ہوں خاصکر دل بہت کمزور ہو گیا ہے۔ اسوقت خداوند کریم کے فضل سے میرے پاس ایک لڑکا بعمر آٹھ سال اور ایک لڑکی ایک ماہ کی بہنوں سے التجا ہے کہ کوئی بہن اپنے آزمودہ نسخہ سے مطلع فرمائیں سنی ہوئی نہ ہو اپنی آزمودہ ہو۔

اہلیہ سید عبدالغفور

اگر کوئی بھائی یا بہن خالص شہد صاف کرنے کی اور اسکو چھتے سے نکالنے کی صحیح ترکیب سے آگاہ فرمائیں تو میں ممنون ہونگی بیگم حشمت علی اٹاوہ

(۱) قوم جنڈ یا جنڈے۔ جنڈ یا جنڈے ایک ہی قوم ہے یا دو مختلف اقوام ہیں۔

(۲) ہر ایک کے مفصل حالات مورث اعلیٰ اور رزیادہ ہندوستان کے کن صوبوں اضلاع۔ شہر۔ قصبے یا گاؤں میں آباد ہیں اور کیا کیا پیشہ کرتی ہیں (۳) ان اقوام کے چند بڑے بڑے مشہور اشخاص کا تذکرہ بالوضاحت وبالصراحت لکھا جائے (۴) کیا کسی کتاب سے ان اقوام یا قوم کے حالات معلوم ہو سکتے ہیں اس کتاب کا نام ملنے کا پتہ۔ مصنف یا مولف کا نام بتایا جائے

اہلیہ شیخ عبدالحکیم صاحب سیالکوٹ

اگر کوئی عصمتی بہن حکیم نور محمد معالج خاندان مہاراجہ جے پور کے پتہ [illegible]

اُردو کی نامور افسانہ نگار محترمہ طیبہ بیگم خدیو جنگ مرحومہ کا معرکۃ الآرا معاشرتی ناول

انوری بیگم

بیماری تیمارداری کے عنوان سے سنہ ۱۹۰۹ء و سنہ ۱۹۱۰ء کے عصمت میں جس کی چند قسطیں شائع ہوکر مقبول ہو چکی ہے جس کے پورا شائع ہونے کے لئے بزم عصمت میں نہایت اصرار کے ساتھ بیسیوں خطوط درج ہوئے اور جسے کتابی صورت میں دیکھنے کی سینکڑوں خواتین خواہشمند تھیں۔ کتابی صورت میں تیار ہے۔

فوراً منگا لیجئے

انوری بیگم ایک انگریزی تعلیم یافتہ شریف اور معزز گھرانے کی چشم و چراغ ہے اس کی بیماری اور تیمارداری کے حالات اسقدر دلچسپ ہیں کہ شروع کرکے ختم کئے بغیر نہیں رہا جا سکتا۔ اسکی منگنی اور شادی کے واقعات نہایت خوش اسلوبی کے ساتھ بیان کئے گئے ہیں قصہ کے ضمن میں بعض معاشرتی امور پر بڑی قابلیت کیساتھ بحث کی ہے غرض انوری بیگم بے انتہا دلچسپ معاشرتی ناول ہے اور روشن خیال طبقہ میں کتابی صورت میں آنے سے پہلے ہی اسے کافی مقبولیت حاصل ہو چکی ہے۔ سینکڑوں بہنوں کو اسکا شدید انتظار تھا اگر فوراً ہی فرمائش نہ بھیجی تو دوسرے ایڈیشن کا انتظار کرنا پڑیگا قیمت صرف ۱۲؍

جب چاہو مولانا محمد علی کا دیدار کر لو

اسطرح کہ شہید ملت رئیس الاحرار کی مفصل و مکمل سوانحعمری حیات جوہر کا مطالعہ کرو۔ بچپن سے آخر وقت کے حالات، خطبات، ارشادات مضامین نظم و نثر اور پھر خود نوشت حالات ہیں اور متعدد تصاویر فوٹو بلاک کی ہیں۔ رئیس الاحرار کا نام ہندوستان کی تاریخ آزادی میں قیامت تک زندہ رہیگا۔ انہوں نے اسلام اور وطن کی خاطر جو قربانیاں کیں کسی سچے محب وطن کے دل سے کبھی فراموش نہیں ہو سکتیں۔ انہوں نے اپنی پیاری جان تک قوم پر فدا کر دی انکی زندگی کا ہر واقعہ یاد رکھنے کے قابل ہے۔ رئیس الاحرار کی سوانحعمری بہت آسان زبان میں لکھی گئی

حیات جوہر

ہے عورتیں اور بچے خوب اچھی طرح سمجھ سکتے ہیں۔ قیمت صرف بارہ آنے ۱۲؍

تقاریر محمد علی

رئیس الاحرار کی وہ معرکۃ الآرا تقریریں جن کا نہ صرف ہندوستان بلکہ یورپ میں بھی ڈنکا بج گیا تھا جسکے مطالعہ سے خودداری، حب وطن، جوش ایمانی، حق گوئی، بہادری کے جذبات پیدا ہوتے ہیں۔ قیمت جن سے سینکڑوں کو بولنا اور لکھنا آگیا۔ معلومات میں حیرت انگیز اضافہ ہوتا ہے

قیمت صرف آٹھ آنے (۸؍)

تاریخ اسلام

دنیا کی کسی زبان میں علامہ محی الدین خیاط مصری کی اس کتاب سے بہتر اسلامی تاریخ شائع نہیں ہوئی۔ مصر اور ٹرکی اور دوسرے اسلامی ممالک میں بطور نصاب پڑھائی جاتی ہے۔ صدہا معتبر اور مستند تاریخوں کا عطر ہے۔ تمام واقعات صحیح اور معتبر ہیں۔ یہ ترجمہ اسقدر آسان زبان میں ہے کہ عورتیں اور بچے باسانی مطالعہ کرتے ہیں۔ اس کتاب کے پڑھنے کے بعد اسلامی تاریخ کی اسقدر وسیع معلومات ہو جاتی ہیں کہ پھر کسی کتاب کے پڑھنے کی ضرورت نہیں رہتی۔ مندرجہ ذیل ۵ حصے ہیں (۱) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مختصر لیکن معتبر اور مستند حالات (۲) خلفاء راشدین اور خلافت راشدہ کا معتبر تذکرہ۔ (۳) خلافت بنی امیہ کی مختصر لیکن معتبر تاریخ۔ (۴) خلفاء بنی عباس کے کارنامے اور انکے عروج و زوال کی تفصیل (۵) اسپین میں مسلمانوں کی حکمرانی اور دیگر اسلامی چھوٹی چھوٹی سلطنتوں کا تذکرہ۔ قیمت صرف پانچ روپے (صہ)

غیر فانی تصویر

خوبصورت واٹر سنگ انلارجمنٹ

آپکا فوٹو خواہ کتنا ہی چھوٹا ہو کیے پورے قد کیبرابر بڑا کیا جا سکتا ہے

ہم نے شائقین کی خاطر انگلستان کی ایک نہایت اعلیٰ فرم کے ماہر قسم کے فوٹو انلارج (بڑا) کرانے کا خاص انتظام کرلیا ہے جس میں نہایت قابل دید یورپین ماہرین مصور کام کرتے ہیں اور جدید سائنٹفک آلات استعمال کئے جاتے ہیں لہٰذا اب ہم نہایت مسرت کے ساتھ اعلان کرتے ہیں کہ ہمارا کام نہایت اعلیٰ اور اپ ٹو ڈیٹ ہے، وہاں ہم نے یہ بھی التزام کیا ہے کہ ہماری اُجرت بھی دیگر فرموں اور کارخانوں کے مقابلے میں اس قدر کم ہو کہ ہر امیر و غریب فائدہ اُٹھا سکے اور ہر شخص اپنے عزیزوں بزرگوں اور اپنے پیارے بچوں کی غیر فانی اور منہ بولتی تصویریں اپنے پاس رکھ سکے، کیونکہ لائف لائک تصویریں

یعنی ایسی تصویریں جن میں اصلی زندگی کے پورے مکمل آثار نمایاں ہوں اور تسکین قلب کا باعث ہوں صرف انلارجنگ تصویریں ہی ہو سکتی ہیں بشرطیکہ وہ ماہر مصوروں سے بنوائی جائیں۔

ہر انلارجنگ تصویر خوبصورتی کے ساتھ پائدار نیچرل رنگوں میں رنگین کی جا سکتی ہے جو نہایت دلفریب شاندار معلوم ہوتی ہے سردست فی الحال صرف ایک سائز یعنی ۱۶ × ۲۰ انچ کے سادہ رنگین انلارجمنٹ کا نرخنامہ درج ذیل کرتے ہیں۔ دیگر سائزوں کا نرخنامہ معلوم کرنے کے لئے ہماری فہرست مفت منگائیے۔

۱۶ × ۲۰ انچ سیپیہ (یعنی براؤن رنگ میں (۵) روپے،

۱۶ × ۲۰ انچ واٹر کلر رنگین کینوس پر ۲۰ روپے،

۱۶ × ۲۰ انچ روغن چڑھا ہوا مع ماؤنٹ کے کینوس پر ۱۲ روپیہ چار آنہ

۱۶ × ۲۰ انچ آئل کلر رنگین کینوس پر ۴۰ روپے

نوٹ:۔ نصف قیمت فرمائش کے ہمراہ آنی چاہئیے کام عمدہ اور خاطر خواہ ہونیکی پوری گارنٹی لی جاتی ہے۔ ورنہ قیمت واپس پتہ:۔

ماڈرن فوٹو انلارجنگ کمپنی منصف بلڈنگ سٹی آگرہ

واحدی صاحب کا منجن

اکسیر دنداں

یہ منجن اس نسخہ سے بنایا گیا ہے جو ملا واحدی صاحب اڈیٹر نظام المشائخ کو ان کی ایڈیٹری کے زمانہ میں یعنی ۱۹۱۴ء میں مسیح الملک حکیم اجمل خانصاحب مرحوم نے عنایت فرمایا تھا۔ اس سے دانتوں اور مسوڑوں کی تمام خرابیاں تکلیفیں رفع ہو جاتی ہیں چودہ پندرہ سال سے واحدی صاحب اسے خود بھی استعمال کرتے ہیں اور اپنے شہر کے ہر ضرورتمند کو بھی دیتے ہیں ہر شخص اسکا ثناخوان ہے۔ اور اسے سب سے اچھا منجن تسلیم کرتا ہے۔ سینکڑوں ہلتے ہوئے دانت اس منجن نے جوڑ دیئے۔ متعدد آدمی ہیں جنہیں پائریا کی شکایت تھی اور ہر کھانے کے ساتھ مسوڑوں کا خون اور مسوڑوں کی پیپ پیپ میں اترا کر جن کی صحت کو برباد کر رہی تھی صرف اِس منجن کے ملنے سے اُن کے مسوڑے اچھے ہو گئے اور آج وہ خدا کے فضل سے تندرست ہیں جس منجن نے پائریا جیسے موذی مرض کو آرام ہوتا ہو اور جس منجن سے ہلتے ہوئے دانت جڑ جاتے ہوں اس کے دوسرے معمولی فائدے بیان کرنے فضول ہیں یہ خیال کر کے دہلی سے باہر کے لوگوں کے پاس بھی اس منجن کو پہنچایا جائے ہم نے واحدی صاحب سے منجن کا یہ نسخہ مانگ لیا ہے اور لاگت کی لاگت اسے فروخت کر رہے ہیں۔ قیمت فی شیشی ۸ محصول ڈاک چار آنہ ۴ر دو شیشوں پر محصول ۵ر

ملنے کا پتہ:۔

احمد مجتبیٰ منیجر رسالہ نظام المشائخ نمبر ۱۲ کوچہ چیلان دہلی

April 19

Regd. No. L. 1872

Vol. 46

No.

THE ISMAT DELHI

India's Leading Literary Ladies Magazine

THE ISMAT DELHI.

ESTD 1908.

عصمت



شریف ہندوستانی بیبیوں کے لئے

پاکیزہ خیالات۔ علمی۔ ادبی مضامین اور مفید معلومات کا مجموعہ جو

مصورِ غم علامہ راشد الخیری مدظلہ

کی سرپرستی مین ہر انگریزی مہینے مین ایک بار شایع ہوتا ہے

مئی
۱۹۳۱
قسم دوم

ایڈیٹر رازق الخیری

چندہ سالانہ قسم اول پانچ روپے

چندہ سالانہ قسم دوم ساڑھے تین روپیہ

SAMI

مصورِ غم حضرت علامہ راشد الخیری مدظلہٗ کی مشہور و مقبول تصانیف

ٹائٹل کے صفحوں پر جن کتابوں کا اشتہار ہے ان کے علاوہ یہ ہیں

اصلاحی معاشرتی کتابیں

صبحِ زندگی۔ شامِ زندگی۔ شبِ زندگی اردو زبان میں کوئی کتاب گذشتہ دس سال میں ان کتابوں سے زیادہ مقبول نہیں ہوئی۔ اب تک ستر ہزار کے قریب فروخت ہو چکی ہیں مگر آج بھی مانگ کا وہی حال ہے جو شروع میں تھا۔ ان کتابوں نے ہزاروں خاندانوں کو تباہی و بربادی سے بچا لیا۔ ہزاروں عورتوں کی زندگی سدھر گئی اور ہزاروں مردوں نے اپنے گھر کو جنت کا نمونہ محض ان کتابوں سے بنا لیا۔

صبحِ زندگی لڑکیوں کی تربیت پر بے نظیر کتاب ہے جس میں نسیمہ بیگم کا کنوارپنہ دکھایا گیا ہے۔ دلہن بن کر بیاہ ہونے تک دلچسپی ہے۔ قیمت عہ

شامِ زندگی نسیمہ کی شادی سے موت تک کے کل واقعات۔ ازدواجی زندگی کیلئے اردو کی سب سے بہتر کتاب۔ قیمت عمر

شبِ زندگی علامہ راشد الخیری کی سب سے اچھی کتاب مانی جاتی ہے۔ نسیمہ بیگم کا مطالعہ عالم بالا، اس کی پیشی، شیم و حسن کی بد اعمالیوں کی سزائیں، پڑھ کر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ بغیر روئے کوئی نہیں پڑھ سکتی۔ یہ حصہ اول ہے۔ قیمت عمر

حصہ دوم میں بتایا گیا ہے کہ روحیں جو یہم دلہن کے سلیقے سے بھرے ہوئے جاتی ہے کہ پڑھ کر آپ دنگ رہ جائیں گے۔ ایسا ناول کسی ہندوستانی زبان میں ملنا تو ناممکن ہے۔ قیمت عہ

منازل السائرہ ایک لڑکی کے پیدائش سے موت تک کے تمام واقعات بے انتہا دلچسپ۔ علامہ محترم کی بہت مشہور تصنیف جو زنانہ مدرسوں کی بڑی جماعتوں کے کورس میں داخل ہے۔ قیمت حصہ اول عہ حصہ دوم عہ

نوحۂ زندگی بیوہ کے نکاح ثانی کے متعلق مصورِ غم مصنف کی معرکۃ الآرا تصنیف جو بتاتی ہے کہ ماں اور جفا شعار باپ کی بدولت ایک لڑکی نکاح ثانی کے جرم میں کیسی مصیبت بھگت رہی ہے۔ چھٹا ایڈیشن۔ قیمت صرف ۱۲ر

جوہرِ قدامت دو بہنوں کی مفصل زندگی اور عورتوں کی جگر خراش داستان جس میں ایک دورِ قدیم کی زندہ تصویر اور دوسری طرزِ جدید کی دلدادہ۔ اس سے معلوم ہوگا کہ عالمِ نسواں آج سے پچاس سال پہلے کیا جوہر رکھتا تھا۔ قیمت عمر

تاریخ و سیر ادب و انشاء

وداعِ خاتون جنت مکانی محترمہ خاتون اکرم اگر ایک طرف تمام ملک کی ایک نازک لیڈر تھیں تو دوسری طرف حیثیت کے اعتبار سے بھی ایسی بلند تھیں کہ ان کے اعزا آج بھی ان کی یاد میں خون کے آنسو گرا رہے ہیں۔ مرحومہ کے خسر حضرت علامہ راشد الخیری مدظلہ نے مرحومہ کے انتقال پر جو نہایت اثر انگیز مضامین تحریر فرمائے تھے وداعِ خاتون کے نام سے شائع ہوئے ہیں۔ جو شام میں جا کر بہو کے بیٹے ہیں اور لڑکی شادی کے بعد کس طرح سسرال والوں کے دل فتح کر سکتی ہے۔ **وداعِ خاتون** کا ایک ایک فقرہ درد و اثر میں ڈوبا ہوا ہے۔ سو کتابوں کے پڑھنے کا وہ اثر نہیں ہو سکتا جو صرف اس کتاب کا کیونکہ یہ آپ بیتی ہے۔ قیمت ۶ر

اُمّت کی مائیں رسول اکرم صلعم کی بیویوں کے حالاتِ زندگی۔ یہ کتاب مسلمان عورتوں کو دین و دنیا کی کامیابی کا راستہ بتاتی ہے۔ قیمت ۱۲ر

الزہرا اردو زبان میں جگر گوشۂ رسول سیدۃ النساء حضرت بی بی فاطمہ کی بہترین سوانحِ عمری جو بے حد مؤثر کہ پڑھنے والے کی بندھ جائے۔ آخر میں واقعہ کربلا کا بیان اور مصورِ غم کا قلم۔ قیمت صرف ۱۲ر

قلبِ حزیں چھوٹے چھوٹے نہایت پُر کیف ادبی مضامین کا دلآویز مجموعہ۔ جذباتِ نسوانی کی درد انگیز ترجمانی۔ ان مضامین میں علامہ محترم نے تخیل کی جو بلندی دکھائی ہے وہ نظم و نثر کا بہترین نمونہ۔ ہر سطر دل کے پار ہوتی ہے۔ قیمت ۸ر

امین کا دم واپسیں شہنشاہ ہارون رشید اور ملکہ زبیدہ خاتون کے لختِ جگر شہزادہ امین الرشید کا دردناک قتل۔ قیمت ۶ر

نوبت پنج روزہ دلی کے آخری بادشاہ کے پانچ روزہ جشن۔ غدر کے جگر خراش حالات۔ مفصل اشتہار ٹائٹل کے آخری صفحہ پر ملاحظہ فرمائیے۔ قیمت — قسم خاص ۲ر

اسلامی تاریخی ناول کی طرز پر

یہ کتابیں مردوں کے لئے لکھی گئی ہیں۔ کنواری لڑکیاں نہ منگائیں۔ البتہ بڑی عمر کی شادی شدہ عورتیں پڑھ سکتی ہیں۔ ان میں ہلال و صلیب کی لڑائیاں، اسلام اور عیسائیت کے معرکے، مسلمانوں کی سرفروشانہ قربانیوں کا نقشہ ہے۔

منظرِ طرابلس حضرت عثمان غنی خلیفہ سوم کے زمانہ میں تسخیرِ طرابلس کے لئے مسلمانوں کا جوشِ ایمانی۔ حضرت زبیر بن عوام کی بے مثل بہادری کا اعلیٰ شجاعت۔ محبت کے آتشکدہ میں بیلیناہ کا تڑپنا۔ حقیقی بہن کے ہاتھوں بھائی کا قتل۔ مذہبی پیشوا کی بیکاریاں۔ علقمہ اور شہزادی نیبو کی کہانی اور فتح طرابلس کا آخری منظر۔ قیمت ۵ر

شہنشاہ کا فیصلہ عہدِ عباسی کے بغداد کا دلآویز سبق آموز افسانہ۔ ایک شخص اپنی بیوی کی شادی کن اسباب کے تحت میں ایک دوسرے شخص سے کرتا ہے۔ ایک مصیبت زدہ ماں کا بیٹا، بے کس بے جا جنگل ٹھہرایا جاتا ہے۔ ماں کی کیفیت، ۔۔۔ بیٹے کی کوشش ۔۔۔ شہنشاہ کا فیصلہ ۔۔۔ باپ ہیں کہ صرف پڑھنے سے تعلق رکھتے ہیں۔ قیمت ۴ر

مجموعہ چند افسانے قیمت ۱۲ر

عروسِ کربلا کربلا کے واقعات پر اس ہی نہایت درد انگیز ہیں۔ اس پر مصورِ غم نے اپنے مخصوص طرز میں لکھ کر قیامت ڈھا دی ہے۔ بہت مشہور ناول ہے۔ عمر

دُرِّ شہوار ایران، مازندران، سیستان کی برق کن لڑائیاں کا مرقع۔ بہرام کے شجاعانہ کارنامے عمر

یاسمینِ شام حضرت عمر فاروقؓ کے زمانہ میں تسخیرِ شام کے لئے مسلمانوں کی سرفروشانہ قربانیاں عمر

تیغِ کمال غازی مصطفےٰ کمال پاشا کے حالات اور بہادری کی کہانیاں۔ قیمت عمر

اندلس کی شہزادی یا تائیدِ غیبی مسلمانوں کے زمانہ کے اسپین کا ایک دلآویز افسانہ۔ قیمت

انگریزی اور جرمنی کھانے	ترکی اور عربی کھانے	ایرانی اور افغانی کھانے
بنگالی اور بہاری کھانے	کشمیری اور مدراسی کھانے	گجراتی اور پنجابی کھانے
حیدرآبادی اور برماری کھانے	دلی اور لکھنؤ کے کھانے	پشاوری اور سندھی کھانے
نفیس نفیس کھانے	لذیذ لذیذ کھانے	عمدہ عمدہ کھانے

غریبوں اور امیروں کے کھانے　**سینکڑوں قسم کے کھانے تیار کرنیکی**　بوڑھوں اور بچوں کے کھانے

اردو زبان میں بہترین کتاب

عصمتی دستر خوان (حصہ اول)

جس کی ایک نمایاں خصوصیت جو اس موضوع کی اور کسی کتاب میں نہ نکلیگی یہ ہے کہ تمام ترکیبیں تجربہ کرنے کے بعد لکھی گئی ہیں۔ اسلئے ترکیبیں بالکل صحیح ہیں اور وزن بالکل درست۔ ہندوستان بھر کے ہر حصہ کی قریباً ۸۰ **عصمتی بہنوں** نے اس کتاب کی تیاری میں حصہ لیا ہے۔ اور ایڈیٹر صاحب **عصمت** کی اہلیہ محترمہ آمنہ نازلی نے بڑی محنت سے کتاب مرتب فرمائی ہے۔ باورچیخانہ کے انتظام اور کھانوں کے متعلق بھی نہایت قیمتی ہدایات درج کی گئی ہیں۔ ایک ایک چیز کئی کئی قسم کی تیار کرنے کے لئے بھی عصمتی دستر خوان سے بہتر کتاب ملنا ناممکن ہے مثال کے طور پر صرف دو کھانوں کی فہرست ملاحظہ فرمائیے۔

پڈنگ کی ترکیبیں		کبابوں کی ترکیبیں		
کریم پڈنگ	انجیر پڈنگ	ران کے کباب	کباب بیضہ مرغ	ناش کباب
گوشت کی پڈنگ	انڈہ پڈنگ	آلو کے کباب	کچے قیمہ کی ٹکیاں	شامی کباب
نارنگی بھری پڈنگ	سیب پڈنگ	کچے آلو کے کباب	گوشت کے میٹھے کباب	آنتوں کے کباب
جنجر پڈنگ	جلیبیوں کی پڈنگ	ناریل کے کباب	کباب مرغ مسلم	انگریزی کباب
روز پڈنگ	میوہ دار پڈنگ	مچھلی کے بسنی کباب	سیخ کے چنے کے کباب	اروی کے کباب
اناناس پڈنگ	کشمش پڈنگ	سیخ کے کباب	مچھلی کے شامی کباب	اور کئی کئی قسم
کمزور بیماروں کیلئے	بالائی پڈنگ	پسندے کے کباب	دہی کے کباب	کے کباب

یہ صرف دو چیزوں کی **فہرست ہے**۔ اسی سے کتاب کا اندازہ کر لیجئے۔ چاول سلونے اور میٹھے۔ سویاں، کھیر، فیرنی۔ سادے اور ترکاری کے سالن۔ مچھلی، مرغ، جیلی، بسکٹ، کیک، دالیں، مٹھائیاں، حلوے، چٹنیاں، مربے۔ اچار، سموسے، بڑے۔ پوری۔ کچوریاں، پراٹھے، روٹی غرض ہر قسم کے مشرقی و مغربی کھانوں کی بڑی بڑی اچھی ترکیبیں ہیں۔ اور ہر چیز کی کئی کئی درجن ترکیبیں۔ یہ کتاب ہر شریف گھرانے میں ہونی چاہیئے۔ ہندوستان بھر میں اس کی دھوم مچی ہوئی ہے۔ سینکڑوں خطوط اسکی تعریف میں آچکے ہیں۔ قیمت صرف عمر مجلد ۱ہ۲ر

ملنے کا پتہ: منیجر عصمت ۔۔۔ دہلی

عصمتی دستر خوان کے دوسرے حصے

عصمتی هنڈکلیا

یہ کتاب بچیوں کیلئے ہے تاکہ وہ شادی سے قبل کھانے پکانے کے فن میں ماہر ہو جائیں اور ایک کنواری بچی کو جو جو کچھ جاننا چاہیئے عملی طور سے اس سے واقف ہو جائے۔ سوا سو کھانوں کی صحیح صحیح ترکیبیں بچیوں ہی کے مطلب کی درج کی گئی ہیں۔ پھر خوبی یہ کہ کھانے پکانے کے متعلق نہایت ہی کارآمد باتیں درج کی گئی ہیں جو ہر لڑکی کو ضرور جاننی چاہیئیں۔ عصمتی ہنڈکلیا کے مضامین بھی بے انتہا مفید ہیں۔ با تصویر ٹائٹل۔ قیمت صرف آٹھ آنے ۸ر

ناشتہ

دوپہر اور رات کے کھانے سے قبل صبح اور تیسرے پہر کیا ناشتہ کیا جاتا ہے۔ اس موضوع پر سب سے پہلی قابل قدر کتاب جس میں جلد تیار ہونے والی اشیاء، آئس کریم، بسکٹ، کیک، ٹوسٹ، کڑھائی وغیرہ وغیرہ نیز ہندوستان کے ہر صوبہ اور ہر حصہ کے مختلف قسم کے ناشتوں کی کئی کئی ترکیبیں گویا اس کتاب کی موجودگی میں جس حصہ ملک کا مہمان ہمارے ہاں آئے اسی کے مطلب کی چیز ہم ناشتہ میں پیش کر سکتے ہیں۔ یہ بھی ہاتھوں ہاتھ نکل رہی اور مقبول ہو رہی ہے۔ قیمت صرف ۱۰ر

بچوں کے کھانے

ننھے بچوں کیلئے اصول صحت سے کس قسم کی غذا دینی چاہیئے کونسے کھانے مفید ہیں اور وہ کسطرح تیار ہوتے ہیں۔ اس موضوع پر بےنظیر کتاب جسمیں بچوں کے صحت بخش اور مفید کھانوں کی کئی درجن تجربہ کی ہوئی صحیح ترکیبوں کے علاوہ کئی نہایت کارآمد مضامین بھی ملک کے قابل ڈاکٹروں اور تجربہ کار ماؤں کے لکھے ہوئے ہیں۔ با تصویر قیمت آٹھ آنہ ۸ر

بیماروں کے کھانے

بیماروں کیلئے جو کھانے بیحد مفید ہیں اسمیں صرف انہیں کی ترکیبیں ہیں اور کئی قابل تجربہ کار ڈاکٹروں نے اسکی تیاری میں حصہ لیا ہے تمام ترکیبیں تجربہ کی ہوئی ہیں اور بیحد کارآمد ہیں۔ مضامین بھی بے انتہا مفید و قابل قدر ہیں۔ ہر گھر میں یہ کتاب ہونی ضروری ہے۔ با تصویر۔ قیمت دس آنے ۱۰ر

ملنے کا پتہ: منیجر عصمت ۔۔۔ دہلی

تصانیف محترمہ خاتون اکرم جنت مکانی

گلستان خاتون یعنی جمال ہمنشین حصہ دوم جنت مکانی شہید ظلم کے بےمثل افسانوں کا مجموعہ

آرزوؤں پر قربانی، انقلاب زمانہ، تربیت اولاد، طرز زندگی، سچ کی فتح، دوسری شادی وغیرہ وغیرہ خاتون اکرم جنت مکانی کے وہ سبق آموز مؤثر اور درد انگیز افسانے جو نسوانی ادب میں غیر فانی درجہ رکھتے ہیں جنکی وجہ سے زنانہ رسالوں کے خریداروں میں سینکڑوں کا اضافہ ہو گیا تھا کتاب کی صورت میں جمع کئے گئے ہیں اس سے قبل کسی ہندوستانی خاتون کے ایسے بلند پایہ افسانوں کا مجموعہ اردو میں نہیں چھپا۔ ہندوستانی خواتین گلستان خاتون پر جتنا فخر کریں کم ہے۔ ہر افسانہ ہماری معاشرت کی تصویر ہے۔ کہیں ہنسی آتی ہے۔ کہیں آنسو نکلتے ہیں۔ قیمت صرف ایک روپیہ چار آنہ۔

پیکر وفا

ایک دلاویز نتیجہ خیز افسانہ جس میں ثابت کیا گیا ہے کہ وفا عورت کی خلقت میں کوٹ کوٹ کر بھری ہے۔ اور شریف بیوی اپنے شوہر کے لئے ایسی قربانیاں کر دکھاتی ہے کہ دنیا حیرت میں رہ جائے رسالہ ہمایوں کی رائے ہے "یہ ایک کامیاب اور مفید افسانہ ہے جس میں عورتوں کے اس احترام کو واضح کیا گیا ہے جس کی تعلیم اسلام نے ہمیں دی ہے۔ انداز بیان درد انگیز عبارت سادہ و شگفتہ" اخبار ریاست لکھتا ہے "طرز بیان اسقدر صاف اور دلکش ہے کہ تعریف نہیں ہو سکتی" اخبار کشمیری لکھتا ہے "پیرایہ بیان دلگداز ہے" اخبار صداقت کی رائے ہے "کہ پلاٹ اور کیرکٹر دونوں کے لحاظ سے اعلیٰ درجہ کا افسانہ ہے" یہ بھی آرٹ کاغذ پر چھپا ہے۔ قیمت ۸؍

بچھڑی بیٹی

نہایت دلچسپ سبق آموز افسانہ جو کئی زنانہ رسالوں میں شائع ہو کر پسند کیا جا چکا ہے۔ ایک لڑکی ماں باپ سے بچھڑ جاتی ہے اسکی جدائی میں ماں باپ کی جو کیفیت ہوتی ہے صرف کتاب پڑھنے سے تعلق رکھتی ہے برسوں کے بعد وہی لڑکی اسطرح ملتی ہے کہ جنت مکانی کی بےمثل افسانہ نگاری کی داد دینی پڑتی ہے۔ بیحد دلچسپ قصہ ہے قیمت ۴؍

جمال ہمنشین

اس شاندار مجموعہ میں فانی زندگی، تغیرات زندگی، نیرنگی زمانہ، عبرتگاہ دنیا، موسم بہار، فلسفہ غم، ساون، سید، زندوں کی زندہ ہستی، کسی کی یاد، ہنسی مذاق، خوشی کا دن وغیرہ وغیرہ وہ دلاویز ادبی مضامین ہیں جن کی عصمت، تہذیب، شباب اردو وغیرہ میں شائع ہو کر دھوم مچ چکی ہے جمال ہمنشین کے متعلق اخبار ہمدرد لکھتا ہے "ان مضامین میں فلسفیانہ بحث کی ہے" انڈین ڈیلی میل کی رائے ہے "ان مضامین کی اردو صاف رواں ہے" زنانہ رسالہ حرم کی رائے ہے "یہ مضامین بلحاظ زبان و خیال نہایت بلند ہیں۔ اور ان کی اشاعت اردو پر احسان ہے" انجمن ترقی کا مشہور سہ ماہی اردو لکھتا ہے "ان مضامین کی عبارت بہت فصیح و پختہ ہے" اخبار وکیل جمال ہمنشین بلاشبہ نسوانی زندگی کیلئے سبق آموز کتاب ہے" اخبار مدینہ کی رائے ہے "مضامین نہایت بلند پایہ ہیں" حضرت علامہ راشد الخیری نے دیباچہ لکھا ہے۔ بار سوم قیمت ایکروپیہ عمر؍

یہ چاروں کتابیں آرٹ کاغذ پر چھپی ہیں

عصمتی کروشیا

عمدہ

جس کی تصویریں مشہور مصور مسٹر سمیع جمی ڈی آرٹ سے بنوائی گئی ہیں"

مختصر فہرست

بگلا نما گاڑی	فارم ہاؤس	گڈ نائٹ	ڈاک بنگلہ
مسجد کا دروازہ	مرغ	شیر ببر	کلمہ طیبہ
بچے اور ہرن	امام حسینؑ	ناچتا مور	آدمی معہ ٹنگ
	تاج محل آگرہ	جامع مسجد دہلی	
۵ نفیس انسرشن	۱۱ دلاویز جھالریں	۲ خوبصورت کونے	
خوش آمدید	عید مبارک	درخت نما ڈالی	چڑیا والی بیل
طوطا دان	پردار گھوڑے	کاڑھ بیلیں	راج ہنس
بجنت سیر کنان	ایک خاتون سنگھار	ٹی کوزی	توسئے

۲۵ عصمتی بہنوں نے یہ کتاب تیار کی ہے اور فن کروشیا کی مشہور ماہر محترمہ فاطمہ انور علی صاحبہ نے ترکیبیں اور ہدایات لکھکر مرتب کی ہے۔ قیمت ایکروپیہ آٹھ آنہ عہ؍

عصمتی کشیدہ

یہ کتاب نہایت اچھے اچھے نمونے انتخاب کر کے مرتب کی گئی ہے۔ پہلے کشیدہ کے متعلق ضروری اور کارآمد ہدایتیں ہیں۔ پھر ہر نمونہ کی ضروری تشریح ہے، میز پوش، پلنگ پوش، رومال، کرسیوں کے گدے، تکیوں کے غلاف، پلنگ کی چادروں، پردوں وغیرہ وغیرہ کے وسط اور کونوں کے پھولوں، بوٹوں، گلدستوں وغیرہ کے کئی درجن خوبصورت نمونے ہیں۔ پھر وضع وضع کی دلاویز بیلیں۔ آخر میں پرندوں اور چند عمارات کے خاکے۔ قیمت ایکروپیہ عہ؍

حضرت علامہ راشد الخیری کا مشہور تاریخی ناول

محبوبۂ خداوند

پھر چھپ کر ملتا ہے

اگرچہ بظاہر محبوبہ خداوند ایک تاریخی رنگ کا دلچسپ و پرسوز فسانہ ہے لیکن درحقیقت یہ افسانہ اسلامی جوش ایمانی غیرت اسلامی اخلاق اور سلف صالحین کی اتباع کی رغبت پیدا کرنے کا بہترین ذریعہ اور عیسائی راہبوں اور اسقفوں کے مذہبی کی مخفی خوفناک کارروائیوں کا آئینہ ہے۔ محبوبہ خداوند پڑھ کر عہد عثمانی کی تصویر آنکھوں کے سامنے پھر جاتی ہے اور قرون اولیٰ کے پرجوش و پاکباز مسلمانوں کی ولولہ خیز جانبازیاں پڑھنے والوں کو مبہوت بنا دیتی ہیں۔ طرابلس کا مقدس خداوند کار تھیسٹا۔ شمالی افریقہ کی حسینہ سفیریہ کو قابو میں کرنے کیلئے اپنے فرنگی وعظوں میں کیا کیا ترکیب دکھاتا ہے اور محبوبہ خداوند کس طرح اپنی عصمت بچا کر اسلام قبول کرتی ہے۔ یہ ایک راز ہے جو صرف کتاب محبوبہ خداوند کے مطالعہ سے حل ہوگا اور اس کتاب کے پڑھنے والے کو اس وقت تک چین نہ لینے دیگا جبتک کہ پوری کتاب ختم نہ ہو جائے مسلمانوں کی ایک قلیل جماعت عیسائیوں کی ٹڈی دل فوج کے مقابلہ میں کسطرح کامیاب ہوئی اور سفیریہ جسکا تمام افریقہ مخالف اور جسکے سینکڑوں مسیحی دلدادہ ہیں۔ کیونکر خداوند کے پنجہ سے چھوٹ کر ایک پاکباز مسلمان سے نکاح کرتی ہے۔ یہ وہ دلچسپ اور پردرد داستان ہے جس کا ہر فقرہ کلیجہ کے پار ہوتا ہے۔ قیمت صرف بارہ آنہ ۱۲؍

کنواری لڑکیاں نہ منگائیں: منیجر

مولانا عبدالحلیم شرر لکھنوی مرحوم کے

ادبی و تاریخی مضامین

مقالات شرر
مولانا شرر مرحوم کے

کمال انشاپردازی کا اعلیٰ نمونہ ۵۰ کے قریب وہ ادبی مضامین ہیں جو شرر مرحوم کی شہرت کا باعث ہوئے [illegible] مولانا کا زور قلم پوری طرح نمایاں ہے دنیا زمانہ [illegible] اندھیری رات [illegible] بدل اگر غریباں [illegible] درجہ کے مضامین [illegible] جادونگار انشاپرداز ہیں گے۔ چکنا کاغذ طباعت عمدہ رعایتی قیمت ؏؍

سفرنامۂ ہستی
مولانا عبدالحلیم شرر [illegible]

ادبی مضامین

جس میں نیرنگی دنیا کا نقشہ اس طرح کھینچا ہے کہ دل پر اثر ہوئے بغیر نہیں رہتا مولانا شرر کی انشاپردازی کا بہترین نمونہ ہے، قدرتی مناظر کے سین فطرت انسانی پر بحث دنیا کا نقشہ [illegible] اختیار کیا گیا ہے۔ حال میں یہ کتاب چھپی ہے۔ قیمت ۸؍

قیمت رعایتی

صرف ؏؍ ایک روپیہ

پردہ
شرعی پردہ کی نسبت مولانا کے قابل دید مضامین جو نہایت مدلل قرآن و حدیث و فقہ کے احکام کے موافق لکھے گئے ہیں عورتوں کے جو جو حقوق مردوں نے غصب کئے ہیں انکو دلانے کی پرزور کوشش کی گئی ہے تعداد نکاح کی رسموں پر [illegible] پردے، عورتوں کی حمایت میں مشہور کتاب ہے اور بعید [illegible] کاغذ چھپائی عمدہ رعایتی قیمت ؏؍

اسلامی سوانحعمریاں
مولانا شرر مرحوم کی آخری تصنیف دنیا کے نامور اور مشہور مسلمانوں کی نہایت دلچسپ سبق آموز سوانحعمریاں قیمت صرف ۸؍ علاوہ محصول ڈاک

تذکرہ مشاہیر عالم
دنیا کے بڑے بڑے چالیس آدمیوں مثلاً بطلیموس، جالینوس، بانی حاتم طائی سکندر، بقراط وغیرہ کی سبق آموز سوانحعمریاں

رعایتی قیمت ۸؍

مجموعۂ نظم شبلی
علامہ شبلی کی قومی شاعری میں روح پھونکدی ہے۔ قیمت رعایتی ۶؍

سوانحعمری مولانا روم
دنیا کی سب سے بڑی اور مشہور معروف مثنوی مولانا روم ہی نے لکھی تھی۔ قیمت رعایتی۔ ؏؍





لندن کے ایک کارخانہ کی لڑکیاں ماہرین فن کی نگرانی میں
مخصوص قسم کی ورزشیں کر رہی ہیں -

شہزادی الفلا بیاٹرس آف سپین



جلدی منگنی شہزادۂ ویلز سے ہونیوالی تھی ۔ اسکے والد شاہ الفانسو کے
تخت سلطنت سے دست بردار ہونے کے باعث
ممکن ہے یہ رشتہ اب رک جائے ۔



زنانہ ہندوستانی ہاکی ٹیموں کی انگریز اور فرانسیسی کارکن خواتین صوبہ میں
بائیں جانب سے مس وینفرڈ براؤن (جو ہاکی میں مس بادشاہ کا لقب حاصل
کر چکی ہیں) انگریزی گول کیپر- مس جیکو لائن ٹیم کی کپتان اور مس
کلاری دے لانائی ٹیم کی فرانسیسی سیکرٹری ہیں ۔

ہز ایکسی لینسی لیڈی ولنگڈن
اپنے خاوند کے ہمراہ



جو اسوقت ہندوستان پہنچ گئی ہیں

رسالہ عصمت دہلی

جلد ۴۶ | بابتہ ماہ مئی سنہ ۱۹۳۱ء | نمبر ۵

تصاویر ۹

فہرست مضامین

چندہ سالانہ پیشگی مع محصول ڈاک وغیرہ **قسم خاص** جو آرٹ کاغذ پر چھپتا یعنی جس کاغذ پر تصاویر چھپتی ہیں دس روپے۔ رؤسائے سے پچیس روپے والیان ریاست سے سو روپے فی پرچہ ایک روپیہ۔

قسم اول (جو دبیز چکنے کاغذ پر چھپتا ہے پانچ روپے۔ فی پرچہ سات آنے ممالک غیر سے دس شلنگ سالانہ۔

قسم دوم۔ جس کے مضامین تصاویر ٹائٹیل وغیرہ کا کاغذ معمولی ہوتا ہے ساڑھے تین روپے۔ فی پرچہ پانچ آنہ۔ ۵

(باہتمام ابراہیم مولوی محمد امان الرحمن پرنٹر و پبلشر محبوب المطابع برقی پریس دہلی میں چھپا)

تاریخ شہادت کے چند اوراق

حضرت علامہ راشد الخیری قبلہ نے گو واقعہ کربلا کے مختصر حالات الزہرا اور عروس کربلا میں تحریر فرمائے ہیں۔ لیکن عصمتی بہنوں کا دس دس پندرہ پندرہ سال سے سخت اصرار تھا کہ علامہ محترم اپنے مخصوص رنگ میں شہادت نامہ تحریر فرمادیں جو غلط سلط روایتوں سے پاک ہو۔ میں کوشش کر رہا تھا۔ کہ آمنہ کا لال شائع ہونے سے قبل یہ کتاب شروع کر دیجائے۔ الحمدللہ میری کوشش بارآور ہوئی اور عصمتی بہنوں کو یقیناً یہ معلوم ہو کر خوشی ہوگی کہ علامہ محترم آج کل تاریخ شہادت لکھ رہے ہیں۔ جو خدا کو منظور ہوا تو آخر مئی تک شائع ہوجائیگی۔ آمنہ کے لال کی طرح یہ بے مثل کتاب بھی خلاف عقل و قیاس باتوں سے پاک ہے۔ اور غیر مسلموں کے سامنے نہایت فخر سے پیش کیجا سکتی ہے۔ تاریخ شہادت یا سیدہ کے لال میں علامہ محترم نے نثر میں جو مرثیے لکھے ہیں۔ انکو پڑھ لینا مسلمان کے واسطے بغیر ہچکی بندھے مشکل سے ممکن ہو۔ ادب لطیف کے علاوہ جو کتاب کی جان ہے سیدہ کے لال کا ہر لفظ سوز و گداز اور درد و کرب میں ڈوبا ہوا ہو۔ اس کتاب کے مطالعہ سے واقعہ کربلا کے مفصل حالات، بنوامیہ اور بنو فاطمہ کی پوری کیفیت معلوم ہوگی۔ سیدہ کا لال شہادت کی ایسی تاریخ ہے جس کے پڑھنے کے بعد سرور کائنات کی وفات سے سید الشہداء کی شہادت تک کے تمام واقعات پوری طرح سمجھ میں آجاتے ہیں۔ کتاب کے آخر میں اختلافات سنی و شیعہ پر ایک تبصرہ ہے جو ہر مسلمان کی نظر سے گذرنا چاہیئے۔ اس کتاب کی مصروفیت کی وجہ سے علامہ محترم کئی ماہ سے عصمت کیلئے کوئی مضمون نہ لکھ سکے اسلئے ہم تاریخ شہادت کے چند ابتدائی اوراق اس پرچہ میں نقل کرتے ہیں۔ ایڈیٹر

ہیجوں میں پہلا مسلمان جنازہ

رسول ہاشمی کو برحق سمجھنے والے مسلمانو! انصاف کی نگاہیں بلند کرو اور شوق کے قدموں سے آگے بڑھو۔ قبرستان ہیجوں میں مکوہ جنازہ نظر آئیگا جس کو عقل انسانی تحسین و مرحبا کے پھول نچھاور کر رہی ہے فرشتے اپنی پلکوں سے اس قبر کی جھاڑو دے رہے ہیں۔ یہ وہ عورت ہے جس نے معصوم اسلام کی اسوقت حمایت کی جب دنیا اسکو ٹھکرا رہی تھی۔ یہ وہ بیوی ہے جس نے اپنا تمام زر و دولت اور سب مال و متاع مذہب مقدس پر لٹا دیا۔ اور آج خالی ہاتھ خدا کے حضور میں جا رہی ہے۔ یہ وہ ماں ہے جو مسلمانوں کے واسطے سیدہ جیسی بچی چھوڑ رہی ہے۔ وہ بچی جو دنیا کی بہترین عورت ہے۔ وہ بچی جس کا نام مسلمان سر آنکھ پر رکھیں گے۔ وہ بچی جس کی زندگی مسلمانوں کے واسطے پیام تسکین اور جس کی موت انکی زندگی کا

سن ہوگی جس کے بطن مبارک سے حسنین جیسے بچے پیدا ہوں گے وہ بچے جو مسلمانوں کو زندگی کے معنی بتائیں گے۔ یہ وہ مسلمان ہے جس کے ایثار کا جواب دنیا کی کوئی مسلمان عورت نہ دے سکی یہ وہ عورت ہے جس کی قربانیاں جس کی خدمات افضل البشر کا مقابلہ کر رہی ہیں۔ یہ وہ بیگم ہے جس کی میت صداقت کے پھولوں سے آراستہ اور حقیقت کے جواہرات سے مزین ہے۔ یہ وہ دلہن ہے جسکا لباس سدا بہار پھولوں سے معطر ہے۔ ہماری پیاری ماں ہمارے آقا کی پہلی بیگم اسلام کی پہلی مربی۔ رسول اللہ کی پہلی جان نثار اور کلمہ توحید کی پہلی سرپرست۔

قریش کا منافق گروہ جنازہ کی بیکسی پر ہنس رہا ہے۔ مگر ایمان کی آنکھیں ام المومنین کی وداع پر پھوٹ پھوٹ کر رو رہی ہیں قربان اس میت پر میت والی کے نام پر نثار اس جنازہ پر جنازہ کی بیکسی پر جسکا طواف ملائکہ مقربین کر رہے ہیں۔ قریش کے ناپاک ہاتھ اس جنازہ کو کندھا دینے کے قابل نہ تھے۔ فرشتے ہاتھوں ہاتھ لائے ہیں اور یہ وہ وقت ہے کہ عروس اسلام کا جسد خاکی جو مذہب مقدس پر پروانہ وار فدا ہو چشم انسانی سے روپوش ہو کر ابدی نیند سو جائے

زندہ دنیا کی مسلمان لڑکیاں زیادہ نہیں چند لمحہ کے واسطے آنکھیں بند کریں اور سوچیں کہ وہ کیا وقت ہوگا اور خلوص وصداقت کی اس دیوی نے کس دل سے کیسی کیسی قربانیاں کی ہونگی۔ عزیز فرنٹ ہو گئے۔ کنبہ دشمن ہوا، محلے نے ملنا جلنا ترک کیا برادری نے آنا جانا چھوڑا۔ اثاثہ ختم۔ دولت فنا اور یہ سب کس کے لئے اور کیوں! ایک تن واحد کے واسطے۔ خدا اور اس کے رسول کی رضامندی کو جس کی دولت سے ایک دنیا مالا مال ہو رہی تھی۔ آج اس کے پاس اللہ ہی اللہ ہے،

جب دفن کا وقت آیا تو بنوامیہ اور قریش نے متفقہ کوشش کی کہ ام المومنین ہجون میں دفن نہ ہوں۔ ان میں سے ایک شخص عروان نامی آگے بڑھا اور کہا کہ یہ ہمارا خاندانی قبرستان ہے۔ جہاں ہمارے بزرگ اور باپ دادا دفن ہیں۔ یہ ہمارے مذہب سے برگشتہ ہو کر عبداللہ کے لڑکے پر ایمان لائی اور بڑوں کے عقیدے سے پھری۔ ہم اس کو یہاں دفن نہ ہونے دینگے۔ ابتدا میں اس بحث نے زیادہ طول پکڑا مگر پھر وہ خود ہی ٹھنڈے ہو گئے۔ اور کہا زندگی تک یہ اپنے عقائد کی مالک تھی۔ مگر اب یہ گوشت پوست ہمارا ہے۔ اور اگر ہمارے ہاں دفن ہو تو کوئی مضائقہ نہیں۔

سیدہ صلوۃ اللہ علیہا کی کیفیت

طلوع آفتاب کو دو پہر سے زیادہ گذر چکے۔ جنازہ کو گئے چار پانچ گھنٹے ہو گئے اطم اپنے گھر گئی فاطمہ بنت اسد اور فاطمہ بنت زبیر بھی چلی گئیں اب گھر میں ایک معصوم بچی کے سوا کوئی نہیں۔ کیسا نازک وقت اور درد انگیز سماں ہے کہ پانچ سال کی ایک معصوم بچی جو ابھی موت وزندگی کو نہیں سمجھ سکتی۔ ماں کو چاروں طرف ڈھونڈھتی پھر رہی ہے۔ آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھتی ہے۔ کونے کونے جاتی ہے چھپے چھپے پوچھتی ہے۔ بچھونے اٹھا کر دیکھتی ہے۔ اور مایوس ہو کر ایک کونہ میں خاموش ہو بیٹھتی ہے۔ اسکو تسکین دینے والے گھر کے در و دیوار ہیں۔ اور اسکو سینہ سے لگانے والے ہوا کے جھونکے، بیکسی

وتنہائی کے عالم میں ننہا سا دل ڈرتا ہے کھڑی ہوتی ہے۔ اوہر اُدھر دیکھتی ہے اور پھر اماں اماں کہتی ہوئی دروازہ تک پہونچکر لوٹتی ہے اور گر پڑتی ہے۔ فاطمہ بنت اسد اور فاطمہ بنت زبیر آکر اٹھاتی ہیں۔

جب رسول اللہ صلعم گھر میں داخل ہوئے تو عجب سماں تھا۔ ماں سے بچھڑی ہوئی بیٹی جس کا دل خون کے آنسو رو رہا تھا۔ باپ کی صورت دیکھتے ہی تڑپ اٹھی اور دوڑ کر لپٹ گئی۔ سرور کائنات نے سر پر ہاتھ پھیرا تو انکے چہرۂ اقدس پر نظر ڈالکر پوچھا "میری اما کہاں ہیں" اس سوال نے سننے والوں کے کلیجے توڑ دئے۔ سید المرسلین نے فرمایا خدا کے ہاں۔ معصوم دل اس کا مطلب نہ سمجھ سکا۔ اور بچی کی خاموش نظریں باپ کے چہرہ پر جمی رہیں۔ سرور عالم نے گود میں اٹھا کر پیار کیا۔ اور تسکین دیکر باہر تشریف لے گئے۔ معصوم و مغموم چہرہ خوشی سے بدل گیا۔ اور شہزادی یہ کہتی ہوئی ہشاش بشاش گھر میں دوڑنے لگی۔ رسول اللہ میری اما کو اللہ کے ہاں سے لینے گئے ہیں اب میری اما آتی ہوں گی۔ ان کا بچھونا صاف کر دوں سلوٹیں پڑی ہوئی ہیں۔ خالہ میں اتنے دوا بھگو دوں آتے ہی پی لینگی کھانسی کو آرام ہو جائیگا۔ کہیں مجھ سے خفا نہ ہو گئی ہوں۔ اچھی خالہ رسول اللہ صلعم سے کہنا مجھے بھی ساتھ لیچلیں۔ میں اما جان کو منالوں گی۔ وہ مجھ ہی سے ناخوش ہیں۔ اٹھو اٹھو اچھی خالہ جان جاؤ کہد و مجھے بھی لے چلیں وہ میرے کہنے سے فوراً آجائیں گی۔ میں ہاتھ جوڑ کر قصور معاف کرا لوں گی۔ بڑی خالہ جان تم جاکر رسول اللہ سے کہد و کہ میں اب اپنی اما سے نہ روٹھوں گی۔ کپڑے بھی بدل لونگی۔ سر بھی دُھلوالونگی۔ خالہ اماں میری اما جان مجھ سے خفا ہو کر چلی گئیں۔ اب رسول اللہ صلعم منا لائیں گے ایسی خفا ہوئیں کہ آج صبح سے مجھے کھانا بھی نہیں دیا۔ اب آتی ہونگی کھونگی ایسی بگڑیں کہ سارا دن گذر گیا ایک کھجور بھی منہ میں نہ گئی۔ ہاں ہاں مجھے یاد آگیا کپڑوں پر خفا ہوئی ہیں میں نے کپڑے نہیں بدلے۔ اچھا اب جلدی سے بدل لوں،

تاریکی پردہ دنیا پر چھا چکی تھی۔ قریش جگمگاتی روشنیوں میں رنگ رلیاں منا رہے تھے۔ مگر دونوں جہان کی ملکہ کے پاس تیل کے چند قطرے بھی نہ تھے کہ ماں کی لحد پر جلا دیتی ننا سا دل اپنے معصوم جذبات سے ماں کے آنے کی تیاریاں کر رہا تھا۔ اندھیرے میں منھ دھویا۔ جلدی جلدی کپڑے بدلے اور دروازہ میں جا کھڑی ہوئی۔ ساعت قیامت سے وہ وقت کم نہ تھا جب چھ برس کی ایک جان دروازہ میں کھڑی اس ماں کی راہ دیکھ رہی تھی جو زمین کا پیوند ہو چکی تھی۔ دفعتہً اسمار بنت عمیس ردا اوڑھے ہوے اور منہ ڈھانکے ڈیوڑھی میں داخل ہوئیں۔ بیوی خوشی کے مارے اچھل پڑی اور لپٹ کر کہا۔

"میری اما جان آگئیں"

بنت اسد اور بنت زبیر کے سینوں میں کہرام مچا ہوا تھا بنت عمیس بیوی کے اس کہنے سے میری اما جان آگئیں اور لپٹ جانے سے بالکل بے اختیار ہو گئیں۔ منہ چھپائے رکھا اور گود میں اٹھا کر کلیجہ سے لگا لیا۔ شام ہو چکی ہے اور لڑکے

تھپیڑے سے کم ہو چلے ہیں۔ آسمان کے آنسو موتیوں کی صورت میں بکھر گئے ہیں اور نیند کے ڈورے شہزادی کی آنکھوں میں نمودار ہو چکے ہیں آنکھیں مچتی ہیں اور کھلتی ہیں۔ ام المومنین خدیجۃ الکبریٰ کے بعد یہ پہلی رات ہے کہ شہزادی ماں کے پہلو سے بچھڑ کر اسماء کے سینہ سے چمٹی ہے دونوں ہاتھ گلے میں اور سر گردن سے لگا ہوا ہے نیند کے جھونکوں میں یہ الفاظ زبان سے نکل رہے ہیں۔

"اماں جان اب نہیں جانے دونگی"

روتی ہوئی آنکھوں سے تڑپتے ہوئے دل سے چھپے ہوئے چہرہ سے اسماء بچی کو لیکر لیٹی اور آہستہ آہستہ سر پر ہاتھ پھیر کر بال درست کئے۔ اسماء کا زخمی دل جو جوان بیٹے کا داغ اٹھا چکی تھی شہزادی کی حالت سے بے اختیار ہو گیا منھ پر منہ رکھکر رونے لگی - فرط محبت سے بھیچ بھیچ کر بچکیاں لے رہی تھی کہ بیوی کی آنکھ کھل گئی، اور دیکھ لیا کہ یہ آواز میری ماں کی نہیں ہے۔ روتی ہوئی اٹھ بیٹھی اور اسی نیند میں کہا۔

"پھوپی جان تو میری اماں جان کہاں گئیں"

اس کا جواب ایک بے اختیار چیخ تھی جو اسماء کے منہ سے نکلی اور اس نے کہا خدا کے پاس گئی۔ اب شہزادی اُٹھ کھڑی ہوئی اور کہا رسول اللہ صلعم نے بھیج تو دیا تھا شام کو آگئیں تہیں۔ اب پھر چلی گئیں آپ نے بھی نہ روکا۔

سیدۃ النساء کا مزاج و فضائل

سیدہ صلواۃ اللہ علیہا کی جو عزت و وقعت سرور کائنات کی نگاہ میں تھی اور آپ جو اس قدر محبت فرماتے تھے اسکی بڑی وجہ یہ تھی کہ وہ سچ مچ کی رسول زادی تھیں صبر و شکر عفو و تحمل انکو ماں سے ورثہ میں ملا - ایثار و کرم جو دوسخا باپ کی تربیت و پرورش کا اثر تھا۔ چنانچہ حضرت علی کا بیان ہے کہ فاطمہ جس طرح بہترین عورت تھی اسی طرح بہترین بیوی اور گھر والی۔ اب اسکے گھر میں قاقم سنجاف نہ تھے۔ مگر انگنائی اور دیواریں ستھری اور صاف، کچھ شک نہیں کہ اس کی چکی سونے اور چاندی کی نہ تھی لیکن گرد و غبار سے پاک اور خاک مٹی سے محفوظ۔ ہمارا بچھونا تھا تو معمولی چمڑے کا مگر پاک وصاف، مجھے یاد نہیں کہ فاطمہ نے کبھی میری خواہش کے خلاف کوئی کام کیا ہو۔ اسکی دلی خواہش اور کوشش مجھکو خوش اور رضامند رکھنا تھا۔ وہ نماز فجر کے بعد اپنے ہاتھ سے چکی پیستی تھی - گھر میں جھاڑو دیتی تھیں انکو متواتر فاقے جھیلنے پڑتے تھے۔ لیکن کبھی شکایت زبان پر نہ آئی،

ایثار کی یہ کیفیت تھی کہ ایک موقعہ پر قبیلہ بنی سلیم کا ایک شخص رسول اللہ صلعم کی خدمت میں حاضر ہوا اور نہایت تلخ گفتگو کی۔ آنحضرت نے اس کا جواب اس قدر نرمی سے دیا کہ وہی شخص جو کاہن اور جادوگر بنا رہا تھا۔ اس نے تصدیق نبوت کی۔ اسلام قبول کر چکا تو سرور کائنات نے فرمایا کہ تیرے پاس کچھ کھانے کو ہے۔ اس نے عرض کیا قبیلہ بنی سلیم میں مجھ سے زیادہ مفلس کوئی شخص نہیں ہے۔ حضور اکرم نے اپنی جماعت سے فرمایا تم میں کون

شخص ایسا ہے جو اسکو ایک اونٹ دیدے۔ سعد ابن عبادہ اٹھے اور عرض کیا میرے پاس ایک اونٹنی ہے۔ جو میں اسکو دیتا ہوں۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا مسلمانوں تمہارے ایک بھائی کا سر ننگا ہے۔ کون ہے جو اس کا سر ڈھانک دے۔ حضرت علی نے یہ سنکر اپنا عمامہ اسکے سر پر رکھدیا۔ اب رسالت مآب نے فرمایا ہے کوئی اللہ کا بندہ جو اس کا پیٹ بھردے۔ یہ سنکر سلیمان لٹھے اور اسکو ساتھ لیکر باہر نکلے چاروں طرف پھرے۔ مگر کھانا کہیں موجود نہ تھا۔ دفعتہً جناب سیدہ کا خیال آیا۔ اسکو ہمراہ لیکر دروازہ کھٹکھٹایا۔ اور مفصل کیفیت بیان کی بی بی سیدہ کی آنکھ سے آنسو نکل پڑے اور فرمایا سلیمان قسم ہے اس خدا کی جو بہتر و برتر کی جو کون و مکان کا خالق ہے کہ میرے پاس آج تیسرا روز ہے کہ رزق کی قسم سے کوئی چیز نہیں۔ مگر ایک مسلمان جو بھوکا پیغمبرزادی کے گھر پر گیا بھوکا نہیں جا سکتا۔ میری چادر لے اور شمعون یہودی سے کہہ کہ فاطمہ محمد کی بیٹی کی یہ دا رکھہ کر اسکو جنس دیدے۔ سلیمان پر اس واقعہ سے ایک عجیب کیفیت طاری ہوگئی۔ انہوں نے چادر کو بوسہ دیا اور روتے ہوئے شمعون کے پاس چلے۔ اعرابی ساتھ تہا۔ جناب سیدہ کے ایثار و کرم پر دل ہی دل میں عش عش کر رہا تھا کہ سلمان نے شمعون کو چادر دی اور بی بی فاطمہ کا پیام پہونچایا۔

یہودی نے چادر کو الٹ پلٹ کر دیکھا۔ اور واقعہ پر غور کرنے لگا۔ دفعتہ اسکی حالت بگڑی اور کہا سلمان۔ بی بی فاطمہ کے حکم کی تعمیل کرتا ہوں، اے سلمان یہ وہ لوگ ہیں جن کی خبر ہمارے پیغمبر نے توریت میں دی ہے۔ میں سب سے پہلے جناب سیدہ کے ایثار و کرم کی تصدیق کرتا ہوں۔ حقیقت میں وہ بنت الرسول ہے۔ اسکے بعد اس کے باپ پر ایمان لاتا ہوں۔ لے یہ اناج لے اور جا۔ سلمان فوراً سیدہ کی خدمت میں حاضر ہوئے آپنے اپنے ہاتھ سے پیسا اور آٹا گوندہ کر روٹی پکائی تو سلمان نے کہا اس میں سے دو روٹیاں بچوں کے لئے لیجئے سلمان کی اس تجویز پر سیدہ مسکرائیں اور فرمایا یہ میرا مال نہیں ہے۔ خدا کی راہ پر دے چکی۔ سلمان اعرابی کو ساتھ لئے روٹی سمیت سرور کائنات کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ جب اعرابی کھانا کھا چکا تو حضور اکرم نے دعا فرمائی اور کہا۔

الٰہی فاطمہ تیری لونڈی ہے اس سے راضی رہیو"

حضرت علی جو شخص جرأت و ہمت کے لحاظ سے عربستان میں اپنا جواب نہ رکھتا تھا جس کی طاقت نے فطرت انسانی کو متحیر کر دیا تھا۔ اس کے ایثار و اسلام کی کیفیت یہ تھی کہ سرور دو عالم کی ہجرت کے بعد مدینہ منورہ میں ایک رات دونوں میاں بیوی اور بچوں پر فاقہ کی گذری۔ نماز فجر سے فراغت پا کر۔ . . خدا کا شیر تلاش معاش میں باہر نکلا۔ چاروں طرف نظر دوڑائی۔ مگر کوئی ذریعہ یا جگہ میسر نہ آئی۔ دن کا بڑا حصہ اسی اُدھیڑبن میں بسر ہوا اپنا خیال مطلق نہ تھا۔ مگر معصوم بچوں کی بھوک پر کلیجہ کٹ رہا تھا۔ بازار کے متواتر پھیرے کئے۔ لیکن کام نہ ملا

اور آفتاب کی روشنی جھلملانی شروع ہو گئی۔ اب امیر علیہ السلام کو یقین تھا کہ کل کی طرح آج کی رات بھی بچاروں سے لالوں پر صاف گزری اور بنت الرسول پر فاقہ رہا۔ اتفاق محض سے نماز مغرب کے بعد جب شام کی تاریکی پردہ دنیا پر چھا رہی تھی۔ اور رات فاقہ زدہ سیدانی اور اس کے لالوں پر سیاہ آنسو گرا رہی تھی۔ ایک تاجر اپنا سامان لیکر پہونچا اور جن مبارک ہاتھوں نے خیبر کا دروازہ چشم زدن میں اکھاڑ کر پھینک دیا تھا۔ جنکو بوسہ دینا کائنات فلکی کا فخر تھا۔ وہ اسباب ڈہونے میں مصروف ہو گئے۔ دنیا کی آنکھیں اس سے زیادہ تیرہ و تار سماں بہ مشکل دیکھیں گی کہ علی ابن ابی طالب رسول اللہ کا داماد۔ فاطمہ کا شوہر حسنین کا باپ اور خدا کا شیر۔ بیوی بچوں کا پیٹ بھرنے کے واسطے ان کندھوں پر جو حسن و حسین کا جھولا رہے تھے بھاری بھاری اسباب ڈہو رہا ہے۔ چہرہ نماک آلود ہے۔ اور لباس گرد میں اٹ رہا ہے۔ رات کے ابتدائی حصے نے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر یہ کیفیت دیکھی۔ اور آسمان اس ایک درم پر جو شیر خدا کے ہاتھ میں رکھا گیا پھوٹ پھوٹ کر رو دیا۔ اور انسانیت کی اس مجسم و مکمل تصویر نے بچوں کا پیٹ بھرنے کی فکر میں جلدی جلدی قدم بڑھائے مدینہ کی گلیاں ان مبارک قدموں کو ذوق و شوق میں بوسے دے رہی تھیں کہ سامنے سے ایک بڑھیا جس کے قویٰ کا انحطاط حیات انسانی کی تفسیر کر رہا تھا۔ لکڑی ٹیکتی ہوئی سامنے آئی اور صورت دیکھ کر باآواز بلند کہا۔

"علی! میں اور میرا بڈھا بیمار شوہر تین وقت سے بھوکے ہیں۔ خدا کا واسطہ ہمارا پیٹ بھر دے"

بڑھیا کے الفاظ زنجیر بنکر امیر علیہ السلام کے پاؤں میں پڑے۔ مقابلہ پورا تھا۔ تین ہی وقت کا فاقہ سیدہ اور سیدہ کے بچوں پر تھا۔ فطرت انسانی کا تقاضا کچھ اور تھا۔ مگر بڑھیا کی صدا نے جس میں خدا کا نام شامل تھا۔ اس قلب کو جو عبادت الٰہی کے وقت گرم پانی کی طرح جوش کھاتا تھا موم کر دیا درم بڑھیا کے حوالے کیا اور فرمایا

"خدا تجھپر اور مجھ پر رحم کرے"

ان واقعات سے بآسانی معلوم ہو سکتا ہے کہ سیدہ جیسی ماں کی گود اور امیر جیسے باپ کی آغوش سے جو بچے پیدا ہوئے ہونگے۔ ان کی طبیعتیں کیسے کیسے انسانی جواہرات سے مالا مال ہونگی اور مال و منال کے بجائے انکو ورثہ میں ماں باپ سے کس قسم کی فضائل و خصائل ہاتھ آئی ہونگی۔

بال اور لباس

۸۔ مسٹر فضلی ٹوکیو (جاپان) کے خیالات

قدامت پسندی اور فیشن پرستی کے متعلق جو کچھ فاضل مضمون نگار نے جنوری ۱۹۳۱ء کے عصمت میں تحریر فرمایا ہے مجھے اس سے بالکل اتفاق ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ قدامت پسند حضرات مذہب کی آڑ میں اپنی پرانی وضع کی حمایت کرتے رہتے ہیں اور ہرگز نہیں چاہتے کہ انسان ترقی کی راہ میں ایک قدم بھی آگے بڑھائے۔ واقعی کیسی مضحکہ انگیز تنگ نظری ہے کہ ایک خاص قسم کی وضع کا نام فیشن رکھکر اس کو برا بھلا کہا جائے۔ حالانکہ ہر لباس وضع وقطع و رسم و رواج جو کسی قوم یا قبیلہ میں رائج ہو وہی فیشن ہے۔ یہاں تک کہ خود برہنہ رہنا اب سے دو ہزار برس قبل دنیا کی اکثر مہذب ترین قوموں میں سب بڑا فیشن تھا۔ وہ وضع جس کو آج ہندوستان میں عوام انگریزی وضع اور خواص مغربی وضع کہتے ہیں آج یورپ کے ممالک میں یورپین۔ امریکہ میں امریکن۔ افریقہ میں افریقی۔ اناطولیہ میں ترکی۔ ایران میں ایرانی اور جاپان میں جاپانی کہلاتی ہے۔ گویا اب یہ وضع بین الاقوامی حیثیت اختیار کر چکی ہے۔ مخالفین یاد رکھیں کہ ایک نہ ایک دن ہندوستانی مردوں کے سر ہیٹ سے اور ہندوستانی عورتوں کے جسم فراک اور پیٹی کوٹ سے ڈھکے بغیر نہیں رہینگے۔ افغانستان اور چین جیسے قدامت پرست ممالک بڑی تیزی سے اس انقلاب کی جانب بھاگ رہے ہیں پھر ہندوستان اس سے بچکر کہاں جائیگا جو کچھ ہندوستان میں ہو رہا ہے وہ بھی ہماری نظروں سے پوشیدہ نہیں ہے۔ کڑھنے والے کڑھ رہے ہیں خوش ہونے والے خوش ہو رہے ہیں۔ مگر زمانہ ان دونوں سے مستغنی اپنے کام میں ہمہ تن مصروف ہے۔

پس لباس کے متعلق تو کسی غور و فکر کی ضرورت ہی باقی نہیں۔ اب رہی مردوں کی ڈاڑھی اور عورتوں کے بال۔ سو ہندوستان سے باہر نکلکر اس مسئلہ پر غور کرنا چاہئے۔ تمام دنیا کے مرد اپنی ڈاڑھی کو خیرباد کہہ چکے اور کہہ رہے ہیں اور روز بروز یہ جنس گراں اور نادر ہوتی جاتی ہے۔ تمام دنیا کے مردوں میں اگر ڈاڑھی والوں کا شمار کیا جائے تو بمشکل ایک فیصدی نکلیں گے۔ مگر عورتوں کے بال ابھی اس عام دستبرد سے محفوظ ہیں۔ پہلے میں یہ بتانا چاہتی ہوں کہ عورتوں کے تراشیدہ بال Bobbed hair بین الاقوامی وضع نہیں ہے فی الحال اس کی حیثیت محض اختراع کی سی ہے۔ خود یورپ و امریکہ میں جہاں اس وضع کی ایجاد ہوئی ہے اب تک یہ عام وضع نہیں ہے۔ ان ممالک میں اب بھی ہزاروں جوان عورتیں لمبے بال رکھتی ہیں اور اس وضع کو نشان حسن خیال کرتی ہیں۔ جاپان ایک ایسا ملک ہے کہ مغربی معاشرت

کی تقلید میں تمام دنیا کے ہر ملک پر سبقت حاصل کر چکا ہے۔ مگر اس معاملہ میں یہاں کی کیفیت یہ ہے کہ خاص ٹوکیو میں ایک ہزار نوجوان عورتوں میں بمشکل ایک عورت ایسی نکلے گی جس کے بال تراشیدہ ہوں۔ تقلید سے قطع نظر اب اس امر پر غور کرنا چاہیئے کہ فی نفسہ عورتوں کے لئے بالوں کا ترشوانا مفید ہے یا غیر مفید۔ مرزا صاحب موصوف نے لمبے بالوں کی مذمت اور تراشیدہ بالوں کی تعریف میں قدرے مبالغہ سے کام لیا ہے اس سلسلے میں جس بے عنوانیوں اور غلاظتوں کا ذکر کیا ہے۔ وہ ہیں تو واقعات مگر ان کی علت لمبے بالوں کو بتلانا محض شاعرانہ حسن تعلیل ہے فی الحقیقت لمبے بال رکھنا جوئیں پالنا اور کھانے میں بال اور جوئیں گرانا لازم و ملزوم باتیں نہیں ہیں۔ اور نہ افلاس و ناداری کو میں غلاظت و گندگی و کاہلی کے لئے عذر معقول خیال کر سکتی ہوں ہماری موجودہ معاشرت ہی ان اخلاقی جرائم کی ذمہ دار ہے۔ ہم اس درجہ ان برائیوں کے عادی ہو چکے ہیں کہ ہم ان کو اخلاقی جرائم ماننے کے لئے بھی بمشکل تیار ہوتے ہیں۔ جیسا میں اوپر ذکر کر آئی ہوں کہ جاپان میں اعلیٰ اوسط و ادنیٰ ہر طبقے کی جوان عورتیں لمبے لمبے بال رکھتی ہیں۔ مگر میں نے کبھی کسی عورت کے بال پریشان نہیں دیکھے، اور لطف یہ ہے کہ تیل بھی نہیں لگاتیں اور نہ ہر وقت شیشے کنگھے سے شغل رکھتی ہیں۔ ابتداء میں اپنی خادمہ کے بال دیکھکر متحیر تھی کہ یہ کسی وقت یہ کنگھی سر میں نہیں کرتی۔ پھر بھی بال ہر وقت ایسے اچھے بنے رہتے ہیں کہ معلوم ہوتا ہے ابھی بنائے گئے ہیں۔ ایک روز صبح میں پانچ بجے اٹھی تو دیکھا کہ خادمہ بیٹھی ہے سامنے شیشہ ہے اور ایک سفید کپڑا گلے میں بندھا ہے۔ دوسرا سامنے پڑا ہے۔ اور بالوں میں برش کنگھی ہو رہی ہے۔ کنگھی چوٹی کرنے کے بعد نہایت احتیاط سے گرے ہوئے بال دونوں رومالوں میں لپیٹ کر گھر کے باہر کوڑے کے صندوق میں رکھ آئی سر پر ایک سفید دُھلا ہوا رومال باندھ لیا۔ اور ایک ایپرن پہن لیا۔ اس کے بعد تمام گھر کی زمینیں دھو کر اور رگڑ رگڑ کر چھتیں دیواریں دروازے اور فرنیچر جھاڑ کر صاف کیا۔ یہ کام دن نکلنے سے قبل ختم ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد ناشتہ تیار کیا۔ بازار گئی۔ واپس آکر کپڑے دھوئے اور پھیلائے۔ پھر کھانا تیار کیا۔ اس سے فارغ ہو کر کپڑوں پر استری کی، برش ہونے والے کپڑوں پر برش کیا۔ جوتوں پر پالش کی۔ اس کے بعد پھر ایک بار گھر کو جھاڑا پونچھا۔ شام کا کھانا تیار کیا۔ کھانے سے قبل سب نے غسل کیا۔ پھر سب نے کھانا کھایا۔ اس طرح دن بھر کا کام ختم ہوا

جاپانی طبعًا حد درجہ کفایت شعار اور جفاکش ہوتے ہیں اور بجز امرا کے خادمہ رکھنے کا رواج نہیں۔ ادنیٰ اور اوسط درجہ کے گھرانوں میں عورتیں مذکورہ بالا پروگرام پر عمل پیرا ہیں۔ اور باوجود اس قدر مصروفیت کے بھی لکھنے پڑھنے سینے پرونے بچوں کی نگہداشت اور ملنے جلنے کے لئے بہت سا وقت نکال لیتی ہیں۔ غریب سے غریب مرد یا عورت کے جسم یا لباس پر ذرا بھی کثافت نظر نہیں آتی۔ اس صفائی

کی وجہ صرف یہ ہے کہ یہ لوگ صاف رہنے کی کوشش کرتے ہیں اور گندہ رہنے کو سخت شرمناک بات سمجھتے ہیں اور محنت سے نہیں گھبراتے،

میں اصل بحث سے بہت دور چلی گئی مگر یہ بتانا چاہتی ہوں کہ آزاد قومیں کس طرح زندگی بسر کرتی ہیں اور کسی حال میں رہیں لیکن صفائی کو زندگی کا نصب العین سمجھتی ہیں۔ کیا مرزا صاحب کو یقین ہے کہ بال تراشے جانے کے بعد جوؤں اور بالوں کے کھانے سے نجات مل جائیگی۔ میں انکو یقین دلانا چاہتی ہوں کہ تراشنا تو ایک طرف اگر سر کے بال منڈوا بھی دئے گئے تو بھی اس وقت تک اس قسم کی غلاظتوں سے نجات نہیں مل سکتی جب تک کہ قوم میں صفائی کی قدر اور صفائی کی عادت پیدا نہو میں نے بچشم خود دیکھا ہے کہ ہندوستانی مائیں آٹا گوندھتے یا روٹی پکاتے ہوئے ناک صاف کر کے پھر اسی ہاتھ سے بغیر دھوئے ہوئے اپنا کام شروع کر دیتی ہیں۔ مگر اس کا علاج یہ ہرگز نہیں کہ ان کی ناک ہی کاٹ ڈالنی چاہئے،۔ اگر قوم کی اصلاح منظور ہے تو چشم ما روشن دل ما شاد اس سے بڑھکر نیک کام کیا ہو سکتا ہے۔ مگر اصلاح صحیح معنوں میں اصلاح معاشرت ہونی چاہئے، عورتوں کے لمبے بال رکھنے یا ترشوانے سے یہ مدعا ہرگز پورا نہوگا۔

بھائی صاحب نے بال ترشوانے کا ایک فائدہ یہ بھی بتایا ہے کہ اس طرح سے تیلوں کی خریداری میں جو لاکھوں روپے صرف ہوتا ہے وہ بچ جائے گا۔ مگر باڑھیر رکھنے والی بیگمات کو اس سے زیادہ رقم نائی کی نظر کرنی پڑے گی۔ نیز اگر تیل لگانا ضروری ہے تو وہ خواہ لمبے بال ہوں یا باڑھیر ہر حال میں ضروری ہے اور اگر اس رسم ہی کو ترک کر دیا جائے تو لمبے بال رکھتے ہوئے بھی یہ ممکن ہے،

تیل لگانے کی رسم جو ہندوستان میں نہایت شد و مد کے ساتھ مروج ہے۔ ممکن ہے کہ ہندوستان کی آب و ہوا کے لحاظ سے ضروری ہو۔ مگر یہ بالکل سچ ہے کہ تیل لگانا بذات خود بہت کچھ غلاظتوں کا باعث ہوتا ہے۔ جوؤں کی پیداوار میں خوب ترقی ہوتی ہے۔ اور کپڑوں پر بھی میل جمتا ہے۔

اب سوال ہوتا ہے کہ کیا واقعی باڑھیر یا تراشیدہ بال لمبے بالوں سے زیادہ خوبصورت معلوم ہوتے ہیں، ان کا قطعی جواب دنیا میں کوئی شخص نہیں دے سکتا اور نہ اپنے جواب کو دلائل و براہین سے ثابت کر سکتا ہے۔ کیونکہ معیار حسن نہ صرف ہر زمانے ہر ملک اور ہر سوسائٹی کے لئے جداگانہ رہا ہے۔ بلکہ ہر شخص کا معیار حسن انفرادی خصوصیات رکھتا ہے۔ اس لئے اس معاملہ میں مجھے تو بھائی رازق صاحب کا فیصلہ پسند آیا کہ " جسے پیا چاہے وہی سہاگن "

۹۔ کپتان ڈاکٹر نصیر الدین احمد کے خیالات

ولایت والیاں کیوں بال کٹواتی ہیں۔ میں نے اپنے ولایت کے قیام میں بے شمار دوستوں میں سے قریب

قریب ہر خاتون سے لیے ایسے سوالات کئے کہ جن کا سلسلہ اگر "عصمت" میں جاری کردیا جائے تو بہت دلچسپ ہوگا۔ لیکن میں اس سے احتراز کرتا رہا اور اس لئے میں نے چغتائی صاحب کے مجوزہ طریقہ پر بھی خاموشی سے کام لیا۔ لیکن چونکہ رازق صاحب اس مسئلہ سے دلچسپی لے رہے ہیں۔ اس لئے میں نے مناسب سمجھا کہ ناظرات عصمت کے لئے ولایت کی لڑکیوں اور سنجیدہ عورتوں کے چند جوابات ان کے نظریہ کو بھی پیش کرنے کے لئے لکھدوں۔ (۱) نوے فیصدی نے مجھے یہ جواب دیا کہ "چونکہ سب بال کٹواتی ہیں اس لئے ہم نے بھی کٹوالئے باقی دس فیصدی نے عدیم الفرصتی کا بیان کرتے ہوئے چھوٹے بالوں کے جلد دھلجانے اور صاف رکھ سکنے کا بہانہ کیا۔ یہ ایسی وجہ تھی جو انہوں نے دوسروں سے سن لی تھی۔

(۲) ایک بہت چھوٹا گروہ ایسا ملا کہ جن کے چند جوابات قابل اشاعت ہیں،

لندن کی ایک لڑکی - بال کٹوانے کے بہانے سر دبالوں کی کم از کم دسویں روز ضرور صفائی ہو جاتی ہے لیکن یہ صفائی ذرا گراں پڑتی ہے۔"

گلاسکو کی سینما ایکٹرس آج کل ٹوپیوں کے ایسے فیشن ہوتے ہیں کہ لمبے بالوں کی گذر نہیں، فیشن کے لئے اعلیٰ ٹوپی پہننا ضروری اور اسکے لئے بال کٹوانا لازمی ہے۔

ایک اسکول کی قابل استانی پی ایچ ڈی (سائیکالوجی) کسی کی اتباع یا نقل اسکی انتہائی چاپلوسی و تعریف کے مرادف ہے جس عورت کو اپنی قوت پر بھروسہ نہ ہو وہ بلا اختیار مرد کی نقل کرے گی۔ تاکہ وہ اسکو خوش کرسکے۔۔ اسی طرح مرد بھی یہی کرے گا۔ لیکن یہ طریقہ اخلاقی کمزوری کا نتیجہ ہے۔ یورپ میں ایک زمانہ تھا کہ مرد و عورت اپنی اپنی جگہ تھے۔ پھر وقت آیا کہ مرد اپنی دولت کے نشہ میں خواہش پرست ہو کر عورتوں کو خوش کرنیکے لئے اور اپنی اعلیٰ مردانگی کا ثبوت پیش کرنے کی ضرورت کو محسوس کرکے مونچھیں بڑھانے اور ڈاڑھی منڈانے لگے، رفتہ رفتہ رافت و لطافت نے قبضہ کیا اور مونچھیں بھی غائب ہوگئیں۔ اب جبکہ جنگ عظیم نے پاسہ پلٹ دیا۔ اور عورتوں کو اس کی ضرورت محسوس ہوئی تو مردوں کی نقل کو اپنا سچا ہتیار باور کرکے اپنی جنسی کمزوری و بیکسی کا ثبوت دیا۔ اب یہ اس قدر عام بات ہوگئی کہ جو طبیعتیں اس سے متنفر بھی ہیں اپنے ماحول سے متاثر ہو کر خموش ہیں۔"

ایک مزدور پیشہ انجمن کی ممبر "اغلباً کارخانوں میں کام کرنے والیوں نے مشینوں میں بال الجھجانے کے خوف سے سب سے پہلے بال کٹوانے کی رسم جاری کی۔ ان کا یہ فعل فیشن کے خیال یا صفائی کی غرض سے نہ تھا۔ بلکہ اپنی جان بچانے کے لئے عالمگیر جنگ کے زمانہ اور اس کے بعد جب عورتوں نے مردانہ پیشے اختیار کئے تو پیشہ کی مناسبت سے اپنی طرز بھی بدلدی اور اونچا سایہ اور بال کٹوانے شروع کردئے۔ ہوٹل ویٹریس

ہسپتالوں کی نرسیں، موٹروں کی ڈرائیور، گولا بارود کے کارخانوں کی ملازموں نے اپنی وردی میں مرد کے مشابہ نظر آنے کے لئے بال کٹوا دیئے جو رفتہ رفتہ فیشن ہو گیا۔"

ہندوستانی خواتین میری سوسائٹی میں ایسی ہندوستانی خواتین ہیں کہ جنہوں نے اپنے بال کٹوائے ہیں لیکن یہ فیشن ساڑی پر موزوں نہیں اور نہ وہ کچھ دلکش معلوم ہوتی ہیں۔ میں نے انگریزوں تک کو سنجیدگی سے اس کورانہ تقلید پر اعتراض کرتے اپنے کانوں سے سنا ہے۔

میری ذاتی رائے۔ اسراف کے جواب میں محترمہ آصفہ بیگم محمد علی صاحبہ کے جواب نے یہ صاف ظاہر کر دیا کہ عورتوں کے معاملات میں ہمیں اپنی خواہش کو منطقیانہ عام نظریہ کا لباس ہرگز نہیں پہنانا چاہیئے، ورنہ اب خبر نہیں ہے اس "اسراف" کے متعلق میرا ذاتی تجربہ جو ہر پندرہویں دن مجھے ہوتا ہے یہ ہے کہ اپنے لڑکوں کے دو دو آنے اور اپنے آٹھ آنے اور اپنی آٹھ سالہ لڑکی کے جس کے بال بڑھے ہیں۔ بارہ آنے دینے پڑتے ہیں۔

صفائی کے متعلق گو چھوٹے بالوں کو دھونے اور صاف کرنے میں نسبتاً سہولت ہے لیکن جوئیں جو بالوں کی جڑوں میں پیدا ہوتی ہیں اگر بے پرواہی کی جائے تو چھوٹے بڑے سب طرح کے بالوں میں پڑ سکتی ہیں، اور میں نے ولایت میں ان لڑکیوں کے بڑھے ہوئے گردن کے غدودوں کا علاج جن کے بال کٹے ہوئے تھے اور جنکو کنٹھ مالا کا شبہ تھا سر کی جوئیں بجلی کے ذریعہ مار دینے سے کیا تھا۔ خدا کرے کہ ہم تھوڑے روز اور لمبے بال دیکھ سکیں۔

۱۰۔ مولوی عبدالحی صاحب عباسی کا جواب

مرزا صاحب نے میرے مضمون "ہمارا تمدن خطرہ میں" پر ماہ جون ۳۰ء میں شائع ہوا ہے۔ ایک خاص نوعیت سے اعتراض کرتے ہوئے مشورہ دیا ہے کہ ہمیں اپنی عورتوں کے بال کٹوا دینے چاہئیں۔ اس تخیل کے ثبوت میں جو دلائل پیش کئے گئے ہیں۔ ان کو حقیقت کی روشنی میں تفصیل سے پیش کرونگا، یہ محض غلط ہے کہ" ہر ملک کا تمدن وہ ہوتا ہے جو زمانہ کی موافقت کر کے غیر ملکی تاثرات کو قبول کر کے رنگ بدلتا ہے" بلکہ تمدن سے مراد وہ اصول معاشرت اور اجتماعی زندگی کے غیر منضبط شدہ قوانین ہیں جو کئی پشتوں اور دور زمانہ سے کسی ملک و قوم میں اس طرح جاری و ساری ہیں کہ اسکے لئے وجہ امتیاز بن گئے ہیں۔ وہ فرد یا قوم ہرگز کسی تمدن و تہذیب کی حامل نہیں کہی جا سکتی ہے جو ابن الوقت ہو اور زمانہ کے الٹ پھیر کے ساتھ روپ بھرتی رہے، کسی قوم کی بقاء حیات کے لئے ضروری ہے کہ وہ سختی سے اپنے تمدن پر قائم رہے۔ ڈیڑھ سو برس سے ہندوستان میں اقامت کرنے کے باوجود بھی آج یوروپین اقوام میں تمدنی نقطہ نظر سے خورش۔ پوشاک اور اصول زندگی میں کوئی فرق نہیں پیدا ہوا ہے۔

پیدا ہوا ہے۔ کسی جماعت اور قوم کی خوراک، پوشاک و دیگر رسوم و عادات خاص تاریخی روایات، حکمت اور ملک کی جغرافیائی حالت پر مبنی ہوتی ہیں۔ صدیوں تک مسلمانوں کی حکومت اور صحبت کے باوجود بھی آج ہندو قوم دھوتی پہنے پوری ترکاری کھانے کو ترک کرنے کے لئے تیار نہیں ہے۔

مرزا صاحب نے مجھپر دو الزامات عائد کئے۔ اول یہ کہ میں قدامت پرست ہوں اور نئی چیز کو ذلت کی نگاہ سے دیکھتے ہوئے مغربیت کا سخت مخالف ہوں۔ دوسرے یہ کہ میں فیشن پرست ہوں۔ میں اپنے سابق مضمون "ہمارا تمدن خطرہ میں" کے چند فقرات پیش کرتا ہوں جن سے خود بخود ان الزامات کا جواب ہو جائیگا میں عورتوں کی معاشرتی زندگی کی اصلاح، تعلیم اور آزادی کا دل سے حامی اور تحریک نسواں کا مؤید ہوں مگر میں ہر معنی میں ہندوستان کو یورپ دیکھنا نہیں چاہتا" میرا یہ راسخ عقیدہ ہے۔ اور قانون فطرت کی بنا پر ہے کہ ہر ایک قوم و فرقہ کو اس طرح زندگی بسر کرنی چاہئے کہ اسکی ہستی قائم رہے۔ اور جو خصوصیات و روایات اس سے وابستہ ہیں وہ فنا نہ ہو جائیں۔ تغیرات زمانہ سے جو معاشرتی عیوب ہم میں پیدا ہو جائیں ان کی اصلاح کرنی چاہئے۔ خود غرضی کی بنا پر ہم نے عورتوں کو ایک عضو معطل بنا رکھا ہے۔ ان کی آزادی سلب کرکے ان کو انسانیت سے بھی گرادیا ہے۔ لہٰذا سخت ضرورت ہے کہ عورتوں کو آزاد کرکے وہ حقوق دئے جائیں جو فطرت نے انہیں تفویض کئے ہیں۔ مگر اس آزادی کے یہ معنی نہیں کہ عورتیں بال کٹا کے، کوٹ، پینٹ بوٹ اور ہیٹ لگا کر امور خانہ داری کو آخری سلام کرکے ناچ گھر، سینما اور ہوٹلوں کو آباد کریں۔ کسی نے سچ کہا ہے کہ ہر مرد و ہر کارے، یہ سچ ہے کہ آج یورپ علم و ہنر کا منبع ہے۔ اور مغرب والے ہم سے عقل و دولت میں آگے ہیں۔ مگر پھر بھی انسان ہیں ان کا ہر فعل ہمارے لئے قابل تقلید نہیں ہو سکتا۔ خاصکر ایسی حالت میں کہ جغرافیائی، تاریخی حیثیت سے ہم ان سے مختلف ہیں مورخین اور علماء یورپ متفق ہیں کہ آج بیسویں صدی میں مغربی تہذیب کسی مستحکم اصولوں پر قائم نہیں ہے۔ خانگی زندگی کی حقیقی مسرت آج یورپ میں مفقود ہے طلاق ایک عام بات ہے۔ ایک عورت نے انگلستان میں عدالت کے روبرو اظہار دیتے ہوئے کہا کہ "میرے ایک محبوب سے بے تکلفی کی ملاقات کرنے میں میرا شوہر حارج تھا اس لئے میں نے اسکو زہر دے دیا۔ اس کے ساتھ عقد کرنے سے قبل میں تیرہ بار طلاق حاصل کر چکی ہوں" ناچ گھر اور کلبوں کے حیا سوز مستند واقعات پیش کئے جائیں تو انسان کو انسان کہتے شرم آتی ہے۔ یورپ کے کسی باتصویر اخبار کو اٹھا لیجئے اور ان مناظر کی تصاویر کو دیکھئے جسمیں مرد اور عورت جانگیا پہنے ران۔ پنڈلیاں۔ پیٹھ دونوں بانہیں بغل تک اور سینہ کا بیشتر حصہ کھولے نہا رہے ہوں یا دھوپ کھا رہے ہوں کیا یہ چیزیں اس قابل ہیں کہ ہم ان کی نقل کریں۔ میں ہرگز مغربیت کا مخالف نہیں ہوں۔ میں پہلے مضمون میں لکھ چکا ہوں کہ

"چند مغربی چیزیں ایسی ہیں جنہیں ہم کو حاصل کرنا چاہئے۔ مثلاً حصول تعلیم صحت کے اصولوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے مکانات کی تعمیر"

مجھے ایڈیٹر صاحب "عصمت" سے کامل اتفاق ہے کہ مسلمانوں کا یہ مرض روز بروز ترقی کر رہا ہے کہ وہ اپنی ہر بحث میں خواہ اس کا مذہب سے ذرہ برابر بھی تعلق نہ ہو قرآن و حدیث کا حوالہ ضرور دیدیتے ہیں

مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ قرآن میں بال کٹانا ممنوع نہیں۔ لہذا یہ فعل جائز ہوا۔ تفصیل سے تحریر فرمائیے کہ کس پارہ در کوع میں کس موقع پر اور کیا عبارت ہے۔ اس طرح سرسری طور پر حوالہ دینا قرآن کریم کی طرف سے دنیا کو بدگمان بنانا ہے۔ یہی بے اعتنائی حدیث کے ساتھ برتی گئی ہے۔

بال رکھنے کے نقصانات کے سلسلہ میں مرزا صاحب نے چند غیر معمولی باتوں کا ذکر کیا۔ اور ذاتی وخانگی تجربات پیش کئے ہیں۔ حکماء اور ڈاکٹر متفق ہیں کہ دماغ کی پرداخت اور فرحت کے لئے تیل ڈالنا ضروری ہے۔ مرزا صاحب تیل کو اب تک جوؤں کی خوراک سمجھتے رہے ہیں۔ آپ نے صفائی اور بالوں کو مرادف چیزیں سمجھ رکھی ہیں۔ اگر کوئی شخص غسل نہ کرے اور کپڑے میعاد مقررہ پر تبدیل نہ کرے اور بدبو آنے لگے۔ اور چیلر پڑجائیں تو یہ اس کی عقل میں فطور ہے۔ قمیص اور پائجامہ کا قصور نہیں ہے۔ یورپ میں آج دانتوں کی صفائی کی طرف خاص توجہ ہے۔ ان قدرتی دانتوں کی وجہ سے کیڑے پڑجاتے ہیں۔ بدبو آنے لگتی ہے۔ شہر برلن کے ایک شخص کا ذکر ہے کہ جب وہ گفتگو کرتا تھا تو مثل چمبیلی اور جوہی کی کلیوں کے سفید کیڑے اس کے منہ سے جھڑتے تھے۔ اور ہر شخص ناک پر رومال رکھکر دس قدم کے فاصلہ سے اس سے گفتگو کرتا تھا، آج کل پائیریا کا مرض عالمگیر ہو رہا ہے۔ لہذا لوگوں کو اپنے دانت نکلوا کر مصنوعی خوبصورت دانت لگانے چاہئیں، تاکہ بدبو نہ آئے اور کیڑے نہ پیدا ہوں۔

حقیقت یہ ہے کہ بالوں سے تعفن کا آنا۔ جوں کا پڑجانا۔ قمیص کی پشت کا خراب ہوجانا اور دوپٹہ کا میلا ہوجانا صفائی اور عدم صفائی سے تعلق رکھتا ہے۔ بالوں کے چھوٹے اور بڑے ہونے پر موقوف نہیں ہے۔ لکھنؤ یونیورسٹی میں دوران تعلیم میں مجھے بھی ایسی خواتین کی صحبت کا شرف حاصل ہوا ہے جن کے بال کٹے ہوئے تھے۔ میں نے تو دیکھا ہے کہ گھنٹوں وقت دھونے اور گتھیاں سلجھانے میں صرف ہوجاتا تھا۔ یہ محض گندگی کا سبب ہے کہ ٹوٹے ہوئے بال کھانے میں جا پڑیں۔ مہذب اور اعلیٰ طبقہ میں ایسا کم مشاہدہ میں آتا ہے

دوسرا قصہ پوشاک کا ہے۔ اس کے لئے چنداں دلائل پیش کرنے کی ضرورت نہیں ہے کہ پوشاک کسی ملک کی آب و ہوا کی مناسبت سے ترتیب دیجاتی ہے۔ سرد ملک میں تنگ اور موٹے کپڑے پہنے

جاتے ہیں اور جسم کا بیشتر حصہ ڈھکا رہتا ہے۔ فیشن اور اونچ کا تو کوئی علاج ہی نہیں ہے۔ پیرس میں عورتیں اس قدر کم اور باریک پوشاک زیب تن کرتی ہیں کہ سردی سے ہر وقت کانپتی اور مثل پارہ کے تھرکتی رہتی ہیں۔ گرم ممالک میں پوشاک ڈھیلی اور ہلکی پہنی جاتی ہے۔ دوسرے پوشاک کے معاملہ میں ملکی تہذیب اور سوسائٹی کے اخلاقی قوانین کا بھی خیال رکھا جاتا ہے۔ ایک انگریز انگلستان میں دوسری قسم کی ٹوپی استعمال کرتا ہے۔ وارد ہند ہوتے ہی ہیٹ کی شکل تبدیل ہو جاتی ہے۔ سامنے کے چھجے زیادہ جھک جاتے ہیں۔ ہندوستان کے بہت سے حصے میں آفتاب کی کرنیں سیدھی پڑتی ہیں۔ وہاں سر کا ڈھکا رکھنا ضروری ہے۔ اس لئے وہاں پگڑیاں اوڑھی جاتی ہیں۔ بنگال کی آب و ہوا نم دار ہے اس لئے وہاں سر کھلا رکھنا اور خوبصورت دھوتیاں زیب تن کیجاتی ہیں۔ اجمالی طور پر پنجاب کو چھوڑ کر بقیہ ہندوستان کی خواتین کے لئے آرام دہ خوبصورت اور آسان پوشاک قمیص اور ساڑی ہے۔

مرزا صاحب نے پانچسالہ لڑکی کی پوشاک اور زیورات کا جو خیالی خاکہ پیش کیا ہے وہ مبالغہ آمیز ہے۔ زیورات کے استعمال کا مسئلہ اس قابل ہے کہ اسکی طرف بنظر اصلاح توجہ کیجائے۔ ترقی تعلیم کے ساتھ غیر ضروری اور جسم پر بار ہونے والے زیورات میں کمی ہو رہی ہے۔ فراک و جانگیا کے استعمال کے متعلق میں نے جو کچھ لکھا تھا وہ ایک سن رسیدہ تجربہ کار اور تعلیم جدید کے مختلف مدارج ہند و بیرون ہند طے کرنے والی بزرگ ذات نواب مرزا یار جنگ مولوی مرزا سمیع اللہ بیگ صاحب چیف جسٹس حیدر آباد کے خیالات تھے۔ یہ امر حقیقت ہے کہ پوشاک۔ سوسائٹی کے مذاق و دیگر خارجی حالات کا لازمی طور پر اثر انسان کے اخلاق و معاشرت پر پڑتا ہے، کثرت استعمال اور سوسائٹی کے رجحان کی وجہ سے عیب ہنر متصور ہونے لگتا ہے۔ چھوٹے لڑکے اور لڑکیوں کو شروع سے جس راہ پر لگایا جائے اسی پر ہو رہتے ہیں۔ اگر ابتدا ہی سے ان کو نصف ران تک لٹکتی ہوئی فراک اور ایسی جمپر کا استعمال کرایا جائے جس میں پیٹھ اور سینہ کا نصف حصہ برہنہ رہے۔ اور فراک کے نیچے ایسا جانگیہ ہو جو گھٹنوں سے نیچے نہ اترے تو انہی لڑکیوں کو جوان ہونے پر برہنہ سر، پنڈلیاں سینہ اور پیٹھ کا زاید حصہ کھولے اونچی ایڑی کا بوٹ پہنے آزادی سے باغوں اور پارکوں میں سیر کرتے کوئی عیب نہ معلوم ہوگا اس لئے کہ بچپن سے اسی میں پرداخت ہوئی ہے۔ برخلاف اس کے مشرقی تمدن اور شرم و حیا کے معیار کے مطابق عورتوں کے سر اور سینہ پر سے دوپٹہ یا ساڑی کے آنچل کا ہٹ جانا انتہائی بے حیائی ہے۔ میرے علم میں تو ایسے شریف گھرانے بھی ہیں جہاں لمبی نوک کی وتی والی کھڑی ایڑی کی جوتیاں باریک چنے ہوئے دوپٹے کف دار قمیصیں اور سر کے بالوں کا جوڑا بنانا ممنوع خیال کیا جاتا تھا۔ میرے خیال میں یہ خام خیالی

بھی ساتھ ہی اس کے یہ بھی مشرق کے لئے معیوب ہے کہ عورتیں بال کٹا کر اونچا سایہ حیا سوز جمپر اور اونچی ایڑی کے مضر صحت بوٹ پہنکر بانکی ترچھی مانگ نکالکر ناچ گھر اور کلبوں کو رونق بخشیں، یہ امر واقعہ ہے کہ وہ پوشاک جو دہلی اور پٹنہ کے درمیانی حصے کے شریف مسلمان گھروں میں مروج ہے قابل اصلاح ہے، میرے خیال میں تو ایک عورت جب سرخ چوٹی اور تنگ پائنچہ کا پاجامہ۔ نیلے رنگ کا کرتہ اور زرد دوپٹہ اوڑھکر منظر عام پر آتی ہے تو ایک ہیولا معلوم ہوتی ہے۔ اور آنکھیں بند کر لینے کو جی چاہتا ہے ضرورت ہے کہ ہماری زنانہ پوشاک کو سادہ مختصر اور آسان بنایا جائے۔ میرے خیال میں قمیص اور ساڑی ہندوستانی خواتین کا قومی لباس بننے کے لئے موزوں ہے۔ فاضل مضمون نگار کا دو جملوں میں یہ کہدینا ہرگز کوئی وقعت نہیں رکھتا کہ اب سے پچاس برس پہلے ہندوستانیوں اور اسلام کے ابتدائی زمانہ میں مسلمانوں کا لباس بالکل برہنہ تھا۔ سند پیش کیجئے تفصیل پر غور فرمائیے۔ اول تو یہ فرق واضح فرمائیے کہ عورتوں کا کیا لباس اور مردوں کا کیا تھا۔ یہ سراسر غلط ہے کہ حضور اکرمؐ کے زمانہ میں بھی لباس ایسا تھا کہ قمیصوں کے گریبان اس طرح کھلے رہتے تھے کہ گردن کے نیچے کا حصہ اور پیٹھ کھلی رہتی تھی ممکن ہے کہ غربت اور کمی لباس کی وجہ سے مردوں کی پوشاک ایسی رہی ہو۔ مگر عورتوں کا لباس ہرگز ایسا نہیں تھا۔

حسن کے متعلق بحث اس جگہ موزوں نہیں ہے مجھے اڈیٹر صاحب عصمت سے کامل اتفاق ہے کہ حسن کا معیار مختلف ممالک میں مختلف ہوتا ہے ہندوستان میں مسکراہٹ کے ساتھ لبوں میں جنبش ہونا حسن خیال کیا جاتا ہے۔ برخلاف اس کے یورپ میں یہ حسن ہے کہ عورتیں اس طرح مسکرائیں کہ بتیسوں دانت دکھائی دیں۔ خلاصہ یہی ہے کہ جس کو پیا چاہے وہی سہاگن۔

کیا چاہتا ہے

دل مرا کیوں فگار رہتا ہے — رات دن اضطرار رہتا ہے
جلوہ فرما اسی میں جب تو ہے — پھر یہ کیوں بیقرار رہتا ہے

کہتے ہیں گھبراہٹ کا بہترین علاج مصروفیت ہے۔ اس میں انسان اپنے سارے دکھ سکھ بھول جاتا ہے مگر میرے لئے یہ کلیہ بھی بدل گیا جب میں لگاتار کام کرتے کرتے تھک کر سونا چاہتی ہوں اور تکیہ پر سر رکھدیتی ہوں۔ آنکھیں بند کر لیتی ہوں اور چاہتی ہوں کہ میرے جسم کی ہر حرکت سکون سے بدلجائے اسوقت بھی میرے دل کو سکون نہیں ہوتا وہ اسی طرح دھڑکتا ہے۔ تڑپتا ہے اور مجھے چین نہیں لینے دیتا معلوم نہیں وہ کیا چاہتا ہے جس طرح معصوم و بے زبان بچے بیوجہ رو رو کر ماں کو پریشان کرتے ہیں اور کوئی بات اپنے منہ سے نہیں کہتے اسی طرح اس نے مجھے تنگ کر رکھا ہے کاش مجھے پتہ چل جاتا کہ اس کا مطلب کیا ہے تو شاید میں کوئی تدبیر کر سکتی لیکن وہ حقیقتاً بالکل بے زبان ہے۔ پھر مجھے کون بتائے اور کس طرح بتائے مگر ہاں کسی نے کہا ہے،

دل بدست آور کہ حج اکبر است — از ہزاراں کعبہ یک دل بہتر است
کعبہ بنگاہ خلیل آذر است — دل گذرگاہ جلیل داور است

کیا یہ اسی دل کی تعریف ہے۔ ایک گوشت اور خون کے لوتھڑے کی اگر یہ سچ ہے (اور غالباً سچ ہوگا۔ کیونکہ ایسی خبریں جاننے والے ہی دیا کرتے ہیں) تب تو مجھے اسپر ناز کرنا چاہئے مگر پھر یہ بےچین کیوں ہے۔ آہ۔ آہ اب میری سمجھ میں آگیا۔ میرا دل بڑا حوصلہ مند ہے۔ میں اس ننھی سی جان سے بازی ہار گئی جس کی گذرگاہ سنکر میں خوش ہو گئی ناز کرنے لگی۔ یہ چاہتا ہے کہ اس کا دائمی مسکن بنجائے۔ یہ ساری تڑپ اسی کی ہے۔ آہ اے نادان ضدی تجھے کون سمجھائے۔ تیری طلب بڑے غضب کی ہے۔ بس اب خدا ہی تجھ پر رحم کرے۔ آمین

و۔ح

پیام بیداری

اک زمانہ تھا جبکہ دنیا علم سے ناآشنا تھی اہل جہاں دوسروں کے دکھ درد سے ناواقف تھے۔ اخوت کے جذبات عالیہ ان سے کوسوں دور تھے۔ ہمدردی نایاب تھی۔ رقابت و حرص کی آگ پل بھر میں بھڑک کر خوفناک نتائج رونما کر دیتی تھی۔ جور و جفا حرص و ہوا کا دور دورہ تھا۔ بغض و کینہ انکی گھٹی میں شامل تھا۔ ہر فرد ذاتی مفاد کو مدنظر رکھتا اور اس مدعا کو حاصل کرنے کی غرض سے کشت و خون کو باعث مسرت و شادمانی تصور کرتا۔ غرضکہ اس جہان ناپائدار میں کوئی چین کی نیند نہ سو سکتا

جب حسرت و یاس رنج و الم کے بدنما مناظر نے ان انسان نما حیوانات کو ٹھوکر دی تب زمانہ نے انگڑائی لی اور انہیں راہ راست پر لانے میں مدد دی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ خود غرضی جوں کی توں رہی لیکن کشت و خون کو برا نہیں تو اچھا بھی قرار نہیں دیا گیا۔ اس دور نے ایک امید افزا لہر تمام عالم میں دوڑا دی۔

میری پیاری بہنو! اب عقل انسانی میں آیا کہ تمام مخلوق ایک زنجیر میں کسی ہوئی ہے جسکو سوسائٹی کہتے ہیں جس سے کنارا کرنا آپ کو قعر مذلت میں ڈالنا ہے اور جو اسکو نفرت کی نگاہ سے دیکھتا ہے وہ یا تو حیوان مطلق ہے یا فرشتہ ہے۔ ہماری زندگی پانی کے قطرے کی مانند ہے۔ جب وہ سمندر یا دریا سے الگ ہوتا ہے تب اس کا وجود بھی نہیں رہتا یعنی ہماری وقعت

اسوقت تک ہے جب تک کہ ہم سوسائٹی میں شامل رہیں۔ خداوند عالم نے انبیاء اپنی مخلوق کی تلقین و تعلیم کے واسطے بھیجے جنہوں نے جہالت کے گہرے غاروں سے نکالا اور مرد وزن سب حصول علم کی طرف مائل ہو گئے۔ قصہ مختصر تمام عالم کی تہذیب، تعلیم و تمدن نے اعلیٰ مرتبہ اور دن دونی رات چوگنی ترقی حاصل کی۔ علم و ہنر کے مکاتب و دارالعلوم قائم ہو گئے۔ غرضکہ کائنات کا ہر ذرہ شادان و فرحاں نظر آنے لگا۔ ان کے ضمیر روشن ہو گئے۔ اخلاق نے نمایاں حیثیت اختیار کی۔ اب اس بات کا بھی احساس ہو گیا کہ زندگی کی کٹھن منزل الفت کے ڈورے کے بغیر طے نہیں ہو سکتی۔
تب ہر فرد نے سمجھ لیا کہ وجود انسانی سوسائٹی کی جاگیر ہے اور سوسائٹی اس کی مالک ہے جس نے انکو پیدا کیا اور تعلیم دی اس لئے اس بڑے جسم کے جسکو سوسائٹی کہتے ہیں ہم عضو ہیں جب ایک عضو پر تکلیف ہوتی ہے تب تمام اعضاء میں شور برپا ہو جاتا ہے۔ اس لئے ہمکو کسی فرد کو تکلیف نہ پہونچانا چاہیئے۔ بدیں وجہ ہمدردی۔ خلوص اخوت ان کا فرض ہے۔ اگر وہ بے رحمی کرتے ہیں ظلم کرتے ہیں بغض کینہ حسد کی آگ کو بھڑکاتے ہیں تب قابل افسوس ہیں۔ ہمارا فرض ہے کہ ہم سوسائٹی کی بہتری بہبودی کے واسطے جان و مال زر کی قربانی کے واسطے ہمہ وقت تیار رہیں صرف اسی سے فلاح دین و دنیا حاصل ہو سکتی ہے ورنہ نہیں "خدمت خدا بجز خدمت خلق نیست" مگر افسوس دنیا ترقی کر گئی لیکن ہندی خواتین کی حالت ابھی تک نہ سنبھلی۔

میری پیاری بہنو تمہارا وجود اس دنیا کی افزایش ہی نہیں بلکہ ترقی کے واسطے لابد ہے۔ ہندوستانی خواتین عام طور پر جہالت کے باعث اپنی زندگی کا مقصد بس یہ سمجھتی ہیں کہ بچوں کی مائیں بن کر انہیں ہوشیار کر دیں۔ اس غلط فہمی میں مبتلا ہو کر وہ اپنی قدر و منزلت و ذمہ داری سے آگاہ نہیں۔ خواتین جہاں کا مرتبہ بہت اعلیٰ ہے۔ کیونکہ ہر ملک اور ہر قوم و مذہب کی ترقی کا انحصار انہیں پر اور صرف انہی پر ہے۔ کیا تم نہیں جانتیں۔ سنئے بچہ پیدا ہوتا ہے اور تمہاری آغوش میں پرورش پاتا ہے۔ حرکات و سکنات تمہارے ہی پاس سے شروع ہوتے ہیں۔ عادات و اطوار تمہاری ہی گود سے قائم ہوتے ہیں۔ کیونکہ تمہارا اور تمہارے بچوں کا ساتھ ایسے نازک وقت پر ہوتا ہے جبکہ تمامی جذبات و احساسات و عادات کی ابتدا ہوتی ہے۔ اگر تم تعلیم یافتہ ہو تب تعلیم و تربیت کے زیور سے اپنے بچوں کو آراستہ کر لوگی جو نوجوان ہو کر قوم کے باعث فخر خاندان کہلائیں گے۔ اور اگر جاہل ہو تب ملک و قوم کی ہتک و تذلیل کا باعث ہونگے۔

صحابہ کرام کی خواتین و دیگر شاہان مغلیہ کی خواتین مثلاً زیب النساء و نور جہاں کو دیکھو جن کی ذات سے دنیائے علم اور دنیائے اسلام کو کتنا فائدہ پہنچا۔ یہ سب تمہارے ہی طبقہ کی ہیں جن کے گیت تم رات دن گاتی ہو لیکن اپنے آپ کو سدھارنے کی کبھی نہ ٹھانی۔

خواب غفلت سے بیدار ہو۔ زمانہ تم سے بہت آگے ترقی کے راستہ پر نکل گیا ہے۔ دیگر اقوام کی خواتین تمہاری

موجودہ حالت پر ہنس رہی ہیں۔ تم اپنی ذمہ داری کو محسوس کرو۔ اپنے فرائض ادا کرنے میں سرتاپا منہمک ہو جاؤ۔ ہر ملک ہر مذہب کی ترقی کا سبب تم ہی ہو۔ دنیا کا ہر فرد تمہیں سے بہتری کے راستے اور خوش عادات حاصل کر سکتا ہے۔ یہ تمہارے ہی اختیار میں ہے کہ جس قوم کو چاہو جاہل و ذلیل بناؤ اور جس قوم کو چاہو عرش بریں پر تارا بنا کر چمکاؤ۔

میری پیاری بہنو تمہاری حالت قابل زار ہے کیونکہ تم اپنے قیمتی وقت کو کینہ حسد۔ حرص۔ بغض لڑائی جھگڑے اور دنیا کی لغو رسومات قائم رکھنے میں صرف کرتی ہو، اسی باعث تمہاری صحت خراب ہو گئی ہے تمہارے دلوں میں تاریکی چھا گئی ہے، تمہاری عقلوں پر پردا پڑ گیا ہے۔ یہ بیماری سل و دق سے زیادہ مہلک ہے جس کا علاج صرف علم ہے۔ جہالت کو ٹھکرا کر علم کی طرف مائل ہو۔

جہالت باعث رنج و غم ہے اور علم باعث مسرت و شادمانی۔ چونکہ خوشی تندرستی و زندگی کو دوبالا کرتی ہے اور رنج تندرستی و زندگی کو فنا کرتا ہے۔ اس لئے حصول علم کی کوشش کرنی چاہئے، جو باعث مسرت و شادمانی ہے اور دنیا کی تمام دولتیں اس پر ہزار جان سے قربان کی جائیں تو کم ہے۔

امتیاز رسول بیگم لودی

خط و کتابت کے وقت خریداری نمبر ضرور لکھئے اگر کبھی رسالہ وقت پر نہ ملے تو ۱۵ تاریخ تک طلب کر لیجئے۔ ورنہ تعمیل نہ ہو سکے گی۔ "منیجر"

افسوس

شب گذشتہ ہلکی ہلکی نرم ہوا کے جھونکے چھوٹی چھوٹی سفید بدلیوں سے اٹھکیلیاں کر رہے تھے۔ ان بھوری بدلیوں میں روشن چاند کے گرد چکور کا پر کیف منظر۔ دیر تک کھڑی غمگین نظروں سے تکتی رہی۔ خیال کر رہی تھی کہ اس سے زیادہ جاذب توجہ کوئی نظارہ ہو سکتا ہے

اس ننھے پرندے سے زیادہ بدحال کون ہوگا، جس کی قسمت میں ہمیشہ ہمیشہ کی ناکامی ہو، جو اپنی مراد کو سامنے دیکھے اور باوجود ان تھک کوشش کے اس تک رسائی نہ پا سکے، بلکہ شوق و سر در!!!

اس عالم گومگو میں چاند کی سنہری روشنی ایک لطیف و نازک توجہ پیدا کر کے، پر اسرار قہقہے کے ساتھ فضائے بسیط کی رنگینیوں میں ڈوب گئی،

میری غمگین آنکھوں میں بیداری کی کرن چمکی میں سمجھی کہ غافل اس سے بھی زیادہ بدحال ہو سکتا ہے۔ جو تمام عمر اسی افسوس میں گزار دے کہ اگر وہ ہمت کرتا تو شاید اپنی مراد کو پا لیتا۔ یاس و مایوس!!!

ایس بی طاہرہ

اے محترم خواتین

اے محترم خواتین۔ آئینہ دار عفت   اے رونق زمانہ۔ نسل بشر کی زینت
اے حسن و شرم پیکر باغ وفا کی نزہت
سرچشمۂ لطافت۔ دنیائے مہر و الفت   اے محترم خواتین

خورشید علم و فن ہے۔ جلوہ طراز عالم!   تاریکیٔ جہالت رخصت بسانِ شبنم
بیدار خفتہ قومیں۔ ہم خواب کیش ہر دم
مخمور راح غفلت ہیں بے حسی کے محرم   اے محترم خواتین

ایام رفتہ میں ہم تھیں نازش زمانہ!   تعلیم و عزم پیکر، تادیب میں یگانہ
فرزانگی شجاعت، حسن تمیز خانہ
خلق و وفا حیا کا، ہر لب پہ تھا ترانہ   اے محترم خواتین

مہر النساء و خولہ۔ زیب النساء عفیفہ   رخشاں تھیں چرخ علم و حکمت پہ مہر آسا
علم و عمل سے ان کے مردوں نے فیض پایا
علامہ شاعروں کو فخر تلمذ ہی تھا   اے محترم خواتین

اک ہم ہیں جہل پیکر ننگ گذشتگاں ہیں   کشتیٔ گم شدہ کا فرسودہ کارواں ہیں
باغ اناث کے یا۔ اشجار پر خزاں ہیں
گلہائے سرسبد کی بے رنگ پتیاں ہیں   اے محترم خواتین

ارکان مذہبی سے ہم بےخبر ہیں حسرت!!   آوارۂ ضلالت۔ ناواقفِ شریعت
آزردۂ مسرت ظلمت کش جہالت
بیگانۂ نماز و روزہ ہیں والئے غفلت!   اے محترم خواتین

ہو فائز متاع تعلیم دین و دنیا!   ہے طور علم مغرب۔ تعلیم دیں ہے لمعہ
وہ عرض ہے یہ جوہر۔ یہ نقد ہے وہ نسیہ
خورشید اصل ہے یہ۔ اور وہ ہے فرع گویا   اے محترم خواتین

خورشید آرا بیگم (برار)

تعلیم نسواں کا سیاسی رُخ

تعلیم نسواں کے پیچھے رہجانیکی وجوہ

(از کپتان نصیر الدین احمد صاحب)

(۱) ابتدا ہی سے زنانہ تعلیم کے لئے گورنمنٹ نے کوئی خاص رقم مقرر نہیں کی۔ ۱۸۸۱ء میں کل ہندوستان کی زنانہ تعلیم پر صرف دس لاکھ روپیہ خرچ کیا گیا۔ ۱۹۱۷-۱۸ء میں ایک کروڑ خرچ ہوا۔ حالانکہ مردانہ تعلیم پر ۹ کروڑ خرچ کیا گیا بلکہ ۱۹۲۴ء میں کل تعلیم پر بیس کروڑ خرچ ہوا جس میں سے صرف دو کروڑ تعلیم نسواں کے حصہ میں آیا ۱۹۲۷ء میں یہ رقم چھبیس کروڑ تک پہنچ گئی لیکن عورتوں کے لئے دو کروڑ ہی رہا۔

(۲) عام طور پر گرلز اسکول مشنری عیسائیوں کے تھے۔ ان سے ہندو مسلمان حفاظت مذہب کے خیال سے زیادہ فائدہ نہ اٹھا سکے۔ تمام ہندوستان میں ۱۹ زنانہ کالج ہیں، مدراس میں ۵، یوپی میں ۵، بنگال میں ۴، پنجاب میں ۲ اور بہار میں ایک۔ صوبہ بمبئی، برما، سی پی اور آسام میں ایک بھی نہیں، ان ۱۹ میں ۱۲ عیسائی مشن کے ہیں اور صرف ۲ پرائیوٹ اور ۵ گورنمنٹ،

(۳) لڑکوں کے لئے موجودہ تعلیم گورنمنٹ ملازمت و دفاتر وغیرہ میں داخلہ اور اس طرح روزی کمانے کا ذریعہ تصور کر لی گئی تھی لڑکیوں کی معاش کے لئے اس کی ضرورت نہ سمجھی گئی اور نہ ضرورت محسوس ہوئی والدین کی اس خود غرضانہ تنگ خیالی نے لڑکیوں کی تعلیم پر روپیہ خرچ نہ ہونے دیا۔ اور اس طرح پرائیوٹ اسکول بھی نہ کھل سکے،

(۴) جو اسکول تھے بھی ان کے نصاب تعلیم میں کوئی سہولت عورتوں کی خانگی ضرورتوں کو مد نظر رکھکر مہیا نہیں کی گئی، اس طرح علم خانہ داری، سینا پرونا۔ کاڑھنا بننا، خانگی تیمارداری، بچوں کا رکھ رکھاؤ، باورچیخانہ وغیرہ کی تعلیم کے نہونے سے لڑکیوں کے لئے کوئی دلچسپی اسکول کی تعلیم میں ایسی نہ تھی جو انکو اور انکے والدین کو اس طرف راغب کر سکتی۔

(۵) مذہبی تعلیم و مشرقی تربیت کے لئے اسکولوں میں کوئی رعایت نہیں کی گئی جس کا نتیجہ بجا طور پر یہ نکالا گیا کہ اسکول کی تعلیم سے عورت اپنے آبائی و مادری مذہب و تہذیب سے بے بہرہ ہو کر اس غیر مانوس یوروپین تہذیب کی کڑیوں میں جکڑ جائیگی جو مشرقیت کی خانگی زندگی کے لئے سم قاتل ہے۔ گورنمنٹ اسکولوں اور کالجوں میں مذہبی تعلیم قانوناً منع تھی،

(۶) عورتوں کے جدا اسکول، کالج اور دیگر درسگاہیں کافی تعداد میں موجود نہیں اور جو ہیں ان میں ان ضروریات کا لحاظ نہیں کہ جو ایک مشرقی عورت کو اپنی وطنی خصوصیات کو قائم رکھکر مغربی سائنس و علوم اور موجودہ تہذیب و تمدن سے فائدہ اٹھانیکے قابل بنا سکیں۔ انیس لاکھ تیرہ ہزار لڑکیوں میں سے سات لاکھ تیس ہزار لڑکیاں؛ لڑکوں کے اسکولوں میں تعلیم پاتی ہیں، چار صوبوں میں زنانہ ایک بھی کالج نہ ہونیکا نتیجہ یہ ہے کہ آسام کی تیس لاکھ عورتوں میں سے صرف ۴ برما کی ساٹھ لاکھ میں سے ۱۳۰۰ - سی پی کے ستر لاکھ میں کل ۱۷ - اور بمبئی کی ۹۰ لاکھ میں سے صرف ۳۸۲ لڑکیاں کالجوں میں ہیں اور ان سب کو اپنی اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لئے مردوں کے کالجوں میں جانا پڑتا ہے۔ اس کا اثر مسلم پردہ نشین قوم پر اور بھی زیادہ خطرناک ہوا ہے۔ صوبہ بمبئی میں جہاں کوئی زنانہ کالج نہیں ۳۸۲ کالج کی طالبات میں ۲۴۱ عیسائی ۱۲۵ ہندو ۹۹ پارسی اور صرف ایک مسلمان ہے حالانکہ یوپی میں جہاں زنانہ کالج موجود ہیں کالج کی کل ۱۳۴۳ لڑکیوں میں دس مسلم ہیں۔ اسی طرح جہاں لڑکوں کے ۱۱ میڈیکل کالج اور ۲۳ میڈیکل اسکول ہیں وہاں لڑکیوں کے لئے تمام ہندوستان میں صرف ایک لیڈی ہارڈنگ میڈیکل کالج دہلی اور تین میڈیکل اسکول ویلور آگرہ اور لدھیانہ میں ہیں۔

(۷) جلد شادی ہو جانے کی رسم بھی اعلیٰ تعلیم کے لئے مضر ثابت ہوئی۔ ایک ماہر تعلیمات مسٹر ے حیوز (the کا قول ہے کہ کسی قوم کی ترقی اسوقت تک ناممکن ہے جبتک کہ اس کی عورتوں میں صحیح علم کے پختہ نتائج کے مظاہرے پیشتر ان سے ماں بننے کی صلاحیت کی توقع کیجائے۔ ڈاکٹر متھو لکشمی بائی ریڈی ایم، ایل۔ سی جو مدراس کونسل کی وائس پریزیڈنٹ اور ہارٹوگ (تعلیمی) کمیٹی کی ممبر ہیں زنانہ تعلیم پر اپنے ضمیمہ میں تحریر فرماتی ہیں "اعلیٰ طبقہ کے ہندوؤں میں بچپن کی شادی کی رسم ہندو لڑکی کی ترقی کی راہ میں ایک بڑی زبردست رکاوٹ ہے، نوے فی صدی لڑکیاں ابتدائی تعلیم کے اختتام سے پیشتر اسکول چھوڑنے پر مجبور ہوتی ہیں، عام اور پنچ ذات کے ہندو بھی جن میں جلدی شادی کی رسم عام نہیں ہے اعلیٰ طبقہ کے ہندوؤں کی دیکھا دیکھی اپنی لڑکیوں کو جلد مدرسہ سے نکالکر گھر میں بٹھا دیتے ہیں اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ بہت سی لڑکیاں جو صرف الف بے جانتی تھیں بھولجاتی ہیں اور پھر جہالت کے غار میں ہمیشہ کے لئے جا پڑتی ہیں۔ تمام روپیہ جو ان کی نامکمل تعلیم پر خرچ ہوتا ہے بیکار جاتا ہے۔ لہذا کامل وثوق کے ساتھ میری یہ رائے ہے کہ بچپن کی شادی کو روکنے کا قانون لڑکیوں کو زیادہ مدت تک اسکولوں میں رکھنے اور اعلیٰ تعلیم کی یقینی اشاعت کا بہترین اور یقینی ذریعہ ہوگا۔"

۱۹۲۱ء کے اعداد و شمار سے معلوم ہوتا ہے کہ ہندوستان میں اس سال ۲۲ لاکھ ۳۰ ہزار دس برس سے کم عمر کی لڑکیوں کی شادی ہوئی اور ۵۰ لاکھ ۱۵ برس کی عمر سے کم کی، ان میں ۱۵ لاکھ مسلمان بچیاں تھیں علمی نکتۂ نظر سے "ساردا ایکٹ" کے پاس ہونے کی یہ وجہ ہے۔

(۸) پردہ اعلیٰ تعلیم کے لئے یقینی طور پر سد باب ہے۔ لیکن ابتدائی تعلیم کے لئے ایک حد تک حارج نہیں۔ نوشت وخواند کی تکمیل پردہ کی عمر سے پیشتر کیجا سکتی ہے۔ مگر صحیح علم جو دنیوی تجربات ذاتی سے حاصل ہوتا ہے اور جو ملکی ضروریات اور خانگی تعلقات میں اپنے مرد کی اعلیٰ تعلیم و ذہنیت کی ہمنوائی کے لئے ضروری ہے۔ پردہ میں رہکر آج کل ہر عورت کو ہرگز نصیب نہیں ہوسکتا۔ ان خرابیوں کا جو اثر مسلم قوم پر پڑا ہے اسکی کہانی دردناک ہے اعداد و شمار و خشک واقعات کے روبرو جذبات و ہٹ دھرمی نہیں چلتی ملاحظہ ہو، تمام ہندوستان کی مستند زنانہ درسگاہوں میں کل تین لاکھ اکاون ہزار پانچسو اکتیس ہیں، مڈل کلاسوں یعنی ۱۲ سے ۱۴ برس کی عمر تک ان کا نمبر ساڑھے تین لاکھ سے گھٹ کر ڈیڑھ ہزار رہجاتا ہے۔ اور جب ہائی سکول یعنی پندرہ سولہ برس کی عمر تک پہنچتی ہیں تو یہ صرف ایک سوتینتالیس رہجاتی ہیں اور کالج کے زمانہ تک یعنی ۱۸ سے ۲۰ سال کی عمر تک ان کا نمبر صرف تیس بتیس نظر آتا ہے، گویا جس تعلیم کو ساڑھے تین لاکھ مسلم بچیوں سے شروع کیا اس کی تکمیل کے لئے صرف تیس رہگئیں۔ اس دل آزار حالت کی اور بھی وجوہ ہیں لیکن جیسا کہ "ہارٹوگ کمیٹی کی تحقیقات سے بھی ظاہر ہوا ہے کہ "پردہ" "بچپن کی شادیاں، قدامت پسندی" اور تعلیم جدید سے عناد اعلیٰ زنانہ تعلیم کے سخت مانع ہے۔

اسی طرح سیاسی نکتۂ نظر سے مندرجہ ذیل رکاوٹیں فی الحال ہماری زنانہ تعلیم کی راہ میں حائل ہیں،

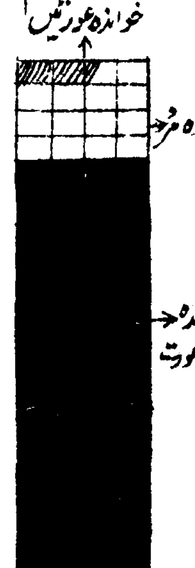
(۱) **گورنمنٹی امداد کی کمی** مالدار لوگوں کی غفلت اور عام لوگوں کی بے حسی نے لڑکیوں کی درسگاہوں کو کافی تعداد میں نہیں پیدا ہونے دیا۔ مسٹر جی، این گوکھلے کا قول ہے کہ ترقی کی رفتار کو تیز کرنے کے لئے لڑکوں کے اسکول بند کردو۔ اور لڑکیوں کے اسکولوں پر تمام روپیہ خرچ کرو۔ لیکن فی الحال یہ عام مشاہدہ ہے کہ گورنمنٹ تمام روپیہ لڑکوں کے اسکولوں پر خرچ کرتی ہے اور جب کبھی بھی محکمہ تعلیم میں کفایت شعاری کا سوال پیدا ہوتا ہے یا جب تعلیم کے لئے روپیہ باقی نہیں رہتا تو سب سے پہلے لڑکیوں کے اسکول بند کردیئے جاتے ہیں۔ یو پی کے ایک ہی سرکل میں میونسپلٹی نے بھی ایک ہی وقت میں گیارہ زنانہ اسکول صرف اس ہی وجہ سے بند کردیئے زیادہ اسکول کھولنے، یا موجودہ کو اعلیٰ پیمانہ پر لیجانے یا زنانہ پرایوٹ اسکولوں کی گورنمنٹی امداد کے لئے کبھی تعلیمی محکمہ میں روپیہ نہیں ہوتا۔ مرد وعورتوں کی آبادی طلباء وطالبات کی تعداد اور انپر علیحدہ علیحدہ خرچ کے اعداد وشمار سے یہ غیر انصافی دفرق صاف ظاہر ہوجاتا ہے، مرد سترہ کروڑ اور عورتیں سولہ کروڑ قریباً ایک کروڑ کا فرق اندازاً برابر کا تناسب، مردوں کے اسکول سوا دو لاکھ، عورتوں کے تینتیس ہزار (ایک دسات کا تناسب) طلباء ایک کروڑ، طالبات بیس لاکھ (ایک و پانچ کا تناسب) مردوں کی سترہ کروڑ آبادی پر پونے چوبیس کروڑ روپیہ اور عورتوں کی سولہ کروڑ آبادی پر صرف سوا دو کروڑ (ایک و بارہ کا تناسب) اگر اصلی فی کس تعلیم کا بھی حساب

لگایا جائے تو بیس لاکھ لڑکوں پر ساڑھے چار کروڑ اور بیس لاکھ لڑکیوں پر سوا دو کروڑ روپیہ گویا ہر لڑکے کی تعلیم پر ڈہائی گنا لڑکی سے زیادہ خرچ کیا جاتا ہے۔ حالانکہ مثال کے طور پر پنجاب و ممبئی کو لیجئے تو پنجاب میں ابتدائی تعلیم پر سالانہ ہر لڑکے پر نو روپے اور لڑکی پر ۱۲ روپے اور اعلیٰ تعلیم پر لڑکے کیلئے ۲۱ و لڑکی کے لئے ۵۴ ممبئی میں ابتدائی تعلیم پر لڑکے کے لئے انیس اور لڑکی کے لئے ۲۶ اور اعلیٰ تعلیم کے لئے لڑکے پر ۶۰ اور لڑکی پر ۱۵۰ روپے سالانہ خرچ ہوتا ہے۔ تمام ہندوستان کا اگر اوسط لیا جائے تو ابتدائی تعلیم کے لئے لڑکے پر ۸ روپے اور لڑکی پر گیارہ روپے سالانہ خرچ ہوتا ہے۔ اسوقت ہندوستان میں ڈیڑھ کروڑ لڑکیاں مدرسوں سے باہر بیکار ہیں۔ ان میں سے اسی فی صدی زیر تعلیم لائی جا سکتی ہیں اور ان پر ۱۳ کروڑ روپیہ سالانہ خرچ ہوگا۔ مرد اور عورتوں کی آبادی قریب قریب برابر ہے۔ اور تعلیم پر اسوقت کل چھبیس کروڑ روپے سالانہ خرچ ہوتا ہے اگر اس کا نصف انصاف کے ساتھ زنانہ تعلیم پر خرچ کیا جائے تو ہندوستان کی ہر لڑکی تعلیم یافتہ ہو سکتی ہے لیکن جبکہ عورتوں کی تعلیم پر مردوں کی تعلیم سے بائیس لاکھ روپیہ کم خرچ کیا جائے تو زنانہ تعلیم کی ترقی کی کیا امید ہو سکتی ہے

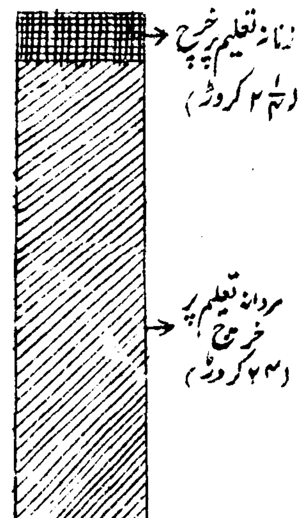
(۲) **صحیح نصاب تعلیم کا فقدان** ملک میں زنانہ کانفرنسیں و سوسائیٹوں نے گورنمنٹ کو اس بات کی ضرورت کا احساس کرا دیا ہے کہ علم خانہ داری، زنانہ صنعت و حرفت، حفظان صحت و بچوں کی پرورش و خانگی تیمارداری وغیرہ کو نسوانی نصاب میں داخل کر دیا جائے اور ایک حد تک ایسا ہوا بھی ہے لیکن مذہبی تربیت و تعلیم، مخصوص قومی اخلاق و تہذیب کے لئے گورنمنٹ اپنی غیر طرفدارانہ پالیسی پر قائم ہے۔ اس کے لئے ہمیں خود انتظام کرنا ضروری ہے۔ ہندو صاحبان نے اس کمی کو بہت کچھ پورا کیا ہے لیکن مسلمان ابھی خوابیدہ نہیں ہیں بلکہ کچھ ایسے بھی ہیں کہ جو ایسی تحریکوں میں طرز جدید سے کام لینا اسلامی غیرت و حمیت کے خلاف سمجھتے ہیں

(۳) **بچپن کی شادی و پردہ** بچپن کی شادی کا ساردا ایکٹ آج نہیں تو کچھ زمانہ بعد قلع قمع کر دے گا۔ اس قانون کا جبر نہیں بلکہ اخلاقی اثر تعلیم یافتہ حلقہ کے لئے بے بہا ثابت ہوگا، لیکن اس ایکٹ سے پہلے اگر ابتدائی تعلیم عورتوں میں عام ہو گئی تو بہت سی سوشیل کمزوریاں خود بخود دور ہو جائیں گی۔ پردہ ابتدائی تعلیم میں اگر لڑکی ۶ سال کی عمر سے گیارہ سال کی عمر تک مدرسوں میں رکھی جا سکے حارج نہیں اور جب ابتدائی تعلیم نے عورتوں کی آنکھیں کھولیں اور انہوں نے دیگر اقوام کی ترقی کے مقابل اپنے آپ کو ہلکا پایا تو اعلیٰ تعلیم کی طرف خود متوجہ ہو جائینگی اور ہو رہی ہیں) اسوقت چونکہ ضرورت ایجاد کی ماں ہے۔ پردہ اپنی وہ صورت اختیار کر لیگا جو اسلامی مساوات جنسی کے عین مطابق ہو اور موجودہ غلامی کے پردہ سے مختلف ماضی قریب تک تو لڑکی کو چند ابتدائی کتابوں کی غیر مکمل تعلیم کے بعد ہی دنیا سے علیحدہ پردہ کی قید میں جا کر جلد ہی کسی گھر کی مالک اور بچوں کی ماں بن بیٹھنا پھر جہالت کی طرف لیجاتی تھا ہے۔

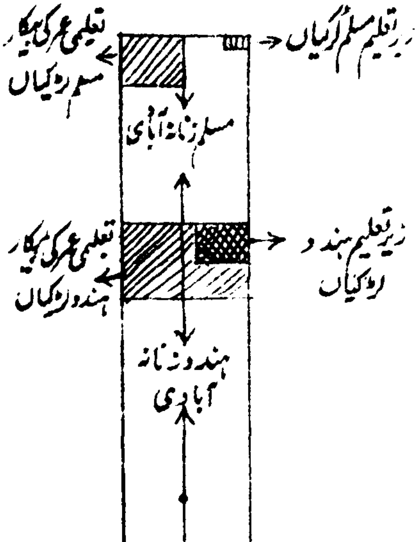
(۴) **باقاعدہ معلمات کی قلت مدرسوں کی کمی** اور اشپکٹریس کی کمیابی بھی زنانہ تعلیم میں سب سے بڑی رکاوٹ پیدا کرتی رہی ہے جیسا کہ صوبہ برما کی مثال سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہاں نہ بچپن میں شادی ہوجاتی ہے اور نہ پردہ ہے اور نہ عورت کے حقوق مردوں سے کم مانے جاتے ہیں اور نہ عورت تمام دنیوی کاموں میں مردوں کے برابر حصہ لینے سے جھجکتی ہے۔ وہاں ساٹھ لاکھ زنانہ آبادی میں نو لاکھ لڑکیاں قابل تعلیم ہیں ان میں سے صرف ایک لاکھ ۶۶ ہزار مدرسوں میں ہیں۔ گویہ امر بھی قابل وضاحت ہے کہ برما میں لڑکوں اور لڑکیوں کا کوئی ابتدائی یا مڈل اسکول ایسا نہیں ہے کہ جہاں عورتیں تعلیم نہ دیتی ہوں لہذا وہاں کی زنانہ تعلیم ہندوستان سے چار گنا زیادہ اور وہاں کی زیر تعلیم زنانہ آبادی کا تناسب ہندوستان کے ہر صوبے سے بڑھا ہوا ہے اس مقابلۃً ترقی کی وجہ یہی معلوم ہوتی ہے کہ وہاں ذاتیات بیجا دباؤ، پردہ اور بچپن کی شادیاں مفقود ہیں۔ گو ہر ۹ لڑکیوں میں ایک لڑکی کا زیر تعلیم ہونا تعلیمی ذرائع کی کمی کے اثر کو صاف ظاہر کر رہا ہے۔



(کل ہندوستان کی آبادی میں خواندہ و ناخواندہ مرد و عورتوں کا تناسب)



(زنانہ و مردانہ تعلیم پر خرچ کا تناسب) برٹش انڈیا



کل ہندوستان کی زنانہ آبادی مسلم و غیر مسلم (اور زیر تعلیم ہندو و مسلم لڑکیوں کا تناسب)

ہندو صاحبان اور دیگر اقوام نے اس کمی کو پورا کرنے کیلئے کیا کیا

بنگال میں "سروجنی نلینی دت میموریل ایسوسی ایشن" جسکا مرکز کلکتہ اور جس کی تمام بنگال میں ۲۲۳ زنانہ درسگاہیں عورتوں کی زندگی کو اعلیٰ معیار پر لانے کے لئے پر زور کام کر رہی ہیں۔ اسی طرح برہمو سماج مشن اور رام کرشن مشن کے کارنامے

اور لیڈی بوس و مسز رے کی زنانہ ایسوسی ایشن و کلب وغیرہ ہندو بنگالی عورتوں کے لئے نعمت غیر مترقبہ ہیں،
پنجاب میں سرگنگارام کا حرفتی کارخانہ، بیواؤں کے لئے تربیت گاہیں، کنھیا ما پا و دیالہ جالندھر اور سناتن دھرم کی کارروائیوں نے وہاں کی ہندو عورتوں میں ایک روح پھونکدی ہے۔
بمبئی و مدراس کی "سیوا سدن" اور پونہ کی دکن ایجوکیشنل سوسائٹی نے اپنی عورتوں کی تعلیم کے لئے نائٹ اسکول، معمر عورتوں کی کلاسیں۔ گھروں پر جاکر عورتوں کو تعلیم دینے کا انتظام، خانہ داری کی تعلیم و تربیت کی سہولت بڑی قربانی و صدق دلی اور قومی خدمت کے جذبہ پاک کے تحت میں مہیا کر رکھی ہے، ملک میں ۴۸ ایسے مستند زنانہ اسکول بھی ہیں کہ جن میں ۱۵ ۱۳ جوان و معمر عورتیں خانہ داری سے فرصت پانیکے بعد اپنی تعلیمی حالت درست کرتی ہیں۔ لیکن ان درسگاہوں وغیرہ کے علاوہ ہندوؤں کے لئے قابل فخر اور مسلمانوں کے لئے قابل تقلید پروفیسر کاروے کی زنانہ یونیورسٹی ہے جس کے زیر نگرانی تین زنانہ کالج، سولہ اسکول، اور پونہ سیوا سدن جیسی درسگاہ ہے، جہاں صرف بیوہ و شادی شدہ معمر عورتوں کو تعلیم یافتہ بنانے کی کوشش میں یہاں تک کامیابی ہوئی ہے کہ بہت ہی کم زمانہ میں وہاں سے ڈیڑھ ہزار عورتیں اصلی معنوں میں تعلیم یافتہ ہو کر نکلی ہیں پروفیسر کاروے نے اپنے ایک لیکچر میں فخریہ طور پر فرمایا "کسی خاص طرز تعلیم کی خوبی کو جانچنے کے لئے دو سوال کافی ہیں (۱) جو لوگ اس طرز پر تعلیم پا چکے ہیں ان کو اپنی روزانہ زندگی کے واقعات کی رہنمائی کے لئے اپنے علم سے فائدہ اٹھانے کی قابلیت ہے یا نہیں (۲) ان میں اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے شوق کو قائم رکھنے کی اہلیت پیدا ہو سکی ہے یا نہیں۔ ہم نے دس برس کے عرصہ میں ساٹھ گریجویٹ عورتیں بنائیں۔ تین ملک کے مختلف صوبوں میں اسکولوں کی اعلیٰ افسر ہیں (ہیڈ مسٹریز) سات نے ستارہ، بلگام، ممبئی، شولاپور والئی، ست نگری اور سنگاسی میں نئے زنانہ اسکول جاری کئے، تین یورپ اعلیٰ تعلیم کے لئے گئی ہوئی ہیں۔ ہماری گریجویٹ کالج سے نکلتے ہی قومی خدمت اور ملکی کاموں کے لئے منتخب کرلی جاتی ہیں، طبی و سوشیل کاموں اور تعلیمی امداد کے لئے ہماری پاس شدہ طالبات کی مانگ نیپال و بہٹان تک سے آتی ہے، ہمکو ان کاموں میں گورنمنٹ سے کوئی امداد نہیں ملتی۔"

ہندوؤں کے علاوہ عیسائیوں کے لئے مختلف مشن اور ینگ ویمن کرسچین ایسوسی ایشن "بہت گرانقدر کام کر رہی ہیں۔ پارسیوں اور سکھوں کی بھی مختلف زنانہ انجمنیں ہیں جو ان کی عورتوں کو سوشیل، علمی و ملکی، ضروریات کی تعلیم دے رہی ہیں، ان کے مقابلہ میں مسلمانوں کی حالت کا اندازہ کیجئے۔

مسلمانوں کی زنانہ تعلیمی حالت

(۱) مسلمانوں کی کوئی ایسی درسگاہ نہیں جو پونہ سیوا سدن "کا مقابلہ کرسکے یا جہاں سے سوشیل، طبی، صنعتی امداد

علمی ضروریات کے لئے تعلیم یافتہ عورتیں مہیا کیجا سکیں اور نہ ہی کوئی ایسی انجمن ہے جو مکتبوں و یتیم خانوں سے آگے بڑھکر عورتوں کیلئے کوئی کام کر رہی ہو۔

(۲) کل برٹش انڈیا میں بارہ کروڑ تین لاکھ عورتیں ہیں ان میں تقریباً تین کروڑ مسلم خواتین ہیں۔ ان کی تین لاکھ بارہ ہزار سات سو چار بچیاں زیر تعلیم ہیں گویا ہر سو مسلم لڑکیوں میں سے ایک مدرسہ میں ہے اور ۹۹ بیکار کھیلتی پھرتی ہیں۔ زیر تعلیم مسلم لڑکیوں میں بھی تین لاکھ دس ہزار ایک سو ابتدائی تعلیم کے درجہ اول و دوئم میں ہیں جہاں صرف الف بے سکھایا جاتا ہے، ایک ہزار سات سو درمیانی (مڈل) درجہ میں اور صرف ایک سو تیتالیس اعلیٰ تعلیمی درجوں میں (میٹرک) اور کالجوں میں جاکر یہ نمبر صرف ۲۲ ہی رہجاتا ہے۔ جہاں ایک پروفیسر کاروے کی ہندو زنانہ یونیورسٹی نے ساٹھ گریجویٹ پیدا کیں وہاں ہندوستان کی تمام کالجوں اور یونیورسٹیوں میں مسلمانوں کی صرف ۲۲ عورتیں ہیں۔ یہ اعداد و شمار ظاہر کرتے ہیں کہ مسلمانوں کی ہر سو عورتوں میں ایک زیر تعلیم ہے۔ ابتدائی تعلیم یافتہ جس کو نوشت و خواند آتا ہے ہر دو ہزار میں ایک، مڈل کلاس تک پہنچکر ہر بیس ہزار میں ایک۔ میٹرک درجوں میں ہر دو لاکھ میں ایک اور کالج میں چلکر فی دس لاکھ مسلم عورت ایک لڑکی ہے۔ اس حالت کے ہوتے ہوئے بعض اردو رسائل و قدامت پسند صاحب کا یہ شور کہ ہمارے گھر برباد ہوئے جاتے ہیں۔ نئی روشنی و تعلیم غضب ڈھا رہی ہے۔ قبل از مرگ واویلا کا مصداق ثابت ہوتا ہے۔ اگر تین کروڑ عورتوں میں بتیس لڑکیاں کالجوں میں نظر آئیں تو ہمارا اللہ ہی مالک ہے۔ کل برٹش انڈیا میں ۱۸ لاکھ لڑکیاں زیر تعلیم ہیں۔ ان میں صرف تین لاکھ مسلم ہیں جن میں صرف ایک سو ترسیٹھ اعلیٰ تعلیمی درجوں میں ہیں۔ دوسری قوموں کی لڑکیوں کی صرف کالجوں میں دو ہزار تعداد ہے گویا فی ایک لاکھ آبادی ایک لڑکی کالج میں ہے۔ اس طرح ہم زنانہ اعلیٰ تعلیم میں دوسروں سے دس گنا پیچھے ہیں اور چونکہ آبادی کے لحاظ سے ہم ہندوستان کا پانچواں حصہ ہیں۔ اس لئے ملکی تعلیمی دوڑ دھوپ اور زمانہ کی تیز رفتاری میں ہماری اعلیٰ زنانہ تعلیم پچاس گنا پیچھے ہے

(۳) علمی نقصان کے علاوہ جو مالی نقصان ہم لوگ اٹھا رہے ہیں اس کا اندازہ صرف ایک مثال سے ہو سکتا ہے اور وہ یہ کہ مڈل اور ہائی اسکول میں کل ایک لاکھ چالیس ہزار لڑکیاں تمام اقوام کی ہیں۔ ان کی تعلیم پر ہمارا ستاسی لاکھ چالیس ہزار روپیہ سالانہ خرچ ہوتا ہے۔ ان اسکولوں میں مسلم لڑکیاں صرف چودہ سو ہیں۔ جن پر کل خرچ گیارہ ہزار روپے سالانہ کے قریب ہوتا ہے۔ برٹش انڈیا میں ہماری زنانہ آبادی کا تناسب دیگر زنانہ آبادی سے چوتھائی ہے۔ اس لئے ہمارے حصہ میں اکیس لاکھ پچاسی ہزار روپیہ آنا چاہئے لیکن ہم اس میں سے صرف گیارہ ہزار کام میں لاتے ہیں اور باقی اکیس لاکھ چھہتر ہزار روپیہ ہمارے کام میں نہیں بلکہ دوسروں کے کام میں آتا ہے، کیا مسلم خواتین میں اس کثیر مالی نقصان برداشت کرنے کی استطاعت ہے عجیب تماشہ ہے

کر قومی روپیہ بھی کھوئیں اور جاہل بھی رہیں۔

(۴) صوبہ وار لیجئے تو بنگال، پنجاب، سندھ، مالابار (موپلا) اور کشمیر میں مسلمانوں کی تعداد ہندوؤں سے زیادہ کشمیر میں تعلیمیافتہ عورتوں کی تعداد ایک ہزار میں تین ہے اور ان میں بھی مسلمان عورتوں کی ہزاروں میں مشکل سے ایک سندھ کی ۳۲ لاکھ آبادی میں چھبیس لاکھ مسلمان ہیں ان میں تقریباً گیارہ لاکھ مسلم خواتین ہیں اور ان کی صرف گیارہ ہزار لڑکیاں زیر تعلیم ہیں اور یہ سب الف بے پڑھتی ہیں۔ مڈل و ہائی سکول تک ان میں سے صرف سترہ لڑکیاں پہنچی ہیں اور کالج میں اسکا نام۔ مڈل اور ہائی اسکول پر وہاں چودہ لاکھ روپیہ سالانہ خرچ ہوتا ہے۔ اس میں سے ہماری زنانہ آبادی کے لحاظ سے ہماری لڑکیوں پر ساڑھے دس لاکھ روپیہ خرچ ہونا چاہئے تھا لیکن ہم صرف دو ہزار روپے سالانہ کا فائدہ اٹھاتے ہیں۔ بنگال میں ایک کروڑ چالیس لاکھ مسلم عورتیں ہیں۔ ان میں سے صرف دو لاکھ ۲۶ ہزار زیر تعلیم ہیں اور صرف دو ہزار کے قریب الف بے سے آگے ہیں تمام لڑکیاں پہلی جماعت کے بعد ہی اسکول چھوڑ دیتی ہیں دوسرے درجہ تک سو میں صرف سترہ لڑکیاں رہجاتی ہیں۔ اور اعلیٰ تعلیم تو وہاں ابھی شروع تک نہیں ہوئی آسام کی گیارہ لاکھ زنانہ مسلم آبادی میں صرف آٹھ لڑکیاں مڈل کلاس سے آگے ہیں، اور سی، پی، کی ڈھائی لاکھ میں صرف ایک لڑکی مڈل سے آگے ہائی اسکول کے درجہ میں ہے۔ جب کالج کی تعلیم پر نظر ڈالئے تو بنگال کی ڈیڑھ کروڑ مسلم خواتین کی صرف پانچ بچیاں کالج میں ہیں، مدراس کی چودہ لاکھ میں چار، یو پی کی ۳۲ لاکھ میں پندرہ پنجاب کی ستاون لاکھ میں بارہ اور بمبئی کی ۲۰ لاکھ میں صرف ایک۔ اور سی، پی، بہار و اڑیسہ اور آسام کی کالجیں مسلم خواتین سے بالکل خالی نظر آتی ہیں۔ ہندوستان کے مغربی ساحل پر ایک عربی النسل مسلم قوم "موپلا" بارہ لاکھ کی تعداد میں آباد ہے ان کی تقریباً چھ لاکھ عورتوں کی ایک لاکھ بچیوں کا سوائے مکتب و مسجد کے مدرسوں کے اور کوئی انتظام نہیں۔ ان کے لئے ایک بھی مڈل یا ہائی اسکول مہیا نہیں کیا گیا ہے، ان کی کثیر تعداد حالانکہ اس صوبہ میں رہتی ہے۔ جہاں زنانہ تعلیم بہت ترقی یافتہ ہے، جہاں صرف معلمات کا نمبر دس ہزار اور جہاں لڑکیوں کے لئے سات کالج اور ننانوے ہائی اسکول ہیں۔ اور جہاں پچاس لاکھ روپیہ سالانہ صرف زنانہ تعلیم گاہوں پر خرچ ہوتا ہے

(۵) اعلیٰ تعلیم کے دیگر شعبوں میں بھی یہ ہی کیفیت ہے، ٹریننگ سکولوں میں جہاں معلمات تیار کیجاتی ہیں، چار ہزار چھ سو چھیاسٹھ طالبات ہیں ان میں صرف تین سو تین مسلم ہیں۔ ٹریننگ کالجوں میں جہاں بی لے کرنیکے بعد داخلہ ہوتا ہے اور جہاں سے مستند ہو کر ہیڈ مسٹریز وغیرہ کے عہدہ پر نکلتی ہیں ایک سو تیس عورتوں میں صرف دو مسلمان ہیں۔ میڈیکل اسکول و کالجوں میں کہیں کہیں کوئی صورت نظر آتی ہے۔ لا کالج (قانون) میں نو عورتیں زیر تعلیم ہیں اور وہ سب غیر مسلم گویا اعلیٰ تعلیم کے عام محکموں میں چھ ہزار سات سو چہتر طالبات میں صرف ایک سو تینتالیس مسلم ہیں۔

(۶) محکمہ تعلیم پر نظر ڈالئے تو تین ڈپٹی ڈائریکٹریس اور ایک چیف انسپکٹریس ہندوستان میں مقرر ہو چکی ہیں، جو اپنے

صوبوں کی زنانہ تعلیم کے سیاہ وسپید کی مالک ہیں ان میں ایک بھی مسلم خاتون نہیں۔ مسلم انسپکٹرس، ڈپٹی انسپکٹرس اور معلمات ولیڈی پروفیسرز وغیرہ کا بھی اس ہی سے اندازہ کیا جا سکتا ہے۔

(۷) ہندوستان کے پانچ صوبوں، بمبئی، مدراس یو۔پی، سی پی وآسام کو جبریہ زنانہ تعلیم کی قانوناً اجازت مل گئی ہے۔ بمبئی ومدراس میں جبریہ ومفت تعلیم شروع بھی کر دی گئی ہے لیکن مسلم لڑکیاں اس سے مستثنیٰ کرالی گئی ہیں۔ یا للعجب! جبکہ مذہب تعلیم کو جبریہ قرار دے رہا ہے وہ ملکی قانون سے مستثنیٰ ہونا اپنے۔ لئے ضروری سمجھتی ہیں۔!!!

(بقیہ صفحہ ۳۶۸) بدہضمی پیدا کرتا ہے۔ مگر خود بڑے زود ہضم ہوتے ہیں۔ خربوزے کے بعد دودھ پینا یا لسی سو ہضمی کرتا ہے۔ شکر کا شربت بہت اچھا ہے معدہ کو صاف کرتا ہے

ناکھ و ناسپاتی۔ ناسپاتی دل و جگر اور گردہ وغیرہ کو بہت طاقت دیتی ہے دائمی قبض کے لئے کھانے کے بعد ایک دو ناشپاتی کھانا بہت مفید ہے۔ علی الصباح خالی معدہ اس کا استعمال پیشاب کی جلن کو دور کرتا۔ کلانی طحال میں اس کا مربہ بھی دیتے ہیں۔ ضعف جگر میں اس کا استعمال صبح وشام خالی معدہ بہت مفید ہے۔ کھانے کے عین بعد اس کا کھانا ہاضمہ کو قوت دیتا ہے۔ سوڈا واٹر کیساتھ اس کا رس ریگ ومثانہ کے لئے مفید ہے۔

حمیدہ بیگم جالندہر

کھانا کھانیکا اصول

گذشتہ سے پیوستہ

کھانا کھانیکا بڑا اصول یہ ہے کہ خوب چبا کر کھانا چاہیئے اس طریقہ سے جو کچھ کہ کھایا جاتا ہے برابر تحلیل ہو کر جسم کے ہر حصہ میں صاف شفاف دوران خون ہوتا اور طاقت بڑھتی ہے اور بیماریاں دور رہتی ہیں کھانے پر اگر ہر قسم کی غذائیں پیش ہوئی ہیں اور دو ہی قسم کے کھانے کھا کر پیٹ بھر گیا ہے اسکے بعد دو قسم کی غذائیں بچ رہیں تو ان میں سے زبان کے مزے کی خاطر کچھ کھایا جاتا ہے تو اسی کا نام ضرورت سے زیادہ کھانا ہے یعنی جس کی گنجائش مطلق نہو صرف حظ نفس کیخاطر کھا لیا ہو۔

اگر بھوک ہوگی اور خوب چبا کر کھانا کھایا جائیگا تو پانی کی خواہش نہ ہوگی کھانیکے وقت پانی نہیں پینا چاہیئے، درمیان میں پانی پینے سے کھانا بغیر تحلیل ہوئے آنتوں میں چلا جاتا ہے۔ گویا پانی سے قبل از وقت سب دھل جاتا ہے۔ اسوجہ سے ہاضمہ میں خرابی پیدا ہوتی ہے اور اس طرح ہضم کرانے والے رس کو پورا موقع نہیں ملتا کہ کھانا ہضم کرانے میں مدد کرے۔

یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ کھانیکا جو وقت مقرر ہے اسکے علاوہ بیچ میں کھانا نہ کھانا چاہیئے قوت ہاضمہ کو بلا ضرورت کھا کر تکلیف نہیں پہونچانی چاہیئے۔ ایک لقمہ بھی بے ضرورت کیوں کھایا جائے جبکہ نقصان دہ ہو۔

زہرہ بیگم بمبئی

پھلوں کے فوائد

انسان کے لئے پھل بھی خدائے تعالیٰ کی ایک بیش بہا نعمت ہے۔ ان قدرتی پکے ہوئے کھانوں میں پروردگار بے نیاز نے اکثر بیماریوں کی شفا بھی ڈالدی ہے۔ جن کے کھانے سے ہی مریض تندرست ہوجاتے ہیں۔ اور بعض پھلوں کے کھانے سے تو جسم طاقتور اور چہرے سرخ ہوجاتے ہیں۔ چنانچہ اسی لئے مجھے تمام پھلوں کے فوائد اور ان کی تاثیرات ونیز ان کے کھانے کے مناسب اوقات معلوم کرنے کا ہمیشہ سے ہی بیحد شوق تھا۔ آخر اب معلوم ہوئے پر عصمتی بہنوں کے فائدے کے لئے لکھتی ہوں۔ اگر ہوسکا تو ترکاریوں کے متعلق بھی لکھوں گی،

انار۔ انکی فصل موسم گرما میں ہوتی ہے۔ جون سے لیکر نومبر دسمبر تک عام ملتے ہیں۔ بلحاظ ذائقہ اسکی دو قسم ہیں۔ ایک ترش دوسرے شیریں۔ ترش انار کے دانوں کو خشک کرکے لوگ اکثر رکھ چھوڑتے ہیں جسے انار دانہ کہتے ہیں اور مختلف قسم کی چٹنیوں یا بیسنی روٹی یا سالن وغیرہ کو ترش کرنے کے لئے استعمال کرتے ہیں۔ شیریں انار اکثر ایسے ہی کھائے جاتے ہیں بعض لوگ انہیں مقوی ہاضمہ سمجھ کر زیادہ پسند کرتے ہیں۔ اطباً انار کو مصفی خون مقوی معدہ وجگر وطحال ومقوی دل بتاتے ہیں۔ شربت اس کا مفرح اور مبہی ہے۔ بخار میں اکثر استعمال کیا جاتا ہے اور مریض کو کسی قدر ٹھنڈک دیتا ہے۔ انار دانوں کو مع گٹھلیوں کے کونڈی میں رگڑ چھان کر اس میں قدرے زنجبیل (سونٹھ) کا پانی ڈالکر اکثر اطبا اس کا استعمال اسہال میں کراتے ہیں۔ مع گٹھلیوں کے زیادہ مقدار میں کھانے سے اسہال شروع ہوجاتے ہیں۔ کیونکہ اس کی گٹھلیاں انتڑیوں میں خراش پیدا کردیتی ہیں۔ انار کا استعمال کھانے کے بعد نہایت مفید ہے۔ اگر کسی دوسرے وقت کھانا ہو تو صبح سات آٹھ بجے یا شام سے پہلے تین چار بجے کا وقت اچھا ہوتا ہے۔ کھانے کے ایک گھنٹہ پیشتر استعمال کرنے سے بدہضمی پیدا کرتا ہے۔ شیریں انار کے دانوں کا رس نکالکر اس میں قدرے دودھ اور شکر یا سوڈا واٹر یا نمک جو پسند ہو ملا کر پینے سے مصفی خون اثر پیدا کرتا ہے۔ اور طبیب اکثر لمبی اور پرانی تپ کے مریضوں کو خاص کر تپ دق میں دیتے ہیں۔ ترش انار اس کے چھلکے کا جوشاندہ اسہال بند کرنے اور مرض زحیر میں بہت مفید ہے۔ گلے کی خراش میں اس کا غرغرہ کراتے ہیں، مسوڑوں کو طاقت دیتا ہے، ان سے خون نکلنا بند ہوجاتا ہے۔ مرض کدو دانہ کے لئے اکسیر ہے۔ اس کے چھلکے کا جوشاندہ زیادہ مقدار میں تقریباً فی گھنٹہ برابر چار خوراک دے کر پھر چھ گھنٹہ بعد جلاب دینے سے کدو دانے اکثر اوقات تمام مع اپنے سر باہم

آجاتا ہے، اس جوشاندہ کے استعمال سے پہلے اگر شب کو ایک جلاب کر لیا جائے تو اس کا اثر زیادہ ہوتا ہے کیونکہ معدہ خالی ہوجانے کے باعث کرم پر اچھی طرح اثر ہوتا ہے۔ اس کے جوشاندہ یا خیساندہ سے بُری بری چنبل یا زخم متواتر دھوئے جائیں تو بہت مفید ہوتا ہے۔ اکثر لوگ اس کے چھلکے کو جلا کر راکھ کا دھوڑا زخموں پر لگاتے ہیں۔ یہ سکے بیز (scabies) یعنی خارش پر بھی لگاتے ہیں۔ نیلاری اور دیہاتی لوگ اس کے چھلکے سے کپڑا بھی رنگتے ہیں۔

امرود اطبا اسے دیر ہضم بتاتے ہیں مگر ساتھ ہی اسکے مقوی معدہ و جگر اور مبہی بھی ہے۔ اگر زیادہ کھائے جائیں تو اس کے دانے انتڑیوں میں خراش پیدا کرنے کے باعث اسہال ہوتے ہیں، عام لوگوں کا خیال ہے کہ امرود کھانے سے ہیضہ ہوجاتا ہے۔ بالکل غلط ہے۔ یہ البتہ ٹھیک ہے کہ اسکے کھانے سے یا اگر کچے کھالئے جائیں تو اسہال شروع ہوجاتے ہیں۔ مگر چونکہ ہیضوں کے دنوں میں لوگوں کی طبیعتوں میں جراثیم سرایت کئے ہوتے ہیں۔ اور یہ جراثیم تندرستی میں اپنا اثر نہیں ڈال سکتے اس لئے ایسے وقت میں یعنی ذرا سی کمزوری پا کر ہیضہ کے جراثیم تقویت پاجاتے ہیں۔ اگر امرود دانوں کے بغیر کھایا جائے تو قبض کرتا ہے۔ لہذا امرود کو ہیضہ کے دنوں میں کھانے ہوں تو بغیر دانوں کے کھایا جائے کھانے کے بعد کھانا اچھا ہے۔ خالی معدہ بدہضمی پیدا کرتا ہے۔ امرود میں چنداں غذائیت نہیں ہے۔ اطباء مرض خنازیر یعنی کنٹھ مالا میں اس کا مربہ کھلاتے ہیں۔

سیب یہ مقوی معدہ و جگر و دل و طحال و گردہ و دوانت و مصفی خون ہے۔ اسکے متواتر استعمال سے چہرہ کی رنگت سرخ ہوجاتی ہے۔ اس کا مربہ عام طور پر استعمال ہوتا ہے۔ اطبا اسے بہت ہی مقوی دل بتاتے ہیں۔ نقاہت اور بے ہوشی کے وقت چاندی کے ورق کے ساتھ کھلایا جاتا ہے۔ دائمی کلانی طحال ضعف جگر کے لئے بے حد مفید ہے۔ کھانے کے بعد اس کے استعمال سے کھانا جلد ہضم ہوجاتا ہے صبح یا تیسرے پہر کھانے سے خون صالح پیدا کرتا ہے،

لوکاٹ و آڑو، ان میں غذائیت بالکل نہیں ہوتی۔ اطبا انہیں مقوی معدہ و جگر و طحال و مصفی خون بتاتے ہیں۔ بعض انکی چٹنی بھی بناتے ہیں کھانے کے بعد کھانے سے ہاضمہ کو تقویت دیتا ہے

آم اطباء آم کو عام طور پر مفرح مقوی دل مقوی و محرک جگر مقوی معدہ مقوی امعا و گردہ و مصفی و مولد خون صالح بتاتے ہیں اس کے زیادہ استعمال سے اسہال شروع ہوجاتے ہیں اگر زیادہ آم کھائے جائیں تو اس کے بعد جامن یا دودھ کی کچی لسی پیتے ہیں۔ لسی سے یہ فائدہ ہوتا ہے کہ آم کا رس پتلا ہوجانے کے باعث اس کی مدت کم ہوجاتی ہے۔ نیز لسی کا روغن معدہ کی دیوار دل پر مسکن اثر کرتا ہے۔ خراشیدہ جگہوں پر زیادہ خراش نہیں ہونے پاتا

اور باقی جگہوں کو ایسی خراش سے بچاتا ہے جامن کا یہ فائدہ ہے کہ اس میں گیالک ایسڈ و ٹانک ایسڈ ہوتے ہیں جو معدہ اور انتڑیوں کی خراش کو روکتے ہیں اور ان کی رطوبت پر قابض اثر رکھتے ہیں۔ آم میں غذائیت خوب ہوتی ہے

جامن۔ اطباء کے نزدیک جامن کا شربت کلائی طحال و کلان جگر کے لئے ازبس مفید ہے، خالی جامن کھانے سے قبض ہو جاتا ہے۔ اسلئے خدا تعالیٰ نے اسے آم کے دنوں میں پیدا کیا ہے۔ ان کا زیادہ استعمال بدہضمی و قبض پیدا کرتا ہے۔ انگریزی میں اسے بلیک پلم (Black Plum) کہتے ہیں

سنترہ یہ پھل مختلف قسم کا ہوتا ہے۔ یہ دل وجگر اور گردہ و معدہ کو قوت بخشتا ہے خصوصاً دل اور جگر کے لئے تو بے حد مفید ہے۔ ہر قسم کے تپ یرقان وغیرہ میں اس کا استعمال بہت فائدہ کرتا ہے۔ خدائے پاک نے اس کے چھلکے کو بھی انار کے چھلکے کے مانند بے کار پیدا نہیں کیا۔ سنترہ کے چھلکے کو چہرے پر رگڑنے سے چہرے کے بخار کل پھنسیوں و چھائیوں وغیرہ کو دور کرتا ہے اور رنگت صاف ہو جاتی ہے۔ اس کا مربہ کیک وغیرہ میں ڈالا جاتا ہے۔ باریک کترے ہوئے چھلکے کا مربہ بنا کر پلاؤ میں بھی ڈالتے ہیں کسی صابون میں چھلکا ڈالتے ہیں جس سے جلدی امراض کو فائدہ ہوتا ہے۔

میٹھا و مالٹا۔ ان دونوں کی تاثیر ایک ہی ہے۔ دل وجگر کو بے انتہا طاقت بخشتا ہے، بخار یرقان میں اس کا رس بہت مفید ہے۔ پیاس دور ہوتی ہے اور نہایت سرد ہوتا ہے۔

انگور۔ تازہ انگور دل وجگر کے لئے ازحد مفید ہے نیز معدہ کے لئے بھی، تمام اعضاء رئیسہ بے انتہا طاقت پیدا ہوتی ہے۔ خون پیدا کرتا ہے قبض کشا بھی ہے۔ ان میں غذائیت بہت ہوتی ہے۔ اور ان کی مٹھاس بغیر ہضم ہوئے اس طرح جذب ہو کر جگر میں خون کے ساتھ جا ملتی ہے۔ انگور ہر وقت کھائے جا سکتے ہیں مگر کھانے کے بعد ان کا کھانا بیحد فائدہ بخشتا ہے۔ مگر بہت زیادہ کھانے سے ہاضمہ درست نہیں رہتا۔

کیلا۔ کیلا گردہ وجگر کے لئے ازحد مفید ہے، ان میں طاقت پیدا کرتا ہے۔ مبہی بھی ہے کھانا کھانے سے پہلے کبھی نہ کھانا چاہئے۔ ہمیشہ کھانا کھانے کے بعد اچھا ہوتا ہے، ورنہ بدہضمی ہونے کا احتمال ہے۔ کچے کیلے کو گوشت میں بھی کھاتے ہیں اور بیسن لگا کے بھی تلتے ہیں۔ اکثر لوگ اس کا اچار بھی ڈالتے ہیں، ان میں غذائیت کافی مقدار میں ہوتی ہے،

سردا۔ ان میں غذائیت بہت کم ہوتی ہے ویسے دل کو قوت دیتا ہے قبض کشا بھی ہے۔

سٹرابیری مصفی خون و مقوی دل وجگر ہے۔ اس کا مربہ بھی ڈالتے ہیں موسم گرما میں عام ملتا ہے لیکن زیادہ دیر تک نہیں رہتا۔

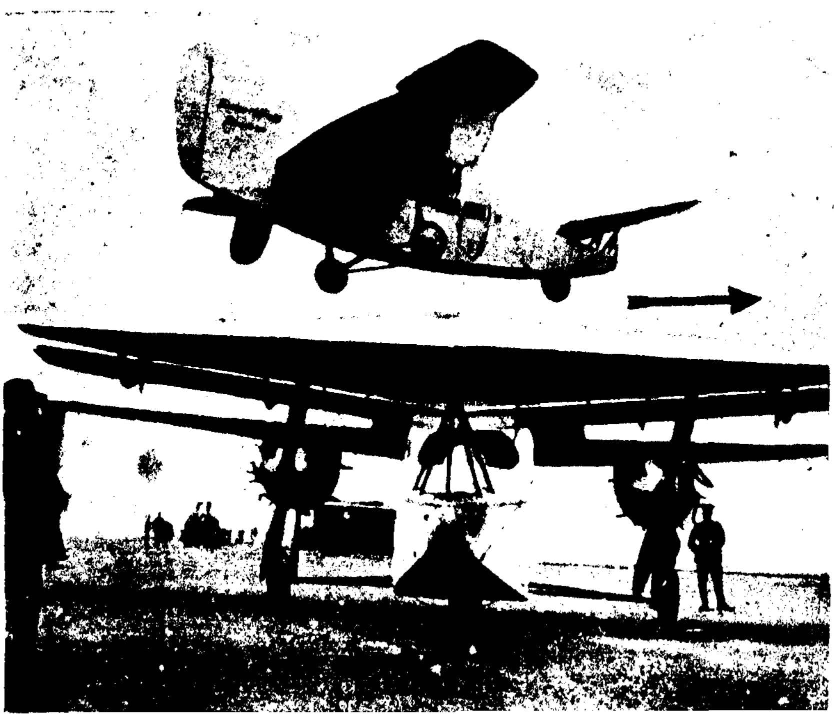
خربوزہ اس میں غذائیت سردے سے بھی کم ہوتی ہے قبض کشا و مفرح ہے۔ انکا زیادہ استعمال

(باقی صفحہ ۳۵ کالم ا کے نیچے)

برلن میں "سبز ہفتہ"



یہ ہفتہ ۲۱ جنوری سے ۸ فروری تک قیصر ڈام کی عمارت میں منایا گیا اس تصویر میں
شہر کے چمنوں کی نگہداشت کے طریقے دکھائے گئے ہیں ۔

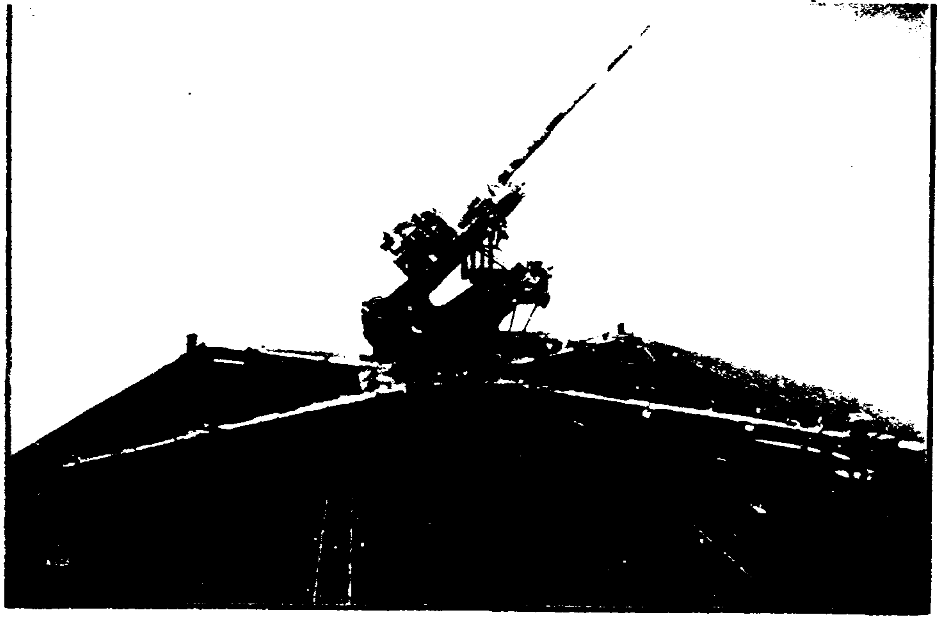


دنیا میں سب
محفوظ قسم کا
جاتا ہے ۔ یہ ہم
رفتار سے زمین پر اتر
کرتے وقت ایسا م
گویا جہاز پیچھے
جیسا کہ تصویر سے
ظاہر ہے

...ز میں آجکل جرمنی
... نیا سے بہت بڑھی
...ں صفحہ پر جن ہوائی
... وغیرہ کی تصاویر ہیں
...ب جرمنی میں تعمیر
ہوئے ہیں ۔

ایک Fock "Euu...
...د قسم کا ہوائی جہاز جو

ہوائی حملوں سے
نئی حفاظت
ہوائی جہازوں کو
تباہ کرنے کے لئے
ایک نئی قسم کی
توپ ایجاد ہوئی
ہے جسکا گولہ
ساڑھے پانچ میل
تک جاتا ہے ۔
اور یہ توپ ایک



منٹ میں ۲۵
فیر کرتی ہے اس
توپ کو مسرز
وکرس آرمسٹر
انگ نے تیار کیا
ہے اسکی وجہ سے
لندن ہوائی
حملوں کے خوف
سے بلکل محفوظ
ہوجائے گا ۔

خان عبدالغفار
خان کے جلوس



میں خواتین
کا جتھا ۔

امتہ الحبیب

ایک زمانہ میں روم کی سلطنت بایزید نامی ایک بادشاہ کے قبضہ میں تھی۔ بایزید کی فوج کا سردار ایک بہادر عجمی تھا، اس کی لڑکی کا نام امتہ الحبیب تھا، یہ لڑکی بڑی لایق اور بہادر تھی اور ہر کام میں اپنے باپ کی مددگار رہتی تھی اپنے باپ کے تحت وہ فوج کی سرداری بھی کرتی تھی۔ گو آج کل یہ بات تعجب کی نظروں سے دیکھی جائیگی لیکن اس زمانہ میں عورتیں بڑی لایق اور بہادر ہوتی تھیں وہ فوج میں جب شامل ہوتی تھی تو مردانہ کپڑے پہنتی اور گھوڑے پر سوا تھی اور اس کی لیاقت اور بہادری کی وجہ سے ہر شخص اسکی عزت کیا کرتا تھا اور وہ فوج میں ہر دلعزیز تھی،

روم میں بایزید کی سلطنت بہت دنوں تک قائم نہیں رہنے پائی اور تیمور لنگ نے اس کی سلطنت پر حملہ کردیا، بایزید نے پوری قوت کے ساتھ مقابلہ کیا اور امتہ الحبیب بھی اس جنگ میں بڑی بہادری سے لڑی لیکن تیمور کی فوج تعداد میں بہت زیادہ تھی اسلئے لڑائی کا فیصلہ اسی کے حق میں ہوا تیمور نے امتہ الحبیب کو ترکی فوج کے ایک بڑے حصہ کے ساتھ گرفتار کرلیا۔ کیونکہ اس نے میدان جنگ سے بھاگنا قابل شرم سمجھا اور اپنے جان نثاران کے ساتھ آخروقت تک لڑتی رہی۔

دوسرے ہی دن تیمور نے قیدیوں کے قتل کا حکم دیدیا۔ امتہ الحبیب نے جب یہ حکم سنا تو وہ غصہ سے سرخ ہوگئی اور قیدیوں کی قابل رحم حالت پر رو پڑی۔ اس کا یہ رونا کچھ اپنی وجہ سے نہ تھا۔ بلکہ ترکی قیدیوں کی افسوسناک حالت نے اسکی آنکھ کو آنسوؤں سے بھر دیا، امتہ الحبیب نے ارادہ کرلیا کہ جس طرح بھی ممکن ہوگا وہ قیدیوں کو موت سے بچائیگی۔ اس نے تیمور کے پاس پیغام بھیجا کہ وہ اس سے ملنا چاہتی ہے۔ پہلے تو اس کی جرأت کا مضحکہ اڑایا گیا لیکن جب تیمور کو یہ معلوم ہوا کہ وہ عورت ہے اور مردانہ کپڑے پہن کر بہادری سے لڑی ہے تو اس نے امتہ الحبیب کو آنے کی اجازت دیدی۔

امتہ الحبیب پابزنجیر تلواروں کے پہرے میں تیمور لنگ کے سامنے لائی گئی اور جب اسے بولنے کی اجازت دی گئی تو اس نے بلاخوف دخطر تیمور کو مخاطب کرکے کہا۔

لے سلطان تونے بغیر کسی وجہ کے بایزید پر حملہ کردیا اور خدا کے ہزاروں بیگناہ بندوں کا خون بہایا۔ روم میں ہزاروں مائیں ایسی ہیں جو آج تیرے ظلم کی بدولت اپنے بیٹوں کی موت پر خون کے آنسو بہا رہی ہیں ہزاروں عورتیں ایسی ہیں جو اپنے شوہروں کے لئے سینہ پیٹ رہی ہیں، بہنیں بھائی کو رو رہی ہیں، لڑکیاں باپ کا نوحہ کررہی ہیں۔ یتیموں کی تعداد میں تونے ہزاروں کا اضافہ کردیا۔ تونے صرف ترکوں کا خون نہیں بہایا۔ بلکہ اسلام کا

ضرب کاری لگائی ہے اے تاتاری فوجوں کے سردار کیا تو بتا سکتا ہے کہ تیرا یہ فعل انسانی اور آسمانی قانون کے کس دفعہ کے مطابق تھا تو نے مسلمانوں کا خون بہایا ہے کیا تجھے معلوم ہے کہ تیرا یہ فعل شریعت کے مطابق کس سزا کا مستحق ہے بایزید نے صلح کی شرائط پیش کیں لیکن تو نے انہیں ٹھکرا دیا کیونکہ تو چاہتا تھا کہ دنیا تجھے فاتح عالم کے نام سے یاد کرے اے شہنشاہ میں اور میرے سپاہی اسوقت مجبور ولاچار ہیں۔ ہاتھوں میں بیڑیاں پڑی ہیں۔ پیروں میں زنجیریں ڈالدی گئیں ننگی تلوار دن کا پہرہ قائم کر دیا گیا۔ تیرے حکم سے ہمارے خون کی ندیاں بہادی جائیں گی اور تیرے برے کاموں میں ایک اور اضافہ ہو جائیگا۔ لیکن ایک دن تجھے بھی موت کا منہ دیکھنا ہوگا۔ تو بھی خدائے عادل کے سامنے مجبور ولاچار اپنے گناہوں کی جواب دہی کے لیے حاضر ہوگا۔ اسوقت تو کیا جواب دیگا۔ دنیا کی دولت و حشمت اسوقت تیرے لیے بیکار ہوگی۔ اسوقت تجھے معلوم ہوگا کہ تیرا یہ حکم کہانتک مناسب تہا۔ کیا تو نے کبھی سنا ہے کہ کسی بہادر سردار فوج نے دشمن کے نہتے سپاہیوں پر تلوار اٹھائی ہو۔ تو بہادروں کا نام بدنام کرتا ہے اور انصاف کا خون کرتا ہے، امتہ الحبیب نے جوش میں آکر اپنے سر سے خود اتار کر پھینکدی اور کہنے لگی۔

اے سلطان، میری طرف دیکھ میں ایک کمزور اور ناتوان عورت ہوں تو خیال کر سکتا ہے کہ وہ قوم جو میرے جیسی دلیر عورتیں پیدا کر سکتی ہے کتنی بہادر ہوگی وہ تیرے ظلم کی داستانیں سنکر کیا چپ بیٹھ سکتی ہے، خون کا بدلہ جب تک نہ لے لیا جائیگا ترکی قوم کی تلواریں میان میں نہ جائیں گی۔ حکم دے کہ ہمارے سر اڑا دیے جائیں اور اپنے سر کی حفاظت کی تدبیر کر۔ جسوقت یہ بہادر عورت تیمور کو مخاطب کرکے اسکو شرم دلا رہی تھی سارے دربار میں خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ ہر شخص حیرت کے مارے بت بنا ہوا تھا، لیکن جب اسنے اپنا خود اتار کر پھینک دیا اور اسکے سیاہ لانبے بال بکھر گئے تو تیمور اور دربار کے امیروں کے منہ سے ایک چیخ نکل گئی۔ انہیں ابھی تک یقین نہ تھا کہ وہ بہادر سپاہی دراصل ایک عورت ہے۔ تیمور خود بھی بڑا بہادر بادشاہ تھا، امتہ الحبیب کی باتیں اس کے دل پر تیر کی طرح لگیں اور اسکا دل رحم و انصاف سے بھر گیا۔ خوف خدا سے وہ تھر تھر کانپنے لگا۔ اور اپنے بے رحمی کے حکم پر شرم سے زمین میں گڑ گیا۔ ساتھ ہی ساتھ امتہ الحبیب کی صورت اس کی لیاقت اور دلیری نے اس کے دل میں گھر کر لیا۔

اس نے اپنا حکم منسوخ کر دیا اور ترکی سپاہیوں کو قید سے رہا کر دیا گیا پھر امتہ الحبیب سے اس نے شادی کی درخواست کی امتہ الحبیب کے باپ نے اس رشتہ کو پسند کرکے اپنی منظوری دیدی اور امتہ الحبیب اس شاہنشاہ کی ملکہ بن گئی۔ تیمور اور بایزید سے دوستانہ تعلقات قائم ہو گئے تیمور نے امتہ الحبیب کو حمیدہ بانو بیگم کا خطاب دیا اور اس سے کئی اولادیں بھی ہوئیں لیکن ان میں سے کوئی زندہ نہ رہی۔

تیمور کی موت کے بعد حمیدہ بانو بیگم کے سوتیلے لڑکوں نے اسکو تکلیف دینی شروع کی اور وہ طفلس چلی گئی۔ پھر وہاں سے باطوم اور قسطنطنیہ چلی گئی یہیں پر اس نے ۶۱ برس میں وفات پائی۔

شہر بانو

قدر ایثار

افسانہ ذیل سمجھنے کے لئے یہ معلوم ہونا ضروری ہے کہ اب سے آٹھ یا نو سو سال پہلے یورپ نے بیت المقدس کو ترکوں کے ہاتھ سے نکالنے کے لئے بہت سے خونریز محاربات کئے۔ ان میں یورپ کی تمام حکومتیں شریک تھیں اور ان کے ساتھ ایک دینی احترام وابستہ کیا جاتا تھا ان لڑائیوں کو صلیبیہ کہتے ہیں۔ اور ان کا مرکز فلسطین تھا، یورپ کے امراء و رؤسا یہاں تک کہ خود شاہان فرنگ بھی ان میں خوشی خوشی شریک ہوتے تھے۔ اسی زمانہ میں انگلستان کے جو رئیس زادے فلسطین کی حرب گاہ میں یا کسی اور شعبہ خدمت میں شجاعت و بہادری کے کام سرانجام دیتے تھے، ان کو نائٹ کا ذی شرف خطاب عطا کیا جاتا تھا، ہر نائٹ کے ہمراہ ایک ۱۴ یا ۱۵ سال کا لڑکا ہوتا تھا جسے پیج کہتے تھے اور جسے نیزہ برداری کی خدمت سپرد ہوتی تھی اس پیج کو نائٹ کے ساتھ نسبت شاگردی ہوتی تھی اور وہ بالآخر خود بھی نائٹ بنایا جاتا تھا پیج کے عہدے کو اس زمانہ میں اس قدر وقعت حاصل ہوتی تھی کہ اس تک ممتاز امیرزادوں کے سوا کسی اور شخص کو رسائی نہ ہو سکتی تھی۔

فلسطین کی مقدس جنگ سے ایک بہادر نائٹ، اور اس کے ہمرکاب ایک نوعمر پیج آہستہ آہستہ گھوڑوں پر سوار صحرا کی طرف آ رہے ہیں، اُن کی خاموشی سے ظاہر ہے کہ وہ کچھ سوچ رہے ہیں، بالآخر اس مہر سکوت کو نائٹ نے توڑا اور یہ کہنے لگا۔

"اے میرے منچلے کمسن پیج! حقیقت میں تو بڑا عالی ہمت ہے تو اس سے بھی نہیں ڈرتا کہ تیرے گھنگروالے بال خون کے خضاب میں رنگ جائیں گے۔ وہ واقعات اب تک میری نظر میں پھرتے ہیں، جب ایک مرتبہ خیمہ میں اور دوسری مرتبہ جنگ میں تو نے سینہ سپر ہو کر مجھے مہلک حملہ سے بچا لیا۔"

پیج:۔ اے میرے نائٹ! خیمہ گاہیں میدان جنگ میں۔ تلواروں کے سایہ کے نیچے خونریزی اور جنگ کی باتیں بھلی معلوم ہوتی ہیں، کچھ تھوڑی ہی دیر پہلے ہم وہ باتیں کرتے تھے جن سے بوئے خون آتی تھی۔ مگر اس ہرے بھرے سبزہ زار میں ان سبز درختوں کی چھاؤں کے نیچے، جو ایک ایک کر اور جھوم جھوم کر پیام امن سناتے ہیں، ان باتوں کا اعادہ کیا ضرور ہے۔ اب لشکرگاہ کی ہیجان خیز فضا سے بہت دور ہو کر ہم اس پر سکوت جنگل میں پہنچ چکے ہیں، دیکھو کیسی خاموشی چھا رہی ہے، گھوڑوں کے سموں پر بھی گھاس خندہ رہی ہے۔ ایک پتہ بھی نہیں کھڑکتا۔ شبنم کے ساتھ میرے قلب پر ایک کیف و مسرت کا نزول ہو رہا ہے جنگل کا سکون کس قدر راحت افزا ہے، یہ اشجار میرے دل میں اُن بان کے درختوں کی یاد تازہ کر رہے ہیں جو ہمارے انگلستان میں جھومتے ہیں۔

فلسطین کے جنگ آوروں کی تلوار میرے کان میں

وطن عزیز کی خوبصورت برقشوں کا چھاپہ بن کر آئی ہو۔ تھوڑی دیر ہوئی کہ میرے قلب میں ایسا احساس پیدا ہوا جیسے کہ میری ماں میرے حق میں مصروف دعا ہے، اور میں وہ آواز سن رہا ہوں۔ جناب والا میرے کان میں وہی الفاظ گونج رہے ہیں جو میری ماں کی زبان پر دم آخریں کے ساتھ ساتھ جاری تھے۔ سنئے آپ بھی سنئے۔ کیونکہ میں اب وہ بات کہنے والا ہوں جس کے سننے کے لئے آسمانوں کے رہنے والے افلاک کے غرفوں سے جھکے پڑتے ہیں"

پیج پر عجیب حالت طاری تھی۔ وہ بلند مرتبہ لوگوں کی طرح اطمینان و تمکنت سے باتیں کر رہا تھا گویا وہ فطرت کی وسیع اور معمور آغوش میں اپنے قلب کو آزاد تصور کرتا تھا۔ نائٹ نے جب گردن پھیر کر دیکھا کہ کمسن پیج کی نظریں سوئے فلک بلند ہیں تو مسکرایا اور کہنے لگا۔

"جناب پیج۔ معاف کیجئے آپ خدا جانے کیا سمجھے میرا مفہوم یہ تھا کہ فلسطین سے لوٹ کر جب میرا پیج واپس جائیگا تو اس کے خیر مقدم کے لئے میری بیوی کا چہرہ اور بیویوں کی طرح دمک اٹھے گا اور اگر ایسا نہ ہو تو تمام زیب و زینت اور تمام انبساط و طرب کے باوجود وہ میری بیوی نہیں ہے۔ مجھے خوف ہے کہ میری بیوی کا کمرہ شاید تمہارے حسب پسند نہ ہو۔ کیونکہ تم فی الحقیقت ایسے مقامات پر بھی جیسے خیمہ گاہ یا میدان جنگ ہے ہمیشہ کم سخن ثابت ہوئے۔ اور تمہارے ہاتھ جنگی برچھے کے لئے زیادہ موزوں ہیں۔ بہ نسبت اس کے کہ تمہاری زبان میری بیوی کو خوش کر سکے"

نوجوان پیج نے اظہار امتنان کے لئے اپنا سر جھکا دیا اور اس کی بڑی بڑی آنکھوں میں تبسم کے آثار نمودار ہوئے پھر اس کے بجائے اس کے چہرے پر شرم کی سرخی چھا گئی اور حقیقت یہ ہے کہ کوئی خاتون بھی اپنے کاشانے میں وفور حیا سے دفعتاً ایسی سرخ نہ ہو سکتی تھی جیسا کہ یہ پیج لیکن وہ سنبھلا اور کہنے لگا۔

جناب والا آپ کی بیوی کا کمرہ میرے لئے بالکل مناسب ہوگا"

*

قریباً ایک میل کے فاصلہ پر ایک صومعہ ہے جہاں سے صاف طور پر انسانی آوازیں بلند ہو کر فضا میں پھیل رہی ہیں اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کوئی شخص مرثیہ پڑھ رہا ہے۔ اور کہہ رہا ہے۔

"جو مر چکے ہیں وہ سب ہیں جوار رحمت میں"

یہ سچ ہے کہ وہ ایمہ خلاق ہے۔ وہ دیکھو سلینٹ طیمری کے کلیسا کی عظیم الشان قربانگاہ ہوا کے جھونکوں میں مجسم گرم پرواز نظر آتی ہے اور اس میں پچاس مشعلیں روشن ہیں۔ صومعہ کی مالکان شمعوں کے سامنے مردہ پڑی ہے دوشیزہ لڑکیاں جو کل تک اس کی نصائح سے برکت اندوز ہوئی تھیں۔ آج وہ سب آہستہ آہستہ رو رہی ہیں ان کی آوازوں میں ایک مقدس تڑپ ہے۔ شاید اسکی وجہ یہ ہے کہ ان کے غمناک خیالات کا مرجع وہ نعش ہے جو ان کے سامنے پڑی ہے۔ بلکہ خود نفس موت ہے۔

"جو مر چکے ہیں وہ سب ہیں جوار رحمت میں"۔ یہ جگر دوز صدا فضا میں گونج رہی ہے۔ وہ منظر ہوش ربا جو اس صدا نے نظروں کے سامنے پیدا کیا ہے وہ سب ہوا کے ساتھ ساتھ چرخ زن ہے۔ اور ایسا معلوم

ہوتا ہے کہ پہاڑیوں سے ٹکرا ٹکرا کر واپس آجاتا ہے پہاڑیاں اسے اپنے پاس ٹھیرنے نہیں دیتیں کہ مبادا اس بھیانک منظر کے سایہ سے قرص خورشید پر ظلمت چھا جائے۔ مگر وہ دیکھو پیشتر اسکے کہ شرم وحیا کی سرخی پیج کے چہرے سے زائل ہو۔ یہ منظر فضا میں منتشر ہو گیا۔

❊

پیج نے کہا "اے میرے شریف نائٹ میری بھی ایک درخواست ہے۔ گو تم ایک نائٹ ہو اور میں ایک پیج ہوں لیکن اگر تمہیں میری خدمات کا کچھ بھی پاس ہے تو میری استدعا کو قبول کرو۔ اور وہ یہ ہے کہ مجھے یہ سچ بتاؤ کہ آیا تمہاری بیوی کا چہرہ سفید ہے یا سانولا اور آیا تمہیں اس سے محبت بھی ہے۔"

نائٹ نے گردن جھکائی اور افسردگی کے لہجہ میں بولا: "اولاد کی طرح تم نے میری خدمت کی ہے اور اگر تیرے بجائے کوئی اور شخص یہ استدعا کرتا تو میں ہرگز قبول نہ کرتا۔ میں اپنی بیوی سے محبت تو ضرور کرتا لیکن اسوقت جبکہ مجھے کم از کم اتنا معلوم ہو جاتا کہ آیا اس کا چہرہ سفید ہے یا سانولا ہے۔ مگر سچ پوچھو تو یہ ہے کہ میں اپنی زبان سے ایک مرتبہ کہہ چکا ہوں۔ یہ میرے شایان شان نہیں کہ اظہار حقیقت میں کوئی بخل کروں در اصل میں ایک بھاری قیمت کو بدل وجان اور نہایت خاموشی کے ساتھ ادا کر چکا ہوں اور اس قیمت کو جس شخص کے ہاتھوں میں دیا گیا وہ درحقیقت اس کا مستحق تھا۔ کیونکہ میرے باپ کے دامن عزت پر جو دھبہ لگانے کی کوشش کی گئی تھی اسکو اس نے نہایت خوبصورتی سے بچایا میں اپنی عزت کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ وہ نہایت شریف النفس شخص تھا اور یہ قیمت اس نے نہایت شرافت سے حاصل کی۔

میرے باپ کا ایک دوست ارل والٹر باوجود بڑھاپا اور ضعیف ہونے کے باغیرت جری تھا۔ میں ایک مرتبہ گھوڑے پر سوار ہو کر ٹورنامنٹ کی شرکت کیلئے دربار میں گیا۔ مجھے اس کے انجام کی خبر نہ تھی۔ اور میری غیر حاضری میں ایک افترا پرداز نے میرے مرحوم باپ پر چند تہمتیں لگائیں اور بہادر ارل والٹر اپنے مرے ہوئے دوست کی عزت کے دفاع کے لئے اٹھا۔

میرے باپ کی نعش سنگ مرمر کے نیچے ایک دائمی غفلت کی نیند سو رہی تھی اور اس کی پتھر کی تصویر لوح مزار پر مصروف دعا تھی۔

ارل والٹر۔ اس کی تلوار وفا کا جوہر اصلی رکھتی تھی، اور وہ شجاعانہ دست وبازو کا مالک تھا۔ اس نے فوراً تلوار سونت لی اور فتنہ پرداز کو مغلوب کر لیا، لیکن افسوس اس دغاباز کی نعش کے برابر ہی ارل کی روح بھی پرواز کر گئی۔ اے کاش کیا اچھا ہوتا کہ میرا یہ ہاتھ وہ لڑائی لڑتا اور اپنے باپ کی عزت برقرار رکھتا۔ اے کاش بجائے ارل کے سینے کے وہ زخم میرے دل پر لگتا۔ اور میں ہمیشہ کے لئے اس کے پہلو میں سو جاتا میرے خیال میں وہ بہتر صورت تھی بہ نسبت اس کے کہ مقتول دوست کا خون اور شادی کی انگشتری دونوں ایک ساتھ میرے ذمہ عائد کر دی جائیں۔

ارل وال آلٹ کے گھر میں ایک کہرام برپا تھا۔ اس کی وفا شعار بیوی کی آنکھوں سے کوئی آنسو نہ نکلا اور وہ اپنے بستر پر اسی طرح خاموش لیٹی رہی جس طرح ارل اپنے تابوت پر تھا۔ آخرالامر اس کے منہ سے نکلا کہ "جلد سوار ہو کر جاؤ اور جس شخص کا یہ انتقام لیا گیا ہے اس کے لڑکے کو میرے پاس لے آؤ۔ میں فی الفور سوار ہو کر تیر کی طرح وہاں پہنچا۔ اس قریب مرگ بیکس عورت کے چہرے پر مردنی چھائی ہوئی تھی اور وہ ملحقہ کمرے میں میری منتظر تھی میں آیا اور اس کی بالیں کے پاس جھک گیا۔

اس کا بلا خیز سکون کرب و اضطراب کی بہ نسبت زیادہ قیامت انگیز تھا۔ وہ بولی۔ بیٹا میرے شوہر نے تیرے باپ کے لیے بلا تامل جان دی اور مجھے جیتے جی مار گیا میری صرف ایک یہ تمنا ہے کہ ہم نے اس لڑکی کو تیرے لئے یتیم کیا ہے۔ تو اسے ہماری خاطر اپنی دلہن بنا لیجو۔ کیونکہ یہ جوان ہے اور میرے بعد اس کا کوئی والی اور سرپرست نہیں۔ میں نے جواب دیا۔

میرا گھوڑا باہر احاطہ میں ہنہنا رہا ہے اور میرا جہاز سطح بحر پر ہچکولے لے رہا ہے۔ میں مقدس زیارت گاہ کو آزاد کرانے کی قسم کھا چکا ہوں اور یہ میرا سپاہیانہ عہد ہے لیکن خیر کچھ بھی ہو میں حاضر ہوں۔ پادری کو بلواؤ۔ شادی کی انگشتری منگواؤں اور اپنی لڑکی کو بلواؤ جب تک میں فلسطین میں رہونگا آپ کی بیٹی میری زوجہ کی حیثیت سے نائٹڈ سٹیڈل کے قلعوں پر حکمرانی کریگی اے میرے دوست۔ کمرہ تاریک تھا اور مجھے یہ دیکھنا نصیب نہ ہوا کہ دلہن حسین ہے یا نہیں۔ تاہم مجھے اپنے گھوڑے کے تین مرتبہ ہنہنانے کی آواز سنائی دی۔ پادری نے بعجلت دعا کے الفاظ کہے اور میری شادی ہو گئی اور جب میں اور میری بیوی دونوں اس صاحب فراش ضعیفہ کی بالیں کے برابر شادی کے لئے جھکے تو میری ساس مسکرائی اور دنیا سے چل بسی۔ دلہن اٹھی اور اس نے اپنی مردہ ماں کے مسکراتے ہوئے منہ کو چوما اور پھر مجھے بوسہ دیا۔

ہیں۔ ہیں۔ یہ کیا؟ اے میرے پیج! تجھے کس بات نے اتنا مغموم کر دیا کہ تیرے چہرے پر آنسو ڈھلک رہے ہیں۔"

پیج نے کہا کہ "کچھ بعینہٖ اسی قسم کا واقعہ میری بہن کا بھی ہے۔ لیکن اس نے شادی کے ریشمی کپڑوں کو اتار کر رکھ دیا اور ایک وفادار خادم کے بھیس میں اپنے شوہر کے پیچھے پیچھے میدان جنگ کے اندر پہنچ گئی۔

پیج یہ کہہ کر رونے لگا۔ نائٹ بے پروائی سے ہنسا اور کہنے لگا "کہ یہ بات تمہاری بہن کے لئے بالکل مناسب تھی۔ لیکن میں اپنی بیوی کے لئے اسے پسند نہیں کرتا۔ اس بات کو یاد رکھنا کہ خوبصورتی یا بدصورتی سے قطع نظر، اگر کوئی عورت حد نسوانیت سے تجاوز کر جائے تو وہ میری محبت کی بیش بہا نعمت کے قابل نہ ہوگی۔

پیج نے گریہ و بکا موقوف کر دیا اور پژمردہ ہنسی سے کہنے لگا کہ "آپ سا ذی شعور کیا یہ سمجھتا ہے کہ نسوانیت اس طلائی زیور اور ریشمی لباس سے بہتر قائم رہتی ہے جسے نازک بدن خاتونیں پہنتی ہیں۔ میری ذاتی رائے

یہ ہے اور واقعات اس کے مؤید ہیں کہ اصل شے جان و دل سے مخلصانہ خدمت کرنا ہے۔ اور شوہر کی خدمت دنیا کا بہترین زیور ہے۔"

تیج نہ تو مسکرایا اور نہ رویا۔ تاہم اس نے ولولے اور جوش سے اپنی تقریر جاری رکھی اور کہا کہ "آہ میری بہن عورتوں کی طرح خیمہ میں اپنے پیارے شوہر کے لئے دعا کیا کرتی تھی اور اسوقت جبکہ خلق خدا خواب راحت میں ہوتی تھی، وہ عورتوں کی طرح زرد ہو جاتی تھی، اس کے چھوٹے چھوٹے ہاتھ خون میں بھر جاتے تھے اور اس کے نسوانی ہلکے آنسو اسے پاکیزہ تر بنا دیتے تھے۔" نائٹ نے کہا کہ "تیری بہن کے لئے یہ موزوں تھا جس کا قصہ تو اس قدر شد و مد سے بیان کر رہا ہے لیکن میری بیوی تو نائٹ سٹیڈل کے گرجے میں ہی دعا کرے گی میری بیوی کا چہرہ کسی خوف سے نہیں بلکہ میری محبت سے زرد ہو جائے گا۔ اس کے نسوانی آنسوؤں کو چھپانے کے لئے کسی خود کی ضرورت نہ ہوگی بلکہ اس کے نقاب کے پیچھے اسکے آنسوؤں کے ٹپکنے کے لئے جگہ ہوگی۔"

تیج نے کہا "لیکن اگر وہ تمہاری مزاج شناسی میں غلطی کرے اور تمہارے پیچھے میدان جنگ میں پہنچ جائے۔ اور پھر گھٹنوں کے بل جھک کر تم سے التجائے محبت کرے جس طرح کفار امان طلب کرتے ہیں، تو اسوقت تمہارا طرز عمل کیا ہوگا۔"

نائٹ نے کہا کہ "اس صورت میں میں اسے معاف تو کر دونگا لیکن اس سے ایسی ہی محبت کرونگا جیسی کہ ایک خادم سے کیجاتی ہے نہ کہ ایسی جیسی بیوی سے۔ پھر نائٹ بولا "دیکھ جیسا وہ چھوٹا چمکیلا بادل کا ٹکڑا آسمان پر ہے اسی طرح عورت کی عزت سب سے اعلیٰ، سب سے منزہ اور سب سے جدا واقع ہوئی ہے"

تیج نے نظریں اٹھا کر اس لکۂ ابر کی طرف دیکھا لیکن میرے خیال میں وہ اسے شاید ہی نظر آیا ہو، کیونکہ غم و اندوہ کا ایک غبار اس بادل اور اس کی آنکھوں کے درمیان حائل تھا اور اس کے دل میں بلاخیز طوفان اُٹھ رہے تھے۔ پھر تیج نے آہستہ اپنی نظر اٹھا کر پہاڑ کی طرف منعطف کی۔ "اوہو! یہ سوار کون ہیں؟"

تیج نے دیکھا کہ دشمن کے نیزے اور پرچم آفتاب پر سایہ ڈال رہے ہیں اور وہ بے پرواہی سے گھوڑوں پر آ رہے ہیں۔ گو اس کے دل میں شور شیون کا ایک محشر بپا تھا تاہم وہ فوراً خبردار ہو گیا۔"

اس نے یہ سب کچھ دیکھا لیکن نائٹ کو کچھ نظر نہ آیا وہ نہایت سکون اور آہستگی سے بولا "اے میرے آقا! آپ جلد روانہ ہو جائیں قبل اس کے کہ ہلکے ہلکے سائے تاریکی کی آغوش میں آ جائیں"۔ نائٹ نے کہا "اے میرے تیج! میں ایسا ہی کرونگا۔ تو عجلت کر اور میرے ساتھ ساتھ رہ۔ تیج نے کہا "میں اس وقت نہیں جا سکتا اور نہ فی الحال میں جاؤنگا۔ آپ کا یہ وفادار تیج آپ کے پیچھے آئیگا۔ آپ آگے چلئے۔ میری کاٹھی کا کمانچہ اور میرا خود میرے گھوڑے کے کاندھوں کو زخمی کر رہے ہیں میں انہیں ڈھیلا کر لوں۔ علاوہ بریں مجھے ایک دعا بھی کرنی ہے جس کے متعلق ایک شدید ضرورت کے وقت میں نے

قسم کھائی تھی، میں شب سے پہلے آپ کے پاس پہنچ جاؤنگا۔ اے میرے آقا آپ جلد سوار ہوں، میری حالت ان پرواز کردہ روحوں کی سی ہے جو اُن عزیزوں سے مجبور ہو جائیں جن کی جدائی شاق ہے۔"

نائٹ نے اس کے توہم پر بے پروایانہ تبسم کیا اور گھوڑے پر سوار ہو کر وادی سے نیچے اتر گیا۔ اگر نائٹ بیچ کے چہرے کی طرف دیکھ لیتا تو شاید اسکے الفاظ پر کبھی نہ مسکراتا۔ اگر وہ اسکے منہ پر ایک نظر ڈال لیتا تو ہرگز آگے نہ جاتا۔ اگر وہ پیچھے مڑ کر ہی بیچ کو دیکھ لیتا تو فوراً واپس آجاتا۔ کیونکہ اس کے بھولے اور کمسن چہرے پر یہ غم نہایت بھیانک معلوم ہوتا تھا۔ اس کا پرسکون انداز کیسا وحشت خیز تھا، جب اس نے خود اور تلوار زمین پر پھینک دئے۔ اور یکہ و تنہا کھڑا ہو گیا۔ اس نے اپنے دونوں ہاتھوں کو باہم زور سے بھینچا گویا وہ اپنی روح کے شدید کرب کو دبا رہا ہے۔ پھر وہ بول اٹھا "اے ازدواجی محبت کیا تیرے لئے میں نے اپنی نسوانیت کو کھو دیا ہے، اور اے میرے شوہر کیا یہ آخری نظر ہے جو میں تجھ پر ڈال رہی ہوں؟ کیا اس کے بعد میری نگاہیں تجھے آئندہ کبھی نہ دیکھیں گی؟"

پھر اس کے دل میں خیال آیا کہ ابھی نزدیک ہے لاؤ بھاگ کر پہنچ جاؤں۔ اور رکاب سے لپٹ کر کہوں کہ "اے میرے شہسوار تو یہ کیا کر رہا ہے۔ میری حالت قابل رحم ہے۔ خدا کے لئے میرے دل کو پامال نہ کر مجھے تباہ کر کے مت چھوڑے جا۔ دل کے ہاتھوں مجبور تھی۔ تیرے پیچھے آگئی۔ میرا دل تیری اس تکلیف کے خیال سے پھٹا جاتا ہے۔ جو کہ تجھکو اسوقت محسوس ہوگی جبکہ تو مجھکو اپنے ہاتھوں سے کھو چکا ہوگا۔ تو میرا مالک ہے۔ مجھے صرف اس خیال سے زندہ رہ لینے دے کہ تیری پرستش کرنے والی ہوں۔ تیرے بغیر زندہ نہ رہوں گی"۔ لیکن پھر وفا اور خودداری کے احساس نے پاس وضع کے جذبہ کو حرکت دی اور اس خیال کو فوراً دل سے نکال دیا۔

وہ بولی کہ اچھا۔ اے۔ جا خدا تیری حفاظت کرے اور تجھے تیرے حسب دلخواہ بیوی مل جائے۔ جو اس عورت سے جسے تو چھوڑے جا رہا ہے، زیادہ خوددار ہو، چاہے اس سے نصف ہی وفادار ہو۔ اے خدائے قیوم! تو مجھے اپنی آغوش رحمت میں بلا لے۔ آہ! میں تجھ سے اتنی بھی محبت نہیں کر سکتی جتنی اپنے جیسے انسان سے کر رہی ہوں"۔

اس نے دیکھا کہ زمین مایوسیوں سے پر ہے اور آسمان کچھ امید دلا رہا ہے۔ اس لئے اس نے نگاہیں اوپر اٹھائیں۔ وہ چھوٹا بادل کا ٹکڑا ابھی موجود تھا جس کا اس کے شوہر نے ذکر کیا تھا۔

اُف وہ چھوٹا سا ابر کا ٹکڑا کیسا چمکدار معلوم ہوتا تھا۔ اسکی آنکھوں میں آنسو ڈبڈبا آئے اور رفتہ رفتہ آنکھوں سے ڈھلک کر رخساروں پر بہنے لگے۔

گھوڑوں کی ٹاپوں کی آواز آئی اور تلواروں کی چمک معلوم ہوئی۔ دشمن اسے گھیرتے ہوئے چاروں طرف سے آ رہے تھے، ٹاپوں کی آواز اور ہتھیاروں کی چمک نے اس کے سکون کو دوبالا کر دیا۔ وہ ظاہر میں تو ایک

تھا۔ لیکن دراصل ایک وفادار عورت تھی جو ان لڑنوں کے زغہ میں بالکل ساکن اور مطمئن کھڑی تھی کیونکہ نہ معلوم کیا بات ہے کہ محبت کے ہاتھوں اجڑا ہوا دل دشمن کے مقابلہ کے لئے بہت مضبوط ہو جاتا ہے۔

آنے والے سواروں نے اسکو دیکھتے ہی للکارا "اے عیسائی چھوکرے! کیوں کیا تجھ کو شراب پلانے سے فرصت مل گئی۔ جو یہاں کھڑا ہوا بھیڑوں کی رکھوالی کر رہا ہے۔"

"میں یہاں کھانے پینے اور عیش و راحت کے لئے نہیں بلکہ تیغ زنی اور صف شکنی کے لئے اپنے آقا کے نام کی رکھوالی کر رہا ہوں۔ اور اگر اسوقت میرا پیارا اور بہادر آقا سر ھیوبرٹ موجود ہوتا تو وہ تم کو سوال کی فرصت بھی نہ دیتا۔"

"اے لڑکے تیرا آقا کہاں ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ یا تو اسے قتل کر ڈالیں یا اسیر کر لیں۔"

"اگر وہ تمہیں مل سکے تو سمندر کے کنارے یا جنگل میں تلاش کر لو۔ لیکن میں نے تو ہمیشہ یہی دیکھا کہ تمہارے سورما میرے آقا کے پیچھے اتنا تیز گھوڑا نہیں دوڑا سکتے جتنا کہ اس کے آگے دوڑاتے ہیں"

"اے چھوٹے لڑکے۔ آدمیت سے جواب دے ورنہ تو جھوٹ کی پاداش میں فی النار کر دیا جائیگا۔"

"میری خونریز تلوار جو اسوقت زمین پر پڑی ہے اگر میرے ہاتھ میں ہوتی تو وہ تمکو بہتر جواب دیتی۔"

انہوں نے اسکو بہت سخت و سست کہا اور کاری زخم لگائے۔ وہ زمین پر گر پڑی۔ ان کے تلواریا نے اس کے سنہری گھنگریالے بالوں کو کاٹ کر گرا دیا۔ سچ ہے کسی سے محبت کرنا مرنا ہے۔

اس نے چمکدار تلوار کو نیچے آتے دیکھا اور اچھل کر اپنے آپ کو اس کی زد میں آگے بڑھا دیا۔

موسٰی جعفری بی اے

آمنہ کا لال

کتاب آمنہ کا لال جو میں نے بصد شوق منگوائی تھی بغور مطالعہ کیا حقیقت میں علامہ راشد الخیری صاحب قبلہ نے یہ مفید کتاب تصنیف فرما کر قوم کی وہ خدمت کی ہے جو تاریخ میں سنہری حرفوں میں لکھے جانے کے قابل ہے، میں غریب خانہ پر ہر مہینے مجلس میلاد منعقد کرتی ہوں اور اس میں آمنہ کا لال خاص طور پر پڑھ کر سناتی ہوں جس کا نہایت عمدہ اثر ہو رہا ہے

بیگم سید حفاظت علی صاحب ام ال سی کھنڈوہ

آمنہ کا لال حقیقت میں بینظیر کتاب ہے دیکھ کر جی خوش ہو گیا۔

مس ایوب حسن خاں الخیر بہرائچ

کتاب آمنہ کا لال بیحد پسند آئی میں نے کم و بیش بیس قسم کے میلاد کی کتابیں دیکھی ہیں لیکن آمنہ کے لال جیسی کتاب آجتک نظر سے نہ گذری تھی واقعی اس سے بڑھکر عمدہ میلاد کی کتاب شائع نہیں ہوئی تمام بہنوں کو یہ کتاب اپنے پاس رکھنی چاہئے اور ہر جگہ میلاد کی مجلسوں میں اسکو پڑھنے کی کوشش کرنی چاہئے خصوصیت کے ساتھ میری نوجوان بچیوں کے لئے یہ ایک لاجواب و لاثانی تحفہ ہے

مسز سید ظہور عالم (مونگیر)

والدین کے فرائض

(گذشتہ سے پیوستہ)

کتابیں بچہ کی لائبریری کا گاہے گاہے معائنہ کرنا چاہیئے۔ تاکہ بداخلاق کتب اسکی نظر سے نہ گذریں۔ کیونکہ کتابیں جیسی بچے کی مونس و ناصح ثابت ہوسکتی ہیں۔ ویسے ہی ایک بڑی دشمن بھی بن سکتی ہیں اور اکثر بہت سی بدعادتیں بچہ ان سے حاصل کرتا ہے۔ مگر ماں کی وزاسی کوشش سے وہ اس بڑے دشمن سے محفوظ رہ سکتا ہے

اس کے بعد وہ سب سے بڑی معلمہ آپ ہے اس لئے اسے بھی عمدہ نمونہ دینا چاہیئے۔ اور بچے سے ایسا برتاو کرنا چاہیئے جو اسکی نظروں میں کسی دوسرے کے لئے بھی مستحسن ہو۔ اور اسکو وقتاً فوقتاً باتوں باتوں میں اس طور سے نصائح کا استعمال کرنا چاہیئے کہ بچے کے دل پر بوجھ نہ ہو۔ اور ان کا استعمال وہ مشکل خیال کرے اگر اس میں کوئی ایسی عادت ہے جسے وہ بچے کے لئے معیوب خیال کرتی ہے تو اس سے گریز کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ کیونکہ بچے کی پہلی تعلیم گاہ ماں کی گود ہے اور اگلی تعلیم کی عمارت اسی بنا پر چڑہتی اور قائم رہتی ہے ایک انگریز مدبر کا مقولہ ہے کہ ڈہائی ماہ کی عمر سے لیکر ڈھائی سال کی عمر تک ماں بچے کو وہ تعلیم دے سکتی ہے جس کی برابری یونیورسٹی کی تعلیم بھی نہیں کرسکتی۔ چونکہ بچہ ماں کے خیالات کا آئینہ ہے۔ اس لئے ماں کو کوشش کرکے اس آئینے کو گرد و غبار سے صاف رکھنا چاہیئے اور بیردلی صدموں سے بچانے کی کوشش کرنی چاہیئے

چوب تر را چنانکہ خواہی پیچ   نشود خشک جز بہ آتش راست

ان اصولوں پر تربیت یافتہ بچہ اپنی آئندہ زندگی کو خوشگوار طریقہ سے بسر کرسکتا ہے۔ اور دوسروں کے لئے عمدہ اخلاق کا نمونہ ہوتا ہے۔ اور متاہل زندگی میں قدم رکھنے پر وہ ایک اچھی ماں یا باپ ہوتا ہے اس بارے میں یہ لکھنا ضروری خیال نہیں کرتی کہ کون کون سے عمدہ اخلاق بچے میں ہونے چاہئیں، کیونکہ جیسی عادت ایک ماں اپنے بچے کے لئے عمدہ خیال کرتی ہے ویسی ہی اس میں پیدا کرنے کی کوشش بھی کرسکتی ہے۔ "فکر ہر کس بقدر ہمت اوست"

تعلیم یہ مسئلہ جملہ فرائض میں سب سے اہم اور دقت طلب ہے۔ کیونکہ مستقبل کا خوشگوار ہونا اور کٹھن منزلوں کا طے کرنا اسی پر موقوف ہے کہ بچے کو اعلیٰ یا اس قدر تعلیم دیجائے جس سے وہ دنیا میں خوش گذران کرسکے مگر یہ والدین کی حیثیت پر مبنی ہے اور میرا یہ لکھنا کہ بچوں کو اعلیٰ تعلیم دو ایک حد تک زبردستی ہوگا کیونکہ ہمارے ملک میں دس فیصدی والدین ہی ایسے ہیں جو اپنے بچوں کو تعلیم کے لئے یورپ یا امریکہ بھیج سکیں۔ تاہم

ان کا یہ فرض ضروری ہے کہ وہ حسب حیثیت اپنے بچے کو اس قابل کر دیں کہ وہ آئندہ پیش آنیوالی مشکلات کا آسانی سے مقابلہ کر سکیں نہ کہ دنیا کے مصائبات مجبوراً انہیں۔ چور، ڈاکو، رہزن یا ایسے ہی مذموم پیشوں کی طرف راغب کر کے ننگ خاندان وننگ قوم وننگ ملک بنا دیں۔ دنیا میں صدہا مثالیں اس امر کی ملتی ہیں کہ عمدہ تعلیم نہ ہونے کی وجہ سے یا کوئی کسب نہ سیکھنے سے ہزاروں آدمی جرائم پیشہ بن گئے۔ اس امر کی شہادت جیل کے قیدیو اور سشن کے ملزموں سے مل سکتی ہے۔ کہ ماں باپ کی غفلت کیا رنگ لاتی ہے۔ ایک مرتبہ ایک ملزم کسی شدید جرم میں گرفتار ہو کر سزایاب ہوا، اور آخری خواہش ماں کی ملاقات کے لئے کی جو منظور کر لی گئی لیکن جب ماں بوقت ملاقات جوش مادری سے مجبور کر اپنے بیٹے سے لپٹنے لگی تو ملزم نے ماں کے کان کو اس زور سے کاٹا کہ وہ کٹ ہی گیا۔ استفسار حال پر اس نے جواب دیا کہ میری تمام تر مذموم عادتوں اور خصوصاً اس جرم کا باعث میری ماں ہی ہے۔ اسلئے میں دوسری ماؤں کو یہ سبق دینا چاہتا ہوں کہ وہ اپنے بچوں کو عمدہ اخلاق سکھانے کی کوشش کریں۔ بتفصیل طلب کرنے پر اس نے بتایا کہ بچپن میں جب میں اپنے ساتھیوں کی چھوٹی چھوٹی چیزیں چرا کر گھر لایا کرتا تھا تو ماں انہیں خوشی سے قبول کر لیتی تھیں جن سے میرا حوصلہ وسیع ہو گیا۔ اور چوری کی عادت راسخ ہوتی گئی۔) ایسے ہی خودکشی کی صدہا مثالیں اس پر دال کرتی ہیں کہ ماں باپ نے ان کو اس قابل نہیں کیا۔ کہ اپنا اور بچوں کا پیٹ پال سکیں اور دنیا میں باعزت زندگی گذار سکیں۔ اسلئے والدین کو حسب حیثیت ان کو اس قابل بنا دینا چاہئے کہ اولاد جوان اور شادی شدہ ہو کر ان کے لئے بار نہ ہو۔ بلکہ عصائے پیری ثابت ہو۔ اکثر دیکھا گیا ہے کہ نوجوان مگر بیگار بیٹے سے والدین تنگ آجاتے ہیں۔ کیونکہ عرصہ ہائے دراز تک ایک ننھے پودے کو محنت سے سینچ کر جوان کیا جائے مگر وہ پھل دینے کے قابل نہ ہو تو باغبان اس سے مایوس ہو کر اکھاڑنے کی فکر میں رہتا ہے۔ یہی حال والدین کا ہے۔ اگر عرصہ دراز کی مالی وجسمانی محنت بار آور نہ ہو تو وہ سخت مایوس ہو کر متنفر ہو جاتے ہیں۔ مگر اسوقت ان کو یہ خیال کر لینا چاہئے کہ اس کا باعث وہ خود ہی ہیں، کیونکہ انہوں نے ہی اسکو اس قابل نہیں کیا کہ وہ کچھ کر سکیں۔ اگر حیثیت اس بات کی مقتضی نہ ہو کہ وہ غیر ملکوں کی تعلیم سے مستفید ہو سکیں تو حتی الامکان ملکی تعلیم دلانے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو اس قدر تعلیم دلا کر جوان کے اخلاق میں ممد ہو سکے اسے کوئی ایسا ہنر سکھا دینا چاہئے جس کی طرف اس کی طبیعت راغب ہو۔ اگر ایسا بھی نہ ہو سکے تو کم از کم ایسی خصوصیت اس میں ضرور پیدا کر دینی چاہئے جس سے وہ روزی پیدا کر سکیں۔ اس موقع پر ذراسی غفلت کرنے سے وہ نہ صرف اپنی اولاد بلکہ اس کے لواحقین کے بھی گنہگار ہوتے ہیں بخلاف اس کے اگر انہوں نے اپنے بچے کو دنیا میں ایک خوشگوار زندگی گذارنے کے قابل بنا دیا ہے۔ تو گوشہ قبر میں بھی تسکین حاصل ہوگی۔

سرمایۂ وراثت بچوں کے لئے ملکیت یا روپیہ فراہم کر دینا ہی کافی نہیں۔ کیونکہ یہی روپیہ اور جائداد ان کی کم علمی اور بداخلاق اولاد کی تباہی کا باعث ہوتی ہے۔ اور ہمیشہ کے لئے اسے ناکارہ بنا دیتی ہے بخلاف اس کے اگر وہی روپیہ بچوں کی تعلیم میں خرچ کر کے خالی ہو جائیں تو انہیں اپنے کو خوش قسمت خیال کرنا چاہئے کیونکہ اس حاصل شدہ علم و ہنر سے وہ اس سے کئی گنا زیادہ پیدا کر سکیں گے۔ گو دولت زوال پذیر ہے اور علم کو زوال نہیں، علاوہ ازیں علم و ہنر انسان کو نیکیوں کے راہ مستقیم پر ثابت قدم رکھتے ہیں۔ مگر دولت ایک گمراہ کن چیز ہے۔ تاہم اولاد کے لئے ملکیت پیدا کرنا یا وراثت کو محفوظ رکھنا بھی والدین کا فرض ہے۔ بشرطیکہ تعلیم سے اغماض نہ کیا جائے۔ کیونکہ ان کی باعلم اور دولت مند اولاد ہی سوسائٹی اور حکومت کی نظروں میں باعزت اور بابھروسہ ثابت ہو سکتی ہے۔ اسلئے اگر وہ اعلیٰ تعلیم اور شادی کے فرض سے سبکدوش ہو کر اگر اولاد کے لئے کچھ سرمایہ چھوڑ سکیں تو ایک پنتھ اور دو کاج۔

شادی شادی بھی ایک ایسا مسئلہ ہے کہ جس سے لڑکوں کی نسبت بیچاری کم زبان اور بھولی بھالی لڑکیاں بہت نقصان اٹھاتی ہیں۔ اور والدین صرف والدین کی خوشی پر بہت ہی معصوم ہستیاں ہمیشہ کے لئے تباہ اور برباد ہو جاتی ہے۔ چونکہ اس عنوان پر بہت کچھ لکھا جا چکا ہے اسلئے میرا کچھ لکھنا فضول ثابت ہوگا تاہم میں اس قدر جتا دینا ضروری خیال کرتی ہوں کہ اس بارے میں والدین کو اپنی مرضی اور خوشی کے مقابلہ میں اولاد کی خوشی مقدم رکھنی چاہئے۔ کیونکہ نباہ اولاد کو کرنا ہوتا ہے نہ کہ والدین کو۔ ان کا رشتہ بیٹے اور بہو یا بیٹی اور داماد کا ہوتا ہے۔ نہ کہ میاں بیوی کا۔ میاں بیوی ایک دوسرے کے مونس و راحت رساں ہوتے ہیں۔ اور زندگی کی بوجھل گاڑی کو مل کر کھینچنا ہوتا ہے۔ اسلئے وہ ایک دوسرے کے ہم خیال اور قدردان ہونے چاہئیں۔ نہ کہ نفرت کرنے والے ہوں، اور دونوں میں بعد المشرقین ہو۔ اگر میاں مغرب کی کہے تو بیوی مشرق کی سنائے۔ میاں حامی ہو، اور بیوی مخالف تو دونوں کی زندگیاں تباہ ہو جاتی ہیں۔ اور مسرت و اطمینان ہمیشہ کے لئے رخصت ہو جاتے ہیں۔ زندگی نہ صرف اجیرن ہی ہوتی ہے بلکہ بہت سی جانیں تلف بھی ہو جاتی ہیں یہ بہت نازک مسئلہ ہے۔ اور مجھے اس میں اس قدر تجربہ نہیں کہ میں اپنی رائے دے سکوں لیکن یہ بھی دیکھنے میں آیا ہے کہ بعض موقعوں پر والدین کی حسب پسند شادیاں ایسی مفید ثابت ہوئی ہیں جس کی نظیر ملنا مشکل ہے اور ایسی شادیاں جو حسب پسند کی گئی ہوں سخت مضر ثابت ہوئی ہیں۔ کیونکہ اولاد والدین کی نسبت ناتجربہ کار اور کم فہم ہوتی ہے۔ اور نوجوان ہونے کی بنا پر اپنے نفع نقصان پر چاہت کو ترجیح دیتے ہیں۔ دوسری جانب والدین کی حسب پسند شادیوں کے یہ نتائج ہوتے ہیں۔ کہ یا تو ان کو بہو یا بیٹی کا بوجھ ہمیشہ کے لئے برداشت کرنا پڑتا ہے۔ یا بیٹے سے ہی دست بردار ہونا پڑتا ہے۔ اس لئے میری ناقص رائے میں اگر ان کے ہاں اس قدر

آزادی ہے کہ لڑکا اور لڑکی آپس میں تبادلہ خیالات کر سکیں تو ان کو ایسے موقعہ پر سوسائٹی ایسی رکھنی چاہیئے جو ان کی نظروں میں قابل اطمینان ہو، بلکہ ان کو شادی کے لئے لڑکا یا لڑکی ایسی تلاش کرنی چاہیے جو ان کی نظروں میں بہترین ہو۔ اور بعد میں کسی نہ کسی طریقے سے اپنے ہاں اور اپنے سامنے میل جول کی اجازت دینی چاہیئے تاکہ وہ یہ بھی اندازہ کر سکیں کہ جن کو وہ خود دیکھ چکے ہیں وہ میزان پر بھی پورا اترتا ہے یا نہیں۔

دوئم اگر اس قدر آزادی بھی معیوب خیال کیجاتی ہے تو ان کو اپنی پسند کردہ دلہن یا داماد کا تذکرہ بیٹے یا بیٹی سے کسی ذریعہ سے کر کے ان کی رائے صائب حاصل کر لینی چاہیے۔ تاکہ وہ ہمیشہ کے لئے مورد الزام نہ بنیں۔ اس موقعہ پر والدین کو اس بات کی سختی سے پابندی کرنی چاہیئے کہ ایام تعلیم میں شادی نہ کریں بلکہ بچوں کو ان دنوں میں ایسے خیالات سے محفوظ رہنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ کیونکہ ایسی باتیں تعلیم میں ہمیشہ کے لئے رکاوٹ پیدا کر دیتی ہیں۔ تعلیم حاصل کر کے برسر روزگار ہو جانے پر ان کی حسب منشا اور اپنی پسند کردہ شادی کر کے ہمیشہ کے لئے سرخرو اور سبکدوش ہو جانا چاہیئے۔ اور اس کے بعد جو توقعات وہ بیٹے یا بہو سے رکھیں ان کا ذکر کسی آئندہ اشاعت میں کرونگی،

کنیز محمد بیگم منشی فاضل

خوف

دنیا کے ہر ذی روح کے دل میں ڈر کا مادہ ضرور کچھ نہ کچھ موجود ہوتا ہے۔ مگر حضرت انسان کے دل میں کئی قسم کے خوف ہوتے ہیں۔ خوف خدا۔ خوف جان۔ خوف مال وغیرہ وغیرہ۔ میں یہاں اسوقت اس جذبہ کے فلسفے پر کچھ لکھنا ضروری نہیں سمجھتی۔ کیونکہ اس سے ہر ایک کے دل میں متضاد کیفیتیں پیدا ہوتی رہتی ہیں۔ میں ذیل میں خود اپنا نیا واقعہ بیان کرنا چاہتی ہوں۔

یوں تو انور صاحب کا ارادہ مجھے ہر دورے میں اپنے ساتھ ہی رکھنے کا ہوتا ہے۔ مگر چونکہ ہماری کار اوورہالنگ کے لئے دیگئی تھی۔ اس لئے انور صاحب تنہا چلے گئے اور میں مکان پر اکیلی رہ گئی۔ انکا وعدہ تھا کہ میں ۹ راکتوبر کی شب کو گھر پہونچ جاؤنگا۔ میں نو بجے شب تک انتظار کرتی رہی۔ جب نہ آئے تو پکوان والے نے فقط میرا کھانا میز پر لگا دیا۔ اور کئی مرتبہ گھنٹی بجائی۔ مجھے ان کے انتظار کے خیال میں کچھ سنائی نہ دیا۔ آخر جب اس نے زبانی کہا تو مجھے معلوم ہوا کہ کتنا وقت گذر گیا ہے۔

ہمارا پکوان والا مسلمان ہے۔ مگر اسکی مادری زبان چونکہ اردو نہیں ہے اسوجہ سے وہ اردو سے ناواقف ہے۔ تاہم میں اس سے اردو ہی میں بات کرایا کرتی ہوں۔ اس لئے وہ مجھ سے اردو میں ہی مخاطب ہوا۔

اماں ٹیم ہوگیا۔ صاب (صاحب) آئی نہیں۔ اماں کھا لیا تو اچھا۔ رات بہت ہوگیا۔"

فراغت پانے کے بعد بنگلہ کے سامنے پولیس اردلی اور ملازم کو سوجانے کی ہدایت دے کر اور خادمہ کو بیڈ روم کے باہر سلا کر خود اپنے پلنگ پر دراز ہوگئی۔ مگر میری ساری توجہ موٹر بس کی آواز دل پر لگی ہوئی تھی میں بہت دیر تک انہیں خیالات میں منہمک رہی۔ کبھی انور صاحب کی آمد کا خیال آتا تو کبھی بہن بھائیوں اور والدین کا۔ ان ہی کیفیتوں میں نصف شب گذر گئی۔ میں تھی اور میرا رات کا دھیما چھوٹا سا چراغ اور گھڑیال کی ٹک ٹک۔ اسی عالم انتظار و اضطراب کی فضا میں ایک دل خوش کن سرور پھیلنے لگا۔ اور موسم کی گرمی معدوم ہونے لگی۔ یکایک ہوا کے فرحت بخش جھونکے چلنے لگے۔ اور ان جھونکوں نے مجھے دنیا و مافیہا سے بیخبر بنا دیا۔ اور میں سو گئی ورنہ خدا جانے میرے لامتناہی خیالات کا سلسلہ اور کب تک جاری رہتا۔

جب میری آنکھ لگ گئی تھی تو خیالات بہت پریشان کن تھے اور اسی حالت میں میری آنکھ لگ گئی تھی جسکا لازمی نتیجہ یہ ہوا کہ یکایک گھبراہٹ سے آنکھ کھل گئی۔ میں نہ جان سکی کہ میری آنکھ کسی آواز سے کھلی یا خوف سے

یا اپنے خیالات پریشان کی وجہ سے۔ جب میں بیدار ہوئی تو میرے سرہانے والے ٹیبل پر کچھ آواز آرہی تھی۔ آواز محسوس کرتے ہی کئی خیالات یکے بعد دیگرے میرے دماغ میں گھومنے لگے اور میں خوف زدہ سی ہوگئی۔ اس موقع پر میرا جسم بالکل ساکت تھا۔ مگر میرا دل بالکل اسی طرح "ٹک ٹک" کر رہا تھا جیسے کلاک کا پنڈلم۔ اور اس کی آواز میرے کانوں میں بڑے زور زور سے آرہی تھی۔ تمام جسم سنسنا رہا تھا، اور آواز رک گئی تھی،

سب سے پہلے مجھے اتنا نہ معلوم ہوسکا کہ آیا میں "ملروز ولا" دہیکہ میں ہوں یا امین لاج "رسسرال" میں یا اپنے نئے گھونسلے "دلشاد" میں۔ میں دم بخود پڑی یہ سوچ رہی تھی اور آہٹ برابر آرہی تھی وہ بھی سرہانے۔ میز پر۔ طرہ یہ کہ اسپر کیش بکس رکھا ہوا تھا جس میں زیورات بھی تھے۔ ظلم یہ ہوا تھا کہ ہوا کے جھونکوں سے چراغ بھی گل ہو چکا تھا۔ اومعبود کیسا خوف تھا!

میں نے دل کڑا کر کے سر موڑ کر دیکھنا چاہا۔ مگر مجھے خوف ہوا کہ مبادا چور کو میرے جاگنے کا علم ہو جائے اور ساتھ ہی مجھے خیال آیا۔ شاید انور صاحب میری آزمائش کے لئے مختلف آوازیں کر رہے ہونگے۔ پھر خیال آیا کہ وہ تو گھر پر موجود نہیں ہیں۔

بولنے اور لکھنے کو چند منٹ چاہئیں مگر خیالات ایک لمحہ میں بہت سے آتے اور جاتے ہیں۔ غرض اسی طرح پڑے پڑے ایک ہی منٹ میں میں نے خیالات کے سینکڑوں گھوڑے دوڑانے شروع کر دئے۔ یکایک بجلی کی طرح یہ خیال میرے دماغ میں کوندگیا۔ واہ واہ اچھی مسلمان ہے۔ مسلمان ہو کر، پھر پولیس سپرنٹنڈنٹ کی بیٹی اور سپرنٹنڈنٹ کی بہو پھر پولیس افسر کی بیوی اور اتنا خوف۔ اس خیال کے ساتھ ہی وہ واقعہ یاد آگیا جو اس آہٹ کا موجب ہوا تھا۔ یعنی جب میں سونے آئی تھی تو کیش بکس پر حساب کی کتاب اور ایک غیر مجلد ناول ڈال دیا تھا۔ ہوا کے جھونکوں سے اس کے اوراق الٹنے پلٹنے لگے۔ اور ان کی آہٹ میری گھبراہٹ کا باعث ہوئی۔

فاطمہ انور علی

دنیا کے مشہور جواہرات اجل

ہوپ الماس

جس طرح سنگدل سے رحم ممکن نہیں۔ ایسا ہی پتھر سے خون نکالنا ممکنات سے نہیں ہے لیکن قیمتی جواہرات نے سینکڑوں انسانوں کا خون بہایا ہے۔ دنیا کے مشہور جواہرات کی عجیب و غریب کہانی ہے۔ افریقہ کا مشہور ہیرا الماس (Hope) ہوپ نامی دنیا کا سب سے زیادہ بدنصیب پتھر ہے۔ اسکی نحس اس قدر مشہور عالم ہے کہ دنیا میں شاید ہی کوئی دلیر خاتون نکلے جو اس کو زیب تن کرنے کے لئے آمادہ ہو۔ اس ہیرے کا وزن ۴۴ ½ قیراط (رتی) ہے۔ اس کا طول و عرض پونا انچ اور عمق آدھا انچ ہے۔ اس کا رنگ ہلکا ہرا ہلکا نیلا مخلوط ہے یہ کولور مقام ایک کان میں دستیاب ہوا تاریخ کی رو سے مہاراجہ بکرماجیت کے قبضہ میں جب یہ کمبخت الماس پہونچا اسکو اس قدر پسند آیا کہ وہ دن و رات اسکو استعمال کرتا تھا۔ آخر کار یہ ایک قاتل کے ہاتھ کتے کی موت مرا۔ شومی بخت دیکھئے یہ الماس راجہ دھنگہ راجپوت راجہ کے ہاتھ لگا اور یہ راجہ چھ ماہ کے اندر ہی اندر غرق آب ہوا۔ ۱۴۱۶ء میں ملک کافور اس ہیرے کا مالک ہوا۔ ملک کافور نے اس ہیرے کو اپنی شمشیر کے دستہ میں محفوظ رکھا تھا۔ لیکن اسی کے سپاہیوں نے اسکو تہ تیغ کیا۔ ملک لوئس چہاردہم نے اسکو خریدا۔ اور رفتہ رفتہ یہ بدنصیب میری انٹونیٹ اور شہزادی لمبامی کے قبضہ میں پہونچا۔ آخر الذکر شہزادی کے جسم کو پیرس کے شہریوں نے نوچ ڈالا۔ آخر کار فرانس کے بادشاہ نے اس الماس کو ہالینڈ کے شہر امسٹرڈم کو روانہ کیا کہ وہاں اسکو کاٹا جائے جسوقت شاہی قاصد نے اس پتھر کو ڈچ کاریگر کے حوالہ کیا اور رات کو جس ہوٹل میں قیام کیا تو وہ موت کی نیند سوتا ہی رہا۔ اور پھر نہ اٹھا۔ جو شاہی قاصد اس مشہور الماس کو واپس لانے گئے۔ ان کا جہاز واپسی میں غرق آب ہوا۔ ڈیوک آف اربنس کی موت اسی کے طفیل ہوئی۔ یہ پتھر جب لوئیس پانزدہم کو ہدست ہوا تو اس نے اپنی محبوبہ عزیز میڈم ڈباری کو دیا اور بعدہ غصہ میں آکر اسی سے واپس لے لیا اور اپنی دختر میڈم الزبیتھ کو دیدیا۔ ان دونوں خاتونوں میں سخت لڑائی اس جوہر کے لئے ہوئی اور دونوں کو پھانسی نصیب ہوئی۔ بادشاہ چیچک کا شکار ہوا اس زمانہ میں اس الماس کو نیلا خطرہ "بلوٹیرر" کا نام دیا گیا اسوقت اس کی قیمت ایک لاکھ پونڈ قرار دی گئی۔ تیس سال تک یہ گمنامی اور تاریکی میں رہا۔ ۱۸۳۰ء میں لنڈن کے تاجر ڈانیل الیاسن کے ہاتھ یہ الماس لگا۔ تھامس ہوپ

ایک متمول مہاجن نے اٹھارہ ہزار پونڈ کو خریدا اور اس خریدار کے نام سے یہ پتھراب موسوم ہے. لیکن اس کا نحس بڑھتا گیا اور کم نہوا۔ اس تاجر نے اسکو اپنی دختر کو دیا جو بہت جلد فوت ہوگئی. بعدہٗ اس کے فرزند نے ایک ایکٹرس سے شادی کی اور جلد اسکو طلاق دیدی۔ پرنس کانیٹوسکی نے اپنی محبوبہ لارنس لاڈنی کو ایک شب کے استعمال کے لئے اس الماس کو دیا لیکن چونکہ اس رقاصہ کے متعدد پرستار تھے مذکور پرنس نے اس ہیرے کو اپنے محبوبہ کے سینے پر زیب بدن دیکھکر رشک وحسد میں اسی کھیل میں گولی ماردی۔ پرنس وہاں سے فرار ہوگیا۔ لیکن نہلیسٹ کے ہاتھوں کتے کی موت مرا۔ یہ پتھر مختلف ہاتھ سے گذرتا ہوا خلیفہ سلطان عبدالحمید کے ہاتھ لگا اور انہوں نے اپنی منظور نظر ملکہ سلمٰہ زبیدہ کو نذر کیا! ایک سال کے اندر ہی سلطان نے تخت کھویا۔ اور باغیوں کی گولیوں نے اس ملکہ کو ہلاک کیا۔ اس وقت ملکہ کے سینے پر یہ ہیرا زیب بدن تھا۔ جس خواجہ سرا نے اس الماس کو خلیفہ کے لئے خریدا تھا اسے سولی نصیب ہوئی۔ بعدہٗ حبیب کے قبضہ میں یہ الماس پہونچا اور سنگاپور سے واپسی میں غرق آب ہوا۔ موجودہ مالک اس مشہور الماس کی امریکہ کی مشہور خاتون مسز ای۔ بی۔ مگلیں ہے اس نے اس مشہور الماس کو بڑی جرأت سے بارہا پہنا اور استعمال کیا۔ اس کا ننھا بیٹا جو اس زمانہ میں متمول ترین بچہ قرار دیا گیا! موٹر کے حادثہ میں ہلاک ہوا۔ لیکن اس نحوست کے باوجود یہ الماس اس خاتون کے قبضہ میں ہے۔ اس کی آیندہ تاریخ دلچسپ اور دلکش ہوگی

ترجمہ ہاجرہ حسنہ (مدراس)

تغیّر

پروفیسر جمشید ان افراد میں سے تھے جن کی قابلیت پر ان کے ملک کو بجا ناز تھا۔ انگریزی زبان اور علم و ادب کی مہارت ایسی تھی کہ انگریز عش عش کرتے تھے۔ ان کی مقناطیسی شخصیت نے ان کے طلبا میں ایک ایسی علمی روح پھونک دی تھی کہ ملک کی ہر یونیورسٹی اپنیر رشک کرتی تھی۔ ان کے علم و دولت کی اکیلی وارث انکی لڑکی زرینہ تھی، پروفیسر جمشید جیسے شفیق اور قابل باپ کی تربیت زرینہ کو جو کچھ نہ کر دیتی وہ تھوڑا تھا۔ اکیس سال کی عمر میں زرینہ کی ادبی قابلیت ایک بلند پایہ کمال تک پہونچ گئی۔ اگر وہ چاہتی تو کسی زنانہ کالج میں انگریزی کی پروفیسر ہو سکتی تھی۔ مگر اس کی دنیا تخیلات اور جذبات کی دنیا تھی۔ علم ادب کی لطیف نکتہ سنجیوں نے اسکے دماغ کو اس بلندی پر پہونچا دیا تھا کہ جہاں مادی خیالات کی رسائی غیر ممکن تھی۔ جہاں دنیوی جھگڑوں کی کریہہ آوازیں اسکے جذبات کی موسیقی کو بگاڑ نہ سکتی تھیں۔ اسکے سکون قلب کو اگر کوئی چیز ہلا سکتی تھی تو وہ بدصورتی تھی۔ بدصورتی اپنے وسیع ترین مفہوم میں یعنی روحانی بدصورتی۔ مصیبت اور غم اس کے دل کی بنیادیں ہلا دیتے تھے۔ جرائم کا ذکر اس کی آنکھوں کے عمیق سمندر میں وہ ہلچل پیدا کر دیتا تھا کہ آنسو نکل آتے تھے۔ بیماری کا ذکر اس کے لئے موت تھا۔ شہر کا شور و شغف، دھواں۔ فطرت سے دوری اسے مطلق برداشت نہ تھی۔ چنانچہ جب پروفیسر جمشید نے اپنے فرائض سے سبکدوش ہو کر پنشن لے لی تو زرینہ نے ان سے شہر سے دور بود و باش اختیار کرنے کی فرمائش کی۔ زرینہ کا نیا مکان ایک گاؤں میں دریا کے کنارے واقع تھا۔ مکان کے تین طرف نرم گھاس کے خوبصورت تختے تھے جن کے کناروں پر آم کے گنجان درخت تھے۔ فصل میں بور کی خوشبو سارے عالم کو معطر کر دیتی تھی۔ زرینہ نے سفید لطوں کے کئی جوڑے دریا میں چھوڑ رکھے تھے اور گھنٹوں ان کے تیرنے کے تماشے میں محو رہتی تھی۔ کبھی کبھی دن دن بھر وہ دریا کی سیر میں صرف کر دیتی تھی۔ اکثر پروفیسر جمشید اس سے ملامت کے لہجہ میں یہ کہتے کہ "زرینہ اپنے ماحول سے یہ بے خبری اچھی نہیں۔ تم عالم اجسام میں ہو مگر تمہارا تخیل خدا جانے کہاں ہے۔ اگر تم جیسے سب ہو جائیں تو دنیا کے سارے کام مسدود ہو جائیں۔ ذرا آنکھیں کھول کر یہ بھی تو دیکھو تمہارے گرد کیا ہو رہا ہے۔"

"پاپا یہ سب آپ کی تربیت کا قصور ہے۔ اگر آپ نے مجھے فطرت کی پرستش نہ سکھائی ہوتی تو آج میں بالکل احدی ہونے کے بجائے ایک جفاکش محنتی لڑکی ہوتی۔"

باپ کی نصیحت کی قدر اسے اسوقت ہوئی جب اس کی شادی ہو گئی۔ تخیلات کی دنیا سے یکایک اسنے

اپنے آپ کو واقعات کی دنیا میں پایا۔ اس کی شادی ایک نوجوان دولتمند ڈاکٹر سے ہوئی تھی۔ شادی کے مسئلہ پر اس نے کسی قسم کی رائے زنی نہ کی اور جب باپ نے اس کا ہاتھ ڈاکٹر جہانگیر کے ہاتھ میں دیا تو اس نے بے چون وچرا ان کی رائے قبول کر لی۔ شادی کی اس کے نزدیک کچھ اہمیت ہی نہ تھی۔

اب وہ ایک بڑے گھر کی ملکہ اور ایک دولتمند شوہر کی بیوی تھی۔ مگر وہ اپنے خواب سے چونکنا نہ چاہتی تھی اور یہ غیر ممکن تھا۔ ایک گھنٹہ بھی اسے ادبیات کا مطالعہ کرتے ہوئے یا کسی دقیق نکتہ پر غور کرتے ہوئے نہ گذرتا تھا کہ کوئی خادمہ کسی مہمان کے آنے کی خبر کر دیتی۔ زرینہ ٹھنڈا سانس لیکر اپنے خیالات سے رخصت ہوتی اور مہمانداری کے فرائض انجام دینے لگتی۔ کبھی وہ اپنے تخیل کے باغ کی سیر کرتی ہوتی۔ اور یکایک گلاب اور جوہی کے معطر جھونکوں کے ساتھ آیوڈو فارم کا ایک ایسا بھبکا آتا کہ اس کا دماغ پراگندہ ہو جاتا۔ ڈاکٹر جہانگیر کا حسین متبسم چہرہ اسکے سامنے ہوتا "زرینہ ہمارا تمدن بھی کس قدر تباہ کن ہے آج ایک نو برس کی نہایت خوبصورت لڑکی ایک موٹر لاری کے نیچے دب کر مر گئی۔ سینہ اور پسلی کی ہڈیاں تو چور ہو گئی تھیں۔ ابھی امتحان کرکے آ رہا ہوں، ماں باپ تو پچھاڑے کھا رہے ہیں۔

زرینہ کے جسم میں رعشہ پڑ جاتا اور آنسوؤں کے قطرے اسکی ساری کے لطیف رنگ پر دھبے ڈالدیتے، اس سے زیادہ کریہہ منظر تو اس کے تخیل کے احاطہ سے باہر تھا۔ وہ کہتی۔

"جہانگیر تم مجھ سے یہ باتیں نہ کہا کرو، اسی واسطے میں اخبار تک نہیں دیکھتی۔ تم جانتے ہو کہ میرا قلب اس قابل نہیں"

جہانگیر "ہاں زرینہ مگر یہ کمزوری ہے۔ تمہارے اعصاب بیحد ذی حس ہو گئے ہیں۔ تم میرا دہ نسخہ کیوں نہیں استعمال کرتیں۔ مجھے دیکھو سخت سے سخت بدبو۔ بدترین زخم مجھپر اتنا ہی اثر کرتا ہے جتنا کہ ایک گلاب کا پھول"

واہ یہ تھی زرینہ کے لطافت نفس کی قدر۔ زرینہ جل جاتی "تمہارے حسیات مفقود ہو گئے ہیں۔ تم میں روحانیت باقی نہیں رہی حسن فطرت کے مشاہدہ کے لئے تمہارے پاس آنکھیں ہی نہیں ہیں۔ تم روپے کے لئے اپنی روحانیت کو کھو بیٹھے ہو۔ تمہیں کیا خبر کہ ایسی کریہہ باتوں کا مجھپر کیا اثر ہوتا ہے، تمہارے پاس دل نہیں ہے۔ دل کی جگہ دماغ نے اور جذبات کی جگہ عقل نے لے لی ہے"

جہانگیر نہایت اطمینان سے اپنے جرائم کی تفصیل سنتا رہتا۔ اس کے چہرے پر ایک دلفریب تبسم ہوتا اس کی شفاف پیشانی کسی قسم کی شکنوں سے پاک ہوتی۔ معلوم ہوتا تھا کہ دنیا میں اسے کسی چیز کی فکر ہی نہ تھی اسکی ہنسی معصوم بچوں کی طرح دنیا کی آلائشوں سے پاک تھی۔ زرینہ کو تعجب ہوتا تھا کہ یہ شخص ایسے بدصورت ماحول میں رہ کر اس قدر حسین اور خوش کیونکر رہتا تھا، جہانگیر کی یہ ادا اپنا اثر کئے بغیر نہ رہتی۔ زرینہ مسکراتی ہوئی

اٹھتی۔ اور جہانگیر کا ہاتھ تھام لیتی "نادان شخص چل میں تجھے کچھ فطرت کا سبق پڑھاؤں۔ دیکھ ان پھولوں ان گھاس کے تختوں میں۔ ان چڑیوں میں۔ اس گھٹا میں کس قیامت کا حسن ہے۔ کیا دریا میں ڈوبتے سورج کے عکس سے بھی زیادہ حسین کوئی چیز تونے دیکھی ہے۔" جہانگیر زرینہ کی طرف غور سے دیکھکر کہتا ہاں دیکھی ہے۔ اور اپنی حاضر جوابی پر ہنستے ہنستے لوٹ جاتا۔ زرینہ اپنی پیاری آواز میں ٹیگور کی ایک دلکش نظم سناتی اور جہانگیر مبہوت ہو کر سنتا۔ "خدا جانے یہ گیت زیادہ پیارا ہے یا تمہاری آواز" یہ امر فیصلہ ہوتا۔"

سال بھر یونہی گذرا۔ سال کے آخر میں زرینہ کی گود میں ایک بچہ تھا۔ اس نے جہانگیر کی قوت اور اعضا تناسب لیا تھا اور زرینہ کا رنگ و روپ۔ اسکی بڑی بڑی سیاہ آنکھیں زرینہ کے لئے خوشی کا سرچشمہ تھیں سمندر جن کے حسن کی پرستش میں وہ ہر وقت غرق رہتی تھی۔ اسکے لبوں پر وہ معصومانہ تبسم تھا جو جہانگیر کی مسکراہٹ کا لطیف ترین عکس تھا۔ فطرت کے سارے کرشمے اسے اسکی آنکھوں کی ذراسی جنبش میں نظر آتے تھے اور سیارو کی تمام موسیقی اسکی خفیف سی "غوں" میں سنائی دیتی تھی۔

جب جہانگیر شام کو اپنے فرائض انجام دیکر آتا اور بچے کو گود میں لینا چاہتا تو زرینہ کہتی" ذرا جاکر غسل کرو اور کپڑے بدلو۔ ابھی سے اسکے حسیات کو خراب کررہے ہو" اور جہانگیر ہنستا ہوا ان ہدایات پر عمل کرنے چلا جاتا جب سہراب سال بھر کا ہوا تو اسے کھانسی کا مرض شروع ہوا اور رفتہ رفتہ اس قدر شدید ہوگیا کہ کھانستے کھانستے دو منٹ ہوجاتے اور کھانسی نہ رکتی۔ زرینہ آنکھیں بند کرلیتی اور اس کا دامن آنسوؤں سے تر ہو جاتا۔ اتنی سی جان پر یہ تکلیف اسوقت جہانگیر اسے اپنے سینے سے لگا کر پیٹھ پر ہاتھ پھیرنے لگتا۔

ایک دن بچے کو کھانسی کے ساتھ بخار بھی آگیا اور دیکھتے دیکھتے حالت یہاں تک پہونچ گئی کہ دودھ حلق سے اترنا غیر ممکن ہوگیا۔ زرینہ کی غذا تو کئی دن سے چھوٹ گئی تھی۔ دفعتہً یہ حالت دیکھکر سر میں ایسا چکر آیا کہ غشی کی سی کیفیت ہوگئی۔ جب زرینہ نے آنکھیں کھولیں تو جہانگیر گھٹنوں کے بل زمین پر کھڑا تھا۔ اسکی آنکھوں میں آنسو تھے اور چہرہ پر اضطراب۔ اس نے کہا۔

زرینہ اس قدر بیتاب نہ ہو۔ خدا سب مشکلیں آسان کر دیگا۔ کوئی خطرہ نہیں ہے۔ اسوقت اس کو دوا وغیرہ کچھ مت دو۔ اور تم کہو تو میں شہر کے دوچار ڈاکٹروں کو بلالوں۔ مگر میرے خیال میں اس مرض کا علاج مجھ سے بہتر کوئی نہیں کرسکتا۔

زرینہ نے سادگی سے کہا" مجھے آپ پر اعتماد ہے۔"

رات آنکھوں میں کٹی۔ مگر جہانگیر جو سویا تو حسب معمول پانچ بجے اٹھا غسل کیا۔ کپڑے بدلے، ناشتہ کیا

اور پھر زرینہ سے کہا زرینہ اپنے دل کو مضبوط کرو اور جو میں کہتا ہوں غور سے سنو. سہراب کے حلق کے غدود ورم کر آئے ہیں۔ مجھے اپریشن کرنا پڑے گا، ورنہ .... جہانگیر چپ ہوگیا. مگر زرینہ کرسی سے لڑکھڑاتی ہوئی اُٹھ کھڑی ہوئی۔ جہانگیر نے چاہا کہ اسے تھام لے مگر اس نے کرسی تھام لی اور سنبھل کر کہا۔ اگر یہی ایک چارہ ہے تو مجبوری ہے" یہ کہہ کر وہ کرسی پر بیٹھ گئی اور اپنے چہرہ کو ہاتھوں سے چھپا کر رونے لگی مگر جہانگیر اطمینان سے اٹھا. اس نے زرینہ کو اس حالت میں چھوڑنا مناسب نہ سمجھا. آج جہانگیر کا غیر معمولی بلند قد اور زیادہ بلند معلوم ہو رہا ہے۔ اسکے چہرہ پر استقلال ٹپک رہا تھا. اور اس کی آنکھیں چمک رہی تھیں مگر وہ تبسم جو ہر وقت اسکے چہرہ کو منور کئے رہتا تھا آج غائب تھا. ٹھیک ساڑھے نو بجے شہر کے چار ڈاکٹر اور چند نرسیں اپریشن کے کمرہ میں آکر بیٹھ گئے۔ جہانگیر نے مسکرا کر نرسوں کے سلام کا جواب دیا. اور ڈاکٹروں سے مصافحہ کیا. بچہ ایک شیشہ کی میز پر لا کر لٹایا گیا. اور ڈاکٹروں نے بغور اس کی نبض اور قلب کی حرکت کا امتحان کیا اور انہیں بالاتفاق قابل اطمینان بتایا۔ جہانگیر نے آہستہ آہستہ ربر کے دستانے پہنے۔ پیشانی میں بجلی کا ایک روشن قمقمہ لگایا اور پھر اپنی پتلی پتلی مگر مضبوط انگلیوں سے بچے کا منھ کھولا. سہراب زور سے چیخا مگر جہانگیر کے ابروؤں پر ذرا سا بل بھی نہ تھا. گویا اس نے سنا ہی نہیں۔ پھر اس نے ایک خاص آلہ اس کے نازک دہن میں لگایا، جس سے اس کا حلق بہت کشادہ ہوگیا. اب سہراب تڑپ رہا تھا. مگر نرسیں اسے مضبوطی سے پکڑے ہوئے تھیں، جہانگیر نے قمقمے کی روشنی سے حلق کا بغور امتحان کیا. پھر کشتی سے ایک آلہ نکالا جسے گلوٹین کہتے ہیں. اسکو ایک صاف کپڑے سے پونچھکر اس نے بچے کی زبان ایک انگلی سے دبائی ( ) اور آلہ کو حلق میں ڈالکر صفائی سے کھینچا، بچے کی چیخیں سخت سے سخت دل کو بھی تڑپا رہی تھیں وہ اس زور سے تڑپ رہا تھا کہ نرسوں کو اسے سنبھالنے میں اپنی پوری قوت استعمال کرنی پڑ رہی تھی۔ دو خون آلود غدود اس میں لگے ہوئے دکھائی دئے۔ جہانگیر نے اپنے غیر فطری اطمینان مگر برقی تیزی کے ساتھ روئی سے خون خشک کیا اور تھوڑی روئی حلق میں رکھکر اپنے دستانے اتارنے لگا. اب اس نے آنکھ اٹھائی تو دم بخود رہ گیا. میز کے قریب زرینہ کھڑی تھی. اس کا رنگ کاغذ کی طرح سفید تھا، اور آنکھوں کے نیچے گہرے سیاہ حلقے تھے، اس نے پورے عمل جراحی کا مشاہدہ کیا تھا. اب وہ لڑکھڑائی، سنبھلی. مگر پھر جہانگیر کے قوی بازوؤں میں گر کر بے ہوش ہوگئی۔

دو ہفتے بعد

سہراب بالکل تندرست ہے. اور ایک ایرانی بلی کے بچے کے ساتھ کھیل میں مصروف ہے. زرینہ ایک کرسی پر بیٹھی ہے. اور اسکے دستے پر جہانگیر بیٹھا ہے. زرینہ کا چہرہ سرخ ہو رہا ہے. اور اس کی آنکھوں میں آنسو ہیں۔

رزینہ۔ جہانگیر تمہارا پیشہ دنیا میں اعلیٰ ترین پیشہ ہے بنی نوع انسان پر تمہارے بڑے احسانات ہیں۔ خدا جانے میری جیسی کتنی مائیں تمہیں دن رات دعائیں دیتی ہونگی، اب مجھے معلوم ہوا کہ حسن فطرت کے سچے پرستار تم ہو میں گھانس اور پھول پتوں پر جان دیتی ہوں، تم فطرت کے پاکیزہ ترین پھول انسان کی جسمانی اور روحانی بدصورتی کو دور کر دیتے اور اسکے لئے اپنے حسیات کو فراموش کر دیتے ہو، اس سے بڑھکر کیا قربانی ہو سکتی ہے۔ کیا تم مجھے اپنے شفاخانہ میں دو گھنٹے روزانہ ایک نرس کی حیثیت سے کام کرنے کی اجازت دوگے"

سہراب نے محض اتفاقاً ماں کی طرف دیکھا اور اسکے معصوم قہقہوں کی آواز فضا میں گونجنے لگی۔

بیگم مرزا ولی بخت آگرہ

ڈاک خانہ کے نئے قاعدے

کی رو سے اب کوئی وی پی تین دن سے زیادہ ڈاکخانہ میں امانت نہیں رہ سکتا اور دوبارہ پوسٹ مین گھر پر نہیں لاتا۔ ماہ اپریل میں جن بہن بھائیوں نے رسالہ یا کتابوں کے وی پی پہنچتے ہی وصول نہیں کئے اور اس خیال میں رہے کہ کل وصول کرلیں گے اور پھر بھول گئے، ڈاک خانہ نے تیسرے دن انہیں واپس کر دیا اور عصمت کو ٹکٹوں کی صورت میں اس ماہ میں کافی نقصان پہنچگیا رسالہ کے سالانہ چندہ کا وی پی ہو یا کتابوں کا سب بہنوں کو چاہئے کہ جب ڈاکیہ وی پی لائے فوراً وصول کرلیں اور اپنے پرچہ کو آئندہ اس نقصان سے محفوظ رکھیں منیجر

مسز آصف علی

قطعات

مسز آصف علی تعلیم نسواں کی ہیں دلدادہ
ہمیشہ سے رہی ہیں قوم کی خدمت کو آمادہ
خلیق انکی مدد کے واسطے تیار رہتی ہیں
رہ مقصود میں جو بیکس و بےبس ہیں افتادہ

ایضاً

کس کی آمد سے شگفتہ ہو گئی ہے ہر کلی
کس کے نالوں نے چمن میں ڈالدی تھی کھلبلی
آج کا دن بلبل و گل کو مبارک ہو خلیق
جیل سے آئیں رہا ہو کر مسز آصف علی

نظم

مبارک ہو مبارک ہو مسرت خیز یہ دن ہے
پئے دل یہ رہائی کی خبر کیسی مسکن ہے
زبان شستہ بیان پاکیزہ روشن طبع خوش خصلت
مسز آصف علی کی کس طرح تعریف ممکن ہے
سکون اسکی رہائی سے ہوا ہے اس قدر حاصل
تعجب کیا اگر دنیا کے دنیا کو سا کن ہے
بہت دل آپ کی تقریر سننے کو ترپتے تھے
بہت دن سے تمنائی تھے جس دن کے یہ دن ہے
زباں پہ کچھ ہو دل میں کچھ یہ ممکن ہو نہیں سکتا
طبیعت صاف پائی ہر جو ظاہر ہے وہ باطن ہے
خلیق اس میں نہیں کچھ شک گواہی دے رہا ہے دل
یہ ہیں تعلیم کی حامی خدا ان کا معاون ہے

خلیق دہلوی

خاتون ہند

آہ یہ حال زبوں تیرا ہو اے خاتون ہند
ہے کہ رگ رگ میں تیری رقصاں ہے جوش خون ہند
آج لرزاں ہے وطن بیکس نگاہوں سے تیری
ہوگئی ساری فضا تاریک آہوں سے تیری
گردشوں نے تجھکو پامال ستم رکھا سدا
قوم پر ہر حق تیرا نظر تغافل ہوگیا
طبع محزوں ناشکیبائی پیہم ہی رہی
تیری ہستی آشنائے راز ماتم ہی رہی
تو ہوئی تخلیق گویا ظلم سہنے کے لئے
درد دل محسوس کرنے اور نہ کہنے کیلئے
نکہت گل کی طرح تجھ کو پریشانی ملی
تجھ کو قسمت سے فقط آشفتہ سامانی ملی
تھی تمنائے پرسش کشتہ پرسش رہی
تیرے جام انگبیں میں سم کی آمیزش رہی

خود نسائیت کو اے خاتون تجھپر ناز ہے
تو ادائے شاہد فطرت کا اک اعجاز ہے
ہے تیری روحانیت وہ چشمہ شفاف نور
منعکس ہوتا ہے جس میں جلوہ اوصاف حور
ضبط اور مہر و وفا ہے تیری طینت کا خمیر
جادہ تقدیس پر ہے گامزن تیرا ضمیر
ذوق تسلیم و رضا ہے تیرا عنوان حیات
اور تحمل میں نہاں ہے راز ارمان حیات
تیری غیرت اور حمیت کا ہے وہ اوج کمال
جس کی مل سکتی نہیں تاریخ عالم میں مثال
صبر تیری خو ہے استقلال ہے شیوہ تیرا
چاک کرسکتا نہیں جوشش الم پردہ تیرا
یہ حقیقت ہے مگر سب خوبیاں بے آب ہیں
تارہائے ساز ہستی طالب مضراب ہیں

ہے افق میں ذوق بیداری کے کچھ آثار صبح
جاگ اٹھ تو بھی کہ بننا ہے تجھے پندار صبح
رزم گاہ دہر میں ہے تیری جا خالی ابھی
ہے حریفوں کے دلوں میں شوق پامالی ابھی
جوہر تکمیل سیرت ہے اگر شمشیر میں
کامرانی ہے تیری اس عہد دار وگیر میں
بھول جا ماضی کو مستقبل بنا تابندہ تر
شان شایان نسائیت کو زندہ پھر سے کر
یوں گل ویرانہ بنکر تابکے ذوق حیات!
ہاں مہک اٹھے تیری خوشبو سے ساری کائنات

از برادر مکرم سید مسعود احمد صاحب بی اے۔ مرسلہ خاکسار عطیہ ابوسراے

بیوی کی تلاش

تین ماہ کی مسلسل علالت اور بستر راحت پر آرام لینے کے بعد اعضائے جسم میں جس قدر بھی شان امارت و نزاکت نہ آجاتی تھوڑی تھی۔ تمام اعضا نافرمان ہو چکے تھے۔ اور خاندان مغلیہ کا آخری تاجدار میرا بہادر دماغ عضو معطل بنکر رہ گیا ہے۔ مثل مشہور ہے جب برے دن آتے ہیں جسم کے رونگٹے بھی دشمن ہو جاتے ہیں۔ لاکھ وہ بیچارہ اپنی تمام رعایا کو ایک مرکز پر جمع کرنے کی اور نظم قائم رکھنے کی کوشش کرتا ہے کسی طرح ممکن نہیں ہوتا خیالات ڈنڈے باز پولیس کی طرح ستیہ آگرہ کرنے والوں کے سر پر مستعد تھے۔ اور بے محابا حملے کر رہے تھے۔ میں خاموش اس منظر سے لطف اٹھا رہی تھی یک بیک فوج و پولیس سب نظروں سے اوجھل، خیالات کی دنیا میں ایک عظیم الشان انقلاب ہوا۔ مجھے معلوم ہوا کہ ملک ہی میں انقلاب ہو گیا ہے۔ اور بجائے مردوں کے سوراج ہم عورتوں کو مل گیا اور سارے انتظامات میری ہی نظروں کے سامنے ہو رہے ہیں۔ اور ملکی نظم و نسق کے تمام مراحل اسی وقت طے ہو جاتا ہیں۔ ایک بڑے ہال میں عورتوں کا کثیر مجمع ہے۔ ملک کی مقتدر ہستیاں اور تعلیم یافتہ خواتین نفیس کرسیوں اور کوچوں پر متمکن ہیں۔ مشورہ ہو رہا ہے، احکامات صادر ہو رہے ہیں۔ میں ناقابل تھی۔ اور اپنی کم فہمی کا احساس بھی تھا۔ پھر بھی اس خبر سے کچھ کم مسرور تو ہوئی نہ تھی جو بیتابی سے سوال نہ کر بیٹھتی۔ بڑھی ایک لحیم و شحیم بیگم صاحبہ کے سر پر نازل ہو کر صورت حال کے متعلق استفسار کرنے لگی۔ بیگم مسکرائیں اور کہا "ہاں گورنمنٹ اور کانگریس کا مقابلہ جاری رہے گا۔ مردوں کو باوجود ان تمام تر قربانیوں کے کچھ نہیں ملا کیونکہ کانگریس نے گول میز کانفرنس میں شرکت سے انکار کیا اور گورنمنٹ کی تمام مراعات کو ٹھکرا دیا۔ ہماری بہن مسز شاہنواز اور لیڈی سر شفیع وغیرہ عقل مند تھیں اس نکتہ پر غور کیا اور لندن پہونچکر ہمارے لئے سوراج لے آئیں۔ اب ہم آزاد ہیں۔ میں گھبرا کر بول اٹھی "کیا گورنمنٹ نے دیدیا" بیگم ہنس پڑیں،

ہاں بہن نو آبادیات جیسے طرز حکومت کی امید تھی مگر کیا کہنے ہیں مہربانی و فیاضی سے سوراج مل گیا۔ اب ہماری تو پانچوں گھی میں ہیں۔ کانگریس والے کف افسوس ملیں گے جتنے والیان ملک ہیں سب خود مختار ہو گئے۔ لبرل جماعت اور مولانا محمد علی کی پارٹی سب ہی کو تمام غصب شدہ حقوق واپس مل گئے۔ عورتوں کا انتظام ہماری جمہوریت کریگی اور مردوں کا مردانی جمہوریت۔ غرض "ہی" "شی" دونوں برسر حکومت رہیں گے، درمیانی کانگریسی بیچارے مرے بے موت۔ وہ نہ "ہی یوں" میں ہیں اور نہ "شی یوں" میں۔

اب برائے مہربانی مجھ سے گفتگو نہ کیجئے، میں ایک مسئلہ میں صدر جمہوریت سے مشورہ کرنے جا رہی ہوں

بیگم صاحبہ تو جلد ہی . میں متحیر و پریشان ایک کونہ میں کھڑی تھی جس کے تمام اعضا بیکار تھے صرف آنکھیں اپنا کام کر رہی تھیں مختلف امور پر بحث و مباحثہ ہوتا رہا ، ایک مسودہ قانون پیش ہو کر گرما گرم مباحثہ شروع ہوا ، رائے شماری ہوئی ، مخالفین کی تعداد صرف دو تھی . زور و شور کے ساتھ بل پاس ہو گیا . عورتوں کی جہاں تمام شوخیاں مشہور رہیں وہاں یہ بھی تھی . کہ اسی جگہ بل پاس ہوتے ہی فوراً نفاذ بھی ہو جاتا تھا . اور ایک ہی گھنٹہ کے اندر اسپر عمل درآمد بھی شروع ہو جاتا تھا . نہیں معلوم کتنے قانون نکرنا فذ ہو چکے تھے . بھلا چنچل طبیعتیں جن کو ہتھیلی پر سرسوں جمانے کی عادت ہو ، جنہیں صرف نیلی چتون اور چشم و ابرو سے کام لینے میں مہارت ہو ، وہ جنہوں نے بد دماغ سے بد دماغ اور پتھر سے زیادہ سخت انسان کو موم بنا دیا ہو ، عورت وہ عورت جس نے شاہوں کی شاہی کو گدائی سے تبدیل کر دیا ہو . اسوقت کس طرح چنچلی بیٹھتی ، اسکی چنچلی طبیعت مہینوں کا صبر برسوں کا انتظار کیسے برداشت کرتی ، بل پاس ہوا ، ملک کے طول و عرض میں اطلاع پہونچگئی ، جج وکلا سب حاضر تھے ، کارروائیاں ہونے لگیں ، نوجوان لڑکیوں کا غول ہنستا قہقہہ لگاتا ہوا آیا . اور عقب میں شادی کے خواستگار جوان و نوجوان ادھیڑ بڈھے ، ان کی محشر خرامیوں سے پامال ہوتے نظر آئے . میری آنکھیں بے تکان کام کرتی چلی جا رہی تھیں . ان میں اسوقت تک تھکاوٹ کے آثار نہ پیدا ہوئے تھے ، اور مجھے پلک جھپکانے کی ضرورت ہی نہ محسوس ہوتی تھی ، ایک بتیس سالہ سانولی رنگت والے جنٹلمین نے درخواست گذرانی ، مجھ سے گفتگو کرنے والی بیگم صاحبہ ایک اونچی کرسی پر رونق افروز تھیں درخواست پڑھی اور آنکھ سے ایک شوخ بیگم کو اشارہ کر دیا . پھر وہ کھڑی ہوئیں . صاحب بہادر مع سوٹ ہاتھ باندھ کر اٹھ بیٹھے ، شوخ دشنگ بیگم نے دلفریب تبسم کے ساتھ کہا .

"آپکی عمر کیا ہے ؟" "یہی کوئی تیس سال" جنٹلمین نے مسکرا کر کہا .

بیگم شاید آپ اصول صحت سے ناواقف ہیں ، مجھے آپ کی ٹھوڑی پر اور سر میں کئی سفید بال نظر آرہے ہیں

صاحب بہادر (سر کھجاتے ہوئے) جی نہیں ، یہ وجہ نہیں ہے . میرے خاندان میں یہ مرض موروثی ہے . پندرہ سولہ سال کی عمر سے بال سفید ہونا شروع ہو جاتے ہیں . اس میں تندرستی یا بیماری کا سوال نہ ہونا چاہیئے "

بیگم سختی کے ساتھ) مجھے آپ کی صحت بھی اچھی نظر نہیں آتی . آپ کی آنکھوں میں حلقے ہیں ، اور چہرے کی ہڈیاں ابھری ہوئی ہیں . بلکہ گردن میں بھی موٹی رگیں نکلی ہوئی ہیں ، ہاتھوں میں بھی کوئی دلفریبی باقی نہیں رہی ہے .

صاحب بہادر (پریشان ہو کر) خدا کے لئے یوں نہ کہئے ، یہ سب باتیں پیدائشی ہیں . فطرتاً میری

گردن کی رگیں موٹی ہیں، آنکھیں بھی نہیں ابھری ہیں اور چہرہ کی ہڈیاں بھی نمایاں ہیں، اور میں آپ کے ایسے ملائم ہاتھ کر
پاسکتا ہوں،

بیگم صاحبہ۔ دیکھئے صاحب آپنے اپنے لئے جن صفات کی بیوی چاہی ہے وہ یہی تو ہیں نا۔
حسین ہو مگر حسن پرست نہو۔ مزاج داں ہو مگر مزاج دار نہو صحبت یافتہ ہو مگر صحبت پسند نہو۔ پردہ سے
مگر تھیٹر وغیرہ کے سٹیج کی پتلی بھی نہ بننا چاہیئے بردبار، جفاکش، کم سخن، خانہ دار ہو، بہرحال کچھ بھی ہو مگر زرد
اس میں پہلا سوال یہی ہے، حسین ہو مگر حسن پرست نہو شرط بھی موجود ہے۔ آپ خود تو حسین کیسے اچھی شکل وا
بھی نہیں کہے جاسکتے۔ پھر بیوی کے لئے حسین ہونے کی شرط کیوں لگا رکھی ہے،

صاحب بہادر (جناب) میں خود حسین نہ سہی مگر خوبصورت بیوی کا خواستگار ضرور رہوں میری صنف
میں حسن پرستی لازم حیات و نشاط ہے۔

بیگم صاحبہ۔ میری سمجھ میں نہیں آتا آپ کس قسم کی گفتگو کر رہے ہیں، آپ کو خدا نے دو آنکھیں دی ہیں
اور ہماری آنکھیں بے نور ہیں، ان میں اچھائی برائی نظر نہیں آتی۔ کیا ہمیں حسین شوہر کی خواہش نہو گی عورت
خود نازک و لطیف ہے وہ نزاکت و لطافت کو پسند کرتی ہے۔

صاحب بہادر۔ بیگم صاحبہ آپ کا خیال غلط ہے۔ عورت نازک اندام شوہر کے مقابلہ میں ایک
بدصورت تندرست و توانا کو زیادہ پسند کرتی ہے۔ جو جفاکشی و محنت کی صفات رکھتا ہو،

بیگم (ہنستے ہوئے) حضرت وہ زمانہ گذر گیا۔ اب ہمیں آپ کی کمائی کھانا یا آپ سے اپنی نگہبانی کروا
نہیں ہے۔ ہمیں اوقات فرصت کے لئے بہترین شریک عیش کی ضرورت ہے۔ دیو صفت حاکم کی نہیں،
گانے والے پریزاد کی۔ تعجب ہے کہ آپ کے دماغ سے اسوقت تک نخوت کی بو نہ نکل سکی

صاحب بہادر (خفیف ہوکر) جناب دل ملجانے کے بعد بدصورت شوہر بھی خوبصورت معلوم ہو گا۔

بیگم (خوب ہنس کر) تو پھر آپ کی بیوی کو خوبصورت ہرگز نہ ہونا چاہیئے۔ طبیعت مل جانے پر آپ کی نظروں
میں وہ حسین ہو گی۔

صاحب بہادر ہندوستان کی گرم آب و ہوا میں حسن عنقا ہے۔ خیر بحث کو جانے دیجئے۔ میں الفاظ کو واپس لیتا ہوں نہ بدصورت
ہو نہ خوبصورت میرے لئے موزوں ہو حسین نابینا سے بدصورت آنکھوں والی بہتر ہے۔

بیگم صاحبہ۔ ہاں یہ تو کہئے کہ آپ نے تعلیم کہاں تک پائی ہے۔

صاحب بہادر۔ اسی سال بی اے کا امتحان دیا ہے۔

بیگم صاحبہ۔ تیس سال کی عمر میں بی اے کا امتحان! کس عمر سے آپ نے اسکول میں پڑھنا شروع کیا،

صاحب بہادر دس سال کی عمر سے
بیگم صاحبہ ۔ تیسرے میں آپ کے سال رہے۔
صاحب بہادر:۔ دو سال
بیگم صاحبہ:۔ اس کے بعد
صاحب بہادر ایک سال
بیگم صاحبہ ۔ انٹرنس آپ نے کس عمر میں پاس کیا:۔
صاحب بہادر:۔ بیس سال
بیگم صاحبہ، یعنی دس سال آپ کو بی اے تک پہونچنے میں صرف ہوئے۔
صاحب بہادر ٹالتے ہوئے جی نہیں چند اسباب ایسے پیدا ہوگئے کہ میں مسلسل اپنی تعلیم جاری نہ رکھ سکا دوسرے دو برس امتحان میں شریک ہی نہیں ہوا۔
بیگم صاحبہ ۔ آپ کی سالانہ آمدنی کتنی ہے۔
صاحب بہادر، میرے والد صاحب بقید حیات ہیں اور ہم چار بھائی ہیں۔ ماہوار آمدنی چار سو روپے ماہوار ہے یعنی سالانہ چار ہزار آٹھ سو،
بیگم صاحبہ ۔ والد کے انتقال کے بعد فی کس سو روپے ماہوار کا اوسط رہے گا، اچھا سنئے، آپ کی دوسری شرط ہے، بہترین شریک عیش ہو، مگر عیاش نہو، اس زمانہ میں جبکہ پانچسو کی آمدنی رکھنے والے بھی فارغ البالی سے بسر نہیں کر سکتے، آپ سو روپے ماہوار میں کس قسم کا آرام کرینگے، جس میں آپ کی بیوی بہترین شریک ثابت ہو
صاحب بہادر:۔ گھبرا کر) دیکھئے .... ارے یہ تو دوسری بحث ہے۔ متوسط طبقہ والے کسی قسم کا عیش کر ہی نہیں سکتے،
بیگم صاحبہ،، گھبرائیے نہیں ٹھیک ٹھیک جواب دیجئے۔ آپ شریک عیش تلاش کر رہے ہیں۔ ظاہر ہے سو روپے ماہوار میں آپ کھانے کپڑے وغیرہ کا انتظام کرنے کے بعد تفریح و دلچسپیوں کے لئے کوئی رقم نہیں بچا سکتے۔ آپ کے مکان پر کثیر احباب کا مجمع نہیں ہو سکتا، آپ بیوی کے لئے قیمتی اشیا نہیں منگا سکتے، اور آپ کی بیوی کسی طرح ایک فیشن ایبل لیڈی نہیں بن سکتی۔ آپ اس کے شوق موسیقی کو بھی پورا نہیں کر سکتے حتی کہ اپنی پا پیادہ تفریح کے وقت آرام کے ڈر میں اسے ساتھ بھی نہیں رکھ سکتے پھر آپ ہی فرمائیے کہ وہ شریک زندگی ہو سکتی ہے یا شریک آرام ۔ اسے آپ کی ضروریات پوری کرنا بچوں کی پرورش اور انتظام خانہ داری سے اس قدر فرصت کہاں ہوگی جو وہ شریک عیش بنے۔ یا آرام

کرے۔ اسے بہت سے کام اپنے ہاتھ سے انجام دینے ہونگے، کیونکہ نوکر رکھنے کی بھی استطاعت نہ ہوگی
آپ یہ کہہ سکتے ہیں کہ میں کچھ روپیہ پیدا کروں گا۔ مگر جس شخص کی قابلیت کا یہ عالم ہو کہ دس سال میں بی
پاس کیا ہو، اس سے بڑے عہدے پر پہونچنے اور زیادہ روپیہ کمانے کی کیا امید کیجا سکتی ہے۔ بہرحال آپ
خود غور کیجئے کہ واقعی آپ کو شریک عیش کی ضرورت ہے، یا رفیقہ حیات کی،

صاحب بہادر (انتہائی خفت کے عالم میں سرنگوں ہو کر) میں یہ شرط بھی افسوس کے ساتھ واپس لیتا
ہوں، رفیقہ حیات کی۔

بیگم صاحبہ " اچھا اور سنئے۔ صحبت یافتہ ہو مگر صحبت پسند نہو۔ پردہ سے آزاد ہو۔ مگر تھیٹر وغیرہ کے
اسٹیج کی تیلی بھی نہ بننا چاہئے۔ ظاہر ہے پردہ سے آزاد تو ضرور ہی ہوگی۔ ہم آزاد ہوئے اور ہم نے پردہ
آزاد کر دیا۔ مگر آپ "محو نظارہ" ہوں اور ہم لب بام نظر نہ آئیں آپکو شوق تماشا ہو اور ہم "تیلیاں بھی نہ بنیں۔ صحبت یا
ہوں اور "شمع انجمن" بننے سے احتراز کریں۔ جب صحبت یافتہ ہونا لازمی ہے تو پھر صحبت پسند ہونے پر اعتراض
کیوں ہے۔ بہرحال نئی تہذیب میں جو بات بھی جائز ہے اسپر اعتراض کرنے کا آپ کو کوئی حق نہیں۔ کیونکہ
آپ اپنے لئے وہ سب کچھ پسند کرتے ہیں۔ ہاں آپ کی بیوی کو بردبار۔ جفاکش کم سخن اور خانہ داری ہونا
بردبار ہو سکتی ہے مگر شریک عیش ہو کر جفاکش نہیں بن سکتی وہ آپ سے زیادہ بردبار ہو گی۔ مگر کم سخن نہو گی اسکی آواز آپ سے
زیادہ بلند اور زبان آپ سے زیادہ تیز ہونی لازمی ہے۔ کیونکہ وہ گھر کی ملکہ اور بچوں کی ماں ہو گی۔ اسے آپ کو
راہ راست اور حسب مرضی کام کرنے پر مجبور کرنے کے لئے زیادہ بولنا پڑیگا۔ بچوں کو اچھی تربیت دینے کے لئے
بار بار فہمایش کرنا ہو گی غرض وہ کم سخن نہیں ہو سکتی، کم سخن بیوی کا شوہر بچے اور ملازم سب بدتمیز ہو جاتے ہیں
جفاکش ہو گی مگر آپ کو بھی جفاکش بنا کر چھوڑے گی۔ خیر یہ تو سب ہئی پر آپ کا یہ جملہ تاریخ میں آب زر سے لکھنے کے قابل
بہرحال کچھ بھی ہو مگر زردار ہو (مسکرا کر) یہ شرط سخت ہے مگر کچھ بھی ہوئے آسانیاں پیدا کر دی ہیں میں آپ کو
یہی مشورہ دونگی کچھ دن منتظر رہئے ع خدا خود میر سامان ست ارباب توکل را۔ ایک وظیفہ آپ کو دیتی ہوں اسے روز
رات کو پڑھ کر سو جایا کیجئے اور علی الصباح آنکھ کھلتے ہی زور سے پڑھ لیا کیجئے انشاءاللہ آپکی خواہش پوری ہو جائیگی
اے کریمے کہ از خزانۂ غیب ٭ گبر و ترسا وظیفہ خور داری ٭ دوستاں را کجا کنی محروم ٭ تو کہ با دشمناں نظر داری

(دلفریب تبسم اور نشیلے قہقہے۔)

ایک گدگدی سی سب کو پیدا ہو گئی صاحب بہادر سر جھکائے پتلون کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے کھڑے تھے۔ مجھے
بھی مسکراہٹ آ گئی۔ چاہتی تھی آگے بڑھوں جو کمبخت بلی نے دودھ کی پتیلی میں منہ ڈالدیا اور مجھے اسکی تنبیہ کیلئے اٹھنا پڑا

انیس فاطمہ

احساس غفلت

صبح کا سہانا وقت ہے۔ پہاڑوں کی چوٹیوں پر جہاں بادل گھرے ہیں وہاں روشنی سی نظر آرہی ہے۔ اگرچہ آفتاب نے چہرہ نہ دکھایا، مگر اس کی شعاعیں ابر کے پردوں میں سے جھانک رہی ہیں اور درختوں کے پتوں میں سے چھن چھن کر تاریکی شب کو دور کئے دیتی ہیں۔

اور اب روشنی بڑھتی چلی، بادل سرخی مائل ہوتے ہیں خدا کی قدرت کا ایک ادنیٰ نمونہ نظر آرہا ہے۔ آسمان پر بکھرے ہوئے ابر کے ٹکڑوں نے گلابی پوشاکیں پہن رکھی ہیں اور آفتاب کی کرنوں نے ایک سنہری کناری لگا کر انکے حسن کو دوبالا کردیا ہے۔

آفتاب عالمتاب یعنی ایک گول پرکالۂ آتش پہاڑ کے دامن سے نکل رہا ہے۔ سنہری شعاعیں دور دور تک روشنی پہنچا رہی ہیں۔ خوش گلو بلبل ترنم ریز ہے۔ کوئل اپنی کوک میں مصروف، پپیہے نے شور مچانا شروع کیا، دیگر پرندوں نے راگ کی تمہید کی اور اس طرح عالم کے ●اٹے کو منقطع کردیا باد صبا کے ہلکے جھونکے چل رہے ہیں اور گلوں کو تھپیڑے لگا لگا کر کھلا رہے ہیں کاش کہ انکی رسائی حضرت انسان کے دماغ تک بھی ہوتی جو بیہوش مستی کے عالم میں خواب نوشیں کے مزے لے رہے ہیں۔ دل کو ایک غیر معمولی خوشی سی محسوس ہوئی اور میں نے محو حیرت آنکھیں طلوع آفتاب کے دلکش نظارے پر جمادیں۔ دفعتاً مجھے کسی نے چونکادیا۔ آہ ایک درد سا دل میں اٹھا جس نے مجھے خواب غفلت سے ہشیار کیا۔

میرے دل نے مجھ سے سوال کیا کہ جب سارے حیوانات اپنے معبود حقیقی کے ذکر میں مشغول ہیں تو تو نے اس صانع قدرت کا کس طرح شکریہ ادا کیا جب اس نے تجھے دیگر حیوانات پر شرف دیا تو کیا تیرا یہ فرض نہیں کہ اسکی عنایت کا شکر گذار رہو پھر تو نے غفلت کیوں کی۔ کئی مرتبہ تو نے آفتاب کو طلوع ہوتے دیکھا ہی مگر کیا تو نے سچے دل سے اس آفتاب کے بلکہ کل کائنات کے پیدا کرنے والے کا خیال بھی کیا اور اسکی بے شمار نعمتوں کا شکر بھی ادا کیا۔ میری ندامت نے مجھے لاجواب کردیا۔

پھر میں نے نظر اونچی کی اور پھر اسی دلکش نظارہ پر نگاہ ڈالی افسوس اب اس میں وہ دل لبھانے والی طاقت ہی نہ رہی اپنی غفلت کا جب میں نے احساس کیا تو ساری خوشی غم سے مبدل ہوگئی۔ آفتاب نکل چکا تھا اور اب اسکی شعاعیں اس تیزی سے میری آنکھوں میں دھنسنے لگیں کہ میں نے آنکھیں بند کرلیں کہ انکی تیزی اب تکلیف دہ ہونے لگی۔ آخر جب میں نے آنکھیں کھولیں تو بجائے سنہری کناری کے ہلکے گلابی بادلوں کے میں نے اسی جگہ ایک اس قدر سرخ بادل کو نیلگوں آسمان پر اس طرح دیکھا گویا سینہ فلک پر کسی نے ضرب کاری لگا رکھی ہے اس نے اپنے تازے زخم پر نمک چھڑکا اور میرے درد کو اور بڑھا دیا وہی نسیم بہاری جو سارے پھولوں کی خوشبو لئے معطر چل رہی تھی مجھے پریشان سی نظر آنے لگی۔ گویا میرے مواخذۂ عاقبت کے خیال نے اسکو بھی متاثر کیا۔

بلبل ہنوز مترنم تھی مگر وہ کیا ہی دل گداز راگ اس نے شروع کردیا تھا۔ اب آفتاب بلند ہو چکا تھا۔ اسکی شعاعیں اور تیز ہونے لگیں، گلابی رنگ زائل ہو چکا تھا۔ بادلوں نے بھی اپنے معمولی سفید پوشاکیں بدل لیں۔ آہ کس قدر جلد اس دلکش نظارے نے اختتام پایا۔ اس نے دنیا کی بے ثباتی کا نمونہ پیش کیا اور زبان حال سے کہا دنیا چند روزہ ہے اس نظارے کی طرح سے آن کی آن میں خواب پریشان ہو جائیگا۔ اے ارحم الراحمین تو اپنے بندوں کو خلوص دل سے اپنی اطاعت اور تہ دل سے شکر بجا لانیکی توفیق عطا فرما۔ آمین

ایس ایس مراس

ترکی پکوان

سلطان وحید الدین خاں مرحوم (سابق سلطان ٹرکی) کی ملکہ آج کل میرے ہاں مہمان ہیں۔ ان کے ہمراہ دو اور خواتین ہیں۔ مرد کوئی ساتھ نہیں ہے۔ ان کے ساتھ جو خواتین ہیں میں نے ان سے ترکی کھانے پکوا کر سیکھا ہے اور اب ان کے پکانے کا طریقہ عصمتی بہنوں کے لئے لکھکر بھیجتی ہوں۔ ان کے ہاں کے اکثر کھانے دم پر پکائے جاتے ہیں ان کو بھونکر انکی قوت کو جلاتے نہیں، ان کی غذا سادہ اور ہلکی ہوتی ہے۔ چاول بغیر گھی کے نہیں کھاتے۔

ترکی کھانے

کرم کلہ کا دلیہ کرم کلے کے پتے الگ الگ کرکے ابال لینا۔ کچا قیمہ آدہ سیر میں ایک چھٹانک چاول اور نمک مرچ ادرک لہسن ملاکر ایک ایک پتا پیٹتے جائیں اس میں قیمہ بھرکر اس طرح پٹینا چاہئے کہ وہ کھلنے نہ پائیں ایک دیگچی جمانا چاہئے جب سب رکھدیئے جائیں تو اس کے اوپر ٹماٹر بڑے بڑے لیکر اسکے بیچ نکالکر اس کے اندر بھی وہی قیمہ بھردینا چاہئے اوپر سے گھی ڈالکر تھوڑا سا پانی ڈالکر چولہے پر چڑہا دیں اور اس کے اوپر بھی آگ رکھدیں جب پانی خشک ہوجائے تو اتار لیا جائے۔

پالک کا ساگ۔ پالک کے ساگ کو ابال کر اس کا پانی پھینک دینا چاہئے۔ گوشت میں نمک ملاکر صرف پانی میں ابال جائے جب گوشت گل جائے اس میں گھی اور پالک کا ساگ ڈالکر پکانا چاہئے تھوڑی دیر بعد ٹماٹر کا عرق نکالکر چھان کر اس میں ڈالیں اور چار پانچ انڈے توڑکر اس میں ڈالکر دم دیدینا چاہئے۔ اگر کسی کو مرچ کا شوق ہو تو لال مرچیں اور ہری مرچ بھی ڈالدیں،

مسلم مرغ۔ مسلم مرغ کو گھی میں تل لینا اس کے بعد گلنے کے لئے پانی ڈالدینا جب گل جائے تو ٹماٹر کا عرق چھانکر اس میں ڈالدینا اور بادام کشمش حسب ضرورت اس میں چھوڑ دینا اور آلو تلکر اس میں چھوڑ دئے جائیں دم دیکر اتاریں

ترکی کوفتہ۔ قیمہ کچا پاؤ بھر۔ چاول آدہ پاؤ۔ چاول کو خشکہ کی طرح پکا لیا جائے جب دم ہوجائیں اسی قیمہ میں ملالیں۔ نمک کالی مرچ تھوڑا لہسن ادرک ملاکر لانبے لانبے کوفتہ بناتے جائیں۔ کوفتہ ایسے مضبوط بنائیں کہ وہ تلنے میں کھل نہ جائیں۔ ان کوفتوں کو انڈے میں لپیٹ کر تل لیں۔ آلو بھی تل کر اس کے ساتھ کھائیں،

صغرا ہمایوں مرزا
(حیدرآباد دکن)





گلہائے دستکاری کے صدہا نمونے ہیں نے اپنی بہنوں کے لئے پیش کئے ہیں جو مقبولیت اور شہرت اس فن کو حاصل ہوئی اور کسی صنعت کو نہ ہوئی ہوگی ہر ماہ صدہا خطوط نمونوں کی طلبی میں آتے رہتے ہیں۔

بیلیں تو خوبصورت ہوتی ہیں لیکن ٹوپی۔ دستی، مخملی بیگ، فوٹو فریم، سلیپر، ریشمی۔ باکس دستی پنکھے کشن۔ وغیرہ وغیرہ پر بھی خوبصورت بوٹے عموماً بہت ہی، دلکش، دلفریب ہوتے ہیں۔ اس کی کڑھت بھی نہایت آسان ہے۔ پھر ساتھ سلمہ ستاروں کی جھلک عجیب نظرخیز۔ فن لطیف بھی ایک دلچسپ مشغلہ ہے۔

آج بہنوں کے لئے ایک بیل کی ترکیب پیش کرتی ہوں، امید ہے ضرور پسند آئیگی

ضروری اشیاء

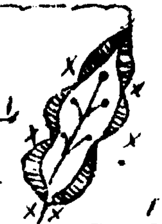
موتی کاسنی لچھے دو عدد

" زرد " دو عدد

مخملی گلابی فیتہ ایک انچ چوڑا چھپا ہوا بنڈل ایک ربن

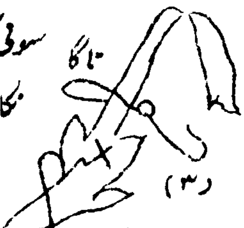
سلمہ سنہری		تولہ ۲	"	سبز گہری مہین	گز	۱۰
موتی سبز	لچھے	۲		ہلکی سبز "	"	۱۰
موتی فروزی		۲		کاسنی مہین	"	۵
پھول شکوین	کے تولہ ۱/۴	سوئی نمبر ۱۰		فروزی		۵
تاگا زرد نمبر ۵۰		سوئی نمبر ۴		ربن جوزی زرد		۸
				" فروزی		۸
				" کاسنی		۸

ترکیب




۱ بڑی پتیاں گہرے سبز ربن سے کاڑھیں۔ چھوٹی پتیا ہلکی سبز ربن سے ربنی سینے کی ترکیب نہایت آسان ہے۔ ربن کا سرا پتی کے نچلے حصہ کے پاس رکھکر چند ٹانکے لگائیں۔ پھر نقشے کے مطابق قدرے فاصلہ چھوڑ کر ربن کو بھی ڈھیلا تھام کر دوسرا ٹانکا دیجئے، جب پتی ختم ہو جائے تو قینچی سے کاٹ کر سرے کو موڑ کے ٹانکے لگائیں۔ دیکھئے نقشہ ایک جہاں کر کا نشان ہے وہاں ٹانکے لگیں گے

۲ x ۳ - اس پتی کو نوک سے ذرا نیچے شروع کرنا چاہئے۔ پہلے ربن کے سر کو ٹانک لیں۔ پھر نوک کے پاس سوئی نکال کر ربن کے اوپر سے تاگا لیتے ہوئے وہیں نیچے سوئی سے لیں۔ پھر دوبارہ سوئی پتی کے وسط میں نکال۔ ربن پر سے نیچے لے لیں، اب دیکھئے پتی کی ایک نوک تیار ہوگی



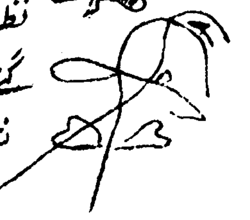
۴ سوئی پر دوسرے جانب کی نوک پر نکال پہلے کے مطابق ربن پر سے تاگا لے وسط میں وہی پہلی جگہ پر سوئی سے ربن لوٹ کر ٹانکا دیجئے۔ اس طریق سے دوسری جانب کی تیسری نوک پھر پہلے کی جانب چوتھی - آخری پانچویں ختم کر لیں،



اسی طریق سے کاسنی اور فیروزی رنگ کی مہین ربن سے ننھی ننھی کلیاں بھی بنا لیں، یہ خیال رکھئے ان میں ربن کی نوک سے بننے سوئی قدرے فاصلہ چھوڑ کر لیا کریں ملاحظہ کیجئے نقشہ ۵ و ۶

اب صرف پھول رہا وہ بھی اس طرز سے بنتا ہے، ڈالیوں پر اور پتیوں کے وسط میں سنہری سلمہ لمبائی کے مطابق کتر کر لگالیں۔ پتیوں کے درمیان ننھی لکیریں بھی سلمہ کی ہیں گول پتیاں سبز موتی ہیں پھول کے وسط میں شکوین کا پھول زرد موتی سے ٹانکا گیا ہے۔ پنکھڑیوں پر جو لکیریں اور گول نشان نظر آرہے ہیں وہ سنہری سلمہ اور زرد موتی ہیں۔ کلیوں کے درمیان فیروزی کاسنی ہم رنگ موتی لگائے گئے ہیں۔ اب لیجئے ایک دلفریب بیل تیار ہوگئی۔ مجھے یقین ہے کہ ترکیب واضح ہے۔ تاہم کسی بہن کے ذہن نشین نہ ہو تو مجھ سے ربن کا تیار شدہ نمونہ طلب کر سکتی ہیں لیکن عرض اس قدر ہے کہ حتی الامکان جلد اور بحفاظت روانہ کر دیا کریں مجھے نہایت افسوس ہوتا ہے کہ اکثر بہنیں نمونے منگوا کر پھر واپسی کا بالکل خیال نہیں کرتیں۔ بہنوں کی اس لاپرواہی سے میرے درجنوں نمونے ضائع ہوگئے۔ علاوہ ازیں اپنی دور افتادہ ہم جنس بہنوں کو ناقابل تلافی نقصان الگ پہنچاتی ہیں۔





خدیجہ بائی (اندھیری)

مستقل عنوان
جملہ حقوق محفوظ

خانہ داری

جس میں سنگھار و آرایش
بھی شامل ہے

چھینٹ کی دھلائی چھینٹ کی چمک اور سختی قائم رکھنے کیلئے اسے چاولوں کے پانی میں دھونا مفید ہے سوا سات سیر پانی میں سیر بھر چاول ابالو۔ اس میں کپڑوں کی تعداد کے مطابق کمی بیشی کی جا سکتی ہے۔ جب یہ پانی ٹھنڈا ہو جائے تو اس میں چھینٹ ڈالدو۔ اور چاول اور پانی سے رگڑ رگڑ کے دھوؤ حتی کہ میل دور ہو جائے۔ اب اسی قدر چاول اتنے ہی پانی میں ابالو۔ پانی بالکل نکالدو۔ اس میں سے چھینٹ کو بار بار نکالو۔ پھر سوکھنے کے لئے پھیلا دو اور گرم استری پھیر دو۔ اگر چھینٹ کی زمین سیاہ ہو اور تمہیں شبہ ہو کہ معمولی دھلائی میں رنگ قائم رہیگا یا اڑ جائیگا تو چاولوں کے پانی کی جگہ بھوسی کا پانی استعمال کرو، خوب مٹھی بھر کے بھوسی ایک برتن میں ڈالو اور تین پاؤ ٹھنڈا پانی اسپر ڈالو تیس منٹ تک ہلکی آنچ پر ابالو۔ چھان کے اس میں کچھ سرد پانی ملالو۔ تاکہ وہ شیر گرم ہو جائے۔ کپڑا اس میں دھوؤ نہ صرف رنگ قائم رہیگا بلکہ کپڑے میں کلف بھی آ جائے گا۔ اگر زیادہ سختی کی ضرورت ہے تو دھونے کے بعد چھینٹ ہلکے کلف میں ڈبو لیجائے۔

مکان کی جوان سجاوٹ ایک بی بی نے اپنی ایک سہیلی کے مکان کے متعلق بیساختہ کہا کہ اس کے گھر پر بڑھاپا برستا ہے۔ یہ ایک عجیب اور ناآشنا محاورہ معلوم ہوتا ہے لیکن سننے والے کو فوراً معلوم ہو جاتا ہے کہ اس سے کیا مراد ہے۔ جس مکان کو بوڑھا کہا گیا اس کی کیفیت یہ تھی۔ اس میں آرام کی ہر چیز موجود تھی۔ آرام کرسیاں ہر کمرہ میں موجود تھیں۔ ان کے غلاف موٹے اور مخملی تھے۔ ان کے رنگ دھندلے اور کچھ بے ڈھنگے تھے۔ دیوارو پر ایسی تصویریں تھیں جن میں فضائی منظر طوفانی تھا۔ دریاں موٹی اور ان کا رنگ گرمیوں کے موسم کے مطابق تھا۔ غرضیکہ ان سب کا اثر کچھ بڑھاپے کا سا تھا۔

جوان نظر گھر آج کل کی شاداب طبائع کے لئے اس گھر کے مقابلہ میں کہیں بہتر ہے۔ آج کل کے فیشن کی لڑکیاں پہلے زمانہ کی لڑکیوں کی طرح آسایش کی ویسی ہی طلبگار رہیں لیکن اس کا طریقہ جداگانہ ہے۔ کرسی آرام دہ پسند کرینگی جو ملائم بھی ہو گی لیکن اسکی چوڑائی اور گہرائی اتنی زیادہ نہ ہو گی جس سے بڑھاپا برسے پشت دار چوکی نفیس چیز ہے اسکے سرے ایسے ہوتے ہیں جنکو گرا کے بیٹھنے کے لیے زیادہ گنجایش نکالی جا سکتی ہے۔ اس کا اثر ہلکا پن ہے وزن نہیں۔ بشاشت کا ہے اداسی کا نہیں۔

ہلکی دیواریں (جن پر زیب وزینت کی بھرمار نہو) جوانی کا سا اثر پیدا کرتی ہیں۔ یہی کیفیت شفاف ریشمی پردوں کا ہے۔ موٹے اور زیادہ اونی پردوں سے بڑھاپے کی سی کیفیت پیدا ہوتی ہے۔ سادہ سطح زیادہ مرصع چیز

کے مقابلہ میں جوان نظر آتی ہے۔ خالی دیواروں پر جوانی برستی ہے۔ ان پر بھڑک دار اور شاندار روغنی تصاویر اور زیبائشی چیزیں لٹکانے سے طبیعت پر بوجھ سا پڑنے لگتا ہے۔ یہی بڑھاپا ہے

ہلکے کپڑوں کے لئے یہ خوشبو نہایت خوشگوار ہے اور اس سے کیڑے بھی بھاگتے ہیں۔ لونگ، زیرہ جائفل جاوتری۔ دارچینی اور ٹانکون بین (Tonquin beans) ڈھائی ڈھائی تولہ لے لیں اور ان میں تمام اجزاء کے برابر فلورنٹین بچ (Florentine orris root) ملائیں اور سب کو باریک پیس لیں اور چھوٹی چھوٹی تھیلیوں میں بھر کے رکھیں۔

چھٹانک بھر سفید صمغ عربی (گوند) باریک پیس کے ایک پیالہ میں ڈالیں ڈیڑھ یا دو پاؤ کھولتا ہوا پانی ڈالدیں پانی کم و بیش کیا جا سکتا ہے۔ جیسا مرکب آپ تیار کرنا چاہیں اسے ڈھک کے ساری رات پڑا رہنے دیں۔ صبح کو پانی ایک صاف شیشی میں ڈال دیں۔ کلف کو معمولی طور سے بنا کے اس پانی کا ایک چمچہ ملانے سے سفید یا چھپا ہوا ملائم کپڑا دھونے کے بعد بالکل نیا معلوم ہونے لگتا ہے۔ زیادہ پتلا کرنے سے وہ باریک سفید ململ کے لئے موزوں ہو جاتا ہے۔

سنترہ حسن افروز۔ ایک زمانہ میں چھریرہ بدن حاصل کرنے اور رنگ میں نکھار پیدا کرنے کے لئے لیموں کا عرق استعمال کیا جاتا تھا لیکن اب اسے ترک کیا جا رہا ہے۔ کیونکہ یہ خون کو کمزور کرتا ہے۔ اسکی بجائے سنترہ کا عرق اب استعمال کیا جا رہا ہے۔ صبح کی چار کی بجائے ایک پیالہ سنترہ کا عرق بغیر شکر ملائے پینا بہت مفید ہے۔ سنترہ کی پھانکیں کتر کے نرم آنچ پر پکائیں اور چھان کے ایک انڈے میں پھینٹیں یہ بھی مفید ہے

سنترہ کا چھلکا کبھی نہ پھینکیں اسے دھوپ میں چند روز تک بالکل سکھا لیں۔ مگر آگ کے سامنے نہ سکھائیں، اسے پیس لیں۔ کیکوں اور بسکٹوں میں یہ سفوف ملانے سے وہ مزیدار ہو جاتے ہیں۔

بعض چیزوں کی صفائی سیلکھری کی انگوٹھیاں برتن یا اور زیبائش کی چیزیں صاف کرنے کے لئے ۱/۲ تولہ سہاگہ ۱/۲ پاؤ ٹھنڈے پانی میں گھول لیں اور خوب ہلائیں۔ سیلکھری کی چیز اس میں ہلاتے رہیں تاکہ میل خوب علیحدہ ہو جائے۔ پھر کسی پرانے ریشم کے ٹکڑے پر سکھا لو۔ بالکل نئی ہو جائیگی۔ کوئی زیادہ میلی چیز ہو اسپر اسی طرح دو تین مرتبہ عمل کرو،

کچھوے کے چھلکے کی چیزیں یا اسی قسم کی اشیاء صاف کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ مردار سنگ باریک کر لیں اور ملائم کپڑے پر لگا کے چیز پر ملیں اور صاف کرنے کے بعد خشک ملائم چمڑے سے جلا دیدیں۔ اگر اس چیز سے چمک جاتی رہی ہو تو ایک انگلی میں زیتون کا تیل لگا کے اسپر پھیریں اور ۴ ۲ گھنٹے تک پڑی رہنے دیں پھر کسی کپڑے سے تیل دور کر دیں اور گرم ملائم چمڑے سے جلا دیں

جن چیزوں پر لاکھ کا کام ہو رہا ہو اسکے لئے آٹے اور روغن زیتون کی لئی بنائیں۔ کسی ملائم کپڑے سے اس چیز پر

ہیں اور کسی صاف کپڑے سے صاف کر دیں۔ رنگ پھیکا پڑ گیا ہو تو ٹی پونچھ دینے کے بعد روغن زیتون میں کپڑا بھگو کے اس چیز پر رگڑیں۔ رنگ اجلا ہو جائیگا۔

جرابوں میں رفو ریشمی جرابوں کے تلووں اور گارٹر کا بٹن لگانے کی جگہ پر پہلے ہی سے رفو کر لینا چاہئے الجھے ہوئے کچے ریشم کے (جو کوئے پرسے کاتا جاتا ہے) تاگے لیں اور انکو اس طرح تقسیم کریں۔ عمدہ ریشم کی جراب کے لئے دو تار درمیانی کے لئے اور خاصی موٹی کے لئے چار تار رکھیں ان کو گھنٹہ بھر تک ٹھنڈے پانی میں بھگوئے رکھیں۔ پھر ایک تولیہ میں خشک کر لیں اور استعمال کریں۔ نہایت صاف اور باریک سوئی لیں اور اس سے نہایت عمدہ اور صاف رفو کریں۔ تاگہ بہت نہ کھینچیں۔ ورنہ جرابوں کے تاگے کھنچ جائیں گے اور کسی اور جگہ جھول پڑ جائیگا اول تو رفو سوراخ ہونے سے پہلے ہی کر لینا چاہئے۔ اگر چھید پیدا ہو جانے کے بعد رفو کرنیکا ارادہ ہو تو اندر کی طرف جراب کے رنگ کا کوئی ملائم کپڑا رکھ کے کھلے ہاتھ سے رفو کریں تاکہ جھول نہ پڑے۔ جن تاگوں سے رفو کریں انہیں پہلے ایسے ٹھنڈے پانی میں ڈالیں جس میں کریم آف ٹرٹر کی ایک چٹکی ملا لی جائے پھر تولیہ میں خشک کر کے صفائی اور خوبی سے ان جگہوں پر رفو کریں جو زیادہ گھستے ہیں۔

دبلاپن۔ عورت کا انیسواں سال بہت سی باتوں کے لحاظ سے عمدہ ترین عمر ہے لیکن اس عمر کے فوراً ہی بعد بدن پھیلنے کی طرف مائل ہو جاتا ہے اور چہرہ سے شباب کی علامات رخصت ہونے لگتی ہیں۔ عقلمند بیبیاں اپنے چہرہ کی نگہداشت کرتی ہیں اور جوان بشرہ کچھ زیادہ عرصہ تک قائم رکھنے میں کامیاب ہو جاتی ہیں۔

ایک ڈاکٹر نے ہمارے اصولوں کے خلاف ایک نیا نسخہ تجویز کیا ہے۔ ہم ایشیائی کہتے ہیں کہ دوپہر کا کھانا کھا کے لیٹ جاؤ اور رات کا کھانا کھا کے ٹہلو۔ وہ کہتا ہے کہ کھانے کے کم از کم آدھ گھنٹہ بعد تک بیٹھنا یا لیٹنا ہرگز نہ چاہئے۔ چنانچہ جو لوگ کھانے کے بعد کھڑے یا چلتے پھرتے رہتے ہیں کبھی موٹے نہیں ہوتے۔ اگر کوئی لیٹے یا بیٹھے بھی تو اوپر کا دھڑ بالکل سیدھا رکھا جائے۔ تاکہ اعضائے رئیسہ بھچنے نہ پائیں۔

ذیل کی چار ورزشیں روزانہ صبح کے وقت کرنے سے موٹاپا پاس نہیں پھٹکتا۔ اس سے پہلے بھی کچھ ورزشیں لکھی جا چکی ہیں (۱) پاؤں کو جوڑ کے کھڑی جاؤ۔ دائیں ٹانگ اپنے سامنے کی طرف آہستہ آہستہ اٹھا کے پھیلاؤ آہستہ آہستہ آٹھ گننے ہوئے ٹانگ کو ٹھیک اس طرح گھماؤ کہ دائیں پاؤں کا انگوٹھا بائیں پاؤں کی ایڑی کی سیدھ میں جاتے گھٹنے کو جھکاؤ حتی کہ تم گھٹنا ٹیکنے کی شکل میں ہو جاؤ۔ کھڑی ہو کے آہستہ آہستہ ٹانگ کو پہلی صورت پر اس طرح لے آؤ کہ پاؤں بارہ انچہ یا کم و بیش آگے ہو۔ اس طرح جب تم بائیں ٹانگ اٹھاؤ گی تم آگے کو بڑھ ہو گی۔ اب کمرہ میں گھومو اس طرح کہ پہلے دائیں ٹانگ اٹھاؤ پھر بائیں (۲) کھڑی ہو کے ایک کرسی کی پشت مضبوطی سے پکڑ لو، پنجوں کے بل کھڑی ہو جاؤ اور اپنا سارا وزن کرسی پر ڈال دو۔ اور دائیں ٹانگ جہاں تک ممکن ہو اٹھاؤ، اور

جلدی سے پنجوں کے بل ڈال دو، اسی طرح بائیں ٹانگ سے کرو، یہ طریقہ جلدی جلدی جاری رکھو حتیٰ کہ تمہاری حرکت میں ایک لچک سی پیدا ہوجائے۔ یہ بڑی مزیدار ورزش ہے کیونکہ جسم ہلکا اور پھلکا معلوم ہونے لگتا ہے، اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ چوتڑوں کا گوشت کم ہوجاتا ہے (۳) پاؤں جوڑ کے کھڑی ہوجاؤ، دائیں ٹانگ فرش کے برابر گز بھر آگے کی طرف بڑھاؤ، گھٹنے کو جھکا کے بدن کو بھی جھکاؤ، دایاں ہاتھ اس طرح بڑھاؤ گویا کہ تم بارہ یا اس سے زیادہ انچ کے فاصلہ پر رکھی ہوئی چیز اٹھانا چاہتی ہو اٹھو اور یہی حرکت بائیں ٹانگ اور بائیں حصہ جسم کے ساتھ کرو۔ اس ورزش میں چار صاف حرکات ہونی ضروری ہیں۔ پہلی ٹانگ پھیلائی جائے دوسری گھٹنا اور بدن جھکایا جائے تیسرے بانہہ پیچھے پہلو کیطرف اور گھٹنا اور جسم سیدھا رکھا جائے چوتھی ٹانگ پہلی صورت میں رکھی جائے۔ تمام جسم کو ہر وقت اچھی طرح جھکایا جائے، ہر پہلو کی طرف چھ چھ مرتبہ کرو (۴) پاؤں جوڑ کے کھڑی ہوجاؤ۔ کودو اس طرح کہ دائیں بائیں پاؤں ہاتھوں کے دونوں ہاتھوں کے بیچ کے فرش پر چوڑا دہرا رہنے دو پھر پھرتی سے پیچھے کو حرکت کرکے اپنی اصلی حالت پر آجاؤ۔ یہ ورزش شروع میں چھ مرتبہ کرو۔ کیونکہ یہ تھکانے والی ہے۔ بعد میں عادت ہوجانے پر بڑھائی جاسکتی ہے۔

خانگی ٹوٹکے ریشمی کپڑوں پر معمول گرم استری کرنی چاہئے اور کھردری یا چینی ریشمی کپڑے پر الٹی طرف استری کرو،

لال مرچ باریک پیس کے ان درزوں میں جہاں چیونٹیاں جمع ہوتی ہوں چھوڑ دیں بھاگ جائیگی، **انڈے کی سفیدی** پھانٹنے کا طریقہ یہ ہے کہ زردی بالکل علیحدہ کرلیں اور کسی کابی میں ڈال کے چوڑے پھل کے چھری سے پہلے آہستہ پھر جلد جلد پھانٹیں اس قدر سخت ہوجائینگے کہ لٹنے سے بغیر ٹوٹے الٹی جاسکتی ہے۔ صرف بالکل تازہ انڈے پھانٹے جاسکتے ہیں ذرا سا نمک سفیدی میں ملا دینے سے بھی جھاگ میں سختی آجاتی ہے مچھر اور مکھیوں کو مارنے کے لئے ذیل کا مرکب کارآمد ہے۔ پٹرول ایک بوتل، پیرافین ایک بوتل فارمین ایک ڈرام۔ یوکلپس ایک ڈرام کریوسوٹ ۶ قطرے منتھالین ۶ گولی (خوب باریک کرکے) سٹرونیلا ایک ڈرام (یہ خوشبو کے لئے ہے۔ اگر دل چاہے تو سے بھی ڈال لیں) ایک ڈرام ایک چمچہ کے برابر ہوتا ہے۔ **دھندلی شیشی** صاف کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ ایک پیلے کاغذ میں آگ لگاکے اسمیں ڈالدو اور منہ کو بند کردو تاکہ شیشی میں دھواں بھر جائے۔ اب اچھی طرح دھو لو۔ **پانی کی بوتلیں** اور گلدان دھبوں سے خراب ہوجائیں تو ان میں گرم صابن ملا ہوا پانی آدھا بھر دو اور پھر تھوڑا سا کچا آلو کچھ چائے کے پتے یا پیلے کاغذ کے چند ٹکڑے اس میں ڈالو انہیں بھیگنے دو البتہ بیچ بیچ میں ہلاتے رہو۔ آخر میں صاف پانی سے دھو ڈالو، **مخمل** پر چکنے دھبے پڑجائیں تو ان پر فرنچ چاک تھوڑی دیر لگائے رکھیں پھر کسی نرم برش سے صاف کردیں اگر وہ حصہ دبا ہوا معلوم ہو تو کسی برتن میں دھواں اٹھتا ہوا گرم پانی ڈال کے مخمل کے اس حصہ کو اسپر کس کے رکھیں پھر کسی سخت برش سے صاف کردیں۔ رواں ابھر آنے کے علاوہ رنگ بھی نکھر جائیگا **میٹھا تیل** سرکہ اور ٹرپن ٹائن مساوی تعداد میں ملانے سے اسباب اور چمڑے وغیرہ کے لئے عمدہ پالش بنجاتا ہے۔ چمڑے کے دستانوں کو پہلی مرتبہ دھو کے گرم صابن دار پانی میں سے نکالنا چاہئے سوکھنے کے بعد نرم اور چکدار ہوجاتے ہیں دری بچھانے سے پہلے اخبار یا نمدہ پھیلا دو۔ پائدار ہوجائیگی اور کیڑے بھی جمع نہ ہونگے سخت گوشت میں لیموں کا عرق یا بورا ملیں ملائم ہوجائیگا۔ پرانے مخملی یا فلالینی ٹکڑے عمدہ صافیاں ثابت ہوتے ہیں۔ نیا جوتہ کاٹتا ہو تو اپنی جراب کی ایڑی یا جس جگہ کاٹتا ہو تھوڑا سا بورک پوڈر چھڑک دیں۔ چھالے نہیں پڑینگے۔

محمد ظفر

سرزمین

ایک کنجوس کی وصیت ایک درزی انگلستان میں ابھی مرا ہے ۱۸۸۱ء سے ۱۹۱۵ء تک اس کی ہفتہ وار آمد نی دس پونڈ تھی وہ اپنے کنبہ سمیت صرف دو کمروں میں رہتا تھا، ان میں سے ایک اپنے لئے مخصوص کر رکھا تھا۔ اسے روپیہ جمع کرنیکا شوق جنون کی حد تک تھا۔ اس نے جو کچھ جمع کیا تھا اپنی بیوی اور بچوں پر مصیبتیں توڑ کے جوڑا تھا وہ باقاعدہ انہیں بھوکا مارتا زیادہ کام لیتا اور پیٹتا۔ اس کی بیوی ۱۹۲۲ء میں مر گئی تو اس نے اس کی تدفین پر بہت ہی کم خرچ کیا۔ بعد میں وہ اپنے دونوں بیٹوں کے ساتھ سختی سے پیش آتا رہا۔ خود اچھے بستر پر سوتا اور ان دونوں کو ایک ٹوٹے ہوئے پلنگ پر لیٹنے کے لئے مجبور کرتا۔

مرنے سے چند سال پہلے وہ اندھا ہوگیا اسنے اپنی دونوں بیٹوں کو اور بھائی کو سو سو پونڈ اپنی بہن اور تین بھتیجوں کو پچاس پچاس پونڈ وصیت کئے۔ تدفین کے اخراجات کے لئے سو پونڈ تجویز کئے اور کہا کہ موٹریں استعمال کیجائیں اور تزک و احتشام سے تجہیز و تکفین کیجائے۔ دو دو پونڈ در آنے جانے کا خرچ ہر شریک ہونے والے دوست کو دئے جائیں۔ پانچسو پونڈ قبر کے پتھر کے لئے اور چار سو پونڈ قبر کو ۳۰ سال تک درست حالت میں رکھنے کے لئے وصیت کئے، اس نے ۳۰۰۰ پونڈ چھوڑے ہیں، وارثوں نے اس کے خرابی دماغ کا عذر کیا چنانچہ عدالت نے فیصلہ کیا کہ قبر کا پتھر پر اس قدر روپیہ خرچ کرنے کی ضرورت نہیں۔

تیز رفتاری کا بادشاہ خشکی تری اور ہوا میں سب سے بہتر چلنے کی بازی اب تک انگلستان کے ہاتھ رہی۔ پچھلے سال ایک انگریز پانی میں سب سے تیز رفتار حاصل کرتا ہوا کشتی الٹ جانے سے مرگیا۔ اسکی رفتار ۹۸ یا ۹۸ میل فی گھنٹہ تھی۔ اب امریکہ میں ایک ۶۰ سالہ شخص نے ۱۵۵ یا ۱۰۲ میل فی گھنٹہ کی رفتار حاصل کر کے انگلستان سے بازی جیت لی ہے۔ یہ شخص اپنی اس رفتار سے خوش نہیں ہوا وہ کہتا ہے کہ انجن اور زیادہ طاقتور بنا کے بیس میل اور تیز جا سکتا ہوں۔

آہنی عورت کا قتل پنسلونیہ میں ایک ۲۲ سالہ عورت کو برقی کرسی پر بٹھا کے سزائے موت دی گئی ہے اس کے چند منٹ بعد اس کے آشنا کو قتل کیا گیا۔ یہ شخص ایک مدرسہ میں معلم تھا اس عورت نے اسے بہکا کے اپنی ڈگر پر لگالیا اور کچھ عرصہ تک دونوں لوٹ مار کرتے رہے۔ ایک روز ان دونوں نے ایک پولیس کے سپاہی کو گولی مار کے ہلاک کردیا، کچھ دنوں بعد اس عورت کا چار سالہ بچہ ایک بھائی سے شیخی بگھارنے لگا تو بے کیا بلا میری ماں نے تجھ جیسے سپاہی کو آن واحد میں مار ڈالا۔ اسپر تحقیقات ہوئی اور اس سپاہی کے قتل کا کھوج اس عورت تک چل گیا دونوں کو

موت کی سزا دی گئی۔ اس کو آہنی عورت اس لئے کہا جاتا ہے کہ اسکے چہرہ سے ذرا بھی پریشانی ظاہر نہ ہوتی تھی، مرنے سے پہلے ظرافت کے اخبار پڑھ پڑھ کے خوش ہوتی رہی۔

ارجنٹائن کی عورتیں۔ ارجنٹائن جنوبی امریکہ میں ایک ریاست ہے اس ملک میں ہسپانوی ۱۵۲۵ء میں آباد ہوئے۔ یہ ریاست ہسپانیہ کے ماتحت رہی حتیٰ کہ ۱۸۱۴ء میں وہاں والوں نے خود مختاری کا اعلان کرکے ہسپانیہ سے قطع تعلق کرلیا۔ ہسپانوی مردوں نے یہاں آباد ہونے کے بعد یہاں کی عورتوں سے شادی کرلی یہاں کے اصلی باشندوں کا رنگ سیاہ تھا۔ دونوں نسلیں مل کے ایک خوبصورت نسل پیدا ہوگئی ہے عورتوں کی آنکھیں سیاہ اور نہایت دلکش ہوتی ہیں کھال سفید چکنی ہوتی ہے اور جوش کے وقت اس میں سرخ رنگ عجب بہار دیتا ہے، ہونٹ قدرتی طور پر سرخ ہوتے ہیں۔ سیاہ ملائم بالوں میں بیچ میں مانگ نکالی جاتی ہے۔ یہاں کی عورت پندرہ سال کی عمر میں بالغ ہوجاتی ہے اور ۲۵ برس کی عمر تک شباب اپنے عروج پر ہوتا ہے۔ اس کے بعد وہ کچھ فربہ ہوجاتی ہیں۔ وہ اچھی بیویاں بنتی ہیں۔ اپنر یورپ کی زنانہ آزادی اور بے تکلفی کا اثر نہیں پڑا۔ وہ مردوں کے کاموں میں دخل نہیں دیتیں۔ یہ اثر زیادہ تر عربی خون کا ہے۔ ہسپانیہ میں عربوں نے صدیوں تک حکومت کی اور وہاں ان کا خون مخلوط ہوگیا۔ بعد میں ان کے اخراج کے وقت بے شمار عیسائی بنائے گئے ارجنٹائن کے گھروں میں عربی حرم کی سی جھلک نظر آتی ہے۔ وہی عربی عادات عورتوں کو پردہ میں رکھنے کی پائی جاتی ہیں، مرد اپنے دوستوں کو اپنی بیویوں سے ملاتے ہوئے جھجکتے ہیں۔ بہت ہی گہرے دوست کو زنانہ حلقہ میں بے تکلف آنے دیا جاتا ہے۔ بیوی گھر کے کام دہندے میں ہی مصروف رہتی ہے۔ اسقدر مصروفیت کے باوجود خانہ داری میں کچھ سلیقہ نہیں پایا جاتا۔ جب کوئی مہمان آتا ہے تو دو چار دن پہلے سے شور و غل مچ جاتا ہے بیوی نوکروں پر خفا ہوتی ہے وہ اسی خفگی کے عادی ہوتے ہیں۔ گھر میں سلیقہ اور قرینہ نظر آنے لگتا ہے۔ وہ مہمان گیا وہی بے ترتیبی پھر شروع ہوگئی۔ کچھ بھی ہو وہاں کی عورتیں بہت سنجیدہ اور پرسکون ہوتی ہیں۔

ایک عجیب میوہ۔ ٹھیٹی جنوبی بحر الکاہل میں سب سے بڑا جزیرہ ہے اور سین فرانسسکو سے دس دن کے راستہ پر ہے۔ انگلستان کی ایک ممتاز خاندان کی لڑکی جس کی عمر اسوقت ۲۳ سال کی ہے پچھلے سال اس جزیرہ میں سیر کے لئے گئی۔ اسجگہ کو اس نے بڑا پسند کیا۔ وہاں صرف ایک درجن سفید کھال والے باشندے رہتے ہیں چینی لوگوں نے دکانیں کھول رکھی ہیں اور سارے کاروبار وہی کرتے ہیں۔ وہاں کے اصلی باشندے سیدھے سادے خوش مزاج سست لیکن یار باش ہیں،

پچھلے سال کے سفر میں اسے وہاں ایک عجیب میوہ کھانے کا اتفاق ہوا وہ بہت نایاب ہے۔ اتفاق سے کئی ایک اس کے ہاتھ پڑگئے، اس نے وہ کھائے اتنے میں چند دیسی بوکھلائے ہوئے اس کے پاس آئے اور کہنے لگے

رُتم نے یہ کیا گیا۔ اس کے متعلق ایک روایت چلی آتی ہے کہ جو اسے کھا لیتا ہے یقینی طور سے اس جزیرہ میں واپس آتا ہے۔ وہ کہتی ہے کہ میں جزیرہ سے انگلستان واپس آگئی۔ میرے دل میں مطلق وہاں دوبارہ جانیکا خیال نہ تھا، لیکن واپس آتے ہی میرے دل میں برابر ایک عجیب خواہش وہاں جانے کی پیدا ہو رہی ہے۔ اور اس کے آگے مجھے سر جھکا دینا پڑا۔ اب میں ایک سہیلی اور دو کتوں اور ایک سوٹ کیس کے ساتھ وہاں جا رہی ہوں مجھے جس چیز کی ضرورت ہوگی وہاں سے خرید لوں گی۔ انگلستان کی پر شور و غل فضا سے وہاں کی پر سکون حالت مجھے پسند ہے۔ وہاں کی آب و ہوا بڑی اچھی ہے۔ وہاں میں نے ایک مکان بھی لے لیا ہے۔

ارمنی عورتیں ارمنی عورتیں کھانے پکانے میں نہایت ماہر ہوتی ہیں۔ بڑے گھروں کا تو ذکر ہی کیا تمام ارمن لوگ نوکروں سے کھانے نہیں پکواتے۔ لڑکیوں کو چھوٹی عمر سے کھانے پکانے کے کام پر لگا دیا جاتا ہے۔ ارمنی عورتیں محنت اور کفایت شعاری کا نہایت اچھا نمونہ ہوتی ہیں۔ باورچی خانہ میں ایک بڑی انگیٹھی ہوتی ہے جس میں دھویں کش لگا ہوتا ہے۔ اسکے محراب دار حصہ میں ایک چھوٹا سا چبوترہ ہوتا ہے۔ اس میں کوئلے ڈالنے کے لئے سوراخ ہوتے ہیں۔ سب کچھ کوئلوں پر پکایا جاتا ہے۔ انہی سوراخوں پر برتن رکھدئے جاتے ہیں اور کھانا پکتا رہتا ہے۔ کوئی تنور نہیں رکھا جاتا۔ البتہ ہر جمعہ کی رات کو خمیر اٹھایا جاتا ہے۔ اور ہر ہفتہ کی صبح کو ایک بڑے تانبے کے طشلے میں ایک روئی (رروٹ) گوندھ کے پھیلائی جاتی ہے۔ اور اسے پھولنے دیا جاتا ہے۔ پھر پیتھین کسی بڑے تپرے پر پھیلا کے اسپر یہ روٹ ڈالدیا جاتا ہے۔ گھر کا چھوٹا لڑکا اسے نانبائی کے پاس لیجاتا ہے۔ جو اسے کلچوں میں کاٹ دیتا ہے۔ اور لڑکے سے کہتا ہے کہ انہیں گن کے ان سب پر اپنا خاص ٹھپہ لگا دو۔ یہ پیڑے سہ پہر تک نانبائی کے پاس چھوڑ دئے جاتے ہیں۔ اسوقت وہ پکا کے بھیجدئیے جاتے ہیں۔ یہ کلچے میٹھے خوشبو دار و مزیدار ہوتے ہیں

ایک لکڑی کے سٹول پر تانبے کی سینی رکھدی جاتی ہے۔ گھر کے آدمی اسکے اردگرد بیٹھ جاتے ہیں۔ اردگرد گدے تکیے ہوتے ہیں۔ طرح طرح کے کھانے اس پر چن دئے جاتے ہیں۔

ترکی زنانہ آزادی۔ اس دفعہ ترکی کی ایک معلمہ ترکی کی بہترین حسینہ قرار پائی۔ اس کا نام نشاط صفت خانم ہے۔ ترکی میں ایک غوغا مچا ہوا ہے کہ معلمہ ہونے کی وجہ سے اسپر چھوٹی لڑکیوں کی تربیت کے متعلق بڑے فرائض عائد ہیں اسلئے اسے برطرف کرکے اسکی تعلیم کا تمام خرچ اس سے دھروا لیا جائے۔ وہ کیوں بے ضابطہ طور سے مدرسہ سے دس دن تک غیر حاضر رہی۔ پیرس سے اس کی واپسی پر حکومت مجبوراً جمہور کے مطالبہ کو پورا کرے گی،

اب ایک حماقت اور ہوئی ہے۔ ایک ترکی روزنامہ اخبار نے مغربی ممالک کی طرح ایک مقابلہ جاری

کر کہا ہے کہ کس کی ٹانگیں سب سے زیادہ خوبصورت ہیں۔ اسپر بھی بہت شور مچ رہا ہے۔ عام رائے یہ ہے کہ اس قسم کی آزادیوں سے ترکی اخلاق پر بہت بُرا اثر پڑا ہے۔ ترکی نیک چلنی ایک ضرب المثل تھی جس میں اب خرابی واقع ہوگئی ہے۔ اس لئے اس قسم کے مقابلوں کو بند کیا جائے کیونکہ اس جیتنے والی کو بھی کچھ فائدہ نہیں ہوتا

بیس سال سے کم عمر والوں میں خودکشی اور طلاق کی بڑی کثرت ہو چلی ہے۔ والدین نے کچھ سخت سست کہا یا امتحان میں ناکامی ہوئی یا کسی سے ناکام محبت ہوئی۔ یہ خودکشی کے عام اسباب ہیں۔ ایک مدرسہ میں چند روز کے عرصہ میں دو لڑکیوں نے خودکشی کرلی۔ ایک اور جگہ دو کام کرنے والی لڑکیوں نے ساتھ مرنے کا فیصلہ کرلیا۔ پچھلے سال طلاق کی بہت سی مثالیں تھیں۔ اس سال اور بھی اضافہ ہوگیا ہے۔ مالی خراب حالت نا اتفاقی کا سبب بن جاتی ہے۔ دوسرا سبب اخلاقی کمی ہے۔

چینی عورت کی سپہ سالاری۔ چین میں امریکہ کے تعلیم یافتہ چینیوں کے برسر اقتدار ہونے سے موجودہ تہذیب کو اقتدار ہوتا جا رہا ہے۔ عورتیں بھی منظر عام پر آتی جا رہی ہیں۔ اور مدرسوں میں مختلف عہدوں و شفاخانوں میں کام کر رہی ہیں۔ قوم پرست حکومت کے سپہ سالار اعظم چیانگ کائی شک کی بیوی اور متوفی صدر جمہوریت چین سین یٹ سین کی بیوی دونوں بہنیں ہیں اور امریکہ کی بی اے ہیں ان کی وجہ سے عورتوں میں آزادی کی روح پھیلتی جا رہی ہے۔ بیوہ چینگ کا کارنامہ اسکی تازہ مثال ہے۔ وہ ہونان کے ایک مالدار سوداگر کی بیوی تھی۔ ۱۹۲۴ء میں ڈاکوؤں نے اس کے گھر کو تباہ کر دیا۔ سب کچھ لوٹ لیا۔ اور اس کے شوہر کو مار ڈالا۔ عورت تھی امیر اور باہمت، اس نے اپنی فلاح اسی میں سمجھی کہ خود بھی ڈاکو بن جائے۔ ان دنوں صوبوں میں ڈاکوؤں کا بڑا زور تھا۔ وہ ایک گروہ سے جا ملی اور یہاں تک کارگزاری دکھائی کہ اس کا رتبہ بڑھنے لگا اور ایک بڑے گروہ کی سردار مانی جانے لگی۔ جب قوم پرست رجعت پسندوں سے لڑ رہے تھے تو یہ قوم پرستوں کی طرف سے لڑی۔ ان کی فتحیابی پر اس نے اپنی خدمات سرکاری طور پر پیش کردیں۔ چنانچہ اس کا سارا گروہ ایک لشکر کی شکل میں لے لیا گیا۔ اور اسکو سپہ سالار قرار دیا گیا۔ اس لشکر میں بہت سی عورتیں ہیں۔ اور اس کا محافظ دستہ (باڈی گارڈ) اسکے عزیز قریب ہیں۔ اس زنانہ آزادی ترقی کے باوجود چینی مغرب کے اس اثر کے سخت مخالف ہیں۔ اور اس تحریک کو دبایا جا رہا ہے۔ چنانچہ مغربی اثرات پھیلنے کی زیادہ توقع نہیں

محمد ظفر

خط وکتابت کے وقت خریداری نمبر ضرور لکھیئے منی آڈر کوپن پر بھی خریداری نمبر لکھیئے۔ جواب طلب امور کے لئے جوابی کارڈ بھیجیئے اور تبدیلی پتہ کی فوراً اطلاع دیدیجیئے۔ منیجر

دوربین

آل مسلم پارٹیز کانفرنس

مولانا شوکت علی صاحب کی صدارت میں مسلمانوں کا ایک جلسہ آل پارٹیز مسلم کانفرنس کے نام سے دہلی میں ہوا تھا جس کا مطلب یہ ہے کہ اس جلسہ میں ہر خیال اور ہر طبقہ کے مسلمان شریک تھے لیکن جلسہ کی یہ خصوصیت صرف اس کے نام ہی تک محدود رہی کیونکہ اس میں نہ تو جمعیۃ العلمائے شرکت کی نہ مسلم لیگ ہی کے نمایندے آئے اور نہ قوم پرور مسلمانوں کی جماعت سے کوئی شریک ہوا۔ اس کانفرنس نے جو تجاویز پاس کی ہیں وہ صرف ایک ہی خیال کے مسلمانوں کی پاس کی ہوئی ہیں اس لئے انہیں کوئی خاص اہمیت نہیں دیجا رہی ہے۔

مولانا شوکت علی کی نئی سرگرمیاں

کچھ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مولانا شوکت علی صاحب آجکل مہاتما گاندھی سے کسی بات پر ناراض ہوگئے ہیں۔ کیونکہ ادہر انکی بعض تقریروں میں مہاتما جی کے متعلق ایسے الفاظ استعمال ہوئے ہیں جو کسی ایسے ذمہ دار شخص کی زبان سے ہرگز نہ نکلنے چاہئے تھے کہ جسے اسلامی اخلاق کا نمایندہ خیال کیا جاتا ہو مولانا نے ایک موقعہ پر یہ بھی فرمایا تھا کہ وہ گاندھی جی کی چالبازیوں سے مدت سے واقف تھے۔ اگر یہ صحیح ہے تو مسلمان ان سے یہ پوچھنے کا حق رکھتے ہیں کہ ایک ایسے چالباز کے ساتھ مل کر آپ کل تک کیوں کام کررہے تھے، کیوں انہیں اپنا سیاسی گرو تسلیم کرتے تھے اور کیوں انہیں گفتگو میں "باپو" کہکر خطاب کیا کرتے تھے۔ یہی نہیں بلکہ یہ بھی پوچھا جاسکتا ہے کہ سب کچھ جانتے ہوئے آپ نے مسلمانوں کو گاندھی جی کی پیروی کرنے کا مشورہ کیوں دیا تھا۔ ان کے پرانے اور تازہ ترین ارشادات کو جب ایک جگہ رکھکر غور کیا جائے تو بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ یا تو مولانا کو اس زمانہ میں مسلمانوں کی بہتری کا خیال نہ تھا۔ یا اگر انہوں نے اس وقت صحیح مشورہ دیا تھا تو اب غلط راستہ پر ڈالکر مسلمانوں کا نقصان کرانا چاہتے ہیں۔ ہمیں خوب یاد ہے کہ مولانا اپنی تقریباً ہر تقریر میں یہ فرمایا کرتے تھے کہ میں تو ایک سیدھا سادہ سپاہی ہوں۔ مجھے سیاسیات اور سیاسی چالوں سے کوئی لگاؤ نہیں ہے۔ لیکن اب یہ دیکھکر حیرت کیجا رہی ہے کہ وہی سیدھا سادہ سپاہی آج اس پایہ کا مدبر سیاسی بنگیا ہے کہ سر علی امام، ڈاکٹر عالم، ڈاکٹر کچلو، مولانا ظفر علی خاں اور بلکہ خود مولانا محمد علی مرحوم کی بھی رائے کے خلاف علی الاعلان یہ کہنے کی جرأت کررہے ہیں کہ مسلمانوں کے لئے جداگانہ نیابت مفید اور مخلوط طریقہ انتخاب نقصان رساں ہے۔ خدا مسلمانوں کو صحیح طریقہ کار اختیار کرنے کی توفیق دے۔

کانپور کے فسادات

ہندو مسلمانوں میں گذشتہ زمانہ میں بہت سی لڑائیاں ہوئیں لیکن یہ واقعہ ہے کہ اس قدر شدید نقصان کبھی کسی لڑائی میں نہ ہوا تھا جتنا کہ کانپور میں ہوا سرکاری بیان کے مطابق ۱۶۶ ہندو اور ۲۰۰ مسلمان اس لڑائی میں کام آئے لیکن عام طور پر یہی خیال کیا جاتا ہے کہ مرنے والوں کی مجموعی تعداد پانچسو سے کم نہ تھی۔ مال کے نقصان کا اندازہ کرنا تو بہت ہی دشوار ہے کیونکہ بہت سی دکانیں لوٹی گئیں اور بکثرت مکانات آگ کی نذر ہو گئے۔ اس ملک کی یہ کیسی بدنصیبی ہے کہ دو بڑی قومیں جو اس میں آباد ہیں وہ آپس میں ہی کٹ کٹ کر مری جاتی ہیں۔ یہ دیکھکر کسی قدر اطمینان ہوتا ہے کہ کانپور نے تمام ہندوستان کی آنکھیں کھولدی ہیں۔ اور اب تقریبًا ہر شہر میں ہندوؤں اور مسلمانوں کی یہی کوشش ہو رہی ہے کہ ایسے انتظامات کئے جائیں کہ جن کی وجہ سے آئندہ کے لئے ہر قسم کے فسادات کی روک تھام ہو سکے۔ ایسے لیڈروں کو بھی عام طور پر برا کہا جا رہا ہے کہ جو بھڑکانے والی تقریریں کیا کرتے ہیں۔ اور ایک فرقہ کو دوسرے کے خلاف ابھارا بھار کر لڑائیاں کرا کے اور سینکڑوں بچوں کو یتیم اور عورتوں کو بیوہ کراتے رہتے ہیں۔ لڑائی بھڑائی انسان کی فطرت نہیں ہے اور قدرت نے انسان کو صلح پسند پیدا کیا ہے۔ اسلئے امید ہے کہ بہت جلد حالات درست ہو جائیں گے اور خود غرض اور نفس پرست لیڈروں کو منہ کی کھانی پڑے گی۔

نئے وائسرائے دہلی میں

ہز اکسیلنسی لارڈ ولنگڈن جو ہندوستان کے نئے وائسرائے مقرر ہو کر انگلستان سے تشریف لائے ہیں ۲۰/ اپریل کو دہلی میں داخل ہوئے اور اپنے منصب کا چارج لے لیا۔ اسٹیشن پر آپ کا شاندار استقبال کیا گیا۔ اور نئی دہلی میں داخل ہوتے پر توپوں نے باقاعدہ سلامی دی۔ آپ پہلے صوبہ بمبئی کے گورنر رہ چکے ہیں۔ اس لئے ہندوستان کے حالات سے خوب واقف ہیں اور ہندوستانیوں کو آپ سے بجا طور پر یہ توقع ہے کہ آپ کے دور حکومت میں ہندوستانیوں کو حکومت خود اختیاری کے وہ حقوق ملجائیں گے جن کے لئے وہ ایک عرصہ سے کوشاں ہے۔

تحقیقاتی کمیشن

کانپور کے اندوہناک حادثہ کی تحقیقات کرنے کے لئے کانگریس نے ایک تحقیقاتی کمیشن مقرر کیا ہے۔ اور حکومت کی طرف سے بھی ایک ایسی ہی کمیشن کا تقرر عمل میں آیا ہے۔ ان دونوں کمیشنوں نے تحقیقات کا کام شروع بھی کر دیا۔ اور کانگریس کے کمیشن کے سامنے کئی ایک معزز شخصوں نے اپنی اپنی شہادتیں بیان بھی کر دی ہیں۔ لیکن یہ امر بہت ہی افسوسناک ہے کہ مسلمانوں کی طرف سے جو کمیشن اس کام پر تعین کیا گیا تھا۔ اس کے ارکان اب تک کانپور نہیں پہنچ

ہیں اور مسلمانوں کی طرف سے تحقیقات کا کام ابھی تک شروع بھی نہیں ہوا ہے۔ کیا ایسی سستی اور بے پروا ہی قابل معافی ہو سکتی ہے۔ عصمت

سابق وائسرائے ہند کو الوداعی تحفہ دہلی کی مسلم یونین کی طرف سے وائسریگل لاج میں لارڈ اور لیڈی اردن کو الوداع کہنے کے موقع پر شیخ محمد نجم العارفین صاحب نے جو مسلم یونین دہلی کے سکریٹری ہیں۔ وائسرائے کے سکریٹری کی معرفت مسلمانان دہلی کی جانب سے تحفہ کے طور پر ایک قرآن مجید نذر کیا۔

دردرسیدوں کی امداد کانپور کے مظلومین کی حالت بہت ہی دردناک ہے اور یہ واقعہ ہے کہ ہندو اور مسلمان دونوں قوموں کے وہ افراد کہ جن کے گھر جل گئے ہیں یا جن کے خاوند اور باپ لڑائی میں کام آچکے ہیں۔ ناگفتہ بہ حالت میں زندگی بسر کر رہے ہیں۔ کانپور کی میونسپل کمیٹی نے ان کی امداد کے لئے پچاس ہزار روپیہ دیا ہے۔ اور یہ ایسی بروقت امداد ہے کہ اس کے لئے وہاں کے میونسپل کمشنر تمام قوم کے شکریہ کے مستحق ہیں۔

شہزادہ رومانیا پر حادثہ شہزادہ رومانیا جو بین الاقوامی اتحاد طیران کے صدر ہیں وہ پیرس سے سائگون تک ہوائی سفر کر رہے تھے۔ الہ آباد اور گیا کے درمیان گیا سے کوئی ساٹھ میل اس طرف ان کا ہوائی جہاز تباہ ہو گیا۔ اور خیال کیا جاتا ہے کہ اس حادثہ سے صرف چار آدمی زندہ بچ سکے ہیں۔

فوجی جرنیلوں کو پھانسی بچہ سقہ جسے چند روز کے لئے افغانستان کے تخت پر بیٹھنے کا فخر حاصل ہو گیا تھا اس کے دو جنرلوں یعنی شہباز خاں اور جانباز خاں کو ہز مجسٹی امیر نادر خاں کے حکم سے پھانسی دیدی گئی۔

قوم پرور مسلمانوں کی کانفرنس حال ہی میں لکھنؤ میں سر علی امام کی صدارت میں ہندوستان بھر کے قوم پرور مسلمانوں کا ایک جلسہ ہوا ہے جس میں قریب قریب ہر بڑے شہر سے مسلمان نمائندے شریک ہوئے تھے جمعیۃ العلماء کی جانب سے مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب اور مولانا احمد سعید صاحب جلسہ میں موجود تھے۔ یہ جلسہ اس غرض سے کیا گیا تھا کہ آل مسلم پارٹیز دہلی نے جو تجویزیں ایسی پاس کر دی ہیں جن سے نہ صرف ہندوستان کے لئے بلکہ خود مسلمانوں کے لئے بھی مضر اور نقصان رساں ہیں ان کے متعلق یہ واضح کر دیا جائے کہ وہ عام مسلمانوں کی رائے نہیں ہے۔
سنا گیا ہے کہ جلسہ بڑی کامیابی کے ساتھ ختم ہو گیا۔ اس جلسہ نے ایک تجویز اس مضمون کی پاس کی ہے

کہ مسلمانوں کے مذہبی اور قومی مفاد کے تحفظ کا پورا پورا لحاظ رکھکر ہندوستان کے آئندہ دستور حکومت میں مخلوط انتخاب کو رواج دیا جائے اور مخلوط انتخابات کو بنیادی چیز مان کر مسلمانوں کی دوسری سب جماعتوں سے ہر ممکن طریقہ پر اتحاد اور اشتراک عمل قائم کیا جائے۔ تاکہ اس طرح مسلمانوں کی جانب سے سمجھوتے کے لئے ہندوؤں کے سامنے جو مطالبات پیش کئے جائیں وہ تمام مسلمانوں کے متفقہ اور متحدہ مطالبات ہوں اور ان مطالبات کو ہندوؤں سے منوا کر ان کے ساتھ سمجھوتہ کر لیا جائے۔ قوم پرست جماعت کے متعلق اکثر لوگوں کا یہ خیال تھا کہ شاید وہ متحدہ قومیت کے خیال میں اس قدر آگے بڑھ گئے ہیں کہ اپنے مخصوص فرقہ کے مفاد کا لحاظ کئے بغیر کچھ ایسی تجاویز پاس کر دینگے کہ مسلمانوں کی باقی ماندہ جماعتوں کو ان کے ساتھ مل کر کام کرنا ناممکن ہو جائے گا۔ لیکن یہ تمام اندیشے غلط نکلے، اور لکھنؤ کے اجتماع نے یہ ثابت کر دیا کہ مسلمانوں کی قوم پرور جماعت صرف ایک مخلوط انتخاب کو تو چھوڑنا نہیں چاہتی اور باقی تمام باتوں میں مسلمانوں کی دوسری جماعتوں کے ساتھ اتحاد کرنیکو تیار ہیں۔

مخلوط اور جداگانہ انتخاب

ہندو مسلمانوں کی باہمی مفاہمت کے راستہ میں اب جو چیز حائل ہے وہ صرف انتخابات کا مسئلہ ہے۔ مسلمانوں کی قوم پرور جماعت اور جمعیتہ العلماء صرف چند تحفظات کے ساتھ مخلوط انتخاب پر رضامند ہیں۔ اور آل انڈیا مسلم لیگ جو مسلمانوں کی سب سے پرانی سیاسی انجمن ہے اس نے بھی ۱۹۲۷ء میں مخلوط انتخابات کو منظور کر لیا تھا۔ اور اس وقت بھی عام خیال یہی ہے کہ مسلم لیگ کے ممبروں میں زیادہ تعداد انہی لوگوں کی ہے جو مخلوط انتخاب قبول کرنے کو تیار ہیں۔ اس طرح گویا مسلمانوں کی تمام اہم جماعتوں میں صرف ایک مولٰنا شوکت علی صاحب کی پارٹی ایسی رہ گئی ہے جسے مخلوط طریقہ انتخاب ابھی تک منظور نہیں ہے۔ اس سلسلہ میں یہ بات بہت ہی عجیب اور بعید دلچسپ ہے کہ مولٰنا محمد علی مرحوم مخلوط طریقہ انتخاب کے پر زور حامی تھے اور کل پرسوں تک خود مولٰنا شوکت علی بھی جداگانہ طریقہ انتخاب کو مسلمانوں کے حق میں مضر بتایا کرتے تھے، لیکن اب جداگانہ انتخاب کو مسلمانوں کے لئے صرف مفید ہی نہیں بلکہ ضروری خیال کرنے لگے ہیں،

میونسپل انتخابات اور خواتین

دہلی کی میونسپل کمیٹی نے اکیس سال یا اس سے زیادہ عمر کی خواتین کو میونسپلٹی کے انتخابات کے موقعہ پر رائے دینے کا حق دیدیا

نئی کتابیں

مشیر نسواں یا زہرہ محترمہ صغرا ہمایوں مرزا صاحبہ حیدرآباد دکن سابق اڈیٹر النساء ہندوستان کی انشاپرداز خواتین میں ایک ممتاز درجہ رکھتی ہیں انکی مفید کتابیں اور دلچسپ مضامین برسوں سے ہندوستانی خواتین میں قدر و قعت کی نظر سے دیکھے جا رہے ہیں۔ مشیر نسواں محترمہ موصوفہ کی سب سے پہلی تصنیف ہے جو آج سے پچیس سال قبل اس زمانہ میں شائع ہوئی تھی جب گنتی ہی کی چند مسلم خواتین مصنفین کی صف میں نظر آتی تھیں مشیر نسواں یا زہرہ گو ایک اخلاقی ناول ہے لیکن اس میں لڑکیوں اور عورتوں کو بہت سی کارآمد اور مفید باتیں بتائی گئی ہیں جنکا جاننا مستورات کیلئے لازمی اور ضروری ہے کیونکہ نسوانی زندگی کے بہت سے پہلوؤں پر قابلیت کیساتھ بحث کی گئی ہے سوسائٹی کی کمزوریوں اور معاشرتی خرابیوں کا نقشہ بہت خوبی کے ساتھ مشیر نسواں میں کھینچا گیا ہے۔ قصہ از ابتدا تا انتہا دلاویز ہے اور جسقدر دلچسپ ہے اتنا ہی کارآمد اور یہ کہنا غلط نہیں کہ لڑکیوں اور عورتوں کو اسکا ضرور مطالعہ کرنا چاہئے۔ اکابرین قوم نے اسے پسند کر کے مصنفہ کو تمغہ طلائی دیا تھا۔ اور علامہ شبلی، جسٹس شرف الدین نواب محمد اسحاق خاں جیسے بزرگوں نے اسکی تصنیف پر مصنفہ کو مبارکباد دی تھی۔ اب تیسری دفعہ دفتر عصمت سے شائع ہوئی ہے۔ ضخامت دو سو صفحوں سے زیادہ ہے کاغذ عمدہ قیمت صرف سوا روپیہ ۱؁۴

عقل کی باتیں سرور کائنات اور دوسرے پیغمبروں اور دنیا کے بڑے بڑے آدمیوں، بادشاہوں فلاسفروں، شاعروں، ادیبوں، مصنفوں اور عقلمندوں کے وہ اقوال جو برسوں کے تجربوں پر مبنی ہیں کتابی صورت میں جمع کئے گئے ہیں ان میں زندگی کامیابی کے ساتھ گذارنے اور اطمنان و خوشی عزت و شہرت حاصل کرنے کے مفید مشورے دئے گئے ہیں۔ مشرق و مغرب کے نامور انسانوں کے یہ پانسو سے اوپر مقولے جن میں حیات انسانی کی پیچیدہ سے پیچیدہ گتھیاں سلجھائی گئی ہیں جن میں مستقبل کو شاندار بنانے کا راز پوشیدہ ہے دل بہلانے اور غم غلط کرنے کا بھی دلچسپ ذریعہ ہیں قیمت صرف آٹھ آنے ۸

ہنسی کی باتیں یعنی عصمتی بہنوں کے ننھے ننھے طبع زاد لطیفے جنہیں پڑھ کر اگر ہنسی ضبط ہو سکے تو مسکراہٹ تو سنجیدہ سے سنجیدہ شخص کو بھی ضرور آجاتی ہے بڑی خوبی یہ ہے کہ تہذیب کا پورا پورا خیال رکھا گیا ہے۔

عامیانہ لطیفوں کی سینکڑوں کتابیں بازار میں فروخت ہوتی ہیں لیکن ہندوستان کے بڑے بڑے گھرانوں کی تعلیم یافتہ معزز بیگمات کے یہ لطیفے سنجیدہ ظرافت کے حقیقتاً بہترین نمونے ہیں۔ قیمت صرف

تاریخی لطیفے یہ بیربل اور ملا دو پیازہ کے عام اور فرضی لطیفے نہیں دنیا کے مشہور مشہور بادشاہوں شاعروں، ادیبوں، مصنفوں اور شہزادیوں کے وہ دلآویز لطیفے ہیں جو تاریخی حیثیت رکھتے ہیں۔ اور بذلہ سنجی اور حاضر جوابی کی جان سمجھے جاتے ہیں۔ ان میں بھی کوئی لطیفہ ایسا نہیں جو تہذیب سے گرا ہوا ہو۔ کیونکہ کتنی ہی کتابوں کی چھان بین کر کے بہت احتیاط سے خاص عورتوں کے لئے منتخب کئے گئے ہیں۔ قیمت آٹھ آنے یہ تینوں کتابیں محترمہ آمنہ نازلی نے مرتب کی ہیں اور دفتر عصمت دہلی سے مل سکتی ہیں۔

محرم میں پڑھنے کی کتابیں

سیدہ کا لال یا تاریخ شہادت حضرت علامہ راشد الخیری مدظلہ کی بے مثل کتاب بہت جلد شائع ہونیوالی ہے قیمت عہ، یا ۱۲؁، ہوگی۔

الزہرا شہید کربلا کی بی بی فاطمۃ الزہرا کی بہترین سوانحعمری آخر میں کربلا کے دردناک مختصر حالات ۱۲؁

عروس کربلا علامہ محترم کا مشہور ناول کربلا کے متعلق لڑکیاں نہ منگائیں۔ قیمت ۱؁۴

واقعات کربلا میر انیس کے ایک ہی بحر کے مرثیے اسطرح کہ مسلسل واقعات ہیں قیمت ۱؁۴

ملنے کا پتہ :- منیجر عصمت دہلی

بزم عصمت

حضرت علامہ راشد الخیری قبلہ کا نواسہ اور محترمہ راشدہ خیری کا سات سال کا بچہ زاہد الغفور جسکی پیدائش کی خبر اکتوبر ۲۳ء کے بزم عصمت میں چھپی تھی ۲۱ روز ٹائیفائڈ بخار میں مبتلارہ کر دنیا سے رخصت ہوگیا بہنیں دعا کریں کہ خدا متعلقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

والدہ ماجدہ کی سالانہ فاتحہ خوانی کے سلسلہ میں مبلغ ۲۵ روپیہ تربیت گاہ کی یتیم بچیوں کیواسطے بذریعہ منی آرڈر ارسال ہیں۔

ام بانو فرید الدین حیدرآباد دکن

میں دلی مسرت کے ساتھ لکھتی ہوں کہ میری ہمشیرہ بیگم سید داؤد علی صاحب سب انسپکٹر اف پولیس کو خداوند تعالیٰ نے اپریل ۱۹۳۱ء کو چاند سا بیٹا عطا فرمایا دعا ہے درگاہ ایزدی میں کہ اس نومولود مسعود بچہ کو عمر طبعی عطا کرے۔ اور فخر قوم بنا کر والدین واقربین کو خوشیاں دیکھنا نصیب کرے (آمین) ناظرات عصمت سے ملتجی ہوں کہ ازراہ عنایت کوئی بہن یا بھائی قطعہ تاریخ کہنے کی تکلیف گوارا فرما کر شکریہ کا موقع دیں۔ اس خوشی میں دو روپے کی حقیر رقم ارسال خدمت کی ہے۔ تربیت گاہ بنات میں صرف کر دیجئے۔

مس۔ ایس کے ایف سید عبد العزیز مالگذار راسا

مجھے محترمہ سعیدہ خاتون صاحبہ سعیدہ (بنت مولوی سجاد حسین صاحب) اہلیہ محمد عمر صاحب شوکت تھانوی کے پتہ کی سخت ضرورت ہے۔ بہن صاحبہ سے التماس ہے کہ ازراہ کرم اپنے پتہ سے آگاہ فرما کر مجھے مرہون منت فرما دیں۔

لیقہ بیگم بنت محمد رفیق صاحب جیولر جیکل سرمے آفس جونگی مرکلکتہ،

ماہ حال کے عصمت میں ایک بہن صاحبہ نے اپنے چچازاد برادر کیلئے نام پوچھا ہے۔ اسلئے اگر پسند ہو توان میں سے کوئی سا نام رکھ لیں۔ ظفر حسن۔ اطہر حسن۔ مظہر حسن۔ اظہر حسن۔ منظر حسن۔ یہ نام تاریخی ہیں۔ نیز مجھے ان نعتوں کی سخت ضرورت ہے۔ پہلی نعت:۔ میرا حال دل کملی والے سے کہدو۔ دوسری نعت:۔ نیر دربار ہے کلیر جہاں گور کا چھایا ہے ۔ م۔ ج

بنت جناب [illegible] صاحب [illegible] حسن صاحب [illegible]

انتہائی خوشی اور نہایت مسرت سے لکھتی ہوں کہ میری عزیز بہن ملک سلطان بیگم کی شادی خانہ آبادی ۵ مارچ کو لکھنؤ کے مایہ ناز ایڈوکیٹ مسٹر سید علی جواد کیساتھ بخیر وخوبی انجام پائی۔ اس خوشی میں دو روپے کی ناچیز رقم تربیت گاہ بنات کیلئے بھیج رہی ہوں

شمسہ خانم۔ بمبئی

بہن ضمیر النسا بیگم نے میرے بالوں کا علاج جو ہیر آئیل تجویز کیا ہے۔ کیا بہن صاحبہ بذریعہ عصمت یا میرے پتہ سے ہیر آئیل کا پتہ بھی تحریر کریں گی۔ نیز مجھے اکبر آلہ آبادی کی یہ غزل مطلوب ہے اسکا پہلا مصرعہ یہ ہے۔ ؏

مذہب کا کیونکر علم وعمل جب دل ہی نہیں بھائی ایکطرف

(بیگم حشمت علی)

ایک بہن کو بہت دنوں سے بواسیر کا مرض ہوگیا ہے شروع شروع خون جاتا تھا اور تکلیف شدید تھی سوزش کنکناہٹ اس قدر ہوتا کہ رلا دیتا تھا۔ بہت قسم کا علاج ڈاکٹری۔ گھراؤ۔ آخر چہار شنبہ کی انگوٹھی اور کعبہ شریف کی ملادی لنگوٹی۔ ان سب سے خون۔ سوزش۔ کنکناہٹ وغیرہ تو موقوف ہوگئی ہے۔ لیکن دانہ موجود ہے۔ اکثر قبض یا دست ہونے پہ دانہ میں پھر وہی سوزش درد۔ کنکناہٹ نمودار ہوتی ہے۔ اب عصمتی بہنوں سے کرم کی امیدوار ہوں کہ اگر کوئی مجرب نسخہ کسی بہن کو معلوم ہو۔ جس سے ہمیشہ کو اس مرض سے نجات ہو۔ ازراہ مہربانی درج عصمت کریں

ع۔ا۔ بیگم

ایک لڑکی کو مرض کدو دانہ زمانہ دراز سے پیٹ میں ہوگیا ہے معلوم ہونے پر بہت طرح کا ڈاکٹری حکیمی علاج

Hoemoe Pathic گھراؤ اندرہ نسخہ

جس سے اوروں کو فائدہ ہوا اور ہمیشہ کے واسطے اچھا ہوگیا۔ مگر اسے کچھ فائدہ نہ ہوا۔ سخت مشکل تو یہ ہے کہ جونہی تھوڑا سا کدو دانہ نکل آتا ہے لڑکی خوف سے چونک جاتی ہے وہ لوٹ کر پیٹ کے اندر چلا جاتا ہے۔ پھر بہت روز تک نظر نہیں آتا۔ دست آنے پر ایک آدھ گز نکلتا ہے پھر ٹوٹ کر رہ جاتا ہے۔ اور سال ڈیڑھ سال بالکل نظر نہیں آتا جس سے گمان ہوتا ہے کہ اچھا ہوگیا۔

اس مرض کو وبال ہو گئے اگر کسی بہن کو کوئی مجرب نسخہ معلوم ہو تو کرم فرما کر درج عصمت کر دیں تازیست ممنون رہوں گی۔

س ۔ ہ ۔ بیگم۔

مارچ عصمت میں جو ایک بہن صاحبہ نے انجکشن بیبی کا پتہ دریافت کیا ہے۔ وہ مشرقی ہاؤس پوسٹ بکس نمبر ۱ لاہور سے طلب کریں۔ کریم وغیرہ برابر کھاتے رہنا چاہئے۔ نیز کسی بہن صاحبہ نے اگر حسن پرور استعمال کیا ہو تو لکھیں۔ جس کا اشتہار مارچ عصمت میں تھا۔

مس محمودہ ۔ مدہوبنی

جناب میجر صاحب تسلیم۔ عصمت مارچ کے نمبر میں تمہارے سبز ترکاری اور پھلواری کی مستند اور معتبر دوکانوں کا پتہ دریافت کیا گیا ہے۔

ایک قسم کے تخم پستنجی۔ بی۔ پوچا۔ کمپنی اینڈ سنز پونا سے اگر منگوائیں تو بہتر ہوگا۔ کیونکہ مجھکو اس کمپنی سے تین سال کا تجربہ ہے اور ان کے یہاں کا تخم بہت ہی عمدہ ہوتا ہے سو فی صدی اُگتا ہے بشرطیکہ زمین عمدہ ہو اور کھاد بھی اچھی طرح دیا گیا ہو۔ اسلئے اس کمپنی سے ہر ایک قسم کے تخم بلاخطرہ منگوا سکتے ہیں

قادری۔ مٹلاگر

Pestonji R Pocha & sons
Seeds Merchant Poona

میں نے ایک خط محترمہ بہن خدیجہ بائی کو بمبئی کے پتہ سے روانہ کیا مگر جواب سے محروم رہی مجھے اُمید ہے کہ بہن مجھے اپنے پتہ سے خواہ بذریعہ عصمت یا براہ راست مطلع کریں گی نیز اور بہن بھی جو دستکاری سے واقف ہوں اپنے پتہ سے مطلع کریں

خلیل بیگم ۔ ترکمانپور۔ گورکھپور

ریشم کے کپڑے اور گرم کپڑے کیسے دہوئے جاتے ہیں۔ گرم اور ریشم پر سے دھبے کیسے مٹاتے ہیں۔

دختر محمد عبدالصادق خاں

والدہ صاحبہ کے تقریباً ہر وقت سر میں درد رہتا ہے۔ آنکھوں کے دھندلا پن رہتا ہے۔ بینائی دن بدن کم ہوتی جاتی ہے۔ بہن رقیہ خانم بنت اے ات ایوب خاں صاحب نے بادام بزم عصمت میں لکھے تھے استعمال کئے لیکن کچھ فائدہ نہیں ہوا۔ آنکھوں کیلئے اگر کوئی سرمہ ہو وہ بھی لکھیے۔ اگر کوئی بہن یا بھائی دوا بتائے گا میں تمام عمر مشکور ہونگی۔

دختر محمد عبدالصادق خاں

تین سال سے میری ایک سہیلی کو زکام کی شکایت ہے اُنہوں نے کافی علاج کئے لیکن کسی سے خاطر خواہ فائدہ نہیں ہوا۔ برائے مہربانی کوئی عصمتی بہن بھائی ایسی دوا بتائیں کہ یہ شکایت بالکل جاتی رہے۔ مشکور ہوں گی۔ فقط

نورجہاں بیگم ۔ دہرہ دون

عصمت بابت ماہ فروری ۱۹۳۱ء میں بھی رقیہ ایوب خاں صاحب نے سفید بال سیاہ ہونے کا نسخہ لکھا تھا۔ شہد۔ گھی۔ بھنگرا وغیرہ۔ تو اس کے متعلق میری ایک بہن نے چند سوالات کئے ہیں اسکا استعمال کس موسم میں کیا جائے اور اس میں پرہیز وغیرہ تو نہیں ہے۔ دوم۔ بچہ کو دودھ پلانے والی عورت اسکا استعمال کر سکتی ہے یا نہیں۔ سوئم اگر حاملہ عورت اسکا استعمال کرے تو کسی نقصان کا احتمال تو نہیں ہے۔

ایک عصمتی بہن ۔

عصمت اپریل نمبر میں کسی بہن نے خالص تیل و عطر کی دوکان کا پتہ دریافت فرمایا ہے۔ میں نے دوکان ذیل کے اکثر تیل آزمائے خالص اور ارزاں پائے۔ حافظ سلطان محمد خاں ولی محمد خاں

تاجران عطر و تیل ۔ اعظم گڈھ

میں نے کامدانی کا دوپٹہ کالا رنگوایا تھا جس سے کامدانی سیاہ ہوگئی ہے اگر کسی بہن کو ایسی ترکیب معلوم ہو جس سے کامدانی صاف ہو کر اپنی اصلی حالت پر آجائے۔ تو بذریعہ عصمت مطلع کریں۔

ب س بنت سید محمد حسین لاہوری

مارچ کے پرچہ میں ایک بہن صاحبہ نے "بال جھڑتے ہیں" اس کا علاج دریافت فرمایا ہے۔ بہن صاحبہ کو معلوم ہو۔ ذیل کے پتہ سے آپ کی مطلوبہ دوا مل سکتی ہے۔

G. Budr uddin
Ghasletwala Building, Abdur-
Rahman street Bombay

کسی بہن صاحبہ کو موتیوں کا بنانا آتا ہو۔ تو اُسکی صحیح ترکیب سے بذریعہ عصمت آگاہ فرماویں گی۔

بہن صغرا بیگم سہروردیہ کی خدمت میں التماس ہے۔ کلکتہ سے رسالہ جو جاری ہوا تھا وہ جاری ہے کہ بند ہو گیا۔

مس رسالدار سب رجسٹرار میرٹھ سٹی

بجواب بہن صاحبہ ۔ ۱ ۔ میں تحریر ہے کہ اونی کپڑوں سے تیل کے دھبے پٹرول سے باسانی اتر جاتے ہیں اور بغیر کسی نقصان کے کپڑا بالکل صاف ہو جاتا ہے۔

الیف ۔ اے ۔ بنت خان ڈاکٹر محمد خان دکمتسرا

خریدار ۱۱۸۰

عصمت اپریل ۳۱ء میں محترمہ بہن مسز احمد محی الدین صاحبہ حیدرآباد دکن نے حکیم نور محمد صاحب کا پتہ دریافت فرمایا ہے جو یہ ہے شاہی حکیم ڈاکٹر شیخ نور محمد نامی عالم وید معالج خاندان مہاراجہ صاحب جے پور۔ مقام ہمدم صحت لاہور ۔ مو میدوانہ ۔ کوچہ چڑیماراں۔

ایس۔ پی۔ ایم عبدالحق گوالیاری مقام بیٹریا سیپی ماروا(ڑ)

میری ایک ملاقاتی بہن کے منہ پر معمولی جھائیوں کے دو تین داغ تھے کسی کے بتانے پر اس نے منہ پر چونا استعمال کیا جس سے اس کے تمام چہرے پر سیاہ رنگ کے داغ پڑ گئے۔ قریباً ایک ماہ کا عرصہ ہوا ہے۔ بہت سی دیسی دوائیاں و کریمیں استعمال کی ہیں۔ مگر بجائے فائدہ کے داغ گہرے ہوتے جاتے ہیں۔ کوئی بہن یا بھائی مجرب آزمودہ دوا یا کریم سے مطلع کریں۔ بہن صاحبہ بہت سی دوائیاں وغیرہ استعمال کرکے اور فائدہ نہ ہونے سے مایوس ہو گئی ہیں۔ تمام دن روتی رہتی ہیں۔ کسی کے گھر آنا جانا باہر نکلنا بند کر دیا ہے۔ اپنی غلطی پر بہت پچھتاتی ہیں۔

مجیدہ ضیا بیگم خریدار ۴۵۹۱

اپریل کے عصمت میں کسی بہن صاحبہ نے اپنے ماموں صاحب کو ذیابیطس کی شکایت بتلائی ہے اُن کی خدمت میں عرض ہے کہ مریض کو حکیم مولوی سید علی حسین صاحب سے رجوع کریں انشاء اللہ بہت جلد فائدہ ہوگا اس مرض کا حکیم صاحب کے پاس بہت مجرب نسخہ ہے۔ پتہ یہ ہے۔

منیجر دواخانہ حافظ صحت۔ اعظم جاہی روڈ۔ حیدرآباد دکن۔

مجھے ایسے انبار کی ضرورت ہے جو کار چوب یا ریشم سے تکیہ کے غلاف پر نکالا جاسکے مہربانی فرماکر کوئی بہن یا بھائی صاحب بذریعہ عصمت تحریر فرمائیں

۱۔ میں صاحبہ عصمت کی [illegible]

محترمہ بہن منظور زہرہ صاحبہ دامروہہ نے ادنی سلائیوں کے کام کی اچھی کتاب کا دریافت کیا ہے۔ اردو میں "بنگ شاہجہاں" کا نام ہے جو خلد آشیاں ہر ہائینس بیگم صاحبہ بھوپال کا ایما سے مرتب ہوئی ہے دو حصوں پر مشتمل ہے۔ قرولی بک ایجنسی لاہور سے ملتی ہے۔

شرافت بیگم بنت محمد سعید خاں

---

(۱) مجھے کتاب "آہنگ درا" کا پتہ مطلوب ہے کہاں سے اور کس قیمت پر مل سکتی ہے۔

سعیدہ بیگم

میری خالہ زاد بہن بیگم عبد الستار خدا نے چاند سا بیٹا دیا۔ تاریخ ۱۲ بروز جمعہ بچہ کی عمر دراز کرے خوش اقبال ہو۔

بیگم عطاء اللہ خاں رائچور

بیرن بازار

اپریل کے عصمت میں بہن بیگم حشمت علی صاحبہ نے خالص شہد صاف کرنے کی اور اُس کو چھتہ سے نکالنے کی صحیح ترکیب دریافت فرمائی ہے جو میں لکھتی ہوں۔

جہاں شہد کا چھتہ ہو اسکے نیچے اُپلوں کو یا گوبر وغیرہ جلاکر خوب دھواں کر دیا جائے۔ اندھیری رات اسکے لئے زیادہ موزوں ہے۔ دھوئیں سے سب مکھیاں اُڑ جائیں گی۔ پھر فوراً ہی کسی بانس کے چھڑے ایک لگن یا کسی اور بڑے برتن میں چھتہ نیچے گرالیں اور اُسے خوب نچوڑ کر ایک کپڑے میں شہد چھان لیں۔ نہایت عمدہ اور خالص شہد نکلیگا اور موم علیحدہ ہو جائیگی۔

اصغری خاتون بنت سید عاشق حسین۔ راتمانی

محترمہ بہن سرور جہاں مس مرتضیٰ اعظم گڈھ کے بادرشادہ کے لئے شاہ نجم الہدیٰ نیفی مناسب معلوم ہوتا ہے

مس صالحہ خاتون۔ چاند اکی ہمشیرہ زادی کیلئے چند تاریخی نام حسب ذیل منتخب کئے ہیں۔ ان میں جو نسا پسند ہو رکھ لیں

"ماہرہ خاتون" "دلزاد خاتون" "وفا داد خاتون" "سالار خاتون" "لسان خاتون" "رحیم دل خاتون"

آسیہ بائی بنت جان محمد اسمٰعیل سیٹھ [illegible]

زیادہ لکھنے کی وجہ سے ہمارے داہنے ہاتھ کے بیچ کی اُنگلی پر بہت گٹا [illegible] ہو گیا ہے جو دیکھنے میں بدنما معلوم ہوتا ہے کئی سال سے ہے کسی بہن بھائی کو کوئی مجرب نسخہ معلوم ہو تو براہ مہربانی مطلع کریں۔

[illegible]

محصول ڈاک بذمہ خریدار ——— ملنے کا پتہ منیجر عصمت دہلی

دلچسپ اور مفید کتابیں

علمی پہیلیاں

بچوں کیلئے علمی پہیلیاں اور حسابی کھیل تماشے جنہیں کھیل کھیلتے بہت خوش ہوتے ہیں۔ اس کتاب میں اس سے زیادہ عجیب غریب چٹکلے، دلچسپ لطیفے، جو چیتانیں حسابی ہو کے اور علمی کھیل درج ہیں جو بچوں کی عقلی تربیت کا بہترین آلہ ہیں با تصویر قیمت ۸ر

علمی کہانیاں

ایجادات و اختراعات پر با تصویر کہانیاں۔ جنکو پڑھکر ابتداہی میں بچے علمی اور سائنٹفک باتوں سے واقف ہوجاتے ہیں۔ اس موضوع پر اُردو زبان میں پہلی کتاب ہے لائبریری اور انعام کیلئے سرکار سے منظور شدہ اسمیں معلومات کا ایسا ذخیرہ ہے کہ اکثر تعلیمیافتہ بھی اس سے بے خبر نظر آتے ہیں قیمت ۱۲ر

انشائے نسواں

عورتوں اور لڑکیوں کو خط و کتابت سکھانے والی کتاب جسمیں شروع سے آخر تک اخلاقی تعلیم کو مدنظر رکھا ہے۔ صرف ایسے خطوط اسمیں ہیں کہ جن کو پڑھکر خط نویسی کا سلیقہ آئے اور ساتھ ہی ساتھ اخلاقی باتیں لوح دل پر نقش ہوجائیں۔ با تصویر قیمت ۸ر

سیر الطیبات

یا

مشاہیر نسواں

اسلامی اور ملکی مشہور و ممتاز عورتوں کا ایک مستند تذکرہ جسمیں اسلامی اخلاق و عادات کے صدہا نمونے پائے جاتے ہیں جنکو پڑھکر اور سنکر آپ بہت سبق لے سکتی ہیں اور دین و دنیا میں سرخروئی حاصل کر سکتی ہیں قیمت ایک روپیہ

دختران شمشیر

تمام زمانوں اور تمام قوموں کی بہادر اور جانباز اور حوصلہ مند خواتین کے حالات جنہوں نے میدان جنگ میں تلوار کے جوہر اور تخت حکومت پر انتہائی تدبر جرأت اور شجاعت کا ثبوت دیا۔ اپنے زور بازو سے حکومتوں کے تختے اُلٹ کر نئی حکومتیں قائم کیں زبردست لشکروں کا پامردی کے ساتھ مقابلہ کیا۔ قیمت (عمہ)

فطرت نسوانی

بہت مشہور فرانسیسی مصنف پروفیسر ہنری مارٹن کی کتاب کا عربی سے ترجمہ جس میں فلسفیانہ طور پر عورت کی اخلاقی، معاشرتی اور ذہنی تاریخ بیان کی گئی ہے اور مرد و عورت کی فطرت اخلاق کا فلسفیانہ موازنہ کیا گیا ہے۔ یورپ کی تمام زبانوں میں اس کا ترجمہ ہوچکا تھا اب ایک قابل ہندوستانی مصنف نے اُردو کے سانچے میں ڈھال دیا ہے بحجم ۲۰۰ صفحہ

جب چاہو مولنا محمد علی کا دیدار کرلو

اسطرح کہ شہید ملت رئیس الاحرار کی مفصل و مکمل سوانحعمری حیات جوہر کا مطالعہ کرو بچپن سے آخر وقت کے حالات، خطبات و ارشادات مضامین نظم و نثر اور پھر خود نوشت حالات ہیں اور متعدد تصاویر فوٹو بلاک کی ہیں۔ رئیس الاحرار کا نام ہندوستان کی تاریخ آزادی میں قیامت تک زندہ رہیگا۔ انہوں نے اسلام اور وطن کی خاطر جو جو قربانیاں کیں کسی سچے محب وطن کے دل سے کبھی فراموش نہیں ہوسکتیں انہوں نے اپنی پیاری جان تک قوم پر فدا کردی اُنکی زندگی کا ہر واقعہ یاد رکھنے کے قابل ہے۔ رئیس الاحرار کی سوانحعمری

حیات جوہر

بہت آسان زبان میں لکھی گئی ہے عورتیں اور بچے خوب اچھی طرح سمجھ سکتے ہیں قیمت صرف بارہ آنہ ۱۲ر

تقاریر محمد علی

رئیس الاحرار کی وہ معرکۃ الآرا تقریریں جن کا نہ صرف ہندوستان بلکہ یورپ میں بھی ڈنکا بج گیا تھا، جنکے مطالعہ سے خودداری حب وطنی جوش ایمانی حق گوئی، بہادری کے جذبات پیدا ہوتے ہیں۔ قیمت جن سے سینکڑوں کو بولنا آگیا معلومات میں حیرت انگیز اضافہ ہوتا ہے۔ قیمت صرف آٹھ آنے۔ ۸ر

رنگ گورا کرنیکی ترکیب

زنانہ دواخانہ کی شاندار اور قابل فخر خدمات

"حسن پرور" کی ایجاد نے ہندوستان میں وہ غیر معمولی شہرت حاصل کی کہ اب بچہ بچہ اسکے حیرت انگیز اثر سے واقف ہوگیا۔ ہزاروں عورتوں اور مردوں نے استعمال کیا اور ایک معمولی سی چیز میں خدائی قدرت کا تماشا دیکھا۔ رنگ نکھارنے کیلئے ہندوستان والوں نے بہت سی چیزیں ملک کے سامنے پیش کیں مگر یہ کمال شاید کسی ایک ایجاد میں بھی نہ پیدا ہوا۔ جو حسن پرور کی صرف ایک شیشی نے کر دکھایا۔ حسن پرور کی صرف ایک شیشی کا استعمال کالے رنگ کو دیکھتے دیکھتے تبدیل کر دیتا ہے۔ اس وقت تک ہندوستان میں کئی ہزار بہن بھائی اسکے حیرت انگیز اثر سے پورا پورا فائدہ اُٹھا چکے ہیں۔

اگر عصمتی بہنوں میں سے کسی بہن کا رنگ سانولہ ہو تو وہ صرف ایک شیشی منگاکر استعمال کرلے اور ایک ہندوستانی ایجاد کی اور ہماری محنت کی داد دیں۔ چونکہ دواخانہ ہذا کوئی تجارتی دواخانہ نہیں ہے بلکہ محض ہندوستانی بہنوں کی عرصہ دراز سے مخلصانہ خدمت کر رہا ہے اسلئے اسکی ایجاد کردہ دواؤں کی قیمت بھی بہت معمولی رکھی جاتی ہے حسن پرور کی ایک شیشی کی قیمت گیارہ آنہ ۱۱/ محصول ڈاک وغیرہ ۵/

ملنے کا پتہ:۔

مینیجر زنانہ دواخانہ دہلی
پوسٹ جنگ پورہ

سردار دیوان سنگھ صاحب (مفتون) ایڈیٹر ریاست دہلی

اپنے اخبار میں کامل دائی یا لیڈی ڈاکٹر با تصویر پر رائے ظاہر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ہندوستان میں ہر سال عورتوں اور بچوں کی جانیں جاہل دائیوں کے سبب ضائع ہوتی ہیں اسلئے اس کتاب کا ہر گھر میں ہونا اور ہر مرد و عورت کو مطالعہ کرنا ضروری اور بیحد مفید ہے۔ یہ دائی جنائی کا مفصل کام ... بیان کیا گیا ہے۔ عورتوں بچوں کی سب بیماریاں اور انکا علاج ... زبان میں درج ہے۔ اس اڈیشن کی صرف ۴۰۰ جلدیں باقی ہیں ... ہی کارڈ تحریر کرکے منگوالیں قیمت مجلد ۲/ ۔ محصولڈاک و پیکنگ ... ہر گھر میں یہ کتاب ضرور ہونی چاہیئے۔ نوٹ:۔ یہ کتاب عصمت ... ایجنسی دہلی سے بھی مل سکتی ہے۔

مینیجر کارخانہ احسان اینڈ کمپنی بستی کوٹھی ... لودھیانہ پنجاب

خواتین اندلس

اندلس یعنی سپین میں مسلمانوں نے ... سو سال تک جس شان سے حکومت کی ہے تاریخ یورپ ہمیشہ ہمیشہ سنہری الفاظ میں اس کا ذکر کریگی اسی زمانہ میں سرزمین اندلس نے ایسی ایسی باکمال خواتین پیدا کی تھیں جنہوں نے علوم و فنون کے دریا بہا دیے تھے اور جن کی قابلیت مسلمانوں کے لئے باعث ناز تھی عصمت کی مضمون نگار محترمہ مہر النساء ہمشیرہ مسٹر غلام دستگیر بی اے ایجوکیشنل افسر) نے بہت سی کتابوں سے بڑی تلاش و جستجو اور بیحد محنت و جانکاہی سے ان خواتین کے حالات اخذ کرکے نہایت دلچسپ پیرایہ میں لکھے ہیں جنکے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانہ میں طبقہ نسواں کیسی کیسی اعلیٰ پایہ کی شاعرہ ادیبہ معتمد ... لطیفہ گو حاضر جواب خواتین رکھتا تھا طرز بیان بہت دلچسپ ہے تاریخ میں افسانہ کا لطف ہے قیمت ... ملنے کا پتہ:۔ منیجر عصمت دہلی

واحدی صاحب کا منجن

اکسیر دنداں

یہ منجن اس نسخہ سے بنایا گیا ہے جو ملا واحدی صاحب ایڈیٹر نظام المشائخ کو ان کی ایڈیٹری طبیب کے زمانہ میں یعنی ۱۹۱۲ء میں مسیح الملک حکیم اجمل خانصاحب مرحوم نے عنایت فرمایا تھا اس سے دانتوں اور مسوڑوں کی تمام خرابیاں تکلیفیں رفع ہوجاتی ہیں چودہ پندرہ سال سے واحدی صاحب اسے خود بھی استعمال کرتے ہیں اور اپنے شہر کے ہر ضرورتمند کو بھی دیتے ہیں ہر شخص اس کا ثناخواں ہے۔ اور اسے سب سے اچھا منجن تسلیم کرتا ہے۔ سینکڑوں ہلتے ہوئے دانت اس منجن نے جوڑ دئے۔ متعدد آدمی ہیں جنہیں پائریا کی شکایت تھی اور ہر کھانے کیساتھ مسوڑوں کا خون اور مسوڑوں کی پیپ پیٹ میں اترا کرتی جو ان کی صحت کو برباد کر رہی تھی صرف اس منجن کے ملنے سے اُن کے مسوڑے اچھے ہوگئے اور آج وہ خدا کے فضل سے تندرست ہیں جس منجن نے پائریا جیسے موذی مرض کو آرام ہوتا ہو اور جس منجن سے ہلتے ہوئے دانت جڑ جاتے ہوں اسکے دوسرے معمولی فوائد بیان کرنے فضول ہیں یہ خیال کرکے دہلی سے باہر کے لوگوں کے پاس بھی اس منجن کو پہنچایا جائے ہم نے واحدی صاحب سے منجن کا یہ نسخہ مانگ لیا ہے اور لاگت کی لاگت اسے فروخت کر رہے ہیں۔ قیمت فی شیشی ۸/ محصول ڈاک ۴/ دو شیشیوں پر محصول ۵/

ملنے کا پتہ:-

احمد مجتبیٰ منیجر رسالہ نظام المشائخ نمبر ۱۲ کوچہ چیلان دہلی

میاں بیوی کا جھگڑا دور کرنے کا

تعویذ ۵/۱۲

صحت صحت اور صرف صحت ہے

خاوند جب سارے دن کا تھکا ماندہ گھر میں آتا ہے تو وہ اُمید کرتا ہے کہ اسکی بیوی اُسے خوش ملے اسکی شکل اسکا رویہ اسکی مدارات سب ہی کچھ دلکش ہو لیکن جب عورت کی صحت ہی اچھی نہ ہو اسکا چہرہ افسردہ اسکی حرکت سُست اور اسکا مزاج چڑچڑا نہ ہو تو اور کیا ہو ہمارے ملک کی نوے فی صدی بیبیاں کسی نہ کسی اندرونی مرض میں مبتلا ہوتی ہیں اور اسکی وجہ سے وہ اپنی عمر زندہ رہکر نہیں بلکہ تنگ گزارتی ہیں ایک خفیف سا نقص بھی عورت کی شکل اور اُسکے اخلاق کو بگاڑ دیتا ہے۔ پس اگر صحت کی قدر کرنی ہے تو کنارسی اونس استعمال کریں یہ دوا خون صالح پیدا کرتی ہے اگر دُبلا جسم ہو تو توانا اور موٹا ہو تو ٹھوس بناتا ہے قیمت فی شیشی علاوہ محصولڈاک عہ تین شیشی عہ اپنے یہاں کے دوا فروش یا اگر انکے پاس نہ ملے تو براہ راست ہم سے طلب کریں۔

ہماری مندرجہ ذیل اشیاء بھی قابل استعمال ہیں

دلکشا ستون، دانتوں کے ہر قسم کے مرض کیلئے بینظیر منجن ہے قیمت فی شیشی ۸/ دلکشا ہیئر آئیل بہترین تیل ہے قیمت فی بڑی شیشی عہ اور چھوٹی ۱۲/ سرمہ نورانی آنکھ کے ہر مرض کے لئے لاثانی علاج ہے قیمت عہ فی تولہ ملنے کا پتہ:-

منیجر دلکشا پرفیومری کمپنی قادیان پنجاب

مولانا نیاز فتح پوری کی کتابیں

گہوارۂ تمدن

اردو زبان میں اپنے موضوع کی پہلی قابل قدر کتاب جس میں دکھایا گیا ہے کہ دنیا کی تہذیب اور شائستگی عورت کی کس درجہ ممنون احسان ہے اور زندگی کے ہر ہر شعبہ میں عورت نے کیا کیا اصلاح کی ہے۔ اس کتاب کے مطالعہ سے عورتوں کو اپنی قدر معلوم ہو جاتی ہے اور وہ سلیقہ مند۔ بلند حوصلہ۔ محنتی جفاکش بنتی ہیں یہ کتاب کتب خانوں کیلئے سرکاری طور پر منظور ہے۔ بڑی محنت اور جانفشانی سے لکھی گئی ہے۔ قیمت عہ دو روپے کچھ بھی نہیں۔

نگارستان

ملک کے مشہور انشاپرداز مولانا نیاز کے ادبی شاہکاروں کا مجموعہ جس میں دلاویز مضامین بھی ہیں اور پرلطف افسانے بھی اور مولانا کے مخصوص انداز میں۔ اس کتاب نے بقول پبلشر ادب لطیف اور انشاء لائقہ کی دنیا میں ہلچل ڈال دی ہے۔ بچوں کے مطلب کی نہیں ہے۔ بڑی عمر کی عورتیں اور مرد منگائیں۔ دوسری مرتبہ آب و تاب سے شائع ہوئی ہے۔ قیمت صرف دو روپے عہ۔

شہاب کی سرگذشت

اس افسانہ میں چند ایسی خصوصیات موجود ہیں جو اردو کے دوسرے افسانوں میں بہت کم ملیں گی۔ ازدواجی زندگی کی حقیقت کیفیات خوشی اور غم پر محیر العقول کارنامہ کہا جاتا ہے بے حد دلچسپ ہے۔ قیمت صرف ایک روپیہ ۸؍ یہ بھی بچوں کے مطلب کی نہیں ہے بڑی عمر کے مرد و عورت منگائیں۔

تصانیف مولوی محمد ظفر صاحب ایم اے ایل ایل بی

ماں بچہ کی نگہداشت

گھر گھر بچے اور ان کی ماں کی صحت کی خرابی نے کہرام مچا رکھا ہے گویا خانگی مسرت معدوم ہو چکی ہے کتاب کیا ہے ایک عجیب چیز اور بے حد پر اثر تعویذ ہے۔ مائیں خود پڑھیں اور لڑکیوں کو جہیز میں دیں۔ بہت مقبول ہوئی ہے کتاب تیسری دفعہ چھپی ہے اور بہت کچھ جدید اضافہ کیا گیا ہے قیمت عہ

روح القرآن

کلام مجید پر ہمارا ایمان ہے اگر ہم اسے غور سے اور سمجھ کے پڑھیں تو ہم دین و دنیا دونوں میں کامیاب انسان بن جائیں اب تک گویا ساری دنیا کی زبان میں ایسی جامع اور نرالی کلید نہیں لکھی گئی۔ مختلف ملکوں کے اسکالر اسے منگا منگا کر حرز جان بنا رہے ہیں اگر یہ کلید کسی مغربی ملک میں تیار کیجاتی تو قدردانی سے اسکا مؤلف مالا مال ہو جاتا۔ پہلے حصہ میں مضامین کی فہرست۔ موجودہ زمانہ کی ضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے تیار کیگئی ہے جس سے ذرا سی دیر میں آیت مل جاتی ہے۔ دوسرے حصہ میں مشکل الفاظ کے لغت۔ تیسرے میں سورتوں کے عملیات اور سلیس خلاصے اور شان نزول ہر حصہ میں پارہ اور رکوع اور آیت کی باقاعدہ ترتیب قائم رکھی گئی اور بھی بہت سی خوبیاں ہیں یہ کتاب لڑکیوں کو جہیز میں دئے جانے کے قابل ہے چھوٹے بڑے سب اسے ہر وقت پاس رکھیں۔ قیمت عہ دو روپے

روحوں کے کرشمے

مرنے والوں کی روحوں کے حالات معلوم کرنیکا ہر ایک کو شوق ہوتا ہے جن کے دل زخمی ہوتے ہیں وہ بھی اس دلچسپ مضمون کا مطالعہ کرتے ہیں اگر دوسرے خوش قسمت بھی ایسی کتابیں پڑھیں تو ان کی آنکھیں ہی کھلیں گی کہ ہمارے اردگرد روحانی دنیا ہے اور وہ کوئی فنا ہونے والی چیز نہیں ہے۔ اسمیں دلچسپ روحانی واقعات ایسی دلکش عبارت میں

تصانیف ڈاکٹر سعید احمد صاحب

اسلام اور عورت

جس میں انتہائی عرق ریزی اور جانفشانی اور محنت سے مختلف احادیث نقل کر کے یہ بتایا ہے کہ اسلام نے دنیائے انسانی میں کیا درجہ رکھا ہے۔ مرد و عورت کے حقوق کیا کیا ہیں اور کس طرح وہ انسان کی تکمیل میں برابر کا حصہ لیتی ہے اور دوسرے مذاہب میں عورت کا جو درجہ ہے اس سے بھی اسلامی عورت کا مقابلہ کیا گیا ہے نہایت دلچسپ پیرایہ میں لکھی گئی ہے جو دلکش دلاویز کتاب ہے۔ اتنی مفید اور معلومات کی کتاب آپ کو نہیں مل سکتی۔ ہر مسلمان مرد و عورت کی نظر سے یکبارہ گزرنی چاہئے۔ قیمت عہ

پتھر سے ہیرا

یہ سچا تبلیغی قصہ آپ کو بتائیگا کہ اس دنیائے انسانی میں ایک عورت کی سچی ہمدردی اور محبت بھری گفتگو کیا کچھ جادو کر سکتی ہے۔ یہ قصہ آپ کو اس بات کا یقین دلائیگا کہ بچوں کی صحیح تربیت کا طریقہ کیا ہے۔ بہت دلچسپ قصہ ہے۔ قیمت صرف ۱۴؍ چودہ آنے۔

May 1931. Regd. No. L. 1872
Vol. 46.
No. 5.

THE ISMAT DELHI

India's Leading Literary Ladies Magazine

اردو زبان کا سب سے بہتر مولود شریف

آمنہ کا لال

حضرت علامہ راشد الخیری مدظلہ کی تازہ تصنیف

جس کا کئی کئی سال سے تعلیم یافتہ مسلمانوں کو انتظار تھا نہایت آب و تاب کے ساتھ چھپ کر تیار ہے

اب پڑھی لکھی عورتوں کی مجالس میلاد میں یہی کتاب پڑھی جائیگی اور دونوں نئی سلم سہیلیوں کو بڑے فخر سے سنا سکیں گی اور اعلیٰ تعلیم یافتہ مرد بڑے ذوق و شوق سے آمنہ کے لال کا مطالعہ کرینگے کیونکہ اس میں ایک واقعہ بھی ایسا نہیں جو خلاف عقل کہا جاسکے نثر کے ساتھ ساتھ جہاں جہاں نظم ہے وہ بھی اس قدر موثر ہے کہ دل تڑپ اٹھیں کیونکہ تمام اشعار خود علامہ محترم ہی کے ہیں

آمنہ کے لال میں علامہ راشد الخیری کا بہترین لٹریچر ہے

بہت خوبصورت ٹائیٹل۔ دبیز کاغذ۔ عمدہ لکھائی چھپائی قیمت ایک روپیہ

اس کتاب کی مقبولیت کا اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ اکثر خواتین دس دس

دو دو۔ پانچ پانچ اور دس دس جلدیں ایک ساتھ منگاتی ہیں

ملنے کا پتہ منیجر عصمت دہلی

دلی کے کھنڈروں سے ایک صدا

شاہجہان آباد اجڑ چکا۔ مگر اس کے کھنڈر ابتک مٹنے والوں کے کارنامے سنا رہے ہیں اور شہر کے در و دیوار اسوقت بھی اپنے مکانوں کا مرثیہ پڑھ رہے ہیں۔ آج سے ستر سال پہلے دلی کیا تھی۔ بادشاہ کا جلوس قلعہ معلی کی بہاریں۔ شاہی جگنے۔ میلے تماشوں کے رنگ۔ دربار کی کیفیت۔ قطب صاحب کے مقبرے۔ پیر غیب۔ مشاہ برے اور کولڈ کے جشن۔ شہر آبادی کی چہل پہل۔ ہندو مسلمانوں کی معاشرت رمضان عید، سلونو۔ سالگرہ کے تزک و احتشام، شادی بیاہ کی رسوم۔ غرض دور گزشتہ کی بہار اگر دیکھنی ہو تو

مصور غم حضرت علامہ راشد الخیری مدظلہ کی معرکۃ الآرا تصنیف

نوبت پنج روزہ یعنی وداع ظفر

ملاحظہ فرمایئے جس میں آخری تاجدار مغلیہ کی پانچ نوبتیں اس قدر دردانگیز پیرایہ میں لکھی گئی ہیں کہ خون کے آنسو رلا دینگی۔ پانچویں نوبت وہ ہے جب دلی نے بادشاہ کو وداع کیا۔ غدر کے واقعات، مخبروں کا ظلم، مظلوموں کی حالت زار۔ مردوں کی بربادی۔ عورتوں کی تباہی اور بادشاہ کے مصائب۔ ناممکن ہے کہ آپ آنسو بہائے بغیر پڑھ سکیں بادشاہ کی تصویر اور متعدد نادر ملکی تصویریں بھی دی گئی ہیں۔ ہزاروں جلدیں ہاتھوں ہاتھ نکل چکیں، تیسرا اڈیشن بھی ختم ہے۔ قیمت صرف عہ علاوہ محصولڈاک قسم خاص نہایت اعلیٰ درجہ کے چکنے ولایتی کاغذ پر چھپی ہے قیمت عا

ملنے کا پتہ: منیجر عصمت دہلی

مصور غم حضرت علامہ راشد الخیری مدظلہ کی مبسوط تصنیف

حیات صالحہ

یعنے

صالحات جو بیس سال سے ناپید تھی اور کئی کئی گنی قیمت پر بھی کہیں نہ ملتی تھی۔ برسوں کی محنت اور تلاش اور سینکڑوں روپیہ صرف کرنیکے بعد اب پھر چھپ کر تیار ہے۔

صالحات ہی وہ پہلی تصنیف ہے جس نے علامہ راشد الخیری مدظلہ کے کمال انسانہ نگاری کا ہندوستان بھر میں ڈنکا بجا دیا تھا اس میں ایک نیک لڑکی کی زندگی کے وہ تمام واقعات نہایت ہی موثر پیرایہ میں بیان کئے گئے ہیں جو اکثر ہندوستانی گھروں میں پیش آتے ہیں۔ صالحات سے معلوم ہوگا کہ وہی باپ جو اولاد کا عاشق زار ہے کس طرح بچوں کی جان کا دشمن اور خون کا پیاسا ہو جاتا ہے۔ صالحات بتائیگی کہ جاہل سوتیلی ماں کس طرح سوکن کے بچوں کی تباہی پیدا کرتی ہے۔ صالحات سے معلوم ہوگا کہ نیک کوک کی لڑکیاں مصائب کا کیسے کیسے ایثار اور قربانیوں سے مقابلہ کرکے دنیا کو حیرت میں ڈالدیتی ہیں۔ قصہ کے ضمن میں آج سے چالیس سال پہلے کے گھرانوں کی معاشرت۔ رسم و رواج وغیرہ نہایت دلچسپ طریقہ سے بیان کئے گئے ہیں۔ طرز تحریر کا کیا کہنا! زبان وہی قلعہ معلی کی بیگماتی، کرشمے و حملی دل واقعات اس قدر موثر کہ کلیجے کے پار ہوتے ہیں۔ ہندوستانی زبانوں میں مستورات کے مطلب کے اس قدر بلند معاشرتی ناول بہت ہی کم لکھے گئے ہیں۔ ضخامت پورے دو سو صفحے۔ اعلیٰ درجہ کا دبیز کاغذ عمدہ لکھائی چھپائی قیمت صرف ایک روپیہ آٹھ آنہ علاوہ محصول

ملنے کا پتہ منیجر عصمت دہلی

THE ISMAT DELHI.

ESTD 1908.

عصمت



شریف ہندوستانی بیبیوں کے لیئے

پاکیزہ خیالات۔ علمی، ادبی مضامین اور مفید معلومات کا مجموعہ جو

مصورِ غم علامہ راشد الخیری مدظلہ

کی سرپرستی میں ہر انگریزی مہینے میں ایک بار شائع ہوتا ہے

جون ۹۳۱

ایڈیٹر رازق الخیری

چندہ سالانہ قسم اول پانچ روپے

چندہ سالانہ قسم دوم ساڑھے تین روپیہ

SAM/30

تصانیف فخر نسواں ہند محترمہ خاتون اکرم جنت مکانی

محترمہ خاتون اکرم تعلیم یافتہ ہندوستانی خواتین کی محبوب ترین انشاپرداز تھیں جن کی مضمون نگاری کا ہندوستان بھر میں ڈنکا بج چکا ہے جن کے فلسفیانہ خیالات نے جن کے درد و اثر میں ڈوبے ہوئے طرز تحریر نے بڑے بڑے قابل مردوں سے خراج تحسین وصول کیا تھا اور جن کی تحریریں دیکھ کر مشہور مصنفین بھی عش عش کرتے تھے مشہور انگریزی روزانہ کرنیکل کی رائے ہے مرحومہ خاتون اکرم نہایت اعلیٰ درجہ کا ادبی مذاق رکھتی تھیں اور اپنے عمیق و گہرے خیالات و جذبات کو نہایت سادہ مگر پرزور انداز اور مختصر الفاظ میں ادا کرنے کی قدرت رکھتی تھیں۔ علی گڑھ میگزین لکھتا ہے "ان کا طرز بیان پراثر اور دلنشین ہوتا ہے اور وہ نہایت خوبی کے ساتھ اپنے احساسات کو الفاظ کی صورت میں پیش کر سکتی تھیں رسالہ نور جہاں نے لکھا تھا" مرحومہ خاتون اکرم چھوٹی سی عمر میں نہایت دانشمند اور وسیع تجربہ رکھنے والی خاتون تھیں علمی ادبی قابلیت کے ساتھ خدا نے انکو درد کی بے بہا دولت سے مالامال کر رکھا تھا جس کی وجہ سے اپنی پرزور تحریر میں انسانی جذبات کی تفسیر نہایت خوبی سے

جمال ہمنشین

خاتون اکرم کے بے مثل ادبی مضامین کا شاندار مجموعہ فانی زندگی، تغیرات زندگی، نیرنگی زمانہ عبرت گاہ دنیا، موسم بہار، فلسفۂ غم، ساون، عیدہ زندوں کی زندہ ہستی، کسی کی یاد، ہنسی مذاق، خوشی کا دن وغیرہ وغیرہ وہ دلاویز مضامین ہیں جن کی عصمت، تہذیب، شباب اردو وغیرہ میں شائع ہو کر دھوم مچ چکی ہے۔ جمال ہمنشین کے متعلق اخبار ہمدرد لکھتا ہے۔ ان مضامین میں فلسفیانہ بحث کی ہے انڈین ڈیلی میل کی رائے ان مضامین کی اردو صاف و رواں ہے۔ زنانہ رسالہ حرم کی رائے "یہ مضامین بہ لحاظ زبان و خیال نہایت بلند ہیں اور انکی اشاعت اردو زبان پر بڑا احسان ہے۔" انجمن ترقی کا مشہور سہ ماہی اردو لکھتا ہے ان مضامین کی عبارت بہت فصیح و پختہ ہے۔ اخبار وکیل "جمال ہمنشین بلا شبہ نسوانی دنیا کے لئے سبق آموز کتاب ہے۔" اخبار مدینہ کی رائے۔ مضامین نہایت بلند پایہ ہیں حضرت علامہ راشد الخیری نے دیباچہ لکھا ہے۔ تین ایڈیشن ہاتھوں ہاتھ نکل چکے ہیں۔ آرٹ کاغذ پر رنگین چھپی ہے قیمت ایک روپیہ۔

پیکر وفا

ایک دلاویز نتیجہ خیز افسانہ جس میں ثابت کیا گیا ہے کہ وفا عورت کی خلقت میں کوٹ کوٹ کر بھری ہے۔ اور شریف بیوی اپنے شوہر کے لئے ایسی ایسی قربانیاں کر دکھاتی ہے کہ دنیا حیرت میں رہ جائے رسالہ ہمایوں کی رائے ہے۔ یہ ایک کامیاب اور مفید افسانہ ہے جس میں عورتوں کے اس احترام کو واضح کیا گیا ہے جس کی تعلیم اسلام نے ہمیں دی ہے۔ انداز بیان درد انگیز عبارت سادہ شگفتہ۔ اخبار ریاست لکھتا ہے طرز بیان اس قدر صاف اور دلکش ہے کہ تعریف نہیں ہو سکتی۔ اخبار کشمیر لکھتا ہے کہ پیرایہ بیان دل گداز ہے۔ اخبار صداقت کی رائے ہے کہ پلاٹ اور کیرکٹر دونوں کے لحاظ سے اعلیٰ درجہ کا افسانہ ہے۔ یہ بھی آرٹ کاغذ پر چھپا ہے ۸/

گلستان خاتون

یعنی جمال ہمنشین حصہ دوم کے بے مثل افسانوں کا مجموعہ

شہید ظلم آرزوؤں پر قربانی، انقلاب زمانہ۔ تربیت اولاد، طرز زندگی، آج کی نسبت دوسری شادی وغیرہ وغیرہ خاتون اکرم کے وہ سبق آموز موثر اور درد انگیز افسانے جو نسوانی دنیا میں غیر فانی درجہ رکھتے ہیں جنکی وجہ سے زنانہ رسالوں کے خریداروں میں سینکڑوں کا اضافہ ہو گیا تھا۔ کتاب کی صورت میں جمع کئے گئے ہیں۔ اس سے پہلے کسی ہندوستانی خاتون کے ایسے بلند پایہ افسانوں کا مجموعہ اردو میں نہیں چھپا۔ ہندوستانی خواتین گلستان خاتون پر جتنا فخر کریں کم ہے۔ ہر افسانہ ہماری معاشرت کی تصویر ہے کہیں ہنسی آتی ہے کہیں آنسو نکلتے ہیں، پیسہ اخبار لکھتا ہے، "یہ وہ دلچسپ افسانے ہیں جن میں کوئی واقعہ خلاف قیاس نہیں بلکہ عین مشاہدہ اور فطرت کے مطابق ہے انکی دلچسپی خاتمہ کتاب پر خود بخود مائل کرتی ہے" اخبار ریاست کی رائے نہ صرف خواتین بلکہ مردوں کو بھی ان سبق آموز اخلاقی افسانوں کا ضرور مطالعہ کرنا چاہئے۔ اخبار رہنما لکھتا ہے "یہ افسانے نہایت دلچسپ موثر انداز میں لکھے ہیں اور ہر افسانہ اس قدر دلکش ہے کہ بغیر پورا کئے چھوڑنے کو جی نہیں چاہتا۔ یہ افسانے ہمارے موجودہ تمدن و معاشرت کی خرابیوں کی اصلاح کرنیوالے ہیں۔ ذوالقرنین لکھتا ہے ان میں ایک خاص خوبی یہ ہے کہ جس کا کیرکٹر بیان کیا ہے اس میں موقع و حیثیت کے لحاظ سے زبان و لہجہ استعمال کیا گیا ہے ہر افسانہ روزانہ کام آنیوالی مفید و نتیجہ خیز باتوں کا حامل ہے۔ آرٹ کاغذ پر خوبصورت چھپا قیمت عہ

بچھڑی بیٹی

نہایت دلچسپ سبق آموز افسانہ جو کئی زنانہ رسالوں میں شائع ہو کر بے انتہا پسند کیا جا چکا ہے۔ ایک لڑکی ماں باپ سے بچھڑ جاتی ہے اسکی جدائی میں ماں باپ کی جو کیفیت ہوتی ہے صرف کتاب پڑھنے سے تعلق رکھتی ہے برسوں کے بعد وہی لڑکی اس طرح ملتی ہے کہ جنت مکانی کے بے مثل افسانہ نگاری کی داد دینی پڑتی ہے۔ بے حد دلچسپ قصہ ہے۔ یہ بھی آرٹ کاغذ پر چھپا ہے ۶/

یہ سب کتابیں آرٹ کاغذ پر نہایت خوبصورت چھپی ہیں

ملنے کا پتہ: منیجر عصمت کوچہ چیلان دہلی۔

مصورِ غم حضرت علامہ راشد الخیری مدظلہ کی تصنیفات

مصورِ غم حضرت علامہ راشد الخیری مدظلہ کی بے مثل تصانیف نے شہرت دوام اور قبولیت عام کی جو سند ملک کے اعلیٰ تعلیم یافتہ اور مذاق سلیم رکھنے والے طبقہ سے حاصل کی ہے۔ اردو زبان میں اس کی نظیر نہیں نکل سکتی۔ اور یہ دعویٰ ہے کہ دورِ حاضرہ کے کسی اردو مصنف کی کتابیں اس کثرت سے نہیں نکلتیں۔ جتنی علامہ محترم کی۔ شام زندگی۔ شب زندگی جیسی ضخیم کتابیں آٹھ آٹھ دس دس سال میں پندرہ پندرہ دفعہ ہاتھوں ہاتھ نکل چکی ہیں اور کسی ایک کتاب کا نہیں۔ قریب قریب سب ہی کتابوں کا یہ حال ہے خاک پاک دہلی میں کوثر کی دھلی ہوئی قلعہ معلی کی ٹکسالی زبان جاننے اور لکھنے والا اب سوائے آپ کے کوئی نہیں رہا۔ جب کبھی آپ قلم اٹھاتے ہیں تو سدا بہار پھولوں کا مینہ برسا دیتے ہیں۔ وہ پھول جن کی عطر بیزی مشام جاں کو معطر کرتی ہے۔ یوں تو اردو لٹریچر کی ہر صنف میں آپ کی تحریریں سلک مروارید اور جواہر پارے کہلانے کے مستحق ہیں جن کی آب و تاب ہمیشہ اسے منہ رکھے گی لیکن مولانا کا امتیاز خصوصی ٹریجڈی ہے اور جیسی داستانِ غم مولانا لکھتے ہیں۔ ہماری زبان میں تو کیا ہندوستان کی بلکہ ایشیا کی کسی زبان میں اس کی نظیر نہیں نکل سکتی۔ حقیقت یہ ہے کہ ٹریجڈی کے مولانا بادشاہ ہی نہیں شہنشاہ ہیں جنہوں نے شیکسپیر جیسے مصنفوں کو بھلا دیا۔ اُن کی تحریر کا ایک ایک لفظ درد و اثر اور سوز و گداز میں ڈوبا ہوا ہوتا ہے۔ ناممکن ہے کہ سنگ دل سے سنگ دل انسان پڑھے اور متاثر نہ ہو، چھوٹے چھوٹے فقرے، سیدھے، خوشگوار بندشیں، غمگینی، بے قراری، اور تڑپ لئے ہوئے ہوتے ہیں جو دل میں تیر و نشتر کی طرح اتر جاتے ہیں۔ ذیل میں علامہ محترم کی تمام تصنیفات کا اقتباس دیا جاتا ہے۔ مگر ان اشتہاروں میں مبالغہ سے کام نہیں لیا گیا۔ کیونکہ علامہ محترم کی تصنیفات ہماری تعریف سے بہت بالاتر ہیں۔

اصلاحی و معاشرتی کتابیں

صبح زندگی، شام زندگی، شب زندگی

اردو زبان میں کوئی کتاب ان کتابوں سے زیادہ گذشتہ دس سال میں مقبول نہیں ہوئی اب تک بستر ہزار سے زیادہ فروخت ہو چکی ہیں اور آج بھی مانگ کا وہی حال ہے جو شروع میں تھا یہی وہ کتابیں ہیں جنہوں نے ہزاروں خاندانوں کو تباہی اور بربادی سے بچا دیا۔ اور ہزاروں بگڑے ہوئے گھرانے سنوار دئے ۔

(۱) **صبح زندگی** لڑکیوں کی تربیت پر اسقدر موثر پیرایہ میں اس سے بہتر کتاب آج تک شائع نہیں ہوئی اس میں نسیمہ بیگم کی پیدائش سے شادی تک کے تمام واقعات ہیں پندرہ دفعہ چھپ چکی ہے۔ قیمت ۱۲؍

(۲) **شام زندگی** نسیمہ بیگم کی شادی سے موت تک کے تمام واقعات بیوی اور شوہر دونوں کے لئے بے مثل چیز ہے یہی وہ کتاب ہے جس نے مصنف کو قوم سے مصورِ غم کا خطاب دلایا حال میں پندرہویں دفعہ چھپی ہے۔ قیمت عہ؍

(۳) **شب زندگی** یہ علامہ محترم کا ماسٹر پیس یعنی سب سے بہتر کتاب کہی جاتی ہے۔ اس میں نسیمہ کی موت کے بعد کا بیان ہے۔ اس سے معلوم ہوگا کہ نسیمہ بیگم نے دنیا میں وہ کون سے کام کئے تھے کہ عورتیں اُن کا استقبال کرتی ہیں عالم ارواح کی سیر اسقدر دلچسپ ہے کہ بار بار پڑھیئے اور معلوم کیجئے کہ وہ کونسی دو عورتیں ہوں گی جن میں ایک دوزخ میں بھی ہنس رہی ہے اور دوسری جنت میں بھی مقید ہے۔ نسیمہ جیسی ہیرا اس کی بہو نسیم دلہن ایسی تیز مکلتی ہے کہ الامان والحفیظ۔ اس کے ہاتھوں بچوں کی مٹی پلید اور گھر کی تباہی، بچوں کو زہر دینا اور اپنے اعمال کی سزا بھگتنا اور اس کے ساتھ نسترن کی سلیقہ شعاری اور انسانیت یہ ایسے ایسے باب ہیں کہ ایک ایک سطر دل کے پار ہوتی ہے اور بے ساختہ آنسو نکل پڑتے ہیں۔ حال میں اس کا گیارہواں اڈیشن چھپا ہے۔ کاغذ لکھائی چھپائی نفیس قیمت عہ؍

(۴) **شب زندگی حصہ دوم** نسیم دلہن کس طرح ایک خدا ترس اور نیک بی بی بن جاتی ہے اور اس کے بچھڑے ہوئے لال کس طرح آ ملتے ہیں کتاب کی ہیروئن فاطمہ ساس اور شوہر کے تمام مظالم سہتی اور ایسی ایسی قربانیاں کرتی ہے کہ آپ دنگ رہ جائیں گے۔ اتنا دلکش پلاٹ ہے کہ کم سے کم اردو کی کسی کتاب میں تو ملنا ناممکن ہے یہی وہ بے مثل کتاب ہے جو علامہ محترم نے اپنی بہو خاتون اکرم کو رونمائی میں دی تھی۔ کاغذ لکھائی چھپائی عمدہ قیمت عہ؍ اس کے بھی کئی کئی اڈیشن چھپ چکے ہیں۔ شب زندگی کی مکمل قیمت ۲؍

نوحہ زندگی بیوہ کے نکاح ثانی پر مصورِ غم مصنف کی معرکۃ الآرا تصنیف۔ یہاں آپ کو ایک ایسا قبرستان ملیگا جس میں عصمت کی لاج رکھنے والی اور غیرت پر قربان ہونے والی اپنے دو معصوم بچوں کو دائیں بائیں لئے گہری نیند سو رہی ہے۔ نوحہ زندگی بتائے گی کہ سنگدل ماں اور جفا شعار باپ کی بدولت ایک لڑکی نکاح ثانی کے جرم میں قید کی مصیبتیں بھگت رہی ہے۔ نوحہ زندگی کا ہر فقرہ درد و اثر سے لبریز ہے چھ دفعہ شائع ہو چکی ہے۔ قیمت ۱۲؍

صالحات یا حیات صالحہ (اس بے مثل تصنیف کا مشتہر اشتہار ٹائٹل کے آخری صفحہ پر دیکھئے۔ قیمت ۔ ۱۲؍

منازل السائرہ صالحات کی طرح منازل السائرہ بھی وہ کتاب ہے جس پر آج سے پچیس سال پہلے کے اخبارات نے بڑے شاندار ریویو کئے تھے اس میں ایک لڑکی کی پیدائش سے موت کے تمام واقعات اسقدر دلچسپ پیرایہ میں لکھے گئے ہیں کہ بار بار پڑھنے کو جی چاہتا ہے۔ یہ وہی کتاب ہے جو یونیورسٹیوں کی بڑی جماعتوں کے کورس میں داخل ہے۔ قیمت حصہ اول ۱۲ر قیمت حصہ دوم ۱۲ر دونوں حصوں کی قیمت دو روپے ۲ر چھ دفعہ شائع ہو چکی ہے۔

جوہر قدامت دو بہنوں کی پر لطف کہانی۔ دو لڑکیوں کی مفصل زندگی، دو عورتوں کی جگر خراش داستان جن میں ایک دور قدیم کی درخشندہ تصویر اور دوسری طرز جدید کی دلدادہ ہے عالمہ نسواں آج سے پچاس سال پہلے کیا جوہر رکھتا تھا۔ مسلمان گھرانوں میں اسوقت کیسے کیسے لعل گودڑوں میں چمکتے ہیں اور مغربی روش کدھر انہیں لے جا رہی ہے۔ اس کتاب سے معلوم ہوگا۔ قیمت ۸ر

(ب) اصلاحی معاشرتی افسانے

تمغہ شیطانی حضرت علامہ راشد الخیری نے اسلام کو جن سائنٹفک اصولوں پر سمجھایا ہے اردو لٹریچر میں اسکی نظیر نہیں نکل سکتی۔ جن مسلمانوں نے علامہ محترم کی تصانیف سمجھ کر پڑھیں صحیح اسلام اُن کے ذہن نشین ہو گیا اور ہزاروں گھر تباہی سے بچ گئے۔ تمغہ شیطانی میں اُمت شیطانی کے کیریکٹر دکھائے گئے ہیں۔ ان لوگوں کے جو نیک انسان سمجھے جاتے تھے۔ مگر ان کے ایک فعل سے جو بظاہر بہت معمولی بات تھا۔ حلقہ شیطانی پر داخل ہوئے جہاں ناک والی بہری، ملاجی کے حالات پڑھ کر ہنستے ہنستے پیٹ میں بل پڑ جاتے ہیں وہاں شمس پیرجی، شیرازی کے واقعات آنکھوں سے آنسو گرا دیتے ہیں۔ بے حد مؤثر اور بہت مفید کتاب ہے یہ وہی سبق آموز اور عبرت انگیز افسانہ ہے جس کی رسالہ عصمت میں شائع ہو کر دھوم مچ چکی ہے۔ قیمت صرف ۱۲ر

سات روحوں کے اعمالنامے جسے تمغہ شیطانی کا جوڑ کہا جاتا ہے دنیا کی سات عجیب غریب روحیں ایک شیطان کی مغفرت کے لئے پیش کی جاتی ہیں۔ آخری روح کے کارنامے اسقدر دردانگیز ہیں کہ ہچکی بندھ جائے آزاد ری لڑکیاں نہ منگائیں، چھ دفعہ چھپی ہے۔ قیمت ۸ر

ستونتی نہایت دلچسپ سبق آموز قصہ جس میں ثابت کیا گیا ہے کہ مرد کے لئے بیوی سے بڑھ کر کوئی نعمت نہیں ہو سکتی اور شریف عورت شوہر کے لئے سب کچھ قربان کر کے اور وفاداری ایثار کے جوہر دکھا کے دنیا کو محو حیرت کر دیتی ہے۔ اس کتاب کی مقبولیت کا اندازہ اس سے کر لیجئے کہ دو سال میں چار دفعہ چھپ چکی ہے۔ قیمت ۸ر

تفسیر عصمت یہ وہی دلآویز افسانہ ہے جسنے رسالہ عصمت کے مشہور جوبلی نمبر میں چار چاند لگا دئے تھے جو بلا کیریکٹر اسقدر پر لطف ہے کہ ہنستے ہنستے پیٹ میں بل پڑ جاتے ہیں اور واقعات اسقدر دردانگیز کہ بیساختہ آنسو نکل آتے ہیں۔ خلیق احمد تما پر اس سے بہتر افسانہ آجتک اردو زبان میں شائع نہیں ہوا ہر مسلمان مرد اور ہر مسلمان عورت کی نظر سے گذرنا چاہئے۔ قیمت ۴ر

انگوٹھی کا راز (جدید) جدید اڈیشن حضرت مصنف نے نظر ثانی اور بہت کچھ اضافہ کر کے شائع کیا گیا ہے یہ ۳ مختلف الخیال لڑکیوں کا سبق آموز افسانہ ہے رابعہ کا عبرت انگیز انجام۔ اسلامی کی جگر خراش داستان اور صغری کی مشکلات، انگوٹھی کا راز اس خوبی سے حل کرتا ہے کہ پڑھنے والے محو حیرت ہو جائیں۔ قیمت ۸ر

ولایتی ننھی باتصویر نانی عشو کی جوڑ کا نہایت پر لطف افسانہ ہے جس کے ہر ہر فقرہ پر ہنستے ہنستے پیٹ میں بل پڑ جاتے ہیں۔ بی ننھی نے بڑھاپے میں وہ سوانگ بھرے ہیں کہ بس پڑھنے ہی سے تعلق رکھتے ہیں۔ رسالہ عصمت میں اس کی تین ہی قسطیں چھپی تھیں کہ چاروں طرف سے کتابی صورت میں شائع کرنے کا اصرار ہونے لگا۔ ہاف ٹون بلاک کی تصویر بھی ہے۔ قیمت ۸ر

منازل ترقی اس عبرت انگیز فسانہ میں دکھایا گیا ہے کہ انسان ترقی کی دھن، لیڈری کے شوق اور دولت کے نشہ میں اخلاق انسانیت اور مذہب کو تج کر غریب رشتہ داروں پر کیسے کیسے ظلم ڈھاتا ہے۔ دلی اور نشیرن دونوں میاں بیوی کے کیریکٹر نہایت دلچسپ ہیں، قیمت ۴ر

بچہ کا کرتہ ایک عاشق زار بدنصیب ماں اپنے جوان بچہ کی بدولت وہ وہ مصیبتیں اٹھاتی ہے کہ کلیجہ منہ کو آتا ہے دنیا اس کی محبت اور ایثار کا وہ عبرت انگیز جواب دیتی ہے کہ آنکھ سے آنسو نکل پڑتے ہیں۔ بہت مؤثر افسانہ ہے اور کئی بار چھپ چکا ہے۔ قیمت ۴ر

وڈیا کی سرگذشت گمراہ وہ ہوئی تو وہاں بھی نہ تھا فیشن کی اور جدت کی دلدادہ ایک انگریز خاتون کی کہانی اسی کی زبانی۔ مغربی معاشرت کا ایک نہایت کامیاب مرقع یورپین میاں بیوی کے تعلقات کا ہو بہو فوٹو۔ قیمت ۴ر

بنت الوقت ہماری مستورات کی تعلیم و تربیت کا بے مثل مرقع۔ وقت کا اندھا دھند ساتھ دینے والی ایک ناعاقبت اندیش لڑکی کا عبرت انگیز انجام۔ چھ دفعہ چھپ چکی ہے قیمت ۸ر

سراب مغرب۔ غیر مسلم مدارس میں لڑکیوں کا تعلیم پانا

کہاں تک جائز ہے! اس بحث پر مشہور کتاب۔ تقلید مغربی کے دردناک نتائج پلیٹیز کا حشر ماں باپ کی ناعاقبت اندیشی اور لڑکی کی تباہی۔ یہ بھی چھ دفعہ چھپ چکی ہے۔ قیمت ۸/ (کنواری بچیاں نہ منگائیں)

فسانہ سعید بیوہ کا نکاح ثانی اسلام کا حکم ہے مگر جس قابلیت سے حضرت مصور غم نے سعید کا نکاح بے سود ثابت کیا ہے وہ حق رکھتا ہے کہ مسلمان اس کتاب کو پڑھے سعید کی جگرخراش داستان دل ہلادیگی۔ سوتیلے رشتوں پر مؤثر کتاب ہے قیمت صرف ۸/

(۱۴) **موؤدہ** ہندوستان کے کئی صوبوں میں رواج کو غالب کر کے ترکہ پدری سے لڑکیوں کو محروم کر رکھا ہے اس موضوع پر نہایت مؤثر کتاب ہے پڑھکر آنکھیں ڈبڈبا آتی ہیں۔ چوتھی بار چھپی ہے قیمت ۸/

ج۔ مختصر افسانوں کے مجموعے

علامہ محترم کے مختصر افسانوں کا تیس سال سے ہندوستان بھر میں ڈنکا بج رہا ہے علامہ راشد الخیری ہی وہ پہلے بزرگ ہیں جنہوں نے اُردو زبان میں مختصر افسانہ نویسی کو معراج کمال پر پہنچایا۔ جذبات نسوانی کی درد و اثر میں ڈوبی ہوئی صحیح ترجمانی جس جادو نگاری سے مصور غم مصنف نے کی ہے زبان اُردو ہمیشہ اس پر ناز کریگی ناممکن ہے کہ سنگدل سے سنگدل انسان بھی ان افسانوں کو پڑھ کر آنسو بہائے بغیر رہ سکے تیستاد لٹریچر ہے وہ معرکۃ الآرا افسانے جو لٹریچر میں غیر فانی درجہ رکھتے ہیں اب مختلف مجموعوں کی صورت میں شائع کئے جارہے ہیں چنانچہ مندرجہ ذیل مجموعے اسوقت تیار ہیں۔

جوہر عصمت ۱۳ سبق آموز افسانے (۱) مظلوم بیوی کا پاک جذبہ۔ عرفان ایک شریف و معزز خاندان کا شخص بری صحبتوں کی وجہ سے لاکھ کا گھر خاک کر کے جیل خانہ پہنچنے والا ہوتا ہے کہ مظلوم بیوی کی کوششوں سے اس طرح رہائی حاصل کرلیتا ہے کہ پڑھنے والے دنگ رہ جاتے ہیں (۲) بجنور کی دلہن۔ بلوچی قوم کے مرد و عورت کے عمیق کیریکٹر، ازدواج ثانی پر نہایت مؤثر بحث محبت کا جواب اور انتقام بے انتہا دلآویز افسانہ (۳) اگلی محبتیں ہزاروں برس پہلے کے تمدن کا ایک دلچسپ مرقع شجاعت جاں نثاری، دوستی وفاداری اور سچی محبت کے حیرت انگیز مناظر۔ (۴) فسانہ تنویر۔ ملکہ تنویر کی درد و غم بھری کہانی (۵) بیگناہ کا قتل، محبت کی چوکھٹ پر کسان لڑکی کی قربانی (۶) بھاوج کا کینہ۔ دولت و عصمت کا مقابلہ (۷) مامون الرشید کا دربار اور ایک سچی عورت (۸) عدل جہانگیری۔ شہنشاہ جہانگیر کا انصاف (۹) بلبل کی شہادت (۱۰) ملکہ شہرزاد۔ شہزادی کا عصمت کی کسوٹی پر پورا اتر نا (۱۱) برقع کی مستحق۔ خدائی لاٹھی بے آواز ہے (۱۲) غلط فہمی (۱۳) خاتمہ بالخیر۔ قیمت عہ/

سیلاب اشک باتصویر۔ ۷ دردانگیز افسانے (۱) پرستار محبت

عورت کا دل وفاو محبت کے خزائن سے مالا مال ہے یہ سبق آموز افسانہ جو کٹر سے کٹر انسان کی آنکھیں نمناک کردے گی اسکا ثبوت ہے اور بے انتہا مقبول ہوا ہے۔ (۲) بلوچن کے تین رنگ ایک خوددار لڑکی کی وفاداری اور انتقام اور احسان کے جوہر دکھاکر محو حیرت کردیتی ہے۔ (۳) طلاق کا سفید بال۔ میاں بیوی کے تعلقات کیا چیز ہیں خودداری اور ایثار کسے کہتے ہیں۔ ضمیر و ایمان کیا کام کرتا ہے اس فلسفیانہ نہایت دردانگیز افسانہ سے معلوم ہوگا جس نے کتنے ہی گھر تباہی سے بچا ڈالے۔ (۴) حج اکبر جس سے معلوم ہوگا کہ ماں کا دل کس قسم کی محبت سے لبریز ہوتا ہے اور سچی خوشی کسے کہتے ہیں۔ (۵) عدل گلبدن۔ شہنشاہ بابر کی لخت جگر شہزادی گلبدن بیگم کی شجاعت عدل و کرم احسان و عفو کے حیرت انگیز کارنامے (۶) بے قصور بچی۔ بے انتہا مؤثر افسانہ (۷) ثریا کا تخیل۔ ہر افسانہ کے ساتھ زرکثیر صرف کر کے فوٹو بلاک کی تصاویر لگائی گئی ہیں۔ جو مشہور مسٹر سمیع نے تیار کی ہیں۔ قیمت عہ/

طوفان اشک یعنی رواج کی چوکھٹ پر مظلوم عورتوں کی قربانیاں۔

۱۲ دل ہلادینے والی کہانیاں

رواج کی بھینٹ	محروم وراثت	اس ہاتھ دے	بیٹے کیا دیکھا
کلنک کا ٹیکہ	سوتیلی ماں کا آخری وقت	تفسیر عبادت	شہید معاشرت
بیوی کی کھنک	توصیف کا خواب	نئی دولہن	طوفان اشک

قیمت صرف ایک روپیہ عہ/

شہید مغرب طرابلس اور مراکش میں مسلمان اور عیسائیوں کے مقابلے۔ اسلام اور نصرانیت کے معرکے، مسلمان عورتوں کی ناموس اسلام پر قربانیاں۔ مسلمانوں کی ترقی کا راز اور تنزل کے اسباب۔ شدھی اور تبلیغ کا اثر۔

۱۰ دردانگیز افسانے

دو آسمانی مسافر	شہید مغرب	شہید طرابلس	طرابلس سے صدا
عرب سیدانی	سیاہ داغ	افراط تفریط	صدائے دلگداز
	کالی تتیاں	سیمونہ	

اگر آپ کو سیاست سے شوق ہے تو شہید مغرب دیکھئے اگر جوش ایمان آپ کے دل میں ہے اور اسلامی خون رگوں میں دوڑ رہا ہے تو شہید مغرب کا مطالعہ کیجئے۔ کنواری لڑکیاں نہ منگائیں۔ قیمت عہ/

نسوانی زندگی یوں تو حضرت علامہ راشد الخیری قبلہ نے اپنی ہر تصنیف میں عورت کی مختلف حیثیتیں دکھائی ہیں مگر اس کتاب میں خصوصیت کے ساتھ ماں، بیوی، بیٹی، بہن، ہر حیثیت علیحدہ علیحدہ دکھائی ہے اور ثابت کیا ہے کہ ہر حیثیت میں عورت ایسا ایسا ایثار اور قربانیاں کر دکھاتی ہے کہ محو حیرت میں رہ جائیے۔ نسوانی زندگی کا ہر افسانہ بے انتہا دلچسپ ہونے کے ساتھ سبق آموز اور درد و اثر سے لبریز ہے۔ اور ہر عورت کو پڑھنا چاہئیے قیمت ۸/ آٹھ آنے

نانی عشو آپ کتنے ہی سنجیدہ کیوں نہ ہوں ناممکن ہے نانی عشو پڑھتے یا سنتے وقت آپ کے پیٹ میں مارے ہنسی کے بل نہ پڑ جائیں علامہ محترم نے ہنسی کے مضامین بھی لکھے تو وہ جادو کیا کہ تمام ہندوستان میں اُن کا ڈنکا بج گیا نانی عشو اور دوسرے ایسے ہی ظرافت آمیز مگر نتیجہ خیز افسانے جو غیر معمولی مقبولیت حاصل کر چکے ہیں، اب انہیں کتابی صورت میں شائع کیا گیا ہے، عرب اور گلشن۔ رفاعی۔ سجدہ ندامت پڑھ کر ایک موقعہ پر آپ کی آنکھوں سے آنسو نکلنے لگیں گے تو دوسرے موقعہ پر ہنسی ضبط نہ ہو سکے گی ڈیڑھ سال میں چار دفعہ چھپ چکی ہے۔ ۱۰ر

ولایتی ممی، نانی عشو کے جوڑ کا افسانہ ہے۔ قیمت ۸ر اسکا اشتہار مختصر افسانوں میں دیکھیے۔

روداد قفس حضرت علامہ محترم کی درد و اثر میں ڈوبی ہوئی نظموں کا مجموعہ۔ مظلوم حسینہ روضہ اقدس پر۔ اسلم کا خط شوہر کے نام، ماں کا پیام۔ مسز خاب کا دم واپسیں۔ التجائے قیصر، جنتوں کی فریاد، بچپن کی یاد، عید کا کرتہ، سہیلی کا خط وغیرہ وغیرہ، وہ نظمیں ہیں جن کا ہر شعر کلیجے کے پار ہوتا ہے یہ معمولی نظمیں نہیں بے کس و مظلوم عورتوں۔ کے جگر خراش نالے ہیں مسلمانوں کے گھروں کے عبرت انگیز معاشرتی مناظر ہیں۔ علامہ محترم کو جذبات نگاری میں جو کمال حاصل ہے وہ پورے طور پر ان نظموں میں نمایاں ہے یہی وہ نظمیں ہیں جنہیں پڑھ کر دل دردمند تڑپ اٹھیں گے! پانچویں مرتبہ چھپی ہے۔ قیمت ۱۲ر

گرفتار قفس حضرت علامہ راشد الخیری قبلہ کی دردانگیز نظموں کے مشہور مجموعے۔ روداد قفس کا دوسرا حصہ یہ نظمیں اسقدر درد و اثر میں ڈوبی ہوئی ہیں کہ سنگ دل سے سنگ دل انسان کی آنکھ سے بھی آنسو نکل پڑیں۔ تربیت گاہ کے جشن معراج میں سرور کائنات کی شان میں جو نظم پڑھی گئی تھی وہ بھی اس میں ہے۔ آخر میں تاریخ اسلام کی دلچسپ پہیلیاں ہیں۔ یہ وہ نظمیں ہیں جنہیں دل دردمند پڑھ کر تڑپ اٹھیں گے اس کی قیمت صرف ۴ر ہے علاوہ محصولڈاک

گلدستہ عید عید کی دعا۔ عید کی خوشی، ام جعفر کی عید ترکن ماما کی عید، پچاس سال پہلے کی عید، کنواری بچی کی عید، ایسے ایسے ۱۴ سبق آموز افسانے اور مضامین صرف عید کے متعلق ہیں۔ سچی خوشی کس طرح میسر ہوتی ہے رمضان شریف میں کیا کرنا چاہیئے۔ عید کس طرح منانی چاہیئے اسکا جواب گلدستہ عید سے ملیگا۔ جو بہترین علمی عیدی ہے اور ہر وقت پڑھنے کی چیز ہے قیمت ۸ر

(ک) تاریخ و سیر۔ ادب و انشاء

آمنہ کالال زبان اُردو کا بے نظیر مولود شریف مفصل اشتہار جنوری کے آخری صفحہ پر دیکھیے۔ قیمت ۱۲ر

اُمت کی مائیں رسول اکرم صلعم کی بیویوں کے حالات زندگی۔ کثرت ازدواج پر اسقدر معقول بحث کہ غیر مسلم بھی تسلیم کیے بغیر نہ رہیں یہ کتاب مسلمان عورتوں کو دین و دنیا کی کامیابی کا رستہ بتاتی ہے۔ قیمت ۱۲ر

الزہرا اُردو زبان میں جگر گوشہ رسول سیدۃ النساء حضرت بی فاطمہؓ کی بہترین سوانح عمری جو بتاتی ہے کہ میاں بیوی کو کس طرح رہنا چاہیئے۔ بچوں کی پرورش کس طرح کرنی چاہیئے۔ دنیا کے ساتھ دین کس طرح میسر آتا ہے۔ واقعات اسقدر درد انگیز کہ ہچکی بندھ جائے۔ آخر میں واقعہ کربلا کا بیان اور مصور غم کا قلم آٹھ دفعہ چھپ چکی ہے۔ قیمت ۱۲ر

نوبت پنجروزہ یا وداع ظفر بہادر شاہ بادشاہ کے پانچ جشن، مفصل اشتہار نمبر کے آخری صفحہ پر دیکھیے۔ قیمت ۱۲ر

قلب حزیں چھوٹے چھوٹے نہایت لطیف ادبی مضامین کا دلآویز مجموعہ۔ جذبات نسوانی کی دردانگیز ترجمانی۔ ان مضامین میں علامہ محترم نے شاعری کی ہے اور نظم نما نثر کی یہ کتاب بہترین نمونہ ہے جو اُردو میں ممکن ہو سکتی ہے طرز تحریر اتنا پیارا کہ بار بار پڑھیے پھر بھی جی نہ بھرے ایک ایک فقرہ حفظ کرنے کو جی چاہتا ہے۔ قیمت صرف ۸ر

وداع خاتون جنت مکانی محترمہ خاتون اکرم اگر ایک طرف تمام ملک کی مایہ ناز انشاء پرداز تھیں جن کی ادبی قابلیت پر بڑے بڑے مرد رشک کرتے تھے تو دوسری طرف بحیثیت عورت کے اسقدر اعلیٰ کیرکٹر کی بی بی تھیں کہ اُن کے اعزا آج بھی ان کی یاد میں خون کے آنسو گرا رہے ہیں۔ مرحومہ کے خسر حضرت علامہ راشد الخیری مدظلہ نے مرحومہ کے انتقال پر جو قیامت انگیز مضامین تحریر فرمائے تھے وداع خاتون کے نام سے شائع ہوئے ہیں جو بتاتے ہیں کہ بہو کیسے کہتے ہیں اور لڑکی شادی کے بعد کس طرح سسرال والوں کے دل فتح کر سکتی ہے۔ وداع خاتون کا ایک ایک فقرہ درد و اثر میں ڈوبا ہوا ہے، ناممکن ہے کہ اسے پڑھ کر آنسوؤں کی جھڑیاں نہ شروع ہو جائیں۔ سو کتابوں کے پڑھنے کا وہ اثر دل پر نہیں ہو سکتا جو صرف اس کتاب کے پڑھنے سے۔ کیونکہ یہ آپ بیتی ہے۔ قیمت صرف ۶ر

امین کا دم واپسین شہنشاہ ہارون الرشید اور ملکہ زبیدہ خاتون کے لخت جگر شہزادہ امین الرشید کا دردناک قتل، اسلامی تاریخ کا یوں ہی ایک دردانگیز واقعہ ہے اس پر مصور غم کے قلم نے قیامت توڑ دی ہے۔ قصہ کے دلکش پیرایہ میں یہ عبرت انگیز واقعات لکھے گئے ہیں ناممکن ہے کہ دل پر ان کا اثر نہ ہو۔ قیمت ۶ر

سودائے نقد ایک نہایت دلآویز افسانہ۔ کنواری لڑکیاں نہ منگائیں قیمت چھ آنے ۶ر

اسلامی تاریخ ناول کی طرز پر

اب تک حضرت علامہ محترم کی ان بے مثل تصانیف کا اشتہار تھا جو عورتوں اور مردوں دونوں کے لئے یکساں مفید ہیں اور سوائے تین چار کتابوں رجن کے اشتہار کے ساتھ نوٹ دیدیا گیا ہے، تمام کتابیں کنواری لڑکیوں کو بھی آنکھ بند کر کے دی جاسکتی ہیں کیونکہ سب اصلاحی تصانیف ہیں اور ان میں مسلمان گھرانوں کی معاشرت دکھائی گئی ہے۔ اور عورت کو پیدائش سے موت تک جو جو واقعات پیش آتے ہیں ان کو بیان کیا گیا اور ان پر بحث کی گئی ہے اور یہ سب مندرجہ بالا کتابیں عورتوں ہی کی ترقی و اصلاح کی غرض سے لکھی گئی ہیں۔

اب ان کتابوں کا اشتہار دیا جاتا ہے جو مردوں کے لئے لکھی گئی ہیں جنہیں کنواری لڑکیاں نہ منگائیں۔ البتہ بڑی عمر کی شادی شدہ عورتیں پڑھ سکتی ہیں۔ یہ اسلامی تاریخ کے افسانے ہیں اور ناول کی طرز پر لکھے گئے ہیں۔ ان کتابوں میں ہلال و صلیب کی لڑائیاں، اسلام اور عیسائیت کے معرکے۔ مسلمانوں کی سرفروشانہ قربانیاں، ان کا جوش ایمانی شجاعت اور ایثار کے دل ہلا دینے والے مناظر دکھائے گئے ہیں ساتھ ہی ساتھ محبت کے دلآویز فسانے ہیں

محبوبۂ خداوند

اگرچہ بظاہر محبوبہ خداوند ایک تاریخی رنگ کا دلچسپ و پرسوز فسانہ ہے۔ لیکن درحقیقت یہ افسانہ اسلامی جوش ایمانی، محبت، مسلمانی اخلاق اور سلف صالحین کی اتباع کی رغبت پیدا کرنے کا بہترین ذریعہ اور عیسائی راہبوں اور الوہیت کے مدعیوں کی مخفی شرمناک کارروائیوں کا آئینہ ہے۔ محبوبہ خداوند کو پڑھ کر عہد عثمانی کی تصویر آنکھوں کے سامنے پھر جاتی ہے، اور قرون اولیٰ کے پرجوش و پاکباز مسلمانوں کی دندلہ خیز رجال بازیاں پڑھنے والوں کو مبہوت بنا دیتی ہیں۔ طرابلس کا مقدس خداوند کار تھیسٹ شمالی افریقہ کی حسینہ۔ سفیریہ کو قابو میں کرنے کے لئے اپنے فرضی دعوے میں کیا کیا کرتب دکھاتا ہے۔ اور محبوبہ خداوند کس طرح اپنی عزت بچا کر اسلام قبول کرتی ہے۔ یہ ایک راز ہے جو صرف کتاب محبوبہ خداوند کے مطالعہ سے حل ہوگا اور اس کتاب کے پڑھنے والے کو اسوقت تک بےچین رکھے گا۔ جبتک کہ پوری کتاب ختم نہ ہو جائے۔ مسلمانوں کی ایک قلیل جماعت عیسائیوں کی ٹڈی دل فوج کے مقابلہ میں کس طرح کامیاب ہوئی اور میری لڑکی سفیریہ جس کا تمام افریقہ مخالف اور جس کے سینکڑوں شیخی دلدادہ ہیں۔ کیونکہ خداوند کے پنجہ سے چھوٹ کر ایک پاکباز مسلمان سے نکاح کرتی ہے۔ یہ وہ دلچسپ، اور پُر درد داستان ہے جسکا ہر فقرہ کلیجہ کے پار ہوتا ہے۔ قیمت صرف ۱۲ ار

(کنواری لڑکیاں نہ منگائیں)

منظر طرابلس

تسخیر طرابلس کے لئے مسلمانوں کا جوش ایمانی حضرت زبیر بن عوام کی بے مثل بہادری ایثار و شجاعت، محبت کے آتشکدہ میں بے گناہ لڑکی کی قربانی، حقیقی بہن کے ہاتھوں بھائی کا قتل، مذہبی پیشوا کی سیہ کاریاں، اطلقیہ اور شہزادی بلیسی کی کہانی اور فتح طرابلس کا آخری منظر، تاریخ اسلام کا یہ دلآویز افسانہ ۱۹۱۸ء کے خطیب میں چھپ کر بہت مقبول ہو چکا ہے اب کتابی صورت میں شائع کیا گیا ہے۔ قیمت ۵ ر

شہنشاہ کا فیصلہ

عہد عباسی کے بغداد کا دلآویز افسانہ

ایک شخص اپنی بیوی شادی کن اسباب کے تحت میں ایک دوسرے شخص سے کرتا ہے ایک مصیبت زدہ ماں کا بیگناہ بچہ کس وجہ سے واجب القتل ٹھیرایا جاتا ہے اور ماں کی کیا کیفیت ہوتی ہے۔ ملکہ اپنے حصول مقصد کے لئے کیا کیا کوششیں کرتی ہے۔ اور آخر میں کس خوبی سے شہنشاہ کا فیصلہ دودھ کا دودھ پانی کا پانی الگ الگ کر دیتا ہے۔ یہ ایسے ایسے باب ہیں کہ صرف پڑھنے ہی سے تعلق رکھتے ہیں۔ قیمت ۴ ر

زرتہوار

ایران، مازندران، سیستان کی ہولناک لڑائیوں کا مرقع، بہرام کے شجاعانہ کارنامے اور ملکہ پر احسانات شہزادی سیطورہ کی شکست، اور بہادری و تدبر کی مکاری اور فریب اسقدر دلچسپ کتاب ہے کہ شروع کر کے ختم کئے بغیر نہ رہا جائے قیمت ۱۰ ار

عروس کربلا

حضرت علیؓ خلیفہ چہارم کے زمانہ کا اسلام کربلا کے جگر خراش واقعات۔ قیمت ۶ ر

یاسمین شام

حضرت عمرؓ کے زمانہ میں تسخیر شام کے لئے مسلمانوں کی قربانیاں۔ قیمت ۶ ر

تیغ کمال

غازی مصطفےٰ کمال پاشا کے حالات اور یورپ کی مکاریاں افسانہ کی طرز پر۔ ۶ ر

اندلس کی شہزادی

یا تائید غیبی مسلمانوں کے زمانہ کے اسپین کا ایک افسانہ قیمت ۸ ر

انجام زندگی

تین مختلف الخیال لڑکیوں کی طرز معاشرت علامہ راشد الخیری مدظلہ کے رنگ میں جناب دہلی کی مشہور اہل قلم ضیا بانو صاحبہ کا لکھا ہوا دلچسپ ناول مستورات کی زبان میں۔

اس کے پڑھنے سے ہر بد مزاج کی مرجاتا تاریکی سے نکل کر روشنی کی طرف آسکتی ہے قیمت آٹھ آنہ ۸ ر

ثروت دلہن

اصلاح و معاشرت کی ایک معرکۃ الآرا کتاب اپنے تعلقات میں صحیح روش اختیار کرنے کا ہدایت نامہ، خبر فارنے گھروں کا ایسا خاکہ جو اصلاح اخلاق میں بہترین معاونت کرسکتا ہے جو عورتیں اپنی زندگی کو خوشگوار بنانا چاہیں فوراً منگائیں۔ صوبہ متوسط کے محکمہ تعلیم نے سکولوں کے لئے منظور کیا ہے قیمت سوا روپیہ ۱۴ ر

ملنے کا پتہ:- **منیجر عصمت دہلی**

انگریزی اور جرمنی کھانے	ترکی اور عربی کھانے	ایرانی اور افغانی کھانے
بنگالی اور بہاری کھانے	کشمیری اور مدراسی کھانے	گجراتی اور پنجابی کھانے
حیدرآبادی اور برآری کھانے	دلی اور لکھنؤ کے کھانے	پشاوری اور سندھی کھانے
نفیس نفیس کھانے	لذیذ لذیذ کھانے	عمدہ عمدہ کھانے
غریبوں اور امیروں کے کھانے	سینکڑوں قسم کے کھانے تیار کریگی	بوڑھوں اور بچوں کے کھانے

اردو زبان میں بہترین کتاب
عصمتی دسترخوان (حصہ اول)

جس کی ایک نمایاں خصوصیت جو اس موضوع کی اور کسی کتاب میں نہ ملیگی یہ ہے کہ تمام ترکیبیں تجربہ کرنیکے بعد لکھی گئی۔ اسلئے ترکیبیں بالکل صحیح ہیں اور وزن بالکل درست ہندوستان بھر کے ہر حصہ کی قریباً۔ عصمتی بہنوں نے اس کتاب کی تیاری میں حصہ لیا ہے اور ایڈیٹر صاحب کی اہلیہ محترمہ آمنہ نازلی نے بڑی محنت سے کتاب مرتب فرمائی ہے۔ باورچیخانہ کے انتظام اور کھانوں کے متعلق بھی نہایت قیمتی ہدایات درج کی گئی ہیں۔ ایک ایک چیز کی کئی کئی قسم کی تیار کرنیکے لئے بھی عصمتی دسترخوان سے بہتر کتاب ملنی ناممکن ہے مثال کے طور پر صرف دو کھانوں کی فہرست ملاحظہ فرمائیے۔

پڈنگ کی ترکیبیں		کبابوں کی ترکیبیں		
پکم پڈنگ	انجیر پڈنگ	ران کے کباب	کباب بقیہ مرغ	تاش کباب
کھوئے کی پڈنگ	امنڈ پڈنگ	آلو کے کباب	کچے قیمہ کی ٹکیاں	شامی کباب
نارنگی بھری پڈنگ	سیب پڈنگ	کچے آلو کے کباب	گوشت کے میٹھے کباب	آنتوں کے کباب
جنجر پڈنگ	جلیبیوں کی پڈنگ	ناریل کے کباب	کباب مرغ مسلم	انگریزی کباب
روز پڈنگ	میوہ دار پڈنگ	مچھلی کے بیسنی کباب	سیخ کے چٹپٹے کباب	اروی کے کباب
اناناس پڈنگ	کشمش پڈنگ	سیخ کے کباب	مچھلی کے شامی کباب	اور کئی قسم
کرزبری یا رل کیلئے	بالائی پڈنگ	پسندے کے کباب	دہی کے کباب	کے کباب

یہ صرف دو چیزوں کی فہرست ہے

اسی سے کتاب کا اندازہ کر لیجئے۔ چاول سلونے اور میٹھے سوئیاں کھیر فیرنی ساگ اور ترکاری کے سالن مچھلی، مرغ، جیلی۔ بسکٹ کیک۔ دالیں۔ مٹھائیاں حلوے چٹنیاں، مربے آچار، سموسے بڑے۔ پوری۔ کچوریاں۔ پراٹھے۔ روٹی۔ غرض ہر قسم کے مشرقی و مغربی کھانوں کی بڑی بڑی اچھی ترکیبیں ہیں اور ہر چیز کی کئی کئی درجن ترکیبیں۔ یہ کتاب ہر شریف گھرانے میں ہونی چاہئے۔ ہندوستان بھر میں اسکی دھوم مچی ہوئی ہے۔ سینکڑوں خطوط اس کی تعریف میں آچکے ہیں۔ قیمت صرف دو روپے۔ محصول (عہ)

عصمتی دسترخوان کے دوسرے حصے

عصمتی ہنڈکلیا

یہ کتاب بچیوں کیلئے ہے تاکہ وہ شادی سے قبل کھانے پکانے کے فن میں ماہر ہو جائیں اور ایک کنواری بچی کو جو جو کچھ جاننا چاہئے عملی طور سے اس سے واقف ہو جائیں۔ سوا سو کھانوں کی صحیح صحیح ترکیبیں بچیوں ہی کے مطلب کی درج کی گئی ہیں۔ بہر خوبی یہ کہ کھانے پکانے کے متعلق نہایت ہی کارآمد ہدایتیں درج کی گئی ہیں۔ جو ہر لڑکی کو ضرور جاننی چاہئیں عصمتی ہنڈکلیا کے مضامین بھی بے انتہا مفید ہیں۔ با تصویر ٹائیٹل۔ قیمت صرف آٹھ آنہ ۸/

ناشتہ

دوپہر اور رات کے کھانے سے قبل صبح اور تیسرے پہر کیا کیا ناشتہ کیا جاتا ہے۔ اس موضوع پر سب سے پہلی قابل قدر کتاب جس میں چاء کوکو۔ شربت لسی فالودہ، آئس کریم بسکٹ کیک، ٹوسٹ، کڑاہی وغیرہ وغیرہ نیز ہندوستان کے ہر صوبہ اور ہر حصہ کے مختلف قسم کے ناشتوں کی کئی کئی ترکیبیں گویا اس کتاب کی موجودگی میں جس حصہ ملک کا مہمان ہو آئے اسی کے مطلب کی چیز ہم ناشتہ میں پیش کر سکتے ہیں یہ بھی ہاتھوں ہاتھ نکل رہی اور مقبول ہو رہی ہے قیمت۔ صرف دس آنہ ۱۰/

بچوں کے کھانے

ننھے بچوں کیلئے اصول صحت سے کس قسم کی غذا دینی چاہئے۔ کون سے کھانے مفید ہیں اور وہ کس طرح تیار ہوتے ہیں اس موضوع پر بے نظیر کتاب جس میں بچوں کے صحت بخش اور مفید کھانوں کی کئی درجن تجربہ کی ہوئی صحیح ترکیبوں کے علاوہ کئی نہایت کارآمد مضامین بھی ملک کے قابل قابل ڈاکٹروں اور تجربہ کار ماؤں کے لکھے ہیں۔ با تصویر قیمت صرف آٹھ آنہ ۸/

بیماروں کے کھانے

بیماروں کے لئے جو کھانے بیحد مفید ہیں اس میں صرف انہیں کی ترکیبیں ہیں اور کسی قابل تجربہ کار ڈاکٹروں نے اسکی تیاری میں حصہ لیا ہے تمام ترکیبیں تجربہ کی ہوئی ہیں اور بیحد کارآمد ہیں مضامین بھی بے انتہا مفید و قابل قدر ہیں۔ ہر گھر میں یہ کتاب ہونی ضروری ہے با تصویر قیمت دس آنہ

بُننے کی کتاب

یعنی ننٹنگ مس سیٹھنا۔ لیڈی سپرنٹنڈنٹ گرلز اسکول لاہور کی مشہور کتاب، جو مدارس کی لڑکیاں ہاتھوں ہاتھ لے رہی ہیں بے انتہا مفید کتاب مع تمام تصاویر بلاک کی ہیں دستکار خواتین نے بیحد پسند کی ہے قیمت عہ

ملنے کا پتہ منیجر عصمت کوچہ چیلان دہلی۔

عورتوں کیلئے منتخب کتابیں

ننگ یعنی بُننے کی کتاب مس ... لاہور کی لکھی ہوئی اپنے موضوع پر بہترین اور نہایت مفید باتصویر کتاب ہر ترکیب کو مکمل لکھا گیا ہے آسانی سمجھ میں آجاتی ہے قیمت عہ

کامل دائی یا یعنی ڈاکٹر دائی گیری کے متعلق جس میں عورتوں بچوں کی بیماریوں کا علاج بھی ہے۔ قیمت ۱۲ر

گہوارۂ تمدّن جس میں مولانا نیاز فتحپوری نے دکھایا ہے کہ دنیا کی تہذیب اور شائستگی عورت کی کس درجہ ممنون ہے قیمت ۔ عہ

انشائے نسواں لڑکیوں کو خط وکتابت سکھانے کی نہایت مفید باتصویر کتاب ۔ قیمت ۸ر

مشاہیر نسواں یا سیر الطیبات اسلامی دنیا کی مشہور وممتاز عورتوں کا مستند تذکرہ عورتوں کے لئے بے حد سبق آموز ومفید ونتیجہ خیز۔ قیمت عمہ

دختران شمشیر تمام زمانوں اور قوموں کی جانباز بہادر حوصلہ مند عورتوں کے حیرت میں ڈال دینے والے حالات جنہوں نے حکومت کے تختے الٹ دئے۔ عمہ

فطرت نسوانی فرانس کے مشہور ومعروف مصنف کی مقبول کتاب کا ترجمہ جس میں عورت کی اخلاقی معاشرتی مذہبی تاریخ بیان کی گئی ہے عہ

ماں بچہ کی نگہداشت جسکا ہر ماں کے پاس ہونا ضروری ہے قیمت ۶ر

اسلام اور عورت دنیا کے تمام مشہور مذاہب سے مقابلہ کرکے اور احادیث نقل کرکے ثابت کیا ہے کہ دنیا میں اسلام سے زیادہ حقوق عورت کو کسی مذہب نے نہیں دئے۔ ہر مسلمان عورت کی نظر سے گذرنی چاہیئے۔ قیمت ۱۰ر

پتھر سے ہیرا ایک سچا تبلیغی قصہ جس سے معلوم ہوگا عورت کی ہمدردی محبت کیا طاقت رکھتی ہے اور بچوں کی صحیح تربیت کا طریقہ کیا ہے۔ ۱۴ر

بیوی کی تعلیم خواجہ حسن نظامی نے اپنی بیوی کو ایسے سبق لکھے تھے جو بہت مقبول ہوئے تھے۔ اب بہت کچھ اضافہ کے بعد چھپی ہے اس سے معلومات بہت زیادہ بڑھتی۔ قیمت ۱۴ر

بیوی کی تربیت ہندوستانی معاشرت کے متعلق ضروری معلومات قیمت عمہ

اولاد کی شادی اولاد کی شادی سے پہلے یہ کتاب ضرور پڑھ لینی چاہیئے۔ قیمت عمہ

بیوہ کی مناجات مولانا حالی کی مشہور دل ہلا دینے والی نظم۔ قیمت ۲ر

سیرۃ الکبریٰ خاتون جنت کی ماں سب سے پہلی مسلمان عورت اور اسلام کی سب سے بڑی محسن بی بی خدیجۃ الکبریٰ کی سوانح عمری ۱۲ر

اولاد کی تربیت بچوں والی ماؤں کے لئے بے حد مفید کتاب ہے۔ قیمت عہ

سلطانہ رضیہ بیگم ہندوستان کی مشہور حکمراں ملکہ کی زمانہ حاضرہ کی سب سے بڑی مثنوی جسے پنجاب کے بڑے بڑے آدمیوں نے بہت پسند کیا ہے۔ یہ کتاب بہترین زمانہ مثنوی ہے۔ قیمت عہ رعایتی ۱۲ر

بچوں کیلئے عمدہ عمدہ کتابیں

ہمارے رسولؐ ننھے بچوں کیلئے آنحضرت صلعم کے حالات زندگی قیمت ار

ہمارے نبیؐ لڑکوں لڑکیوں کیلئے آسان زبان میں آنحضرت صلعم کے حالات زندگی ۴ر

اسلامی کہانیاں بچوں کے لئے تاریخ اسلامی کی سبق آموز کہانیاں جس سے ان کا کیرکٹر بنتا ہے اور شریف جذبات پیدا ہوتے ہیں۔ قیمت ۸ر

ترکوں کی کہانیاں ترک بچوں کی جانبازی ہمت وجرأت کی سچی کہانیاں ہر مسلمان بچے کے پڑھنے کے لائق ۳ر

دنیا کے بسنے والے جغرافیہ کی نہایت دلچسپ معلومات ۴ر

قوم پرست طالبعلم بچوں کیلئے اخلاقی ڈراما جس سے ان میں حب وطنی بہادری شجاعت کے جذبات پیدا ہوں۔ قیمت ۴ر

علمی پہیلیاں بچوں کیلئے علمی پہیلیاں، کھیل تماشہ جنہیں کھیل کر بچے خوش ہوتے ہیں حساب کے عجیب غریب چٹکلے دلچسپ لطیفے، معمے، چیستاں، حسابی کھیل جس سے بچوں کی عقل تیز ہوتی ہے ۸ر

مجموعہ نصائح بچوں کیلئے نہایت عمدہ عمدہ منتخب حکایات ۵ر

مختصر دنیا یعنی بالشتیوں کی دنیا کے عجیب غریب حالات بچے پڑھ کر بہت ہی خوش ہوتے ہیں ۵ر

بچوں کی لائبریری قیمت فی کتاب ۶ر ۲۰ کتابوں کا مکمل سٹ عہ کی بجائے چھ روپے۔

یہ وہ بیس کتابیں ہیں جن کو گورنمنٹ آف انڈیا کے محکمۂ تعلیم نے بچوں کی تعلیم کیلئے منتخب کیا ہے (۱) قرآن کے سبق (۲) بچوں کی حدیثیں (۳) قرآن کی کہانیاں (۴) بچوں کی گلستان (۵) بچوں کی بوستاں (۶) پیغمبروں کی کہانیاں (۷) اولیاء اللہ کی کہانیاں (۸) بچوں کی تعلیم وتربیت (۹) بچوں کو اخلاقی سبق (۱۰) بچوں کا مکتب (۱۱) بچوں کی معلومات (۱۲) بچوں کی خط وکتابت (۱۳) بچوں کی [illegible] (۱۴) بچوں کے تاریخی قصے (۱۵) بچوں کی اخلاقی کہانیاں (۱۶) بچوں کی [illegible] کہانیاں (۱۷) بچوں کی عجیب کہانیاں (۱۸) بچوں کی ننھی ننھی کہانیاں (۱۹) پریوں کی کہانیاں (۲۰) بچوں کی لائبریری مکمل [illegible] بچوں کی نظمیں

مذہبی و تاریخی کتابیں

روح القرآن قرآن مجید کی نہایت جامع فہرست، مشکل الفاظ مع معانی۔ ہر سورت کا خلاصہ و نشان نزول بڑے معرکہ کی کتاب ہے یورپ و افریقہ کے بڑے بڑے علما رسنگار رہتے ہیں۔ قیمت ۱۲؍

تاریخ اسلام دنیا کی کسی زبان میں علامہ خیاط مصری کی اس کتاب سے بہتر اسلامی تاریخ نہیں چھپی۔ مصر، ترکی اور دوسرے اسلامی ممالک میں بطور نصاب پڑھائی جاتی ہے۔ صدہا مستند تاریخوں کا عطر ہے۔ عورتوں اور بچوں کیلئے لکھی گئی ہے ۵ حصے ہیں جن میں رسول کریم کے خلفاء راشدین بنو خلافت بنو امیہ) خلافت بنو عباس کے زمانہ کے کل حالات پانچوں حصہ میں اور اسپین کی مسلم حکومت کے تمام صحیح حالات بڑی خوبی سے لکھے گئے ہیں قیمت ۱؍

مختصر تاریخ اسلامی لڑکوں اور لڑکیوں کے لئے اردو میں سب سے اچھی اسلامی تاریخ (۱) رسول کریم صلعم کے حالات ۸؍ (۲) تاریخ خلافت راشدہ ۹؍ (۳) تاریخ خلافت بنو امیہ ۱۰؍ (۴) تاریخ خلافت بنو عباس ۱۲؍ چاروں حصے ایک ساتھ بھیجے جائیں گے قیمت ۱۱؍ کئی بار چھپ چکی ہے اور حضرت خیاط کی شہرہ آفاق کتاب کا خلاصہ ہے از مولوی محمد خلیل الرحمن مترجم اخبار الاندلس وغیرہ

چار یار حضرت خلفائے راشدین یعنی حضرت ابوبکر صدیق رض حضرت عمر فاروق رض حضرت عثمان غنی رض حضرت علی شیر خدا کے سبق آموز و پاک حالات زندگی نیز چاروں خلافتوں کے زمانہ کے تمام مفصل حالات جو ایک مسلمان عورت کو ضرور معلوم ہونے چاہئیں قیمت ۱۲؍

پیغمبری دعائیں یعنی وہ تمام دعائیں جو سرکار مدینہ نے حل مشکلات کے لئے فرمائیں ان کا ترجمہ بھی دیا گیا ہے اور دعا مانگنے کا طریقہ بھی بتایا گیا ہے۔ ۶؍

عورتوں کی حدیثیں یا رواۃ الامہات یعنی وہ حدیثیں جو عورتوں کے متعلق ہیں یا عورتوں سے روایت ہیں۔ قیمت ۶؍

اخبار الاندلس اندلس یعنی سپین میں مسلمانوں نے آٹھ سو سال تک حکومت کی تھی اسکی نہایت مشہور و معروف مفصل مکمل تاریخ ایک فاضل امریکن نے لکھی تھی یہ قابل قدر کتاب اسکا ترجمہ ہے اس کتاب سے معلوم ہوگا کہ موجودہ یورپ کے اُستاد مسلمان ہی تھے۔ ہر تعلیم یافتہ مسلمان کی نظر سے یہ کتاب گذرنی چاہئے۔ ادبی حیثیت سے بھی لاجواب ہے پنجاب ٹکسٹ بک کمیٹی نے ایک ہزار روپیہ انعام سکے قابل مترجم مولوی خلیل الرحمن صاحب کو دیا اور کئی جگہ سے طلائی تمغے ملے۔ ۳ حصے ہیں اور ہر حصہ میں کم سے کم ایک ہزار صفحات ہیں۔ تینوں حصوں کی قیمت بجائے ۲۵ روپے صرف بیس روپے ۲۰؍ علاوہ محصول

علمی ادبی کتابیں

نگارستان مشہور نشاپرداز مولانا نیاز فتح پوری۔ کے مضامین جو ادب لطیف کی جان سمجھے جاتے ہیں پختہ عمر کی عورتیں بھی پڑھ سکتی ہیں۔ ۱۲؍

شہاب کی سرگذشت ازدواجی زندگی کی حقیقت کیفیات خوشی و غم۔ محیر العقول کارنامہ، یہ بھی مولانا نیاز کا مشہور افسانہ ہے۔ قیمت ۱۲؍

علمی کہانیاں ایجادات و اختراعات پر باتصویر کہانیاں جن کے مطالعہ سے بچے اور عورتیں سائنٹفک و علمی باتوں سے واقف ہو جاتے ہیں۔ ۱۲؍

عرض محبت انٹی گیٹ آف کورٹ شپ کا ترجمہ ۴؍

اجتماع ضدین بڑی عمر کی عورتوں کیلئے اصلاح معاشرت پر دلچسپ افسانہ ۴؍

تقاریر محمد علی مولانا محمد علی جوہر کی وہ معرکۃ الآرا تقریریں جن کا یورپ میں بھی ڈنکا بج گیا تھا جن سے خودداری، حب وطنی، راست گوئی۔ جوش ایمانی بہادری کے جذبات پیدا ہوتے ہیں یہ وہ تقریریں ہیں جنہوں نے سینکڑوں کو تقریر کرنی سکھادی ۸؍

حیات جوہر مولانا محمد علی کی بہترین سوانح عمری جس سے معلوم ہوگا کہ رئیس الاحرار ہندوستان کی تاریخ آزادی میں حیات جاوید حاصل کر چکے ہیں۔ انہیں کی کہانی انہیں کی زبانی۔ اس کتاب میں متعدد فوٹو کی تصاویر بھی ہیں ۸؍

درازی عمر عمر بڑھانے کے نہایت ہی مفید مشورے ۴؍

روحوں کے کرشمے مردہ عزیزوں کے حالات معلوم کرنے کا کسے شوق نہیں۔ اس کتاب سے معلوم ہوگا کہ ہمارے اردگرد واقعی روحانی دنیا ہے ایسے ایسے روحانی واقعات ہیں کہ بغیر ختم کئے کتاب نہیں چھوٹ سکتی۔ ۱۲؍

کم ٹو موت علامہ راشد الخیری خواجہ حسن نظامی اور دوسرے نامور لکھنے والوں کے درد انگیز مضامین موت کے متعلق آخر میں بڑے بڑے آدمیوں کے آخر وقت کے واقعات و کلمات ہیں ۱۲؍

مرگ نامہ کم ٹو موت جیسی سبق آموز کتاب کا دوسرا حصہ ۸؍

اردو دعائیں اپنی زبان میں سچے دلی جذبات کیساتھ مؤثر دعائیں ۱۰؍

کائنات بیتی سورج چاند ستارے، آسمان، خاک، لوہا، انجن ریل موٹر غرض کل کائنات کی کہانی ایسی دلچسپ کہ بار بار پڑھیے۔ خواجہ حسن نظامی کی لکھی ہوئی۔ قیمت ۱۴؍

عورت نامہ حضرت اکبر الہ آبادی کی نظمیں عورتوں کے متعلق قیمت ۴؍

شکوہ ہند مولانا حالی کی مشہور نظم ہر محب وطن کے پڑھنے کے لائق ۲؍

مسدس حالی یعنی اسلام کی ترقی و تنزل کی بے نظیر دردناک تصویر۔ مولانا حالی کو جس سے حیات جاوید میسر ہوئی ایک ایک شعر کلیجہ کے پار ہوتا ہے۔ قیمت ۸؍

رسالہ عصمت دہلی

جلد ۴۶ | بابتہ ماہ جون ۱۹۳۱ء | نمبر ۶

تصاویر ۱۰

فہرست مضامین

چندہ سالانہ پیشگی مع محصول ڈاک وغیرہ

قسم خاص جو آرٹ کاغذ پر چھپتا ہے یعنی جسکا کاغذ پر تصاویر چھپتی ہیں دس روپے عـہ روسا سے پچیس روپے والیان ریاست سے سو روپے فی پرچہ ایک روپیہ عمر

قسم اول جو دبیز چکنے کاغذ پر چھپتا ہے پانچ روپے۔ فی پرچہ سات آنے ممالک غیر سے دس شلنگ سالانہ

قسم دوم جس کے مضامین تصاویر ٹائیٹل وغیرہ کا کاغذ معمولی ہوتا ہے ساڑھے تین روپے فی پرچہ پانچ آنہ ۵ر

(باہتمام ابو امین مولوی محمد امان الرحمن پرنٹر و پبلشر محبوب المطابع برقی پریس دہلی میں چھپا)

چند باتیں

عصمت کا تینسواں سال اس پرچہ کے ساتھ ختم ہوتا ہے علاوہ اس خصوصیت کے کہ حضرت علامہ راشد الخیری قبلہ کا کم سے کم ایک مضمون اس سال کے ہر پرچہ کو شائع کرنے کا فخر حاصل ہوا یہ سال اس لحاظ سے بھی بہت کامیاب رہا کہ عصمت کی مایہ ناز مخصوص لکھنے والی خواتین نے اپنے پرچہ کی دلچسپیاں بڑہانے میں بدستور حصہ لیا نیز کئی ہونہار نئی لکھنے والیاں پیدا کیں اور اکثر مضامین نئے نئے موضوعات پر نہایت دلچسپ اور مفید شائع کئے۔ اس سال چند نئے مستقل عنوانات بھی قائم کئے گئے جو عام طور پر بہت پسند کئے گئے اس سال بھی کسی ماہ کے پرچہ کی اشاعت میں ایک دن تاخیر نہیں ہوئی۔ ہر ماہ کا پرچہ نہایت پابندی سے ٹھیک ۳۰ تاریخ کو شائع ہوا اس سال مضامین کے قریباً ایک ہزار صفحے دئیے گئے اور ہر پرچہ میں تقریباً ایک درجن تصاویر کے علاوہ سال بھر میں کئی نہایت اعلیٰ درجہ کی رنگین وسادہ تصاویر خاص طور پر عصمت کیلئے بنوا کر شائع کی گئیں۔ غرض یہ سال بھی خدا کا شکر ہے بہ حیثیت مجموعی بہت اچھا رہا اور ہم ان سب بہنوں کے شکر گذار ہیں جنہوں نے کام کے مضامین یا مفید مشوروں سے یا خریدار دیکر اپنے پرچہ کی ترقی میں حصہ لیا۔

آیندہ پرچہ سالگرہ نمبر ہوگا جسکی ضخامت ۲۰۰ صفحوں سے اوپر ہوگی اور تصاویر ۵۰ کے قریب جنکے بلاک خاص طور پر سالگرہ نمبر کے لئے بنوائے گئے ہیں عصمت کے سالگرہ نمبروں کے مضامین و تصاویر کو ملک میں ایک خاص شہرت حاصل ہو چکی ہے ۱۹۳۰ء کا سالگرہ نمبر ہندوستان بھر کے تمام خاص نمبروں میں اکثر اخبارات سے بہترین تسلیم کیا گیا تھا عصمتی بہنوں ۱۹۳۱ء کے سالگرہ نمبر کو انشاء اللہ اس سے بھی بہتر دیکھیں گی۔

سالگرہ نمبر ۳۰ جون کو شائع ہو جائیگا اور تمام خریداروں کو ڈاکخانہ کا سرٹیفکٹ حاصل کر کے بھیجا جائیگا پھر بھی ... کسی بہن کو اگر وقت پر نہ ملے تو ۱۵ جولائی تک خریداری نمبر کے حوالہ سے دفتر کو مطلع کردیں دوبارہ بھیجدیا جائے گا۔ لیکن ۱۵ تاریخ کے بعد قیمتاً ملے گا۔ جو بہنیں زیادہ احتیاط کرنی چاہتی ہیں وہ رجسٹری کیلئے ۲؍ کے ٹکٹ بھیجدیں سالگرہ نمبر تمام خریدار بہنوں کو سالانہ چندہ ہی میں ملیگا لیکن دوسروں کے لئے اسکی قیمت ۸؍ علاوہ محصول ہوگی۔

اس پرچہ کے ساتھ جن بہنوں کی میعاد خریداری ختم ہوتی ہے مہربانی فرماکر آیندہ سال کا چندہ بذریعہ منی آرڈر بھیجدیں اور کوپن پر اپنا خریداری نمبر ضرور درج کریں اگر کسی وجہ سے آیندہ پرچہ جاری رکھنا نہ چاہیں تو بجائے اس کے کہ وی پی واپس کرکے خدمت گذار پرچہ کو شدید نقصان پہنچائیں براہ کرم انکاری کارڈ سے اطلاع دیدیں۔ اگر ۲۵ جون تک منی آرڈر موصول نہ ہوا نہ انکاری اطلاع ملی تو پھر سالگرہ نمبر بذریعہ وی پی بھیجا جائیگا۔ تمام بہنوں کو معلوم ہے کہ اب ڈاکخانہ میں تین دن سے زیادہ وی پی نہیں رہ سکتا۔ اگر فوراً ہی کسی بہن نے وی پی وصول نہ کیا تو اسکے معنی یہ ہونگے کہ عصمت کو جان بوجھ کر انہوں نے مالی نقصان پہنچایا اسلئے ان تمام بہنوں سے جنکا سال اس پرچہ کے ساتھ ختم ہوتا ہے درخواست ہے کہ وی پی کی واپسی کے نقصان سے پرچہ کو محفوظ رکھیں۔

توسیع اشاعت میں حصہ لینے والی بہنوں کے نام سالگرہ نمبر میں شائع ہونگے۔

شہادت حضرت امام حسنؓ

"سیدہ کا لال" یعنی سرور کائناتؐ کی وفات سے واقعہ کربلا تک کی مفصل مکمل اور صحیح تاریخ شہادت حضرت علامہ راشد الخیری قبلہ ابھی تک ختم نہ فرما سکے لیکن عصمتی بہنوں کو چونکہ کتاب کا بے چینی سے انتظار ہو رہا ہے اسلئے ہم اس پرچہ میں چند صفحے نقل کر دیتے ہیں امید ہے کتاب جولائی میں تیار ہو جائیگی۔ ایڈیٹر

حضرت امام حسن علیہ السلام لڑائی جھگڑوں سے بالکل الگ تھلگ تھے اور انہوں نے امیر معاویہؓ کے جواب میں کہلا بھیجا تھا کہ مجھے ان معاملات سے سروکار نہیں البتہ میری دو خواہشیں ہیں ایک یہ ہے کہ میرے اہل و عیال کیواسطے وظیفہ مقرر کر دیا جائے اور دوسرے یہ کہ میرے باپ کے متعلق جو الفاظ ناشائستہ استعمال کئے جاتے ہیں اس سے باز آؤ۔ معاویہؓ نے دونوں شرطیں منظور کر لیں مگر پھر بھی دل میں کھٹکا موجود رہا کہ نہ معلوم کس وقت امام حسنؓ کی طرف سے کوئی گل کھل جائے رسول اللہ کے نواسے، علیؓ کے صاحبزادے انکے اشارے کی دیر ہے رعیت باغی ہو جائیگی۔ چنانچہ بہت سی تدابیر کے بعد ایک ایسا موقعہ ہاتھ آ گیا جس میں کامیابی کی امید تھی اور وہ یہ کہ جعدہ بنت الشعث جسکا دوسرا نام اسماء تھا۔ اور جو آپ کے نکاح میں تھی اسونیہ نامی ایک لونڈی کی وساطت سے زہر دینے پر آمادہ ہو گئی۔

چشم فلک دنیا کے مختلف النوع تماشے دیکھ دیکھ کر ہنسکر رہی ہے۔ آسمان روتا ہے اور ہنستا ہے۔ بلبلاتا ہے اور قہقہے لگاتا ہے جب دیکھتا ہے کہ کس طرح یہ زندگی کے بازی گر ایک محدود دامن میں جذبات سے مغلوب ہو کر ضرورتیں پیدا کرتے ہیں اور فانی خواہشوں پر کیسی کیسی زبردست قربانیاں کر دیتے ہیں۔ پانی کے ایک قطرے کے واسطے چند روز زندہ رہنے والا انسان کیسی بیدردی سے خون کے پرنالے بہا دیتا ہے اور محض بات کی پچ پر وہ زندگی جس کے سر پر موت ہنس رہی ہے دوسری زندگیوں کو لہو لہان کر دیتی ہے آج مامتا میں ڈوبے ہوئے ہاتھ جس بچہ کو لوریاں دیکر تھپکتے ہیں وہ اسی دنیا کے ہیں اور جس بچہ کے سر پر لاتعداد ارمانوں سے شادی کا سہرا باندھتے ہیں وہ بھی اسی دنیا کے اور بچہ کو ابدی نیند سلا دینے والے ہاتھ اسی دنیا کے ہیں۔ اور سر کو خون خون کر دینے والے ہاتھ بھی اسی دنیا کے۔

کل جس کی پیدائش پر کنبہ مبارکبادیں دے رہا تھا ماں باپ نہال نہال تھے جس کے وجود نے دنیا کے بہترین انسان اور خدا کے محبوبؐ کو باغ باغ کر دیا تھا اس کا صرف کلمہ پڑھنے والے نہیں اس کے فیض سے متمتع ہونے والے اسکا نام جپنے والے اسکے دسترخوان سے پیٹ بھرنے والے اس سے شفاعت کی امید رکھنے والے اس کے لال کو زہر دینے کی تدبیر مکمل کرتے ہیں۔

رات کی خاموش گھڑیاں۔ پردۂ دنیا پر آہستگی کے ساتھ گذر رہی ہیں۔ پورے دوپہر ختم ہو جانے کے بعد افواج فلکی میں ہل چل مچی اور سپہ سالار عساکر سماوی بساط فلک پر نمودار ہوا کہ زندگی کا وہ تماشہ دیکھے جو انسانیت کے سینے ابتار رہا ہے۔ امام حسنؓ بے خبر پڑے سوتے ہیں اور اسلئے کہ رات کو پانی پینے کی عادت ہے جعدہ پانی کے برتن میں زہر ملا کر چکی بسترجاتی ہے مگر نیند کہاں۔ کروٹیں بدلتی ہے اور اسوقت کا انتظار کرتی ہے جب تدبیر پوری ہو اور کامیابی کے آثار نظر آنے لگیں

رات کا تیسرا حصہ بھی ختم کے قریب پہنچا اور وہ ساعت قریب آگئی جب سرہانے رکھا ہوا پانی پیٹ میں پہنچکر کلیجہ کاٹ دے۔ آنکھ کھلی تو حسب دستور پانی پیا۔ مگر چند ہی قطرے داخل ہوتے تھے کہ ہائے کی آواز نے سونے والوں کو ہشیار کیا گھبراکر دوڑے اور آکر دیکھا تو پانی اور پانی کے ساتھ پینے والے کا رنگ سبز ہو چکا تھا۔ قے کے ساتھ کلیجہ اور انتڑیوں کے ٹکڑے نکل رہے تھے۔

اس سے زیادہ دردانگیز گھڑیاں دنیا کے پردہ پر کم آئی ہونگی۔ کہ جن بہنوں اور بھائیوں کو باپ محبت واتفاق کی وصیتیں کرکے سدھارا وہی بہنیں اور وہی بھائی۔ بھائی کے کلیجہ کے ٹکڑے دیکھ رہے ہیں اور کچھ نہیں کر سکتے ۔ بہنیں لپٹ لپٹ کر رو رہی ہیں مگر بے بس ہیں۔ بھائی چپٹ چپٹ کر آنسو گراتا ہے مگر بے اختیار ہے۔ صبح ہو چکی اور دنیا کے بسنے والے اپنے اپنے کاموں میں مصروف ہوگئے اور علیؑ کا خاندان جو ابھی اپنے سرتاج کی موت پر پوری طرح رو بھی نہ چکا تھا اپنی کشتی کے ناخدا امام حسنؑ کی موت کا انتظار کرنے لگا۔ زندگی سے مایوس ہوکر امام عالی مقام نے ام کلثوم کے گلے میں ہاتھ ڈال کر فرمایا۔

ماں جائی! زہر تلوار کی طرح اندر ہی اندر کاٹ رہا ہے۔ اب تکلیف قابل برداشت نہیں۔ دعا کرو کہ خدا جلد خاتمہ بالخیر کرے۔ ماں اور باپ دونوں میرا انتظار کر رہے ہیں۔ خدا تمہارا بہتر وارث ہو دیکھو دشمن خاندان رسالتؐ کی بربادی پر کمربستہ ہیں۔ میرے بعد حسینؑ یکہ وتنہا بتیس۳۲ دانتوں میں ایک زبان ہے۔ ہر طرف سے یورش ہوگی اور پاؤں تلے کی چیونٹی بھی جان کی دشمن بن جائے گی فاطمہؓ کے تاراج کرنے میں وہی مسلمان جو نانا جان کا کلمہ پڑھ رہے ہیں کوئی دقیقہ نہ چھوڑیں گے، مجھے اپنی موت کا ملال نہیں مگر حسینؑ ہائے میرا بھائی حسینؑ جسکا ہاتھ باپ نے میرے ہاتھ میں دیا تھا تنہا دیکھ رہا ہے۔ اور کوئی اتنا بھی نہیں کہ نیک صلاح اور مشورہ سے اسکی مدد کرے۔ میں فاطمہؓ کے خاندان کو اب تیرے حوالہ کرتا ہوں، زینبؑ تیری مددگار ہوگی اور خدا ہی بہتر جانتا ہے۔ کہ آل فاطمہؓ کا اب کیا حشر ہو۔ دیکھو یہ جیتا خون اس گوشت کا ہے جسے رسول اللہؐ نے بوسے دیئے ہیں۔ میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ کس سازش کا شکار ہوا مگر نہیں چاہتا کہ اس کو بیان کر دں سب سے اچھا فیصلہ کرنے والا احکم الحاکمین ہے اور وہی جزا سزا کا مالک ہے۔

بھائی کی گفتگو سن کر امام حسینؑ علیہ السلام بیتاب ہوگئے۔ اور دوڑکر لپٹ گئے، اسوقت قے کی اذیت بہت زیادہ تھی۔ اور پیٹ کا تمام خون حلق کے راستہ نکل چکا تھا ناتوانی حد سے گذر چکی تھی اور رنگ بالکل نیلا اور سبز ہو چکا تھا اب آپ نے سب کو ہٹا کر اسما یعنی جعدہ کو تنہا بٹھا کر کہا "جس جھوٹی دولت اور عارضی عزت کی توقع پر تونے مجھ کو زہر دیا وہ پوری نہ ہوگی کیونکہ دشمن نے تجھ کو فریب دیکر اپنا کام کیا۔ اور تو غور کر اس نازک گھڑی میں جب خدا کا سامنا ہوگا اس وقت تو اس ظلم کا کیا جواب دے گی میں نے تجھکو خوش رکھنے کی

ہمیشہ کوشش کی اس کا بدلہ تو نے مجھ کو یہ دیا میں تجھ کو بتا دیتا ہوں کہ مجھ بے گناہ کا خون رنگ لائیگا اور تمام عرب میں تیری ذلت و رسوائی ہوگی۔ اچھا رخصت ہو"۔

جعدہ ندامت کے قدموں سے باہر نکلی۔ اور شرمندگی کے آنسوؤں سے آگے بڑھی تو امام حسین (علیہ السلام) بھائی سے لپٹے اور کہا للہ قاتل کا نام بتائیے آپ نے اس اذیت میں مسکرا کر فرمایا خدا بہتر سزا دینے والا ہے تم اس کو اذیت نہ دینا۔ اس کے بعد آپ کی حالت زیادہ ردی ہوئی، بہن اور بھائی چاروں طرف کھڑے تھے۔ آپ نے ان سب سے خطاب کیا کہ ماں اور باپ کے بعد آج میرا سایہ بھی تمہارے سر سے اٹھتا ہے۔ اور تمہارا وارث خدا کے سوا کوئی نہیں تم سب اس کے سپرد ہو اس کے بعد آپ نے کلمہ طیبہ پڑھا اور امام حسینؑ کی گود میں سیدہ کے کلیجہ کا ٹکڑا دنیا سے رخصت ہوا۔

رسولؐ عربی کا کلمہ پڑھنے والے مسلمانو! آنکھوں سے کام لے چکے اب ذرا دماغ پر زور دو اور پرواز تخیل کو آج سے چالیس سال قبل کی ایک رات تک پہنچا دو یہاں تم کو وہ سماں نظر آئے گا کہ بلبلا اٹھو گے، آنکھیں عالم خیال میں ایسی متبرک صورتیں سامنے لائیں گی کہ عقیدت دل کے ٹکڑے اڑا دے گی، محبت ہزار جان سے قربان ہوگی اور شوق پروانہ وار نثار ہوگا معلوم ہے کس مقام پر ہو جن گلیوں کی خاک آنکھ کا سرمہ ہے، جس کی زمین آسمان سے افضل، یہ وہ جگہ ہے جہاں دونوں جہان کا بادشاہ ہمارا مولا اور خدا کا پیارا، نبیوں کا سردار اور پیغمبروں کا سرتاج اشاعت اسلام میں سرگرم ہے دنیا اس کے منہ سے جھڑے ہوئے پھول اپنی گود میں لے رہی ہے۔ توحید کا ڈنکا عربستان میں بج رہا ہے اور رسالت کی صدائیں زمین کے ذرہ ذرہ سے بلند ہو رہی ہیں۔

صبح صادق کا سہانا وقت ہے چکی پیس پیس کر خدا کا نام جپنے والی فاطمہ اور مشکیں ڈھو ڈھو کر پیام رسالت پہونچانے والا علیؑ لڑکے کے ماں باپ بن چکے ہیں۔ یہ وہ بچہ ہے جس کے کان میں شافع محشر نے اذان دی۔ یہ وہ بچہ ہے جس کے منہ کو محبوب رب العالمین بوسے دے رہا ہے۔ یہ وہ بچہ ہے جس کے رونے کی آواز پر خدا کے رسولؐ نے خدا کے گھر میں خدا کا کلام چھوڑ دیا وہ بچہ جو نماز میں پشت رسولؐ پر سوار ہے، وہ بچہ جو نزول وحی کے وقت گود میں، لڑائی کے موقع پر کندھے پر گھر میں سینے پر اور باہر ہاتھوں میں رہا وہ بچہ جس کی پیدائش پر زبان زبان مبارک سے یہ الفاظ فرمائے تھے جو میرا وہ اس کا جو اس کا وہ میرا۔

مسلمانوں انصاف کی آنکھوں سے دیکھو اور ایمان کے دماغ سے فیصلہ کرو کتنا دردانگیز منظر اور موثر سماں ہے آسمان مدینہ پر گھنگھور گھٹا چھا چکی ہے موسلادھار بارش ہو رہی ہے۔ بجلی کی کڑک ہے۔

بادل کی چمک ہے۔ اور مسجد نبویؐ میں خدا کا رسولؐ ایک بچہ کو آغوش میں لئے اللہ اللہ کر رہا ہے۔ نثار اس آغوش کے اور قربان اس معصوم کے سلام اس لال پر اور درود اس لال والے پر بادل کی کڑک ختم نہ ہوئی تھی کہ ہوا کے فراٹے میں اماں اماں کی صدا مسجد میں پہونچی اور وہ پائے ثبات جن کو دنیا کی کوئی طاقت متزلزل نہ کرسکی۔ ماں کی مامتا کے جوش میں اپنی جگہ سے سرکے اور خدا کا رسولؐ بچہ کو سینہ سے چپٹائے اسی کڑک اور چمک میں اسی مینہ اور ہوا میں ہنستا اور ہنساتا گھر میں داخل ہوا۔

رونے والی آنکھوں سے حقیقی نگاہیں بلند کرو اور دیکھو یہ تیرہ و تار گھر کس کا ہے! یہ ثرید پکانے والی خاتون کون ہے؟ دروازہ پر نگاہ اور آہٹ پر کان کس کے ہیں؟ ۔ درود و سلام آنے والے پر اور اس کے اس گھر پر۔ اور گھر والوں پر، مردوں پر اور عورتوں پر۔ یہ بنت الرسولؐ کا گھر ہے۔ یہ منتظر آنکھوں سے۔ بچہ کی راہ دیکھنے والی خاتون۔ خاتون جنت ہے اور بچہ کو ماں کی گود میں دینے والا انسان ہادی برحق اور پیغمبر آخرالزماں ہے۔

وہ سماں ختم ہوچکا۔ جعدہ کے زہر کا شہید قبر میں دفن ہو رہا ہے۔ یہ میت کس کی ہے؟ اس حسنؑ کی رسول عربیؐ کے دوش مبارک جسکی سواری تھے۔ فاطمہؓ جس کی دودھ پلانے والی اور علیؓ جس کا پرورش کرنے والا۔ یہ زہر کس نے دیا اور دلوایا؟ ان ہی لوگوں نے جو اس کے نانا کا کلمہ پڑھتے ہیں اور قیامت کے روز شفاعت کے امیدوار ہیں۔

مضمون نگاری کے قواعد

(۱) مضامین کاغذ کے ایک رخ پر روشن سیاہی سے نظرثانی مناسب ترمیم اصلاح واضافہ کے لئے ایک سطر چھوڑ کر خوشخط لکھنے چاہئیں۔
(۲) اڈیٹر کے نام خط میں مضمون نگار کا صحیح نام اور پورا پتہ درج ہونا ضروری ہے۔
(۳) مضمون جہاں تک ہو مختصر لکھنا چاہئے لیکن بڑا مضمون ہو تو مکمل بھیجا جائے نامکمل مضمون کسی حالت میں شائع نہیں کیا جاتا۔
(۴) مضمون کسی کتاب یا رسالہ سے نقل ہو یا ترجمہ یا اخذ ہو تو اسکا حوالہ ضرور دیدیا جائے۔
(۵) عصمت کیلئے صرف وہی مضامین بھیجئے جو عصمت کیلئے لکھے جائیں
(۶) مضامین میں تہذیب سنجیدگی کا پورا خیال رکھنا چاہئے۔
(۷) مضامین کی زبان سلیس اور عام فہم ہونی چاہئے۔ رنگین بے معنی عبارت ہمیں ناپسند ہے فارسی عربی انگریزی الفاظ ٹھونسنے سے مضمون برا ہوجاتا ہے۔

اڈیٹر

تربیت گاہ بنات دہلی

تربیت گاہ بنات دہلی تعطیل کلاں کے لئے آخر جون میں بند ہوجائے گی اس مہینے میں محمد امتیاز علی صاحب مالک بوٹ فیکٹری گریڈی بنگال کی بچی عزیزی قمرالنساء بحیثیت بورڈر داخل ہوئی ہے مگر اب نئی بچیاں آیندہ سیشن کے لئے اکتوبر میں داخل ہونگی۔ جو حضرات اپنی گیارہ سال تک کی بچیوں کو داخل کرانا چاہیں آخر ستمبر میں مجھ سے خط و کتابت کریں۔ شہری لڑکیوں کی چھٹی صرف ایک ماہ کی ہوگی باقی دنوں میں تربیت گاہ کھلی رہے گی اور ایک استانی کام کریگی داخلہ کے سوا ہر معاملہ میں خط و کتابت وغیرہ بدستور رہے گی۔

راشدالخیری

مضامین پر انعام

عصمت کے نامہ نگاروں کو جولائی میں جو انعام تقسیم ہوتا ہے اسکے بارے میں میرا یہ خیال ہو کہ بہترین مضامین کا فیصلہ یعنی سال بھر میں کس کس کا مضمون کس کس مبحث پر اچھا تھا عصمتی بہنوں کی رائے سے کیا جائے اور بہنیں ہر عنوان مثلاً خانہ داری۔ تاریخ یا پرورش اولاد وغیرہ وغیرہ کے سب مضامین ملاکر اور غور سے پڑھکر دفتر عصمت کو اپنی اپنی رائے سے مطلع کریں اور ایڈیٹر صاحب ان خطوط کا خلاصہ چند حرفوں میں لکھکر عصمت میں درج کردیں اس سے معلوم ہو کہ کس کس کے مضمون کو لوگوں نے زیادہ پسند کیا جس کے مضمون پر زیادہ رائیں ملیں انکو انعام دیا جائے دوسرے یہ کہ تمام انعاموں کا بار عصمت پر ہی نہ پڑے بلکہ ناظرین عصمت بھی اپنی جانب سے کچھ نہ کچھ تحفہ ضرور بھیجیں۔ تھوڑے سے تحفہ سے کوئی امیر نہیں ہوجاتا اور نہ دینے والوں کی دولت میں کچھ کمی ہوتی ہے البتہ یہ فائدہ ہے کہ دینے والے کا نام ہوگا اور لینے والے کا دل بڑھیگا۔ انگریزی اخباروں میں جو مضمون لئے جاتے ہیں اجرت دیجاتی ہے اس کے علاوہ جسکا مضمون اچھا ہوتا ہے اسکو انعام بھی دیا جاتا ہے اسی لئے انگریزی مضمون نگار اچھے اچھے مضمون لکھا کرتے ہیں بیچاری اردو کو کون پوچھتا ہے لکھتے لکھتے ہاتھ ہی گھس جائے تو کوئی انعام دیتا نہ تحفہ بھیجتا ہے انسان چاہے کیسا ہی امیر ہو قدردانی کا تحفہ ایک قلم ہی بہت عزت، خوشی بخشتا ہے۔

صغرا ہمایوں مرزا

عصمتی بہنوں کی رائے سے مضامین پر انعامات دینے کے متعلق محترمہ صغرا ہمایوں مرزا کی تجویز وہی ہے جو ۱۹۲۹ء میں ہمنے پیش کی تھی اور ہم بڑے خوشی سے اب اعلان کرتے ہیں کہ آیندہ ہر موضوع کے بہترین مضامین کا فیصلہ عصمتی بہنوں کی رائے معلوم ہونے پر کیا جائے گا لیکن ۱۹۳۱ء کا سالگرہ نمبر قریب قریب تیار ہے اور اتنا وقت نہیں کہ سب بہنوں کی رائیں معلوم ہوسکیں تاہم ۱۵ جون تک جو رائیں ہمیں معلوم ہونگی انہیں سے اس سال فیصلہ کیا جائیگا۔ بہنیں براہ کرم ۱۵ جون تک مطلع کریں کہ انکی رائے میں اس سال (یعنی جولائی ۱۹۳۰ء سے جون ۱۹۳۱ء تک) خانہ داری، صنعت و حرفت، صحت و تندرستی، تربیت و پرورش اطفال، سیر و سیاحت، تمدن و معاشرت، مذہب، اخلاق، تاریخ، ادب، تنقید و تقریظ، ظرافت، افسانے، ڈرامے، نظمیں۔ ہر موضوع پر کون کون سے مضامین بہتریں اور قابل انعام ہیں۔

محترمہ صغرا ہمایوں مرزا صاحبہ نے ایک بہن کے مضامین پسند کرکے جو انعام بھیجا ہے اسکا اعلان سالگرہ نمبر میں کیا جائیگا

اڈیٹر

انصاف یا ظلم

(ڈاکٹر اعظم کریوی سابق ایڈیٹر اکبر الہ آباد)

ستمبر ۱۹۳۰ء کے عصمت میں میرا ایک ہندی سے ماخوذ اصلاحی افسانہ "انصاف یا ظلم" کے عنوان سے شائع ہوا۔ اس کا مقصد یہ تھا کہ اگر والدین جان بوجھکر اپنی تعلیم یافتہ قبول صورت اٹھارہ سالہ لڑکی کی شادی کسی سن رسیدہ عقل وشعور سے خالی شرابی مرد سے کر دیں گے تو لڑکی ہرگز خوش نہیں رہ سکتی۔ بے جوڑ شادیاں عورت مرد دونوں کے حق میں مضر ثابت ہوتی ہیں۔ یہ آزادی کا زمانہ ہے سوشل اصلاح کی ضرورت سے کسی صحیح الخیال انسان کو انکار نہیں ہو سکتا کیونکہ اسکے بغیر کسی ملک کی ترقی ناممکن ہے اس لئے عورتوں کے دل میں بھی آزادی کا خیال قدرتی طور سے پیدا ہوگا۔ ممکن ہے کہ لڑکی اپنی زبان سے کچھ نہ کہے۔ لیکن اس کا ستم رسیدہ دل ایسی بے جوڑ شادی پر ضرور فریاد کرے گا۔ بس" اتنی سی بات تھی جسے افسانہ کر دیا" یہ افسانہ ادبی دنیا میں خاص طور سے پسند کیا گیا تعریفی خطوط سے میری عزت افزائی کی گئی۔ میرے محترم دوست رازق الخیری صاحب ایڈیٹر عصمت نے بھی کلمہ تعریف سے یاد کیا لیکن میرے تعجب کی کوئی انتہا نہ رہی جب میں نے اس کے خلاف ایک مضمون "انصاف یا ظلم" ہی کے عنوان سے فروری ۱۹۲۱ء کے عصمت میں دیکھا جس میں میرا مضمون ناعاقبت اندیش اولاد کے حق میں تباہی خیز بتایا گیا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ اگر کوئی نوجوان تعلیم یافتہ لڑکی کسی بڈھے کے ساتھ بیاہ دی جائے تو وہ اُف بھی نہ کرے کیونکہ اس سے والدین کی بیوقوفی اور ظلم ثابت ہوتا ہے اور یہ بہت ناعاقبت اندیشی کی بات ہے

میری عمر کا کافی حصہ فسانہ نگاری میں بسر ہوا ہے میرے افسانے زیادہ تر یا تو دیہاتی معاشرت پر ہوتے ہیں یا اخلاقی اور اصلاحی جن میں عموماً میں نے عورتوں کے جذبات کی ترجمانی کی ہے۔ میرے وہم وقیاس میں بھی یہ بات کبھی نہ آئی تھی کہ میں اولاد کے حق میں کانٹے بوؤں گا۔ چنانچہ میں نے اس مضمون کو نہایت غور سے کئی مرتبہ پڑھا شروع میں تو میرا خیال ہوا کہ شاید یہ مضمون کسی بگڑے دل سن رسیدہ بزرگ نے لکھا ہوگا لیکن حیرت اور سخت حیرت کہ یہ مضمون ایک خاتون کے نام سے شائع ہوا ہے !!

ہماری محترمہ مضمون نگار صاحبہ اپنے مضمون کے شروع ہی میں میرے فسانہ کے متعلق فرماتی ہیں:۔

"اس فسانہ کا ظاہری مطلب یہی معلوم ہوتا ہے کہ جو شادیاں والدین اپنی مرضی سے کرتے ہیں وہ اولاد کے حق میں ظلم ہے اور ایسی شادیوں سے لڑکے تو لڑکے اب لڑکیاں بھی والدین کے انتخاب شدہ شوہر کی صورت سے

بیزار و متنفر ہونے لگی ہیں اور افسانہ کے ایک جملہ کے مطابق کہ "جو عورت میرے اس دعوی کے خلاف رائے رکھتی ہو اس کے دماغ میں ضرور خلل ہو" اپنے زعم باطل میں سب کو پاگل سمجھنے لگی ہیں۔"

اگر وہ اس افسانہ . . . معلوم ہوتا ہو کہ جو "کے بعد بے جوڑ شادیاں" کے الفاظ ہوتے تو اس میں کوئی شک نہیں کہ میرے افسانہ کا مطلب کچھ صاف ہو جاتا اس لحاظ سے اگر میں کہوں کہ محترمہ نے میرے مقصد کو اچھی طرح نہیں سمجھا تو کچھ بیجا نہ ہوگا اب میں ذیل میں وہ پوری عبارت لکھے دیتا ہوں اس سے ناظرین کو اندازہ ہو جائیگا کہ افسانہ کا یہ جملہ کہ جو عورت میرے اس دعوی کے خلاف رائے رکھتی ہو اسکے دماغ میں ضرور خلل ہے" زعم باطل ہے یا کوئی حقیقت بھی رکھتا ہے۔

ایک تعلیم یافتہ۔ خوبصورت لڑکی کی شادی اس کے والدین ایک "واجبی" پڑھے لکھے۔ بدصورت شرابی سن رسیدہ "خان بہادر" سے رجن کی دو بیویاں مر چکی تھیں) سے کر دیتے ہیں۔ یہ قدرتی بات ہو کہ تعلیم سے انسان روشن خیال ہو جاتا ہو۔ لڑکی کافی تعلیم یافتہ تھی وہ ایسی بے جوڑ شادی کے خلاف اپنے جذبات کا یوں اظہار کرتی ہو:-

"اگر کسی عورت کو ہم مذاق اور حسب خواہش خاوند مل جاتے اور پھر وہ خدا کی قدرت سے لنگڑا لولا یا فالج زدہ ہو جائے تو عورت اس سے نفرت نہ کریگی وہ اسکو اپنا سرتاج سمجھکر جان و دل سے اسکی خدمت کریگی لیکن ظالم ماں باپ اگر جان بوجھکر کسی لالچ میں ایک لائق کمسن لڑکی کا بیاہ کسی جاہل سن رسیدہ مرد سے کر دیں تو لڑکی کے دل میں اس کا ہمیشہ قلق رہیگا یہ اور بات ہو کہ وہ شرم یا لحاظ سے کوئی شکایت نہ کرے لیکن جب کمسن لڑکی جوان اور سمجھدار ہو جائیگی تو وہ اس بری رسم کی ضرور برائی کرے گی جسکی وجہ سے اس کا ہمیشہ کیلئے آرام گیا اور اپنی زندگی کے ایام خون جگر پی پی کر کاٹے گی۔ ظلم دباؤ یا ظاہری باتوں سے کوئی عورت اپنے شوہر پر فریفتہ ہو کر دل سے محبت نہیں کر سکتی جب تک دو دل ایک نہ ہوں اسوقت تک الفت کے راگ نہیں گائے جاسکتے یوں کہنے کو تو ہر عورت جسپر رات دن شوہر کے ظلم و ستم ہوتے ہیں خود کو جان شوہر سمجھتی ہے لیکن میں یقین کے ساتھ کہہ سکتی ہوں کہ زمین و آسمان ایک ہو جائیں مگر کوئی عورت ظالم۔ بدکار اور خود غرض شوہر کو نہیں چاہ سکتی جس عورت کی شادی کمسنی اسکی مرضی کے خلاف کسی سن رسیدہ مرد سے دولت کے لالچ سے کر دی گئی ہے وہ اپنے شوہر پر جان نہیں دے سکتی وہ پیار کرنا تو دور رہا اسکی صورت سے ہی بیزار رہے گی جو عورت میرے اس دعوی کے خلاف رائے رکھتی ہو اس کے دماغ میں ضرور خلل ہے میری دلی خواہش ہے کہ میری بہنیں اور معزز بھائی میری آپ بیتی کو پڑھکر برا نہ مانیں گے بلکہ انصاف کریں گے کہ مجھ پر ظلم ہوا ہے یا نہیں ــــ"

ناظرین مندرجہ بالا اقتباس کو بغور پڑھیں اور خود انصاف کریں کہ ایک کمسن لڑکی کی شادی ایک بوڑھے کھوسٹ سے کر دینا انسانیت کے خلاف صریح ظلم نہیں تو کیا ہے۔ ایسی بے جوڑ شادیوں کی وجہ سے عورتوں پر

کیسے کیسے ظلم ہوئے اور ہو رہے ہیں کہ محض ان کے خیال ہی سے روح کو صدمہ پہنچتا ہے۔ بھلا جس ملک میں ایسی بے جوڑ شادیاں ہوتی ہوں۔ جس ملک یا قوم کے مرد عورتوں کے اعلیٰ جذبات کو نہ تسلیم کرتے ہوں اور انکو محض اپنی ملکیت سمجھتے ہوں جس سوسائٹی میں والدین محض اپنی خواہش کے مطابق بڈھے مرد کے ساتھ ایک کمسن تعلیم یافتہ لڑکی کی شادی کر دیتے ہوں اور اس کی دردانگیز مخالفت کی اتنی ہی پرواہ نہ کرتے ہوں جتنی کہ ایک قصائی اپنی بکری کو ذبح کرتے وقت اس کے مزاحمانہ ہل چل کی اس سوسائٹی پر جتنے بھی آنسو بہائے جائیں کم ہیں۔ ہندوستان میں خدا جانے کتنی عورتیں ممتاز بیگم (فسانہ کی ہیروئن) کی طرح اپنی بدنصیبی پر آنسو بہا رہی ہونگی لیکن ہمیں پرواہ نہیں اور تو اور خود انکے ہمجنس کو بھی ان کا آنسو بہانا یا فریاد کرنا ناگوار گذرتا ہے ابھی حال ہی کا ذکر ہے کہ بنگال میں ایک قیدی جب کئی سال کی قید کاٹ کر جیل سے رہا کیا جانے لگا تو اس نے استدعا کی کہ چونکہ اسکی ساری عمر جیل ہی میں کٹی ہے وہ جیل کا عادی ہوچکا ہے باہر کی ہوا میں رہنا اسے پسند نہیں اسی قیدی سے ملتی جلتی حالت ہماری ان بہنوں کی ہے جن کی آزادی کا خاتمہ کچھ اس افسوسناک طریقہ سے ہوا ہے کہ اب وہ خود بھی اس کا احساس نہیں کر سکتیں۔

میرا جواب یہیں ختم ہو جاتا ہے اگر میں نے یہ ظاہر کیا تھا کہ بے جوڑ شادیوں سے عورت مرد خوش نہیں رہ سکتے تو اس کا منشا ہرگز یہ نہ تھا کہ یورپین معاشرت کی ترغیب دیتا ہوں میں یورپ کی کورانہ تقلید کا سخت مخالف ہوں۔

ہماری محترمہ مضمون نگار صاحبہ اپنے مضمون میں ضمناً ایسے مسائل کا بھی ذکر کر گئی ہیں جن کا میرے فسانہ سے کوئی تعلق نہ تھا چنانچہ آپنے میرے خیال میں ان بے جوڑ شادیوں کے خلاف صدائے احتجاج بلند کرنے کو "مخرب اخلاق و تقلید مغربی متعدی وبا" بتایا ہے اور اسی سلسلہ میں پردہ کا بھی ذکر چھیڑ دیا۔ "کورٹ شپ" کی بھی مذمت بیان کر دی (حالانکہ میرے فسانہ میں اس شرمناک رسم کے متعلق کوئی ذکر ہی نہ تھا) آپ حسب پسند شادیوں کو "مصیبتیں" ظاہر کر کے فرماتی ہیں "شادی سے پہلے جو مرد غیر محرم مانا گیا ہے جس سے پردہ کا حکم ہے تو لڑکیاں قبل از شادی کس طرح اس کے عادات و خصائل جانچ سکتی ہیں" اس کے ساتھ ہی یہ بھی لکھتی جاتی ہیں "یاں شریعت نے فقط اتنا روا رکھا ہے کہ قبل از بیاہ کسی طرح منسوبہ کو دیکھ لیا جائے مگر اختلاط باہمی کی مطلق اجازت نہیں دی" میں پھر مکرر عرض کرونگا کہ میرے فسانہ سے ان باتوں کا کچھ تعلق نہیں میں نے اپنے فسانے میں شادی سے قبل "اختلاط باہمی" کے متعلق تلقین نہیں کی بلکہ جیسا کہ میں اوپر لکھ آیا ہوں میں بے جوڑ شادیوں کے خلاف ہوں۔ آپنے خواہ مخواہ پردہ کی بھی بحث چھیڑ دی۔ میں بھی مجبوراً پردہ کے متعلق کچھ عرض کئے دیتا ہوں حالانکہ اس کا جواب فسانہ نگار کے بجائے اگر کوئی مولوی صاحب دیتے تو زیادہ بہتر ہوتا میں تو پردہ کو قرآن و حدیث سے جو کچھ سمجھ سکا ہوں وہ یہ ہے:۔

"فانکحوا ماطاب لکم من النساء مثنیٰ و ثلاث و ربع" (ترجمہ۔ نکاح کرو عورتوں سے جو تمہیں پسند ہوں دو تین یا چار)

لیجئے کلام پاک تو ہمیں ہدایت کرتا ہے کہ پہلے عورتوں کو پسند کر لو اور یہ ظاہر ہے کہ عورت کو دیکھنے میں پردہ نہیں رہ سکتا، تب شادی کرو لیکن ہماری معزز مضمون نگار صاحبہ اسے مغرب کی تقلید فرماتی ہیں۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ ہمارے آقا و مولا سرور کائنات فخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت خداوندی پر کس طرح عمل فرمایا وہ اس امر سے ظاہر ہے کہ سرکار دو عالم نے جتنے نکاح کئے پہلے عورتوں کو دیکھ لیا بغیر دیکھے ہوئے

ایک بھی شادی نہیں کی اور اس امر میں بے حد تاکید فرمائی ملاحظہ ہو:-

(۱) جابر سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی اپنے نکاح کا پیغام کسی عورت کیطرف پہنچانا چاہے۔ ہو سکے تو اسکو دیکھ لے جس سے نکاح کا ارادہ ہے پھر نکاح کرے (صفحہ نمبر ۱۰ قرآن اور پردہ" بحوالہ ابی داؤد)

(۲) مغیرہ بن شعبہ سے روایت ہے پیام کیا میں نے نکاح کا ایک عورت کے ساتھ زمانہ میں رسول اللہ کے آپ نے فرمایا تو نے دیکھ بھی لیا ہے اسکو میں نے کہا نہیں تو فرمایا کہ دیکھ لے اسکو اس سے الفت زیادہ ہوگی دونوں میں (صفحہ نمبر ۱۱۹۔ قران اور پردہ بحوالہ نسائی)

(۳) ام المومنین حضرت عائشہ رضہ سے روایت ہے کی بی بی اسما حضرت ابوبکر کی بیٹی رسول اللہ کے پاس آئیں ان کے بدن پر باریک کپڑے تھے تو رسول اللہ نے ان کی طرف سے منہ پھیر لیا اور فرمایا کہ اے اسما عورت جب جوانی کو پہنچے تو یہ مناسب نہیں کہ اس کا بدن دکھائی دے سوائے اس کے اور اس کے اور اشارہ کیا حضرت نے اپنے چہرہ اور دونوں ہتیلیوں کی طرف" (صفحہ نمبر ۹۴ قرآن اور پردہ بحوالہ سنن ابی داؤد)

اس حدیث سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ عورت ایک غیر مرد کے سامنے ہاتھ اور چہرہ کے علاوہ جسم کے اور کسی حصہ کو نہ کھولے اور یہی اسلامی پردہ ہے ہمارے مولا و آقا سرکار دو جہاں کے اسی حد تک حامی ہیں کہ عورت سوائے اپنے چہرہ اور ہاتھوں کے بقیہ بدن غیر مرد سے چھپائے رکھے اور بس۔

میں اسلامی پردہ کے متعلق ان حدیثوں کی جانب آپ کی توجہ مبذول کراتا ہوا صاف الفاظ میں کہدینا چاہتا ہوں کہ میں یورپ کی کورانہ تقلید کو نہایت نہایت معیوب سمجھتا ہوں لیکن بے جوڑ شادیوں کے خلاف صدائے احتجاج بلند کرنا صرف اپنا ہی نہیں بلکہ ہر مسلم مرد و عورت کا فرض سمجھتا ہوں۔ شادی کیا ہے ایک مرد اور ایک عورت کا روحانی تعلق۔ اخلاق اسے یہ کب گوارہ کرے گا کہ مرد کو تو اپنی بیوی پر کامل حق و قابو ہو لیکن بیوی کو اپنے خاوند کے نازیبا حرکات پر اُف کرنے کی بھی اجازت نہ ہو۔ آج عورتوں کی مظلومیت سے کون ایسا انسان ہے جو واقف نہیں۔ آج عورتیں اپنے مردوں کی جہالت۔ غرور و ظلم کی تصویریں ہیں لیکن اب یہ حالت عرصہ تک قایم نہیں رہ سکتی انہیں مظلوم عورتوں کی آہوں کا اثر تھا کہ آج کئی نسوانی اخبارات و رسائل ان کی حمایت میں نکل رہے ہیں علامہ راشد الخیری کی ساری عمر عورتوں ہی وکالت کرتے گذری اس زمانہ کو جسے آپ پستی و اندھیرا کا زمانہ سمجھتی ہیں، مساوات و آزادی کا زمانہ کہنا غیر موزوں نہ ہوگا۔ اس جنگ آزادی کا ایک جزو عورتوں کو بھی ملا ہے۔ یہ جنگ مردوں اور عورتوں کے فریقین میں ہو رہی ہے مرد چاہتا ہے کہ اس کے جملہ اختیارات محفوظ رہیں عورتیں چاہتی ہیں کہ چونکہ مرد عورت ایک ہی خالق کی مخلوق ہیں اس لئے دونوں میں یکساں مکمل برابری کا برتاؤ ہونا چاہئے۔ اسے آپ یورپین تقلید نہ کہئے بلکہ یہ تعلیم کا کرشمہ ہے۔ لیکن حقیقت تو یہ ہے کہ جب تک عورتیں خود اپنے حقوق کو نہ سمجھیں گی اسوقت خود غرض اور نفس پرست مردوں سے ان کو دنیا میں کوئی نہیں بچا سکتا خدا بھی انہیں کی مدد کرتا ہے جو اپنی مدد آپ کرتے ہیں۔ مجھے یہ تسلیم ہے کہ والدین کا حکم بلا چون وچرا ماننا چاہئے لیکن اس کے ساتھ ہی میں یہ کہونگا کہ بے عیب ذات خدا کی ہے والدین سے بھی غلطیاں ہوتی ہیں اور ایسی صورت میں صدائے احتجاج ضرور بلند کی جائے گی۔ کل

کہ اگر خدا نخواستہ والدین کسی اور مسلک کو اختیار کریں اور ہم کو اس کے اتباع پر مجبور کریں تو کیا ہم اپنے موجودہ مسلک کو صرف اس لئے ترک کر دیں گے کہ والدین کے ارشاد کی تعمیل مقدم ہے اور ملکوہ دینکم دلی یدین کی ہدایت کو نظر انداز کر دیں گے نہیں ہم ایسا ہرگز نہیں کر سکتے جب ہم ایسا نہیں کر سکتے تو پھر ہم ایک غیر فطرتی اور بے جوڑ شادی ایسی رسم کے خلاف اپنی آواز کیوں نہ بلند کریں جس میں ہمارا سراسر نقصان ہے۔

اسلام نے عورت کو حقیقی معنوں میں آزاد کیا ہے تو پھر آپ اس کا یہ حق کیوں چھینتے ہیں۔ آپ یورپ کی ننگ انسانیت رسم و رواج اور عریانیت کو ہرگز اختیار نہ کیجئے لیکن اسلام نے جو آزادی دی ہے اس سے ضرور فیض یاب ہوں۔ اسلام ہمیں رسم و رواج کا پابند نہیں بناتا اسلام تنگ نظری و قدامت پرستی کی تعلیم نہیں دیتا لیکن افسوس ہے کہ ہم اپنے افعال و اقوال سے اپنی گفتار و کردار سے اس کا یہ مفہوم بتا رہے ہیں کہ مسلمان وہ ہے جو عورتوں کی آزادی کو چھین لے جو ایک کمسن لڑکی کی شادی ایک بوڑھے مرد سے کرنے پر خوش ہو اور جو اس کے خلاف آواز بلند کرے اس پر انگریزیت و تقلید مغربی کا شبہ کیا جائے افسوس ہے ان اصحاب کی حالت پر جن کے نزدیک مذہب نام ہے صرف کورانہ تقلید کا اور اس قدامت پرستی کا جو نسلاً بعد نسلاً چلی آ رہی ہے دعویٰ تو یہ کیا جاتا ہے کہ اسلام سے زیادہ اور کسی مذہب نے عورت کو بھی آزادی نہیں دی لیکن ہم اس کے خلاف چلنا چاہتے ہیں۔

مجھے امید ہے کہ میرے اس مضمون سے ہماری محترمہ مضمون نگار صاحبہ کی غلط فہمی رفع ہو جائے گی اس کے ساتھ ہی میں اپنی تمام ماؤں اور بہنوں سے جن کو ملک و قوم کی خدمت کا فخر حاصل ہے اور جو عورتوں کے جذبات سے بخوبی واقف ہیں یہی استدعا کروں گا کہ وہ بے جوڑ شادی ایسی قبیح رسم کے خلاف صدائے احتجاج بلند کریں یہ یورپ کی کورانہ تقلید نہیں ہے اس سے ہماری قوم و ملک کا فائدہ ہوگا مذہب نے بھی ہمیں اس معاملہ میں خاص طور سے آزاد کیا ہے یاد رکھئے کہ جو پرند دوسرے پرندوں کے ساتھ قفس کی تیلیوں سے نکل جانے کے لئے بیتاب نہیں وہ کسی کھلی ہوئی فضا کی برکات کا ہرگز مستحق نہیں ہو سکتا۔

دماغی کمزوری

اس میں شک نہیں کہ موجودہ تہذیب نے جہاں ہمارے دماغوں کی بعض قوتوں کو بہت کچھ ابھار دیا ہے وہاں ہر وقت کی فکر اور ہر وقت کی خلجان نے ہمارے اعصاب ہمارے دماغوں کو کمزور اور ناطاقت بھی کر دیا ہے بہت رنج فکر پریشانی اور ہر وقت کی چیخ پکار شور و غل ایسی چیزیں ہیں جنکا اثر انسانی دماغ پر بہت ہی برا پڑتا ہے ان چیزوں کے ساتھ غذا کی کمی تازہ ہوا کی محرومی اور ہر وقت چار دیواری کے اندر بند رہنے کو بھی شامل کر لیا جائے تو پھر دماغ کی کمزوری و بربادی میں کوئی کسر باقی نہیں رہتی انسانی دماغ پر شور و غل کے اثر کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ گذشتہ جنگ عظیم کے دوران میں ہر وقت گولوں اور بموں مشین گنوں اور جہازوں کے شور سنتے سنتے صدہا سپاہیوں کے دماغ بالکل خراب ہو گئے اور ان میں بہت سے تو علاج و معالجہ کے باوجود بھی اچھے نہ ہوئے سب سے بڑا سبب اس مرض کے عام ہونیکا ہماری بیکاری اور آرام طلبی ہے خالی دماغوں میں جو کچھ بھی سما جائے تھوڑا ہے ہم دیکھتے ہیں کہ اب عام طور پر خواہ سن رسیدہ ہوں یا نو عمر لڑکیاں سب کی یہ حالت ہے کہ چہرہ بالکل زرد ہو گیا ہے سرخی کا کہیں نام نہیں سینے اندر کو دبے ہوئے ہیں کمر میں اتنی طاقت بھی نہیں کہ پشت اور کندھوں کا بوجھ سنبھالے اور اس لئے وہ خمیدہ ہو گئے ہیں ہمیشہ لیٹا رہنا ممکن ہو تو بیٹھنا بھی انہیں پسند نہیں ہے فرضی اور خیالی چیزوں سے ڈر معلوم ہوتا ہے موٹر میں نکلیں یا ریل میں سفر کریں تو یہی اندیشہ لگا رہتا ہے کہ کہیں ایک دوسرے سے ٹکرا نہ جائیں. بادل کی گرج اور بجلی کی چمک سے خوف زدہ ہو جاتی ہیں کسی قسم کی مصیبت کا سامنا ہو جائے تو فوراً دل دھڑکنے لگتا ہے ہوش و حواس غائب ہوتے ہیں غش آجاتا ہے غالباً ہمارا یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ فیشن ایبل خواتین نے اپنی زینت اور آرائش کے لئے جہاں نئی نئی چیزوں کو اختیار کیا ہے وہاں غش بھی لوازمات فیشن میں ایک ضروری شئے ہے بلا کسی وجہ غش آجانا انکی معمولی ادا ظاہر ہوتی ہے یہ سچ ہے کہ ایسی خواتین اپنے گھروں کے زینت اور رونق ہونیکے بجائے ڈاکٹروں کیلئے تختہ مشق اور ان کے دواخانوں کی رونق کو خوب بڑھا سکتی ہیں۔ یہ ہماری انتہائی بدنصیبی ہے کہ جوان عمر کی موتیں جتنی ہمارے ملک کی عورتوں میں ہوتی ہیں اتنی شاید ہی کسی دوسرے ملک میں ہوتے ہوں ہر وقت کے رنج و غم سے دماغ ہی خراب نہیں ہو جاتا بلکہ صدہا بداخلاقیاں بھی پیدا ہو جاتی ہیں دوسروں کے سامنے اپنی بیماری اپنی پریشانی اور مصیبتوں کا ذکر کرنے سے لطف حاصل ہوتا ہے چڑچڑاپن اور غصہ کا پیر پچر بہت بڑھ جاتا ہے مشکل سے کبھی نارمل ہو تو ہو زندہ دلی بلند خیالی خوشی و خرمی کی کبھی جھلک تک پیدا نہیں ہوتی بے خوفی بے پرواہی جرات و دلیری کا شوق مطلق نہیں ہوتا یہ مانا ہوا اصول ہے کہ ہر ناگوار خیال کا اثر نہ صرف دماغ کو کمزور کر دیتا ہے بلکہ چہرے کو بھی بگاڑ دیتا ہے صحت خراب ہو جاتی رنج والم کی زیادتی سے بھوک زائل ہو جاتی ہے ملک میں یہ مرض اب اس قدر عالمگیر ہو گیا ہے کہ ہم کو سب سے پہلے اسکی طرف توجہ کرنے کی ضرورت ہے شروع شروع میں یہ آسان ہے کہ ایسے خیالات کا دخل دل میں نہ ہونے دیں کیونکہ جب یہ خیالات دل میں جڑ پکڑ جاتے ہیں تو ان کا نکالنا مشکل ہو جاتا ہے اگرچہ کوشش سے کامیابی ناممکن نہیں مناسب طریقے سے ہم اس وبا کو بہت بڑی حد تک کم کر سکتے ہیں سب سے مقدم بات یہ ہے کہ اپنے جذبات پر قابو پانیکی کوشش کریں تو ممکن ہے

کہ یہ عادت رفتہ رفتہ کم ہو جائیگی ناگوار خیالات کو دل سے نکالکر تمام دن ہنسی اور خوشی کی باتوں کا خیال رکھنا چاہئے۔ ہر وقت شاد و خرم رہنے کی کوشش کریں کبھی افسردہ دل نہ ہوں، رافسردہ دل کبھی خلوت نہ انجمن میں رہے۔ بیمار ہو کے رہے جس چمن میں رہے، مضر خیالات کو ترک کر کے نیک کاموں کا دہیان رکھیں مشہور مصنفین کی تصانیف اور بڑے بڑے آدمیوں کی سوانح عمریاں جو بیحد سبق آموز اور مفید ہوتی ہیں ہمارے لئے ایک اچھے راہ نما کا اور ایک پر زور محرک کا کام دیا کریں گی کتاب ہمارے سامنے ان اشخاص کی پوری زندگی کو کہولکر رکھدیتی ہے اور جب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ ان لوگوں میں سے اکثر نے بالکل ناموافق حالت میں پرورش پاکر دنیا میں کامیابی حاصل کی ہے تو ہمارے دل امنگوں سے بہر جاتے ہیں اور خواہش ترقی کی ایک زبردست لہر ہمارے دماغ سے اٹھکر فوراً مصروف عمل ہونیکی خواہش ہوتی ہے ہمارے دل میں بہی ان جیسا بنجانے کی تمنا پیدا ہوتی ہے انکی سادہ زندگی اور حیرت انگیز کامیابیوں کا غور سے مطالعہ کرنے سے خیالات میں پاکیزگی بلند ہمتی اور دلیری پیدا ہوتی ہے لپنے تئیں نیک اور بزرگ بنانیکے لئے اوروں کی محض نیکی اور بزرگی کو دل میں جگہ دینا ضروری ہے۔

اسکے پابند رہو جو کہ کتابوں میں پڑھو — چاہئے علم کے ہمراہ عمل کی قدرت
اس سے کیا ہوگا اگر پڑھ کے بنے تم لقمان — ترک کر ہی نہ سکے جاہلوں کی سی خصلت

بنت عبد الرب ڈاکٹر گلبرگہ دکن

مسلم خواتین اور ورزش

مسلم خواتین کی بے حسی قابل افسوس ہے۔ تعلیمی پستی کے علاوہ جسمانی حالت بھی ناگفتہ بہ ہوتی جارہی ہے تقریبًا ہر مسلم خاندان میں بیگمات دق و سل جیسے مہلک امراض میں مبتلا پائی جاتی ہیں۔ دوسری غیر اقوام کی مستورات کس سرعت کے ساتھ ترقی کر رہی ہیں۔

گذشتہ سول نافرمانی کی تحریک میں ان بیگمات نے قوم و ملک کے لئے انتہائی ایثار سے کام لیا، ہندو عورتیں لکڑی چلانے اور حتیٰ کہ بندوق چلانے میں مشاق ہوتی جارہی ہیں۔

اب وقت آگیا ہے کہ ہم بیگم محمد علی کے محققانہ خطبہ صدارت پر جو موصوفہ نے آل انڈیا مسلم کانگریس کے گذشتہ اجلاس دہلی میں بحیثیت صدر استقبالیہ فرمایا تھا، عمل پیرا ہوں۔

تعلیمی ذوق کے ساتھ ساتھ ہمارے لئے اشد ضروری ہے کہ جسمانی ترقی کیطرف خاص طور توجہ منعطف کریں موجودہ نازک ترین زمانہ میں جبکہ ملک کی فضا ہند و مسلم مناقشات کے زہریلے پروپگنڈے سے مکدر ہو چکی ہے ہمیں نہایت دلیری اور ہمت سے کام لینا چاہیے۔

کانپور میں جو بربریت اور وحشیانہ وسفاکانہ برتاؤ چند خواتین کے ساتھ کیا گیا۔ وہ ہمارے لئے تازیانہ عبرت ہے خدا کا شکر ہے کہ اس ابتری کی حالت میں بھی۔ ایک مسلم خاتون نے کانپور میں وہ بہادری دکھلائی جو تاریخ میں سنہری حروف

میں لکھی جانیکے قابل ہے۔ تن تنہا ڈہائی سو مردوں کا مقابلہ کیا۔ اور بندوق سے متعدد لوگوں کو ہلاک کیا۔ حتی کہ دوڈہائی سو مرد خوف سے بھاگ گئے۔ ہمارا فرض اولین ہونا چاہئے۔ کہ ہم اپنی جسمانی حالت کو بہتر سے بہتر بنائیں۔ ذیل میں چند ناقص خیالات کا اظہار کرتی ہوں۔ روزمرہ کی زندگی کے نقطہ نگاہ سے سکو واضح کرنیکی کوشش کی ہے۔ گذشتہ زمانہ میں خواتین اپنے امور خانہ داری کے ذریعہ بہت کچھ ورزش کرلیا کرتی تہیں۔ اور اکثر کام خود ہی انجام دیتی تہیں کم استطاعت بیبیاں چکی پیسنے سے بھی دریغ نہ کرتی تہیں معمولی سے معمولی کام بھی معیوب نہ سمجھا جاتا تھا۔ اپنا ذاتی کام خود ہی کرلیا کرتی تہیں مگر اس تہذیب جدید نے سبکا قلع قمع کردیا۔ ہم اب بالکل ملازمین کے محتاج ہو رہے ہیں۔ اور اکثر مغربی تہذیب کی دلدادہ خواتین امور خانہ داری میں حصہ لینا معیوب سمجھنے لگی ہیں۔ نتیجہ یہ ہے کہ اس رہی سہی قلیل ورزش سے بھی ہم محروم ہوتے جارہے ہیں۔ اس سے میرا یہ مطلب نہیں کہ بہنیں ملازمین کو رخصت کردیں اور خود ہی سب کام کا بار اپنے سر لے لیں۔ ہرگز نہیں۔ بلکہ کسی قدر کام میں حصہ ضرور لینا چاہئے جس سے ورزش ہوتی ہو۔ موجودہ زمانہ میں ہمارا طبقہ بہت ہی نحیف وزار حالت میں ہے۔ ہماری نزاکت میں روزافزوں ترقی ہوتی جارہی ہے۔ اور ساتھ ہی سستی دکاہلی بھی بڑھ رہی ہے۔ عموماً مسلم خاندانوں میں خواتین دائم المریض نظر آتی ہیں انکے پژمردہ چہرے سے جسمانی حالت کا اندازہ بخوبی ہوسکتا ہے۔

اگر خدانخواستہ کوئی مرض حملہ آور ہو تو پھر مہینوں سبھلنا مشکل ہوجاتا ہے صاف ہوا اور ورزش سے محروم رہنے کی بدولت زیادہ تر ہمارا طبقہ تپ دق جیسے مہلک مرض کا شکار ہورہا ہے۔

باوجود اسکے کہ نوعمر حسرت بھری دیویاں اسکی بھینٹ چڑھ رہی ہیں مگر ہم چشم واکرکے زمانہ کی ستم کاریاں نہیں دیکھتیں اور ہنوز محو خواب ہیں۔ میرا چشم دید واقعہ ہے ایک قصبہ میں روسا کا ایک خاندان کثیر تعداد میں بسا ہوا تھا۔ انکے مکانات میں اسقدر چہل پہل رہتی تہی دیکھنے والوں کو یہ شبہ ہوتا تھا کہ شاید کوئی تقریب کے سلسلہ میں یہ اجتماع ہے۔ انکی پرحسرت زندگی قابل رشک تہی۔ لیکن آرام طلبی وسستی نے سب پر قبضہ کر رکھا تھا۔ اپنی جا نشست چھوڑنا باعث ننگ سمجھا جاتا تھا۔ ورزش ان سے کوسوں دور تہی۔ شدہ شدہ سب حسین دیویاں اسی موذی مرض (تپ دق) کی بھینٹ چڑھ گئیں۔

آج انکے فلک بوسی مکانات شہر خموشاں بنے ہوئے ہیں۔ انکی نشست گاہیں دنیا کی بے ثباتی کا نمونہ پیش کررہی ہیں صرف چند بزرگ خواتین نوحہ ماتم کرنیکے لئے زندگی کے دن کاٹ رہی ہیں۔

پھول تو دودن بہار جانفزا دکھلا گئے
حسرت ان غنچوں پہ ہے جو بن کھلے مرجھا گئے

دوسری چشم دید مثال بھی سبق آموز ہے۔ ایک متوسط الحال خاندان میرے محلہ میں موجود ہے اس خاندانکی سات نوعمر اور پرارمان ہستیاں فنا ہوچکیں۔ ایک ضعیفہ بحال زار آنسو بہارہی ہے۔ اس قسم کی صدہا مثالیں ہمارے سامنے موجود ہیں۔

پیاری بہنوں قضا و قدر تو بیشک اس ذات باری کے ہاتھ میں ہے۔
مگر جب خدا نے ہمیں انسان ناطق بنایا۔ عقل سلیم عطا کی تو کیوں دانستہ ہم اپنی محنتوں کو خراب ہوتے ہوئے دیکھیں اور خاموش رہیں سب بہنوں سے اور خصوصاً دائم المریض وکمزور بہنوں سے التماس کرتی ہوں کہ برائے خدا وہ اپنی

صحت جسمانی کی طرف توجہ کریں اور اپنی قوم کی بہبودی کی خاطر چشم غور سے انہی زندگی کا مطالعہ کریں۔ نزاکت و آرام طلبی سے کوسوں دور رہیں۔ اپنے جسم کو ایک اعلیٰ مشین کی طرف سمجھئے۔ اور ہمیشہ اس کوشش میں رہیئے کہ وہ اچھی حالت میں رہے۔ آپ کی تندرستی پر آپ کی نسل کی طاقت و توانائی کا دار و مدار ہے۔ آپ تندرست ہونگی اپنی اولاد کی نگہداشت و تعلیم و تربیت بخوبی کر سکیں گی۔ جس پر قوم کی زندگی کا انحصار ہے۔ غرض بحالت تندرستی آپ اپنے کل فرائض منصبی کشادہ پیشانی سے بخوبی انجام دے سکتی ہیں۔ صحت دولت مسرت اور طاقت کا سرچشمہ ہے۔ اچھی صحت ایک ایسا ماحول پیدا کر دیتی ہے جو ترقی کے لئے پیش خیمہ ہوتا ہے۔ صحت جتنی زیادہ اچھی ہوگی اتنی ہی آپ کی قوت عمل زیادہ ہو جائیگی۔ امور خانہ داری میں ہماری کسیقدر ورزش ضرور ہوتی ہے مگر ہمارے قوا مضبوط ہونے کے لئے اتنی ہمیں کافی نہیں ہوتی۔ ساتھ ہی ورزش میں اعتدال بھی ضروری ہے ہمارا جسم حد سے زیادہ محنت کا متحمل نہیں ہو سکتا۔

بہترین ورزش سیر اور ہوا خوری ہے اس سے جسم کی تمام رگیں اور پٹھے حرکت میں آتے ہیں اور سبزہ و دیگر مناظر قدرت دیکھنے سے انسان کی فطرتی دلچسپی میں اضافہ ہوتا ہے۔

اگر زینہ پر تین یا چار مرتبہ چڑھیں اتریں اس سے بھی کچھ ورزش ہو سکتی ہے اگر شہر کے باہر کسی وجہ سے نہ جا سکیں تو کھلی ہوا میں کم از کم ایک گھنٹہ چہل قدمی کرنا چاہیے۔

سانس لینے کی ورزش بھی بہت مفید ہے۔ اس سے سینہ کشادہ اور خون صاف ہوتا ہے۔ اس کی ترکیب حسب ذیل ہے۔

دونوں ہاتھوں کو سیدھا چھوڑ دیا جائے۔ اور گردن ذرا اونچی رکھی جائے پھر آہستہ آہستہ سانس کو ناک کے رستہ اندر لیکر اور پانچ یا آٹھ سکنڈ تک دم روکے رہیں اسکے بعد آہستہ آہستہ سانس کو منہ کے ذریعہ خارج کریں۔ ابتدا میں چار یا پانچ مرتبہ ایسا کرنا کافی ہے۔ اور رفتہ رفتہ اس عمل کو بڑھایا بھی جا سکتا ہے۔ دو ہفتہ اگر آپ یہ عمل کریں تو ضرور فائدہ معلوم ہو جائیگا۔ اگر ممکن ہو سکے تو بندوق چلانا بھی موجودہ زمانہ کا لحاظ کرتے ہوئے سیکھنے کی کوشش کیجائے۔

بیگم حفاظت علی کھنڈوی

تعلیم نسواں کا سیاسی رُخ

(از کپتان نصیر الدین احمد صاحب)

(گذشتہ اشاعت کے آگے)

سیاسی و ملکی ضروریات کیلئے ہمیں کس قسم کی تعلیمیافتہ خواتین کی ضرورت ہے اور مستقبل قریب میں ہوگی"

۱۔ معلمات زمانہ کی روش اور موجودہ ذرائع حصول تعلیم کا لحاظ رکھتے ہوئے علوم مغربی کے حصول اور ہیڈ مسٹریز وغیرہ کے لئے ہمیں ایک کافی تعداد، ایم، اے اور بی اے ایل، ٹی علوم والسنۂ مشرقیہ کے لئے منشی فاضل و عالم فاضل، ننھے بچوں کی تعلیم کے لئے ماہرات کنڈر گارٹن، اور صنعت و کاریگری، خانہ داری و دستکاری سکھانے والیوں کی ضرورت ہے. موجودہ نصاب وطرز تعلیم نسواں کے نقائص و معائب کا احساس ہو چکا ہے اس سے بہتر تعلیم کے طریقے ایجاد ہوتے رہیں گے لیکن ہمیں موجودہ ذرائع وطرز تعلیم سے فائدہ اٹھانا ہی پڑے گا. اس تعلیم کے نقائص کو برداشت کرنا قومی ایثار و ملکی خدمت شمار کئے جانے کے قابل ہے۔

ابتدائی تعلیم کیلئے معلمات ہارٹوگ کمیٹی لکھتی ہے" یہ مسلمہ ہے کہ ابتدائی اسکولوں کیلئے معلمین سے معلمات بہتر و موزوں ہوتی ہیں لڑکیوں ہی کو نہیں بلکہ لڑکوں کے لئے بھی معلمات کی ضرورت ہے..... تعلیم نسواں کی ترقی کے لئے بہترین راہ یہ ہے کہ سب سے پہلے قابل و مستند معلمات بہم پہنچائی جائیں"۔ مڈل اسکول سے پاس شدہ طالبات کو انتخاب کر کے ٹریننگ اسکول میں معلمہ گیری کی تعلیم دینے کے بعد ابتدائی تعلیم کے لئے معلمات طیار کی جاسکتی ہیں اسلئے مڈل اسکولوں اور ان میں طالبات کی تعداد اور ٹریننگ اسکول کافی تعداد میں مہیا کئے جانا چاہئے اس ضرورت کو مدراس گورنمنٹ محسوس کر کے ایک سو مڈل اسکول اور اسی ہندوؤں کے لئے اور دس مسلم خواتین کے لئے ٹریننگ اسکول دیہاتوں میں جاری کرنے کا ایک دس سالہ پروگرام تیار کر رہی ہے۔ فی الحال جو حالت ہے ملاحظہ ہو. تمام ہندوستان میں سات سو بائیس زنانہ مڈل اسکول ہیں ان میں کل تینتیس ہزار طالبات ہیں جنمیں کل ڈیڑھ ہزار مسلم ہیں اور کل چھ ہزار سات سو ستر مڈل پاس کر چکی ہیں گویا ہندوستان میں ہر بیس ہزار عورتوں میں ایک لڑکی مڈل پاس ہے جو ابتدائی

تعلیم کے لئے معلمہ بنائی جا سکتی ہے ابتدائی مدرسوں میں کم از کم تیس اور زیادہ سے زیادہ چھتیس لڑکیوں کے لئے ایک اوستانی کی ضرورت ہوتی ہے، اس حساب سے ہمیں صرف اپنی ان تین لاکھ لڑکیوں کے لئے جو ابتدائی مدرسوں میں موجود ہیں دس ہزار مسلم معلمات کی ضرورت ہے فی الحال مسلم لڑکیاں جو معلمات بن رہی ہیں کل تین سو تین ہیں گویا ہمیں نو ہزار سات سو مسلم معلمات کی ابتدائی مدرسوں کیلئے فوری ضرورت ہے۔ ہارٹوگ کمیٹی کی رائے ہے کہ "مسلم زنانہ مدرسے خاص طور پر مسلم استانیاں چاہتے ہیں" اس کی وجہ ظاہر ہے کیونکہ مسلم بچیوں کی تعلیم و تہذیب اسلامی اور اخلاق و عادات مخصوصہ کی نشو و نما کی نگہبانی ایک مسلم خاتون ہی خوب کر سکتی ہے۔ فی الحال اگر ہندوستان کی تمام وہ مسلم لڑکیاں جو مڈل کلاس میں ہیں۔ مڈل پاس کر کے ٹرینگ اسکولوں میں داخل کر لی جائیں اور سب کی سب پاس کر کے معلمہ گیری اپنا پیشہ بنالیں تو بھی ہماری ضرورت پوری نہیں ہو سکتی اور ہمیں آٹھ ہزار معلمات کی پھر بھی فوری ضرورت باقی رہے گی۔

مڈل و ہائی اسکول کیلئے معلمات

اس کے لئے ان گریجویٹ عورتوں کی ضرورت ہے کہ جو بی۔ اے کے بعد ٹریننگ کالجوں میں سند حاصل کر سکیں ہندوستان میں فی الحال سات زنانہ ٹریننگ کالج ہیں بنگال میں تین، مدراس میں دو، یوپی اور پنجاب میں ایک ایک، بمبئی سی پی، برما و آسام بہار و اڑیسہ میں ایک بھی نہیں، ان سات میں بھی پانچ مشن کالج ہیں اور دو گورنمنٹ ان میں ہماری صرف دو مسلم لڑکیاں مڈل و ہائی اسکول کی معلمات بننے کیلئے تعلیم پا رہی ہیں، ہماری موجودہ مڈل و ہائی اسکول کی اٹھارہ سو مسلم طالبات کے لئے ہمیں کم از کم ساٹھ معلمات چاہئیں۔ گویا اٹھاون مسلم استانیوں کی ہائی و مڈل اسکولوں کیلئے ہمیں آج ہی ضرورت ہے۔

۲۔ لیڈی ڈاکٹر و نرسیں

حفظان صحت، ملکی ہسپتالوں کی ضرورت اور عام پبلک کی خواتین کی طبی امداد کے لئے ہمیں ایک ایسا طبقہ ضروری طور پر پیدا کرنا ہے کہ جو قوم کی جسمانی تکالیف و امراض اور نسلوں کو تندرست و قوی بنانے والے کارکنوں کے دوش بدوش کام کر کے اس قومی و ملکی خدمت میں دیگر ہمسایہ قوموں سے پیچھے نہ رہے۔ مصیبت و بیماری کیوقت دوسروں کا دست نگر ہونا مسلم خواتین کے لئے باعث ننگ ہونا چاہیئے، فی الحال ملکی تو کجا اپنی ذاتی ضروریات ہی کے لئے لیڈی ڈاکٹر و نرسیں مسلمانوں میں موجود نہیں، آیندہ نسلوں کی صحت و بہتری کے لئے اس طبقہ کی ترقی کی سخت ضرورت ہے، ملک میں اس کے متعلق کیا ہو چکا اور ہو رہا ہے غور سے ملاحظہ فرمایئے وہ مجلیس جو طب و حفظان صحت کے لئے ملک قایم ہیں ان میں سے بہت اہم و مشہور مندرجہ ذیل ہیں:۔

(۱) کونسل آف نیشنل ایسوسی ایشن (لیڈی ڈفرن فنڈ) جس کے تین مرکز علمی ہیں جہاں سے لیڈی ڈاکٹر، اسسٹنٹ، نرسیں اور دائیاں تیار کیجاتی ہیں۔

(۲) ٹریننگ ریزروڈ، ویمین میڈیکل سروس۔ لیڈی ڈاکٹروں کو تجربہ کی سہولیت بہم پہنچاتی اور اس کے بعد اعلیٰ تعلیم کے لئے اپنے روپیہ سے غیر ممالک میں بھیجتی ہے۔

(۳) ایسوسی ایشن آف میڈیکل ویمین ال انڈیا۔ ہندوستان کی کل چا۔ سو لیڈی ڈاکٹروں میں سے تین سو چالیس اس کی ممبر ہیں، یہ ایک زوردار جماعت ہے جو عورتوں کے حقوق حفظان صحت وغیرہ پر گورنمنٹ سے امداد اور حقوق طلب کرتی رہتی ہے۔

(۴) وکٹوریہ میموریل اسکالرشپ فنڈ۔ یہ دائیوں کی سائنٹفک تعلیم کے لئے مخصوص ہے۔

(۵) لیڈی چیمسفورڈ لیگ۔ اس کا خاص کام حفظان صحت اور زچہ و بچہ کی حفاظت کے متعلق تعلیم دینا ہے۔ اس کا زیادہ تر روپیہ حفظان صحت کے اسکولوں پر خرچ ہوتا ہے کہ جہاں سے ہیلتھ انسپکٹریس اور ایسی عورتیں تعلیم و تربیت پاتی ہیں کہ جو آیندہ چلکر حفظان صحت کے محکموں میں کام کرسکیں بڑی میونسپلٹیوں اور محکمہ حفظان صحت کو ایسی عورتوں کی سخت ضرورت ہے کہ جو انکے زیر حکومت حلقوں میں نسوانی تندرستی بچوں کی دیکھ بھال زچہ و بچہ کی حفاظت، دائیوں کی تربیت اور دیگر ایسے ہی کاموں کو کرسکیں۔

ان تمام جماعتوں پر جو قومی روپیہ خرچ ہوتا ہے وہ مرکزی حکومت کے فنڈ یا دیگر طریقوں سے ہماری ہی جیبوں سے جاتا ہے، صرف "ڈفرن فنڈ" میں اسوقت سات لاکھ روپیہ جمع ہے جس کی سالانہ آمدنی اکتالیس ہزار روپیہ ہے جو ہندوستانی لیڈی ڈاکٹروں کی تعلیم کے لئے وظائف اور زنانہ ہسپتالوں پر خرچ ہوتی ہے۔ ان ایسوسی ایشن وغیرہ کو اہمیت اور ان کی سیاسی قوت کا اس سے اندازہ ہوسکتا ہے کہ ہم ان کی مختصر تاریخ وانکے سیاسی مطالبات اور ان پر گورنمنٹ کی کارروائی کا کچھ بیان کریں۔ ملکہ وکٹوریہ نے "لیڈی ڈفرن"، اسوقت کی وائسرائن کو ہدایت کی تہی کہ وہ ہندوستان کی عورتوں کے علاج و معالجہ کا لیڈی ڈاکٹروں کے ذریعہ انتظام کریں۔ وائسرائن نے ۱۸۸۵ء میں یہ کام شروع کیا اور اس کے لئے ایک ایسوسی ایشن قائم کی جس کے فرائض یہ ہیں:۔

(۱) عورتوں کو ڈاکٹری دایہ گیری نرسنگ وغیرہ کی تعلیم دینا (۲) عورتوں اور بچوں کے لئے ہسپتال کہولنا جنکی افسر عورت ہو (۳) جہاں یہ ممکن نہ ہو وہاں موجودہ ہسپتالوں میں زنانہ بیماریوں کے علاج کے لئے گورنمنٹ سے علیحدہ کمرہ لینا اور وہاں لیڈی ڈاکٹر رکہنا اور جہاں زنانہ ہسپتالیں ہوں وہاں لیڈی ڈاکٹر وغیرہ مقرر و مہیا کرنا (۴) اس تمام کام کا انتظام کرنا اس نے اور ایسوسی ایشن آف میڈیکل ویمین نے

اپنے حقوق کی نگہداشت اور زنانہ صحت کی امداد کے لئے گورنمنٹ کو وقتاً فوقتاً آگاہ کرکے ایک ایسا محکمہ قایم کروالیا کہ جو "زنانہ" "ویمین میڈیکل سروس" کہلاتا ہے اس سروس میں فی الحال ۱۴ لیڈی ڈاکٹر ہیں جن میں بائیس ہندوستانی اور انیس ۱۹ برٹش ان میں سے آٹھ زنانہ میڈیکل کالج دہلی کی پروفیسر ہیں اور باقی بڑی بڑی ہسپتالوں کی انچارج ڈفرن فنڈ کی کل زنانہ ہسپتالیں ۲۷ کے قریب ہیں۔ اس سروس کا ۱۹۱۳ء میں تقرر ہوا اس کے لئے گورنمنٹ نے ۱۹۱۴ء میں پچاس ہزار روپیہ تک دینے سے انکار کر دیا تھا۔ لیکن اس کی اہمیت یہاں تک بڑھی کہ اس کے قیام پر ڈیڑھ لاکھ روپیہ سالانہ گورنمنٹ نے دینا منظور کرلیا، ۱۹۲۱ء میں یہ رقم تین لاکھ ستر ہزار کردی گئی، ۱۹۲۷ء میں پانچ لاکھ سالانہ کے لئے اور اس سروس کو "انڈین میڈیکل سروس" (جسکے ممبر ہمارے سول سرجن وغیرہ ہیں) کے برابر درجہ دیئے جانے کی درخواست گورنمنٹ سے کی گئی جو منظور نہ ہونے کی وجہ سے سائمن کمیشن کے روبرو پیش کردی گئی ہے اور یہ مطالبہ کیا گیا ہے کہ اگر حکومت ہند قانوناً یہ روپیہ دینے سے معذور سمجھی جائے تو قانون بدل دیا جائے اور نئے قانون کے ذریعہ حکومت ہند کو اختیار دیا جائے کہ وہ سروس کے درجہ اور اس کی امداد کو تسلیم کرے یہ مطالبات جاری ہیں اور آیندہ ہماری تمام لیڈی ڈاکٹر و زنانہ محکمہ صحت وطب تمام لیڈی افسران اس ہی سروس میں سے ہوا کریں گی، اس ہی ضمن میں "ایسوسی ایشن آف میڈیکل ویمین ان انڈیا کے مطالبات بھی قابل غور ہیں۔

(۱) "کمشنر آف پبلک ہیلتھ" محکمہ میں عورتیں (لیڈی ڈاکٹر) مقرر کیجائیں جن کے سپرد زچہ خانہ و ننھے بچوں کی صحت کا کام ہو۔

(۲) صوبوں میں "ڈائریکٹر آف پبلک ہیلتھ" کی اسسٹنٹ یا ڈپٹی لیڈی ڈاکٹر مقرر کیجائیں جو عورتوں کی طبی امداد کی ضامن ہوں۔

(۳) حصول صحت کے ذرائع پر ایجادات و ریسرچ محکمہ میں عورتوں کا تقرر کیا جائے کہ جو مخصوص امراض نسواں کی وجوہ پر تفتیش و علمی تحقیق و تدقیق کریں اور اس کا سراغ لگائیں کہ ہندوستان میں زچہ و بچہ کثیر تعداد میں کیوں موت کا شکار ہوتے ہیں۔

(۴) ویمین میڈیکل سروس کو زیادہ قوی اور وسیع کر دیا جائے ــــــ ان جماعتوں کے مطالبات اور گورنمنٹ کا ان سے متاثر ہوتے رہنے کی وجہ سے ان کی قوت و سیاسی اہمیت آپ پر واضح ہوگئیں ہوگی اب غور فرمایئے کہ کیا اس ملکی خدمت و ضرورت اور زنانہ محکمۂ طب کی ترقی میں مسلم خواتین کو حصہ لینے کی ضرورت نہیں ہے؟ اگر ہے تو کیا وہ تعلیم جو آجکل ہم نے اپنی عورتوں کیلئے کافی

سمجھ رکھی ہے ان تمام ایسوسی ایشن وسروس وغیرہ میں کامیاب حصہ لینے کے لئے کافی ہے ۔اس کا جواب آپ خود اپنے دل میں دے لیں ۔ تمام ہندوستان میں صرف چار سو لیڈی ڈاکٹر مستند ہیں گویا فی پندرہ لاکھ عورت ایک ڈاکٹرنی ہے اور اس میں بھی مسلم لیڈی ڈاکٹروں کا پتہ نہیں اس کی اہمیت کا اسوقت اندازہ ہو سکتا ہے کہ جب یہ دیکھا جائے کہ ہماری عورتوں کی تندرستی کا کیا عالم ہے اور ان کو لیڈی ڈاکٹروں کی دوسری اقوام کی عورتوں سے کس قدر زیادہ حاجت ہے ۔لیڈی ڈاکٹر "مارکیٹ بالفور" جو بمبئی میں ۱۹۲۶ء سے امراض نسواں کی تحقیق میں مشغول ہیں تین مہلک بیماریوں کے جو خاص طور پر ایام حمل میں اور زمانہ زچگی میں ہوتی ہیں مندرجہ ذیل اعداد شمار دیتی ہیں ۔انہوں نے سات ہزار پانچ سو باون مریض عورتوں کی حالات جمع کئے گئے جنسے معلوم ہوتا ہے کہ مسلم خواتین ان تینوں بیماریوں کا زیادہ شکار ہوتی ہیں ۔ ملاحظہ ہو۔

نام بیماری	عیسائی و پارسی وغیرہ	ہندو	مسلم	ہندؤں اور دیگر اقوام سے مقابلہ و تناسب
آسٹوملیشیا (ہڈیوں کی بیماری)	نصف فیصدی	۳ ۔ فیصدی	۴½ فیصدی	ہندوؤں سے ڈیڑھ گنا اور دیگر سے چار گنا
ایک لیمزیا (دورے کی بیماری)	۷ ۔ فیصدی	۱۵ فیصدی	۲۴ فیصدی	ہندوؤں سے قریباً دوگنا ، اوروں سے تین گنا
حمل کا اینمیا (حمل کی کمی خون)	۱۳ فیصدی	۲۸ فیصدی	۳۶ فیصدی	ہندوؤں سے ڈیڑھ گنا دیگر سے تین گنا ۔

یعنی مسلم خواتین ہندوؤں اور دیگر اقوام کی عورتوں سے دوگنی اور تگنی تعداد میں مبتلا ہوتی ہیں اس کی وجوہ کچھ بھی ہوں لیکن کیا اس قومی صحت کی بربادی ، اسپر خرچ اور تیمارداری میں وقت ضائع ہونے کے نقصان کا کوئی اندازہ لگانے کے بعد دل تھام کر نہ بیٹھ جائے گا ، اور کیا اس کے تدارک کی تدبیر پر عمل پیرا ہونے کے لئے ہمیں کسی آیندہ سوچ و بچار کی ضرورت ہے ۔

۳ ۔ سوشیل کارکن وذی اثر خواتین

یہ وہ اعلیٰ تعلیم یافتہ خواتین ہونا چاہئیں جو اپنی تقریری یا تحریری امتیاز کی وجہ سے قوم کی خدمت کرسکیں فی الحال ہم میں گنتی کی چند ہی ایسی خاتونیں ہیں لیکن اگر ہمیں زندہ قوم ہوکر رہنا ہے اور ملک میں دوسری قوموں کے طعن و تشنیع سے بچکر اپنی عزت و وقار قایم رکھنا ہے تو صلاح معیشت و تمدن کے لئے ہمیں اخبار و رسایل کی ایڈیٹریس ، یتیم خانوں ، غریب خانوں ، محتاج خانوں ، اپاہجوں کے اسکول وغیرہ کی سنبھالنے والیاں ، بری رسوم و قیود کے خلاف پروپگنڈا کرنے والیاں اور ملک کی زنانہ علمی طبی سوشیل اور دیگر رفاہ عام کی جماعتوں میں حصہ لینے والی ان تعلیم یافتہ عورتوں کی ضرورت ہے کہ جو فارغ البال گھروں کی بچیاں ہوں

مالدار خاوندوں کی عورتیں ہوں لیکن قومی و ملکی خدمت کے لئے اپنی اعلیٰ تعلیم، قابلیت و اثر کا صحیح استعمال کرنے میں دریغ نہ کریں، یہ طبقہ جبتک کہ اعلیٰ تعلیم و ایثار عام نہ ہو جاتے پیدا نہیں ہو سکتا۔ ملک میں "سیوا سدن" جیسی درسگاہوں اور مختلف زنانہ ایسوسی ایشن ہوم و کلب جو سوشیل تعلیم کا سرچشمہ ہیں، آل انڈیا اور بنگال وی مین ایجوکیشنل کانفرنس، دکن ایجوکیشن سوسائٹی اور ینگ ویمن کرسچین ایسوسی ایشن وغیرہ نے جو سوشیل خدمت ہندوستان کی عورتوں کی ہے وہ قابل ستایش اور بہت ہمت افزا ہے انہوں نے عورتوں کی پرائیویٹ طور پر تعلیم کا انتظام کیا، اور اس تعلیم میں اپنی ملکی تہذیب و خانگی زندگی کا خاص طور پر لحاظ رکھا بیواؤں اور غریب عورتوں کے لئے ایسے ذرائع پیدا کئے کہ وہ آسانی سے تعلیم حاصل کرکے کوئی ایسا ہنر سیکھ سکیں کہ جو انکی عزت سے گذر اوقات یا دفع الوقتی کا ذریعہ ہو۔ آل انڈیا اور بنگال ویمین کانفرنسوں کا وقار اسقدر بڑھا ہوا ہے کہ انکی پاس شدہ تجویزوں پر گورنمنٹ کو عموماً عمل پیرا ہونا پڑتا، بنگال کانفرنس نے اپنی تجویزوں کو عملی جامہ پہنانے کے لئے ایک علیحدہ کمیٹی مقرر کی ہے، ان کانفرنس کی اہم تجاویز میں سے چند یہ ہیں۔

(۱) ابتدائی تعلیم نسواں جبریہ و مفت کردی جائے (۲) زنانہ اسکولوں میں جسمانی ورزش کا انتظام ضروری طور پر کیا جائے (۳) طالبات کا حفظان صحت کی غرض سے لیڈی ڈاکٹروں کے ذریعہ ہمیشہ معائنہ کیا جائے تاکہ اسکول کی زندگی صحت پر برا اثر نہ ڈال سکے (۴) ہائی اسکول اور کالج کے نصاب میں عورتوں کی ضروریات کا لحاظ رکھا جائے وہ سبجکٹ جو لڑکوں کے لئے ضروری ہیں لڑکیوں کے لئے جبریہ رکھے جائیں بلکہ ایسے علوم جو خانہ داری، ڈرائنگ سوئی کا کام خانگی کفایت شعاری، حفظان صحت، باورچی خانہ کا کام وغیرہ سے تعلق رکھتے ہوں مستند مان کر امتحان میں معمولی سائنس ریاضی وغیرہ کے بدلے میں لڑکیوں کو لینے کی اجازت دیدی جائے۔ ان تجاویز اور تحریکوں کا بڑا زور دار اثر ہوتا ہے اور رہا ہے۔ ہندوستان کے پانچ صوبوں میں زنانہ تعلیم جبریہ کئے جانے کے قانون کا نفاذ ہو چکا ہے اسکولوں میں جسمانی ورزش اور تندرستی کی حفاظت کے ذرائع پیدا کئے جا رہے ہیں۔ کئی صوبوں میں زنانہ اسکولوں کے لیڈی ڈاکٹر مقرر کر دی گئی ہیں اور نصاب تعلیم پر مندرجہ ذیل اثر پڑا ہے۔

(۱) مدراس میں خانہ داری، حفظان صحت کی تعلیم اختیاری رکھی گئیں ہے۔ خانگی سائنس سینا پرونا ڈرائنگ و موسیقی وغیرہ میٹرک کے امتحان کیلئے رکھے گئے ہیں، ڈومیسٹک اکانومی (خانگی کفایت شعاری) کاڑھنا و بننا اور دستکاری معمولی کورس میں داخل کر دیئے گئے ہیں (۲) بنگال میں حفظان صحت کی تعلیم سینا اور ڈرل (قواعد) جبریہ طور پر لڑکیوں کے نصاب میں رکھا گیا ہے۔ باورچی خانہ کا کام، کاڑھنا، پینٹنگ

دستکاری اور مٹی کے موڈل بنانا بھی سکھایا جاتا ہے موسیقی، زردوزی، نقاشی، تیمارداری و زچگی خوری ڈاکٹری امداد کا علم بھی اعلیٰ تعلیم کے نصاب میں لڑکیوں کے لئے مقرر کر دیئے گئے ہیں، لڑکیوں کو میٹرک کے امتحان کے لئے معمولی سائنس کی جگہ ڈومیسٹک سائنس (خانگی علم) لینے کی اجازت بھی ہو گئی ہے۔

(۳) برما میں سوئی کا کام جبریہ رکھا گیا ہے، درزی کا ہنر، علم موسیقی، زرباقی بھی اختیاری موضوع رکھے گئے ہیں (۴) بہار میں کاتنا جبریہ ہے (۵) سی پی میں ورزش جسمانی اور سینا پرونا۔ نصاب میں جبریہ ہے یہ نسوانی انجمنیں اور کانفرنسیں ملکی ہی نہیں بین الاقوامی اہمیت اور قوت اختیار کرتی جاتی ہیں جیسا کہ "آل ایشیاٹک ویمین کانفرنس" کے وجود میں آنے سے معلوم ہوتا ہے جس کی ابتدا ہندوستانی خواتین نے کی ہے اور جنکے ابتدائی اجلاس کے انعقاد کی دعوت بھی ہندوستان ہی سے گئی ہے۔ کیا مسلم خواتین کو ان ملکی تحریکوں اور انجمنوں و کانفرنسوں میں شریک کرنے اور با اثر ہونے کی ضرورت نہیں اگر ہے تو کیا بلا موجودہ اعلیٰ تعلیم حاصل کئے ہوئے ایسی تحریکوں میں حصہ لیا جا سکتا ہے اور اپنی قوم کی اہمیت اور ضروریات کا احساس دوسری خواتین و قوموں کو کرایا جا سکتا ہے؟

۴۔ سیاست دان خواتین

"پالنے کو ہلانے والا ہاتھ قوم پر حکومت کرتا ہے"۔ ملک میں قومی و ذاتی حقوق کے توازن کو برابر رکھنے کے لئے ہماری عورتوں کو دوسری قوموں کی خواتین کے ساتھ میونسپلٹیوں، ڈسٹرکٹ بورڈز، لیجسلیٹو کونسل اور محکمہ عدالت و محکمہ تعلیم میں نمائندگی اور مقابلہ کی ضرورت ہے، مسلم خواتین کے حقوق کی نگہداشت، نقصان دہ رسوم قوانین کا تدارک بیجا دست اندازیوں اور چیرہ دستیوں کا انسداد اور تمام ایسے امور جنکا انتظام خواتین کے سپرد ہے ان ہی کے ہاتھ سے انجام پانا چاہیئے، کسی غیر مسلم خاتون سے یہ امید رکھنا کہ وہ مجلس قوانین یا تعلیمی و دیگر بورڈز و کمیٹیوں میں مسلم خواتین کے حقوق کی نگہداشت یا حفاظت کر سکے گی ایک توقع بیجا ہے، ان کاموں کے لئے خود مسلم خواتین کو طیار رہنا ضروری ہے، یہ ہی بہتر ہے کہ مردوں کی غلطی سے عورتیں فائدہ اٹھائیں اور اپنے مردوں کی طرح اس ملکی ڈور دھوپ میں دوسری قوموں کی عورتوں سے پیچھے نہ رہجائیں "ہارٹوگ کمیٹی" نے مندرجہ ذیل توجہ بتجویزیں پیش کی ہیں جنپر آج نہیں تو کل عمل ہو کر رہیگا۔

(۱) ڈائریکٹر تعلیم کی امداد کے لئے ہر صوبہ میں ڈپٹی ڈائریکٹریس مقرر کی جائیں اور تمام زنانہ اسکولوں کی انسپکٹر بھی عورتیں ہی ہوں جو صوبہ کی زنانہ تعلیم کی ترقی، نصاب و دیکھ بھال اور نگہبانی و انتظام کریں" اسکے یہ معنی ہیں کہ ہندوستان کی تمام زنانہ تعلیم اور اس پر ڈہائی کروڑ روپیہ کا خرچ عورتوں کے قبضہ میں کچھ دیدیا گیا ہے اور اب مکمل طور پر سب دیدیا جائے، مدراس پنجاب و

وبہار میں ڈپٹی ڈائریکٹرلیس مقرر کر بہی دی گئی ہے اور یو پی میں گرلز ایجوکیشن کے لئے چیف انسپکٹرلیس موجود ہے ہندوستان میں ننانوے انسپکٹرلیس و ڈپٹی انسپکٹرلیس بہی کام کر رہی ہیں معلمات بہی ۲۶ ہزار کی تعداد میں موجود ہیں اور یہ قریب قریب سب ہندو عیسائی اور انگریز عورتیں ہیں، مسلم خواتین کا ان محکموں میں نام تک نہیں اور کہیں ہے بہی تو آٹے میں نمک کے برابر بہی نہیں۔ کیا مسلم خواتین کو اپنے حقوق تعلیمی کی نگہداشت کے لئے ان عہدوں کے واسطے دوسری قوموں سے مقابلہ کرنے کی ضرورت نہیں؟ اگر ہے تو کہاں ہیں وہ مسلم خواتین جو ڈپٹی ڈائریکٹرلیس کے نو ہونے والے عہدوں میں سے کم از کم تین جو انکا حق ہیں وقت پر حاصل کرنے کی قابلیت اہلیت رکھتی ہوں اور موقع پر حاصل کر سکیں؟ انسپکٹرلیس اسکول کا نمبر بہی بہت زیادہ بڑھنے والا ہے اور مسلم انسپکٹرلیس کے لئے ایک خاص نمبر مخصوص کر دیا جائے گا یہ مسلمہ ہے کہ انسپکٹرلیس کی مرضی کے بغیر اسکول میں کوئی کام نہیں ہو سکتا تو کیا کم از کم اپنے مدرسوں کی نگہبانی اور ان کو بیجا دست رس سے بچانے اور اپنے اس حق سے فائدہ اٹھانے کے لئے ہماری عورتیں تیار ہیں؟

(۲) "تمام ڈسٹرکٹ بورڈز، میونسپلٹیوں، کمیٹیوں وغیرہ میں جو تعلیمی انتظام کرتی ہیں عورتوں کو ضروری طور پر ممبر بنا دیا جائے تاکہ وہ زنانہ تعلیم کو اپنے قبضہ میں رکھکر ان خامیوں کو مٹا دیں جو مردوں کے بس کی نہیں" ہندوستان کی بہت سی میونسپل کمیٹیوں ڈسٹرکٹ بورڈز میں عورتیں ممبر ہو چکی ہیں۔ لیکن سب غیر مسلم، مدراس کی کوئی میونسپلٹی ڈسٹرکٹ تعلقہ بورڈ ایسا نہیں جس کی غیر اقوام کی عورتیں ممبر نہ ہوں اس کے علاوہ تمام تعلیمی بورڈز میں عورتیں پہنچ چکی اور پہنچنے والی ہیں۔ لیکن ان میں کوئی مسلم عورت نہیں، مدراس کی پرائمری و سیکنڈری ڈسٹرکٹ ایجوکیشنل کونسل و پرائیویٹ کمیٹیوں میں بمبئی کے اسکول بورڈوں میں سی پی کے ہائی اسکول ایجوکیشنل بورڈ میں عورتیں ہیں لیکن ان میں مسلمان نہیں، کل ڈسٹرکٹ بورڈز اور میونسپلٹیوں کی سالانہ آمدنی بتیس ۳۲ کروڑ روپیہ ہے یہ کثیر رقم لبطور ہاؤس ٹیکس وغیرہ کی صورت میں ہماری جیبوں سے نکلکر جمع ہوتی ہے اور ہماری ابتدائی تعلیم، حفظان صحت اور دیگر متمدن ضروریات زندگی پر خرچ ہوتی ہے اس بتیس کروڑ میں سے پونے چار کروڑ روپیہ سالانہ صرف ابتدائی تعلیم پر خرچ کیا جاتا ہے جو ایجوکیشن بورڈز و کمیٹیوں کے اختیار میں ہے۔ کیا اپنے اس بتیس کروڑ روپیہ سالانہ کے خرچ میں مسلم خواتین کا ہاتھ نہیں ہونا چاہئے؟

(۳) "ابتدائی اور اعلیٰ تعلیم نسواں کے لئے علیحدہ مخصوص بورڈز قایم کئے جائیں جس کی تمام ممبر عورتیں ہوں ان بورڈز کی سب کیٹی میں پردہ نشین عورتیں بہی لیجائیں اور ابتدائی تعلیم نسواں کا انتظام تمام عورتوں

واقف ہو۔ ان تعلیمی اور عدالتی مقامی حکومت کے محکموں کے علاوہ مدراس، سی پی یوپی و بمبئی کی کونسلوں میں عورتیں نامزد کی جا چکی ہیں مدراس کی کونسل کی وائس پریذیڈنٹ عورت رہ چکی ہے، ہارٹوگ ایجوکیشن کمیٹی کی ایک ممبر عورت ہی تھی، عدالتوں میں جج و مجسٹریٹ و وکیل عورتیں موجود ہیں لیکن سب غیر مسلم، بڑی بڑی سوشیل ریفارمرز، لیکچرار، ناول نویس ایڈیٹریس، جرنلسٹ، موسیقی داں سائنس داں و ماہرات سیاست پیدا ہو چکی ہیں اور آج ہندوستان کی ہر ہر سیاسی چال ان کے ایثار ثابت قدمی، عزم و استقلال، و اخلاقی جرأت کا ثبوت دے رہی ہے، کیا اس عام قومی و ملکی زندگی میں مسلم خواتین جہالت کی مردنی کو پسند کئے جائیں گی اور ابھی اور سوتی رہیں گی؟

۵۔ تجربہ کار مائیں اور سلیقہ شعار بیویاں

اپنے خانگی توازن کو قائم رکھنے کے لئے اپنے خاوندوں کی ذہنیت اپنے بچوں کی پرورش و ابتدائی تعلیم و تربیت کے خاطر عورتوں کو ابتدائی تعلیم کے ساتھ ساتھ زمانہ کی ضرورتوں سے واقفیت اور موجودہ روش و نئی وطرز رہائش سے آگاہی ضروری ہے، صرف چند کتابیں پڑھکر گھر میں بیٹھ رہنا اس ضرورت کو پورا نہیں کرسکتا اسلئے ایک طبقہ میں ایسی عورتوں کا پیدا کرنا ہے جو اعلیٰ تعلیم یافتہ مردوں کی خانگی ضروریات وتخیلات کو پورا کرسکے۔ تمام ہندوستان میں تعلیم یافتہ مردوں اور جاہل بیویوں کا نمبر روز بروز بڑھتا جارہا ہے اس کا ہماری خانگی سوشیل قومی و ملکی زندگی پر جو اثر پڑ رہا ہے اس کے متعلق بڑی جانفشانی وتحقیق کے بعد مندرجہ ذیل مستند محققین جماعتوں نے اس طرح رائے زنی کی ہے۔

سیڈلرز کمیٹی رپورٹ

"ملک کے تعلیم یافتہ نوجوان محسوس کر رہے ہیں کہ انکی خانگی زندگی انکے اور انکی بیویوں کے علمی توازن کے برابر نہ ہونے سے غیر مطمئن وغیر مسرت بخش ہورہی ہے، ان کا جداگانہ معیار تہذیب و اخلاق، انکی مختلف ذہنیت اور انکے خیالات وجذبات کا تفاوت انکی خانگی زندگی کو تلخ وغیر موزوں کرتا جارہا ہے، خاوندوں اور بیویوں کا یہ علمی و دماغی فرق یقینی طور پر روز بروز بڑھتا جارہا ہے" اس کمیٹی کی رائے زنی کے دس سال بعد "ہارٹوگ کمیٹی" اسکے متعلق یہ لکھتی ہے "عورت و مرد کے درمیان تعلیمی و ذہنی تفاوت گھٹنے کے بجائے روز بروز بڑھ رہا ہے ...... جاہل عورت ایک تدریجی ترقی کرنے والی قوم ہی نہیں بلکہ ایک ترقی کے میدان میں تیزی سے گامزن قوم کے لئے بھی باعث ادبارو ذلالت اور سبب جمود وغفلت ہے" اس تفاوت کا اندازہ یوں لگتا ہے کہ جاہلوں کو چھوڑکر اگر ہندوستان کی زیر تعلیم آبادی کا بھی فرق دیکھا جائے تو ابتدائی درجوں میں فی چار لڑکے ایک لڑکی کا اوسط ہے، مڈل میں فی اٹھارہ لڑکے ایک لڑکی، ہائی اسکول میں جاکر فی

چونتیس مرد ایک عورت اور ملک کے چونسٹھ ہزار گریجویٹ مردوں کے لئے صرف دو ہزار گریجویٹ عورتیں ہیں مسلمانوں میں جہاں ساڑھے چودہ ہزار لڑکے گریجویٹ بن رہے ہیں، وہاں ان کے مقابلہ میں صرف بتیس ۳۲ لڑکیاں ہیں، مسلم مرد ماشاءاللہ تیزی سے علمی ترقی کر رہے ہیں اور عورتوں کے لئے اس ہی علم کو زہر سمجھا جا رہا ہے نتیجہ یہ ہے کہ ایک روشن خیال تیز دماغ مرد گھر سے باہر "اپ ٹو ڈیٹ" نظر آتا ہے لیکن گھر میں جا کر وہ ہی شخص اپنے آپ کو ایک صدی پیچھے پاتا ہے مرد و عورت دونوں سے گھر بنتا ہے اس طرح ایک گریجویٹ مرد اور اسکی جاہل یا صرف الف بے پڑھی ہوئی بیوی کا گھر علمی معاشرتی و قومی نکتہ نظر سے اس گھر سے نیچے درجہ پر ہے کہ جس گھر کا مالک صرف میٹرک ہو اور اس کی بیوی کم از کم مڈل پاس۔

نوٹ:۔ انگریزی میٹرک و مڈل کے درجے صرف مثال کے طور پہ لئے گئے اس سے یہ مقصد نہیں کہ مڈل و میٹرک ہی معیار علم ہیں غرض تعلیم یافتہ و غیر تعلیم یافتہ اور انکے معیار علمی سے ہے۔)

۶۔ عام تعلیم یافتہ پبلک کم از کم ابتدائی تعلیم سیاسی ضرورت نمبر اول اور انسان و حیوان مطلق میں تفریق پیدا کرنے کے لئے ضروری ہے، مذہبًا اہم یہ علم فرض ہے بغیر کم از کم اپنی مادری کے لکھنے پڑھنے کی واقفیت کے کوئی مسئلہ خواہ وہ خانگی ہو۔ سیاسی ہو یا مذہبی ہرگز سمجھ میں نہیں آسکتا، طوطے کی طرح رٹ لینا اور بات ہے اور ایک مسئلہ کے مقصد کا احساس بالکل دوسری بات۔ برٹش انڈیا کی زنانہ مسلم آبادی تقریبًا تین کروڑ ہے اعداد و شمار کے طریقہ پر انکی بیالیس ۴۲ لاکھ لڑکیاں "تعلیمی عمر" یعنے ۶ سے گیارہ برس کی عمر کی ہیں، ان میں سے زیر تعلیم صرف تین لاکھ ہیں اور جاہل انتالیس ۳۹ لاکھ۔ ان سب میں سے اسی فیصدی یعنی بتیس ۳۲ لاکھ بچیاں قابل تعلیم ہیں ان کو اگر صرف ابتدائی تعلیم دینے کا انتظام کیا جائے تو تین کروڑ باسٹھ لاکھ روپیہ سالانہ خرچ اور ایک لاکھ استانیوں کی ضرورت ہے۔ اگر ہندوستان میں مرد زنانہ تعلیم کی ضرورت کو ہارٹوگ کمیٹی کی طرح محسوس کریں اور کم از کم تمام تعلیمی خرچ چھبیس کروڑ میں سے نصف یعنے تیرہ کروڑ زنانہ تعلیم کے حصہ میں دیدیں تو اس میں سے مسلم خواتین کے حصہ میں سوا تین کروڑ روپیہ سالانہ آسکتا ہے، میونسپلٹی وغیرہ چار کروڑ روپیہ ابتدائی تعلیم پر خرچ کرتی ہے اس میں سے ایک کروڑ روپیہ مسلم بچیوں کا حصہ ہوتا ہے، اس طرح صرف مسلم زنانہ تعلیم کے لئے سوا چار کروڑ روپیہ سالانہ ہو سکتا ہے جو فوری ضرورت کے لئے کافی ہے لیکن فی الحال تو انصاف کہاں زنانہ تعلیم مردوں کے قبضہ میں ہے اور اب اگر عورتوں کے قبضہ میں آرہی ہے اور آئندہ پوری طور پر آبھی گئیں تو مسلم خواتین کا اس پر کسقدر اختیار اور کتنا حصہ ہوگا، آپ خود غور فرمائیں۔

حاصل کلام اگر یہ تمام مختلف خواتین کے تعلیم یافتہ طبقے پیدا نہ ہوئے تو ہندوستان کی مسلم آبادی کی سیاسی ضروریات قیامت تک پوری نہیں ہو سکتیں اور نہ ہی ہندوستان کے یہ سات کروڑ فرزند و دختران اپنے ملک کی کسی قسم کی خدمت کر سکیں گے ایسی حالت میں ہم ملک پر ایک ایسا اقتصادی بار ہونگے کہ زمانہ و ملک اس بار کو ہلکا کرنے کے لئے ہماری ہستی کو بیکار پاکر مٹانے کی کوشش کرے گا وقت ہے کہ ہم بیجا فخر و غرور، جہالت و خود بینی، ہٹ دھرمی و ناعاقبت اندیشی کو چھوڑ کر زمانہ کی روش کو سمجھیں اور باقاعدہ ملکی و سیاسی دوڑ دھوپ میں اپنے ہمسایوں کے کم از کم دوش بدوش چلیں اور اپنی ہستی و زندہ قوم ہونے کا ثبوت دیں۔ ملک اور قوموں کی ترقی کا راز عورت کے چونک اٹھنے میں مضمر ہے، جس قوم کی عورت جاہل ہو اس قوم کا مرد مہذب نہیں تسلیم کیا جا سکتا۔

نوائے بیداری

ہماری زندگیاں بار دوش زال گیتی ہیں
بجائے "نصف بہتر" ننگ صنف مردہی ہیں

اناث ہند کی حالت پہ اشک خون بہاتی ہوں
مآل کار سے بے فکر صرف خواب کوشی ہیں

جہالت کیش پابند رسومات زبوں یکسر!
تمدن سے تہی دامن۔ عمل سے دور رہتی ہیں

نہ ہو اغیار کی طعنہ زنی بہر جگر نشتر
نہ ہے احساس ذلت۔ آہ مصروف خموشی ہیں

ترقی یافتہ اقوام عالم۔ صنف دیگر ہے
دریغا۔ ہم غریق قلزم ادبار و پستی ہیں

ہیں دنیا میں مگر محروم نور آفتاب علم
کہ جیسے بے بصر آنکھیں تہی نظارہ ہوتی ہیں

خدارا خواب غفلت سے ذرا بیدار ہو بہنو!
جہاں میں صرف ہم ناواقف راز ترقی ہیں

بدل دو رنگ عالم سعی و استقلال کامل سے
کشادہ بہر اہل عزم ابواب بلندی ہیں

یقین کامرانی کو بناؤ مشعل جادہ
کیوں بخت و گردش گردوں سے محو شکوہ سنجی ہیں

مساعی میں تمہاری بہتری قوم ہے پنہاں
کرو یہ زندگی خورشید صرف خدمت نسواں

خورشید آرا بیگم خورشید

اشکِ خونیں

(کانپور کے افسوس ناک واقعہ سے متاثر ہو کر)

مجھے تاج محل ساں یوں ہی غم خوار رہنے دے
مری آنکھوں سے سیلِ اشکِ خوں بے کار بہنے دے
مجھے دردِ نہاں کی داستانِ زار کہنے دے
مجھے سینہ پہ تیرِ طعنۂ اغیار سہنے دے
تجھے کیا علم کیا رنج و الم ہیں میری قسمت میں
تجھے کیا ہے اگر آنسو بھرے ہیں چشمِ حسرت میں
تجھے کیوں فکر ہے گر بے خودی ہی میری فطرت میں
تجھے کیا واسطہ اس سے کہ میں ہوں کس مصیبت میں
سناؤں کیا تجھے میری کہانی وہ کہانی ہے
کہ جس کا ہر بیاں حسرت بھری اک زندگانی ہو
جگر میں زخمِ پنہاں کی بہارِ ارغوانی ہے
اور اس کی آبیاری کے لئے اشکوں کا پانی ہو
لگائی آگ دامن میں چراغِ زیرِ داماں نے
ہماری راہ میں بوئے ہیں کانٹے خود گلستاں میں
گرفتارِ بلا خود کر دیا پائے خراماں نے
ہمیں مجروحِ حسرت کر دیا اپنے ہی پیکاں نے
پڑا وہ تیر پھٹ کر موج دو ٹکڑے ہوئے جس سے
ہوا ایسی چلی غنچوں کے دامن ہو گئے ٹکڑے
اٹھی آندھی کچھ ایسی ہو گئے بادل کے سو پارے
صبا کی زد میں آ کر پھول سارے ایک دم بکھرے

نظامِ آرزو کا آہ شیرازہ ہوا برہم
مصیبت ہائے گوناگوں سے آنکھیں ہو گئیں پُرنم
ہم اپنی حالتِ غم ناک کا کیا کچھ کریں ماتم
خود اپنے پاؤں میں ماریں کلہاڑی جبکہ ہم پیہم
سنائیں کیا تجھے صیاد کی بیداد کے قصے
ابھی گوندھے تھے غنچے پھر ابھی بکھرے ہوئے پائے
ابھی کن مشکلوں سے آشیانہ کو چنا ہم نے
ابھی اک پر جھٹکنے سے نشیمن کے ہوئے تنکے
گلوں کو جستجو پتوں سے ہے دامن بچانے کی
ادھر پتوں کو ہر دم فکر پھولوں کے گرانے کی
کہیں غنچوں میں حسرت باغباں سے دل لگانے کی
کہیں صیاد یعنی جستجو میں دام و دانے کی
یہی ہے کیفیت تو فصلِ گل کا پھر گزر کیسا
بہلائیے نہالِ آرزو میں پھر ثمر کیسا
سماعت ہو گئی ساکت تو نغموں کا اثر کیسا
نہیں جب آشیاں ہو گا تو پھر گلچیں کا ڈر کیسا
یہی وہ ہند ہے حالت بدلنا جس کی مشکل ہو
ہمارے پاؤں میں بغض و تعصب کی سلاسل ہو
نہ کچھ شوقِ مسافت ہے نہ کچھ امیدِ منزل ہے
جمال اب تو سینہ میں بس اک ٹوٹا ہوا دل ہو

بلقیس جمال

ہمدردی کا بدلہ

شفیق صاحب دفتر جانے کو تیار بیٹھے تھے کھانا نکالا جا رہا تھا کہ اتنے میں کہاروں کی آواز آئی سبکو تعجب ہوا کہ ایسے بے وقت کون آیا دیکھا تو احمد کی ماں احمد کو گود میں لئے ہوئے آ رہی ہیں۔ سات آٹھ برس کا بچہ ایک ہڈیوں کا ڈھانچ معلوم ہوتا تھا جب وہ کمرے میں چلی گئیں اور شفیق صاحب اندر آئے تو انہوں نے کہا میاں میں اسکو اس لئے تمہارے پاس لائی ہوں کہ تم سے ڈاکٹر صاحب سے دوستی ہے اگر تم انہیں بلا کر اسے دکھا دو گے تو انہیں زیادہ خیال ہوگا اور توجہ سے علاج کریں گے۔ وہاں تو کوئی اس کی خبر لینے والا نہیں۔ چچا ہیں تو وہ خدا سے چاہتے ہیں کہ کس طرح مرجائے تو بھائی کا مکان بھی انہیں مل جائے آج آٹھ دن بخار کو ہوگئے اور انہوں نے یہ نہ پوچھا کہ کیا حال ہے اور خدا معلوم یہ بخار بھی کس قسم کا ہے کہ ہر وقت لوتھڑا رہتا ہے کوئی محلہ والی آگئی تو جوشاندہ منگا لیتی ہوں نہیں تو کوئی دوا لاکے دینے تک کو نہیں۔ شفیق صاحب نے کہا آپ بھی تو اسے ہر وقت دھوپ میں پھراتی رہتی ہیں میں اتوار کو اکثر دیکھتا ہوں کہ ساری دوپہر اس کے سر پر گذرتی ہے کبھی آپ کے ہاں چین سے بیٹھے تو لے کبھی دیکھا ہی نہیں۔ اچھا اب اس وقت تو میں جا رہا ہوں شام کو ڈاکٹر صاحب کو لیتا آؤنگا۔ شام کو ڈاکٹر صاحب آئے بچے کو دیکھکر شفیق صاحب سے کہا کہ بخار میعادی ہے اور خطرناک قسم کا مہینہ بھر سے پہلے اترنا مشکل ہے ایسا نہ ہو کہ گھبرا کر علاج بدل دیں اور مفت میرے اوپر دھبہ آئے آپ پہلے ان سے سب کچھ کہہ سن لیجئے۔ شفیق صاحب نے کہا آپ اس کا اطمینان رکھئے وہ بیچاری تو اس قدر مجبوری کی حالت میں ہیں کہ یہاں میرے پاس آئیں اگر مجھ سے کچھ کہیں گی تو میں انہیں سمجھا دونگا۔ خیر ڈاکٹر صاحب نے نسخہ لکھا دوا آئی اور وہ لیکر پھر اپنے گھر گئیں شفیق صاحب روز صبح جاکر بچے کا حال دیکھتے پوچھتے اور لکھکر ڈاکٹر صاحب کو بھیجدیتے۔ سات آٹھ دن میں احمد کو اتنا فائدہ ہوا کہ بعض وقت اٹھکر بیٹھ جاتا اور کھانے کی ضد کیا کرتا لیکن ڈاکٹر صاحب کی سخت تنبیہ تھی کہ سوائے دودھ اور کوئی چیز نہ دی جائے دوا پینے سے بھی اکثر انکار کرتا تھا اور کبھی کبھی اس کے رونے مچلنے سے اکتا کر ایک آدھ وقت کی دوا بھی ناغہ کر دیجاتی تھی ڈاکٹر صاحب دو دفعہ اس کو دیکھنے خود آئے۔ اور اب وہ مطمئن ہوگئے تھے کہ ایک روز رات کو اس کی حالت پھر بگڑی پچھلی رات کو بخار تیز ہوگیا اور بہکی بہکی باتیں کرنے لگا صبح ہوتے ایک دست آیا۔ جب ذرا حواس آئے ماں بیچاری سخت پریشان تھیں صبح کو جب شفیق صاحب گئے تو انہوں نے رو رو کر سب حال کہا

انہوں نے تھرما میٹر لگایا تو بخار ایک سو پانچ ڈگری پر تھا۔ کہنے لگے۔ آپ نے اسے کچھ کھانے کو نہیں دیا میں اس وقت ڈاکٹر صاحب ہی کو بلاتا ہوں لیکن دیکھئے اگر بد پرہیزی ہوئی ہو تو چھپائیگا نہیں بلا سے وہ بگڑ لیں گے مگر بچہ تو بچ جائے گا میں نے پہلے ہی کہدیا تھا کہ اپنا دل کڑا کر لیجئے اور کوئی بات انکی ہدایت کے خلاف نہ کیجئے گا۔ خیر ڈاکٹر صاحب آئے تو انہوں نے کہا میں مان ہی نہیں سکتا کہ بغیر بد پرہیزی کے یہ حالت ہوئی اگر آپ کو یہ کرنا ہے تو میرے علاج کی کوئی ضرورت نہیں۔ میں اپنے نزدیک اسے ایسی حالت پر لے آیا تھا کہ خطرہ کا وقت نکل گیا تھا۔ اب صرف معمولی بخار تھا اور طبیعت بہت کچھ بحال ہوگئی تھی لیکن اب پھر کئی دن تک سخت احتیاط کی ضرورت ہے اور پھر بھی میں نہیں کہہ سکتا کہ اچھا ہو جائیگا کیونکہ کمزوری انتہا کی ہوگئی ہے۔ ڈاکٹر صاحب یہ کہہ رہے تھے کہ ایک دست اور آیا۔ اور بچہ بالکل نڈھال ہوگیا۔ شفیق صاحب نے دیکھا اور انہیں خیال آیا کہ یہ وہی بچہ ہے جس کی شرارتوں سے لوگ پناہ مانگتے تھے ماں کو ہر وقت چیختے گزرتی تھی یا اب اس حالت میں پڑا ہے کہ رنگ زرد آنکھیں بند جسم پر گوشت کا نام نہیں اور اسے یہ بھی خبر نہیں کہ اس کے پاس کون بیٹھا ہے۔ یہ سوچکر ان کے آنسو بھر آئے ڈاکٹر صاحب کی طرف اس نگاہ سے دیکھا کہ وہ بھی اپنی صاف گوئی پر شرمندہ سے ہوگئے اور بولے شفیق صاحب یہ آپ کی خاطر ہے ورنہ میں ایسے موقع پر فوراً الگ ہو جاتا ہوں مگر آپ ذمہ لیں کہ پھر بد پرہیزی نہ ہوگی اور میری ہدایتوں پر پورا پورا عمل کیا جائے گا۔ شفیق صاحب نے کہا میرے ذمہ لینے کی کیا بات ہے آخر وہ خود اس کی حالت دیکھ رہی ہیں ماں ہیں دشمن تھوڑی ہیں اسوقت تو خدا کیلئے آپ مریض کی حالت دیکھئے۔ خیر ڈاکٹر صاحب نے سر پر برف رکھوائی اور دوا وغیرہ دیکر چلے گئے شفیق صاحب نے گھر جاکر اپنی بہن سے کہا اور وہ دن بھر کو احمد کے ہاں تیمارداری میں ہاتھ بٹانے کو آگئیں شام کو ڈاکٹر صاحب پھر آئے بخار کم تھا مگر کمزوری ویسی ہی دوسرے دن انہوں نے شفیق صاحب سے کہا کہ احمد کے چچا سے ایک محلہ میں ہونے کی وجہ سے مجھ سے خاصی واقفیت ہے لیکن جب سے میں یہاں علاج کے لئے آتا جاتا ہوں وہ مجھ سے بالکل رک گئے ہیں ایسی حالت میں ان کے ہاں آنا جانا پسند نہیں کرتا اگر آپ احمد کو اپنے ہاں لے آئیں تو میں علاج کر سکتا ہوں۔ لیکن ساتھ ہی یہ بھی آپ کو بتائے دیتا ہوں کہ یہ متعدی ہے اور آپ کے اپنے بچوں کے لئے بھی خطرہ ہے۔ شفیق صاحب ذرا دیر چپ رہے پھر کہا تعجب ہے آپ ایک نیکی کے کام میں اس قسم کی باتوں کا خیال کرتے ہیں کہ آپ کے تعلقات کسی سے بگڑ جائیں گے یہ تو خیال کیجئے کہ آپ ایک یتیم کی جان بچا رہے ہیں خیر اگر آپ کو یہی اصرار ہے تو میں اسے آج اپنے ہاں لے آؤں گا اپنے ہاں کے بچوں سے الگ رکھوں گا۔ کوٹھے پر خاص جگہ ہے وہاں کی ہوا بھی بہ نسبت نیچے کے اچھی ہوگی

شفیق صاحب نے احمد کی ماں سے کہا اور وہ اسی دن دوپہر کو ان کے ہاں کوٹھے والے کمرے میں آ گئیں اب انہیں ہر طرح کا آرام ہو گیا شفیق صاحب کی بہن ان کا بہت کچھ ہاتھ بٹا لیتی تھیں ڈاکٹر بھی اکثر آن کر دیکھتے تھے دوا اکثر شفیق صاحب خود ہی پلاتے تھے اور اگر نہ بھی ہوں تو ان کا نام ہی لینے سے بچہ چپکا ہو جاتا تھا۔ پانچ چھ دن کے بعد پھر اسکی حالت سنبھلی اور اس نے کھانا مانگنا شروع کیا۔ دودھ سے نفرت ہو گئی تھی۔ اسکے سامنے آتے ہی احمد کا مزاج بگڑ جاتا تھا اور رونا شروع کر دیتا تھا مگر اب ماں کو بھی نصیحت ہو گئی تھی جس طرح ہو سکتا بہلا پھسلا کر کام نکالتیں اور آخر یہ کہدیتیں کہ بیٹا میں کھانا کہاں پکاتی ہوں میں بھی تو کھانا نہیں کھاتی تم جلدی سے اچھے ہو جاؤ اپنے گھر جائیں تو کھانا ملے گا یہاں تو شفیق صاحب دیکھ لیں گے تو غضب ہو جائے گا۔ بعض دفعہ وہ گھنٹوں روتا اور جب شفیق صاحب آتے اسوقت چپ ہو کر دودھ پیتا۔ اسی طرح دن گزرتے گئے اور رفتہ رفتہ بخار گھٹ کر صرف حرارت رہ گئی اب وہ ذرا ذرا اٹھنے اور چلنے بھی لگا تھا اور اسکی نگرانی اور زیادہ مشکل ہو گئی تھی شفیق صاحب عجیب زحمت میں پڑ گئے تھے اِدھر تو ڈاکٹر صاحب نے انہیں احمد کی دوا اور تیمار داری کا ذمہ دار قرار دیا تھا اور ادھر ہر وقت کی ضدوں کی شکایت اور یہ تقاضا کہ اب اسے کچھ کھانے کو ملنا چاہئے ڈاکٹر صاحب تو اسے فاقے دے دے کر مارے ڈالتے ہیں ان کو پریشان کئے ہوئے تھا لیکن ان کی عادت یہ تھی کہ سب سنکر چپ ہو جاتے تھے اور بظاہر کسی بات کی کچھ پروا نہیں کرتے تھے وقت وقت سے آن کر بیمار کا حال پوچھا اور ڈاکٹر صاحب کو لکھدیا کبھی خود چلے جاتے اور ڈاکٹر صاحب سے اسکی مفصل حالت کہکر دریافت کرتے کہ وہ کب کھانے کی اجازت دیں گے۔ لیکن ڈاکٹر صاحب ہمیشہ یہی جواب دیتے کہ جب تک بخار بالکل نہ اتر جائے کھانا زہر ہے بلکہ بخار اترنے کے بعد دو تین ہفتے سخت احتیاط رکھنی ہو گی کہ مقدار سے زیادہ یا بے وقت نہ ملجائے شفیق صاحب یہ سنکر چپ ہو رہتے اور پھر آکر کہدیتے کہ ابھی ڈاکٹر صاحب کھانے کی اجازت نہیں دیتے۔ آخر خدا خدا کرکے وہ دن آیا کہ بخار اتر گیا سب نے مبارک باد دی ماں کے ارمان بھرے دل نے غسل صحت کی تجویز کی لیکن شفیق صاحب بالکل خاموش تھے انہوں نے نہ اس پر کوئی زیادہ خوشی ظاہر کی نہ مبارک باد دی صرف تھرما میٹر دیکھکر اتنا کہا الحمد للہ خدا نے بڑا فضل کیا مگر دیکھئے ابھی یہ نہ سمجھ لیجئے گا کہ کامل صحت ہو گئی یہ وقت بڑی احتیاط کا ہے لیکن اب احمد کی بھوک نے سارے گھر کو سر پر اٹھا رکھا تھا صبح شام دوپہر کسی وقت اسکی ضدوں اور رونے دھونے سے فرصت نہیں ملتی تھی اور بس چلتا تو کبھی کبھی کوئی کھانے کی چیز لے بھی لیتا جو ماں ہزاروں منتوں خوشامدوں سے اور کبھی رو دے کر واپس لیتی تھیں تین چار دن اس طرح گزرے آخر کار پھر انہیں بھی گھبراہٹ شروع ہوئی میاں خدا

کے لئے ان سے کہو اب تو کچھ دیں اب تو خدا کا فضل ہے کب تک وہ اس طرح ہوکا رہیگا۔ شفیق صاحب
دو تین دفعہ ان کی بات سنکر ٹال گئے آخر ایک دفعہ انہوں نے کہا دیکھئے جناب آپ اسے تنگ کرتے ہیں نہ
تو میرا کوئی فائدہ ہے نہ ڈاکٹر صاحب کا محض اسی کے فائدے کے لئے یہ جبر اس پر کیا جا رہا ہے آپ کو
خبر نہیں ڈاکٹر صاحب مجھ سے کہہ چکے ہیں کہ ذراسی بدپرہیزی پر یہ بخار پھر دوبارہ آجائے گا بس اب آپ
خود ہی سمجھ لیجئے کہ اگر ایسا ہوا تو پہلے سہارنے کے قابل ہے وہ بولیں نہیں میاں ڈاکٹر صاحب کو وہم بھی ہو گیا
ہے بخار اب گیا آخر جو لوگ کئی کئی مہینے کے بخار سے اٹھتے ہیں وہ بھی کھانا کھاتے ہی ہیں کوئی خالی تھوڑی
کئے چلے جاتے ہیں۔ شفیق صاحب نے کہا جی ہاں یہ ان کے وہم ہی کا نتیجہ ہے جو آپ آج اسے اس حالت میں
دیکھ رہی ہیں خیر اگر آپ کا دل ان کے علاج سے بھر گیا ہے تو جیسی خوشی ہو ویسا کیجئے لیکن تو حتی الامکان انکی
مرضی کے خلاف کچھ نہیں کرونگا نہ یہ بار بار کا تقاضا کسی طرح مناسب ہے کہ وہ کہہ چکے سمجھا چکے اور پھر ان
سے بچوں کی طرح ضد کی جائے احمد کی ماں سمجھیں کہ شفیق صاحب کو برا معلوم ہوا کہنے لگیں بھائی میں نے
تو لاکر اسے تمہارے ہاتھ میں دیدیا ہے اور اللہ نے تمہاری ہی دوڑ دھوپ کے صدقے میں اس کی جان
بچائی ہے کیا میں کبھی اسوقت کو بھول تھوڑی سکتی ہوں کہ تم نے کیسی کیسی تکلیف اس کے پیچھے اٹھائی
ہے قارورے کی شیشیاں تک اپنے ہاتھ سے اٹھا اٹھا کر ڈاکٹر صاحب کو دکھائیں اور جب کوئی اسکی
خبر لینے والا نہیں تھا۔ تم تھے کہ اپنا سارا آرام تج دیا سچ تو یہ ہے کہ اگر تم خبر نہ لیتے تو یہ تو ہو چکا تھا میں تمہاری
مرضی کے خلاف کچھ نہیں کر سکتی بعضے وقت اس کے رونے سے گھبرا کر میں تم سے کہتی ہوں تو اس کا یہ مطلب
ہے کہ تمہیں اس کا خیال نہیں۔ تم نے میرے ساتھ جو نیکی کی ہے خداوند کریم تمہیں اس کا اجر دے الٰہی تم اپنے
بچوں کی بہاریں دیکھو جیسی تم نے اس بے باپ کے بچے پر شفقت کی ہے اور اس کے سر پہ ہاتھ رکھا ہے
آخری الفاظ ادا کرتے وقت انکی آواز بھرائی ہوئی تھی شفیق صاحب خود بڑی متاثر طبیعت رکھتے تھے وہ اسکے
جواب میں کچھ نہ کہہ سکے اور چپ چاپ اٹھ کر باہر چلے گئے پورا ہفتہ خیریت سے گزر جانے کے بعد احمد کو غذا ملی
اور اسکے دو چار دن بعد غسل صحت کر کے وہ اپنے گھر رخصت ہوا احمد کی ماں کا دل شکر گزاری سے بھرا ہوا
تھا اور اب انہیں یہ خیال ہوا کہ شفیق صاحب بڑے نیک آدمی ہیں لڑکے کی جائداد کے متعلق جو رہا سہا
اس میں بھی انہیں سے مدد لینی چاہئے خوش قسمتی سے شفیق صاحب کے ایک دوست وکیل بھی تھے انہوں
نے ان سے کہکر ان معاملات کا بھی انتظام کر دیا لیکن روپے کا معاملہ بری بلا ہے لوگوں نے کہنا شروع کیا
اسی لئے لڑکے کی بیماری میں اتنی دوڑ دھوپ کی گئی تھی کہ جائداد والی آدمی ہیں کچھ نہ کچھ ہاتھ لگ ہی
جائے گا۔ الغرض احمد کی ماں کے دل میں وکیل صاحب کی طرف برائی بھرنی شروع کی کہ وہ یوں تمہارا سب بیٹھ

سے مل گئے اور تمہارا نقصان کر دیا یہ ہوا وہ ہوا۔ وہ بچاری بے پڑھی آدمی سمجھیں کچھ نہ سمجھیں ایک دن آکر شفیق صاحب سے بہت کچھ شکایت کی اور کہا کہ وکیل صاحب سے کہو میرا حساب صاف کر دیں شفیق صاحب نے کہا آپ کا سارا روپیہ میرے ہاتھ آیا اور آپ ان پہ الزام لگا رہی ہیں۔ بالفرض ان سے کہوں بھی اور سب رسیدیں لاکر آپ کو دکھاؤں تو آپ کیا سمجھے گا۔ یوں کیجئے کہ اپنے بھانجے کو بلا لیجئے وہ میرے ساتھ وکیل صاحب کے ہاں چلیں یا میں وکیل صاحب کو بلالوں وہ حساب سمجھ لیں اور آپ اپنے کانوں سے بھی سن لیجئے مگر احمد کی ماں کی سمجھ میں یہ بات نہ آئی اور انہوں نے کہا کہ وکیل کرنے کے اور روپیہ لینے کے وقت تو میرا بھانجہ نہ تھا نہیں اب اسے بلانے کی کیا ضرورت ہے جیسے تم نے سب کچھ کیا تم ہی اسے آخیر تک پہنچاؤ۔

شفیق صاحب نے کہا میں تو سب کچھ کر چکا لیکن اب آپ کے دل میں ایک شک پیدا ہوا ہے تو اسکو رفع کرنے کے لئے کہتا ہوں کہ آپ کی طرف سے بھی کوئی مرد ہونا چاہئے کیونکہ مجھے تو خود سب معلوم ہے اور میں وکیل صاحب کا طرفدار ہوں۔ اس پہ انہیں بہت تاؤ آیا کہنے لگیں تو پھر جانے دیجئے میں اور اپنا روپیہ عاقبت میں لے لوں گی۔ شفیق صاحب نے کہا اچھی بات ہے اور میری غلطی کی سزا ہے کہ آج میں بھی اس الزام میں سن گیا احمد کی ماں دیر تک بہت کچھ کہتی سنتی رہیں سب گھر والوں کو ناگوار ہوا اور ان کو سمجھایا لیکن شفیق صاحب نے پھر ان سے کوئی بات نہیں کی۔ اور اس کے بعد بھی جب کبھی اس کا ذکر آیا اور کسی نے کہا کہ کیا اچھا بدلہ انہوں نے آپ کی نیکی کا دیا ہے تو انہوں نے یہی جواب دیا کہ میں نے بدلے کی امید پر تو کچھ نہیں کیا تھا جو اس کی شکایت کروں ہاں ایک تجربہ ہو گیا۔

و-۱-

جو عورتیں مالی دقتوں سے پریشان ہیں۔ جنہیں آمدنی کی کمی اخراجات کی زیادتی نے پریشان رکھا ہے وہ اگر ایک جلد کتاب

خواتین کی دستکاریاں

منگائیں تو گھر پر خودداری اور عزت کیساتھ اطمینان سے زندگی گذار سکتی ہیں کیونکہ اس کتاب میں نادار غریب عورتوں کو نہایت ہی کارآمد اور بیش بہا مشورے دیئے گئے ہیں اور بہت سے کاموں کی اس قدر تفصیل بیان کر دی ہو کہ پردہ نشین عورتیں بغیر کسی کا احسان اٹھائے صرف اس کتاب کی بدولت مالی پریشانیوں کو بآسانی دور کر سکتی ہیں۔ خواتین کی دستکاریاں جہاں غریب عورتوں کو بہترین مشورے دیگی وہاں امیر عورتوں کو بھی ہنرمند۔ سلیقہ شعار بنا دیگی قیمت ۸؍

منیجر عصمت دہلی

نیپلز

یہ ایک انگریزی مثل ہے کہ "مرنے سے پہلے نیپلز دیکھ لے" اگر نیپلز کو بچشم خود دیکھا جائے تو اس کی بخوبی صداقت ہوتی ہے۔ قدرت خدا کی وہ جلوہ کاریاں یہاں ہیں کہ انکو دیکھکر بے اختیار زبان سے نکل آتا ہے:۔

ہر ورق دفتر ست معرفت کردگار

شہر نیپلز سلطنت اطالیہ کی قلمرو میں شامل ہے۔ یہ ایک جزیرہ نما کی حیثیت رکھتا ہے کیونکہ اس کے تین طرف سمندر ہے اور ایک حصہ خشکی سے ملا ہوا۔ بلکہ یوں خیال کرلو ایک بلند پہاڑی ہے جو سمندر میں واقع ہے اور اس کا ایک سرا خشکی میں چلا گیا ہے۔ یہ پہاڑی قریب قریب ہلال نما ہے۔

اطالین کمپنی کے جو جہاز بمبئی سے ہر دوسرے ہفتہ یورپ روانہ ہوتے ہیں ان میں سے ایک جہاز نیپلز ہوتے ہوئے جینوا کو جاتا ہے اور دوسرا جہاز ونیس کو۔ اس کمپنی کے جہاز میں سفر کرنے والوں کے لئے یورپ کا سب سے پہلا شہر نیپلز ہی ہوتا ہے۔ اس لئے ایک ہندوستانی سیاح یا طالب العلم کے لئے نیپلز گونا گوں خصوصیات رکھتا ہے۔

نیپلز کا ساحل رگودی یا بیچ) ایسے مقام پر ہے جہاں جہاز کو آنے کے لئے اپنے عام راستہ کو ترک کر کے گویا شہر کی پشت سے گردش کرکے دوسری جانب آنا ہوتا ہے۔

جن صحاب نے بمبئی کا ہنگ گنگ گارڈن دیکھا ہے وہ بہ آسانی نیپلز سے واقف ہو سکتے ہیں۔ بمبئی کا ایک حصہ جس طرح پہاڑ پر واقع ہے۔ نیپلز کا پورا شہر ہی اسی طرح پہاڑ پر بنا ہے۔

پہاڑ کی ایک جانب سطح سمندر سے چوٹی تک چھوٹے بڑے خوبصورت دو دو تین تین چار چار پانچ منزلہ عمارتیں اور بائیں باغات ہیں دوسری جانب چوٹی سے سطح سمندر تک اول تو۔ انگور سیب۔ انار۔ شفتالو۔ کھجور کے باغات اور اس کے بعد نیچے تک غلہ کے کھیت۔ ترکاری کی کیاریاں لہراتے نظر آتے ہیں جب کوئی پہاڑ کی چوٹی پر پہونچ جاتا ہے تو شہر نیپلز کی دلکشی اور دل آویزی وہ پر لطف سماں پیش کرتی ہے جو صرف دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے قلم کو طاقت نہیں۔ جو اس کی حقیقت کو ظاہر کرسکے۔

ایک طرف سفید سفید مکانات اور ان کے ساتھ باغوں کی سرسبزی اور اس سے بڑے

سمندر کے نیل گوں پانی کی موجیں پھر دوسری طرف لہراتے کھیت میواہ سے لدے ہوئے درخت انگور کی بل کھائی ہوئی بیلیں اور پھر صاف اور شفاف سمندر کا پانی اور اوپر آسمان کی نیلگوں چھت وہ دلفریب منظر پیش کرتی ہے جسکو دیکھکر انسان متحیر اور ششدر رہ جاتا ہے۔

یہ قدرت کی جلوہ کاریاں ہی صرف متحیر کن نہیں ہیں بلکہ نیپلز کے دیگر امور بھی جاذب نظر ہیں جن کی کسی قدر وضاحت کی جاتی ہے

نیپلز یورپ کا سب سے پہلا شہر ہوتا ہے جو ایک ہندوستانی کے نظر کے سامنے آتا ہے۔ یہاں کا تمدن وتہذیب طرز معاشرت سب کچھ ہم سے جداگانہ ہے۔ شہر کی وضع عمارتوں کی ساخت باغوں اور دوکانوں کی وضع راستے۔ عمل ونقل کی سواریاں بسنے والے انسان ان کا لباس ان کی زبان ان کی معاشرت۔ خریدوفرصت کے طریقے ہر ایک شئے جداگانہ ہے یا یوں سمجھو آسمان جدا۔ زمین جدا۔ قوم جدا۔ مذہب جدا غرض کہ سب کچھ جداگانہ اور علیحدہ ہے۔

جیساکہ قبل ازیں صراحت ہوئی ہے شہر ہلال یا قوس نما ہے سطح سمندر سے پہاڑ کی چوٹی تک مکانات ہیں جو کئی کئی منزلہ ہیں سات منزل تک میں نے عمارت دیکھی ہے۔ اگرچہ اکثر مکانوں میں بمبئی کی طرح صحن نہیں ہے مگر صدہا مکان ایسے بھی ہیں جن کے ساتھ وسیع صحن اور کشادہ باغ ہے۔ ان خانہ باغوں کے علاوہ صدہا دوسرے باغ بھی ہیں اور پھر پہاڑ کی دوسری جانب گویا باغوں کا سلسلہ ہی چلا گیا ہے ان باغوں میں انگور سیب۔ انار شفتالو۔ سنترہ کے ساتھ کھجور کے درخت بھی بکثرت ہیں جو عربوں کی یاد دلاتے ہیں۔ ترکاری کی کیاریاں جن میں گوبی۔ کرم۔ آلو وغیرہ کثرت سے ہوتے ہیں سطح سمندر تک چلے گئے ہیں۔ باغوں اور کھیتوں کی کثرت نیپلز کا سارا شہر گل وگلزار کا نمونہ بن گیا ہے۔

نیپلز کی دوکانوں کی آراستگی اور سجاوٹ بھی قابل تعریف ہے اگرچہ یورپ کے تمام شہروں میں یہی حالت ہے مگر چونکہ نیپلز ہی سب سے پہلے ہمارے پیش نظر ہوتا ہے اس لئے اس کی آراستگی وغیرہ جاذب نظر ہوتی ہے۔ عام طور سے جنس لطیف کا دکانوں میں مامور ہوتا اور رسٹورنٹ میں آدمیوں کا باہر کی جانب بیٹھنا وغیرہ ایک دلکش منظر پیش کرتا ہے اگرچہ نیپلز سے پہلے پورٹ سعید میں اسی کا نمونہ نظر آجاتا ہے مگر یورپ کے رنگ وروغن اور لباس اور دختران حوا کی کثرت جو خاص نیپلز پیش کرسکتا ہے وہ پورٹ سعید کو حاصل نہیں ہوسکتی۔

نیپلز کے راستے اور صفائی ہمارے لئے تعجب انگیز ہوتی ہے کیونکہ ہر طرف راستوں پر پتھر

بچھے ہوئے ہیں صفائی کی بری حالت سے بڑا تعجب ہوکر یورپ کے دیگر شہروں کی صفائی وغیرہ کا غلط اندازہ ہوسکتا ہے یہاں کے راستے اور صفائی کی حالت نہایت ابتر ہے۔

راستوں پر جا بجا صدہا ٹیکسی اور فیٹن کرایہ کے لئے موجود ہوتے ہیں میٹر کے ذریعہ ان کا کرایہ قرار نہیں دیا جاتا بلکہ اکثر و بیشتر گھنٹوں کے لحاظ سے طے ہوتا ہے۔

نیپلز میں زیادہ آبادی اطالین قوم کی ہے یورپ کے دیگر ممالک کے مدنظر یہ ایک مفلس ملک ہے عام باشندوں کے طرز زندگی اور لباس سے اس کا بخوبی اندازہ ہوسکتا ہے مگر اس کے باوجود ان کے چہروں کی تازگی اور بشاشت اس امر کا پتہ دیتی ہے کہ کسی غیر قوم کا طوق غلامی ان کے گردن میں نہیں ہے بلکہ اپنے آپ مختار و مالک ہیں۔

اطالیہ کا حسن بھی فرانس اور انگلستان سے بڑھ کر ہے نووارد سیاح کیلئے نوجوان لڑکیوں کی ہر طرف جلوہ گری اور ہم نشینی رنگینی اور معطر ملبوسات میں ایک خاص دلکشی رکھتی ہے پھر یورپ کی آزادی اور یورپ کی فضا جو اثر پیدا کرسکتی ہے وہ ناقابل بیان ہے۔ غرضیکہ یہ تمام قدرت کی جلوہ گریاں قدرتی مناظر نیپلز میں ایسے جمع ہوگئے ہیں جو پہلے پہل سرزمین یورپ میں قدم رکھنے والوں کے لئے بڑے ہی دلفریب و دلکش اور پر لطف ہوجاتے ہیں۔

نیپلز سے دس بارہ میل آبادی سے متصل قدیم شہر پمپئی کے کھنڈر بھی ہیں۔ موٹر کے ذریعہ یہاں جاتے ہیں یہ کھنڈر بھی پہاڑی کی بلندی پر واقع ہیں داخلہ کے لئے دس لیرہ فیس ادا کرنی ہوتی ہوتی ہے اولاً ایک مختصر سا باغ ہے اس میں اس انجینئر کا مجسمہ نصب ہے جس نے کھنڈر دریافت کئے تھے۔ باغ سے گزرنے پر ایک میوزم آتا ہے جسمیں شہر سے نکلی ہوئی چیزیں مٹی کے برتن پتھر کی اشیاء وغیرہ ہیں۔ اس کے بعد کھنڈر کا سلسلہ شروع ہوتا ہے۔ پمپئی کے یہ کھنڈر ایک وسیع شہر اور شاہی محلات کی حیثیت رکھتے ہیں۔ بعض جگہ دیواروں پر پچکاری اور رنگین نقش و نگار بھی موجود ہے بعض مقامات پر کچ کا رنگین فرش ہے۔ کئی بڑے بڑے ہال ہیں چند ٹوٹے ہوئے مجسمہ بھی موجود ہے۔

اس کھنڈر کے کئی حصے ہیں ایک حصہ جو جدید برآمد ہوا ہے۔ اس کے معائنہ کے لئے دوبارہ دس لیرہ فیس ادا کرنی ہوتی ہے مگر ہم نے معائنہ نہیں کیا۔ پورے شہر کے کھنڈر دیکھنے کے لئے کئی گھنٹہ درکار ہیں اس کے بتانے کے لئے راہ نما (گائیڈ) بھی کھنڈر کے دروازہ پر موجود ہوتے ہیں جن کی فیس ہر شخص سے علیحدہ پوری جماعت سے ایک ساتھ حاصل کی جاتی ہے۔

نیپلز کے قریب ہی کوہ آتش فشاں "ویسوویس" واقع ہے موٹر کے ذریعہ یہاں جاتے ہیں چونکہ ہمارا قیام صرف دس بارہ گھنٹے تھا اس لئے ہم نے دیکھا نہیں جس کے باعث صراحت نہیں کی جا سکتی۔

اس سے معلوم ہوا کہ شہر نیپلز درحقیقت دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے انگریزی ضرب المثل جھوٹ نہیں ہو سکتی۔ نیپلز کی گوناگوں خصوصیات احاطہ تحریر سے باہر ہیں یورپ جانے والے شاید وہ بدنصیب ہوتے ہونگے جو نیپلز نہیں دیکھتے۔

نصیر الدین ہاشمی

باغِ خیال

باغ میں دورِ طرب ہے جہاں فزاں دو چار دن
دیکھتے ہیں لالہ و گل کی ادا دو چار دن

اہل گلشن کے مقدر میں بھی ہے داغِ فراق
بلبل و گل میں ہے پیمانِ وفا دو چار دن

جس پہ ہوتا ہے نسیم صحن جنت کا گماں
چلتی ہے باغِ جہاں میں وہ ہوا دو چار دن

آکے صحرا سے بگولے خاک اڑاتے ہیں وہیں
جس روش پر چل نکلتی ہے صبا دو چار دن

بعد اسکے بر ہی ہے بے چارگی ، درماندگی
سرو و ریحان و سمن کا جمگھٹا دو چار دن

کون سا گلزار تاراجِ خزاں ہوتا نہیں
پھول کھلکر کون سا وقفِ زیاں ہوتا نہیں

بے خزاں ہے باغ اگر کوئی تو ہے باغِ خیال
جسکو خالق نے عطا کی ہے بہارِ لازوال

کھلتے آئے ہیں ازل سے پھول جو اس باغ میں
رنگ و بو میں آجتک ہیں بے نظیر و بے مثال

تازگی انہیں وہی ہے دلربائی ہے وہی
صفحۂ گیتی پہ اب تک نقش ہے ان کا جمال

بے ضرر ہے گردشِ دورِ زماں ان کے لئے
بے اثر ہیں ان کے لئے لیل و نہار و ماہ و سال

آبیاری چشمۂ فیض ازل سے ان کی ہے
باغبانی پر مقرر شاعرانِ باکمال!

ذوق سیرِ گل اگر ہے، سیر کر اس باغ کی
سیر کر اے صاحبِ ذوقِ نظر! اس باغ کی

تلوک چند محروم

شاہجہان کی دو بیٹیاں

(حرم کی ایک سیاسی داستان)

کہا جاتا ہے کہ مسلمان عورتیں۔ پردہ کی ظلمت میں ہمیشہ گرفتار رہیں اور مکان کی چہار دیواریوں نے انکے جوہر طبعی اور لیاقت مظہری کو پابہ زنجیر رکھا لیکن تاریخ کے صفحے کچھ اور کہتے ہیں۔ اپنے ایک مضمون بعنوان "عہد مغلیہ میں عورتوں کی معاشرتی حالت" میں میں نے مسلمان عورتوں کی بلند پوزیشن کو واضح کیا ہے یہ عہد مغلیہ کی دو سیاست داں بہنوں کی دلچسپ داستان ہے۔ الیزابتھ اور میری کوئن آف اسکاٹس کی نظیر محلات مغلیہ میں ملتی ہے۔

جہان آرا اور روشن آرا شاہجہاں کی دو مشہور بیٹیاں تھیں اور تواریخ کے صفحات انکے تذکرے سے بھرے پڑے ہیں۔ یہ دونوں شاہزادیاں اس کی یادگار تھیں جو "تاج" کے سحر آفریں خوابستان میں مصروف راحت ہے۔ جہان آرا سن میں بڑی تھی اور حسن و لیاقت کے لحاظ سے ہر طرح ممتاز محل کی نمونہ تھی۔ شاہجہاں کو اس سے بہت زیادہ الفت تھی اور اس کے ایام نظر بندی میں بھی جہان آرا ہی اسکی خدمت میں حاضر رہی اور آخر تک اس کی خدمت میں ہاتھ نہ اٹھایا۔ مقید شہنشاہ کے باورچی خانہ کا انتظام اس نے اپنے ہاتھوں میں لے رکھا تھا کیونکہ ایام نظر بندی میں زہر خورانی کا بہت زیادہ شبہ تھا۔

جہان آرا شاہجہان کے عہد حکومت میں بھی تمام شاہزادیوں میں سب سے زیادہ ممتاز تھی۔ اس کی شوکت وحشمت کے مقابلہ میں تمام بیگمات گرد تھیں محل کا پورا انتظام اس سے متعلق تھا۔ شاہجہان کی مزاج دانی اور شاہی لطف وکرم کی وجہ وہ امور سلطنت میں بہت زیادہ دخیل تھی اور اکثر مہمات سلطنت اس کے مشورہ سے انجام پاتے ہیں جہان آرا کے اثر کا یہ عالم تھا کہ سلطنت کے امراء اس کی خوشامد و منت میں مصروف رہتے اور حصول مراتب وکرام شاہی کے لئے اسی شاہزادی کو ذریعہ بناتے۔

روشن آرا بیگم شاہجہاں کی دوسری لڑکی تھی۔ وہ بھی ممتاز محل کی طرح حسین اور بالیاقت تھی لیکن وہ جہان آرا کی بہ نسبت بہت زیادہ چالاک اور حکومت پسند تھی اور اسی جذبہ کے ماتحت وہ تمام عمر قوت اور دولت حاصل کرنے میں مصروف رہی اور آخر میں اسکا انجام نیک نہیں ہوا روشن آرا کی ولادت کے چند ہی دنوں بعد ممتاز محل راہی ملک بقا ہوے۔

شروع میں روشن آرا جہان آرا کے مقابلہ میں کامیاب ہو سکی اور جہان آرا کا اثر اور اسکی جاذب نظر

شخصیت اسکے حوصلوں کی راہ میں حائل رہی لیکن روشن آرا کی ڈپلومیسی بہت زیادہ دور اثر تھی اور چند ہی دنوں کے بعد جہاں آرا سمن برج کی سنگی دیواروں میں محصور و مجبور ہو گئی اور روشن آرا کا اثر اور اسکی قوت بہت زیادہ بڑھ گئی۔ دونوں بہنوں کی طبیعتیں ایک دوسرے سے مختلف تھیں اسی وجہ سے دو بہنیں ایک دوسرے سے شفقت خواہرانہ نہ برت سکتی تھیں اور تمام عمر ایک دوسرے کے خلاف ریشہ دوانیوں میں مصروف رہیں۔

سلطنت مغلیہ کے صوبوں کی حکومت عموماً شاہزادوں کے متعلق ہوتی اور اس حکومت و قوت کیوجہ وہ بہت زیادہ صاحب اثر ہو جاتے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ باپ کے مرنے کے بعد تخت سلطنت کیلئے اکثر کشت وخون کا بازار گرم ہو جاتا باپ کی زندگی میں بھی شاہزادے خاموش نہ بیٹھتے اور سازشوں اور بغاوتوں کا جال بچھا رہتا۔ بادشاہ کی علالت کی خبر گویا اعلان جنگ ہوتی۔ شاہجہان کے لڑکوں کے ساتھ بھی یہی واقعات پیش آئے۔ شاہجہاں کی زندگی ہی میں دارا شجاع اورنگزیب اور مراد تخت حاصل کرنے کی فکر میں برابر مشغول رہے دارا چونکہ باپ کا منظور نظر تھا اس لئے اسے دہلی ہی میں رکھا گیا اور باقی لڑکوں کو دور دراز ممالک میں بھیجدیا گیا تخت کے لئے کوئی اس قسم کی سازش جڑ پکڑنے نہ پائے جو جس کے ذریعہ شاہجہاں نے تخت حاصل کیا تھا۔ اس انتظام میں جہان آرا کی رائے بہت زیادہ دخیل تھی دارا اور جہاں آرا ایک دوسرے سے بہت زیادہ شفقت برتتے تھے اور طبیعت کے لحاظ سے دونوں ایک دوسرے کے مطابق تھے۔ داد و دہش نا عاقبت اندیش اور نیک دلی دونوں میں مشترک تھے اور دونوں اسی کے شکار ہوئے۔ روشن آرا کو یہ انتظام کس طرح پسند نہ تھا وہ تخت سلطنت پر اورنگزیب کو متمکن دیکھنا چاہتی تھی۔ اور یہ دونوں بھائی بہن ایک دوسرے کے مطابق تھے دونوں بہت زیادہ دور اندیش، معاملہ فہم ہوشیار اور مدبر تھے جہاں آرا کی یہ کوشش تھی کہ دارا کے سوا اور بھائی اتنی قوت نہ حاصل کرنے دپائیں کہ دارا کے مدمقابل ہو سکیں اور اس نے ہمیشہ ایسی ترکیب کی دوسرے بھائیوں کے ہاتھ میں اتنا خزانہ نہ جمع ہو سکے کہ وہ بغاوت اور بادشاہی کا خواب دیکھیں۔ لیکن روشن آرا اس معاملہ میں جہان آرا سے کہیں زیادہ تیز تھی اور گو وہ جہاں آرا کی قوت اور اس کے اثر سے مجبور تھی لیکن جہاں تک ڈپلومسی کا سوال ہے وہ اس سے بہت زیادہ قوی تھی۔

دربار کے تمام امور اور مشوروں سے وہ اورنگ زیب کو خفیہ طور پر خبر دیتی رہی اور جہانتک ممکن ہو سکا اسکے حق میں پروپاگنڈا میں مشغول رہی۔ اسکے جاسوس جہاں آرا اور شاہنشاہ کی خلوت میں بھی موجود ہوتے اور ذرہ ذرہ کی خبر اس سے پوشیدہ نہیں رہتی۔

اسی درمیان میں شاہجہاں علیل ہوا دارا اور جہاں آرا نے پہلے تو علالت کو چھپانا چاہا اور پھر اسکو خفیف دکھانا چاہا لیکن روشن آرا کی عقاب نما نظر سے حقیقت پوشیدہ نہ رہ سکی اور اورنگ زیب سمجھ گیا اور دہلی

کے لئے چل پڑا۔ خانہ جنگی شروع ہوگئی اور دارا اعلیٰ قوت اور بیش بہا خزائن کے باوجود بھی اورنگ زیب کی غیر معمولی ڈپلومیسی اور زمانہ داری کے سامنے کامیاب نہ رہ سکا۔ دارا اور اورنگ زیب کا مقابلہ گویا جہاں آرا اور روشن آرا کی جنگ تھی۔ یہ دونوں محل کی رہنے والیاں اس عرصہ میں چین سے نہ بیٹھیں اور دونوں نے اپنے اثر کو بھائیوں کے مدد میں پوری طرح صرف کیا لیکن نتیجہ معلوم تھا۔ اورنگ زیب اور روشن آرا کی زیرکی سیاسی چالیں دارا اور جہاں آرا کی قوت اور اثر کے لئے بہت تھیں۔ اورنگ زیب نے پہلے تو مراد کو دارا کے خلاف اور اپنے موافق کرلیا اور پھر فتح حاصل کرنیکے بعد اس سے پھر گیا۔ شجاع کا بھی یہی نتیجہ ہوا۔

شاہجہاں کی قسمت میں بیٹے کے ہاتھوں قید لکھی تھی۔ جہاں آرا نے اس موقعہ پر بھی باپ کا ساتھ نہ چھوڑا اور سمن برج کی سنگی دیواروں میں محصور و مجبور زندگی کو بخوشی قبول کیا اورنگ زیب کی کامیابی کے بعد جہان آرا کا رسوخ اور اقتدار کسی حالت میں بھی قایم نہ رکھ سکتا تھا۔ اورنگ زیب کی چہیتی بہن روشن آرا بھلا یہ کب گوارا کرسکتی تھی کہ اسکی حریف جہان آرا مہر شاہی کی امین رہے اور بیگمات کے جلوس کی رہنمائی کرے جہان آرا کا عروج دارا کے زوال کے ساتھ رخصت ہوگیا۔ دارا کے ساتھ جہان آرا کی سیاست بھی ختم ہوگئی اور اس خاموش جنگ میں شاہجہاں کی ڈپلومیٹ بیٹی روشن آرا کو فتح نصیب ہوئی۔ روشن آرا کے اشاروں پر اسکی بڑی بہن جہان آرا بھی شاہجہاں کے ساتھ قید کردی گئی۔

جہاں آرا نے بھی قسمت کے اس فیصلہ کو گراں نہ سمجھا۔ باپ کیساتھ اسکو ایسی محبت تھی جسکو عشق کیساتھ تعبیر کیا جاسکتا ہے۔ باپ کی خدمت کو وہ اپنا فرض سمجھتی۔ جب شاہ جہان خود لال قلعہ میں آزاد نہ رہ سکا اور آگرہ کے سمن برج کی دیواریں اسکی آزدی کی راہ میں حائل ہوگئیں تو جہان آرا نے بھی آزاد رہنا پسند نہیں کیا۔ اورنگزیب کو وہ ہمیشہ مشکوک نظروں سے دیکھا وہ اسے ہمیشہ "متعصب بھائی" کے نام سے یاد کیا کرتی تھی۔ مقید حالت میں شبہ اور زیادہ قوی ہوگیا۔ اسکو اورنگ زیب کے ہاتھوں باپ کی زندگی خطرہ میں نظر آتی تھی۔ قید کے ایام میں وہ برابر اس فکر میں مشغول رہتی کہ باپ "کو متعصب بھائی" کی سازشوں سے محفوظ رکھے۔ شاہجہاں کا کھانا وہ خود اپنے سامنے تیار کراتی اور خود چکھ لیا کرتی تھی۔ ترکی اور حبشی عورتوں کی ایک مسلح جماعت کو ہمیشہ پہرہ پر متعین رکھتی اورنگ زیب کی طرف سے وہ اس درجہ بدظن تھی کہ وہ اسکو پابند قفس بادشاہ کے پاس نہیں آنے دیتی خیال ہوسکتا ہے کہ قید کی حالت میں وہ اورنگ زیب کو جو بادشاہ ہوچکا تھا بھلا کیوں کر شاہ جہاں سے الگ رکھ سکتی تھی۔ لیکن اس عالم مجبوری میں بھی اس کا اثر ایسا تھا کہ اورنگ کو کبھی اس بات کی ہمت نہوئی کہ وہ شاہ جہاں کے پاس جائے یا اس کی زندگی کے خلاف کوئی سازش کرسکے۔ آٹھ برس تک وہ مقید بادشاہ کی خدمت میں ہمہ تن مشغول رہا کی۔

اس عرصہ میں وہ دارا کو کبھی فراموش نہ کر سکی اور برابر روپیہ پیسہ کے ذریعہ اسکی مدد کرتی رہی لیکن بہت جلد اس کی یہ آخری امیدیں خاک میں مل گییں اور دارا پابند سلاسل اورنگ زیب کے سامنے حاضر کر دیا گیا۔

دارا جسوقت شہر سے گذر رہا تھا ساری خلائق اس کے دیکھنے کے لئے مجتمع ہو گئی کیونکہ دارا اپنی شخصیت اور داد و دہش کیوجہ سے بہت ہر دلعزیز تہا۔ اورنگ زیب اور روشن آرا کو فوراً یہ شبہ پیدا ہوا کہ دارا کی زندگی انکی حکومت اور ثروت کے لئے بہت خطرناک ہوگی اور دارا کی موت کا حکم صادر ہو گیا دارا کا سر جہاں آرا کے پاس بہیجدیا گیا اور اس کا جہان آرا پر یہ اثر ہوا کہ وہ عرصہ تک ہواس میں نہ تھی اور بھر دن عالم بیہوشی میں گذر گیا۔ اورنگ زیب کو حکومت ملتے ہی روشن آرا کا ستارہ اقبال عروج پر پہنچ گیا۔ محل کی حکومت کی اور مہر شاہی کی امانت اسکے حصہ میں آئی۔ امور سلطنت میں اس کا وہ رسوخ تو قایم نہ رہ سکا جو جہان آرا کو میسر تہا کیونکہ اورنگ زیب خود ایک جید سیاست داں اور بافہم حاکم تہا اور اس کا نیتجہ یہ ہوا کہ دونوں بہائی بہن میں زیادہ دنوں تک صلح سے نہ گذری اور روشن آرا کی ہوس اثر و حکومت بالآخر اس کے لئے موت کا پیغام لائی۔ لیکن یہ بعد کا ذکر ہے۔ کچھ دنوں تک تمام بیگمات میں روشن آرا سب سے زیادہ ممتاز اور صاحب اثر رہی۔ اورنگ زیب کی بیگمات اور محلات کی اس کے سامنے کوئی وقعت نہ تھی۔ بادشاہ کی بیبیاں ہمیشہ اس کے جلو میں ہوتیں امرائے سلطنت جلوس کے آگے پیادہ پا چلتے شان و شوکت اور دولت و اثر کسی بات کی کمی باقی نہ رہی تھی لیکن یہ صورت بہت دنوں تک قایم نہ رہ سکی اور زوال کا پیغام بہت جلد آیا۔ اورنگ زیب کی دوربین نظر نے فوراً تاڑ لیا کہ روشن آرا کا وجود اسکی حکومت کے لئے اچھا نہیں ہے۔ جو عورت خود اس کے حصول تخت میں اپنی سیاسی چالوں کی بدولت اس درجہ معین ہوتی تھی وہ کبھی چین سے نہیں بیٹھ سکتی اور موقعہ ملنے پر تخت قبضہ کرنے سے کبھی باز نہیں آسکتی۔ آخر میں وہی بات پیش آئی اورنگ زیب بیمار ہوا اور روشن آرا نے سازشوں کا ایک نیا جال بچھایا۔ اس کے [illegible] اور اس کی قوت کی وجہ سے بہتیرے [illegible] سلطنت اس کے اشاروں پر چلتے اور دربار میں اس کا اچھا خاصہ اثر موجود تہا۔ روشن آرا نے اورنگ زیب کو بھی شاہجہاں کی طرح قید کر دینا چاہا اور اسکی جگہ پر کم سن ولیعہد کو تخت سلطنت پر بٹھانا چاہا۔ اس کے معنی یہ تھے کہ ولی عہد کے پردے میں روشن آرا خود حکومت کرے اور اس لحاظ سے تاریخ مغلیہ میں ایک دوسری نورجہاں کی جگہ پیدا کرے۔ لیکن قسمت میں یہ بات لکھی نہ تھی اور روشن آرا کی سازش کامیاب ہو سکی اورنگ زیب بہت جلد صحت یاب ہو گیا اور اوس نے روشن آرا کا اثر ناقابل برداشت

خیال کیا۔ روشن آرا مہر شاہی کی امانت سے معزول کردی گئی۔ عمل میں اسکا وہ اثر باقی نہ رہا ہی زوال کا اثر روشن آرا کی صحت پر پڑا اور وہ ایک تین سال کی مدت میں قضا کرگئی۔

جہان آرا پر روشن آرا کی موت کا بڑا اثر ہوا۔ بجائے اسکے کہ وہ اپنی حریف بہن کی موت پر خوش ہو جہان آرا کے لئے بہن کی موت پیام غم بنی۔ آٹھ سال کی مدت قید نے اس کے قلب کو درد وغم سے بھردیا تھا۔ اورنگ زیب کی طرف سے بھی وہ اب مشتبہ نہ تھی۔ شاہجہاں کی موت کے بعد اس نے زرد جواہر جو اسکے باپ اور خود اس کی ملکیت تھے اورنگ زیب کے حوالہ کردیئے جہاں آرا کی محبت والفت کا ہرگز سوائے اورنگ زیب کے اور کوئی دوسرا نہ رہا۔ ماں باپ بھائی اور بہنوں میں اورنگ زیب کے سوا اب کوئی دوسرا نہ تھا اور اورنگ زیب بھی جہاں آرا کی عزت کرتا تھا۔ اس نے جہاں آرا کو قلعہ آگرہ سے دہلی بلوالیا اور جہاں آرا نے اپنی زندگی کے بقیہ دن یادالہی میں بسر کئے۔ خواجہ نظام الدین اولیا سے اسے بہت زیادہ عقیدت تھی اور مرنے کے بعد وہ انہیں کے جوار میں دفن ہوئی۔

شہر بانو

(بقیہ مضمون صفحہ ۴۵۵) جو ساوات کے صحیح معنوں میں حامی اور اپنی جبری حکومت کے خلاف ہیں؟ اگر کم ہیں تو وہ پیغمبر صاحب کے پیر اور مسلم ہونیکا دعوی کیوں کرتے ہیں؟ اور ہوسائٹی اس جرم میں انکو کیا سزا دیتی ہے؟ اور باوجود اس بیہودہ حکومت کے جو بچپن سے ہمارے دلوں میں اور دماغوں میں غلامی کا بیج بوتی آتی ہے ہمیں اس قسم کے الزام کیوں دیتے ہیں؟ کیا آپ ایمان سے کہیں گے کہ قبلہ مولانا راشد الخیری صاحب مدظلہ اور ان جیسے چند ایک اور بزرگ انہیں ہندوستانی مسلم ماؤں کے لاڈلے سپوت۔ انکی رواداری کے تختہ مشق۔ ان کے رہن کجروی انکے لاڈ وپیار کے ممنون نہیں ہیں؟ کیا ان جیسے بزرگ آدمی نہیں فرشتہ ہیں۔ جو وہ اپنی ماؤں کا عملی نمونہ جو بچپن سے انکے دلوں اور دماغوں میں نقش کالحجر تھا کیوں مٹا سکے۔ اور انہوں نے اپنی ماؤں سے جو سبق بچپن میں ساوات مٹا کر اپنے حقوق بجا کی رواداری اور اپنی خواہشات کو اپنی بہنوں کی مرضی پر مقدم و غالب رکھنے کا سیکھ لیا تھا کیوں آسانی سے بھلا دیا؟ دعا دیجئے قبلہ محترم حضرت مولانا راشد الخیری صاحب مدظلہ کو جن برکت اور اثرات تحریر نے آپ لوگوں کو کھلے خزانے لوٹنے کا موقع دے رکھا ہی اور آپ کی اطاعت وخدمت ہمارا ایمان بنا دیا ہے ورنہ ایک دن وہ ہوتا کہ نہ آپ کی یہ حکومت ہوتی نہ ہماری یہ غلامی ہم ہوتیں اور آپ سے ساوات کی طلب ہم ہوتیں اور آپسے نفرت قلبی ہم ہوتیں اور آپ کا مکمل بائیکاٹ۔ پھر دعا دیجئے مولنا صاحب صاحب قبلہ کو جنکی تقریر و تحریر کے اثرات وبرکت نے آپ کو کچھ کچھ ہماری قدر و منزلت۔ حمایت وہمدردی سکھادی ورنہ لیکن وہ [illegible] آپ ہوتے اور یورپ کی جادوگرنیاں بقول آپ کے پریاں آپ ہوتے اور ان کی غلامی آپ ہوتے اور عدالتوں کے چکر آپ ہوتے اور طلاقوں کے رجسٹر۔ آخر میں دعا ہے کہ خدا آپ کو اور ہمکو توفیق دے کہ آپ اپنی جبری حکومت کی اصلاح کرسکیں اور ہم آپ کی آزاد منش فطرت کو راہ راست پر لاسکیں تاکہ یہ کہنے کی ضرورت نہ پڑے کہ "مساوات کی تشریح کردیجئے۔"

ر۔ س۔

ہنسی

اگر قدرت نے انسان کو ہنسی کے لئے نہ بنایا ہوتا تو یہ ظاہر ہے کہ اور تمام مخلوق کو چھوڑ کر انسان میں ہی یہ خصوصیت کیوں رکھی گئی ہے ۔ کہ وہ ہنس سکتا ہے کوئی پرند یا چرند یا درند قہقہہ نہیں لگا سکتا ۔ اور نہ مسکرا سکتا ہے اور نہ دوسروں کو ہنسا سکتا ہے یہ نعمت خدا نے صرف اپنے خلیفہ کو ہی دی ہے ہنسی پر تندرستی اور تندرستی پر لطیف زندگی منحصر ہے ۔ ڈاکٹر والٹر ہیڈون کا قول ہے کہ ہنسو اور موٹے ہو ۔ ہنسی ایک قسم کی اعلیٰ ورزش ہے جس سے پھیپھڑوں کو تقویت پہنچتی ہے اور دل کی سست حرکت کو درست کرتی ہے اور صاف کرتی ہے اور دماغ میں خون کے جانے سے دماغی پٹھوں کو طاقت پہنچتی ہے ۔ خیالات تیز ہوتے ہیں ۔

ایک فلاسفر کا قول ہے کہ ہنسی زندگی ہے اور سنجیدگی موت یہ خداوند کریم کی خاص عنایت ومہربانی ہے کہ اپنی مخلوق میں فرشتوں کے بعد صرف انسان کو ہی کھلے دل سے ہنسنے کی عظمت عطا فرمائی ہے ۔ لہذا اس عطیہ الہٰی کو قبول نہ کرنا کفران نعمت ہے یہ یاد رہے کہ جب انسان کھلے دل سے ہنسی سیکھ جائے تو وہ بزرگوں دیوتاؤں کا درجہ حاصل کرلیگا ۔ کیونکہ اسوقت تو بزرگ ہی کھلے دل سے ہنسنے کے عادی ہیں ۔ اور انسان اس میں مبتدی ہے وہ ذرا سی مالی نقصان یا خلاف طبع واقع پر ہنسنا بھول جاتا ہے ۔ اگر یہ ہنسنے پر عادی ہو جائے تو پھر جو مصیبت آئے اس میں صبر کرے گا ۔ قہقہہ لگا کر ہنسنا نہ صرف صحت بخش ہی ہے بلکہ مصفی خون بھی ہے اطباء کا قول ہے کہ کوئی اعلیٰ سے اعلیٰ دوا خون صاف کرنے میں ایسی اکسیر نہیں ۔ جیسا کہ کھلکھلا کر ہنسنا تمام رنجیدہ باتیں جو طبیعت کو نڈھال کرنے والیاں ہیں وہ سب فراموش ہو جاتی ہیں ۔ غرض ہنسی سوداؤں کی ایک دوا ہے ۔ پس ہنسو جہاں تک ممکن ہو خوش وخرم رہنے کی کوشش کرو واقعی اس میں ذرا شک نہیں آپ کا روز کا مشاہدہ ہوگا کہ جو لوگ خوش وخرم رہتے ہیں وہ کیسے فربہ اور تندرست ہوتے ہیں زیادہ سوچنے اور ہر وقت فکر میں رہنے سے انسان کی صحت خراب ہو جاتی ہے چنانچہ میری ایک پڑوسن کا میرا چشم دید واقعہ ہے انکو بہت کمسنی سے اس کا مرض تھا ۔

ان کے خاندان کے لوگ بالکل جاہل تھے انکے یہاں لڑکیوں کو تو کیا تعلیم دیجاتی لڑکوں کو بھی تعلیم سے بے بہرہ رکھا جاتا تھا انکے یہاں کافی جائداد تھی اور وہ خاندانی زمیندار تھے اتفاق زمانے سے ان کے والد کی جائیداد قریب کے رشتہ داروں نے ضبط کرلی مجبوراً انکو تلاش معاش کی فکر کرنی پڑی تھا بریلی میں ہمارے

مکان کے قریب اگر رہے خوش قسمتی سے انکو جلدی ہی ملازمت مل گئی لڑکی صاحبہ کے والد پرانے خیالات کے آدمی تھے لیکن پھر بھی نیک بخت تھے لڑکی کو بچپن سے ہی لکھنے پڑھنے کا بہت شوق تھا ہر وقت اسی کوشش میں رہتی تہیں کہ کس طرح مجھے بھی لکھنا پڑھنا آجاتا لیکن آپ نے خاندان کی وجہ سے اور والدین کے خوف سے بچاری کچھ نہ کرسکتی تہیں۔ انقلاب زمانہ سے انکے دونوں بھائی وبائی مرض میں مبتلا ہوکر راہی جنت ہوئے اس کا صدمہ انکو بہت ہی ہوا کیونکہ وہ اپنی بہن کو تعلیم دینے کے حامی تھے اور علاوہ اس کے حقیقی بھائی تھے اب ان لڑکی صاحبہ کی جوکہ میری سہیلی بھی ہوگئی تہیں صحت بھی خراب ہونے لگی وجہ یہ تھی ایک تو ان میں پیدائشی فکر کا مادہ پھر تعلیم کا خیال اس سے وہ غریب دن بدن مریض ہوتی گئیں۔ انکے والدین کو فکر ہوا کہ اب کیا کرنا چاہیئے فی الجملہ ہمارے سب کے سمجھانے سے ان کے والد راضی ہوگئے اور لڑکی کو اسکول میں داخل کردیا اسکول جانے سے لڑکی کی طبیعت رو باصلاح ہوگئی ایک تو انکو پڑھنے کی خوشی ہوئی پھر بھائیوں کا جو ہر وقت خیال رہتا تھا وہ وہاں جانیسے کم ہوگیا پھر ان کے والدین کے دماغ نے پلٹا کھایا اور یہ خیال کیا کہ خاندان والے سنیگے تو تھوکیں گے کہ ہوشیار و نوجوان لڑکی کو اسکول کیوں بہیجا۔ اس خیال سے لڑکی کا اسکول جانا بند کردیا پھر تو ان کو اور بھی صدمہ ہوا اور باوجود میرے سمجھانے کے آئے دن مریض رہنے لگیں اور سوچ وفکر کا مرض اس قدر تجاوز کرگیا کہ گھنٹوں ایک سکتہ کی حالت میں مبتلا رہتی اور ہر وقت اسی پر غور کرتین کہ اب میں اپنی تعلیم کس طرح جاری رکھوں میں نے رائے دی کہ علاوہ راشد الخیری کی تصانیف سے دل بہلایا کیجئے انہوں نے اس نیک صلاح پر عمل کیا اب رات دن یہ ہی مشغلہ رہتا ہے خدا کا شکر ہے کہ اب انکی حالت رو باصلاح ہے غرض باوجود ہماری اور خود ان کی کوششوں کے انہیں اسکول نہ بہیجا گیا۔ اور اس غریب کے ظالم والدین نے اسکی آیندہ ترقی کو مسمار کردیا۔

زمانہ

میں خار دار جھاڑی کے پاس بیٹھی تھی میرے سامنے سرسبز گلشن لہلہا رہا تھا۔ لیکن میں اس تک پہنچنے سے معذور تھی میں نے دور سے دیکھا " زمانہ " اپنی تیز رفتاری سے آرہا تھا آن واحد میں وہ میرے قریب پہنچ گیا میں نے اپنا لاغر ہاتھ بڑھا کر کہا " مجھے بھی اپنے ہمراہ لے چلو میں بغیر مدد کے چلنے سے قاصر ہوں " اس نے اپنی تیز نظروں سے دیکھکر کہا " تو اپنی منزل پر پہنچ چکی ہے تو ایسے ہی مقام کی متلاشی تھی تو اس حقارت کو عشرت سمجھتی ہے ایسے لوگوں کے لئے یہی مقام ہے ان کی زندگیاں یہیں تمام ہوئی ہیں میں ان لوگوں کا ساتھ دیتا ہوں جن کے دل میں ہمت اور استقلال کے دریا موجزن ہیں انکی حقیقت سے بڑھکر مدد کرتا ہوں " میں نے متاسف نظریں اٹھاکر نحیف آواز میں خار دار جھاڑی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا " کبھی مجھ میں بھی قوت تھی ہمت تھی اس وقت تم نے میرا ساتھ دیا ہے لیکن اب بہت کمزور ہوں میں اپنی حالت پر نادم ہوں لیکن مجبور! اس سے گزرنا میری ہمت سے متجاوز ہے " اس نے اپنی پرشوکت نظروں سے دیکھکر کہا " جن کے دل میں ذرا بھی ہمت موجود ہے استقلال کا شائبہ بھی ہے جو خیالی قلعہ تعمیر نہیں کرتے بلکہ اپنی تجاویز کو عملی جامہ پہنانے کی کوشش کرتے ہیں میں بھی انکی امداد کے لئے ہمہ تن تیار ہوں اگر وہ ایک قدم اٹھائیں تو میں بخوشی منزل مقصود تک پہنچاتا ہوں انکی راہ میں کوئی چیز مائل نہیں ہوتی خار بھی انکے واسطے پھول ہیں مگر ایسی پست ہمت زندگی کے واسطے پھول بھی خار ہیں میں نے دیکھا اسکے لبوں پر حقارت آمیز تبسم تھا میرے دیکھتے ہی دیکھتے اپنی اسی سبک رفتاری سے خار دار جھاڑی سے گزر کر گلشن میں پہنچ چکا تھا۔

شرافت بیگم لکھنا دون

ڈاکخانہ کے نئے قاعدے کی رو سے اب کوئی وی پی تین دن سے زیادہ ڈاکخانہ میں امانت نہیں رہ سکتا اور دوبارہ پوسٹ مین گھر پر نہیں لاتا۔ ماہ مئی میں جن بہن بھائیوں نے رسالہ یا کتابوں کے وی پی پہنچتے ہی وصول نہیں کئے اور یہی خیال میں رہے کہ کل وصول کریں گے اور پھر بھول گئے، ڈاکخانہ نے تیسرے دن انہیں واپس کردیا اور عصمت کو ٹکٹوں کی صورت میں اس ماہ میں کافی نقصان پہنچگیا رسالہ کے سالانہ چندہ کا وی پی ہو یا کتابوں کا سب بہنوں کو چاہیئے کہ جب ڈاکیہ وی پی لائے فوراً وصول کریں اور اپنے پرچہ کو آیندہ اس نقصان سے محفوظ رکھیں۔

منیجر

کچھ مردوں سے

ہم عورتیں وہ بھی ہندوستانی اور پھر مسلمان مردوں کی جبری حکومت کی غلام اور انکے بیجا ظلم تلے دبی ہوئی اگر یہ کہنے کی جرأت کریں کہ اسلام نے مساوات کا درجہ کیوں اور کس لئے دیا؟ اسمیں کیا مصلحت تھی؟ تو کیا آپ اپنی بیجا حکومت وتشدد کا خیال کرکے ہمیں تسلی بخش جواب دیں گے! ہم آپ سے یہ سوال کرتے ہیں کہ آپ کا طبقہ ذکور۔ عورتوں کی قدر و منزلت۔ حمایت و ہمدردی کرنیوالے اور مساوات کے حامی یہ بتائیں گے کہ وہ کس کی سنگدلی تھی جو زمانہ جاہلیت میں ماؤں کے ہاتھوں انکے اپنے ہی جگرگوشوں کو زندہ دفن کرواتی تھی؟ یہ کس کا وحشیانہ دباؤ ہے جو رحمدل وفاشعار۔ خداترس۔ مجسمہ صداقت وایثار عورتوں کو آپ کی ہاں میں ہاں ملانے پر مجبور کرتا ہے! یہ کسکی جبری حکومت ہے جو انکے بیٹیوں کے ساتھ لونڈیوں کا برتاؤ کرواتی ہے۔ چاہے اسکے کلیجہ پر سانپ لوٹیں اور اسکی دو آنکھوں میں سے ایک پر تیروں کی بوچھاڑ ہو لیکن اف نہ کرنے آپ حاکم اپنی حکومت کی پالیسی کو تبدیل کرنا گوارا کرینگے اور مظلوم، غریب۔ بے کس وفا پتلیوں اور ستی کی دیویوں کو اپنی ہاں میں ہاں ملانے پر مجبور نہ کریں گے؟ بھلا اپنے دلوں اور اپنے باپوں سے ذرا پوچھیں کہ وہ بھی اسپر عملدرآمد کے لئے تیار ہیں یا نہیں! اگر نہیں تو کیوں وجہ؟ اگر جواب اثبات میں ہے تو فرمائیے کہ آپ کی جنس میں سے کتنے ایسے قدرو منزلت والے ہیں جو بیویوں کے لڑکی جننے پر بھی اتنے ہی خوش ہوں جتنے کہ لڑکا جننے پر! کتنے ایسے حمایت کرنے والے ہیں جو ماں کو لڑکے کا منہ لال ہوجانے پر ہنسکر خاموش اور لڑکی کے گال پر تھپڑ لگنے سے لال پیلی ہوکر اپنے بچے کی اچھی طرح خبر لینے کی اجازت دیں؟ کتنے ایسے فیاض ہیں جو لڑکی کی تعلیم پر لڑکے کے برابر خرچ منظور کرتے ہیں؟ کتنے ایسے ہمدرد ہیں جو لڑکیوں کو لڑکوں کی طرح نازو نعم سے پرورش اور تربیت کرانے پر خوش ہوں؟ کیا یہ وفادار لونڈیاں سب کچھ اپنے جابر حاکموں کو خوش کرنے کے لئے نہیں کرتیں؟ یہانتک کہ مردوں کی خواہشیں انکی فطرت میں داخل ہو جائیں لیکن مردوں کی دیدہ دلیری دیکھئے کہ تمام الزام عورتوں کے سر تھوپ دیا ہے مثل مشہور ہے "الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے" سچ ہے جسکی لاٹھی اسی کی بھینس" کیا آپ اسلام اور بانی اسلام کی پیروی کررہے ہیں؟ کیا آپ بیویوں اور بیٹیوں سے ویسا ہی سلوک کررہے ہیں جیسا کہ آپ کو نصیحت کی گئی ہے؟ کیا آپ اسبات کو نہیں مانتے کہ جہاں پیغمبر صلعم کے بیٹوں کا زندہ نہ رہنا اسبات کا ثبوت تھا کہ نبوت کا سلسلہ ختم ہوجائے دوسری طرف بیٹیوں کا حیات پانا اور عزت و محبت کروانا عورتوں کی تعظیم وتکریم قایم کرنا تھا! آپ کی جنس میں سے کتنے فی صدی ایسے ہیں جو

ملاحظہ ہو صفحہ ۴۵۵

روپیہ سے شادی

کالج سے آکر پری تھیش نے سنا کہ ستیا ناتھ بابو نہایت ہی متمول شخص کی بڑی لڑکی پارول بالا سے اس کی نسبت ٹھیری ہے اور ستیا ناتھ بابو آکر اس کے دیکھنے کے بعد بات پختہ کریں گے اور ایک ہفتہ میں شادی ہوجائے گی. شادی اسی ماہ میں ہونی چاہئے کیونکہ اگلے پانچ مہینے شادی کے لئے منحوس ہیں صرف پری تھیش ہی اپنے خاندان میں گریجویٹ تھا۔ اس کے یہاں زیادہ سے زیادہ نام دستخط کرلینا سکھا دیا جاتا تھا. جس کے بعد ہی لڑکے کاروبار میں لگ جاتے تھے۔ پری تھیش سے سب لوگ محبت کرتے تھے۔ اس کے والد نوریش بابو اور دونوں بڑے بھائی پریش اور شوتیش بغیر پری تھیش کے مشورہ کے کوئی کام نہ کرتے تھے۔ ماں بھی اس کے حکم پر چلا کرتی تھی ان ہی وجوہ نے آج پری تھیش کو متعجب کردیا کہ بلا میری مرضی کیسے شادی ہورہی ہے۔ چنانچہ بغیر کپڑے بدلے وہ اپنی والدہ کے پاس سیدھا گیا۔ وہ دکن دالان میں بیٹھی مالا جپ رہی تھیں۔ پری تھیش نے پاس پہونچکر آواز دی۔ "اماں" والدہ "کون بیٹا بیٹھو بیٹھو" پری تھیش "نہیں بیٹھوں گا نہیں ایک بات دریافت کرنے آیا ہوں۔ کیا میری شادی ہونے والی ہے۔ اور کل ہی سب باتیں پختہ ہوجائیں گی۔؟"

ماں "ہاں اور کیا۔ پڑھ لکھکر فارغ ہوچکے۔ کیا ہم لوگوں کو آرزو نہیں ہے کہ چاند سی بہو لاکر گھر روشن کریں" پری تھیش "اور رقم کتنی گنواؤں گی" ماں "بیٹا۔ کیا ہم لوگ قصائی ہیں کہ دلہن کے باپ کی گردن دبا کر روپیہ وصول کریں گے" پری تھیش "آخر سنوں تو سہی" ماں "یہی دس بارہ ہزار نقد اور کل دیگر اخراجات۔ یہ کوئی بڑی رقم نہیں ہے پھر تمہارے جیسا لڑکا انکو ملیگا کہاں" پری تھیش "اچھا تو کیا آلو۔ پلو کی طرح لڑکے بھی بکتے ہیں کہ جو جیسی قیمت دے ویسی چیز لے" ماں۔ "بھائی میں تم سے بحث نہیں کرسکتی۔ باپ ماں شادی کردیتے ہیں۔ تمکو کیسلہ وہ جانیں۔ اتنے روز تو عذر کرتے آئے کہ پاس کرچکوں تب۔ اب تو پاس بھی کرچکے ہمیشہ ضد ہی کروگے" پری تھیش "میں ضد نہیں کرتا۔ مگر ایک شرط سے راضی ہونگا" ماں "شرط کیا ہے" پری تھیش "میں غریب کے یہاں شادی کروں گا" یہ سنکر ماں چپ ہوگئیں۔ دل میں تو اور ہی خیال تھا کہ دولتمند گھر قسمت سے ہاتھ لگا ہے۔ مگر لڑکا اسوقت سب آرزو پر پانی پھیرنا چاہتا ہے۔ تھوڑی دیر بعد کچھ

خفگی سے بولیں "غریب کی لڑکی کا نباہ میرے یہاں نہیں ہوسکتا۔ بھلا وہ ادب اور سلیقہ کیا جانے۔ چھوٹا دل چھوٹی جان لیکر آئے گی اور ہم لوگوں کا خاندان تباہ ہوگا انکے ماں باپ بھائی بہن کی پرورش کرو مشاہرہ دو۔" پری بھیش ہنسکر بولا "ماں غریب کی لڑکی لاؤ گی تو تمہاری خدمت کرے گی پان تک لگا کر کھانے کی حاجت نہوگی اور تمیز و لیاقت کا جو کہتی ہو تو میں وعدہ کرتا ہوں کہ میں اوسے چھہی ماہ میں درست کر دونگا" ماں "بیٹا میں تمہاری فضول باتیں نہیں سنتی جاؤ اپنا کام کرو" پری بھیش سمجھ گیا کہ اماں خفا ہوگئیں لیکن انکے غصہ کی دوائیں ہی وہ جانتا تھا کہا خیر میں نے کہکر اتنا فرض پورا کر دیا آپ اس خیال میں نہ رہئے گا کہ میں بازار کا سودا ہوں کہ سسر صاحب ہتھیلی میں روپیہ لادیں اور مجھے دیکھ بھالکر پسند کرنے کے بعد اٹھا کر لیجاویں یاد رہے کہ آخر میں کف افسوس نہ ملنا پڑے بارات کی شب نوبت۔ روشن چوکی اور روشنی کی چمک دمک میں پری بھیش چندر غائب۔ کہیں یہ دن نہ دیکھنا ہو" یہ سنکر ماں کا سارا جسم کانپ گیا اور بولیں "بس بس تمہیں اور زیادہ نہ کہنا چاہئے" پری بھیش نے بھی طول نہ دیا چپکا چلا گیا۔ پری بھیش کے والد آئے تو ماں نے ساری کیفیت بیاں کی وہ بولے یہ سب تعلیم یافتہ لڑکوں کی شیخیاں ہیں ان باتوں کا خیال ہی نہ کرو۔

دوسرا باب

پری بھیش کل کا بچہ بھلا اسکی ہی باتیں اور عذر۔ دونوں نے خیال نہ کیا۔ گئی گذری بات۔ نوبت خانہ تیار ہوا محراب و در بنائے گئے۔ عزیزوں کو دعوتیں دی گئیں کاغذات کے گل پھول جھاڑ پہاڑ پربت دیو پریاں وغیرہ وغیرہ کل سامان تیار ہوئے عین بارات کے روز پری بھیش نے ماں سے صاف کہدیا کہ میں شادی نہ کروں گا اور آج ہی شب کی ٹرین سے بجہم جا رہا ہوں ماں نے تو اس بات کو بھی اہمیت نہ دی لیکن جسوقت منجھلی بہو نے آکر خبر دی کہ پری بھیش ایک بیگ میں اپنے کپڑے وغیرہ لیکر چلا گیا تب تو آنکھیں کھلیں صبح کا سہانا وقت نوبت والے بھیرویں بجا رہے تھے سب خوش خوش تھے لیکن اس خبر نے ایک طلاطم مچا دیا عورتیں تو بدحواس ہوگئیں مگر باپ نے کہا جانے دو کمبخت کو پڑھ لکھکر گویا سر چڑھ گیا ہے جیسے دنیا میں لڑکے پاس ہی نہیں کرتے میری عزت کو خاک میں ملا کر وہ بڑا ہونا چاہتا ہے۔ خبردار کوئی تلاش نہ کرے" ماں نے رو کر کہا "میں بھی نہ رہوں گی۔ کوچوان سے کہو گاڑی تیار کر دے میں اپنے بھانجے بہن کے ہمراہ چلی جاؤنگی" غرض ایک ہل چل مچ گئی جو دوست تھے انہیں رنج ہوا جو دشمن تھے اونہ چاہتے تھے کہ ایسی اچھی جگہ شادی ہو وہ

دل میں تو خوش تھے مگر بظاہر رنجیدہ بھاوجوں کو بھی موقعہ ملا اور لگیں زہر اگلنے ۔ منجھلی بھاوج نے تندی سے کہا "بہن بھلا ایسے لڑکے کو سارا گھر نیک سمجھکر پوجتا ہے جسے کہ ماں باپ کی عزت کا خیال نہیں میرا بھی ایک بھانجہ ہے اور بی اے پاس کر چکا ہے مگر کیا مجال کہ ماں باپ کے خلاف مرضی کوئی کام کرلے" ۔ باہر دیوان خانہ میں بھی یہی تذکرہ تھا کہ منشی نے آکر کہا "لیجئے یہ بارات کا پاس ہے بڑے بابو کے ذمہ لگا دیجئے ورنہ گم ہوگیا تو" ابھی یہ جملہ ختم نہ ہوا تھا کہ پریتیش کے والد نوریش بابو رونے لگے منشی ہکا بکا ہوکر رہ گیا ، پڑوس کے رئیس چکروتی بابو بولے "جو ہونا تھا ہوا اب کیا کیا جائے" نوریش بابو " سنکر کیا کروں بس سر جھکا کر دلہن کے والد کے آگے جا کھڑا ہوں اور سب واقعہ بیان کر کے معافی مانگوں"۔
"آشو بابو" بھئی یہی تو انگریزی تعلیم میں برائیاں ہیں لڑکے خودسر ہو جاتے ہیں اچھے برے کی تمیز نہیں رہتی میرے لڑکے نے بہت ضد کی کہ میں پڑھونگا میں نے کہا نہیں بیٹا انگریزی سیکھنے کی ضرورت نہیں میرا کاروبار سنبھالو میں اوسی سے خوش ہوکر خدا کے یہاں چلا جاؤں گا" ۔بی جوتے بوس بولے "ان باتوں کو چھوڑیئے جو کرنا ہے وہ کیجئے لڑکی والوں کو خبر دیجئے ورنہ امیر آدمی ٹھیرے بگڑ گئے تو مشکل ہوگی" جودو منڈل "ہاں بھئی بچاری کا خرچ بھی تو کسقدر ہوگیا ہے" نوریش بابو " بھائی میں کیا منہ لیکر جاؤں پریش یا اشوتیش جا کر معافی مانگیں"

تیسرا باب

پریتش کی زبانی یہ واقعہ سنکر سیتا ناتھ بابو کے پیر تلے کی زمین نکل گئی "ہائے کیا کروں لوگ کیا کہیں گے کسقدر شرمندگی ہوگی انکے دوست راما پتی قریب ہی بیٹھے تھے آہستہ سے بولے "کہیں یہ لوگ کچھ زیادہ تو لینا نہیں چاہتے ؟" یہ سنکر سیتا ناتھ بابو نے پریتش کے ہاتھوں کو تھام کر کہا "بیٹا مجھ پر رحم کرو میں اور زیادہ روپیہ دینے کے لئے تیار ہوں" ۔ پریتش سنجیدگی سے "آپ یہ نہ خیال کریں کہ دھوکہ دیکر زیادہ روپیہ لینا چاہتا ہوں جسوقت سے یہ سانحہ ہوا والدہ پڑے رو رہے ہیں والدہ کی حالت بری ہے" سیتا ناتھ بابو روکر "اب آبرو کیونکر رہے" جو پریتش " جناب میرے والد کی جگہ ہیں میں دہوکہ دینے نہیں آیا یہ مصیبت ہم دونوں خاندانوں پر ہے لیکن آپ کی مصیبت ہم لوگوں سے بھی زیادہ ہے گر اپنے اختیار کی بات ہوتی تو جس طرح ممکن ہوتا آپ کی مدد کرتا اگر میری باتوں کا یقین نہ ہو تو خود چلکر والد سے دریافت کر لیجئے" یہ کہکر رونے لگا سیتا ناتھ بابو "اچھا میں چلتا ہوں لیکن ذرا مستورات کو خبر کردوں" اندر یہ خبر پہنچتے ہی گویا آگ لگ گئی چاروں طرف سے رونے کی آوازیں بلند ہوئیں سیتا ناتھ

بابو بدحواس ہوکر زمین ہی پر بیٹھ گئے ان کی بھابی چمپا پنکھا لیکر جھلنے لگی سالی منورما دودھ لیکر دوڑیں منورما کی بہن ستیا ناتھ بابو کی بیوی نہایت مستقل مزاج تھیں اس وقت بھی مزاجی کو ہاتھ سے نہ چھوڑا بولیں" آپ اس قدر پریشان کیوں ہیں کلکتہ شہر میں لڑکوں کی کمی ہے ہر طرف آدمیوں کو بھیجئے کسی نہ کسی طرف اچھا سا لڑکا مل ہی جاتے گا نہ میری لڑکی بدشکل ہے نہ ہم لوگ روپیہ خرچ کرنے میں کسر کرتے ہیں" ستیا ناتھ بابو" آہ لڑکے بہت ملیں گے مگر پری تیش جیسا لڑکا اتنی جلد ملنا مشکل ہے لڑکے کی تلاش میں لڑکی کو اتنی بڑی کر رکھا تھا" اور نو پورنا خوب سمجھتی تھیں کہ لڑکا انکے شوہر کو بہت پسند تھا اور واقعہ تھا صورت۔ سیرت دولت سب میں ایک تھا ایسا لڑکا نایاب نہیں تو کمیاب ضرور ہے۔ بغیر کچھ اور تلاش کئے ایسا لڑکا نہیں مل سکتا مگر شادی بھی اسی ماہ میں ہونی چاہئے ورنہ پانچ ماہ شادی نہ ہوگی۔ شوہر کو تسکین دینے کی خاطر بولیں آپ کچھ کہتے ہیں تو کہوں گی جو لڑکا ماں باپ کی بات نہ مانیں خود مختار ہوا ایسے کے ہاتھ میری پارول نہ پڑی یہی شکر ہے معلوم ہوتا ہے کہ بالکل ہی گنوار بدتہذیب لڑکا ہے لایق نیک لڑکے ایسی حرکت نہیں کرتے" پھر صلاح ہوئی کہ اس وقت جاکر نورتیش بابو سے ملکر ان کے لڑکے کی تلاش کریں جب بالکل ہی ناامیدی ہو جائے تو دوسرا لڑکا ڈھونڈھنا شروع کریں بورڈنگوں میں بہت لڑکے مل سکتے ہیں اور نو پورنا کی بوڑھی پھوپی بولیں اور جہاں روئی ڈالو گے وہاں ہزاروں کوئے آئیں گے اسقدر خرچ کرتے ہو لڑکے سنکر خود ہی پیر پڑیں گے۔

چوتھا باب

دن کے دس بج رہے ہیں نورتیش بابو اسوقت بھی مع دوستوں کے غمگین بیٹھے نظر آتے ہیں بٹیا چارجی مہاشا کے سمجھانے سے شونتش وسرکار بابو اور دو عزیزوں کو پری تیش کی تلاش میں روانہ کر چکے ہیں آہ چشم زدن میں کیا سے ہو گیا تین چار گھڑی بیشتر خوشی کی لہریں دوڑ رہی تھیں اب ہر طرف غم کی گھٹا چھائی ہے جب طرف نظر کرو ہو کا عالم در و دیوار سے خاموشی برس رہی ہے غریب والدین کی ساری امیدیں خاک میں مل گئیں شرمندگی ہوئی وہ الگ اس خاموشی کو توڑنے والی وہی حقہ کی آواز تھی جو دیوان خانہ سے آرہی تھی اتنے میں پریتش کے ہمراہ دیوانوں کی طرح ستیا ناتھ بابو داخل ہوئے انہیں دیکھتے ہی سب اشخاص قرینے سے ادہر ادہر بیٹھ گئے۔ نورتیش بابو ٹھنڈی سانس لیکر" پریتش کی زبانی تو مصیبت کا حال سنا ہی ہوگا" ستیا ناتھ بابو بچوں کی طرح رو کر" اب ہم لوگ کیا کریں جو۔ نورتیش بابو۔ یہی فکر تو مجھے ہے" یہ کہکر باہر کی جانب دیکھنے لگے۔ پھر انگریزی تعلیم کے خلاف ذکر

چھیڑا۔ سیتا ناتھ بابو فضول باتوں سے اوکتا کر بولے:۔ اب میری عزت بچانے کی تدبیر کیجئے افسوس ایسا خاندان۔ ایسا لایق لڑکا ملا مگر یہ میری اور بچی کی بدقسمتی ہے اور کیا کہوں"۔ نوریش بابو:مہاشے زیادہ شرمندہ نہ کیجیے ایک بات میرے دہیان میں آئی ہے وہ یہ کہ ایک شخص دور کے قرابت دار ہیں اون کا نام لکھمی کانتی ہے دولت مند بھی ہیں اور ایک ہی لڑکا ہے اوسکا نام اوما کانتی ہے۔ اوس سے کوشش کیجئے یہ سنتے ہی سیتا ناتھ بابو کے جسم میں جان آگئی جلدی سے بولے تو پہر چلئے گاڑی کہڑی ہے جیسے ہو میری مدد کیجئے میں مکان سے ارادہ کرکے نکلا ہوں کہ جب تک لڑکا تلاش نہ کرلوں گا واپس نہ آؤں گا اگر مل گیا تو خیر ورنہ جس طرف دونوں آنکھیں سمائیں گی نکل جاؤں گا۔ کیونکہ برادریوں کو منہ دکھانے کے قابل نہ رہوں گا"۔ نوریش بابو سیتا ناتھ بابو کو لئے لکھمی کانتی کے ہاں پہونچے باہر کے کرہ میں ایک تنومند سیاہ فام بابو آرام کررہے تھے خدمتگار پیر دبا رہا تھا نوریش بابو نے آواز دی ارے بھئی لکھمی کانتی سنتے ہو"۔ لکھمی کانتی اٹھ بیٹھے۔ نوریش بابو نے کل واقعہ بیان کیا سیتا ناتھ بابو نے بھی منت سے کہا کہ اب آپ میری مدد کیجئے۔ لکھمی کانتی دل میں تو بہت ہی خوش ہوئے کہ خوب موقعہ ہاتھ آیا لیکن بات بناکر بولے "جناب مجھے سنکر بہت ہی صدمہ ہوا میں ہر طرح آپکی خدمت کو تیار ہوں مگر ایک دوسری مصیبت حائل ہے" "مصیبت کیا ہے" سیتا ناتھ بابو نے گھبراکر پوچھا اور لکھمی کانتی کے پیروں کو تھام کر بولے۔ "مہ میری مدد کیجئے" لکھمی کانتی "اہا آپ بزرگ ہیں ایسا نہ کیجئے وہ مصیبت یہ ہے کہ" اوما کانتی کی نسبت ٹیکوی کے زمیندار کے یہاں طے پاچکی ہے پچیس ہزار وہ لوگ دیتے ہیں آیندہ ماہ کے پہلے ہفتہ میں شادی ہوجاے گی عورتوں کی بہی رائے ہے کہ وہیں ہو"۔ لکھمی کانتی کی وضع قطع۔ طرز تقریر سیتا ناتھ بابو کو بیحد ناپسند تھے لیکن اپنے وقت سے مجبور ہوکر سب گوارہ کررہے تھے انکو یہ تک خیال کرنے سے سوتے وقت نتھا کہ یہ شخص اچھا ہے یا برا پھر بھی پچیس ہزار راگ انکے کانوں میں بےسرا بجا تعجب سے پوچھا "پچیس ہزار" لکھمی کانتی "جی ہاں چونکہ ایک ہی لڑکا ہے گر میری بات کا یقین نہ ہو تو آپ اونسے دریافت کرسکتے ہیں سیتا ناتھ بابو تم لوگوں کو اٹھ جانا چاہیے یہ صحیح ہے کہ یہ لڑکی بڑی ہے مگر دو چہوٹی لڑکیاں اور بیاہنے کو ہیں پہر مجھ جیسے شخص کے لئے پچیس ہزار دینے کی کوشش ہی کرنا حماقت ہے مجھے ناامید ہوجانا چاہیے" کہکر دیوار پر لٹکی ہوئی گھڑی کی طرف مایوسانہ انداز سے وقت دیکھنے لگے گیارہ میں تین منٹ باقی تھے لکھمی کانتی سمجھے شکار چھوٹ رہا ہے قیمت کم ہی کرنی چاہیے اور اگر باہر دریافت کر بیٹھے تو اور مشکل ہے اب ایسے کچھ بیش و کم ہو تو مضایقہ نہیں پچیس ہزار نہیں بیس ہزار سہی اور لڑکے کی عادت سے ناواقف ہیں۔ اسلئے مان بھی جائینگے ورنہ آپکی

آوارگی معلوم ہو جائے کہ راتوں کو غائب رہ کر دوستوں میں روپیہ برباد کرتا ہے اور تھیٹر میں پارٹ کرتا ہے انہیں وجوہ سے کہیں نسبت نہیں ہوئی تو کوڑی کو بھی نہ پوچھیں گے آج قسمت سے ایسا موقعہ ہاتھ آیا ہے۔ آخر لکھمی کانتی بولے "آپ بزرگ ہیں بیس ہی ہزار دیجیئگا آپ ایسے نیک بزرگ کی خاطر پانچ ہزار کا نقصان کرنا کون بڑی بات ہے۔ سیتا ناتھ بابو جناب بیس ہزار بھی ہمارے لئے بہت ہیں خدا حافظ ہی کرنا پڑے گا کہکر اٹھ گئے۔ لکھمی کانتی" آہا تشریف رکھئے ایک چلم تمباکو تو پیتے جایئے آپ مصیبت میں ہیں جانے دیجئے سولہ ہزار میں راضی ہو جایئے۔ اوما کانتی کو بلائے دیتا ہوں دیکھتے جایئے اور آج ہی بارات کے لئے بھی تو فرماتے ہیں ایک ساعت آٹھ بجے ایک دس بجے شب کو نیک ہے۔ آٹھ تو نہیں دس بجے ممکن ہے ہمیں بھی تو سامان کرنا ہے ایک ہی بجہ ہے باجہ آرائشی روشنی باراتی وغیرہ نہ لیجاؤں گا تو عزیزوں کو کیا منہ دیکھاؤنگا"۔ سیتا ناتھ بابو نے خیال کیا کہ اب راضی ہو جانا چاہیئے یہ بھی ان کی شرافت ہے کہ میری وجہ سے اسقدر نقصان کر رہے ہیں آخر پندرہ ہزار قیمت پر معاملہ طے ہوا لکھمی کانتی نے اطمینان کا سانس لیکر اوما کانتی کو بلوا بھیجا بعد نصف گھنٹے کے خاندان کے چشم و چراغ اوما کانتی آئے حضرت کی رنگت شام کی سیاہی کو شرما رہی تھی چہرہ کی چوڑائی طباق بھر کی۔ سر کے بال سامنے تو پیشانی تک اور پیچھے کی جانب صفاچٹ کہا جائے تو بیجا نہو گا۔ آنکھوں سے گل لالہ کا دھوکہ ہوتا تھا رات تھیٹر میں گذار کر علی الصباح آکر آرام فرما رہے تھے کہ گھر والوں کی چیخ پکار سے نیند چونکی تو ہوشیار ہو کر جبراً قہراً آکر بیٹھے۔ سیتا ناتھ بابو بغور دیکھنے لگے اس لئے لکھمی کانتی بولے شب کو ایک دوست کے یہاں دعوت میں جاگ کر کام کرتے رہے اس وجہ سے ایسی حالت ہے بیٹا باپ کی طرف تمسخر آمیز مسکراہٹ سے دیکھتے ہوئے سر جھکا کر بیٹھ گیا۔ سیتا ناتھ بابو۔ اچھا میں مکان جا کر سب کو اطلاع دوں ہاں لڑکی کو آپ نہ دیکھیں گے"۔ لکھمی کانتی تکیہ پیٹ پر رکھتے ہوئے "ضرورت کیا ہے اپنی لکشمی بہو کو میں دان کے ریتی سونپتے وقت ہی دیکھ لونگا مجھے سامان درست کرنا ہے جناب مقدمہ بھی دائر کرتے ہیں تو چوبیس گھنٹہ کی نوٹس دیتے ہیں اور یہ آٹھ گھنٹہ کی نوٹس میں شادی آہا ہا بلند آواز سے قہقہہ لگایا سیتا ناتھ بابو بھی ہنستے ہوئے رخصت ہوئے۔

پانچواں باب

سارے دن کے فاقہ کے بعد سہپہر کو سیتا ناتھ بابو نے تھوڑا سا مصری کا شربت پیا اور اپنے کمرہ کی مسہری پر دراز ہو گئے نیچے قالین کے فرش پر لڑکیاں پارول کو دلہن بنا رہی تھیں۔ سیتا ناتھ بابو بہت

ہی افسردہ تھے کہ یہ پہلا کام بڑی لڑکی کی شادی کتنی خوشی پہلے تھی اور اب بھی باجہ نوبت شور وغل سب ہی کچھ تھا مگر انہیں ذرا بھی خوشی نہ تھی ایک کاٹھ کی مورت معلوم ہو رہے تھے دل کسی طرح نہ لگتا تھا اور کہتے تھے افسوس ایسا کہیں نہ دیکھا کہ شادی کے روز دولہا بدل جائے جسقدر سوچتے تھے دل بیٹھا جا رہا تھا دل کو تھام کر انہوں نے پارول کی طرف دیکھا اوسکی آنکھوں میں حلقے پڑ گئے تھے چہرہ بالکل اوتر گیا تھا اس سے پیشتر کبھی اوسکی ایسی حالت نہوئی تھی ہمیشہ بشاش اور خوبصورت نظر آتی تھی بیٹی کیحالت پر دل چور ہو گیا اور اوما کانتی کی تصویر آنکھوں میں پھرنے لگی سرخ سرخ آنکھیں مثل کمان پشت چہرے کی سیاہی پیشانی کے بڑے بڑے بال سر سے پاتک جاٹ معلوم ہوتا تھا ہائے افسوس ایسی نازک خوبصورت بچی آخرکار ایک بندر صفت انسان کے ہاتھوں میں دیرہا ہوں کاش اور پانچ چھینے بیاہ نکرتا لوگ دشنام ہی دیتے لیکن بچی کی تو خرابی نہ ہوتی نہ بے سمجھے بوجھے لڑکے کی تلاش کرتا نہ یہ روز بد دیکھتا ہائے کیا بری گت اپنی بچی کی اپنے ہاتھوں کی پھر خود ہی بولے اب ان باتوں کا افسوس کرنا بے سود ہے۔ پارول کی قسمت ہی میں یہی تھا ورنہ ایسا لڑکا ملا اور ہاتھوں سے نکل گیا اور ملا بھی تو یہی خیر اسی سے پارول خوش رہے جو ہونا تھا ہو گیا خواہ مخواہ کیوں رنج کروں۔ سیتا ناتھ بابو انہیں خیالات میں تھے کہ ایک خوبصورت نوجوان نے کمرہ میں داخل ہو کر آواز دی منجھلے ماموں" یہ کیا سن رہا ہوں کہ پری تہیش سے نسبت چھوٹ گئی۔ سیتا ناتھ بابو کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اپنے تئیں سنبھالکر بولے کون ہو للت بیٹو! یہ سیتا ناتھ بابو کی بہن کا لڑکا تھا کلکتہ پریسیڈنسی کالج میں بی اے کی ڈگری حاصل کر چکا تھا۔ للت "بیٹھوں کہا سنتا ہوں کہ اوما کانتی سے پارول کو آپ بیاہ رہے ہیں؟ سیتا ناتھ بابو" ہاں کیا کروں"۔ للت "یہ کمبخت اوما کانتی ایمپیر تھیٹر میں بادشاہ کا پارٹ کرنے والا حد درجہ کا شرابی اور بدمعاشوں کے ساتھ گھومنے والے کے ساتھ اسقدر روپیہ صرف کر کے پارول کو بیاہ رہے ہیں اس سے تو بہتر تھا کہ پھانسی دیکر مار ڈالتے۔ اتنے میں کسی نے پکارا للت للت نے مڑکر دیکھا تو مامی نے پارول کیطرف اشارہ کیا کہ اسکے آگے ایسی باتیں نہ کرو للت گفتگو کے پہلو کو بدلکر بولا۔ ماموں یوں پڑے رہنے سے کیا ہو سکتا ہے جیسے ہو پری تہیش کو پکڑنا چاہیے پریشان نہ ہو چلئے ایک موٹر لیکر میرے ہمراہ چلئے تلاش کریں" سیتا ناتھ بابو اس کے قبل بے حس وحرکت پڑے تھے یہ سنتے گویا قوت آگئی اور جلدی سے بولے کیا نریش بابو کے لڑکے کو جانتے ہو؟ للت نہیں میرے گہرے دوست ہری ہر بابوان لوگوں کے کلب کے سکریٹری ہیں اور اون سے دوستی بھی ہے ان کے ذریعہ پتہ لگ سکتا ہے" غرض دونوں جلدی سے تلاش کو نکلے۔

چھٹا باب

پری تہیش کو ڈھونڈھنے میں زیادہ وقت نہوئی ہری ہر بابو کے مکان پر پہنچکر سارا حال کہا وہ بولے "اوہو جب ہی ایک بیگ لیکر میرے یہاں آکر کہا کہ شادی کے تاریخ بڑھ گئی ہے اس لئے چلو کسی شہر سے ہوا کھا آویں" للت "ہاں یہ سب جھوٹی باتیں ہیں یہ دیکھو یہی میرے ماموں ہیں انہی کی لڑکی سے شادی ہے شریف آدمی بے عزتی کے خوف سے لکھمی کانت کے لڑکے اوماکانت کو پندرہ ہزار دیکر لڑکی سونپ رہے ہیں میں کل سے چلا آیا تھا آج سارے دن پریس میں گزارنا پڑا اب جو گیا تو یہ حال سنا اسلئے انہیں لیکر تمہارے پاس آیا اب بھی وقت ہے کوشش کرو ورنہ لڑکی کی زندگی مفت برباد ہوگی"۔ ہری ہر اچھا صبر کرو شاید اوپر لائبریری میں ہونگے کہ رہے تھے کہ ایک کتاب لکھوں گا میں سیتا ناتھ بابو کو لیکر جاتا ہوں تم یہیں رہنا" ہری ہر مع سیتا ناتھ بابو کے گئے تو دیکھوں کہ کوچ پر بڑی سی کتاب کی آڑ میں منہ چھپائے پڑے ہیں ہری ہر نے آواز دی "پری تہیش"۔ پری تہیش نے کتاب بند کرکے سر اوٹھا کر پوچھا کیا ہے؟ ہری ہر تمہارے سسر صاحب ملنے آئے ہیں سسر کا نام سنتے ہی پری تہیش اوٹھکر تعجب سے دیکھنے لگے سیتا ناتھ بابو بے اختیار ہوکر پری تہیش کے ہاتھوں کو تھام کر بولے "بیٹا ہماری آبرو بچالو۔ تمہارا بھلا ہوگا ہری ہر" تم ایسے بے رحم ہوکر بھاگ کر چلے آئے۔ اور ایک غریب کا ستیاناس کر رہے ہو" پر تہیش۔ لیکن میری بات بھی تو سنو" ہری ہر "نہیں بیچ میں تمہاری کوئی بات نہ سنی جائے گی"۔ سیتا ناتھ ناتھ بابو "بیٹا تمہاری کوئی خطا نہیں پر میری بھی بات سن لو پھر جو کچھ کہنا ہو کہنا۔ آج مجھے لڑکی کی شادی کرنی ہوگی ورنہ ساعت ٹل گئی تو وہ منحوس کہلائے گی اور منحوس لڑکی سے کوئی شادی نہ کرے گا اسلئے تمسے نا امید ہوکر اوماکانت سے شادی کرنے پر آمادہ ہوگیا لکھمی کانت پندرہ ہزار پر شادی کر دینے کو راضی بھی ہوئے مگر لڑکے کی حالت تو تمہیں معلوم ہے صرف تمہارے انکار سے میں باپ ہوکر خود نہیں جانتا کہ بیٹی کو کس آفت میں ڈال رہا ہوں"۔ پری تہیش۔ جناب آپ کو معلوم ہو کہ اس شادی میں میری ایک شرط ہے۔ سیتا ناتھ بابو کیا شرط؟ پری تہیش وہ یہ ہے کہ میں ایک کوڑی نہ لونگا اسی لئے غریب کی لڑکی سے شادی کروں گا اور"۔ سیتا ناتھ بابو نے بات کاٹ کر کہا اگر ایسا ہی تو میری لڑکی کی زندگی خراب بھی ہو جائے گی تو تم پھر کرنہ دیکھو گے؟ سنو بیٹا میں نے لڑکی کو ہر طرح کی تعلیم دلوائی اوس میں کوئی عیب نہ تھا صرف لایق لڑکے کی خاطر برادریوں کے کہنے کو ٹال کر اتنا بڑا کر کہا کہ لائق لڑکا ملے گا تو شادی کروں گا قسمت سے تم ملے تو میں خوشی سے روپیہ خرچ کرنے

بیٹھا تو تمہیں ناراض ہو گئے میرے خیال میں بجائے اوما کانتی سے بیاہ دینے کے اوسے ذبح کر ڈالنا کہیں بہتر ہے لیکن مجبوری سب کراتی ہے سہرتی ہر" پری تہیش یہ تمہاری بے انصافی ہے تمہاری ہی وجہ سے ایک کی مٹی خراب ہوا چاہتی ہے نہیں یہ ہرگز نہیں ہو سکتا" سیتا ناتھ بابو عاجزی سے گر مجھ پر ترس نہیں کھاتے تو ایک غریب معصوم بچی کیطرف دیکھو ایک کمزور ہستی کو تمام عمر کی مصیبت سے نجات دینے کی خاطر سہی" پری تہیش" بہت بہتر پر اسی شرط سے" سیتا ناتھ بابو۔ کس شرط سے۔ پری تہیش یہی کہ آپ ایک پیسہ بھی خیرات نہ دیں اور جہیز دیں۔ سیتا ناتھ بابو" اچھا ایسا ہی ہو گا صرف لڑکی ہی دان کر دونگا" پری تہیش۔ اور سیتا ناتھ بابو اور کیا؟ پری تہیش باجہ روشنی بارات جلوس لیکر نہ جاؤں گا صرف ایک سکنڈ کلاس بگھی میں معہ چند احباب کے جاؤں گا کیا والد کو آپ راضی کر سکتے ہیں؟ سیتا ناتھ بابو یہ بار مجھ پر ہے وہ ضرور ہم پر مہربانی کریں گے۔ ہرتی ہر چلئے انہیں نے چلیں سیتا ناتھ بابو ہاں بیٹا دیر نہ کرو شام ہونے آئی سب ملکر پری تہیش کے مکان کی جانب چلے۔

ساتواں باب

سیتا ناتھ بابو بیٹھے گذشتہ واقعات پر غور کر رہے ہیں کہ آج کا دن بھی یاد رہے گا خوشی ہوئی پھر رنج اور پھر خوشی معلوم ہوتا ہے کہ یہ واقعات سچے نہ تھے بلکہ خواب دیکھا تھا چند ہی ساعت پیشتر یہ گھر ماتم کدہ تھا اب خوشی کی لہریں دوڑ رہی ہیں سنکھ کی آواز سے قریب کی بات بھی نہیں سنائی دیتی ہے بٹھا چارجی مہاشا چیخ رہے ہیں عورتیں پردہ کر لیں دولہا آتا ہے پری تہیش اطمینان سے دولہا بنا بیٹھا ہے للت نے مذاق سے کان مل دیا پری تہیش نے غصہ ہو کر آہ کی اوہر سے چار پانچ دوستوں نے آواز کسا کیوں بھئی مفت کی شے پاکر لوگ اسی طرح ناقدری کرتے ہیں بٹھا چارجی مہاشا نے پھر آواز لگائی سب سرک جائیں آٹھ بج چکا لگن کی ساعت ہے دان ہو جانا چاہئے دولہا کے سامنے دلہن بٹھائی گئی پنڈت نے پڑھنا شروع کیا بجے باجے گھیر کے بیٹھ گئے سیتا ناتھ بابو کی آنکھوں سے خوشی کے آنسو جاری ہیں اور بیٹی کا ہاتھ داماد کے ہاتھوں میں دے رہے ہیں جو کچھ دیا دعاؤں کا دان دیا دونوں خوش رہو آباد ہو پھولو پھلو چین سے بسر ہو بیٹی داماد کو اطمینان سے اندر پہنچا کر باہر آئے نور بیش بابو کو لپٹ کر بولے آپنے ہمیں ہمیشہ کے لئے خرید لیا۔ نور بیش بابو بھائی کیوں شرمندہ کرتے ہیں میں نے کیا کیا۔ سیتا ناتھ بابو بھائی اب مہمانوں کو لیکر کوٹھے پر چلئے کھانا کھلائیں سب کو آرام سے بٹھا کر خود سیتا ناتھ بابو کھانا کھلانے میں مصروف ہوئے۔" انہیں او مچھلی دو اس پتہ پر پوریاں دو۔ بچی نہیں

نہ دیجئے نہیں واہ جناب لیجئے آج بڑی خوشی کی شب ہے آپ لوگ بھی خوشی منائیے۔ بس جناب زیادہ نہ دیجئے برباد ہوگا۔ ہونے دیجئے۔ ارے اس طرف شربت لاؤ۔ جناب آپ کو کیا ضرورت ہے پلول کی بھجا ارے پلول کی بھجیا پلول" غرض اپنے متمول ہوکر خود ہی اہتمام میں مصروف تھے کہ کسی کو شکایت نہ ہو لوگ خوش خوش کھا رہے تھے کہ گلی کے نکڑ سے جھم جھما جھم باجوں کی آوازیں آئیں کوئی بارات دھوم سے آرہی تھی آواز قریب آئی اور قریب پہنچی پھر اور نزدیک یہاں تک کہ دروازے کے آگے بارات رک گئی باجوں کی آواز سے کانوں میں تالے لگنے لگے للت دوڑا آیا اور پکارا "ماموں! ماموں! بھلا ماموں کے کانوں میں اوس کی آواز کہاں پہنچ سکتی تھی للت نزدیک جاکر "ماموں یہ آپ نے کیا کیا؟ اوما کانت دولہہ بنکر آپہنچا۔ شاید آپ نے منع نہ کروایا تھا؟ سیتا ناتھ بابو اسقدر مسرور تھے کہ جبین پر بل نہ آیا بولے "کیا ہرج ہے سبھوں کو بڑے ہال میں بٹھوا کر کھانا چنواؤ۔ للت حیرت سے منہ تاکنے لگا کہ کہیں یہ دلوانے تو نہیں ہوگئے۔ سیتا ناتھ بابو "میں تم متعجب ہوگے۔ ہاں ابھی بچے ہو اسلئے ارے آج بڑی خوشی کا روز ہے آج میرے گھر سے کوئی بغیر کھائے نہیں جاسکتا تم سامان کرو میں آتا ہوں" ماموں کی خوش مزاجی سے للت تھرا اوٹھا کہ انہیں بے عزتی کی فکر نہیں کہ کیا ہوگا۔ سیتا ناتھ بابو نیچے آئے لوگوں کثرت سے تل دھرنے کو جگہ نہ تھی لکھمی کانت کو دیکھتے ہی سلام کیا اور مسکرا کر بیٹھنے کو کہا حقہ پان کو پوچھا لکھمی کانت نے جواب نہ دیا غصہ کو ضبط کئے بیٹھے رہے دولہا اوما کانت کوچ پر بیٹھے تھے سرخ مخملی کارچوبی اچکن تھیٹر کے بادشاہوں کی طرح مخملی ہاف پینٹ سر پر سرخ مخملی کارچوبی پگڑی خدمتگار کھڑا پنکھا جھل رہا تھا تھا۔ سیتا ناتھ بابو بولے "پان کھاتے تمباکو پیجئے"۔ لکھمی کانت "صاحب سب ہوگا مگر یہ کیا سنتا ہوں"۔ سیتا ناتھ بابو نے اسکا خیال نہ کیا اور بولے "گھبرائیے نہیں جگہ ہو جاتی ہے"۔ لکھمی کانت گرجکر بیٹھنے کو تو کہتے ہیں اصل کام کب ہوگا؟" دوسرے صاحب "جی اوسکا خیال ہی نہیں کرتے" تیسرے صاحب "جی ہاں اپنے یہاں بے عزتی کرنے کے لئے حضرت پیر پڑنے گئے تھے جو اچوری کے لئے دوسری جگہ نہ ملی، تھی ہم ہی لوگوں کا گھر تاکا تھا"۔ لکھمی کانت آپے سے باہر ہوگئے۔ سیتا ناتھ بابو ہاتھ تھام کر "آہا خفا ہونے سے پہلے کچھ نوش فرما لیجئے پھر اطمینان سے باتیں ہونگی۔ لکھمی کانت ہم لوگ دعوت کھانے نہیں آئے پوری کا لالچ نہ دیجئے دو پوریاں تل کر ہم لوگ کھا سکتے ہیں۔ سیتا ناتھ "بابو جی کیوں نہیں پھر بھی آج بے منہ میٹھا کرائے کیسے چھوڑ سکتا ہوں"۔ لکھمی کانت "یہ سب چالاکیاں رہنے دیجئے اوما کانت کے ماموں ابے او پاجی بدمعاش کہیں کے" ایک باراتی "معلوم ہوتا ہے۔ یہ شخص پاگل ہے"۔ لکھمی کانت خم ٹھونکر "اجی جانتے ہو میرا نام لکھمی کانت موزمدار ہے"۔ سیتا ناتھ بابو ہنسکر "کیوں نہیں میں جانتا ہوں"۔ لکھمی کانت تو

پھر چالاکی نہ کیجئے لڑکی دان کر دیجئے" ستیاناتھ بابو "لڑکی دان - لڑکی تو دان کر چکے اب تو نہیں کر سکتے ۔ لکھی کانتی میں نہیں جانتا دان ہونا ہی چاہئے ۔ ستیاناتھ بابو ہونا ہی چاہیئے ؟ لکھی کانتی ہاں ۔ ستیاناتھ بابو خاموش ہو گئے اتنی باتیں اور گالیاں سنکر بھی آج اُنہیں غصہ نہ آیا گویا گالیوں کی اصلیت ہی نہ تھی کچھ دیر خاموش رہ کر للت کو آواز دی کہ بیٹا یہ چابی لے کر اُوتر رخ کا کمرہ کھولو ۔ للت نے کمرہ کھولدیا ۔ اِس کمرہ کو ستیاناتھ بابو نے پارول کے لئے آراستہ کروایا تھا جہیز کی کل چیزیں اُس میں رکھوائی گئی تھیں کیسے کیسے عمدہ فرنیچر مسہری میز کرسیاں قرینے سے سجے تھے ایک سے ایک قیمتی زیورات رکھے تھے اُن کی خواہش تھی کہ اسی کمرہ میں بیٹھ کر دان کروں گا ۔ لیکن پری ہتیش نے کچھ لینا منظور ہی نہ کیا اس وجہ سے اِسے مقفل کروا دیا اور دکھنی رخ کے خالی کمرہ میں دان کی رسم ادا ہوئی کمرہ میں داخل ہو کر ستیاناتھ بابو بولے لکھی کانتی بابو تشریف لائے "لکھی کانتی کا دل دھڑکنے لگا کہ کمرہ میں بلوا کر کچھ سزا تو نہ دینگے کیونکہ سب باہر ہیں میں تنہا ہونگا ۔ لیکن جب یہ دیکھا کہ وہ بھی تنہا ہیں تو دل مضبوط کر کے مع دو چار احباب کے گئے ستیاناتھ بابو " دولہا کو بھی لا کر بٹھا سیئے " مسند بچھی تھی ۔ آدما کانتی بٹھائے گئے ۔ ستیاناتھ بابو بغل کے کمرہ میں گئے للھی کانتی کے کان میں اُن کے سالے نے کہا شاید منجھلی لڑکی دان کریں گے خیر اس میں برائی کیا ہے ؟ یہ سُنکر لکھی کانتی خوشی سے اوچھل پڑے ۔ بھئی کیا کہا اگر سچ ہے تو یہ بھی اچھی بات ہے ۔ ستیاناتھ بابو کمرہ سے صرف ایک بڑی سی تھالی لے کر نکلے اور نوشہ کے آگے رکھی تو چھن سے آواز آئی اور بولے "دان کرنے میں صرف اِسکی کثر تھی آ ہئے اب میں بخوشی اِسے دان کرتا ہوں ۔ یہ کہکر تھالی پر ہاتھ رکھ کر نوشہ کے قریب بیٹھ گئے ۔

ایس ۔ کے صغرا بیگم سبزواریہ کلکتہ

(ترجمہ از بنگالی)

(بقیہ صفحہ ۴۶۹) منتخب اشعار کی گو چند کتابیں شائع ہو چکی ہیں ۔ لیکن شریف بہو بیٹیوں کے مطلب کی نہیں اسلئے یہ کتاب بھی کچھ کم ضروری نہیں ۔

شمار ہیں جن بہن کی ترکیبیں اور نمونے یا ہدایتیں یا مضامین یا اشعار سب سے زیادہ ہونگے اُنہیں اول درجہ کا انعام پندرہ روپیہ دیا جائیگا اور جنکے دوم نمبر پر ہونگے اُنہیں دوسرا انعام دس روپیہ اور اِن کتابوں کی ایک ایک جلد اُن تمام خواتین کو نذر کیجائیگی جنکی مدد سے یہ کتابیں تیار ہونگی ۔ اِن کتابوں کے مضامین نمونے وغیرہ ۲۰ رجولائی تک دفتر عصمت دہلی میں پہنچ جانے چاہئیں ۔ ہمیں اُمید ہے عصمتی بہنیں اپنے اپنے مذاق کی کتابوں کیلئے ابھی سے مضامین وغیرہ لکھنے شروع کر دینگی اور ۲۰ رجولائی تک ہمیں بھیج کر ہزاروں خواتین کو ممنون فرمائنگی حقیقتاً یہ بھی عصمتی بہنوں کا بڑا کارنامہ ہوگا ۔

ترکی کا زچہ خانہ

سلطان وحید الدین سابق سلطان ٹرکی کی ملکہ سنیہ سلطانہ صاحبہ اٹھارہ رمضان سے میرے ہاں مقیم ہیں حضور نظام سے ماہانہ وظیفہ مقرر کروانے آئی ہیں شکر ہے کہ حضور نظام نے اُن کو راہ خرچ کیلئے پانچ ہزار روپیہ عنایت فرمایا اور باریابی بخشی اور دوبارہ خاصہ بھیجا۔ ماہانہ بھی عنقریب ہی مقرر ہو جائیگا۔ اُن سے دریافت کر کے عصمتی بہنوں کے لئے ترکی زچہ خانہ کے حالات لکھتی ہوں۔

لڑکی کی پہلی زچگی اُس کی سسرال میں ہوتی ہے لڑکی کی والدہ نویں مہینے بچے کے لئے کپڑے اور بچھونا وغیرہ سب تیار کر کے لڑکی کے پاس بھجوا دیتی ہے۔ بچہ جب پیدا ہوتا ہے اِس کو حمام کروا کر ایک لانبا کپڑا لیکر اُس میں لپیٹ دیتے ہیں مثل تکیہ کے بچے کی شکل ہو جاتی ہے۔ اُس کے ہاتھ پیر ملا کر لپیٹ دیتے ہیں (ایران میں بھی اسی طرح کیا جاتا ہے اُس کو قنداق کہتے ہیں) بچہ جب پیشاب پاخانہ کرتا ہے تو وہ سب کپڑا نکال کر صاف کیا جاتا ہے اور پھر لپیٹ دیا جاتا ہے۔ بچے کو ہر روز صبح شام دو وقت حمام کروانا واجبات سے ہے چاہے سردی کا موسم ہو یا گرمی کا حمام دو وقت ضرور کرایا جاتا ہے اگر دو وقت حمام نہ کروایا جائے تو بچے کے بیمار ہونے کا خوف ہوتا ہے اور جلاب بادام کے تیل کا دیا جاتا ہے اور سر پر کسی قسم کا تیل کبھی نہیں دیا جاتا جس دن بچہ پیدا ہوتا ہے اُسی دن نام رکھا جاتا ہے۔ اور پیدائش ہی کے دن شربت بنایا جاتا ہے سرخ رنگ کا شربت جس کا نام "لوسا شربت" ہے اُس کے تیار کرنے کے لئے ایک خاص قسم کی شکر ہوتی ہے جو پھولوں سے تیار کی جاتی ہے سُرخ رنگ کی شکر ہوتی ہے اسکا شربت پکایا جاتا ہے۔ گرم گرم شربت بلور کی صراحی میں رکھکر عزیزوں کے ہاں بھیجا جاتا ہے۔ شربت کی صراحی جو آدمی لے کر جاتا ہے وہی سب کو اطلاع دیتا ہے کہ لڑکا یا لڑکی تولد ہوئی اس آدمی کو ہر ایک گھر سے انعام دیا جاتا ہے دو دن تک شربت تمام کنبہ میں تقسیم کیا جاتا ہے تیسرے دن بچے کے کان میں اذان دیجاتی ہے اور اُس کا نام اور جس دن پیدا ہوا وہ دن اور سن وغیرہ لکھکر سرکاری اطلاع کیلئے بھجوا دیا جاتا ہے اور تمام کنبہ کے لوگ اُس دن بلائے جاتے ہیں کھانا پکایا جاتا ہے عزیزوں کو دوستوں کو کھلایا جاتا ہے۔ گانا بجانا ہوتا ہے مہمان جو آتے ہیں وہ بچے کے لئے کچھ نہ کچھ تحفہ ضرور لاتے ہیں سات روز تک عزیز و دوست برابر تحفہ لایا کرتے ہیں۔ تحفے ہر قسم کے ہوتے ہیں ایک تحفہ چاندی کی تختی یا سونے کی یا الماس کی جیسی حیثیت ہو بنا کر اس پر ماشاءاللہ

لکھکر لاتے ہیں۔ اگر لڑکا ہے تو اُس کی ٹوپی پر لگایا جاتا ہے اور لڑکی ہے تو گلے میں ڈالتے ہیں اکثر لوگ ماشاء اللہ کی تختی تحفہ میں دیتے ہیں۔ زچہ کو تیسرے دن حمام کروایا جاتا ہے زچہ کو کسی قسم کی دوا نہیں کھلائی جاتی غذا میں مرغ کا شوربہ روٹی تیسرے دن انگور خربوزہ وغیرہ میوہ دیا جاتا ہے ساتویں دن مولود شریف ہوتا ہے مٹھائی تمام کنبہ میں تقسیم کی جاتی ہے کوئی بی بی باہر سے آئے تو وہ برقعہ اور جوتی کے ساتھ زچہ خانہ میں نہیں جا سکتی۔ اگر اس طرح کوئی زچہ کے پاس چلا جائے تو یہ کہا جاتا ہے کہ زچہ بیمار ہو جائے گی۔ زچہ گھر میں تو تیسرے دن حمام کر لیتی ہے اور پھر چوتھے پانچویں دن حمام کروایا جاتا ہے لیکن گھر سے باہر حمام جو ہوتا ہے چالیس دن کے بعد زچہ کو بھیجتے ہیں دوست واحباب کو حمام میں دعوت دیکر بھیجتے ہیں چاء اور میوہ وغیرہ حمام میں لیجاکر سب کو کھلایا جاتا ہے ترکستان میں چالیس حمام ایسے ہیں جنمیں قدرتی چشمے ہیں آپ سے آپ ہمیشہ پانی گرم نکلتا ہے اور ایک چشمہ سے سرد نکلتا ہے حمام سنگ مرمر کے نہایت صاف و پاک بنے ہوئے ہوتے ہیں۔

صغرا ہمایوں مرزا حیدرآباد دکن

(بقیہ صفحہ ۴۷۲) کہ ہاں آج کوئی بیٹھا ہے۔ بنڈولڑکا کہہ رہا تھا۔ کہ اسٹیشن پر دو قُلیوں کو ایسے دھکے دئے کہ سارا اسٹیشن ہکا بکا ہو کر رہ گیا۔ اور وہ لنگوٹے مسافر بھی سہم کر رہ گئے۔ اللہ نے چاہا تو وہ پانچوں گھی میں تر لائیں گے۔

آپا کی زبان سے بیساختہ نکلا ”اور سر کڑھائی میں لائیں گے“

اُسی دن دوپہر کو:۔ بھائی قبولی ایسے چپکے سے گھُسے کہ صرف بُوا رحیمن دیکھ سکیں۔ دیکھتے ہی چیخنے لگیں ”اللہ مبارک کرے۔ لو بی خدا کی شان۔ ایک دن میں ہی اللہ رکھے کما لائے۔ اے میں صدقے میں قربان“

بھابی جان بھاگی ہوئی آئیں ”تم میرا مردہ ہی دیکھو جو سچ سچ نہ بتاؤ کہ کتنا لائے۔

آپا بے اوسان ننگے آئیں ”میرا بیرا۔ میرا بھیا پچاس ہزار؟ یا سو ا؟“

چچی اماں نے دُور سے ہی کہا ”واری ماں کیا لایا؟ الٰہی یہ دولت مبارک ہو“

بھائی قبولی نے بصد مشکل کہا ”آدھی رات کو کسی نے جیب کاٹ کر سارا روپیہ نکال لیا۔ سامان تک غائب۔ بمشکل دوسری گاڑی سے یہاں واپس آسکا ہوں۔

آپا کا سر ڈھلک گیا۔ چچی اماں کا دل بجھ گیا۔ بھابی جان کا کلیجہ دھک سے رہ گیا۔

اور بُوا رحیمن ...... اُنہوں نے روتے ہوئے کہا ”ہائے ناشتہ دان کس محنت سے مانجھا تھا“

سید ابو تمیم

”پانچوں گھی میں“ کیلئے سالگرہ نمبر کا انتظار کیجئے

چند ضروری کام

ا- کلکتہ سے محترمہ رقیہ خانم ایوب خاں اور محترمہ عالم آرا بیگم اور محترمہ نشاط افزا لکھتی ہیں۔

بڑے شکر کا مقام اور خوشی کی بات ہے کہ مولانا صاحب قبلہ کی سرپرستی اور آپ کی اور بہن آمنہ نازلی صاحبہ کی محنت اور جانفشانی سے ایسی ایسی لاجواب اور فائدہ مند مفید کتابیں جیسے عصمتی دسترخوان، کشیدہ و کروشیا دفتر عصمت سے شائع ہوئی ہیں کہ آج پھوہڑ! کارہ بہنوں کو بھی یہ دن نصیب ہوا کہ گھر بیٹھے زیور، ہنر و سلیقہ سے آراستہ ہوگئیں۔ اِن کتابوں سے ہزاروں بہنیں فائدہ حاصل کر رہی ہیں۔ سچ تو یہ ہے کہ ہندوستانی عورتیں جتنا بھی شکریہ آپ کا ادا کریں کم ہے۔ اگر اسی طرح موتیوں سے کام کرنے کی بھی ایک کتاب آپ شائع کردیں تو کیا ہی اچھا ہو۔ موتیوں کے کام کا شوق عورتوں میں روز بروز بڑھ رہا ہے مگر اس کام کی کوئی کتاب ابتک شائع نہیں ہوئی اگر آپ نے توجہ فرمائی تو یقین ہے جو بہنیں موتیوں کا کام جانتی ہیں۔ بڑی خوشی سے عمدہ عمدہ نمونے بھیجینگی اور دفتر عصمت سے یہ نایاب کتاب جلد شائع ہوجائیگی۔

۲- لاہور سے محترمہ بلقیس سلطانہ بنت سید محمد حسین صاحب لکھتی ہیں۔

آپ نے ہماری سہولت اور دلچسپی کے لئے جو کتابیں شائع کی ہیں اُسکا ہم بہنیں تا دم زیست شکریہ ادا نہیں کرسکتیں لیکن ایک کمی اب بھی باقی ہے کہ آپنے ننٹنگ کے کام کی طرف ابھی توجہ نہیں فرمائی اور اس کتاب کا ہونا نہایت ضروری ہے۔ ہماری ننٹنگ کے کام میں لائق بہن لطیف بیگم صاحبہ کی توجہ اس کتاب کیلئے اشد ضروری ہے۔

بنگلور چھاؤنی سے مس حاجی عبداللہ احمد سیٹھ لکھتی ہیں دفتر عصمت سے یوں تو کئی کارآمد کتابیں شائع ہوئیں مگر ننٹنگ کی کوئی کتاب ابتک شائع نہ ہوئی۔ اُن کے کام (جیسے ٹوپی کوٹ وغیرہ) کی ضرور ایک کتاب شائع کردیجئے۔

رائے پور سی پی سے اجرہ بیگم صاحبہ لکھتی ہیں بہن لطیف بیگم کے مضامین سلائیوں کے کام کے مدت سے شائع نہیں ہورہے اگر بہن صاحبہ وہ تمام مضامین ہی جو کئی سال تک عصمت میں نکلے ہیں ایک جگہ جمع کرکے کتاب شائع کردیں تو بہنیں اُنکی شکرگذار ہونگی کیونکہ سلائیوں کے کام کی کوئی کتاب ابتک میری نظر سے نہیں گذری مجھے اُمید ہے بہن لطیف بیگم ضرور توجہ کریں گی۔

۳- محترمہ حمیدہ خاتون بنت اسلام حامد خانصاحب ڈپٹی کلکٹر بارہ بنکی لکھتی ہیں "میری دلی خواہش ہے کہ ایک ایسی کتاب بھی عصمتی بہنوں کی مدد سے شائع کی جائے جس میں کروشیا اور کشیدہ کاری کے نمونے چھوڑ کر ہر قسم کی دستکاری کے نمونہ ہوں مثلاً تارکشی کینوس۔ موتی سلمہ۔ بچوں اور بڑوں کے خوش قطع نئے فیشن کے لباس وغیرہ وغیرہ اُمید قوی ہے کہ فن دستکاری کی ماہر بہنیں اِس

کام میں ضرور حصہ لیں گی۔

۴۔ محترمہ حشمت جہاں آرا بیگم بنت جسٹس سید فضل علی صاحب پٹنہ لکھتی ہیں "آپ واقف ہونگے کہ آجکل بہنوں کو ورزش کی کسقدر ضرورت ہے ایک ایسی کتاب ضرور شائع کر دیجیے جسمیں ہر قسم کی ورزشیں لکھی ہوئی ہوں۔ اسمیں بچوں کی ورزشیں بھی لکھی جائیں۔ کمزوروں اور موٹوں کی بھی۔ اور کتاب با تصویر ہو تاکہ ہر ورزش پوری طرح سمجھ میں آجائے اور اگر ہر ورزش با تصویر نہ ہو تو کوئی ہرج نہیں۔ مجھے اُمید ہے کہ آپ اور عصمتی بہنیں میرے مشورے سے اتفاق فرمائیں گے۔

۵۔ محترمہ بی بی مس ابراہیم حاجی ابوبکر سیٹھ مدراس سے لکھتی ہیں "لڑکیوں اور خواتین میں آجکل منتخب اشعار کا بہت شوق پایا جاتا ہے اسلئے شدید ضرورت محسوس ہوتی ہے کہ کوئی کتاب جو طبقہ نسواں کے مطالعہ کے لائق کہی جاسکے آپ شائع کر دیں۔ مجھے اُمید ہے آپ اس تجویز کو عملی جامہ پہنانے کا بیڑا اٹھا کر طبقہ نسواں کو اپنی بیش بہا خدمت کا مرہون منت بنائیں گے اور عصمتی بہنیں عمدہ عمدہ منتخب اشعار بھیجکر اس کام میں آپکی اور آمنہ نازلی صاحبہ کا ہاتھ بٹائیں گی۔

یہ معزز خواتین جنکے خطوط کا خلاصہ اوپر درج کیا گیا ہے ہمارا دلی شکریہ قبول فرمائیں کہ انہوں نے اپنی بہنوں کیلئے ایسی مفید کتابیں شائع کرنے کیلئے ہمیں مخاطب فرمایا ہے۔ کتابوں کی اشاعت کے سلسلہ میں ہماری انتہائی کوشش ہوتی ہے کہ صرف وہی کتابیں شائع کیجائیں جو حقیقتاً خواتین کیلئے کارآمد ثابت ہوں۔ جو نئی کتابیں اوپر کے خطوں میں تجویز کی گئی ہیں وہ سب ضروری ہیں اور ہم نہایت خوشی سے جلد شائع کرنیکی کوشش کرینگے۔ ان مفید کتابوں کا شائع ہونا اسمیں شک نہیں نہایت ضروری کام ہے اور ہمیں اُمید ہے عصمتی بہنیں جنکی توجہ اور اعانت سے دفتر عصمت کو اپنے اپنے رنگ کی کئی بہترین کتابیں شائع کرنیکا فخر حاصل ہوا ہے ان تجاویز کو عملی جامہ پہنانے میں نہایت سرگرمی سے حصہ لینگی۔ لیکن دستکاری کی کتابوں کیلئے خدارا کوئی بہن کسی کتاب سے نقل کرکے یا کوئی غلط سلط ترکیب ہرگز نہ بھیجیں۔ صرف وہی خواتین اس طرف توجہ فرمائیں جو فن کی ماہر ہوں۔ نمونہ عصمت کے سائز سے بڑا نہ ہو اور نہایت صاف و خوبصورت ہو۔ اور ترکیب مکمل اور مفصل اور اس خوبی سے لکھی جائے کہ سمجھنے میں مطلق دقت نہ ہو۔ ہر ترکیب و نمونہ کے آخر میں بھیجنے والی بہن کا نام ہو۔ نمونہ دھاگہ یا اون یا موتیوں وغیرہ سے بنا کر نہ بھیجے جائیں بلکہ ڈرائنگ پنسل سے کاغذ پر بہت صاف بنائے جائیں۔ ہر ترکیب و ہر نمونہ مع عنوان علیحدہ علیحدہ کاغذ پر ہو۔ جس کے دائیں کونہ پر اس کتاب کا نام ہو جس کیلئے ترکیب اور نمونہ بھیجا جائے جیسے "موتیوں کا کام"، "عصمتی دستکاری" وغیرہ۔

محترمہ لطیف بیگم اُن مخصوص نامہ نگاران عصمت میں سے ہیں جو خانہ داری کی مفید مصروفیتوں کے باوجود ہمیشہ عصمت کو یاد رکھتی ہیں۔ اس سال ان کے مضامین شائع نہ ہونے کیوجہ انکی ناسازی طبع رہی ہیں اُمید ہے۔ اب وہ اپنے بکھرے ہوئے قابل قدر مضامین کو ایک مستقل کتاب کی صورت میں جمع کر دینگی۔

ورزشوں کی کتاب بے انتہا ضروری کام ہے جو جو خواتین عمدہ عمدہ ورزشیں جانتی ہوں ضرور اس طرف توجہ فرمائیں۔ لیکن انگریزی کتابوں سے محض ترجمہ کرکے نہ بھیجیں۔ عملی کام کی کتابوں کی بڑی خوبی یہ ہوتی ہے کہ ایک ایک بات خوب اچھی طرح سمجھ میں آجائے اور پھر کسی دوسرے سے پوچھنے کی ضرورت نہ پڑے، ورزشوں کے ساتھ اگر عمدہ واضح تصاویر ہوئیں، تو ہم بلاک بھی بنوا لیں گے +

(سلسلہ کیلئے دیکھیے صفحہ ۴۶۵)

سرکڑھائی میں

"آپا آپا کل اخبار میں خبر نکلی تھی کہ جب لارڈ ٹامی کا انتقال ہوا تو اُن کا وارث کوئی نہ نکلا۔ بصد دِقت ایک دُور کا رشتہ دار نکلا جو کسی ہوٹل میں بیس روپیہ کا ملازم تھا"

آپا نے بھائی قبولی کی بات سنکر کہا "تو بھائی اس میں کیا نئی بات تھی جو تم سنائی اور ان موئے اخبار چیوں نے لکھی"

بھائی نے بگڑ کر کہا "واہ بی۔ بات ساری تو سُنی نہیں۔ میں کہہ رہا تھا کہ اُس ملازم ہوٹل کے حصہ میں لارڈ ٹامی کی ستر ہزار کی جائداد اور پچاس ہزار نقد آیا"

آپا "(اچھل کر) پچاس ہزار نقد؟ اللہ"

بھائی قبولی "(کچھ سہمی ہوئی آواز میں) ہاں نقد۔ اور سات موٹریں، بارہ گھوڑے، ایک کتب خانہ اور انیس شکاری کتے۔ بہت عمدہ قسم کے۔ جو اس ملازم ہوٹل نے آٹھ ہزار میں فوراً بیچ ڈالے"

آپا نے اپنے کو سنبھال کر کہا "ہائے کمبخت وارث کی تو اب پانچوں گھی میں ہوں گی"

بھائی قبولی نے بصد رنج وملال کہا "ہاں۔ اور سر کڑھائی میں"

بھابی جان بھی اتفاقاً اُدھر آنکلیں "اے قبولی کیا مسکوٹ ہو رہی ہے"

آپا نے سرد آہ کے ساتھ نیم بیہوشی میں کہا۔

"اُس کی پانچوں گھی میں ہیں"

بھائی قبولی کے جبڑے رنج میں جوڑے ہو گئے جب اُنہوں نے کہا "اور سر کڑھائی میں"

برابر کے مونڈھے پر بھابی جان بھی بیٹھ گئیں اُن کو سارا قصہ سُنا دیا گیا۔ کچھ حسد اور کچھ تعجب سے اُنہوں نے پوچھا "قبولی اِس کے پاس اتنے گھوڑے کہاں سے آئے۔ منحوس نے جب موٹریں سات بھر رکھی تھیں تو گھوڑوں کی کیا ضرورت تھی؟"

قبولی۔ (گردن لٹکائے ہوئے) بھابی جان لارڈ ٹامی کو گھوڑ دوڑ کا بہت شوق تھا۔ اور اِنہی گھوڑوں سے اُس نے اتنی دولت بھی کمائی ـــ ہائے دولت .... دولت اور گھوڑے"

بھابی جان "وہ مُوا ہوٹل والا تو اب موٹروں سے بھی روپیہ کمائیگا۔

بھائی قبولی "کیوں نہ کماتا" یہ کہکر وہ اور بھی نڈھال ہو گئے۔ آپا تو ایسی افسردہ ہو گئی تھیں کہ اب اُن کے منہ کا پان بھی آرام سے تھا۔ تن من کا ہوش ہی نہ تھا۔ بھابی جان بھی حیرت زدہ بنی بیٹھی تھیں۔ بوا رحیمن مودی خانے سے چاول نکال کر بیچا رہی تھیں۔ سامنے یہ لوگ جو سوگ میں نظر آئے تو ٹھٹکیں۔ اور ٹھٹک کر خیریت دریافت کرنے آئی "بیبیوں کیا ہو رہا ہے۔ خیر تو ہے؟ کیا کہیں

سے کوئی مہرنج مرنج کا خط آیا ہے؟"

بھابی جان نے گردن اُٹھا کر بوا رحیمن کو دیکھا اور دیکھ کر انکار کی صورت میں گردن ہلائی۔ زبان سے کہا "خط تو نہیں اخبار آیا ہے"

آپا نے بغیر دیکھے ایک ٹھنڈا سانس لیا۔ دل سے آہ کے ساتھ یہ فقرہ بھی نکلا "پانچوں گھی میں"

"سر کڑاہی میں" بھائی قبولی نے آہستہ سے کہا"

بوا رحیمن نے سارا قصہ سنکر اپنی سرکار یعنی چچی اماں کو جا سُنایا "اے بی بیگم۔ وہاں تو سب سر جوڑے بیٹھے ہیں۔ کسی کو اپنے تن بدن کی فکر نہیں ہے۔ اور بی ایمان کی تو یہ ہے کہ میرا بھی کلیجہ نکلا پڑتا ہے جب سے سُنا ہے۔ اے بیوی ایک مُوا بیس روپلی کا نوکر اور اب پچاس ... پچاس جنے دس جنے کئے لاکھ کا مالک بنا بیٹھا ہے۔ ہائے ہائے۔ اور بی وہ چمکتی ہوئی موٹریں کہ صورت نظر آئے ..... اس موئے نوکر کو دیکھو اور اس ڈھیر سارے روپے کو دیکھو"

چچی اماں نے بگڑ کر کہا "خبر نہیں کیا کہہ رہی ہے۔ ایک چکی ہے زبان میں جو چل رہی ہے۔ کتے کا اور تیرا مغز ایک ہے۔ وہ اپنی زبان میں بولتا ہے تو اپنی زبان میں"

ڈانٹ پلانے کے بعد پہلا کام چچی اماں نے یہ کیا کہ رحیمن کی خبر کی تشریح سُننے کے لئے اُٹھیں اور کسنا ہاتھ میں لئے لئے بھائی قبولی کے پاس پہنچیں۔

"چچی اماں غضب ہو گیا" آپا نے دل شکستہ لہجہ میں کہا "اپنی اپنی قسمت ہے" بھابی جان نے اپنی قسمت پر چوٹ کی۔

قبولی "اُس کی تو اب پانچوں گھی میں ہیں اور سر کڑھائی میں"

چچی جان نے سارا قصہ سُنکر کہا "ایک گھوڑا ایک آدمی کو کافی ہوتا ہے یہ درجن بھر رکھنے کی کیا ضرورت تھی۔ گھوڑ کا خرچ ہاتھی کے خرچ سے کم نہیں ہوتا۔ وہ مردوا ٹامی دیوانہ ہی ہوگا جو اتنا خرچ باندھے رکھا۔ ارے بھئی ہمارے نانا جان کے ہاں جب ہاتھی آیا تو اللہ بخشے شکوری داروغہ کو اُس نے گھوڑا فوراً دوسرے کے ہاتھ"

بھائی قبولی "مگر صاحب وہ شخص ٹامی تو ان گھوڑوں سے روپیہ کماتا تھا۔ رگبی کی گھوڑ دوڑیں اس کے گھوڑے دوڑا کرتے تھے۔ اور کئی دوڑوں میں وہ اپنے گھوڑے بھیجکر انعام پاتا تھا۔ چچی اماں یہ گھوڑ دوڑ بڑی فائدہ کی چیز ہے۔ اس میں وارے کے نیارے ہوتے ہیں۔ اِدھر پانچ روپیہ دو اُدھر پچاس روپیہ لے لو"

بھائی قبولی نے گھوڑ دوڑ (ریس) کے فوائد اس قدر بیان کئے جتنے گا ندہی مہاراج آجکل کھدر کے بیان فرماتے ہیں۔

مثلاً "اس تجارت میں خوبی یہ ہے کہ گھوڑا

اپنے ملک کا، سوار اپنا ملکی، انعام پانے والے دیسی اور کمانے والے ہم۔ بمبئی میں ہزاروں سو د اگر لکھپتی بن گئے ...... آپا فرض کرو بمبئی میں آج ایک شخص کے پاس صرف دس روپیہ ہیں۔ اب وہ کیا کرے گا؟ یہ کہ گھوڑدوڑ میں جائے گا۔ دس کے دس لگا دیگا۔ شام کو سو روپیہ اسکو ملجائیں گے۔ دوسرے دن پچاس اور لگا دے گا شام تک پانچسو کے نوٹ اسکی جیب میں ہونگے"

قرار پایا کہ بھائی قبولی بمبئی جائیں اور ایک کے دس روپیہ بنائیں۔

رات کی گاڑی سے بھائی قبولی پانچ سو روپیہ اپنی جیب میں ڈال کر چلے۔ اس نیت سے کہ آٹھ دن بعد پانچ ہزار لیکر آئیں گے۔ چچی اماں نے ناشتہ میں پراٹھے اور انڈے تل کر ساتھ کئے۔ بھابی جان نے قیمہ اور کباب تیار کر دئے۔ آپا نے ایک سٹھاس بہت محنت سے پکائی۔ بوا رحیمن نے ناشتہ دان کو مانجھ مانجھ کر چمکا دیا۔ اس اُمید میں کہ "پانچ ہزار میں پچاس تو مجھے بھی مل ہی جائیں گے۔

بھائی قبولی جب روانہ ہوئے ہیں تو اس شان سے کہ لوگ سمجھنے لگے کہ شاید میاں قبولی صاحب حج کرنے جارہے ہیں۔ اسٹیشن والے سمجھے کہ "شاید لام پر جارہے ہیں" اور ریل کے مسافروں کو یہ دھوکہ ہوا کہ "شاید یہ صاحب ولایت

تک جائیں گے"

دوسرے دن صبح

چچی اماں نے کہا "کیوں لڑکیوں اسوقت اللہ رکھے میرا قبولی ریل میں سو کر اُٹھا ہوگا۔

آپا "ناشتہ کررہے ہونگے اللہ رکھے"۔

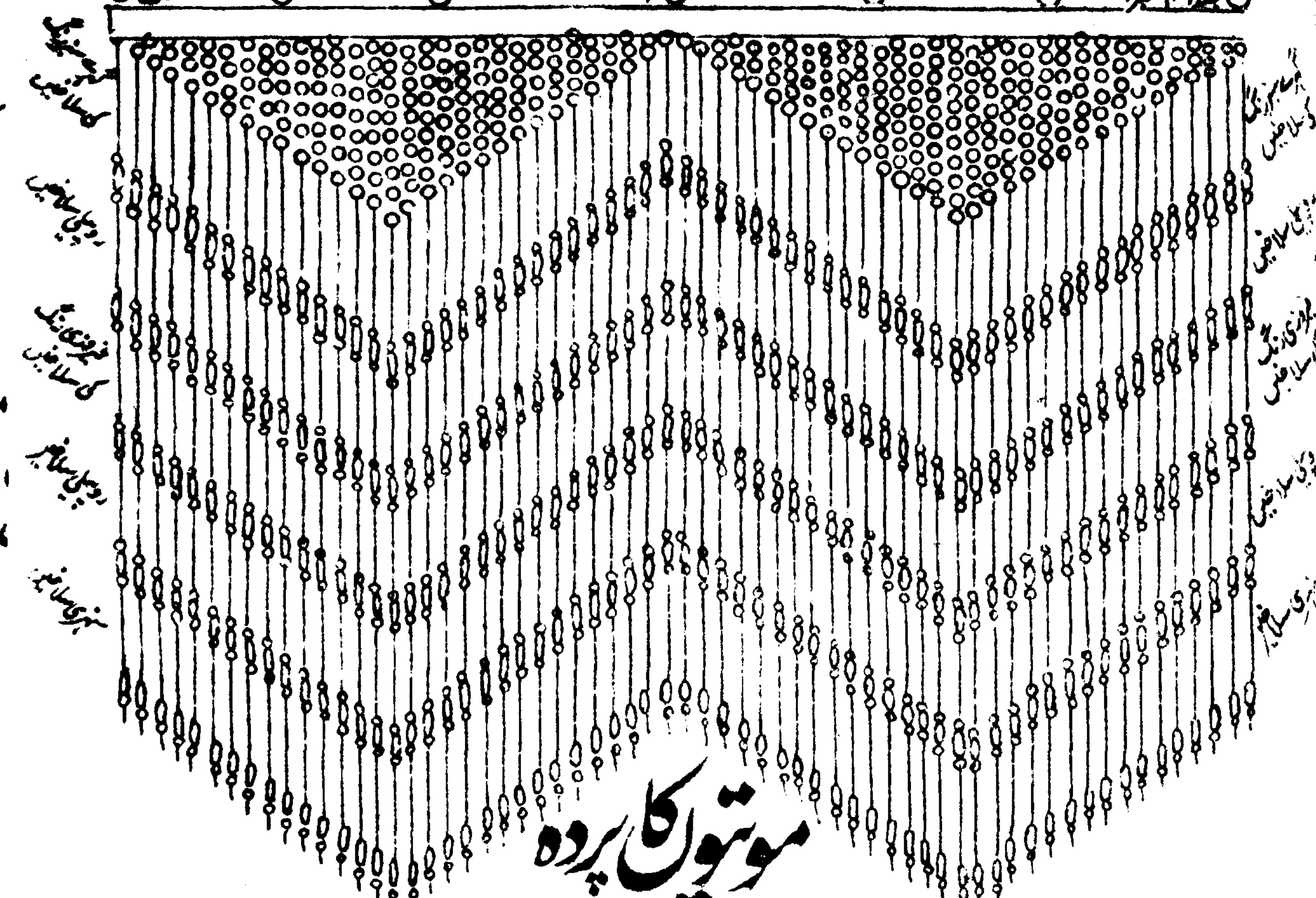
بوا رحیمن "اے بی لو ابھی سے۔ ابھی تو وہ منہ دھو رہے ہونگے۔

چچی جان "کیوں لڑکی تمہاری رائے میں کتنا روپیہ قبولی جیت کر لائیگا۔

آپا "کچھ نہیں کچھ نہیں تو پانچ ہزار ...... اِس موئے ہوٹل کے ملازم کو تو گھر بیٹھے اکٹھی اتنی رقم مل گئی کہ سُن سُنکر دل بیٹھا جاتا ہے۔ اور ہمارے بھیا کو کیا پانچہزار بھی نہیں ملیگا ... نہیں بی نہیں"

بھابی جان "کیا دنیا میں انصاف نہیں رہا؟ عضب خدا کا وہ نگوڑا ومڑی کا آدمی تو کتوں کو بیچ کر آٹھ نو ہزار روپیہ پیدا کرلے اور ہمارا بھائی گھر سے رقم لیکر جائے اور خالی ہاتھ آئے ایسا بھی بھلا کیا اندھیر ہے"

بوا رحیمن سے جب نہ رہا گیا۔ بولیں "میں اپنے دیدوں کی قسم کھا کر کہتی ہوں۔ اللہ رکھے میاں قبولی کامیاب آئیں اور آئیں۔ ماشا اللہ اُن کے چلتے وقت کی شان ہی کہہ رہی تھی کہ یہ کماؤ پوت ہے۔ تانگہ والے کو بیٹھتے بیٹھتے ایسے دو چپت رسید کئے تھے کہ وہ تو وہ اُسکا گھوڑا بھی سمجھ گیا ہوگا" (سلسلہ کیلئے دیکھئے صفحہ ۴۶۷)



موتیوں کا پردہ

چھوٹی چھوٹی کڑیاں چھ عدد - ہوک چھ عدد - سفید ٹوائن کے گولے - چوپہل موتی ½ انچہ لانبے لال موتی (جسکی اکثر تسبیح بنتی ہیں) کانچ کی لانبی نلی یا سلاخیں چار رنگ کی گہرا سبز - روپیلے - سنہرے اور فیروزہ - سوراخ کی ہوئی لکڑی ملے تو بہتر ورنہ مضبوط نواڑ کا دو انگل چوڑا ایک ٹکڑا اور اسی ناپ کا سرخ سالو چار انگل چوڑا ٹکڑا جسقدر کھڑکیاں چوڑی ہونگی اُسیقدر لمبا نوار اور سالو ہونے چاہئیں

ترکیب :- اول ایک دوڑی لیکر کھڑکی سے ناپ لیں کہ کتنا لانبا پردہ بُننا چاہئے پھر اس ناپ سے چار انچ لمبا ٹوائن کا ایک ٹکڑا کاٹ لیں (تاکہ چار انچ گرہ باندھنے اور نوار پر سلائی کرنے کیواسطے کافی ہو) دوسرا ٹکڑا پہلے ٹکڑے سے کچھ بڑا تیسرا دوسرے سے کچھ بڑا اسی طرح سولہ ٹکڑے تک تھوڑا تھوڑا بڑھا کر کاٹ لیں - (جیساکہ نقشہ میں ایک ایک موتی بڑھتے بڑھتے سولہ تک ہیں) اب اس ناپ کے جتنے ٹکڑے ضرورت ہوں کاٹ لیں - کل ٹوائن ایک ناپ کے ہرگز نہ کاٹیں ورنہ سلائی کرتے وقت چھوٹے بڑے ہوجائیں گے -

اب پہلا ٹکڑا ٹوائن لیکر چوپہل موتی ڈالیں اور دو مرتبہ مضبوط گرہ باندھیں - اور ٹوائن کا چھوٹا ٹکڑا (جو گرہ باندھنے کے بعد رہ گیا ہو) اوپر کی طرف کردیں پھر لانبا لال موتی اس طرح ڈالیں کہ ٹوائن کا چھوٹا ٹکڑا چھپ جائے ورنہ بدنما معلوم ہوگا - پھر سنہری رنگ کی سلاخ ایک - چوپہل موتی ایک، لانبا لال موتی ایک چوپہل موتی ایک سفید رنگ کی سلاخ ایک - چوپہل موتی

ایک۔ لانبا موتی ایک"۔ چوپہل موتی ایک فیروزی رنگ کی سلاخ ایک چوپہل موتی ایک۔ لانبا موتی ایک۔ چوپہل موتی ایک۔ سفید رنگ کی سلاخ ایک۔ چوپہل موتی ایک۔ لانبا موتی ایک۔ چوپہل موتی ایک۔ سبز رنگ کی سلاخ ایک۔ چوپہل موتی ایک۔

اب ایک قطار پوری ہوگئی۔ اسی طرح سے پورا پردہ بنائیں صرف اُوپر کے بعد دیگرے ایک ایک موتی بڑھاتے جائیں سولہ تک ہو جانے کے بعد گھٹا کر ایک تک لیجائیں نقشہ دیکھنے سے بالکل سمجھ میں آجائیگا۔ اس کی قطار نیچے سے شروع ہو کر اُوپر ختم ہوتی ہے۔

اس طرح ایک ایک قطار بناتے جائیں اور یکے بعد دیگرے کسی جگہ پر سجا کر رکھتے جائیں یا بہتر ہے کہ کوئی دوسرا آدمی اُسی وقت تواڑ پر ٹانکتا جائے۔ جب ٹانکنا ختم ہو جائے تواڑ پر ساتو کا ٹکڑا اوپر لگا کر مضبوط سلائی کر لیں اور کھڑکی پر ڈسی ہوک لگوا کر ٹانک دیں۔ یہ پردہ کھڑکیوں کیواسطے بہت موزوں ہے۔ انشاء اللہ آئندہ مہینے میں کواڑوں کے پردے کی ترکیب بھیجوں گی۔

نوٹ:۔ لانبے اور چوپہل دونوں موتی پتھر کے ہونے چاہئیں اُوپر کے چوپہل موتی اگر سفید رنگ کے لگائیں تو زیادہ خوبصورت پردہ ہوگا۔ یہ سب تی بحساب پونڈ منگوائیں تو ارزاں پڑینگے۔ اور کانچ کی سفید رنگ کی سلاخیں دو قسم کی ہوتی ہیں۔ ایک بہت چمکیلی اور دوسری معمولی چمک والی گو دونوں کی قیمت ایک ہی۔ چمکیلے رنگ کی دیکھکر منگوائیں۔ یہ پردہ بجلی کی روشنی میں بہت چمکتا ہے۔ اگر دو آدمی ملکر بنائیں تو دن بھر میں ایک پردہ تیار ہو جائیگا۔ اور اگر تار سے گوندھنا منظور ہو تو لکڑی کا فریم ضروری ہے۔

مس رقیہ خانم۔ کلکتہ

ساری کیواسطے سلمہ کی خوبصورت بیل

یہ بیل ساری کے اُوپر سلمہ سے بنائیں نہایت خوبصورت معلوم ہوگی اس کے بنانے کی نہایت آسان ترکیب اگر سنہری بیل بنانی ہے تو تمام سامان سنہری لیں اور اگر نقرئی بنانی ہو تو نقرئی لیں۔ لیکن اگر کسی بہن کو رنگین کام پسند ہو تو ستاروں کی بجائے شکوبن ٹانک لیا جائے نقشہ میں جہاں جہاں گول نشان ہیں۔ وہ ستاروں کے ہیں پھول سلمہ سے بنائیں اور پتے اور ٹہنیاں بٹے ہوئے کلابتون سے بنائیں نہایت خوبصورت معلوم ہوگی...... جو بہن ربن سے بنانا چاہیں وہ ربن سے بنائیں ربن کی بنی ہوئی بھی خوبصورت معلوم ہوگی



محبوب بیگم
بنت محمد حنیف

(ماہرہ ۵)

سیربین

دوماہ تک دفن: بحر قطب شمالی میں ہوائی جہاز کا راستہ قائم کرنے کے لئے ایک مہم روانہ ہوئی تھی۔ اُس میں سے ایک شخص ایک خیمہ میں وہیں رہ گیا تاکہ تاروں کی نقل وحرکت کا مطالعہ کرتا رہے۔ یخ کا ایک بڑا تودا اُس جگہ پر آپڑا اور وہ اس کے نیچے دفن ہوگیا۔ دو مہینے تک اُس کا کچھ پتہ نہ ملا۔ آخر کچھ لوگ اسکی تلاش میں چلے۔ وہ خود بھی راستہ بھول گئے۔ ایک ہوائی جہاز نے اُن کا پتہ لگا کے کچھ کھانے کا سامان اُن کے پاس ڈالا۔ بڑی مشکل سے اُنہوں نے مدفون کی جگہ کا پتہ لگایا۔ کئی روز تک وہ برف کو کھودتے رہے۔ اُنہیں ایک سوراخ نظر آیا جو دودکش کا کام دیتا تھا۔ اُنہوں نے اُس میں آواز دی اور دم بخود جواب کا انتظار کرنے لگے۔ فوراً ہی ایک مسرت آمیز آواز آئی۔ ہلو۔ بخیریت ہوں۔ پاؤ گھنٹے تک کھُدائی کرنے کے بعد اُسے باہر نکال لیا گیا۔ وہ دُبلا ہو رہا تھا لیکن ویسے ہر طرح تندرست تھا۔

اُس نے بتایا کہ ہوا اور برف کے طوفان میں اس کی جھونپڑی دب گئی اور پھاوڑہ باہر رہ جانے کی وجہ سے وہ برف کھود کے باہر نہ آسکا۔ ہوا اس روزن سے آتی تھی جس سے اُن کا پہلا سوال وجواب ہوا۔ اُس روزن کو وہ برابر قائم رکھتا تھا۔ ایک مہینے سے معمولی سی چمک کے تھوڑی دیر آجانے کے سوا روشنی بھی نہ آتی تھی۔ اپنے پٹرول لیمپ سے وہ برف پگلا کے پانی پی لیتا تھا۔ اپنا وقت وہ سوکے گذارتا تھا اور ہمت قائم رکھنے کی کوشش کرتا رہتا تھا۔

متحرک تصویروں کے معاہدے۔ متحرک تصویروں میں کام کرنے والوں سے عجیب عجیب معاہدے کئے جاتے ہیں۔ اُن کی تنخواہیں بھی بہت زیادہ ہوتی ہیں۔ عورتوں کو اپنے جسم کی دلکش ساخت اور مردوں کو ورزشی کیفیت کا خاص اہتمام کرنا پڑتا ہے۔ ایک مشہور ایکٹرس کو بروئے معاہدہ ٹھیک دس بجے رات کو سوجانا پڑتا ہے تاکہ اس کی صحت اور دلفریبی قائم رہے۔ ایک اور کو آٹھ گھنٹے روزانہ سونا پڑتا ہے۔ ایک اور کو آدھی رات کے بعد گھر سے نکلنے کی ممانعت ہے۔

ایک کو معاہدہ کی رو سے چھریرہ بدن رکھنا پڑتا ہے۔ اُسے چربی پیدا کرنے والی غذا سے پرہیز کرنا پڑتا ہے اور گولف اور شناوری اور رقص سے وہ جسم کو موٹا نہیں ہونے دیتی۔

- عورتوں کو ۱۲۵ پونڈ سے زیادہ وزن ہوجانے سے بچنا پڑتا ہے۔ ایک سے یہ معاہدہ ہے کہ اسکا

۱۱ پونڈ سے کم نہ ہونے پائے۔ ایک اور عورت سے یہ ہے کہ معاہدے کے وقت اُس کے بالوں کا جو رنگ تھا وہ وہی قائم رکھے گی ورنہ معاہدہ فسخ کر دیا جائیگا۔

ایک عورت کی کھال باہر پھرنے سے زرد ہو جایا کرتی ہے۔ اُس کا معاہدہ ہے کہ وہ اپنی کھال کو ہمیشہ سفید رکھے۔ ایک مرتبہ اس کی جلد زرد ہو گئی۔ اس میں اُسکی کوئی خطا نہ تھی۔ اُسے ۴۸ گھنٹے کا نوٹس دیا گیا کہ وہی پہلا رنگ پیدا کرے ورنہ معاہدہ توڑ دیا جائیگا۔ چنانچہ اُس بچاری نے لیموؤں کے تکلیف دہ غسلوں سے بمشکل اپنا اصل رنگ پیدا کیا۔

ایکٹروں کو حادثہ کے اندیشے والی تفریحوں سے بچنا پڑتا ہے۔ مثلاً وہ ہوائی جہازوں میں یا موٹروں میں سیر نہیں کر سکتے۔

پوشیدہ دولت:۔ مسلمانوں نے اپنے زرخیز علاقوں سے ذرا بھی فائدہ نہ اُٹھایا۔ اب مغربی ممالک اُن سے بیشمار منافع حاصل کر رہے ہیں۔ حج کے ایام میں لاکھوں جانور ذبح کئے جاتے ہیں اور اُنکے گوشت ہڈیاں وغیرہ یونہی ضائع کر دی جاتی ہیں۔ کوئی یورپی ملک ہو تو ہر چیز کی قیمت حاصل کر لی جائے، گوشت ڈبوں میں کیمیائی ترکیب سے بند کر کے اچھی قیمت حاصل کی جائے وغیرہ وغیرہ۔

بحیرۂ مردار کو جو فلسطین میں ہے۔ اس علاقہ پر خدا کا قہر نازل ہونے کے اعتقاد کی وجہ سے اسے ردی سمجھا جاتا تھا۔ سلاطین ترکیہ کی یہ ذاتی جائداد میں شامل تھا۔ کوئی اِسے چھو نہ سکتا تھا۔ تین ہزار سال پہلے کا طلسم اب ٹوٹ گیا ہے۔ جنرل ایلنبی نے جب جنگ عظیم میں اس علاقہ پر چڑھائی کی تو جہاز والے چلا اُٹھے کہ یہاں پوٹاش معلوم ہوتا ہے۔ چنانچہ اس تلخ پانی کے پیپے پر پیپے نکال کے اس کا تجربہ کیا گیا تو معلوم ہوا کہ اس سمندر میں اس قدر دولت ہے کہ دنیا کا کوئی بحیرہ اسکا مقابلہ نہیں کر سکتا۔

پانی حل کرنے سے حسب ذیل اجزا پائے گئے۔ بحیرہ میں دو ارب ٹن پوٹاشیم کلورائڈ ۹۸ کروڑ ٹن میگنشیم برومائڈ۔ ۱۱ ارب ۹۰ کروڑ ٹن سوڈیم کلورائڈ۔ ۲۲ ارب ٹن مگنیشیم کلورائڈ۔ چھ ارب ٹن کلیشم کلورائڈ موجود ہے۔ یہ دوائیں نہایت کارآمد اور قیمتی ہیں۔

النبی یہ دیکھ کے چیخ اٹھا۔ اُو ہو بحیر مردار تو ہمارا بہشت شداد ہے۔

عورتوں کا آئینہ:۔ بعض عورتوں کی طبائع کا اندازہ ذیل کے مقولوں سے بخوبی کیا جا سکتا ہے جو ایک مرد نے اپنے روزنامچہ میں لکھ رکھے ہیں کوئی ان میں سے درست بھی ہو۔ مگر ہماری رائے میں بہت سی بیبیوں پر یہ عائد ہو ہی نہیں سکتے۔

مرد اپنی بیویوں کی موجودگی میں شاندار نہیں معلوم ہوا کرتے۔ حالانکہ بہت سی بیویاں اپنے شوہر کی

بڑائی پسند کرتی ہیں) کاش عورتیں یہ سمجھا کریں کہ مرد دل سے سادگی پسند کرتے ہیں (حالانکہ خود مرد ہی اُنہیں بناوٹ کا دلدادہ بنا دیتے ہیں) مردانہ عورت اُسی مرد کو پسند آتی ہے جو خود مردانہ نہیں ہوتا (البتہ یہ موجودہ مغرب پر درست عائد ہوتا ہے) کوئی عورت خانگی مقولے سننا پسند نہیں کرتی تاوقتیکہ خود ہی وہ اُنہیں بیان کر رہی ہو (مرد بھی اُسی مرض میں مبتلا ہیں) ہر عورت ایک معززِ خاتون سمجھی جا سکتی ہے۔ یعنی وہ بننے لگے تو اُسکی خوبیوں کا بھانڈا پھوٹ جاتا ہے (کیا مرد اِس سے مستثنیٰ ہیں؟)

اگر کوئی بی بی یہ کہے کہ میں تعریف سُننا پسند نہیں کرتی ذرا ایک تعریف تو کرکے دیکھو (سنجیدہ بیبیاں واقعی تعریف سے گھبراتی ہیں) کسی بی بی کو کوئی شکایت ہو وہ بھی یہی کہتی ہے کہ اِس کی سب ملنے والیاں اِس کا تذکرہ ہمیشہ دلچسپی سے سنتی رہینگی یعنی وہ بار بار اِسی کا ذکر کرتی رہیگی ذرا نہ تھکے گی (کیا متین بیبیاں اِس سے مبرا نہیں؟) کوئی بی بی تم سے کوئی مشورہ طلب کرے مطلق اِس کا ارادہ اس پر عمل کرنے کا نہیں ہوتا۔ البتہ اگر وہ اُس ارادہ کے مطابق ہو جو اُس نے پہلے ہی سے اپنے دل میں کر لیا ہو تو عمل ممکن ہے (حالانکہ عورتیں بہت جلد مشورہ پر چلنے لگتی ہیں کیونکہ ہم مردوں نے خواہ مخواہ اُن کے دماغوں میں یہ جما رکھا ہے کہ وہ ناقص العقل ہیں) افسوس ہے کہ عورت نقّال ہونے کی وجہ سے عموماً بُرے نمونے پسند کر لیا کرتی ہے (اگر مرد بُرا نمونہ پیش کرے تو یہ خود اُس کی خطا ہے خود وہ اپنی اصلاح کرے) کوئی عورت کوئی نقص نکال لے تو پھر اُسے نظر انداز کرنا جانتی ہی نہیں (کیوں؟) شوہر پر اعتراض کرنے والی بیوی اُسے اُسی کے ہاتھوں میں ڈال دیتی ہے جو مینگ مینخ نہیں نکالتی۔ (ہاں یہ اچھی نصیحت ہے۔ ہنڈیا روٹی اور بچوں کی ہم چنخ میں بچاری کیا کرے گھر میں میاں ہی نظر آتا ہے اُسی پر اپنا غبار نکال لیتی ہے۔

چھچھوری عورت یہی سمجھا کرتی ہے کہ دوسرے کا وقت اتنا ہی کم قیمت ہے جتنا اُس کا (اور مرد؟)

اگر تم کسی عورت کو اپنا راز بتاؤ تو یا تو تم احمق ہو یا بڑے مدبر۔ اگر تمہارا خیال یہ ہے کہ وہ راز ظاہر نہ ہو تو تم اول الذکر ہو اور اگر اِس کی منادی کی جانی پسند ہو تو موخر الذکر۔ (لیکن اب یہ کہاوت غلط ہو چلی ہے۔ بہت سے مرد بھی اچھے خاصے ڈھنڈورہ ہوتے ہیں۔)

اگر کسی دوست بی بی کو دشمن بنانا ہو تو بہترین طریقہ یہ ہے کہ اُس کی شیخی کرکری کر دو۔ (شیخی خورہ مرد بھی اِس طرح دشمن سے دوست نہیں ہو جایا کرتا)۔

محمد ظفر

مستقل عنوان
جملہ حقوق محفوظ ہیں

خانہ داری

جس میں سنگھار
و آرائش بھی شامل ہے

چہرہ کی شکنیں۔ چہرہ کی کھال اِس قدر نازک ہوتی ہے کہ بھدّے پن سے مالش کرنا مضر ہوجاتا ہے ایک موثر طریقہ ایک ماہر فن نے یہ بتایا ہے کہ سفید موم نصف اونس۔ سپرمیٹی (Spirmaciti) نصف اونس۔ روغن بادام دو اونس۔ بنزوئی لارڈ (Benzoatea Lard) ایک اونس۔ روز واٹر نصف اونس کا مرکب کسی انگریزی دوافروش سے تیار کرالیں۔ رات کو سوتے سے پہلے چہرہ اور گردن خوب صاف پھر کوئی عمدہ جلدی دوا (Tonic) لگائیں تاکہ جلدی اعصاب میں تحریک پیدا ہوجائے۔ پانچ منٹ میں یہ دوا تین مرتبہ لگائیں۔ پھر مندرجہ بالا مرکب لگائیں بالخصوص آنکھوں کے گرد۔ کھال کو بے طرح نہ کھینچیں آنکھوں کے نیچے پوروؤں سے ہلکی تھپکی سے لگائیں اور دہن کے گوشوں سے کان کی سمت میں اُوپر اور باہر کی طرف انہیں حرکت دئے جائیں۔ اس کریم کو رات بھر لگی رہنے دیں۔ ہندوستان کی آب وہوا میں یہ کریم حیرت انگیز اثر دکھائے گی۔

بارش کے دَھبے:۔ چمڑے کے دستانوں پر بارش کے دھبے بُرے معلوم ہوا کرتے ہیں۔ دستانہ کو دونوں ہاتھوں کے انگوٹھوں اور کلمہ کی انگلیوں کے بیچ میں پکڑ کے آہستہ سے ترچھا اور لمبائی کی طرف کھینچیں حتیٰ کہ دھبے جاتے رہیں۔ اِس ترکیب سے بہت سے دستانے درست ہوگئے ہیں۔ حالانکہ خشک دھونے والوں نے اُن کی صفائی کے متعلق جواب دیدیا تھا۔

اگر نمدہ (فلٹ) کی ٹوپیوں پر بارش کے قطروں کے دھبے رہ جائیں تو لارل (Laurel) کے پتے رات بھر بھگو کے اس کے پانی میں کوئی صاف سا کپڑا بھگوئیں اور نچوڑ کے دھبوں پر ملیں خشک ہونے پر دھبے غائب ہوجائیں گے۔ ساٹن کے کپڑوں پر بھی بارش کے قطرے بدنما دھبے پیدا کردیتے ہیں بارہ بڑے بڑے لارل کے پتے کے باریک باریک کترلیں اور کسی پُرانے برتن میں ۱½ پاؤ پانی ڈال کے پتے اُبال لیں۔ گھنٹہ بھر بعد برتن آگ پر سے آتار کے ٹھنڈا ہونے دیں۔ کوئی ملائم کپڑا اس میں بھگو کے نچوڑ لیں اور کپڑے کے رُوئیں سے ساٹن کو پونچھیں۔ خشک ہونے پر دھبے نظر آئیں گے۔

مخمل بارش کے قطروں سے بہت بُری معلوم ہوا کرتی ہے۔ اگر دھبے تازہ ہوں تو گرم پانی کا ایک چمچہ ایک پرچ میں ڈال کے یوکلپٹس آئل کے ۵ سے ۶ تک قطرے ملائیں اور خوب ہلائیں۔ فلالین کا کوئی ٹکڑا لے کے اِس میں نمدار کریں اور مخمل پر ہلکے ہلکے ملیں۔ اِس کی احتیاط رکھیں کہ رُوئیں کا جدھر رُخ ہو ہمیشہ اُسی

طرف کو ملتے ہوئے ہاتھ کو حرکت دیں۔

اگر دھبے عرصے کے ہوں تو کوئی ملائم کپڑا یوکلپٹس آئل میں نمدار (گیلا) کر کے بہت آہستہ آہستہ کپڑے پر ملیں اور مندرجہ بالا احتیاط یہاں بھی ملحوظ رکھیں۔ اس کے خلاف ہرگز نہ کریں۔

اگر صاف کیا ہوا مقام باقی کپڑے کے مقابلہ میں کچھ جدا گانہ معلوم ہوتا ہے اور فرق ظاہر ہوتا ہے تو کسی ملائم چیتھڑے پر بھی نہایت ہی خفیف دگا کے مخمل پر پھیریں۔ اس کے بعد کسی صاف نرم کپڑے پونچھ ڈالیں۔ اس سے رنگ ٹھیک ہو جائیگا۔ اور تمام مخمل میں صفائی اور آب آجائے گی۔

جلد کی صفائی:- فیشن کی عاشق بیبیاں جس طرح پوڈر بے تمیزی سے لگا کے چہرہ کے اصل رنگ کو خراب کر لیتی ہیں اسی طرح کریم بھی لیپ لیتی ہیں اُن کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ کھال پر آب آجائے حالانکہ یہ حرکت ایسی ہے جیسے کسی گندی چیز کو بیرونی چمک دمک سے اچھا بنا دیا۔ لیکن چیز رہی وہی خراب کی خراب۔

عموماً یہ خیال ہوتا ہے کہ دھونے اور کریم چپڑ لینے سے کھال صاف ہو جاتی ہے۔ لیکن یہ بات نہیں۔ خوردبین آئینہ سے دُھلی ہوئی کھال پر نظر ڈالیں۔ مساموں میں غلاظت اسی طرح گھُسی ہوئی نظر آئیگی۔

چہرہ۔ گردن۔ کندھوں اور باہوں پر مالش کر کے اُنہیں صاف شفاف اور خوشنما بنایا جا سکتا ہے۔ چہرہ سے ابتدا کی جائے۔ پہلے اسے پانی اور صابن سے دھو ڈالیں اور خشک کر لیں۔ ایک باریک تولیہ معمولی گرم پانی میں سے نکال کے نچوڑ لیں۔ سخت گرم پانی سے شروع ہی میں کام نہ لیں۔ اس سے کھال ملائم ہو جاتی ہے اور جو مرکبات لگائی جانے والی ہیں بے اثر ہو جاتی ہیں۔ باریک تولیہ میں حرارت رہنے نہیں پاتی۔ اسے چہرہ پر پھیلا دیں۔ پھر وغسل کے تولیہ بہت گرم پانی میں سے نکال کے اور نچوڑ کے اس باریک تولیہ پر یکے بعد دیگرے۔ دو دو منٹ رکھتے جائیں۔ اس سے مسام کھل جائیں گے۔ اب تولیہ ہٹا کے جلد خشک کر لیں۔ پھر مالش والی کریم (Massage cream) کسی کولڈ کریم کی طرح سارے چہرہ پر پھیلا کے ہاتھ کی گول گردش سے جلد میں جذب کریں۔ حرکت میں ایک قسم کا گھماؤ یا دباؤ ہونا چاہیئے۔ اس سے کریم بھینچ کے باہر نکل جائے گی اور اپنے ساتھ میل کچیل بھی لیتی آئیگی۔ اب پھر ایک دو گرم تولئے جلد پر پھیلائیں اور اُن کے بعد ٹھنڈا تولیہ لگائیں۔ اس سے مسام سکڑ کے اپنی اصلی حالت پر آجائیں گے۔ اس عمل کو مہینہ میں ایک یا دو مرتبہ کرنا چاہیئے جلد صاف اور مجلّا ہو جائے گی۔

مالش والی کریم لگانے کے بعد باریک تولیہ وچ ہیزل سے گیلا کر لیں اور چہرہ پر پھیلا دیں اور اس پر گرم تولئے پھیلا کے پانچ منٹ لگا رہنے دیں۔ اس سے طبیعت میں بشاشت آتی ہے اور خون میں سرسراہٹ پیدا ہونے سے جولانی آجاتی ہے۔

چھریرے بدن والیوں کی کہنیوں کی کھال جھری دار ہوتی ہے۔ فربہ اندام عورتیں کہنیوں کی مالش آسانی سے کر سکتی ہیں۔ اول الذکر لنولائن (Lanoline) یا گرم پسا ہوا ناریل جو مکھن سا ہو جاتا ہے لگانے سے کہنیاں گداز بنا سکتی ہیں یا کسی پرچ میں گرم روغن زیتون ڈال کے کہنیاں رکھدیں۔ دس منٹ میں وہ روغن جذب کر لیں گی۔ جو رہ جائے اس کی مالش کر لیں۔ جلد چکنی رہ جائے تو کسی ملائم پرانے کپڑے سے پونچھ ڈالیں۔

بالوں کی مالش:۔ سر کو اتنے گرم پانی سے جتنا برداشت ہو سکے دھو ڈالیں۔ پھر اس پر گرم اور اسکے بعد ٹھنڈے پانی کے تریڑے دیں اور جلدی سے گرم تولیوں سے خشک کر ڈالیں۔ کھوپری میں رگڑ کیوجہ سے ابھی سرسراہٹ معلوم ہوتی ہو اسی حالت میں انگلیوں سے اسے مسلنا شروع کر دیں۔ اگر ہتھیلی اور کلائی کے بل سر میں مالش کی جا رہی ہو تو ہاتھ دیر تک نہیں تھکتا۔

جب سر کی جلد میں سے قدرتی چکناہٹ کم ہو جائے اور بال سخت اور کھر کھرے ہو کے سروں پر سے پھٹ جائیں تو انگلوں کے پوروے زیتون کے تیل میں ڈبو کے بالوں کی جڑوں میں خوب لگائیں اور بعد میں انگلیوں سے مسلنا شروع کر دیں جس طرح ابھی ادھر بتایا گیا ہے۔

بالوں اور سر کی جلد کی حالت زیادہ خراب ہو تو کنتھارڈیس (cantharides) ایک اونس ارنڈی کے تیل چھ اونس میں ملائیں اور خوشبو کیلئے یوڈی کولون (eau de cologne) ڈالدیں۔ یہ مرکب روغن زیتون کیجگہ استعمال کریں۔

مکھی مار کاغذ:۔ اس کے بنانے کی کئی ترکیبیں ہیں جو ہم وقتاً فوقتاً بتائیں گے۔ کچھ السی کا تیل ایک پتھر کے مرتبان میں ڈال کے کسی پانی کے برتن میں رکھدیں اور آگ پر جوشدیں۔ اسکی احتیاط رکھیں کہ پانی ابل کے مرتبان میں جا کے تیل میں نہ ملنے پائے۔ جب پانی مرتبان کے گرد تقریباً نصف گھنٹہ کھول لے تو تھوڑی سی بورا یا شیرہ تیل میں ملا دیں اور ساتھ ہی تھوڑی سی زرد دال بھی ملائیں۔ پانی میں اس مرکب کو ابلنے دیں حتیٰ کہ ٹھنڈی ہونے پر لیسدار لئی بن جائے۔ اس کی آزمائش اس طرح کی جا سکتی ہے کہ مرتبان میں سے وقتاً فوقتاً نکال نکال کے ٹھنڈی کر کے دیکھ لیں۔ جب یہ لئی خوب ابل چکے تو یہ کاغذ پر کسی ملائم برش سے گرم مائع حالت میں پھیلا دی جائے۔ یہ لئی بہت چپچپی ہو۔ کاغذ پہلے سے اس طرح تیار کئے جائیں کہ تھوڑی سی پھٹکری اس سے دگنے پانی میں گھول لیں اور پرانے اخبار اس میں ڈبو ڈبو کے نکال لئے جائیں۔ جب یہ خشک ہو جائیں تو اوپر والی لئی پھیلا دیں۔

ایک اور ترکیب یہ ہے کہ ۳ ½ اونس کچا السی کا تیل ایک پونڈ رال اور ۳ ½ اونس شیرہ یا راب آگ پر رکھ کے ملائیں اور گرم گرم حالت میں کاغذ پر پھیلا دیں۔

محمد ظفر

دُوربین

گول میز کانفرنس اور عورتیں

آل انڈیا خواتین کانفرنس اور مدراس خواتین کانفرنس نے گول میز کانفرنس میں پیش کرنے کیلئے ایک یادداشت مرتب کی ہے جو گول میز کانفرنس میں پیش کیجائیگی۔ معلوم ہوا ہے کہ علاوہ دیگر مطالبات کے اس یادداشت میں یہ بھی مطالبہ کیا گیا ہے کہ بالغ عورتوں کو رائے دینے کا حق دیا جائے اور آئندہ گول میز کانفرنس میں عورتوں کے بارہ نمائندے شریک کئے جائیں جنہیں مسز سپرویاں۔ مسز شاہ نواز مسز منتھہ لکشمی۔ ڈاکٹر اینی بیسنٹ۔ اور مسز نذر الدین صوبہ مدراس کی جانب سے شریک کی جائیں۔

آزاد ہندوستان میں خواتین کیا کرینگی

اسی مہینے کے شروع میں مسٹر سین گپتا نے جو بنگال کے مشہور اور ہر دلعزیز لیڈر ہیں بنگلور میں اپنی ایک تقریر کے دوران میں فرمایا کہ عورتوں نے موجودہ تحریک میں کانگریس کی قابل تعریف طریقہ پر مدد کی ہے اور ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ آزاد اور خود مختار ہندوستان میں عورتیں شاندار طریقہ پر اپنا فرض پورا کریں گی۔

مسٹر سین گپتا نے جو توقعات ہندوستان کی خواتین سے قائم کی ہیں وہ بالکل بجا اور مناسب ہیں حقیقت یہ ہے کہ کوئی قوم اس وقت ترقی کر ہی نہیں سکتی جبتک کہ اُس کی عورتیں جاہل اور بیکار محض ہیں۔ اچھی اور لائق عورتوں کی گود ہی قابل اور نیک مرد بنایا کرتی ہے۔

حکومت برطانیہ کا ایک نیا دعویدار

انگلستان کے ضلع ہیرفورڈ میں ایک نوجوان انگریز رہتا ہے۔ اُسکا نام مسٹر میتھو ونی پالی ہے۔ اور اُسکی عمر ۳۰ سال ہے۔ اُس نے حال ہی میں محل بکنگھم کے پتہ پر ملک معظم جارج پنجم شاہ برطانیہ کو ایک خط بھیجکر مطلع کیا ہے کہ میں انگلستان کا حقیقی بادشاہ ہوں کیونکہ میرے جدامجد ہنری ٹیوڈر نے ۱۴۸۵ء میں دشمنوں پر فتح پانے کے بعد انگلستان کا تاج و تخت حاصل کیا تھا۔ حالانکہ اُسوقت جیمس اول جو کہ موجودہ بادشاہ کا مورث اعلیٰ تھا محض ایک تبدیل شدہ لڑکا تھا جسکی قائم مقامی کا حق علاقہ کارکار اسکن خاندان ادا کر رہا تھا۔

مسلم خواتین میدان عمل میں

ڈبوبری مہلاسمتی کا دوسرا اجلاس ۲۹ اپریل کو گوری پور میدان میں زیر صدارت شریمتی ہیم پربھا موزمدار منعقد ہوا جسمیں ۵ ہزار سے زائد ہندو و مسلم عورتوں اور مردوں نے شرکت کی۔ کانفرنس کی خصوصیت یہ تھی کہ بہت سی مسلم خواتین پردہ کو خیرباد کہکر کانفرنس میں شریک ہوئی تھیں اور اُنہوں نے ڈھوبری میں پہلی مرتبہ کارروائی میں عملی حصہ لیا تھا۔

صدر نے اپنے خطبہ میں حاضرین سے اپیل کی کہ وہ آئندہ جدوجہد کے لئے تیار رہیں کیونکہ یہ عین اغلب ہے کہ گاندھی ارون سمجھوتہ دیرپا ثابت نہ ہو۔ بدیں وجہ کانگریس کے پروگرام پر عمل کرنے کے لئے ہر وقت آمادہ رہنا چاہیئے۔

نسل کی افزائش سے انکار کرنیکا حق

نیویارک - ۲۷ اپریل - عدالت اپیل نے یہ فیصلہ قائم رکھا ہے کہ بیوی کو اس بات کا حق حاصل ہے کہ وہ بچے پیدا کرنے سے انکار کر دے - یہ مقدمہ بہت عرصہ سے چل رہا تھا اور اس سے ریاست متحدہ کی ہر ایک عورت کو دلچسپی تھی۔ مسنر میرین کے شوہر نے اپنی بیوی سے اس بنا پر طلاق حاصل کرنی چاہی تھی کہ بیوی نے اُسے دہوکہ دیکر شادی کرلی تھی۔ اُسکا اقرار تھا۔ کہ شادی کرکے اس کے لئے بچے پیدا کروں گی۔ مگراب وہ ایسا کرنے سے انکار کرتی ہے۔ عورت کا بیان ہے کہ میں بچے اس وجہ سے پیدا نہیں کرتی کہ میرے شوہر کی تنخواہ اتنی نہیں ہے۔ جس سے میں بچوں کی تربیت کا بوجھ اُٹھا سکوں گی +

عدالت نے اس مقدمہ میں یہ فیصلہ دیا ہے کہ کسی عورت کا شادی سے پہلے اپنے شوہر سے اس بات کا اقرار کرنا کہ وہ اس کے لئے بچے پیدا کرے گی کوئی ایسا قانونی معاہدہ نہیں ہے۔ جس کی بنا پر شوہر اس کے خلاف دہوکہ دہی کا دعوے کرے اور شادی کے معاہدہ کو ختم کرانا چاہے۔

خواتین سرحد کی بیداری

پشاور ۱۲ مئی - مسلم خواتین کا ایک عام جلسہ خان امیر محمد خاں کی اہلیہ کی زیر صدارت منعقد ہوا جس میں کئی قومی نظمیں پڑھی گئیں۔ اور متعدد خواتین نے تقریروں میں اپنی بہنوں سے اپیل کی کہ وہ سیاسیات میں عملی حصہ لیں اور سودیشی پارچہ استعمال کریں۔ حاضرین نے دونوں باتوں پر عمل کرنیکا وعدہ کیا۔

تہذیب کی "برکتوں" سے محروم جزیرہ

جاپان کے قریب ایک چھوٹا سا جزیرہ ہاکوشما نام سے مشہور ہے۔ یہ ٹوکوہاما اور ٹوکیو سے ایک دن کے سفر پر ہے اسکا دائرہ قریب ڈہائی میل کے ہے۔ اس کے وسط میں ایک سرسبز پہاڑی ہے اس جزیرہ کے قریب سفر کرنے والے جہاز کے مسافروں کو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس میں کوئی انسان آباد نہیں ہے لیکن یہاں درحقیقت کافی آبادی ہے لیکن یہاں کے باشندے تہذیب اور تمدن کی روشنی سے ناآشنا ہیں اس جزیرہ میں جاپانی طرز کے کچھ مکانات ہیں ایک مندر ہے اور باغات بھی ہیں۔ لیکن تھیٹر، سینما، ہوٹل یا سیر و تفریح کے دیگر ساز و سامان یہاں دیکھنے کو بھی نہیں ہیں۔

اس جزیرہ میں عرصہ دراز سے گنتی کے ۴۴ خاندان آباد ہیں۔ اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ ہر ایک خاندان کے صرف بڑے بیٹے کو شادی کرنیکا حق ہوتا ہے اور باقی ماندہ لڑکے جزیرہ چھوڑ کر جاپان وغیرہ چلے جاتے ہیں۔ اسطرح یہاں کے ۴۴ خاندان جوں کے توں قائم رہتے ہیں ان خاندانوں کے ۱۴۴ مرد اور ۱۲۹ مستورات اس وقت یہاں آباد ہیں۔ یہ صرف مچھلیاں پکڑنے کا کام کرتے ہیں جس قدر مچھلیاں اُن کے کھانے سے بچتی ہیں اُن کے بدلہ میں جاپان سے کپڑا اور دیگر سامان خرید لاتے ہیں۔ اس جزیرہ کی حکومت بھی عجیب قسم کی ہے۔ کوئی یہاں کسی خاص حصہ کا مالک نہیں ہے۔ بلکہ سب کا سب کچھ ہے۔ عورتیں باغات میں کام کرتی ہیں۔ اور مرد

مچھلیاں پکڑتے ہیں۔ دونوں کے کام کی آمدنی ایک جگہ جمع کی جاتی ہے جو سب کے کام آتی ہے۔ یہاں لڑائی جھگڑے کا نام نشان بھی نہیں ہے۔ بدھ دہرم کے مذہبی سردار ریورینڈ اٹیو کو سوتیح اس جزیرہ کے حالات سب سے زیادہ جانتے ہیں۔ آپ لکھتے ہیں کہ میں ۲۰ سال سے اس جزیرہ کی تاریخ اکٹھی کرنے کی کوشش کر رہا ہوں اور ممکن ہے کہ کچھ عرصہ میں اسے شایع کر سکوں۔ یہاں تعلیم کے لئے صرف ایک پرائمری سکول ہے۔ اس جزیرہ میں کبھی کسی نے چوری نہیں کی۔ اور نہ کبھی آپس میں جھگڑا ہوا۔ نہ گولیاں چلیں۔ یہاں کے باشندے رات کو سوتے وقت دروازے کبھی بند نہیں کرتے۔ جب کبھی کوئی بیمار ہوجاتا ہے تو سارے جزیرے کے آدمی جمع ہوکر اسکی صحت کیلئے بدھ بھگوان سے پرارتھنا کرتے ہیں۔ یہاں کا مندر آٹھ سو سال کا پُرانا ہے۔ یہاں ہر سال مندر میں ناچ ہوتا ہے جسمیں سب عورت مرد شریک ہوتے ہیں۔ اس مندر کے کونوں پر دو شیروں کی تصویر رکھی جاتی ہے۔ ناچتے وقت صرف ڈھول بجایا جاتا ہے۔ تیس آدمی ایک ساتھ صف باندھ کر ناچتے ہیں۔ اُن کے ہاتھوں میں بڑے بڑے پنکھے ہوتے ہیں۔ جاپانی سیاح بھی کبھی بطور سیر یہاں آتے جاتے رہتے ہیں۔

اِسے برکت کہا جائے یا لعنت

۱۹۳۰ء میں لندن کے دارالسلطنتی رقبہ میں ٹریفک کے حادثات سے ۱۲۶۰۔ اشخاص ہلاک اور ۵۵ ہزار ۸ سو ۲۰۔ افراد مجروح ہوئے ہیں۔ تمام برطانیہ اعظم میں ۷ ہزار تین سو افراد ٹریفک کے حادثات سے ہلاک اور ایک لاکھ ۷۰ ہزار ۸ سو ۱۹۔ افراد مجروح ہوئے ہیں۔

تفصیلات مظہر ہیں کہ موٹر بسوں اور کوچ گاڑیوں سے ۹۳۸۔ افراد ہلاک ہوئے ہیں اور ۱۱ ہزار ۳ سو ۴۲ مجروح ہوئے ہیں۔ پرائیوٹ موٹر کاروں سے اُسکی دوگنی تعداد ہلاک ہوئی ہے۔ موٹر کاروں سے جسقدر افراد ہلاک ہوئے ہیں، اُن کی تعداد موٹر بسوں سے ہلاک شدہ اشخاص کی تعداد کے مقابلہ میں ۵ گنی ہے۔ موٹر سائیکلوں سے جو لوگ ہلاک ہوئے ہیں۔ اُن کی تعداد اُنسے بھی زیادہ ہے۔

اِن تیز رفتار سواریوں کے باعث ہلاکت سے اموات کی تعداد میں بھی اضافہ ہو رہا ہے۔ گذشتہ سال کے مقابلہ میں امسال ہلاک شدگان اور مجروحین کی تعداد بقدر ۷ ہزار ۵ سو زائد ہے۔

سال رواں میں ٹریفک کی وزارت اِن حادثات کے انسداد کے لئے حتی الوسع تدابیر اختیار کر رہی ہے۔

طرابلس کے مسلمانوں پر اطالویوں کے مظالم

کراچی ۱۹ اپریل۔ مولانا حسین احمد صاحب مدنی و دیگر ہندوستانی مسلمان چند یوم قبل حج سے واپس تشریف لائے ہیں۔ اُنکو مکہ میں معلوم ہوا تھا کہ اطالوی حکمراں طرابلس کے مسلمانوں پر ہولناک مظالم کر رہے ہیں جو کہ غیر ملکی حکومت کا جوا اُتار پھینکنے کی حتی الوسع کوشش کر رہے ہیں۔ عربی زبان میں بہت سے اشتہارات و پمفلٹ وغیرہ جنمیں حکمرانوں کے جبر و استبداد کی کہانی درج ہے مکہ میں تقسیم کئے گئے ہیں۔

مولانا حسین احمد صاحب مدنی نے جنہوں نے یہ واقعات خود سُنے تھے اور جو کہ ۱۹۲۱ء میں خلافت و تحریک میں مولانا محمد علی مرحوم کے ساتھ سزا لئے قید بھگت چکے تھے ایک جلسہ میں جو کہ نیشنل مسلم ایسوسی ایشن کے زیر اہتمام منعقد ہوا۔ ایک ریزولیوشن

پیش کیا جسمیں ان شرمناک مظالم کی مذمت کی گئی جو کہ اطالوی حکمراں طرابلسی مسلمانوں پر ڈہا رہے ہے اور بین الاقوامی لیگ سے مطالبہ کیا گیا۔ کہ وہ طرابلس کو اٹلی کے پنجہ سے آزاد کرا دے۔ رزولیوشن میں مسولینی سے اپیل کی گئی تھی کہ وہ اِن مظالم کا انسداد کریں اور ہندوستان کے مسلمانوں سے مطالبہ کیا گیا کہ وہ اطالوی مال کا بائیکاٹ کریں۔ ریزولیوشن اتفاق رائے سے پاس ہو گیا۔

کہا جاتا ہے کہ طرابلس میں اطالوی حکمراں مسجدوں کو ناپاک کر رہے ہیں۔ قرآن کو پیروں سے کچلتے اور جلا دیتے ہیں بہت سے مسلمانوں کو اُن کی تمام جائداد سے محروم کر دیا گیا ہے۔ بہت سے مسلمانوں ہوائی جہازوں سے نیچے پھینکدیا گیا۔ عورتوں کی بے عزتی کی جارہی ہے اور ہزاروں مسلمانوں کو جیلخانوں میں مقید کر دیا گیا ہے۔ ایک ریزولیوشن میں مولوی نثار الدین کانپوری کی وفات پر اظہار تعزیت کیا گیا جو کہ حج کر کے ہندوستان کو واپس آرہے تھے۔ مرحوم بھی خلافت کی تحریک کے سلسلہ میں سزایاب ہوئے تھے۔

بچوں کے جلسہ میں بیگم صاحبہ آصف علی کی تقریر

بھارت بال پریم سبھا کے جلسہ میں مسز آصف علی نے جو خطبہ صدارت پڑھا تھا وہ آب زر سے لکھنے کے قابل ہے۔ ذیل میں اُسکا اقتباس دیا جاتا ہے۔ آبادی کا سب سے بڑا حصہ جو پہلے ناسمجھ اور غافل سمجھا جایا کرتا تھا۔ وہ اب بیدار ہونے لگا ہے اور اپنے آپ کو متحد کر کے اپنے ملک کی آئندہ ترقی کا بنیادی پتھر قائم کر رہا ہے۔

آپ نے فرمایا کہ ہمارے ملک کے بچوں نے قوم کی آزادی کی جنگ میں جو حصہ لیا ہے اور جو تکالیف اور مصیبتیں برداشت کی ہیں انہوں نے ہندوستان کی عزت اور قوم کی اُمیدوں کو نہ صرف بھارت ورش میں بلکہ غیر ملکوں میں بڑھایا ہے اور آج ہم فخر سے کہہ سکتے ہیں۔ کہ ہندوستان کے بچوں نے گذشتہ سال کی جنگ آزادی میں اپنا پورا حصہ لیا ہے اور اپنے لئے لوگوں کے دلوں میں ایک بےمثال جگہ حاصل کر لی ہے۔

اگر ہمارا ملک ایسے بچے پیدا کر سکتا ہے جو وطن کے چھوٹے چھوٹے سپاہی بنکر مادر وطن کی خدمت کریں۔ تو وہ زمانہ دور نہیں جب تم آزادی کی خوشگوار ہوا میں سانس لوگے۔

حاضرین کو بتلایا کہ ہمارے ملک میں اِسوقت کروڑوں افراد ایسے موجود ہیں۔ جنکو ایک وقت مشکل سے کھانا ملتا ہے اور جنکے تن ڈھکنے کو کپڑا نہیں اور رہنے کو مکان نہیں۔ اس کی وجہ ہندوستان کی غلامی ہی ہے۔ مگر وہ قوم جس کے بچے اپنے ملک کے مظلوموں کی خاطر اپنی معصوم اور خوش زندگیوں کی کچھ پرواہ نہ کر کے سختیاں جھیل سکے ہیں کبھی ذلیل و خوار اور غریب و غلام نہیں رہ سکتی۔ آپ نے فرمایا کہ ہماری مثال اسوقت پودھوں کی سی ہے جو بڑھ کر درخت بنتے ہیں جسطرح پودھونکو بڑھنے کیلئے ہوا اور روشنی کی ضرورت ہوا کرتی ہے اسیطرح بچونکو سچائی اور علم اور دلیری کی ضرورت ہے۔ جو بچے سچائی کے پانی۔ علم کی روشنی اور دلیری کی ہوا میں پلتے ہیں وہ بڑھکر شاندار درخت کی مانند ہو جاتے ہیں جنکی شاخوں میں نیکی کے پرندے بسیرا لیتے ہیں۔ جنمیں خدمت کے پھول کھلتے ہیں۔ یہ درخت اتنے مضبوط ہو جاتے ہیں کہ دنیا کی برائی اُنکو اپنی آندھیوں سے گرا نہیں سکتی۔

نئی کتابیں

مذاقیہ کھانے

سالی بہنوئی کا مذاق، سلہج نندوئی کا مذاق اور بھاوج دیور کا مذاق۔ ہماری معاشرت میں جسقدر پر لطف اور دلچسپ چیز ہوسکتا ہے اتنا ہی عام طور پر تکلیف دہ اور بعض دفعہ بیحد لغو ہوتا ہے۔ اِس کی اصلاح کے لئے محترمہ آمنہ نازلی نے بہت سی زندہ دل عصمتی بہنوں کی مدد سے یہ خولصورت چھوٹی سی کتاب تیار کی ہے۔ اور اس میں صرف مہذب طریقے کے کھانوں کی صحیح ترکیبیں لڑکیوں کے لئے درج کی گئی ہیں۔ اُمید ہے یہ کتاب مستورات میں بہت مقبول ہوگی اور لڑکیاں ہاتھوں ہاتھ لینگی۔ قیمت صرف ۶ر ہے دفتر عصمت دہلی سے شائع ہوئی ہے۔

رہبر سفر یورپ

عصمت کے سنہ ۳۰ء و سنہ ۳۱ء کے پرچوں میں مولوی نصیر الدین صاحب ہاشمی کی سیاحت یورپ کے کافی مضامین شائع ہوئے ہیں اب مولوی صاحب موصوف نے اپنی سیاحت کے دلچسپ حالات کتابی صورت میں شائع کر دیئے ہیں۔ اتبک اُردو میں جسقدر یورپ کے سفرنامے شائع ہوئے ہیں غالباً یہ کتاب اِن سب میں مختصر ہے لیکن قریب قریب وہ تمام باتیں آگئی ہیں جنکے جاننے کی ایک سیاح کو ضرورت پڑتی ہے۔ ہر عنوان کے تحت میں ضروری معلومات پہنچائی گئی ہے اور اس میں شک نہیں جو خواتین ممالک یورپ مثلاً انگلستان، جرمنی، فرانس کی سیاحت کو جائیں اُن کیلئے واقعی یہ کتاب رہبر کا کام دیگی۔ دوسرے خواتین بھی اگر اسکا مطالعہ کریں تو باعث دلچسپی ہوگا اور اُن کی معلومات میں اچھا اضافہ ہوگا۔ ضخامت چھوٹی تقطیع کے ۹۰ صفحے قیمت غالباً ۸ر ہے مولوی صاحب موصوف سے ترپ بازار تلجا گوڑہ حیدرآباد دکن کے پتہ سے ملیگی۔

شریر بیوی

مرزا عظیم بیگ صاحب چغتائی بی۔ اے۔ ایل ایل بی۔ جن کے مضمون قدامت پسندی پر عصمت کی اِن شتاہی میں خوب بحث ہوتی رہی اِس دلچسپ ناول کے مصنف ہیں اور جیسی کہ مرزا صاحب کا نام دیکھکر توقع ہوسکتی تھی قصہ کے پیرایہ میں آزادی و بے پردگی کی تبلیغ کی گئی ہے۔ ناول اسمیں شک نہیں دلچسپ ہے۔ پلاٹ میں دلکشی اور جدت ہے طرز بیان کافی شگفتہ اور ظرافت آمیز ہو تاہم کنواری بچیوں کیلئے موزوں نہیں ہو البتہ پختہ عمر کی عورتیں مطالعہ کرسکتی ہیں۔ عصمت سے نصف تقطیع ۱۸۶ صفحے قیمت ۸ر ملنے کا پتہ منیجر صاحب نیرنگ خیال بکڈپو لاہور

وقائع عالمگیر

شہنشاہ اورنگ زیب عالمگیر کو غیر مسلم مورخوں نے بہت بدنام کر رکھا ہو گو علامہ شبلی نعمانی مرحوم نے اعتراضات کے نہایت معقول جواب دئیے ہیں تاہم اشد ضرورت ہے کہ اِس جلیل القدر شہنشاہ کے صحیح حالات کی اور کتابیں شائع ہوں۔ وقائع عالمگیر میں چودھری نبی احمد صاحب سندیلوی ڈپٹی ایس پی علی گڈھ نے شہنشاہ کا صحیح کیرکٹر اُن کے خطوط اور مستند مورخوں کی روایتوں سے دکھانے کی کامیاب کوشش کی ہے واقعی یہ کتاب بہت محنت سے تالیف کیگئی ہے۔ اور حق رکھتی ہے کہ قدردانی کے ہاتھوں سے خریدی جائے اور اوپر تلے اسکے کئی ایڈیشن شائع ہوں قیمت ۸ر مجلد عام دو روپیہ مولف سے ملیگی۔

منتخب ہندی کلام

جیسا کہ نام سے ظاہر ہے اِس کتاب میں ہندی شاعری کا انتخاب اسطرح دیا گیا ہے کہ پہلے ہندی دوہے پھر مشکل الفاظ کے معنی پھر دوہے اردو رسم الخط میں پھر ترجمہ اُسکے بعد تشریح گویا جسقدر ہندی شاعری کے نمونے اِس کتاب میں دئے گئے ہیں ہندی نہ جاننے والے اُنکا پورا لطف اُٹھا سکتے ہیں اور انہیں ہندی شاعری کا ذوق پیدا ہوسکتا ہے۔ فلسفیانہ اور اخلاقی دوہے اِس قابل ہیں کہ ذوق ادب رکھنے والی خواتین اُنکا مطالعہ کریں مگر چونکہ ہندی کا عاشقانہ کلام بھی اِس کتاب میں ہے (اور بغیر اسکے انتخاب مکمل نہیں ہوسکتا تھا) اسلئے کنواری لڑکیوں کے لئے موزوں نہیں۔ ڈاکٹر جعفر حسین صاحب پی۔ ایچ۔ ڈی نے یہ کتاب مرتب کرکے اردو کی قابل قدر خدمت انجام دی ہے۔ قیمت ۱۲ر حیدرآباد بکڈپو چادر گھاٹ حیدرآباد دکن سے ملیگی۔

تبلیغی ٹائم پیس

نصیر واچ کمپنی صدر بازار میرٹھ نے حضرت علامہ راشد الخیری قبلہ کو یہ خوبصورت اور مضبوط ٹائم پیس نذر کیا تھا اُنہوں نے اِسے بہت پسند فرمایا اور اُنکا ارشاد ہے کہ ۶ ماہ سے یہ ٹائم پیس میرے پاس ہے کبھی ایک منٹ کا بھی فرق نہ ہوا۔ ہمیشہ نہایت صحیح وقت دیتا ہے

بزم عصمت

میں نہایت مسترت سے اطلاع دیتی ہوں کہ میرے بڑے بھائی جان میاں غلام عباس صاحب تیم بی۔ اے ڈپٹی کنٹرولر ملٹری اکونٹس پشاور کی شادی مورخہ ۲۷ ذلیقعدہ ۱۳۴۴ھ کو میری ماموں زاد بہن دلشاد سے بخیر و خوبی انجام پاگئی ہے۔ ناظرات دعا فرمائیں کہ یہ رشتہ ہم سب کیلئے باعث خیر و برکت ہو۔ والسلام۔ آمنہ تیم بنت خان بہادر میاں غلام رسول تیم

۸ مارچ ۱۳۱ء کو بوقت دو بجے دن خداوند کریم نے میری چچازاد و خالہ زاد بہن جمیلہ خاتون آرہ کو ایک چاند سا لڑکا عطا فرمایا ہے۔ بچے کا نام احسن ارکھا گیا۔ کوئی عصمتی بھائی یا بہن میرے چچازاد بھائی شاہ قمرالہدیٰ کے نام کا ہموزن تاریخی نام بچے کا لکھیں ممنون ہونگی۔ شکیلہ خاتون اروِل

میں نہایت مسترت کے ساتھ اطلاع دیتی ہوں کہ میری ہمشیرہ مسز راجہ غلام احمد خاں صاحبہ کے ہاں عید الفطر کے دن فرزند ارجمند تولد ہوا نام فاروق احمد خاں رکھا گیا کوئی بہن قطعہ ولادت تحریر فرماویں۔ تو مطلع کریں۔

راقمہ عصمت لاہور

میں دلی مسترت سے اطلاع دیتی ہوں کہ میری پیاری باجی نقیہ سلطان صاحبہ بیگم سید مقدس صاحب بی اے ایل ایل بی میونسپل کمشنر کو اللہ تعالیٰ نے بروز جمعرات بتاریخ ۲۶ فروری ۱۳۱ء دختر نیک اختر عطا فرمائی عصمتی بہنوں سے درخواست ہے کہ کوئی اچھا سا نام میری ننھی سی بھانجی کے واسطے تجویز فرمائیں

ناچیز انور سلطان اگرہ

میں نہایت مسرت سے اطلاع دیتی ہوں کہ میری دختر نیک اختر ثریا سلطان کی شادی خانہ آبادی ۶ مئی کو خلیفہ سید سعادت حسین سلمہ کیساتھ بخیر و خوبی انجام پائی اس خوشی میں ۲۵ روپے کی ناچیز رقم تربیت

نورجہاں بیگم دہرہ دون اور او بہنوں کو معلوم ہو کہ نزلہ اگر گلے سے شروع ہوتا ہو جسکو انگریزی میں سورتھروٹ کہتے ہیں اور جسکی بڑی پہچان یہ ہو کہ شروع شروع حلق میں کبھی کبھی درد ہوتا ہو اور گلے میں ریزش ہو کر کھانسی اُٹھتی ہے تو اُس کے واسطے (Iodien aiutment) جس میں ایوڈین اور گلسرین بہت زیادہ ہوا اور ویلین کم ہو گلے کے اُوپر کے حصہ پر مالش کریں سوتے وقت چار دن کے استعمال کے بعد مہینوں کی چھٹی ہو جاتی ہے۔ ایک عصمتی بہن۔ بن بسہ

محترمہ بہن مجیدہ ضیا بیگم صاحبہ کی خدمت میں التماس ہے کہ اُنہوں نے لکھا ہے کہ میری ایک ملاقاتی بہن کے منہ پر معمولی جھائیوں کے داغ تھے کسی بہن کے غلط دوائی بتلانے سے اب زیادہ ہو گئے ہیں اُن کے لیے میں ایک مفید نسخہ تحریر کرتی ہوں۔

زمبق مرہم (Zumbak aintment) اور زمبق سوپ (Zambak soap) استعمال رات کو سونے سے پہلے مرہم زمبق لیکر منہ پر ملیں جسقدر ہو سکے زیادہ دیر تک ملتی رہیں اور صبح اُٹھ کر شیر گرم پانی سے زمبق سوپ سے دھوئیں انشاءاللہ کُلّی فائدہ ہوگا۔ ایک ڈبیہ کے ختم ہونے پر اُنکو خود بخود معلوم ہو جائیگا اِس دوائی سے اگر فائدہ نہ ہوا تو نقصان بھی نہ ہوگا۔

مسز احمد شفیع سانده روڈ لاہور

محترمہ بہن اہلیہ حافظ نذر محمد صاحب (پسرور) کی خدمت میں عرض ہے۔ کہ وہ مندرجہ ذیل نسخہ کو استعمال کریں۔

ایک چھوٹا چمچ (چائے والا) پسی ہوئی ہلدی۔ گھی دو تولہ

[illegible]

اِن دونوں چیزوں کو ملا کر چولہے پر رکھدیں۔ جب گھی اچھی طرح کڑکڑا جائے۔ تو اُتار لیں۔ پھر اتنا گرم جس سے اُنہیں تکلیف نہ ہو بیکر زخم پر یا دیگر ورم شدہ جگہ پر خوب مالش کریں۔ بعد ازاں پرانی روئی لیکر گرم کرکے اُس کی دو تین دفعہ ٹکور کریں۔ پھر وہی گرم گرم روئی ساری جگہ پر باندھ دیں۔ یہ عمل ایک دفعہ رات کو سوتے وقت کریں اور ایک دفعہ صبح اُٹھکر۔ ہوا کی بڑی احتیاط رکھیں پٹی کھولتے وقت بھی سرد ہوا نہ لگنے دیں۔ اُمید ہے کہ اللہ اپنے فضل وکرم سے جلد صحت وشفا پائیگا۔

ہمشیرہ محمد اسلم خاں۔ سری نگر

ماہ مئی کے عصمت میں بہن محترمہ بیگم حشمت علی نے جو اکبر الہ آبادی کی غزل طلب فرمائی ہے درج ذیل ہے۔

مذہب کا ہو کیونکر علم و عمل جب دل ہی نہیں بھائی ایکطرف
کرکٹ کی کھلائی ایک طرف کالج کی پڑھائی ایک طرف
کیا ذوق عبادت ہو ان کو جو مِس لبوں کے ہوں شیدا
حلوائے دیسی ایک طرف ہوٹل کی مٹھائی ایکطرف
طاعون و تپ اور کھٹمل مچھر یہ سب ہیں پیدا کیچڑ سے
بہنے کی روانی ایک طرف اور ساری صفائی ایک طرف
ہر سمت تو ہے اک دام بچھا۔ رہ سکتے ہیں خوش کسطرح بھلا
اغیار کی کاوش ایک طرف آپس کی لڑائی ایکطرف
فریاد کئے جا اے اکبر کچھ ہو ہی رہیگا آخر کار
اللہ سے توبہ ایک طرف صاحب کی دہائی ایکطرف

ذ۔ ج۔ ساگر اور سعید النساء بیگم حیدر آباد دکن

دختر محمد عبد الصادق نے ریشمی کپڑے اور گرم کپڑے اور دھبے مٹانے کی ترکیب دریافت کی تھی گرم کپڑے سے دھبے اتارنے ہوں تو پٹرول میں تھوڑا سا سفید کپڑا بھگو کر داغوں پر زور سے رگڑیں داغ اُڑ جائیں گے اور کپڑا بالکل صاف اور نیا نکل آئیگا

حمید النساء بنت شیخ فرنعلی صاحب

صبحکو باؤبڑنگ ایک چھٹانک خوب صاف کرکے مریض کو کھلائیں اسکے بعد قریب پاؤ بھر کے دہی پلائیں۔ دس بجے تک مریضہ کو کچھ کھانے نہ دیں۔ بعد دس بجے کے کوئی ہلکی غذا کھلائیں۔ پیٹ میں جسقدر کدو دانہ ہوگا سب نکلجائیگا۔ اور ہفتہ میں صرف ایکدفعہ ایسا کرنا چاہئے۔ اور صرف تین ہفتہ کھلانا ہوگا۔ یعنی صرف تین مرتبہ غذا چاہیے تو مریضہ ضرور اچھی ہوجائیگی

مسز ظہیر حسین مرزا۔ گملہ ضلع رانچی۔

بہن سعیدہ پروین کو معلوم ہو کہ ڈاکٹر اقبال کی کتاب بانگ درا مجلد ۳؎ اور غیر مجلد ۲؎۔ شیخ مبارک علی تاجر کتب اندرون لوہاری دروازہ۔ لاہور سے ملسکتی ہے۔

مہر النساء۔ پی۔ پاڑ۔ مارواڑ

سات آٹھ سال سے مجھے ایک عجیب طرح کا زکام ہے جو ماہ میں ایک دو دفعہ بلا ناغہ ہوتا ہے اول ناک بہت کھجاتی ہے بعد ازاں بیحد چھینکیں آتی ہیں۔ گو بیچین ہوکر سر جھکاتی ہوں تو ناک سے بے انتہا پانی بہتا ہے اور سخت بیچینی وبیکلی کی حالت میں تین روز تک گرفتار رہ کر چوتھے روز اچھی خاصی ہو جاتی ہوں بہت کچھ علاج کیا کوئی فائدہ نہوا۔ نیز ایک عجیب مرض کی بھی دوا مطلوب ہے۔ لوگ داد کہتے ہیں۔ نہ معلوم کیا ہے۔ دائرہ وار کھجلاہٹ یہ سب داد کی علامات بدستور ہیں۔ لیکن وہ دانہ پکجاتا ہے اور زخم سا معلوم ہوتا ہے۔ جیسے گوشت پر چاقوں سے نشان سے ہوتا ہے اگر کسی بہن کو کوئی مجرب وآزمودہ نسخہ معلوم ہو تو براہ کرم اطلاع دیں +

ایک عصمتی بہن

میری چچازاد بہن کے بال بہت سخت اور جاڑے ہیں اور

خواہ کتنا ہی تیل لگاؤں بال بالکل خشک اور سخت رہتے ہیں۔ تیل دیکھنے میں نہیں آتا۔ اس وجہ سے بہت تیل صابن بدلے لیکن کچھ بھی فائدہ نہیں ہوتا۔ اگر برائے نوازش کوئی بہن بھائی ایسا کوئی تیل یا صابن بتائیں جو بالوں کو نرم اور کردے تو بہت شکرگذار ہونگی۔ ایک خریدار عصمت

کوئی بہن مجھے بتا سکتی ہیں کہ میں جنگلی چوپایوں کی کھال کا کیا کروں۔ میں تو پھینک دیتی ہوں۔ بھائی کیواسطے مجھے رنگوانا درکار ہے۔ کوئی اور استعمال اگر ہو سکے تو بذریعہ عصمت بتائیں یا کسی خریدنے والے کا پتہ لکھیں ازحد مشکور ہوں گی۔ ایک عصمتی بہن۔ بن لسبہ

میرے مسوڑے ہمیشہ پک جاتے ہیں اور ان میں سے مواد و خون نکلا کرتا ہے چار یا پانچ ماہ سے واحدی صاحب کا منجن بھی استعمال کرتی ہوں۔ بہتیرا ڈاکٹری، یونانی علاج کیا مگر کچھ فائدہ نہوا۔ جب علاج کرو تو تھوڑے عرصہ کیلئے اچھے ہو جاتے ہیں۔ علاج چھوڑتی ہوں تو پھر پکجاتے ہیں جسکی وجہ سے کھانے پینے میں بیحد تکلیف ہوتی ہے۔ ورم ہو جاتا ہے۔ براہ کرم کوئی بہن یا بھائی مجرب و آزمودہ نسخہ بتائیں۔
بنت عبدالجلیل وکیل۔ گلبرگہ

بہن معلوم ہوا ہے کہ واحدی صاحب کا منجن استعمال کرنیوالے دوران استعمال میں ان سے مشورہ لیتے رہتے ہیں اور واحدی صاحب کی بتائی ہوئی ایک ترکیب سے فائدہ نہیں ہوتا تو دوسری ترکیب سے ہو جاتا ہے آپ نے غالباً انہیں اپنے نفع نقصان کی بابت کبھی کچھ نہیں لکھا۔ یہ بات ہمیں یوں محسوس ہوئی کہ آپکا بیان ہے کہ علاج کرو تو تھوڑے عرصہ کیلئے دانت اچھے ہو جاتے ہیں بعد میں پھر پکجاتے ہیں۔ دانتوں کی صفائی کا اہتمام تو اچھے ہونیکے بعد بھی چھوڑنا نہیں چاہیے دانتوں کا مانجھنا اسیطرح ضروری ہے جسطرح منہ دھونا۔ خصوصاً جنکو دانتوں کی شکایت رہ چکی ہو انہیں تو کبھی غافل نہ رہنا چاہیے
منیجر

جن بہن صاحبہ نے اپنی ایک بہن کیلئے بواسیر کی دوا طلب کی اور دوران تحریر میں یہ بھی لکھا ہے کہ چہارشنبہ کی انگوٹھی اور کعبہ شریف کی ملادی انگوٹھی سے خون سوزش وغیرہ موقوف ہوگئی۔ تو براہ عنایت بہن صاحبہ یہ مطلع کریں کہ یہ انگوٹھیاں کہاں سے اور کسقدر قیمت پر دستیاب ہوسکتی ہے۔
ایک ضرورتمند بہن

اجیسے میرا آخری بچہ پیدا ہوا ہے۔ مجھے دردسر کی شکایت رہا کرتی ہے اگر میں دیر تک کتاب پڑھتی رہوں یا سینے پرونے کا کام کروں تو سر میں درد ہونے لگتا ہے۔ حتیٰ کہ ریل موٹر کی سواری میں گھنٹہ دو گھنٹہ بیٹھنے سے بھی سر کا درد شروع ہو جاتا ہے۔ چاہتی ہوں کہ بغیر چشمہ لگائے یہ شکایت میری جاتی رہے۔ کوئی بہن اگر اسکا علاج جانتی ہوں تو تحریر کریں بڑا احسان ہوگا۔ ۲۔ بہن شہر بانو حاجی پور جنکا مضمون اپریل مہینہ میں تیسرے درجے کے عنوان سے نکلا ہے۔ مجھے بہت پسند آیا۔ میں نے سنا ہے کہ حاجی پور میں ہر سال ایک بڑا عظیم الشان میلہ ہوتا ہے۔ کیا وہ اطلاع دے سکتی ہیں کہ حاجی پور میں قیام کیلئے ڈاک بنگلہ یا ہوٹل ہے۔ اور اگر میں انسے ملنا چاہوں تو وہ مجھسے ملنا پسند کریں گی۔
سعید فاطمہ

آجکل جو ایک اشتہار عصمت میں حسن پرور کے نام سے چھپ رہا ہے اگر کسی عصمتی بہن نے اسکو آزمایا ہو تو وہ مجھکو بذریعہ عصمت مطلع کریں ممنون ہونگی۔ والدہ رفیع الدین احمد۔ بریلی

مجھے پتہ کتب علاج شمسی جس سے کہ ذریعہ رنگین بوتلوں کے پانی بھر کر علاج کیا جاتا ہے مطلوب ہے کیا کوئی بہن یا بھائی پتہ کتب مذکور بالا

[illegible]

واحدی صاحب کا منجن

اکسیر دنداں

یہ منجن اس نسخہ سے بنایا گیا ہے جو ملا واحدی صاحب اڈیٹر نظام المشائخ کو ان کی اڈیٹری طبیب کے زمانہ میں یعنی سنہ ۱۹۱۴ء میں مسیح الملک حکیم اجمل خانصاحب مرحوم نے عنایت فرمایا تھا اس سے دانتوں اور مسوڑوں کی تمام خرابیاں تکلیفیں رفع ہو جاتی ہیں چودہ پندرہ سال سے واحدی صاحب اسے خود بھی استعمال کرتے ہیں اور اپنے شہر کے ہر ضرورتمند کو بھی دیتے ہیں ہر شخص اس کا ثنا خواں ہے اور اسے سب سے اچھا منجن تسلیم کرتا ہے۔ سینکڑوں ہلتے ہوئے دانت اس منجن نے جوڑ دئے۔ متعدد آدمی ہیں جنہیں پائریا کی شکایت تھی اور ہر کھانے کیساتھ مسوڑوں کا خون اور مسوڑوں کی پیپ پیٹ میں اتر اتر کر جن کی صحت کو برباد کر رہی تھی صرف اس منجن کے ملنے سے اُن کے مسوڑے اچھے ہو گئے اور آج وہ خدا کے فضل سے تندرست ہیں جس منجن نے پائریا جیسے موذی مرض کو آرام کیا ہو اور جس منجن سے ہلتے ہوئے دانت جڑ جاتے ہوں اسکے دوسرے معمولی فوائد بیان کرنے فضول ہیں یہ خیال کر کے دہلی سے باہر کے لوگوں کے پاس بھی اس منجن کو پہنچایا جائے ہم نے واحدی صاحب سے منجن کا یہ نسخہ مانگ لیا ہے اور لاگت کی لاگت اسے فروخت کر رہے ہیں قیمت فی شیشی ۸ محصولڈاک ۴ہ دو شیشیوں پر محصول ۵ر

ملنے کا پتہ

احمد مجتبیٰ منیجر رسالہ نظام المشائخ ۲۱ کوچہ چیلان دہلی

میاں بیوی کا جھگڑا دور کرنے کا

تعویذ

۶/۱۲

صحت صحت اور صرف صحت ہے

خاوند جب سارے دن کا تھکا ماندہ گھر میں آتا ہے تو وہ امید کرتا ہے کہ اسکی بیوی اُسے خوش ملے، اسکی شکل اسکا رویہ اسکی مدارات سب ہی کچھ دلکش ہو لیکن جب عورت کی صحت ہی اچھی نہ ہو اسکا چہرہ افسردہ اسکی حرکت سست ہو تو میاں کا مزاج چڑچڑا نہ ہو تو اور کیا ہو۔ ہمارے ملک کی نوّے فی صدی بیبیاں کسی نہ کسی اندرونی مرض میں مبتلا ہوتی ہیں اور اسکی وجہ سے وہ اپنی عمر زندہ رہ کر نہیں بلکہ لٹک کر گذارتی ہیں ایک خفیف سا نقص بھی عورت کی شکل اور اسکے اخلاق کو بگاڑ دیتا ہے پس اگر صحت کی قدر کرنی ہے تو کنارسی اونس استعمال کریں یہ دوا خون صالح پیدا کرتی ہے اگر دبلا جسم ہو تو توانا اور موٹا ہو تو ٹھوس ہوتا ہے۔ قیمت فی شیشی علاوہ محصولڈاک ۱۲ تین شیشی ۴ہ اپنے ہاں کے دوا فروش یا اگر اُنکے پاس نہ ملے تو براہ راست ہم سے طلب کریں

ہماری مندرجہ ذیل اشیاء بھی قابل استعمال ہیں

دلکشا سنوں، دانتوں کے ہر قسم کے مرض کیلئے بے نظیر منجن ہے قیمت فی شیشی ۸ر دلکشا ہیر آئیل بہترین تیل ہے قیمت فی بڑی شیشی ۱۲ - اور چھوٹی ۱۲ر سرمہ نورانی آنکھ کے ہر مرض کے لئے لاثانی علاج ہے۔ قیمت ۱۲ فی تولہ

ملنے کا پتہ:-

منیجر دلکشا پرفیومری کمپنی قادیان پنجاب

شادی کی ضرورت

ایک شریف خاندان معزز تعلیم یافتہ ملازم گورنمنٹ تینتیس ۳۳ سالہ شخص کے لئے جو ڈیڑھ سو روپے ماہانہ پنشنبل عہدہ رکھتا ہے ایک نوجوان شریف لڑکی کی جو ظاہری و باطنی خوبیوں سے آراستہ و تعلیم یافتہ ہو اور چند صغیر سن بچوں کی نگہداشت و تربیت بخوبی کر سکے، خط و کتابت مندرجہ ذیل پتہ پر ہونی چاہیئے۔

منشی احمد حسین۔ گورنمنٹ ہائی اسکول ہاپڑ (میرٹھ)

کیا آپنے کامل دائی یا لیڈی ڈاکٹر باتصویر خرید لی ہے۔

اگر نہیں! تو آج ہی کارڈ لکھکر منگوالیں۔ اس کتاب کا اشتہار رسالہ عصمت میں عرصہ سے جاری ہے سر راہ تعریف کرنے سے کاغذ سیاہ کرنا ہے۔ مختصر یہ کہ اس کتاب میں عورتوں کی سب بیماریوں۔ زچہ بچہ کی نگہداشت بچوں کی بیماریاں اور علاج اور دائی جنائی کا مفصل کام باتصویر بیان کیا گیا ہے۔ اسلئے اس کتاب کا ہر گھر میں ہونا اور عورت مرد۔ حکیم۔ دائی۔ ڈاکٹر کو مطالعہ کرنا از حد مفید ہے۔ یہ اڈیشن بھی قریب ختم کے ہے قیمت فی مجلد ۱۲؍ - محصول ڈاک و پیکنگ ۶؍

نوٹ: یہ کتاب عصمت بک ایجنسی دہلی سے بھی مل سکتی ہے۔

پتہ:-

منیجر احسان اینڈ کمپنی بستی کوٹھی ۱۴ لودھیانہ (پنجاب)

رنگ گورا کرنیکی ترکیب

زنانہ دواخانہ کی شاندار اور قابل فخر خدمات

"حسن پرور" کی ایجاد نے ہندوستان میں وہ غیر معمولی شہرت حاصل کی کہ اب بچہ بچہ اسکے حیرت انگیز اثر سے واقف ہوگیا، ہزارہا عورتوں اور مردوں نے استعمال کیا اور ایک معمولی سی چیز میں خدا کی قدرت کا تماشا دیکھا رنگ نکھارنے کے ہندوستان والوں نے بہت سی چیزیں ملک کے سامنے پیش کیں۔ مگر یہ کمال شاید کسی ایک ایجاد میں بھی نہ پیدا ہوا۔ جو حسن پرور کی صرف ایک شیشی نے کر دکھایا۔ حسن پرور کی صرف ایک شیشی کا استعمال کالے رنگ کو دیکھتے دیکھتے تبدیل کر دیتا ہے۔ اس وقت تک ہندوستان میں کئی ہزار بہن بھائی اسکے حیرت انگیز اثر سے پورا پورا فائدہ اٹھا چکے ہیں

اگر عصمتی بہنوں میں سے کسی بہن کا رنگ سانولہ ہو تو وہ صرف ایک شیشی منگا کر استعمال کرلے اور ایک ہندوستانی ایجاد کی اور ہماری محنت کی داد دیں۔ چونکہ دواخانہ ہذا کوئی تجارتی دواخانہ نہیں ہے بلکہ محض ہندوستانی بہنوں کی عرصہ دراز سے مخلصانہ خدمت کر رہا ہے اسلئے اسکی ایجاد کردہ دواؤں کی قیمت بھی بہت معمولی رکھی جاتی ہے حسن پرور کی ایک شیشی کی قیمت گیارہ آنہ ۱۱؍

محصول ڈاک وغیرہ ۵؍

پتہ:-

منیجر زنانہ دواخانہ دہلی

تصانیف محترمہ صغرا ہمایوں مرزا۔ ام آر اے ایس لندن

سرگذشت ہاجرہ

دلچسپ اور سبق آموز قصوں کے پیرایہ میں اخلاقی و اصلاحی جواہرات کا بیش بہا ذخیرہ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ازدواجی زندگی میں جو بدمزگی پیدا ہو جاتی ہے عورت انہیں کس طرح دور کر سکتی ہے۔ چار سہیلیاں ایک جگہ جمع ہو کر آپ بیتی سناتی ہیں۔ اس میں ہاجرہ کی سرگذشت سب سے زیادہ دلچسپ اور مفید ہے اور بتایا گیا ہے کہ بیوی بال بگڑے ہوئے گھر کس طرح سنوارتی اور ہاتھ سے نکلے ہوئے شوہروں کو کیونکر اپنا کرتی ہیں۔ علامہ سر محمد اقبال کی رائے ہے کہ سرگذشت ہاجرہ مستورات کے لئے نہایت مفید کتاب ہے۔ طرز بیان بھی سادہ موثر اور دلکش ہے بیگم صاحبہ سر عبدالقادر صاحب بیرسٹر ایٹ لا کی رائے ہے کہ یہ نہایت عمدہ اور دلچسپ کتاب ہے۔ اس میں ہر قسم کے نقائص کی بڑی خوبی سے قصے کے پیرایہ میں اصلاح کی گئی ہے۔ نواب فصاحت جنگ بہادر کی رائے کا خلاصہ "سرگذشت ہاجرہ مستورات کے اخلاق و تربیت کی رہبر کامل ہے لاجواب مفید قابل قدر کتاب ہے" خان بہادر سر عبدالقادر لاہور کی رائے ہے۔ سرگذشت ہاجرہ نتیجہ خیز دلچسپ کہانی ہے لڑکیوں کیلئے مفید ہے۔ باتوں باتوں میں اخلاقی سبق اس سے حاصل ہوتے ہیں بارہ دم قیمت ۱۲

موہنی

ایک اخلاقی معاشرتی افسانہ ایک شہزادی شوہر کے انتقال پر گھر بار چھوڑ کر جنگلوں میں ماری ماری پھرتی ہے یہاں تک کہ ایران پہنچتی ہے اور وہاں عجیب طریقہ سے شوہر سے ملاقات ہوتی ہے، ایران کی معاشرت، مہمانداری، زچہ خانہ، شادی بیاہ، رسوم و رواج پر ایسی مفید معلومات کسی کتاب میں نہ ملیں گی۔ بہت دلچسپ اور سبق آموز قصہ ہے۔ مصنفہ کی تصویر بھی ہے

قیمت صرف بارہ آنہ ۱۲

تحریر النسا

لڑکیوں اور عورتوں کے لئے جدید طرز پر خطوط نویسی کی بے نظیر کتاب۔ اخلاقی و معاشرتی و مذہبی مضامین کا لاجواب مجموعہ جس میں مستورات کو عملاً کارآمد اور مفید بہت سی باتیں بتائی گئی ہیں یہ کتاب انشا کی انشا ہے اور نتیجہ خیز سبق آموز مضامین کا مجموعہ بھی اسے پڑھنے کے بعد نہ صرف مستورات ہر موضوع پر اچھے اچھے خطوط ہی لکھ سکتی ہیں بلکہ ان کی معلومات میں بھی مفید اضافہ ہوتا ہے ضخامت سوا سو صفحہ قیمت ۱۲

مشیر النسوان یا زہرہ

ایک دلچسپ اخلاقی ناول جس میں لڑکیوں کو بہت سی بیش بہا اخلاقی باتیں بتائی گئی ہیں، قصہ دلچسپ اور نتیجہ خیز ہے طرز بیان بیحد آسان، اکابرین قوم نے جسے پڑھکر حسب ذیل ریویو کئے ہیں۔

علامہ شبلی نے اسے پڑھکر فرمایا تھا یہ کتاب محاسن سے مملو اور معائب سے بالکل پاک ہے" جسٹس شرف الدین صاحب کی رائے ہے۔ میں اس کتاب کی سلاست و طرز تحریر سے نہایت متحیر ہوا۔ کتاب اسم بامسمی ہے" اخبار مشیر دکن کے ریویو کا خلاصہ۔ کیا بلحاظ مضامین کیا بلحاظ زبان بڑی دلچسپ اور دلاویز کتاب ہے۔ مخبر دکن کا ریویو، عورتوں کے لئے نہایت دلچسپ اخلاقی ناول ہے شوکت اسلام کا ریویو "بے نظیر ناول ہے جس میں عورتوں کی ہر حالت اور ہر عمر کے متعلق نصائح اور معلومات کے ذخیرہ دلچسپ طریقہ سے بیان کئے گئے ہیں۔ اخبار تہذیب نسواں کا ریویو" اس قصہ کو مصنفہ نے نہایت دلچسپ اور پر لطف طریقہ سے بیان کیا ہے۔ مصنفہ کو اس تصنیف پر تمغہ طلائی دیا گیا تھا۔ سوم حصہ قیمت ۱۲

ملنے کا پتہ۔ مینیجر عصمت کوچہ چیلاں دہلی

بالشتیوں کی دنیا

ایک انگریز سیاح گلیور صاحب بالشتیوں کی دنیا میں چلے گئے تھے جنہیں بالشتئے دیو سمجھتے۔ سیاح کبھی درجنوں بالشتیوں کو ہتھیلی پر اٹھا لیتا تھا کبھی کئی کئی کو جیب میں ڈال لیتا تھا، سینکڑوں بالشتیوں کا کھانا جو نہایت اہتمام سے تیار رہتا ایک لقمہ میں ختم کر دیتا تھا بڑی مزیدار کہانی ہے۔ لڑکے اور لڑکیاں پڑھیں گے تو خوب ہنسیں گے۔ صاحبزادہ ولی احمد خانصاحب بی اے نے ترجمہ کیا ہے کتاب کا نام مختصر دنیا ہے قیمت صرف ۵

بچوں کی تربیت

بچوں کی پرورش اور تربیت پر اس قدر آسان پیرایہ میں ایسی مفید کتاب اردو میں آجتک شائع نہیں ہوئی دلی کے شریف گھرانوں میں بچوں کی پرورش میں جن جن باتوں کا خیال رکھا جاتا تھا اور جن بیماریوں میں اشرفیاں خرچ کیجاتی ہیں اور اسوقت پیسوں میں کام ہو جاتا تھا وہ سب اس میں جمع کی گئی ہیں پھر سائنس اور حفظان صحت کے اصول پر لکھی گئی ہے اور ذاتی تجربے بیان کئے گئے از مولوی عبدالغفار صاحب انجری سابق پروفیسر ٹرکش یونیورسٹی بیروت۔ قیمت دس آنہ ۱۰

مینیجر عصمت دہلی

June 1931 Regd. No. L. 1872
Vol. 46
No. 6.
THE ISMAT DELHI
India's Leading Literary Ladies Magazine

Title Printed at the Murari Art Press, Delhi